نزہۃ المتقین

اردو شرح

ریاض الصالحین

امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف النووی الدمشقی

دوم

مؤلفین: ڈاکٹر مصطفیٰ سعید الخن۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا۔ محی الدین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی

ترجمہ و فوائد: مولانا شمس الدین نظرِ ثانی: حافظ محبوب احمد خان

مکتبۃ العلم

۱۸-اردو بازار ۔ لاہور ۔ پاکستان

نزہۃ المتقین
اردو شرح
ریاض الصالحین
امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف النووی الدمشقی
دوم
مؤلفین ، ڈاکٹر مصطفٰی سعید الخن۔ ڈاکٹر مصطفٰی البغا۔ محی الدین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی
ترجمہ و فوائد : مولانا شمس الدین
نظر ثانی : حافظ محبوب احمد خان
ناشر
مکتبۃ العلم
۱۸۔ اردو بازار ٥ لاہور ٥ پاکستان
7231788-7211788

نام کتاب .... نزہۃ المتقین اردو شرح ریاض الصالحین

مؤلفین .... { ڈاکٹر مصطفیٰ سعید الخن۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا
محی الدین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی }

ترجمہ و فوائد : .... مولانا شمس الدین

نظرِ ثانی : .... حافظ محبوب احمد خان

طابع .... خالد مقبول

مطبع .... افضل شریف پرنٹرز

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7224228

مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7221395

مکتبہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور 7211788

کتاب عيادة المريض

کتاب آداب السفر

کتاب الفضائل

کتاب الاعتکاف

کتاب الحج

کتاب الجهاد

كتاب العلم

كتاب حمد الله تعالٰى وشكره

كتاب الصلوٰة

كتاب الاذكار

كتاب الدعوات

كتاب الامور المنهي عنها

کتاب المنثورات

کتاب الاستغفار

تعارفِ راویان

كِتَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

۱۱۴ :بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَتَشْيِيْعِ الْمَيِّتِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَحُضُوْرِ دَفْنِهٖ وَالْمَكْثِ عِنْدَ قَبْرِهٖ بَعْدَ دَفْنِهٖ

باب :مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا' اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنا اوراس کے دفن میں شرکت اوردفن کے بعداس کی قبر پر کچھ دیر رکنا

٨٩٤ : عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ' وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ ' وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ ' وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ ' وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مریض کی عیادت کرنے' جنازے کے ساتھ جانے' چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینے'قسم کو پورا کرنے' مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا۔(بخاری ومسلم)

تخريج : تقدم شرح و تخريجه فی كتاب السلام رقم ٨٤٧/٣

٨٩٥ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ' وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ' وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ ' وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ' وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں:(۱) سلام کا جواب دینا' (۲) مریض کی عیادت کرنا' (۳) جنازوں کے پیچھے جانے' (۴) دعوت کا قبول کرنا اور (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔

تخريج :تقدم و شرحه فی باب تعظيم حرمات المسلين رقم ٢٤٠/١٧

اللغات : حق المسلم علی المسلم خمس : پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے سلسلہ میں جن کا خیال کرنا چاہئے۔الدعوة :ولیمہ۔

فوائد : (۱)روایت میں مذکورہ امور کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پرحق ہیں۔(۲)ان حقوق کا خیال کرنے

سے باہمی محبت والفت بڑھتی ہے اور اخوت و بھائی چارے کے تعلقات مضبوط تر ہوتے ہیں۔ امام مالک رحمتہ اللہ کے نزدیک یہ واجب حقوق ہیں۔

٨٩٦ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ :يَابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ! قَالَ : يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَ :اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَّرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْعُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهٗ؟ يَاابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ! قَالَ :يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَ : اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ؟ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ! قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ! رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

٨٩٦: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا' جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تُو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا' وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو یقیناً اسے میرے ہاں پالیتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا تُو تو تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً اس کو میرے ہاں پالیتا۔ (مسلم)

تخریج :رواه مسلم فی کتاب البر و الصلة' باب فضل عيادة المريض

اللغات :**ان الله عزوجل يقول** : یہ حدیث قدسی ہے۔ **كيف اعوذك** :اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب بیماری سے پاک ہیں تو عیادت جو اس پر مرتب ہوتی ہے۔ اس سے خود وراء الوراء ہوئے۔ **اما** : یہ حرف تنبیہ ہے۔ مخاطب کو مابعد والی بات کی اہمیت دلانے کے لئے لایا جاتا ہے۔ **لوحد تني عنده** :تو مجھے اپنی عیادت کو جاننے والا پاتا پھر میں تمہیں اس پر ثواب دیتا۔ **استطعمتك** : میں نے اپنے سائل بندے کے لئے تجھ سے کھانا طلب کیا۔ **لوجدت ذلك عندي** :اس کا کئی گنا اضافی ثواب میرے پاس پالیتا۔ **استسقيتك** : میں نے تجھ سے پانی طلب کیا یعنی اپنے بندے کی زبان سے۔

فوائد : (۱) مریض کی عیادت کرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے اور پیاسے کو پانی پلانے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ خود اجر وثواب کے کفیل بن جاتے ہیں۔ (۲) تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے لئے بمنزلہ عیال کے ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ احسان کرنے والے اور ان کی اعانت کرنے والے کو اجر جزیل اور عطاء عمیم کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔

۸۹۷ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "عُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَاَطْعِمُوا الْجَآئِعَ ، وَفُکُّوا الْعَانِیَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔ "اَلْعَانِیْ" :اَلْاَسِیْرُ۔

۸۹۷: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مریض کی عیادت کرو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ''۔ (بخاری)
اَلْعَانِیْ :قیدی۔

تخریج :اخرجه البخاری فی کتاب المرضیٰ' باب وجوب' عیادة المریض

اللغات :ھکوا : گردن آزاد کراؤ' بعض اوقات العانی سے مراد مقروض بھی ہوتا ہے۔النہایہ میں علامہ ابنِ اثیر فرماتے ہیں۔ جس نے عاجزی اور ذلت اختیار کی اور جھکا وہ عانی ہے۔یہ باب **عنا یعنو فھو عان** سے ہے۔

فوائد : (۱) گزشتہ فوائد کوملحوظ رکھا جائے۔نیز اس روایت میں قیدیوں کو آزاد کرنے' مقروض افراد کے قرضہ جات ادا کرنے اور کسی مصیبت میں مبتلا ہونے والے کو اس سے آزادی حاصل کرنے میں تعاون یہ اہم اسلامی فریضہ ہے۔(۲) اسلام ایسا دین ہے' جو تعاون باہمی کی تعلیم دیتا ہے' حدیث کے اندر جتنے امور مذکور ہیں یہ سب تعاون کا ذریعہ ہیں۔ارشادِالٰہی ہے۔ **تعاونوا علی البر والتقویٰ**: ''کہ تم نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔''

۸۹۸ :وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَرْجِعَ قِیْلَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ :"جَنَاھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۸: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : بلاشبہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے۔وہ واپس لوٹنے تک جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے۔آپ سے پوچھا گیا کہ بِخُرْفَةُ الْجَنَّةِ کیا چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا:اس کے تازہ پھل چننا!۔(مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب البر والصلة' باب فضل عیادة المریض

اللغات :اخاہ :اسلامی بھائی۔خرفة :اس پھل کو کہا جاتا ہے جس کو پودے پر لگتے ہی توڑ لیا جائے۔الجنی :اس پھل کو کہا جاتا ہے جس کو چنا اور توڑا جائے اور وہ تروتازہ حالت میں ہو۔

۸۹۹ : وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :"مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰی یُمْسِیَ ، وَاِنْ عَادَہٗ عَشِیَّةً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰی یُصْبِحَ ، وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّةِ" رَوَاہُ

۸۹۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ مسلمان جب صبح کے وقت مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو شام تک ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت اس کی عیادت کرتا تو ستّر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں چنے ہوئے پھل ہوں گے۔(ترمذی) اور اس نے کہا

اَلتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن ہے۔

"اَلْخَرِیْفُ" : اَلثَّمَرُ الْمَخْرُوْفُ : اَیِ الْمُجْتَنٰی۔ اَلْخَرِیْفُ:چنے ہوئے پھل۔

تخریج :رواہ الترمذی فی ابواب الجنائز' باب ما جاء فی عیادۃ المریض۔

اللغات :**غدوۃ** : صبح کی نماز اور طلوع آفتاب کے درمیان والا وقت۔ **صلی علیه** :استغفار اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ **عشیة**: دن کا پچھلا حصہ' مراد اِن دونوں اوقات سے عمومی وقت ہے۔

فوائد :ماقبل والے فوائد پیش نظر رہیں۔ نیز بتلایا کہ مریض کی عیادت بہت بڑی افضل چیز ہے۔اس کی طرف متوجہ کیا گیا تا کہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کیا جا سکے۔

۹۰۰ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :کَانَ غُلَامٌ یَهُوْدِیٌّ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ : "اَسْلِمْ" فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ؟ فَقَالَ: اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ ' فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقُوْلُ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا' وہ بیمار ہوگیا۔ نبی اکرمؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ''تو مسلمان ہو جا'' اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھا۔اس نے کہہ دیا تو ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے :'' تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا''۔(بخاری)

تخریج :رواہ البخاری فی کتاب الجنائز' باب اذا اسلم الصبی فمات هل لیصلی علیه۔

اللغات :**غلام** : نابالغ لڑکا۔مجازی طور پر یہ لفظ بڑے پر استعمال کیا جاتا ہے۔بعض نے کہا اس کا نام عبدالقدوس تھا۔ **انقذہ** : اس کو بچایا' نجات دی۔

فوائد : (۱) کافر کی عیادت کرنا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کو اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔(۲) آپ ﷺ کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے اور نفوس وقلوب میں آپ کے اخلاص وشفقت کی بنا پر اثر پزیری نمایاں معلوم ہوتی ہے۔(۳) نیک لوگوں کی صحبت کی فضیلت اور اس کے ثمرات کا آخرت سے قبل دنیا ہی میں ظہور ثابت ہو رہا ہے۔(۴) کفار اور فساق وفجار کے متعلق ہمیشہ ہدایت کی طمع کرتے رہنا چاہئے اور کسی وقت بھی مایوسی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔(۵) والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو ہدایت اور اعمال خیر کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔نہ کہ ان میں سے بعض امور پر خود بھی کاربند ہوں۔

۱۴۵ :بَابُ مَا یُدْعٰی بِهٖ لِلْمَرِیْضِ

باب: مریض کے لئے دُعا کی جائے

۹۰۱ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ

۹۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ سے

ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الرَّاوِيُ سَبَّابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ : "بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا" بِرِيقَةِ بَعْضِنَا ' يُشْفٰى بِهِ سَقِيْمُنَا' بِإِذْنِ رَبِّنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جب کوئی بیماری کی شکایت کرتا یا اس کو پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی اکرمؐ اپنی انگلی مبارک سے اس طرح کرتے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنی شہادت والی انگلی کو زمین پر رکھا۔ پھر اٹھایا (یعنی عمل کر کے دکھایا) حضور ﷺ فرماتے : "بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا" اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے لعاب سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا کا ذریعہ بنے گی'۔ (بخاری' مسلم)

تخريج : رواه البخارى فى كتاب الطب' باب رقية النبى صلى الله عليه وسلم و مسلم فى كتاب السلام' باب اصحاب الرقيه من العين و النملة

اللغات : **اشتكى** : یہ شکایت سے باب افتعال کا صیغہ ہے اور شکایت مرض کو کہتے ہیں۔ **القرحة** : پھوڑا' پھنسی یا جلنے کا اثر۔ **القرح** : زخم کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ **قال باصبعه** : انگلی سے اس طرح کرتے۔ یہاں فعل کو قول سے تعبیر کیا گیا۔ **سفیان** : یہ پختہ عالم ہیں' تبع تابعین میں سے ہیں' ان کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی۔ **سبابهٗ** : انگشت شہادت۔ **قال** : نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ **تربة** : مٹی۔ **بريقة** : جو تھوک سے ملی ہو۔ **سقيمنا** : ہمارا بیمار۔

فوائد : (۱) آپ ﷺ بیماروں کے لئے شفاء کے اُمیدوار ہوتے اور اپنے لعاب دہن اور مٹی سے علاج فرماتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء حاصل ہو جاتی۔ یہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے اور آپ کی خصوصیت ہے۔ (۲) اسباب یعنی ادریہ کے ساتھ علم والے لوگوں سے دریافت کر کے ہونا چاہئے اور دل میں یہ اعتقاد پختہ ہو کہ شفاء دینے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

۹۰۲ : وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُوْدُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ' أَذْهِبِ الْبَأْسَ ' اشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ' لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ ' شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بعض گھر والوں کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا دائیاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور یوں فرماتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ" اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تو اس کی تکلیف کو دور فرما یا اور تو اس کو شفا عنایت فرما۔ تو شفا دینے والا ہے تیری ہی شفا اصل شفا ہے۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری' مسلم)

تخريج : رواه البخارى فى كتاب الطب' باب رقيه النبى صلى الله عليه وسلم' و مسلم فى كتاب السلام' باب استحباب رقية المريض۔

اللغات : **بعض اهله** : ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔ **يمسح** : آپؐ دست اقدس کو مریض کے چہرے پر پھیرتے۔ **رب الناس** :نعمتوں سے تربیت کرنے والا اور عدم سے ان کو وجود دینے والا۔ **الباس** : ہر چیز کی سختی اور تکلیف اور باس کا لفظ بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ **الشافى** :شفاء بخشنے والا۔ **لا شفاء** :شفاء ثابت نہیں ہو سکتی۔ **يغادر** : وہ ترک کرے۔ **سقماً** :مرض۔

فوائد : ریاض الصالحین میں یعود ہے یعنی (عبادت کرتے) لیکن بخاری شریف میں یعوذ ہے جس کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یرقی کے ہم معنی قرار دیا ہے یعنی دَم کرتے۔

مذکورہ روایت سے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دَم کرنا ثابت ہے اس لئے دَم کرنے کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔

تاہم اس کے لئے یہ بات ازحد ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور مسنون دعاؤں کے ذریعے سے ہو یا معوذات وسورۃ فاتحہ وغیرہ قرآنی سورتوں اور آیات سے ہو۔

مزید تفصیل اگلی احادیث میں آرہی ہے۔

٩٠٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِثَابِتٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ : "اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ بَلٰى، قَالَ :اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ ، لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ ، شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۰۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثابت رحمتہ اللہ سے کہا کیا میں تم کو رسولؐ کا بتایا ہوا دَم نہ کروں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت انسؓ نے اس طرح پڑھا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ: اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے' دکھ کو دور کرنے والا ہے تو شفا دینے والا ہے۔ شفا عنایت فرما۔ تیرے سوا اور کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الطب' باب رقیة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم۔

اللغات : ثابت : یہ ثابت بنانی جلیل القدر تابعی ہیں۔ الا : یہ لفظ گزارش اور استفتاہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ برقیة :تعویذ یا مریض اور آفت زدہ پر جو دم پڑھا جاتا ہے۔ بلی : یہ حرف جواب ہے۔

فوائد : (۱) کسی بھی مصیبت کی وجہ سے اگر دم کیا جائے تو وہ تین شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ شرطِ اوّل قرآن مجید کی کسی آیت سے ہو یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے ساتھ کیا جائے۔ شرط دوم۔ عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں اس کا معنی معلوم ومعروف ہو۔ شرطِ ثالث: اعتقاد یہ ہو کہ بذاتِ خود تعویذ مؤثر نہیں بلکہ اس کا اثر تقدیر باری تعالیٰ سے مرتب ہوگا۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ احادیث میں واردشدہ الفاظ کے ساتھ۔

٩٠٤ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : عَادَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے تو اس طرح فرمایا: اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ (مسلم)

تخریج : رواه مسلم فی کتاب الوصیة' باب الوصیة بالثلث' والبخاری فی کتاب الایمان' باب ما جاء ان الاعمال بالنیة و الحسبة

فوائد : (۱) جس کو دَم کیا جا رہا ہو اس کا نام لے کر شفاء طلب کرنا جائز ہے اور آپ ﷺ کی یہ خصوصیت ہے۔

٩٠٥ : وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِی الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ شَكَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا یَّجِدُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ ' فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ضَعْ یَدَكَ عَلَی الَّذِیْ یَاْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلَاثًا - وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ ' مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۵: حضرت ابو عبداللہ عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے جسم میں پائی جانے والی درد کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کو اپنے جسم کے درد والے مقام پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ ...... پڑھو۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور پناہ میں آتا ہوں۔ اس برائی سے جو میں پاتا اور جس کا خطرہ رکھتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب السلام' باب استحباب رقیة المریض

اللغات : یجدہ : محسوس کرتے۔ اعوذ : میں پناہ میں آتا ہوں۔ مضبوطی سے تھامتا ہوں۔ احاذر : احتیاط کرتا ہوں۔ الحذر : خوف والی چیز سے بچنا۔

فوائد: (۱) ان کلمات سے اپنے آپ کو دم کرنا مستحب ہے۔

٩٠٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَحْضُرْ اَجَلُهٗ فَقَالَ عِنْدَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ' اَنْ یَّشْفِیَكَ : اِلَّا عَافَاهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ ' وَقَالَ الْحَاكِمُ : حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِیِّ۔

۹۰۶: حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایسے مریض کی تیمارداری کرے۔ جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے: "اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ......" میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمتوں والا اور عظمت والے عرش کا مالک ہے کہ وہ تم کو شفا دے۔ ان کلمات کے کہنے سے اللہ تعالیٰ اس مرض سے اُس کو شفا دیں گے۔ (ابوداوٗد ترمذی) اور انہوں نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور بخاری کی شرط پر ہے۔

تخریج : رواہ ابو داؤد فی کتاب ' کتاب الطب صححہ الحاکم

اللغات : ھایحضر اجلة : اس کی مدت کا وقت نہیں آتا۔ اور اس کی موت عمر پوری نہیں ہوئی۔ العظیم : وہ ذات جس پر کوئی مقصود مشکل نہیں۔ عافاہ اللّٰہ: اللہ تعالیٰ مرض سے شفاء اور صحت عنایت فرمائے گا۔

فوائد : (۱) مریض کے پاس دعا کرنا افضل ہے اور اگر یہ دعا سچائی اور بھلائی کو پیش نظر رکھ کر سچے دل سے صادر ہوگی تو یقیناً شفاء حاصل ہوگی۔

٩٠٧ : وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۹۰۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ

دَخَلَ عَلٰى عَرَبِيٍّ يَعُوْدُهُ ، وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَنْ يَّعُوْدُهُ قَالَ : لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ جب بھی کسی مریض کی تیمارداری کے لئے جاتے تو فرماتے: ''کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے''۔ (بخاری)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب' المرضیٰ' باب عیادۃ الاعراب

اللغات : **طھور** : تمہارا یہ مرض تمہارے نفس کے لئے گناہوں سے پاکیزگی کا باعث ہوگا۔

فوائد : (۱) مستحب یہ ہے کہ مریض کو ایسی دعا دو جس میں اس کو اجر کی خوشخبری دی گئی ہو اور اس سے گفتگو اس انداز کی ہو۔ کہ جس سے اس کا دل مطمئن ہوکر سرور سے بھر جائے۔

۹۰۸ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : "يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ؟ قَالَ : "نَعَمْ" قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۸: حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا ''اے محمدؐ! کیا آپؐ بیمار ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے کہا میں تمہیں دم کرتا ہوں اور اس چیز سے جو تمہیں تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی آنکھ سے اللہ آپ ﷺ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب السلام' باب الطب والمرض والرقی

اللغات : **یوذیك** : تمہیں تکلیف پہنچائے۔ **کل نفس** : سے مراد خبیث برائی کی طرف مائل ہونے والا نفس۔ **عین حاسدٍ** : وہ لوگ جو تمہارے پاس موجود نعمتوں پر حسد کرنے والے ہوں گے۔

فوائد : (۱) مرض سے اکتاہٹ کا اظہار کرنے کے بغیر اس مرض کی اطلاع دینا جائز ہے۔ (۲) ان کلمات سے دم کرنا مستحب ہے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی بشریت ظاہر ہوتی ہے کہ آپؐ کو وہ چیزیں پیش آتی تھیں جو انسانوں پر آتی ہیں جیسے مرض اور لوگوں کی ایذاء سے متاثر: نا' حسد کیا جانا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء وعافیت کی ضرورت تھی۔

۹۰۹ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُمَا شَهِدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ : "مَنْ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ – وَاِذَا قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، قَالَ يَقُوْلُ:

۹۰۹: حضرت ابوسعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے متعلق گواہی دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہا تو اس کا رب اس کی تصدیق فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' میں ہی بڑا ہوں اور جب وہ بندہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ کہتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ - وَاِذَا قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْحَمْدُ وَلِیَ الْمُلْكُ - وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ - وَكَانَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِیْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

شریک نہیں اور جب وہ یوں کہتا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے ہی تعریفیں ہیں تو اللہ فرماتے ہیں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے ہی لئے بادشاہی ہے اور میرے ہی لئے تمام تعریفیں۔ جب بندہ کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گناہوں سے ہٹانے اور نیکی کرنے کی طاقت اسی کی مدد سے ہے تو اللہ فرماتے ہیں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے ہٹانا اور نیکی کرنے کی طاقت دینا میرے ہی قبضہ میں ہے۔ آپؐ فرماتے جس نے بھی بیماری میں یہ کلمات کہہ لئے اور پھر وہ اسی بیماری میں مرگیا تو اس کو جہنم کی آگ نہ کھائے گی۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج : اخرجه الترمذی، فی ابواب الدعوات، ما یقول العبد اذا مرض

اللغات : **لم تطعمه** : اس نے نہیں کھایا۔ یہ عدم دخولِ جہنم سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) یہ جملے کہنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کی توحید، تعظیم اور نعمتوں پر شکریہ کے خاص ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ (۲) ہر چیز میں اسی ذات کی پناہ لینی چاہئے اور اس پر کامل بھروسہ کرنا چاہئے۔ (۳) مریض کو یہ کلمات کہنے اور کثرت سے زبان پر لانے چاہئیں۔ اگر اس کے بعد موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسن خاتمہ کی دلیل ہے۔

۱۴۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ اَهْلِ الْمَرِیْضِ عَنْ حَالِهٖ

باب: مریض کے گھر والوں سے مریض کے متعلق پوچھنا مستحب ہے

۹۱۰ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ : یَا اَبَا الْحَسَنِ كَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا- رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اس بیماری کے دوران باہر نکلے جس میں آپؐ نے وفات پائی۔ ان سے لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن، رسول اللہؐ نے کیسی صبح کی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ نے اللہ کے فضل سے تندرستی میں صبح کی۔ (بخاری)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الاستئذان ، باب المعانقة

اللغات : **باؤبا** : یہ ابرء سے اسم فاعل ہے۔ صحت کے قریب کو اپنے گمان سے یا بطور خوش گمانی کے صحت یاب کہا۔

فوائد : غلبہ مرض کی وجہ سے جب مریض کی عیادت ممکن نہ ہو تو مریض کے متعلق اس کے متعلقہ لوگوں سے سوال کر لینا

چاہئے۔(۲) اس سے مریض کو خوشی حاصل ہوگی۔(۳) جس شخص سے مریض کے متعلق سوال کیا جائے وہ ایسا جواب دے جس سے سائل و مریض کو خوشی حاصل ہو اور دونوں کے دِل مطمئن ہوں۔

۱۴۷ :بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ مَنْ اَيِسَ مِنْ حَيَاتِهٖ!

باب: زندگی سے مایوسی کیا دُعا پڑھے؟

۹۱۱ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلَيَّ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں سنا کہ آپ میری طرف سے سہارا لگائے ہوئے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔ (بخاری، مسلم)

تخريج : رواه البخاری فی کتاب المرضی، باب تمنی المریض للموت، مسلم فی کتاب السلام، باب استحباب رقية المريض

اللُّغَاتُ : الرفيق الاعلى : بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری مراد ہے کیونکہ الرفیق بھی اسماء باری تعالیٰ میں سے ہے۔ بعض نے کہا ملائکہ، مقرب انبیاء، شہداء اور صالحین مراد ہیں جیسا کہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے: ﴿وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾

فوائد :(۱) جب موت کی علامات ظاہر ہو جائیں تو دل کو دنیاوی تعلقات سے بالکل فارغ کر دینا چاہئے۔(۲) اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق کو اس کی رحمت و مغفرت کا اُمیدوار بن کر طلب کرے اور یہ طلب آپ کے لئے رفع درجات کا سبب تھا نیز اس سے مقصود امت کی تعلیم تھی۔اس کا معنی آپؐ کے متعلق گناہ کا وقوع نہیں کیونکہ آپؐ معصوم تھے۔

۹۱۲ :وَعَنْهَا قَالَتْ :رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ عِنْدَهٗ قَدَحٌ فِيْهِ مَآءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهٗ بِالْمَآءِ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ جس میں پانی تھا۔اس میں اپنا ہاتھ داخل فرما کر اس پانی کو چہرے پر ملتے اور فرماتے: ''اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں میں میری مدد فرما۔'' (ترمذی)

تخريج : رواه الترمذی فی ابواب الجنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت

اللُّغَاتُ : بالموت : اس کی علامت سے متصل۔غمرات :جمع عمرۃ سکرات موت کی شدت کو کہتے ہیں۔سکرات :جمع سکرۃ ہے یہ لفظ موت کی اس شدت پر بولا جاتا ہے جو حواس کو گم کردے۔

فوائد:(۱) انبیاء علیہم السلام کو مرض کی وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔تکلیف کی سختی اپنے بارے میں محسوس کرتے ہیں۔اس میں آپ کی حالت لوگوں جیسی تھی۔(۲) وہ تکلیف جو آپؐ کو پہنچی وہ شدید بخار تھا۔(۳) آپؐ اس کی گرمی کو کم کرنے کے لئے چہرے پر بار بار ٹھنڈا پانی ملتے تھے۔(۴) جسم سے روح کی جدائی شدت و تکلیف سے خالی نہیں۔اس کی آسانی کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

۱۴۸ :بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ اَهْلِ الْمَرِيْضِ وَمَنْ يَّخْدِمُهُ بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهِ وَالصَّبْرِ عَلٰى مَا يَشُقُّ مِنْ اَمْرِهٖ وَكَذَا الْوَصِيَّةُ بِمَنْ قَرُبَ سَبَبُ مَوْتِهٖ بِحَدٍّ اَوْ قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا

باب: بیمار کے گھر والوں اور خدام کو مریض کے اس احسان اور تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا اور اس طرح قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم

۹۱۳ : عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اَتَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَىَّ ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا فَقَالَ : "اَحْسِنْ اِلَيْهَا ، فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِىْ بِهَا" فَفَعَلَ ، فَاَمَرَ بِهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۳: حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئی کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ میں حد کی مستحق ہو چکی ہوں پس وہ مجھ پر قائم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے اس کے ولی کو بلا کر کہا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جب وضع حمل ہو جائے تو میرے پاس لے آو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی اکرمؐ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے کپڑوں کو اس پر مضبوطی سے باندھ دو پھر اس کی سنگساری کا حکم دیا۔ پس اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ پھر آپؐ نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

تخریج :رواه مسلم فی کتاب' الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی

اللغات : من جهنية : قبیلہ جہینہ سے۔ اصبت حدًا :یعنی میں نے ایسا گناہ کر لیا جس پر حد لازم آتی ہے اور وہ زنا ہے۔ ولیها : وہ قریبی رشتہ دار جو اس کے معاملہ کا ذمہ دار تھا۔ رجمت :سنگسار کی گئی۔

فوائد : (۱) امام نووی نے ترجمۃ الباب میں جو لکھا ہے۔ (۲) حاملہ عورت پر حد قائم نہیں کی جائے گی' جب تک وضع حمل نہ ہو۔ (۳) حد لگا دینے سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس پر جنازہ لازم ہے۔

۱۴۹ :بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيْضِ : اَنَا وَجِعٌ ، اَوْ شَدِيْدُ الْوَجَعِ اَوْ مَوْعُوْكٌ اَوْ "وَارَاْسَاهُ" وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَبَيَانِ اَنَّهٗ لَا كَرَاهَةَ فِىْ ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى التَّسَخُّطِ وَاِظْهَارِ الْجَزَعِ

باب: مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے کہ میں تکلیف میں ہوں' سخت درد یا بخار ہے' ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ یہ بے صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو

۹۱۴ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۹۱۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ فَقُلْتُ :اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعَكًا شَدِيْدًا - فَقَالَ : اَجَلْ اِنِّىْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضور ﷺ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ لگایا اور کہا: آپ کو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے۔ جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

تخریج : رواه البخاری فی كتاب المرضى، باب شهدة المرض و مسلم فی البر والصلة والادب، باب ثواب المؤمن فيما لصيبة من مرض واعوذ بك

اللغات : الوعك : بخار کی درد اور تکلیف

فوائد : (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے ان کے درجات بڑھتے ہیں۔

۹۱۵ :وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَ نِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِىْ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِىْ ، فَقُلْتُ :بَلَغَ بِىْ مَا تَرٰى ، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ ، وَلَا يَرِثُنِىْ اِلَّا ابْنَتِىْ ، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ آپ میرے پاس سخت درد کے موقع پر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں نے کہا درد اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ جو آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ پھر حدیث بیان کی۔ (بخاری، مسلم)

تخریج : رواه البخاری فی كتاب المرضى باب قول المريض و مسلم فی كتاب الوصية باب الوصية بالثلث۔

اللغات :بلغ بی ما تری : مرض کا شدید حملہ ہے یہاں تک کہ اس کا اختتام کو پہنچنا ہے۔

فوائد : (۱) مریض کو یہ کہنا جائز ہے کہ میرے مرض اور درد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ (۲) آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کی کس طرح جانچ پڑتال فرماتے رہتے تھے اور ان کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ فرماتے۔ یہ آپ کی ان سے خصوصی شفقت و محبت کی علامت ہے۔ (۳) ثلث مال کی وصیت مساکین کے لئے درست ہے اور اس کو کم کرنے کے اشارہ کرنا بھی درست ہے۔ آپ نے فرمایا: ((الثلث والثلث كثير)) کہ "تیسرا حصہ اور تیسرا حصہ بہت ہے"۔

۹۱٦ :وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ :قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا :وَارَاْسَاهُ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ "بَلْ اَنَا وَارَاْسَاهُ"، وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۹۱٦: قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ "ہائے! میرے سر کا درد۔" اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں۔ "ہائے! میرے سر کا درد" اور حدیث ذکر کی ہے۔ (بخاری)

تخريج : رواه البخاری فی کتاب المرضٰی' باب قول المريض الی وجع او والرأساه

اللغات : وا رأساة : یہ الفاظ تکلیف زدہ آدمی سردرد کے وقت کہتا ہے۔

فوائد : مریض کو اپنے مرض کا تذکرہ کرنا جائز ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سردرد کی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے سردرد کی شکایت کی۔

۱۵۰ :بَابُ تَلْقِيْنِ الْمُحْتَضَرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب:فوت ہونے والے کو لَآ اِلٰهَ کی تلقین کرنا

۹۱۷ :عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ :صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ۔

۹۱۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(ابوداؤد وحاکم)
یہ صحیح سند کی حامل ہے۔

تخريج : رواه ابو داؤد فی کتاب الجنائز' باب من التلقين و المستدرك للحاكم

فوائد : (۱) "لا اله الا اللّٰه" کی گواہی کی افضلیت کا ذکر اور اس شخص کا جس کا آخری کلام "لا اله الا اللّٰه" ہو۔ وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ ابتداً داخل ہو یا اپنی غلطیوں کی سزا بھگتنے کے بعد غرضیکہ وہ آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

۹۱۸ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۱۸: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والے کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔(مسلم)

تخريج : رواه مسلم فی کتاب الجنائز' باب التلقين المولی "لا اله الا اللّٰه".

فوائد : (۱) مستحب یہ ہے کہ قریب الرگ آدمی کو "لا اله الا اللّٰه" کی تلقین کی جائے تاکہ موت سے قبل یہ چیز اس کی زبان پر پختہ ہو جائے۔(۲) بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہی محمول ہے اس لئے انہوں نے میت کو شہادتین کی تلقین موت کے بعد اور دفن کے بعد سوال کے وقت میں بھی کرنے کا قول کیا ہے۔(مگر جمہور کا مسلک پہلا ہے)

۱۵۱ :بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ عِنْدَ تَضْمِيْضِ الْمَيِّتِ

باب: مرنے والے کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟

۹۱۹ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شُقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ :

۹۱۹: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ پھر

"اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ" فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ : لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ، فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ" ثُمَّ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ ، وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِيِّيْنَ ، وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِيْنَ ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فرمایا: ''جب روح قبض کی جاتی ہے۔ تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔'' پس ان کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ زور سے رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے نفسوں کے بارے میں خیر کی دعا کرو۔ بے شک فرشتے جو کچھ تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر فرمایا ''اے اللہ! ابی سلمہ کو بخش دے اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور پسماندگان میں اس کے پیچھے خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کی قبر کو وسیع فرما اور ان کی قبر میں روشنی فرما۔ (مسلم)

تخریج :رواہ مسلم فی کتاب الجنائز' باب فی اغماض المیت والدعاء اذا حضر

اللغات : **شق بصرة** : آنکھیں پتھرا گئیں۔**ضج الناس من اھلہ** :زور سے روئے اس کے گھر والوں میں سے بعض افراد۔ **واخلفه** :اس کے لئے خلف بن جا۔**عقبه** :ان میں جو اس کے پیچھے اہل میں سے رہ گئے۔**الغابرین** :باقی ماندہ۔**وافسح** :وسعت عنایت فرما۔

فوائد : (۱) میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں تا کہ کھلی نہ رہ جائیں۔(۲) نگاہ روح کا پیچھا کرتی ہے۔(۳) اپنے متعلق بددعا کرنا ممنوع ہے جبکہ اپنے اہل وعیال سے کسی کی موت کا صدمہ پیش آئے کیونکہ اس وقت فرشتے اہل میت کے منہ سے نکلنے والے کلمات پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔(۴) اہل فضیلت کو اپنے عزیزوں کی عیادت کے لئے جانا اور ان کے لئے موت کے وقت اور موت کے بعد دعا کرنی چاہئے۔(۵) قبر میں نعمتیں ملنے اور دعا سے میت کو فائدہ حاصل ہونے کا تذکرہ بھی اس روایت میں ہے۔

۱۵۲ :بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا يَقُوْلُهٗ مَنْ مَّاتَ لَهٗ مَيِّتٌ

باب: میّت کے پاس کیا کہا جائے اور میّت کے گھر والا کیا کہے؟

۹۲۰ :عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتِ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ : "قُوْلِیْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً" فَقُلْتُ، فَاَعْقَبَنِیَ

۹۲۰ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیمار یا میّت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔ام سلمہ کہتی ہیں۔ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں دعا کیا کروں: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ کہ اے اللہ مجھے بھی بخش اور اس کو بھی بخش اور مجھے اس سے بہتر بدل عنایت فرما۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل محمد ﷺ

اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّيْ مِنْهُ : مُحَمَّدًا ﷺ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا :"اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ" عَلَى الشَّكِّ ، وَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهٗ. "الْمَيِّتَ" بِلَاشَكٍّ۔

عنایت فرما دیئے۔ (مسلم) مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے جب تم مریض یا میّت کے پاس جاؤ۔ شک کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا اور ابوداؤد نے شک کے الفاظ کے بغیر روایت کی ہے۔ ''اَلْمَیِّتَ'': بلاشک۔

تخریج : رواه مسلم فی کتاب الجنائز' باب ما يقال عند المريض و الميت' ابو داؤد فی کتاب الجنائز ما يستحب انه يقال عند الميت من الكلام

اللغات : واعقبنی : مجھے عوض اور بدلے میں دیا۔

فوائد : (۱) مریض کو اچھی بات کہنی چاہئے اور اس کے اور دوسروں کے لئے دعا کرنی چاہئے اور اس کے پاس سورۂ یاسین کی تلاوت بھی ہونی چاہئے۔ (۲) بُری باتیں اور اپنے متعلق بددعا کے کلمات حرام ہیں کیونکہ فرشتے اس وقت اہل میت کے کلمات پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔ (۳) مستحب یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ "**اللهم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منها**" : کہ اے اللہ میری اس مصیبت میں مجھے اجر عنایت فرما اور اس سے بہتر نائب عنایت فرما۔

۹۲۱ : وَعَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهٗ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ : اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا: اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهٖ وَاَخْلَفَ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا قَالَتْ :فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِّنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۲۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں کہے: اِنَّا لِلّٰهِ...... کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس سے بہتر بدل میری مصیبت میں مجھے عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس سے بہتر بدل عنایت فرماتے ہیں۔ اُم سلمہ کہتی ہیں جب ابوسلمہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے اسی طرح کہا۔ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عنایت فرما دیئے۔ (مسلم)

تخریج : رواه مسلم فی کتاب الجنائز' باب ما يقال عندالمصيبة

اللغات :اجرنی : مجھے اجر عنایت فرما۔ واخلف لی :اس سے بہتر عوض عنایت فرمایا۔ الا اجره: اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیں گے۔

فوائد: سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز مصیبت میں بہتر بدلہ ملنے کا وعدہ ہے خواہ وہ بدلہ دنیا میں ملے یا آخرت میں۔

۹۲۲ :وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَآئِكَتِهٖ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ

۹۲۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے

عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ :نَعَمْ، فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ- فَیَقُوْلُ :فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ ' فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی: ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَابْنُوا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَیْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

بیٹے کو قبض کیا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! پھر اللہ فرماتے ہیں۔ تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے ایک گھر بنا دو' جنت میں' اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھ دو۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواه الترمذی فی ابواب الجنائز' باب فضل المصیبة اذا احتسب

اللغات :قبضتم : تم نے لیا۔ثمرة فواده :دِل کا نچوڑ''انا لله وانا الیه راجعون'' کہا۔

فوائد : مصیبت کے وقت صبر سے کام لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ رضا وقدر پر راضی ہو جائے تو مناسب ہے۔ (۲) صبر اور رضا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم جزاء اور عمدہ وعدہ کیا گیا ہے۔

۹۲۳ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اس بندے کے لئے میرے ہاں ہی بدلہ ہے جس کی میں دنیا کی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز لے لوں۔ پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کرلے کہ میں اس کو جنت دوں۔ (بخاری)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الرقاق' باب العمل الذی یبتغی به وجه الله

اللغات :صفیه : مخلص دوست کیونکہ وہ اس سے خالص محبت کرتا ہے۔

فوائد : (۱) صبر کی ترغیب دلائی گئی ہے اور مصیبت کے وقت صبر پر اجر کی اُمید رکھنے کا حکم دیا گیا اور اس پر جنت کا وعدہ کیا گیا۔

۹۲٤ :وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :اَرْسَلَتْ اِحْدٰی بَنَاتِ النَّبِیِّ ﷺ اِلَیْهِ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهٗ اَنَّ صَبِیًّا لَّهَا – اَوِ ابْنًا – فِی الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ :ارْجِعْ اِلَیْهَا فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی ' فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَالْتَحْتَسِبْ" وَذَکَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ مُتَّفَقٌ

۹۲۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک نے پیغام بھیج کر بلوایا اور آپ کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا فوت کی حالت میں ہے۔ آپ ﷺ نے پیغام لانے والے کو فرمایا: تم اس کے پاس واپس جاؤ اور ان کو یوں کہو: '' اَنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی ......الاسمه کہ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا اسی کے ہاں ایک وقت مقررہ ہے' پھر اس کو یہ بھی کہہ دو کہ وہ صبر کرے

عَلَيْهِ۔ اور ثواب کی امید رکھے اور پوری روایت ذکر کی ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الجنائز' باب قول الرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله و مسلم فی کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت

اللغات : **احدی بنات النبی** : وہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ **اجل مسمّٰی** :مقررہ وقت وہ ہے جو نہ بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔

فوائد : (۱) مصیبت کے وقت صبر کی تلقین مستحب ہے۔اس روایت کی شرح باب الصبر ۲۹/۵ میں گزر چکی ہے۔

۱۵۳ :بَابُ جَوَازِ الْبُكَآءِ عَلَى الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِيَاحَةٍ

اَمَّا النِّيَاحَةُ حَرَامٌ وَسَيَاتِيْ فِيْهَا بَابٌ فِيْ كِتَابِ النَّهْيِ ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى – وَاَمَّا الْبُكَآءُ فَجَآءَ تْ اَحَادِيْثُ بِالنَّهْيِ عَنْهُ وَاَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ ، وَهِيَ مُتَاَوَّلَةٌ اَوْ مَحْمُوْلَةٌ عَلٰى مَنْ اَوْصٰى بِهٖ ، وَالنَّهْيُ اِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَآءِ الَّذِيْ فِيْهِ نَدْبٌ اَوْ نِيَاحَةٌ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى جَوَازِ الْبُكَآءِ بِغَيْرِ نَدْبٍ وَّلَا نِيَاحَةٍ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا :

باب: میّت پر رونے کا جواز مگر اس میں نوحہ و بین نہ ہو

امام نووی فرماتے ہیں کہ نوحہ حرام ہے۔ کتاب النہی میں باب آئے گا ان شاء اللہ- رونے کی ممانعت میں احادیث وارد ہیں اور میّت کو اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسی روایت کی تاویل کی گئی ہے اور ان کو میّت کی پسندیدگی پر محمول کیا۔ واقعتہً ممانعت اس رونے کے متعلق ہے جس میں بین یا نوحہ ہو اور رونے کا جواز ان دونوں باتوں سے خالی ہونے کی صورت میں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

۹۲۵ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَمَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَكَوْا – فَقَالَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا اَوْ يَرْحَمُ" وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۵: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کی عیادت کی۔ جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے' پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے رونے کو دیکھا۔ تو وہ بھی رو دیئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح سنو۔ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتے لیکن اس کی وجہ سے عذاب دیتے یا رحم کرتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری' مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز' باب البکاء عند المریض' مسلم فی کتاب الجنائز باب البکاء علی

المیت۔

فوائد : (۱) میت پر رونا یا غم کرنا یہ دونوں مباح ہیں ان میں کوئی حرج نہیں ۔حرج اس بات میں ہے کہ انسان سے کوئی ایسی چیز صادر ہو جس کو شرع نے حرام قرار دیا ہو مثلاً ندبہ یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بین کرنا۔نوحہ یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بلند آواز سے رونا یا رونے کی آواز میں مبالغہ کرنا۔(۲) اس طرح قضاء وقدر سے ناراضگی اور اکتاہٹ کا اظہار عمل وزبان ہر دو سے حرام ہے۔ (۳) میت سے ندبہ ونوحہ پر تو مواخذہ نہیں کیا جاتا البتہ اگر مرنے سے پہلے اس کو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد لوگ نوحہ کریں گے اور اس نے منع نہ کیا تو مجرم ہوگا۔

۹۲۶ :وَعَنْ اُسَامَةَ بِنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رُفِعَ اِلَيْهِ ابْنُ ابْنَتِهٖ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ :مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۶ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا نواسہ لایا گیا جو موت کے قریب تھا۔پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔اس پر سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔(بخاری ومسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت' ببعض بکاء اھلہ علیہ وسلم' فی کتاب الجنائز ' باب البکاء علی المیت

اللغات :ابن ابنته : زینب کا بیٹا۔فاضت عیناه :آنسو اس قدر زیادہ ہوئے کہ بہنے لگے۔ماھذا :یہ سوال رونے کے سبب کو دریافت کرنے اور اس کی حکمت کو معلوم کرنے کیلئے ہے۔ھذہ رحمة: میت پر رونا رحمت کے باعث ہے اور دلی شفقت کا نتیجہ ہے۔

فوائد : (۱) چیخ وپکار کے بغیر میت پر رونا جائز و درست ہے کیونکہ رونا دل کی رقت اور رحمت کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔

۹۲۷ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى ابْنِهٖ اِبْرٰهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ ، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ :وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ :"يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ" ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى، فَقَالَ : "اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلَا نَقُوْلُ

۹۲۷ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیمؑ کے پاس تشریف لائے۔جب کہ وہ جاں کنی کی حالت میں تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روتے ہیں)۔آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا' اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری مرتبہ رو پڑے اور فرمایا'' بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے جس سے دل

اِلَّا مَا يُرْضِيْ رَبَّنَا، وَاِنَّا لِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ لَمَحْزُوْنُوْنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ، وَرَوٰى بَعْضَهٗ مُسْلِمٌ - وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ بے شک تیری جدائی پر اے ابراہیمؑ! ہم غم زدہ ہیں۔ (بخاری) اور مسلم نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔

اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث صحیح ہیں جو مشہور ہیں۔

تخریج : رواه البخاری فی كتاب الجنائز' باب قول النبی صلی الله عليه وسلم انا بك لمحزونون۔ و مسلم فی كتاب الفضائل باب رحمته صلی الله عليه وسلم الصبيان و العيال و تواضعه

اللغات : **يجود بنفسه** :اس کو نکال رہا تھا۔ آخری سانس میں تھا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت ہجرت کے دسویں سال پیش آئی اس وقت ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ یہ ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔ تذرفان :آنکھیں آنسو ٹپکا رہی تھیں۔

فوائد : سابقہ فائدہ ملاحظہ ہوں نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔ آنکھ سے رونے اور دل سے غم کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ کوئی حرکت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جزع فزع کو ظاہر کرنے والی نہ ہو۔

۱۵۴ :بَابُ الْكَفِّ عَنْ مِمَّا يَرٰى مِنَ الْمَيِّتِ مِنْ مَّكْرُوْهٍ

باب: میّت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر زبان کو اس کے بیان سے روکنا

۹۲۸ :عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ اَسْلَمَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ غَفَرَهُ اللّٰهُ لَهٗ اَرْبَعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ : صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۹۲۸: حضرت ابو رافع اسلم جو رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی میّت کو غسل دیا پھر اس کے کسی عیب کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس مرتبہ معاف فرمائیں گے۔ حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا مسلم کی شرط پر یہ صحیح ہے۔

تخریج : رواه الحاكم فی مستدركه و صححه

اللغات : **فكتم عليه** :اس کی کوئی جسمانی کمزوری دیکھ کر اس کو چھپایا اور بیان نہیں کیا۔

فوائد : (۱) میت کی پوشیدہ باتوں کو چھپانا ضروری ہے۔ اگر اس نے کوئی چیز دیکھی مثلاً چہرے کی سیاہی یا خلقی بدصورتی وغیرہ۔

(۲) اگر میت کا وہ عیب اس نے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ یہ دیں گے کہ چالیس مرتبہ اس کا وہ گناہ جو بار بار کیا جانے والا ہو معاف کر دیا جائے گا۔

(۳) میت کے حالات کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ فاسق و فاجر ہوتا کہ اس کا فسق و بدعت دوسرے اختیار کرنے سے باز رہیں' بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اس کے چہرے کا چمکنا۔

(۴) میت کی خوبیاں۔

۱۵۵ :بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَتَشْيِيْعِهِ وَحُضُوْرِ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةِ اتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَائِزَ

وَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْيِيْعِ

باب: میّت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا' اس کی فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے کی کراہت

جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر گیا ہے۔

۹۲۹ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ" قِيْلَ : وَمَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ :"مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی جنازے پر اس کی نماز پڑھے جانے تک حاضر رہا۔ اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو دفن تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط''۔ آپ سے عرض کیا گیا قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔'' (بخاری' مسلم)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب من انتظر حتی تدفن و مسلم فی کتاب الجنائز' باب فضل الصلاة علی الجنازه و اتباعها

اللغات : قیراط : یہ دانق کا نصف ہوتا ہے اور دانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا۔ درحقیقت انسان قیراط کا استعمال کرتا اور اس کو پہچانتا ہے اس کے ذہن کو قریب کرنے کے لئے جو عمل وہ کرتا ہے اس کو اس کے مقابلے میں لاکر مثال دی تاکہ انسان اپنے عمل کو جان لے ورنہ قیراط کی تفسیر جیسا کہ حدیث میں آئی ہے وہ بہت بڑی چیز ہے۔

فوائد : (۱) ترغیب دی گئی کہ جنازہ کے ساتھ جانا چاہئے اور میت کو دفن کرنا بڑے ثواب والا عمل ہے۔ نہ فرض کفایہ البتہ حق مسلم میں سے ہے۔

۹۳۰ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ :"مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِيْرَاطَيْنِ كُلُّ قِيْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ ، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ يَرْجِعُ بِقِيْرَاطٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۹۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے جائے گا اور نماز پڑھنے اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے گا۔ اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔ ہر قیراط احد کے برابر ہے' اور جس نے نماز پڑھی اور دفن سے پہلے لوٹ آیا۔ تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹا۔ (بخاری)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الایمان' باب اتباع الجنازه من الایمان

اللغات : ایماناً : اس وعدہ کی تصدیق جو اس کے بارے میں ہے۔ احتسابا : خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی

اتباع کرتے ہوئے۔ طلباً للھواب :فقط ثواب آخرت مقصود ہو۔ کوئی دنیا کی دیگر غرض نہ ہو۔

فوائد : (۱) جنازہ کے ساتھ گھر سے نکلنے سے لے کر دفن تک ساتھ رہے۔ اس میں بہت اجر ہے اور اہل میت کی زیادہ دلجوئی ہے۔

۹۳۱ :وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ" : وَلَمْ يُشَدَّدْ فِي النَّهْيِ كَمَا يُشَدَّدُ فِي الْمُحَرَّمَاتِ۔

۹۳۱: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے روکا گیا لیکن ہم پر اس سلسلے میں سختی نہیں کی گئی۔ (بخاری، مسلم) مراد اس سے یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شدت سے نہیں کی گئی جس طرح کہ محرمات سے روکنے میں کی جاتی ہے۔

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب اتباع النساء الجنائز، و مسلم فی کتاب الجنائز باب نھی النساء عن اتباع الجنائز

فوائد : (۱) جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہ جانا چاہئے کیونکہ عورتوں کو عدم اختلاط اور ستر لازم ہے اور جنازہ کے ہجوم میں اختلاط و بے پردگی کے مواقع ہیں۔ (۲) عورتوں کو جنائز کے پیچھے جانا مکروہ ہے جبکہ کسی حرام کا ارتکاب نہ ہو ورنہ حرام ہے۔

۱۵۶ :بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيْرِ الْمُصَلِّيْنَ عَلٰى جَنَازَةٍ وَجَعْلِ صُفُوْفِهِمْ ثَلَاثَةً فَاَكْثَرَ

باب: جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا مستحب ہے اور ان کی صفوں کا تین یا تین سے زیادہ ہونے کی پسندیدگی

۹۳۲ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا مِنْ مَّيِّتٍ يُّصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان میت کا مسلمانوں کی اتنی تعداد جو سو تک پہنچ جائے۔ وہ نماز ادا کریں اور اس کے لئے سفارش کریں۔ تو ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الجنائز باب من صلی علیہ مایۃ شفعوا فیہ

اللغات :امۃ : جماعت، گروہ۔ شفعوا :ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ شفاعت میت کے لئے طلب مغفرت کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہ شفع بمعنی جوڑا بنانا۔ ایک کو دوسرے مرتبہ کے ساتھ ملانا کہ مقصد حاصل ہو۔

فوائد : (۱) میت پر نماز جنازہ پڑھنے والوں کی کثرت ہونی چاہئے کیونکہ کثرتِ دعا کی وجہ سے میت کا اس میں فائدہ ہے۔

۹۳۳ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ

۹۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازہ پر چالیس آدمی ایسے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک

رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نہ ٹھہراتے ہوں۔تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔(مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الجنائز باب من صلی علیه اربعون شفعوا فیه

فوائد : (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔(۲) شفاعت ایمان والوں کے لئے ہے کفار کے لئے نہیں کیونکہ سفارشی کا اہل شفاعت میں سے ہونا ضروری ہے۔اسی طرح جس کے لئے شفاعت کی جائے وہ بھی مستحق سفارش ہوتو کبھی ان کی شفاعت قبول کرلی جاتی ہے۔ عذابِ قبر سے نجات کے لئے عذاب آخرت سے نجات کے لئے یا عذابِ آخرت سے تخفیف کے لئے۔واللہ اعلم

٩٣٤ :وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ : كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَيْهَا جَزَّاَهُمْ عَلَيْهَا ثَلَاثَةَ اَجْزَآءٍ ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ فَقَدْ اَوْجَبَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۹۳۴: حضرت مرثد بن عبداللہ الیزنی کہتے ہیں کہ مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میّت پر نماز ادا کرنے لگتے۔ پھر لوگوں کو تھوڑی تعداد میں پاتے تو ان کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے جنازہ میں تین صفیں بن جائیں تو اس نے خود پر جنت کوواجب کرلیا۔(ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز' باب الصفوف علی الجنازۃ' و الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما جاء فی الصلاۃ علی الجنازہ واشفاعة للمیت

اللُّغَاتُ : تقال الناس : ان کوقلیل خیال کیا۔ جزاهم ثلاثة اجزاء :ان کوتین حصوں میں تقسیم کر کے تین صفیں بنادیں۔ اوجب :اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

فوائد : (۱) مستحب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تین صفیں ہوں یا زیادہ۔اگرتھوڑے ہوں تو تین صفیں بنانے سے وہ بھی بارگاہ الٰہی میں کثیر معلوم ہوں گی اور وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے شفاعت طلب کریں۔(۲) وہ احادیث جن میں ایک سو یا چالیس کی تعداد مذکورہ ہے۔ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ عدد کا مفہوم مقصود نہیں بلکہ مقصود کثرت تعداد ہے۔

١٥٧ :بَابُ مَا يُقْرَاُ فِيْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ

باب: نمازِ جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟

يُكَبِّرُ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ :يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْاُوْلٰى ، ثُمَّ يَقْرَاُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّانِيَةَ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ صَلِّ

جنازہ میں چار تکبیرات کہے۔پہلی تکبیر کے بعداعوذ باللہ پڑھے پھر فاتحہ الکتاب پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اس طرح پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ـ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يُّتِمَّهٗ بِقَوْلِهٖ : كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ - اِلٰى قَوْلِهٖ - حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - وَلَا يَقُوْلُ مَا يَفْعَلُهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعَوَامِّ مِنْ قِرَآءَتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الْاٰيَةَ - فَاِنَّهٗ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهٗ اِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الثَّالِثَةَ وَيَدْعُوْا لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ بِمَا سَنَذْكُرُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُوْا - وَمِنْ اَحْسَنِهٖ : اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ وَالْمُخْتَارُ اَنَّهٗ يُطَوِّلُ الدُّعَآءَ فِي الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَعْتَادُهٗ اَكْثَرُ النَّاسِ : لِحَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى الَّذِيْ سَنَذْكُرُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى - وَاَمَّا الْاَدْعِيَةُ الْمَاْثُوْرَةُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الثَّالِثَةِ فَمِنْهَا :

افضل یہ ہے کہ مکمل حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ تک پڑھے اور اس طرح نہ کہے جس طرح عوام کی اکثریت کرتی یعنی ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ نہ پڑھے ۔ اگر اس نے اس آیت پر اکتفاء کیا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی ۔ پھر تیسری تکبیر کہے اور میت کے لئے دعا کرے اور مسلمانوں کے لئے جس کے سلسلہ کی احادیث ہم عنقریب ذکر کریں گے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ دعا کرے ۔ بہتر دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ، وَلَا تُفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ اور بہتر بات یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں لمبی دعا کرے ۔ جیسا کہ حدیث ابن ابی اوفی جو باب میں آرہی ہے' ان شاء اللہ ہم اس کو ذکر کریں گے ۔ عام لوگوں کی طرح نہ کرے ۔ تیسری تکبیر کے بعد مسنون دعائیں جو منقول ہیں ۔ ان میں سے بعض ہم ذکر کر رہے ہیں ۔ (دعا تیسری تکبیر کے بعد ہے نہ کہ چوتھی کے بعد جیسا کہ احادیث آرہی ہیں) ۔

۹۳۵ : عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَآئِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ ، وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ -

۹۳۵ : حضرت ابو عبدالرحمن بن عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی ۔ مجھے آپ کی وہ دعا یاد ہے کہ آپ اسی طرح فرما رہے تھے : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ ...... وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ " کہ "اے اللہ! اس کو بخش دے' اس پر رحم فرما' اس کو عذاب سے امن دے' معاف فرما' اس کی اچھی مہمانی فرما' اس کے داخلے کی جگہ وسیع فرما اور اس کو پانی' برف اور اولوں سے صاف کر دے ۔ اس کو غلطیوں سے پاک فرما جس طرح سفید کپڑے کو تو میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور اس کے گھر سے بہتر گھر اس کو عنایت فرما اور گھر والوں سے بہتر گھر والے عنایت فرما اور بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرمایا اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذاب قبر سے پناہ میں رکھ اور آگ کے عذاب سے بچا" میں نے

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

یہ تمنا کی کہ میں ہی وہ میت ہوتا۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الجنائز' باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ

اللغات : جنازہ : چارپائی پر جومیت ہو۔ نزله : اس کو مہمانی اور معافی اور اجر سے نواز دے۔ مدخلہ: قبر۔ واغسلہ : اس کے گناہوں کو پانی' برف اولے کے ساتھ دھوڈال۔ اس سے مقصود گناہوں سے عمومی پاکیزگی ہے جو تیری رحمت ومغفرت کی تمام اقسام کے ساتھ پائی جائے۔ ونقہ : اوراس کو پاک کردے۔ الدنس : میل۔ وابدلہ : اس کوعوض وبدلہ عنایت فرما۔ اعذہ : اس کو بچااور خلاصی عنایت فرما۔

فوائد : (۱) نماز جنازہ فرض ہے اوران الفاظ مسنونہ سے دعا کرنا سنت ہے کیونکہ یہ دعا خیر کی تمام اقسام کو شامل ہے۔ (۲) دعا سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ عذابِ قبراور آرام قبر پر ہردو برحق ہیں۔

٩٣٦ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ قَتَادَةَ وَاَبِىْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَشْهَلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ - وَاَبُوْهُ صَحَابِيٌّ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ' وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا ' وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ' وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا ' اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ' وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ' اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ' وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَالْاَشْهَلِيِّ ' وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ قَتَادَةَ - قَالَ الْحَاكِمُ : حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ ' قَالَ التِّرْمِذِيُّ :قَالَ الْبُخَارِيُّ :اَصَحُّ رِوَايَاتِ هٰذَا الْحَدِيْثِ رِوَايَةُ الْاَشْهَلِيِّ- قَالَ الْبُخَارِيُّ : وَاَصَحُّ شَيْءٍ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ۔

۹۳۶ : حضرت ابو ہریرہ اور ابوقتادہ اور ابوابراہیم الاشہلی نے اپنے والد سے بیان کیا اور ان کے والد صحابی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی اور یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ' وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا ' وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ' وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا ' اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ' وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ' اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ' وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔ ''اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ کو بخش دے' چھوٹے اور بڑے مرد وعورت' موجود اور غائب سب کو بخش دے' اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھ اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے۔ اس کو ایمان پر فوت فرما' اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد آزمائش میں نہ ڈال۔ ترمذی نے ابو ہریرہ اور الاشہلی کی روایت سے اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ اور ابوقتادہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ حاکم نے کہا کہ ابو ہریرہ والی روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث کی صحیح روایت الاشہلی والی ہے اور کہا کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث عوف بن مالک کی ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی ابواب الجنائز' باب ما یقول فی الصلاۃ علی المیت ابو داؤد فی کتاب الجنائز' باب الدعا للمیت

اَللُّغَاتُ : شاھدنا : موجودین۔ لا تحرمنا اجرہ :مصیبت پرصبر کےثواب سےہمیں محروم نہ فرما۔ لا تفتنا :ہمیں مشقتوں اور مصیبتوں میں مت ڈال۔

فوائد : (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔(۲) دعااس طرح بلیغ ہونی چاہئے جوزندوں اورمردوں سب کوشامل ہواور یہی دعامیت کے لئے سب سے بہتر تحفہ ہے جس کے ذریعہ اس کا اکرام کیا جاتا ہےیعنی زندگی بھی اسلام پر کاربند ہوکر گزرے اورموت بھی ایمان کے ساتھ ہواورفتنوں سے حفاظت رہے۔

۹۳۷ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ :"اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۹۳۷:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:''جب تم میت پرنمازِ جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص سے دعا کرو۔'' (ابوداؤد)

تخریج : رواہ ابوداؤد فی کتاب الجنائز' باب الدعا للمیت

اَللُّغَاتُ : اخلصوا له الدعا :اس کے لئے اچھی دعا کرواوروہ دعاخالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہو۔مختصر سے مختصر وہ "اللھم اغفرلی'' ہےیعنی''اےاللہ اس کی مغفرت فرمااوربخش دے''۔

فوائد : میت کے لئے دعاواجب ہےاوراگر دعا نہ کی جائے تو نمازِ جنازہ صحیح نہ ہوگی۔(کیونکہ مقصد جنازہ سے خالی ہے)

۹۳۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِی الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا ، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا ، وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا ، وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَآءَ لَهُ فَاغْفِرْلَهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۹۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنازہ کی نماز میں یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا...... فَاغْفِرْلَهُ ''اے اللہ تو سب کا رب ہےتو نے اس کو پیدا فرمایا' تو نے اسے اسلام میں ہدایت دی' تو نے ہی اس کی روح قبض کی' تو ہی اس کی پوشیدہ اور ظاہر حالت کو جانتا ہے' ہم اس کے سفارشی بن کے آئے ہیں۔پس تو اس کو بخش دے۔(ابوداؤد)

تخریج : رواہ ابوداؤد فی کتاب الجنائز' باب الدعا للمیت

اَللُّغَاتُ : ربھا : تُو انعامات سے اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ ھدیتھا : تُو نے اسلام تک اس کی راہنمائی کی اور پہنچایا۔ قبضت: تُو نے اس کی روح کو نکالا۔روح :وہ جسم لطیف ہے جو بدن کے ساتھ جان کی طرح لپٹا ہوا ہے۔بعض نے کہا اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت سے واقف ومطلع ہیں۔یسرھا :جو ایمان ونیت وغیرہ دل میں چھپا تا تھا۔علانیتہ :وہ عمل وطاعت جو ظاہر کرتا رہا۔جئنا :ہم حاضر ہوئے۔ شفعاء :سفارشی

۹۳۹ :وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

۹۳۹: حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ ، وَعَذَابَ النَّارِ ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ ، اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ـ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ .... الرَّحِيْمُ "اے اللہ! فلاں ابن فلاں تیری ذمہ داری میں ہے اور تیرے پڑوس کی پناہ میں ہے۔ پس اس کی قبر کو آزمائش اور آگ کے عذاب سے بچا لے۔ آپ وعدے کو پورا کرنے والے اور تعریفوں والے ہیں۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور رحم فرما۔ بے شک آپ بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (ابوداؤد)

تخریج : رواه ابو داؤد فی کتاب الجنائز' باب الدعا للميت

اللغات : فی ذمتك : تیری ذمہ داری اور عہد میں ہے۔ حبل جوارك : تیری حفاظت اور بخشش کا طالب ہے۔ فقه فتنة القبر : اس کو عذاب قبر سے بچا اور نجات عنایت فرما۔ اهل الوفاء و الحمد : آپ شکریئے اور عطا کے اہل ہیں۔

فوائد: آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی بھلائی کی حرص میں جامع دعاؤں کا انتخاب فرمایا اور امت کو ان دعاؤں کی تعلیم دی۔

٩٤٠ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَّهُ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَيْنَ التَّكْبِيْرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُلَهَا وَيَدْعُوْا ثُمَّ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ هٰكَذَا ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : "كَبَّرَ اَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُكَبِّرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهُ : مَا هٰذَا؟ فَقَالَ : اِنِّيْ لَا اَزِيْدُكُمْ عَلٰى مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْنَعُ ، اَوْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ـ

۹۴۰: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں' چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر رکی کہ جتنا دو تکبیروں کے درمیان رکتے ہیں اور بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے' پھر نماز کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر تھوڑی دیر کے لئے رکے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ پھر انہوں نے اپنی دائیں اور بائیں سلام کیا۔ پھر جب واپس لوٹے' ہم نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں تمہارے سامنے اس میں اضافہ نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا' یا اس طرح کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

تخریج : رواه الحاكم فی المستدرك ٣٦٠

١٥٨ :بَابُ الْاِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

باب: جنازہ کو جلد لے جانا

٩٤١ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۹۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ ، وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِّقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَيْهِ".

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنازہ میں جلدی کرو' اس لئے کہ اگر وہ نیک ہوگا تو ایک نیکی ہے جس کی طرف تم اس کو بڑھا رہے ہو اور اگر وہ اس کے علاوہ ہے تو ایک برائی ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتار لو گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز' باب السرعة بالجنازه و مسلم فی کتاب الجنائز باب الاسراع بالجنازه

فوائد: (۱) جنازہ جلدی لے جانا مستحب ہے۔ البتہ ساتھ چلنے والوں کا لحاظ رکھے اور گرانی میں مبتلا نہ کرے اور نہ اتنا تیز چلے کہ میت کو چارپائی پر حرکت آنے لگے۔ (۲) اس میں میت کا خیر وشر والا جو حال ہے۔ وہ بیان کیا گیا اور یہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ (عالم برزخ کا معاملہ ہے)

۹۴۲ :وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ :"اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ ، وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا : يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ ، وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۴۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''جب چارپائی رکھ دی جائے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیں'' اگر وہ میت نیک ہے تو یوں کہتی ہے: مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ بری ہے تو کہتی ہے: ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری باب کتاب الجنائز' باب حمل الرجال الجنازة دون النساء

اللغات: :یاویلھا: ہائے! اس کی ہلاکت۔ **لصعق**: ان پر غشی طاری ہو جائے یا ہلاک ہو جائیں۔

فوائد: (۱) میت کو موت کے بعد خاص قسم کا ادراک ہوتا ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

۱۵۹ :بَابُ تَعْجِيْلِ قَضَآءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ اِلٰى تَجْهِيْزِهٖ اِلَّا اَنْ يَّمُوْتَ "فُجَاءَةً" فَيُتْرَكَ حَتّٰى يُتَيَقَّنَ مَوْتُهٗ

باب: میّت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن دفن میں عجلت کرنا' مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے

۹۴۳ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۹۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی جان اس کے قرضے کے سبب لٹکی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔'' ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الجنائز' باب ما جاء عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نفس المؤمن معلقه بدینه

اللغات: معلقة: موقوف کر دی جاتی ہے۔ يقضي: ادا کر دیا جائے۔

فوائد: (۱) میت کا قرض اس کے ترکہ میں سے جلد ادا کرنا چاہئے کیونکہ تجہیز و تکفین کے بعد اس کے ترکہ سے متعلق جتنے حقوق ہیں ان میں قرضہ سب سے مقدم ہے۔ (۲) مؤمن کی جان اپنے معزز مقام سے اس وقت تک روک دی جاتی ہے اور اس کی نجات و ہلاکت کا معاملہ طے نہیں پاتا جب تک قرض کی ادائیگی نہیں کر دی جاتی۔ (۳) بعض لوگوں نے اس میں قرض کو گناہ کی خاطر لئے جانے والے قرض پر محمول کیا ہے یا جان بوجھ کر ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کے متعلق کہا ہے اور یہ بات اس کے خلاف نہیں جو روایات میں آئی ہے کہ آپ کی ذرہ ایک یہودی کے ہاں گھریلو خرچہ کے سلسلہ میں رہن رکھی ہوئی تھی کیونکہ رہن مرتہن کے ہاتھ میں اس کے حق کے قائم مقام ہے۔ گویا رہن کی موجودگی میں اس کے ذمہ قرض ہے ہی نہیں۔

٩٤٤ : وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرِضَ، فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَالَ: اِنِّيْ لَا اُرٰى طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيْهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهِ وَعَجِّلُوْا بِهِ فَاِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ اَهْلِهِ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

۹۴۴: حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ پس مجھے ان کی اطلاع دینا اور ان کو جلد دفن کا کہا۔ اس لئے کہ کسی مسلمان میّت کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب التعجل بالجنازه و کراهیة جسها

اللغات: يعودة: اس کی زیارت و عیادت کرے۔ حديث فيه الموت: اس کے نزع کا وقت آ گیا ہے۔ اذنوني: جب میں مر جاؤں تو مجھے بتلا دو۔ جيفة: مردہ جسم

فوائد: (۱) وفات کا یقین ہونے پر تجہیز کا فوراً انتظام کرنا چاہئے اس میں بلاوجہ تاخیر حرام ہے۔

١٦٠ : بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ

باب: قبر کے پاس نصیحت

٩٤٥ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۹۴۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع الغرقد کے قبرستان میں ایک جنازے کے ساتھ شریک تھے۔ ہمارے پاس

فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ وَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ - ثُمَّ قَالَ : "مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ" فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا؟ فَقَالَ :"اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے سر جھکایا اور چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے دوزخ یا جنت کا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو وہی عمل میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا اور پوری حدیث بیان کی۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز' باب موعظة المحدث عنه القبر' و مسلم فی اوائل کتاب القدر

اللُّغَات: بقیع الغرقد: اہل مدینہ کا قبرستان' غرقد ایک کانٹے دار درخت ہے۔ مخصرة: ٹیڑھے سر والا ڈنڈا۔ نکس: آواز آہستہ کی۔ ینکست: کریدنا۔ زمین پر مارنا۔ کتب: اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے یا لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے۔ نتکل: جو لکھا ہے اس پر اعتماد کرلیں۔ میسر لما خلق: انسان عمل کے لئے پیدا ہوا ہے۔ جس عمل کا وہ ارادہ کرتا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے خواہ وہ عمل خیر ہو یا شر۔ سعادت مند سعادت کے راستہ پر چلتے اور گامزن ہوتے ہیں اور بدبخت بدبختی کی راہ کو اپناتے ہیں۔

فوائد: (۱) قبر کے پاس نصیحت مستحب ہے کیونکہ اس وقت اس کا فائدہ زیادہ ہے۔ موت کو دیکھنا دل کو نرم کر دیتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ لوگوں کی سعادت وشقاوت کو جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم اعمال میں جبر کے مترادف نہیں ہے بلکہ وہ علم سابق ہے کہ فلاں شخص اپنے اختیار سے صالحین کے اعمال اختیار کرے گا۔ مگر نتیجۃً وہ اشقیاء میں سے ہوگا۔ جب تک کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں ہے۔ اس وقت تک یہ طرز عمل صحیح نہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے علم پر بھروسہ (جو ظاہر ہے انسان کو قطعی طور پر معلوم نہیں) کر کے عمل کو ترک کرے۔ بلکہ واجب ہے کہ انسان بھلائی کمانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی قدرت و طاقت دی ہے اور عمل کو اس پر لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس اختیاری عمل پر محاسبہ فرمائے گا۔ اس علم پر محاسبہ نہ ہوگا کہ یہ بندہ فلاں کام کرے گا۔

۱۶۱ : بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهٖ وَالْقُعُوْدِ عِنْدَ قَبْرِهٖ سَاعَةً لِّلدُّعَآءِ لَهٗ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

باب: دفن کے بعد میت کے لئے دُعا کرنا اور اس کی قبر کے پاس دُعا واستغفار وقراءت کے لئے کچھ دیر بیٹھنا

٩٤٦ : عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَقِيْلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ' وَقِيْلَ اَبُوْلَيْلٰى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ وَقَالَ : "اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْاَلُ"

۹۴۶: حضرت ابو عمرو' بعض نے کہا ابو عبداللہ' بعض نے کہا ابو لیلیٰ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن سے فارغ ہو جاتے' قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو پس اس سے سوال

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔ ہوگا۔'' (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز' باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف

اللغات: اسألوا له التثبت :اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے نکیرین کے سوال کے موقعہ پر ثابت قدمی کی دعا کرو۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کے پاس میت کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرلے۔ جبکہ فرشتے اس سے سوال کریں گے۔ مؤمن کو اللہ تعالیٰ جواب الہام فرما دیتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ **الله ربی' الاسلام دینی' محمد نبی** مگر کافر اور منافق کہتا ہے ہائے' ہائے مجھے معلوم نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ (۲) سوال نکیرین قبر میں برحق ہے۔

۹۴۷ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَاَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَعْلَمَ مَا ذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۹۴۷: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم مجھے دفن کر چکو' تو میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اللہ کے قاصدوں کو کیا جواب دوں۔ (مسلم)

وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ :وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقْرَاَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ' وَاِنْ خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ كَانَ حَسَنًا۔

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ گذری۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔ یا سارا قرآن پڑھے تو مناسب ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ و کذلک الھجرۃ والفتح وقد تقدم رقم ۷۱۱

اللغات: استانس :میں انس حاصل کروں۔ اراجع بہ: جواب دیتا ہوں۔

فوائد: (۱) میت اپنے عزیز و اقارب کی دعا سے مانوس ہوتا ہے۔ جب وہ قبر کے قریب دعا کرتے ہیں۔

۱۶۲ :بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَآءِ لَهٗ

باب: میّت کی طرف سے صدقہ کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ : رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ [الحشر: ۱۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ جو لوگ جو ان کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں: اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں نے ایمان میں ہم سے پہل کی''۔ (حشر)

حل الآیات: من بعد هم: تابعین رحمہم اللہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آئے۔

۹۴۸ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ

۹۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے

رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ :اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاُرَاھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ، فَھَلْ لَّنَا مِنْ اَجْرٍ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا؟ قَالَ : "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ ''بے شک میری والدہ اچانک وفات پا گئی میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا اس کو اجر ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ فرمایا ''ہاں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الجنائز' باب موت الفجاۃ و مسلم فی کتاب الزکوٰۃ باب وصول ثواب الصدقتن المیت الیہ

اللغات : افتلت :جلدی سے روح کا نکلنا مراد اچانک موت ہے۔

فوائد: میت کی طرف سے صدقہ جائز ہے اور اس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ بات اس ارشاد باری تعالیٰ کے خلاف نہیں۔ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی : کیونکہ آیت کفار کے متعلق ہے اور انسان کا لفظ یہاں عام ہے مگر مراد اس سے خاص ہے۔ بعض نے کہا کہ انسان کے لئے تو وہی ہے جو اس نے کوشش کی۔ اسی کا بدلہ دیا جائے گا۔ باقی فضل کا معاملہ اس سے الگ ہے اللہ تعالیٰ عظمت وجلال والے اور گناہ کو معاف کرنے والے ہیں۔ شان فضل الگ ہے۔ اس سے نیکی کو کئی گنا بڑھا کر مؤمن کو وہ ثواب دیتے ہیں جو اس کے لئے دوسرے مسلمان بھائی کرتے ہیں اور اقارب جو صدقہ کرتے ہیں۔ جب والد اپنے بیٹے کے ظاہری وجود کا سبب ہے تو گویا لڑکے کا عمل خود اس کا عمل ہے اور اس کے اپنے فعل پر ثواب ملتا رہے گا۔ اس معنی کی تائید اس ارشاد نبوی ﷺ سے ہوتی ہے: ((اذا مات ابن آدم انقطع عملہ......)) یعنی ''موت کے بعد تین عمل جاری رہتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ' (۲) نفع مند علم' (۳) نیک وصالح بیٹا جو باپ کے لئے دعا کرتا ہے''۔

۹۴۹ :وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ :صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ ' اَوْ عِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِہٖ ' اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْ لَہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۹ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین :(۱) صدقہ جاریہ' (۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا (اولاد) جو اس کے لئے دعا کرتا ہو''۔ (مسلم)

تخریج :رواہ مسلم فی کتاب الوصیۃ' باب ما یلحق من الثواب للمیت بعد فاتہ

اللغات :انقطع عملہ :موت کی وجہ سے وہ مکلّف نہ رہا اور عالم دنیا سے نکل کر وہ عالم برزخ میں داخل ہو گیا۔ پس اب عمل اور تکلیف کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ صدقہ جاریہ: مسلسل قائم رہنے والا صدقہ۔

فوائد: (۱) ان تین کاموں سے میت کو ثواب پہنچتا ہے کیونکہ یہ اس کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ پس اس کے چلے جانے کے باوجود یہ اعمال زائل نہ ہوئے۔ (۲) ایسا عمل کرنا چاہئے جو موت کے بعد بھی باقی رہے۔ (۳) علم اور اس کا پھیلانا اور تعلیم دینا اتنا بڑا عمل ہے کہ موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

۱۶۳ :بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب:لوگوں کا میّت کی تعریف کرنا

۹۵۰ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "وَجَبَتْ"، ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "وَجَبَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :مَا وَجَبَتْ؟ فَقَالَ : "هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ، وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ ، اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا گذر ایک جنازے کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی'' پھر دوسرے جنازے کے پاس سے ان کا گذر ہوا۔ انہوں نے (لوگوں نے) اس کی بری تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''واجب ہوگئی'' عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت اور جس کی تم نے بری تعریف کی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

تخریج:رواہ البخاری کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت و مسلم فی کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیه خیر او شر من الموتی

اللغات: :اثنوا علیه شر :یہ مجاز مرسل ہے اور اس میں علاقہ تضاد ہے۔ شاید کہ وہ کھلا فسق یا بدعت میں مبتلا ہو کیونکہ تعریف تو خیر کے کام میں ہوتی ہے۔

فوائد :(۱) مخلص ایمان والوں کا تعریف کرنا اس بات کی گواہی ہے کہ اس کا باطن اچھا اور ظاہر حسین تھا۔ اگر واقعتاً بھی وہ ایسا ہو تو وہ جنتی ہے۔ (۲) اگر کسی کے متعلق خرابی کی گواہی دیں کہ اس کا اندر خراب اور ظاہر بدتر تھا تو یہ دلیل ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہے کیونکہ سچے ایمان والے خواہشات کے پیچھے نہیں چلتے وہ اللہ کی زمین پر اللہ کے گواہ ہیں اور ان کی گفتگو سچی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو صحیح بات کا الہام فرماتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ تزکیہ و پاکیزگی میں انتہائی مقام کو پہنچنے والے ہیں۔ (۳) باقی فاسق و فاجر لوگوں کا کسی کے متعلق بھلائی کی گواہی دینا یا شر کی گواہی دینا ناقابل اعتبار ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد: ((**اذکروا محاسن موتاکم و کفوا عن مساویھم**)) یہ ایمان والوں سے متعلق ہے۔ کافر یا کھلے طور پر فسق کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کے برے اعمال کا اس لئے تذکرہ کرنا کہ لوگ برے اعمال سے باز رہیں یہ حرام نہیں ہے۔

۹۵۱ : وَعَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ : قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ :وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰى فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ :

۹۵۱: ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پس ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بری تعریف کی۔ پس عمر رضی اللہ تعالیٰ

وَجَبَتْ ، ثُمَّ مُرَّ بِالثَّالِثَةِ فَاُثْنِيَ عَلٰى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ :وَجَبَتْ ، قَالَ اَبُو الْاَسْوَدِ : فَقُلْتُ :وَمَا وَجَبَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ : قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا : وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ :"وَثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا :وَاثْنَانِ؟ قَالَ : "وَاثْنَانِ" ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

عنہ نے کہا: واجب ہوگئی ۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی ۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہوگئی ۔ ابولاسود کہتے ہیں میں نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوئی ؟ فرمایا: میں نے اسی طرح کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں ۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیتے ہیں ۔ پھر ہم نے کہا اور تین؟ تو فرمایا تین بھی ۔ پھر ہم نے کہا اور دو؟ تو فرمایا دو بھی ۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہ کیا۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز' باب ثناء الناس علی المیت

اللغات: وجبت :جواس کے متعلق کہا گیا واجب ہوگیا ثابت ہوگیا' اوراس پر اچھے برے بدلے کا وہ حق دار بن گیا۔

فوائد: سابقہ **فوائد** ملاحظہ ہوں۔ (۱) علماء رحمہم اللہ نے فرمایا۔ مستحب یہ ہے کہ جس کے پاس سے گزرے اور وہ اس کے لئے دعا کرے اور اچھی تعریف کرے جبکہ میت اس کی مستحق ہو اور اس کے دکھلاوا مقصود نہ ہو۔

١٦٤ :بَابُ فَضْلِ مَنْ مَّاتَ لَهٗ اَوْلَادٌ صِغَارٌ

باب: اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

٩٥٢ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهٗ ثَلَاثَةٌ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا''۔ (بخاری' مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب فضل من مات له و لا فا حتسب و من حدیث انس رضی اللّٰه عنه' مسلم فی کتاب البر و الصلة باب فضل من یموت له ولد فیحسبه من روایة ابی هریره رضی اللّٰه عنه

فوائد: جس کے چھوٹے بچے فوت ہوئے اور اس نے اس سے صبر کیا اور ثواب کی اُمید رکھی ۔ تو جس طرح اس کی شفقت و مہربانی ان بچوں پر زیادہ تھی ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم فرمائیں گے اور اپنے خصوصی فضل سے ان چھوٹے بچوں کے سبب ان کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

٩٥٣ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ

۹۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مؤمن کے تین بچے فوت ہو جائیں

الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَتَحِلَّةُ الْقَسَمِ" قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى :"وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" وَالْوُرُوْدُ :هُوَ الْعُبُوْرُ عَلَى الصِّرَاطِ ، وَهُوَ جِسْرٌ مَّنْصُوْبٌ عَلٰى ظَهْرِ جَهَنَّمَ عَافَانَا اللّٰهُ مِنْهَا۔

تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔ (بخاری، مسلم)

تَحِلَّةُ الْقَسَمِ : مراد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾۔

وُرُوْدُ : پل صراط سے گزرنے کو کہتے ہیں۔ یہ پل جہنم پر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عافیت میں رکھے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحتسب و مسلم فی کتاب البر و الصلة، باب فضل من یموت له ولد فیحتسبه

اللغات: تحلة القسم: یہ حلل الیمین کا مصدر ہے جب اس کا کفارہ ادا کردے۔ مطلب یہ ہوا کہ آگ پر گزر ہوگا۔ تاکہ آیت میں وارد قسم ثابت ہو جائے۔ ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾ الایة

فوائد: (۱) جس مؤمن کے تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں اور وہ صبر کرے اور ثواب کی اُمید رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے تو اس کو آگ نہ چھوئے گی اور پل صراط عبور کرتے ہوئے جہنم کی لپٹ اس کو تکلیف نہ پہنچائے گی۔ اگر وہ اہل سعادت میں سے ہوگا تو ان کا گزر پل صراط سے پلک جھپکنے میں ہو جائے گا۔

٩٥٤ :وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيْثِكَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِكَ يَوْمًا نَّاْتِيْكَ فِيْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ ، قَالَ : اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا" فَاجْتَمَعْنَ ، فَاَتَاهُنَّ النَّبِيُّ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْكُنَّ مِنَ امْرَاَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِّنَ الْوَلَدِ اِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ: وَاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَاثْنَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۵۴: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ کی باتیں لے گئے۔ پس آپ اپنی ذات کا ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیں۔ جس میں آپ ہمیں تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی۔ آپ نے فرمایا: تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو وہ علم سکھایا، جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اس کے لئے آگ کے درمیان پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ دو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور دو بھی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب و رواہ مسلم فی کتاب البر والصلة، باب من یموت له ولد

اللغات: فاجعل لنا: ہمارے مقرر کردو۔ تقدم ثلاثه من الولد: ان کا دفن پہلے ہو چکا۔ ان کے مرنے کے بعد۔ ولد: پیدا ہونے والے کو کہتے ہیں خواہ بچہ ہو یا بچی دونوں میں بولا جاتا ہے۔

فوائد: علم کے متعلق عورت کا بھی حق ہے کیونکہ وہ بھی شرعاً مکلف ہے اور علم اس پر واجب ہے تاکہ اس علم سے وہ اپنی دینی اصلاح و درستگی کر کے معاشرے کا نیک اور فائدہ مند فرد بنے۔ (۲) آپؐ کی تواضع ملاحظہ ہو کہ عورت کی استدعا کو قبول فرمایا اور عورتوں کے متعلقہ امور میں آپؐ نے کسی قدر رغبت سے ان کو تعلیم دی۔ (۳) اس عورت کو جنت کی بشارت دی گئی جس کے دو یا تین بیٹے، بیٹیاں نابالغ بیٹے بیٹیاں فوت ہو جائیں۔ (۴) عورت کو ایسی تعلیم دینا جو اس کے لئے فائدہ مند ہو اور فتنہ کے اسباب سے دور اور خالی ہو۔

١٦٥ : بَابُ الْبُكَآءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ الْمُرُوْرِ بِقُبُوْرِ الظَّالِمِيْنَ مَصَارِعِهِمْ وَاِظْهَارِ الْاِفْتِقَارِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَالتَّحْذِيْرِ مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْ ذٰلِكَ

باب: ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار

٩٥٥ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ - يَعْنِىْ لَمَّا وَصَلُوْا الْحِجْرَ : دِيَارَ ثَمُوْدَ - "لَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَّا اَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ : لَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجْرِ قَالَ : "لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ" ثُمَّ قَنَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اَجَازَ الْوَادِيَ۔

۹۵۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا: جب کہ وہ حجر کے مقام پر پہنچے۔ "یہ قوم ثمود کا علاقہ ہے۔" تم ان معذب قوموں کے علاقوں میں داخل نہ ہو۔ مگر یہ کہ تم رو رہے ہو۔ اگر تم رونے والے نہ ہو تو ان پر مت داخل ہو۔ کہیں تم کو وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مقامِ حجر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ مگر یہ کہ تم رونے والے ہو۔ پھر آپؐ نے سر ڈھانپ لیا اور اونٹنی کی رفتار کو تیز کر دیا۔ یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاة، باب الصلاة فی مواضع الخف العذاب ومسلم فی کتاب الزهد، باب لاتدخلو مساكن الذين ظلموا انفسهم

اللغات: الحجر: شام ومدینہ کے درمیان قوم ثمود کا علاقہ جو صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ یہ ۱۰ھ کی بات ہے کہ جب آپ غزوہ تبوک کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں سے گزر ہوا۔ قنع رأسه: آپ نے سر ڈھانپ لیا۔ جاز الوادی: وادی کو طے کیا اور عبور کیا۔

فوائد: انسان کا گزر جب کسی کافر قوم کے علاقہ میں سے ہو۔ جن پر عذاب الٰہی اترا ہو تو جلد سے اس مقام کو عبور کر لینا چاہئے اور اپنے دل میں یہ سوچ وفکر ہو کہ جو عذاب ان پر اترا کہیں مجھ پر نہ اتر پڑے۔ اس وقت اس کی کیفیت رونے والی ہونی چاہئے۔ اگر ہم ان کے اس انجام کو سوچ کر گزرتے ہوئے رونے کی کیفیت ظاہر نہ کریں گے تو گویا ہم فساد قلب اور اعمال میں ان کے ساتھ مشابہت اختیار والے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ظالموں کے ساتھ رہنے' بیٹھنے اور کھانے پینے کی ممانعت کردی گئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ "ظالموں کی طرف مت جھکاؤ اختیار کرو ورنہ تمہیں آگ چھولے گی"۔

۱٦٦: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوْجِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَاسْتِحْبَابِهٖ اَوَّلَ النَّهَارِ

باب: جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا

٩٥٦: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ، لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْخَمِيْسِ۔

٩٥٦: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن ہی سفر پسند فرمانے لگے۔ (بخاری' مسلم)

بخاری ومسلم کی روایت' میں ہے کہ بہت کم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن میں سفر فرماتے۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجهاد' باب من اراده غزوة فورّٰی بغیرها۔

فوائد: جمعرات کو سفر مستحب ہے خواہ سفر جہاد ہو یا کوئی دوسرا سفر۔

٩٥٧: وَعَنْ صَخْرِ ابْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا" وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْجَيْشًا بَعَثَهُمْ مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ - وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهٗ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهٗ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

٩٥٧: حضرت صخر بن وداعۃ الغامدی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "کہ اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے میں برکت عنایت فرما۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے لشکر یا بڑے لشکر کو بھیجتے تو ان کو دن کے پہلے حصے میں روانہ فرماتے۔ یہ حضرت صخر تاجر تھے۔ یہ بھی اپنے مال تجارت کو دن کے پہلے حصے میں بیچتے۔ (اس کی برکت سے) مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواه ابوداؤد فی کتاب الجهاد' باب الابتكار فی السفر' و الترمذی فی ابواب البیوع باب ما جاء فی التکبیر فی التجارة

اللغات : بارك: اس میں برکت عنایت فرما۔ برکت اضافہ اورنمو کو کہتے ہیں۔ بکورھا: جمع ہے' مصدر بکر ہے۔ شروع دن میں سفر کرنا۔ البکرہ: یہ غدوہ کی طرح ہے۔ دن کی ابتداء میں جانا۔ سریة: لشکر کا حصّہ۔ فاثری: مالدار ہونا

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ صبح سویرے سفر کے لئے جائے خواہ جمعرات ہو یا کوئی دوسرا دن۔ (۲) صبح جلدی جانے اور دن کے پہلے حصّہ سے تجارت اور کاروبار میں فائدہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس طرح دیگر تمام مصالح کو بھی صبح کے وقت میں حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) دن کی ابتداء میں کام میں چستی رہتی ہے اور کام جلد سمٹتا اور زیادہ مقدار میں نفع اور چیز میسر آتی ہیں اور اس وقت میں برکت میسر ہوتی ہے۔

۱۶۷ :بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرُّفْقَةِ وَ تَأْمِيرِهِمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُوْنَهٗ

باب: رفقاءِ سفر کا تلاش کرنا اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب

۹۵۸ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۵۸: حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کا نقصان اتنا جان لیتے جتنا میں جانتا ہوں کبھی کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرتا۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجهاد' باب السیر وحده۔

اللغات :الوحدة: اکیلا سفر کرنا۔ ما اعلم :جو نقصان اس کا جانتا ہو۔ یہ اندازِ تعبیر اکیلے سفر سے روکنے کیلئے اختیار فرمایا۔ راکب: مسافر اگرچہ پیدل ہی ہو۔ راکب سے تعبیر اس لئے فرمائی کیونکہ مسافر عام طور پر سواری کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلیل: رات سے مقید اس لئے کیا کیونکہ اس میں ضرر اور بڑھ جاتا ہے۔ ایک طرف رات اور دوسرا اندھیر' ورنہ مراد مطلقاً سفر ہے۔

فوائد: (۱) ساتھیوں کے بغیر اکیلا سفر کرنا مکروہ ہے۔ اس کی حکمت اس قدر ظاہر اور واضح ہے کہ معمولی عقل والا بھی ادنیٰ غور سے جان سکتا ہے۔ خاص کر وہ آدمی جس کو سفر سے واسطہ پڑتا رہتا ہو۔ (۲) اکیلے سفر میں دینی و دنیوی نقصانات ہیں۔ مثلاً جماعت کی نماز سے محرومی' خطرات و وحشت پر اپنے آپ کو پیش کرنا' دوست و غم خوار کا فقدان وغیرہ۔

۹۵۹ :وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ' وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ ' وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ '

۹۵۹: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکیلا سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار' دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے صحیح

وَالنَّسَائِیُّ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَۃٍ ، وَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

سندوں سے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ روایت حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد، باب الرجل یسافر وحدہ، و الترمذی و النسائی فی الکبری

اللغات: جدہ: ان کے والد کے دادا اوران کا نام عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ ہے۔ شیطان: شیطان اس کا ساتھی بن کر اس کو اغواء کرتا ہے۔ رکب: اصلاً اس جماعت میں بولا جاتا ہے جو اونٹوں پر سواری کرے۔ بعد میں ہر مسافر جماعت پر بولا جانے لگا۔

فوائد: (۱) سفر کے ساتھی کم از کم تین ہونے چاہئیں اور نفرت اس سے دلائی گئی ہے جو اس سے کم ہوں کیونکہ شرعی مصلحت تین سے پوری ہوجاتی ہے، فساد و بگاڑ رفع ہوجاتا ہے اور بسا اوقات دو میں سے ایک کو تکلیف پہنچ جاتی ہے تو دوسرا اکیلا رہ جاتا ہے۔

٩٦٠ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِذَا خَرَجَ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ حَدِیْثٌ حَسَنٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹۶۰: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین آدمی سفر پر جائیں تو ایک کو وہ امیر بنالیں۔'' حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد نے احسن سند سے روایت کی ہے۔

تخریج: رواہ ابو دائو فی کتاب الجھاد، باب فی القوم یسافرون یؤمرون احدھم

فوائد: مسافروں میں ایک کو اپنا امیر بنالینا مستحب ہے۔ تمام سفر کے معاملات میں اس کی اتباع کریں۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ امیر سمجھ بوجھ، احتیاط اور حالات سفر کے متعلق اطلاع میں سب سے فائق ہو۔ علامہ ماوردی نے الحاوی میں فرمایا کہ یہ واجب ہے۔

٩٦١ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"خَیْرُ الصَّحَابَۃِ اَرْبَعَۃٌ وَخَیْرُ السَّرَایَا اَرْبَعُ مِائَۃٍ ، وَخَیْرُ الْجُیُوْشِ اَرْبَعَۃُ اٰلَافٍ ، وَلَنْ یُّغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّۃٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۹۶۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین ساتھی چار ہیں، بہترین چھوٹا لشکر چار سو کا ہے، بہترین بڑا لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار کا لشکر محض تعداد کی کمی سے ہرگز مغلوب نہ ہوگا۔'' (ابوداؤد) ترمذی نے کہا حدیث احسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد، باب فیما یستحب من الجیوش و الرفقاء والسرایا والترمذی فی ابواب السیر، باب ما جاء فی السرایا

اللغات: الصابہ: جمع صاحب یا یہ اسم ہے جو صحب سے بنا ہے، بمعنی صحبت استعمال ہوتا ہے۔ جیسا اس ارشاد میں آیا ہے۔ من احق الناس بحسن صحابتی۔ یہاں صحابہ بمعنی صحبت ہے۔ من قلة: قلت تعداد کے سبب و باعث۔

فوائد: (۱) رفقاء چار سفر کریں یہ سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے مختلف ضروریات

میں مشورہ کی ضرورت ہوگی جو چار سے زیادہ پوری ہو سکتی ہے اور اس طرح ان کو تعاون علی الخیر بھی میسر ہو جائے گا۔ (۲) جب مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار ہو پھر بھی شکست کھا جائیں تو یہ شکست تعداد میں کمی کے باعث نہیں بلکہ دیگر اسباب کی بناء پر ہوگی۔

۱۶۸ : بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُوْلِ وَالْمُبِيْتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَاسْتِحْبَابِ السُّرٰى وَالرِّفْقِ بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلَحَتِهَا وَجَوَازِ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّآبَّةِ إِذَا كَانَتْ تُطِيْقُ وَاَمْرِ مَنْ قَصَّرَ فِيْ حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا

باب: سفر میں چلنے، ستانے، رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھا لینے کا جواز اور اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے

۹۶۲ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ ، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاَسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ وَبَادِرُوْا بِهَا نِقْيَهَا ، وَإِذَا عَرَّسْتُمْ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَآبِّ وَمَاْوَى الْهَوَآمِّ بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰى "اَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْاَرْضِ" اَيِ ارْفُقُوْا بِهَا فِي السَّيْرِ لِتَرْعٰى فِيْ حَالِ سَيْرِهَا۔ وَقَوْلُهٗ ، "نِقْيَهَا" هُوَ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَإِسْكَانِ الْقَافِ وَبِالْيَآءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتِ وَهُوَ: الْمُخُّ ، مَعْنَاهُ اَسْرِعُوْا بِهَا حَتّٰى تَصِلُوا الْمَقْصِدَ قَبْلَ اَنْ يَّذْهَبَ مُخُّهَا مِنْ ضَنْكِ السَّيْرِ۔

"وَالتَّعْرِيْسُ" النُّزُوْلُ فِي اللَّيْلِ۔

۹۶۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم خوشحالی کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹ کو زمین میں چلنے کا موقع دو اور جب خشک سالی میں سفر کرو تو اس پر تیزی سے سفر کرو اور اس کا گودہ ختم ہونے سے پہلے منزل تک پہنچنے میں جلدی کرو اور جب تم رات کو ٹھہرو تو راستے سے ہٹ کر ٹھہرو۔ کیونکہ وہ جانوروں کے راستے ہیں اور رات کیڑوں مکوڑوں کا ٹھکانہ ہے۔ (مسلم)

اَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا : چلنے میں اس کے ساتھ نرمی کرو۔ تاکہ سفر کے دوران چر سکے۔

نِقْيَهَا : مغز اور گودہ یہ نون کے ساتھ اور ق کے سکون اور اس کے بعد یا کے ساتھ ہے۔

مفہوم ان کا یہ ہے کہ ان کو تیز لے جاؤ تاکہ تم منزل تک ان کا گودہ ختم ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ جو کہ راستے میں تنگی کی وجہ سے ختم ہوتا ہے۔

تَعْرِيْسُ : رات کو پڑاؤ ڈالنے اور آرام کرنے کو کہتے ہیں۔

تخریج: رواه المسلم في كتاب الامارة ، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير و النهي عن التعريس في الطريق

اللغات: الخصب: اسم مصدر ہے۔ یہ اخصب المسکان سے بنا ہے۔ جب گھاس پیدا ہو۔ حظها: اس کا حصہ۔ الجدب: خشکی۔ المحل: بارش کا نہ برسنا اور زمین کا خشک ہونا۔ فاجتنبوا الطریق: راستہ میں مت اترو۔ اس سے ایک طرف ہو کر اتر۔ ماوی الهوام: کیڑے مکوڑوں کی پناہ گاہ مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ اور اس میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔

فوائد: (۱) حیوانات سے نرمی برتنی چاہئے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ان کو پورا چارہ دیا جائے۔ جبکہ گھاس اور کھجوریں اس میں نظر آئیں۔ (۲) جہاں ان کے چرنے کی گھاس نہ ہو وہاں ان کو زیادہ دیر نہ ٹھہرایا جائے۔ (۳) وحشت ناک مقامات سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے اور اسی طرح خطرے کے مقامات کو نہ جھانکنا چاہئے۔

٩٦٣ : وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ فِیْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ : اِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهٗ لِئَلَّا يَسْتَغْرِقَ فِی النَّوْمِ فَتَفُوْتَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا اَوْ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا۔

۹۶۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کسی جگہ رات کو ٹھہرتے وہی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر مبارک ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (مسلم)

علماء نے فرمایا کہ بازو کو کھڑا کرنا یعنی صراز کرنا اس لئے تھا تاکہ دین میں استغراق نہ ہو۔ جس سے صبح کی نماز اپنے وقت یا اصل وقت سے رہ جائے۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب المساجد باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجیل قضاء ها۔

اللغات: نصب ذراعه: اپنا ہاتھ پھیلایا۔

فوائد: دائیں پہلو سونا مستحب ہے کیونکہ یہ شرافت والی جانب ہے اور نیند سے قبل سونے کی ضرورت پیش آئے تو نماز کے لئے احتیاط اس میں ہے کہ دائیں پہلو سوئے۔ (۲) نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے سونا جائز ہے۔ اس کے بعد جائز نہیں۔ اگر وقت نکلنے سے قبل جاگنے کی توقع نہ ہو۔ البتہ نیند کا شدید غلبہ ہو تو سو سکتا ہے۔

٩٦٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ ، فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

"اَلدُّلْجَةُ" اَلسَّيْرُ فِی اللَّيْلِ۔

۹۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم رات کو سفر کرو اس لئے کہ زمین رات کو لپیٹ دی جاتی ہے''۔ (ابوداؤد)

صحیح سند سے۔

اَلدُّلْجَةُ : رات کو سفر کرنا۔

تخریج: رواه ابوداؤد فی کتاب الجهاد، باب فی الریحة۔

اللغات: علیکم: یہ اسم فعل ہے۔ اس کا معنی الزموا ہے۔ تطوی: یہ طویل مسافت کو طے کرنے کے لئے مجازاً استعمال کیا گیا کیونکہ چوپائے رات کی ٹھنڈک سے خوب چست ہوکر چلتے ہیں۔

فوائد: (۱) سفر میں رات کو چلنا مستحب ہے خصوصاً جبکہ رات کا پچھلا حصہ ہو۔ اس لئے کہ یہ مسافت کو طے کرنے اور جسم کی چستی کے لئے خوب مددگار وقت ہے۔

۹٦۵ : وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِی الشِّعَابِ وَالْاَوْدِیَةِ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِیْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِیَةِ اِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِّنَ الشَّیْطَانِ؟" فَلَمْ یَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹٦۵: حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی مقام پر اترتے ہیں تو وہ گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا یہ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھرنا شیطان کی شرارت ہے۔''

اس کے بعد جس مقام پر بھی اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد، باب ما یؤمر من انضمام العسکر و سعته۔

اللغات: منزلاً: سفر میں اترنے کی جگہ۔ الشعاب: جمع شعب کی پہاڑی راستہ۔ من الشیطان: شیطان کے اغواء اور وسوسہ اندازی ہی سے۔

فوائد: (۱) سفر میں منفرد اور الگ مقام پر ٹھہرنا مکروہ ہے۔ (۲) سفر میں جمع ہونا مستحب ہے تاکہ تعاون وانسیت زیادہ ہو۔ اس لئے کہ سفر خود ایک مستقل سامان وحشت ہے جو پہلے سے موجود ہے۔

۹٦٦ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو - وَقِیْلَ سَهْلِ بْنِ الرَّبِیْعِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیِّ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ الْحَنْظَلِیَّةِ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِیْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ فِیْ هٰذِهِ الْبَهَآئِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَكُلُوْهَا صَالِحَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۹٦٦: حضرت سہل بن عمرو اور بعض نے سہل بن الربیع بن عمرو انصاری جو ابن الحنظلیہ کے نام سے مشہور تھے اور وہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پشت پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان پر سواری کرو اس حال میں کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت کھاؤ۔ اس حال میں کہ یہ تندرست ہوں۔ ابو داؤد صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد، باب ما یؤمر به، من القیام علی الدواب و البھائم

اللغات: بیعت الرضوان: حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے ہونے والی بیعت۔ اسی کے متعلق ارشاد ربانی ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ ......الایہ۔ **بعیر**: اونٹ' مذکر ومونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ **العجمة**: جو بات نہ کر سکتے ہوں کہ اپنے دکھ ذکر کر سکیں۔ **صالحة**: جبکہ سواری کے لئے مناسب ہوں اور گوشت کھانے کے لئے بھی مناسب ہوں۔ **لحق ظهره ببطنه**: اس کی پشت پیٹ سے مل گئی یہ انتہائی کمزوری سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) حیوانات اور چوپایوں سے نرمی اور ان کو تنگ نہ کرنے کی تاکید کیونکہ وہ تکلیف زدہ تو ہوتے ہیں مگر اپنا دکھ بیان نہیں کر سکتے۔ (۲) اموال کی حفاظت ونگرانی کرتے رہنا چاہئے اور اس کو تلف وضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے۔

٩٦٧ : وَعَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ وَاَسَرَّ اِلَيَّ حَدِيْثًا لَّا اُحَدِّثُ بِهِ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ ' وَكَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ اَوْ حَآئِشُ نَخْلٍ – يَعْنِي حَآئِطَ نَخْلٍ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا مُخْتَصِرًا ' وَزَادَ فِيْهِ الْبَرْقَانِيُّ بِاِسْنَادِ مُسْلِمٍ هٰذَا بَعْدَ قَوْلِهِ : حَآئِشُ نَخْلٍ – فَدَخَلَ حَآئِطًا لِّرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا فِيْهِ جَمَلٌ ' فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَرْجَرَ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ ' فَاَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ سَرَاتَهُ – اَيْ سَنَامَهُ – وَذِفْرَاهُ فَسَكَنَ ' فَقَالَ : "مَنْ رَّبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟" فَجَآءَ فَتًى مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ : هٰذَا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ : "اَفَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِيْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ اِيَّاهَا؟ فَاِنَّهُ يَشْكُوْا اِلَيَّ اَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ كَرِوَايَةِ الْبُرْقَانِيِّ۔

قَوْلُهُ "ذِفْرَاهُ" هُوَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَاِسْكَانِ الْفَآءِ ' وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ –

۹۶۷: حضرت ابو جعفر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا اور میرے ساتھ رازداری سے ایک بات کی۔ جو میں لوگوں میں سے کسی سے بیان نہیں کرتا' رسول اللہ ﷺ کو اپنی قضائے حاجت کے لئے کسی بلند چیز یا کھجور کے جھنڈ سے پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مسلم نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ اس طرح روایت کیا ہے علامہ برقانی سے مسلم کی روایت میں حَآئِشُ نَخْلٍ کے لفظ فَدَخَلَ حدیث کے آخر تک یہ الفاظ نقل کئے۔ پھر آپ انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ جس میں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو گڑگڑایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کوہان اور کان کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے" اسی وقت ایک انصاری نوجوان آیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے۔ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس کو تھکاتا ہے۔ ابوداؤد نے برقانی جیسی روایت کی ہے۔

" ذِفْرَاهُ ": یہ لفظ ذال کے کسرہ اور فا کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ لفظ مفرد مؤنث ہے۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : الذِّفْرٰی : اَلْمَوْضِعُ الَّذِیْ یَعْرَقُ مِنَ الْبَعِیْرِ خَلْفَ الْاُذُنِ - وَقَوْلُهٗ "تُدْئِبُهٗ" اَیْ تُتْعِبُهٗ۔

اہل لغت نے کہا کہ یہ اونٹ کے کان کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں پر اس کو پسینہ آتا ہے۔ تُدْئِبُهٗ :تھکا دینا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ باب ما یستتر بہ لقضاء و الحاجۃ' و ابو داؤد فی کتاب الجھاد باب ما یؤمر من القیام علی الدواب و البھائم۔

اللُّغَاتُ: اردفنی: مجھے پیچھے سوار کیا۔ لا احدث بہ ظاہر یہ ہے کہ یہ عام شریعت کے احکام سے متعلق نہیں۔ ورنہ اس کا چھپانا جائز نہیں۔ لحاجۃ: اس کے پورا کرنے کے وقت۔ مصرف :ہر بلند چیز۔ الحائط : باغ۔ البرقانی: امام حافظ' فقیہ' محدث' ادیب' صالح ابوبکر احمد بن احمد بن غالب البرقانی الخوارزمی۔ جرجر: حلق میں آواز کا لوٹانا۔ ذرفت: آنسو بہنا۔ سرء تہ: ہر چیز کی پشت اور اس کا بلند حصہ۔ رب الجمل: اونٹ والا۔

فوائد: (۱) اونٹ پر پیچھے دوسرے آدمی کو بٹھانا جائز ہے جبکہ وہ مضبوط و توانا ہو۔ (۲) جانور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں' اس نعمت کا شکر یہ ہے کہ ان کو خوب چارا کھلایا جائے اور ان سے نرمی برتی جائے۔ (۳) حیوانات کا آپ ﷺ سے کلام اور ان کی بات کو سمجھنا آپؐ کا معجزہ ہے۔ (۴) مخلوقات کی وقتاً فوقتاً راہنمائی کرتے رہنا چاہئے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے ساتھ اچھائی و بہتری والا معاملہ کریں۔

۹٦٨ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَّا نُسَبِّحُ حَتّٰی نَحُلَّ الرِّحَالَ- رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

وَقَوْلُهٗ "لَا نُسَبِّحُ" :اَیْ لَا نُصَلِّی النَّافِلَةَ ' وَمَعْنَاهُ اَنَّا مَعَ حِرْصِنَا عَلَی الصَّلٰوةِ- لَا نُقَدِّمُهَا عَلٰی حَطِّ الرِّحَالِ وَاِرَاحَةِ الدَّوَآبِّ۔

۹٦٨: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب کسی مقام پر تو ہم اس وقت تک نفلی نماز نہ پڑھتے جب تک اونٹوں کے پالان نہ اتار لیتے۔ ابوداؤد' اپنی سند اور شرطِ مسلم کے ساتھ بیان کیا۔

لَا نُسَبِّحُ :ہم نفلی نماز ادا نہ کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کا اتنا شوق رکھنے کے باوجود ہم اس کو کجاووں اور جانوروں کو آرام پہنچانے پر مقدم نہ کرتے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد' باب فی نزول المنازل۔

اللُّغَاتُ: نحل الرحال: جانور کی پشت سے کجاوہ اتارنا۔ الرحال جمع رحل ہے اور اصل میں سفر کے لئے جو اسباب تیار کئے جاتے ہیں۔ ان تمام پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً سواری وغیرہ۔

فوائد: (۱) جانوروں کو آرام پہنچانا مستحب ہے اور آرام کے مواقع میں سامان کو ان سے اتار لینا چاہئے۔ لہذا سوار ہونے میں مشقت۔ جو مناسب نہیں۔ (۲) سفر میں نوافل مستحب ہیں۔

۱٦۹ :بَابُ اِعَانَةِ الرَّفِیْقِ

باب: رفیق سفر کی معاونت

فِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ كَثِیْرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِیْثِ

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں

: "وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ" وَحَدِيْثِ : "كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ" وَّاَشْبَاهِهِمَا :

مثلاً وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ (الحديث) اور حديث "ہر نیکی صدقہ ہے"۔

اور اسی طرح دیگر روایات۔

۹۶۹ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصَرَهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ ، وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ" فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهٗ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۶۹: حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے جبکہ ایک سوار آیا اور دائیں بائیں اپنی نگاہ پھیرنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس کے پاس بچا ہوا سفر خرچ ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس سفر خرچ نہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کئی قسموں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ کسی بھی بچی ہوئی چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب اللقطه' باب استحباب المورساة بفضول الاموال۔

اللغات: **یصرف بصره**: اپنی نظر پھیرے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کون معاونت کرتا ہے۔ **فضل ظهر**: ضرورت سے زائد سواری اہل لغت نے اس کو اونٹ سے خاص کیا ہے۔ **فلیعد به**: مقابیس میں لکھا ہے کہ **عاد فلاں بمعروفه** یہ اس وقت بولتے ہیں جبکہ احسان کر کے اس میں وہ اضافہ کرنے۔ **زاد**: کھانا۔ **اصناف المال**: سواری کے علاوہ مالدار بنانے والی چیزیں اور کھانا۔ **رأینا**: ہم نے گمان کیا۔ **لاحق**: کوئی حق نہیں۔ **فضل**: ضرورت سے زائد چیز۔

فوائد: ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا اور مسلمانوں میں باہمی کفالت کا لحاظ سختی اور تنگی کے موقعوں پر خاص کر رکھا گیا۔ (۲) مسلمانوں میں باہمی تعاون انتہائی ضروری ہے۔ سختی میں تعاون تو عام مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ اور صاحب حیثیت لوگوں پر فرض عین ہے۔ (۳) فقط کھانے پینے پر اکتفاء نہ کرے بلکہ زندگی کی تمام ضروریات میں تعاون کرے۔

۹۷۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ اَرَادَ اَنْ يَّغْزُوَ فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ، اِنَّ مِنْ اِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَّلَا عَشِيْرَةٌ فَلْيَضُمَّ اَحَدُكُمْ اِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ اَوِ الثَّلَاثَةَ ، فَمَا لِاَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَّحْمِلُهٗ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ

۹۷۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: "اے مہاجرین و انصار کی جماعت تمہارے بھائیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں' جن کے پاس نہ مال ہے نہ خاندان ہیں تم میں سے کوئی ایک ایک' دو دو یا تین تین اپنے ساتھ ملا لے۔ چنانچہ ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی۔ وہ بھی اس پر باری سے سوار ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

يَعْنِي اَحَدِهِمْ قَالَ : فَضَمَمْتُ اِلَيَّ اثْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً مَالِيْ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ اَحَدِهِمْ مِّنْ جَمَلِيْ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لیا۔ میرے اونٹ پر میری باری بھی اسی طرح تھی جیسے ان میں سے کسی ایک کی تھی۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد' باب الرجل یتحمل بمال غیر یغزو

اللغات: معشر: جماعت۔ عشیرۃ: قبیلہ جو جو اس سے تعاون کرے۔ فلیضم الیہ: اس پر خرچ کرے اور زادِ راہ اور سواری مہیا کرے۔ عقبۃ: باری

۹۷۱ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْ لَهٗ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹۷۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے اور کمزور کو چلاتے یا اپنے پیچھے بٹھاتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد' باب فی لزوم الساقۃ

۱۷۰ :بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ لِلسَّفَرِ!

باب: سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ - لِتَسْتَوُوْا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا : سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

[الزخرف:۱۲-۱۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر سوار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کو یاد کرو۔ جب تم ان پر ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے تابع کر دیا ان کو ہم ان کو تابع بنانے والے نہ تھے اور ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔"

۹۷۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ : "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ' وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ - اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى' وَمِنَ الْعَمَلِ مَا

۹۷۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اونٹ پر سفر کے لئے سیدھا بیٹھ جاتے۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے پھر کہتے : ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا...... لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہمارے تابع کر دیا' ہم ان کو تابع کرنے والے نہ تھے' بے شک ہم نے اپنے ربّ کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ' ہم آپ سے اس سفر کی بھلائی

تَرْضٰى - اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ" وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ : "اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اور تقویٰ مانگتے ہیں اور وہ عمل جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر ہمارے سفروں کو آسان فرما اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو اس سفر کا ساتھی ہے اور اہل کا تو ہی خلیفہ ہے۔ اے اللہ سفر کی مشقت سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں' منظر کی پریشانی سے' مال میں بڑی تبدیلی سے' اہل اور اولاد میں بُری تبدیلی سے۔ جب واپس لوٹتے تو انہیں کلمات کو دہراتے اور کچھ اضافہ فرماتے۔'' ہم سفر سے لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' اپنے ربّ کی عبادت اور تعریف کرنے والے ہیں''۔ (مسلم)

مَعْنٰى "مُقْرِنِيْنَ" مُطِيْقِيْنِ - "وَالْوَعْثَاءُ" بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْمَدِّ وَهِيَ : الشِّدَّةُ- وَالْكَآبَةُ بِالْمَدِّ، وَهِيَ :تَغَيُّرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَّنَحْوِهٖ- "وَالْمُنْقَلَبُ" :الْمَرْجِعُ۔

مُقْرِنِيْنَ :طاقت رکھنے والے اور وَالْوَعْثَاءِ وا پر زبر' عین پر سکون اور اس کے بعد ثا اور الف مدہ ہے یہ سختی کو کہتے ہیں اور الْكَآبَةُ مد کے ساتھ۔ غم کی وجہ سے نفس میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔

مُنْقَلَبُ :لوٹنا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج' باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج وغیرہ۔

اللغات: یتعوذ:اعوذ باللہ پڑھے۔ الحوذ:کمی۔غشاء السفر :سفر کی پریشانی۔

فوائد:(۱)ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے کیونکہ سفر میں عام طور پر اس قسم کی چیزیں پیش آجاتی ہیں۔(۲) سفر سے پہلے زیادتیوں کی معافی مانگے۔مظلوم کبھی بددعا کرتا ہے تو اس کی بددعا سفر میں قبول ہو کر شدید نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔ (۳) سفر میں کسی کو ظلم نہ کرنا چاہئے مثلاً معاونت سے روکنا' مزدوری کم دینا یا اسی طرح کی چیزیں۔

٩٧٣ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ - هٰكَذَا هُوَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ : "اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ" بِالنُّوْنِ ، وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ : وَيُرْوٰى

٩٧٣: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی' ناپسندیدہ واپسی' کمال کے بعد زوال' مظلوم کی بددعا' اہل و عیال اور مال میں بُرے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

صحیح مسلم میں اسی طرح ہے۔اَلْحُوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ ترمذی اور نسائی میں اسی طرح ہے۔

ترمذی نے کہا یہ الْكُوْرُ کے ساتھ بھی ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے۔

"الْكُوْرُ" بِالرَّآءِ وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ - قَالَ الْعُلَمَآءُ: وَمَعْنَاهُ بِالنُّوْنِ وَالرَّآءِ جَمِيْعًا: الرُّجُوْعُ مِنَ الْاِسْتِقَامَةِ اَوِ الزِّيَادَةِ اِلَى النَّقْصِ: قَالُوْا: وَرِوَايَةُ الرَّآءِ مَاْخُوْذَةٌ مِنْ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ، هُوَ كَفُّهَا وَجَمْعُهَا، وَرِوَايَةُ النُّوْنِ مِنَ الْكَوْنِ، مَصْدَرُ كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا: اِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ۔

علماء نے فرمایا دونوں کا معنی استقامت یا اضافے سے کمی کی طرف ہے۔
علماء نے فرمایا کہ را والا لفظ تَكْوِيْرِ الْعِمَامَةِ سے لیا گیا جس کا معنی لپیٹنا اور جمع کرنا ہے۔
نون والی روایت میں وہ الْكَوْنِ کا مصدر ہے جس کا معنی پانا اور قرار پکڑنا ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج' باب استحباب الذکر اذا اسلك دابته سفر حج و الترمذی فی ابواب الدعوات' باب مایقول اذا خرج مسافرا والنسائی فی کتاب الاستعاذہ' باب الاستعاذۃ من الحور بعد الکور

٩٧٤: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: شَهِدْتُّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِيَ بِدَآبَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قَالَ: "اِنَّ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ: اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، يَعْلَمُ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ،

٩٧٤: حضرت علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ آپ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا۔ آپ نے رقاب میں پاؤں رکھ کر کہا۔ بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا الحمدللہ۔ پھر کہا ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾۔ ''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار بنانے والے نہ تھے بے شک ہم پروردگار کی طرف جانے والے ہیں''۔ پھر الحمد للہ تین مرتبہ کہا۔ پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ...... اِلَّا اَنْتَ۔ اے اللہ تو پاک ہے میں نے اپنے پر ظلم کیا۔ پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں۔ پھر آپ ہنسے۔ آپ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ کیوں ہنسے؟ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپؐ ہنسے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کیوں ہنسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تمہارا ربّ اپنے بندے پر خوش ہوتا ہے۔ جب وہ یوں کہتا ہے کہ ''اے اللہ میرے گناہ مجھے

وَالتِّرْمِذِيُّ ' وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَفِيْ بَعْضِ النُّسَخِ: حَسَنٌ صَحِيْحٌ ' وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوٗدَ۔

بخش دے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے گناہوں کو میرے سوا اور کوئی نہیں بخشے گا۔ (ابوداؤد' ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح کہا۔ یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب الجهاد' باب ما یقول الرجل اذا رکب و الترمذی فی ابواب الدعوات' باب ما ذکر فی دعوة المسافر

اللغات: علی بن ربیعه بن نضله ابو البی الکوفی: یہ ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔ الرکاب: زین پر سواری کے لئے جس میں پاؤں رکھ کر سوار ہوتے ہیں۔ ظلمت نفسی: میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ میں نے تیری بہت سی نعمتوں پر شکریہ ادا نہ کیا۔ یعجب: پسند آئے۔ وضحکه صلی الله علیه وسلم: آپؐ ہنسے اور یہ ہنسا اللہ تعالیٰ کے ثواب اور رضامندی کو دیکھ کر تھا۔

فوائد: (۱) سواری کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بیٹھنا چاہئے کیونکہ عموم احادیث اسی بات کو ظاہر کرتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بہت حمد و تعریف اور تعظیم و تنزیہ بیان کرنی چاہئے۔ خصوصاً جبکہ اس کی بے شمار نعمتوں سے فیضیاب ہو رہا ہو۔ (۳) کثرت سے استغفار کرنا چاہئے اور خاص کر جب کہ کوتاہی بھی ہوئی ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا مزید فضل حاصل ہو۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت بیان کی گئی۔ آپ ﷺ مسلمانوں کی نجات اور بارگاہ خداوندی میں ان کی مقبولیت کے لئے بہت ہی خواہش کرنے والے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی اقتداء کے کس قدر شائق تھے۔

۱۷۱: بَابُ تَكْبِيْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا وَشِبْهَهَا وَتَسْبِيْحِهٖ اِذَا هَبَطَ الْاَوْدِيَةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّكْبِيْرِ وَنَحْوِهٖ

باب: مسافر کو بلندی پر چڑھتے' تکبیر اور گھاٹیوں وغیرہ سے اُترتے ہوئے تسبیح کرنا اور تکبیر و تسبیح میں آواز کو بلند کرنے کی ممانعت

۹۷۵: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ' وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا – رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۷۵: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ پڑھتے۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجهاد باب التسبیح اذا هبط و ادیا۔

اللغات: صعدنا: بلندی پر چڑھتے۔ نزلنا: گہری جگہ اترتے۔ سبحنا: ہم سبحان اللہ کہتے۔

۹۷۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوْشُهٗ اِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا

۹۷۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے لشکر جب پہاڑیوں پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے

كَبَّرُوْا ، فَاِذَا هَبَطُوْا سَبَّحُوْا - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد باب ما یقول الرجل اذا مسافر و اصلہ فی صحیح مسلم

اللغات: علوا الثنایا: گھاٹی کے اوپر ہوتے۔الثنایا: جمع ثنیۂ بلندی۔ھبطوا: اترتے۔

فوائد: (۱) جب کسی بلندی پر چڑھے۔تو تکبیر مستحب ہے۔تاکہ علوحسی پر علوحقیقی کی بلندی ظاہر ہو۔(۲) نچان میں اترتے ہوئے تسبیح کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو باتیں لائق و مناسب نہیں یعنی نقائص و عیوب ان سے اللہ کی پاکیزگی بیان کرے جبکہ نقص کے قریب تر چیز کے حاصل ہونے کا احساس ہو۔

۹۷۷ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ كُلَّمَا اَوْفٰى عَلٰى ثَنِيَّةٍ اَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ، ثُمَّ قَالَ : "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : اِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوْشِ اَوِ السَّرَايَا اَوِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ -

قَوْلُهٗ : "اَوْفٰى" : اَيِ ارْتَفَعَ وَقَوْلُهٗ "فَدْفَدٍ" هُوَ بِفَتْحِ الْفَاۤءَ يْنِ بَيْنَهُمَا دَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ وَاٰخِرُهٗ دَالٌ اُخْرٰى وَهُوَ : الْغَلِيْظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْاَرْضِ۔

۹۷۷: حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرے سے واپس لوٹتے‘ جب بھی کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے۔ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... وَحْدَهٗ تک پڑھتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے‘ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ ہم لوٹ کر آنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے‘ عبادت کرنے والے‘ سجدہ کرنے والے اور اپنے ربّ کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے نے شکست دی۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں۔ جب لشکر کے چھوٹے دستوں یا حج یا عمرے سے لوٹتے۔

اَوْفٰى :بلند ہونا۔فَدْفَدٍ دونوں فا پر زبر اور دال ساکن ہے۔ اونچی زمین اس کا معنی ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العمرۃ‘ باب ما یقول اذا رجع من الحج او العمرۃ او الغزو۔ و مسلم فی کتاب الحج باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج وغیرہ۔

اللغات: قفل :لوٹے۔ وعدہ: جو اس نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا۔ عبدہ: نبی اکرم ﷺ۔ ھزم :رسوا کیا۔ الاحزاب: یہ حزب سے ہے۔ حق کے ساتھ مقابلہ کے لئے جمع ہونے والے گروہ۔

فوائد: سابقہ **فوائد** ملاحظہ ہوں۔(۱) بلندی پر چڑھتے وقت ذکر مستحب ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا زبان سے اظہار ہو

جائے اوراس کے اعزاز پر شکر یہ بھی ادا ہواوراس کی مہربانیوں کا اعتراف ہواور نئے سرے سے طاعت وعبادت اورتو بہ میسر ہو جائے۔

۹۷۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ :یا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِیْ ، قَالَ : "عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ ، وَالتَّكْبِیْرِ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ" فَلَمَّا وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ ، وَهَوِّنْ عَلَیْهِ السَّفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۹۷۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر کا ارادہ رکھتا ہو۔ مجھے نصیحت فرمائیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اللہ کا تقویٰ لازم پکڑ و اور ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر کہو۔'' جب آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔''اے اللہ اس کے لئے فاصلے کو سمیٹ دے اور سفر آسان کر دے۔(ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج:رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات۔

اللغات: علیك:تم پرلازم ہے۔شرف: بلندی۔ولی: چلا گیا

فوائد:سفر سے پہلے آدمی کو اس شخص کے پاس جانا چاہئے جس کے علم وفضل پر اعتماد ہے تا کہ اس سے راہنمائی طلب کرے اور دعا کروائے۔(۲) مسافر کو تقویٰ کی نصیحت کرنی چاہئے اور آداب سفر کی بھی۔(۳) مسافر کے لئے ایسی دعا کرے جو سفر میں مفید ثابت ہو اور مشقت وتکلیف کو دور کرے۔

۹۷۹ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ سَفَرٍ ، فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :یَا اَیُّهَا النَّاسُ : اَرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ، اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"اِرْبَعُوْا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ : اَیِ ارْفَقُوْا بِاَنْفُسِكُمْ۔

۹۷۹: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اے لوگو! اپنے آپ کو آسانی دو' تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے' بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہر بات کو سننے والا اور قریب ہے۔''(بخاری ومسلم)

اَرْبَعُوْا :با کے زبر کے ساتھ ہے۔جس کے معنی اپنے آپ کو آرام پہنچانا۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب والجھاد' باب مایکرہ من رفع الصوت فی التکبیر۔ و مسلم فی کتاب الذکر و الدعا باب استحباب حفض الصوت بالذکر

اللغات:اشرفنا:ہم بلند ہوئے۔ هللنا:ہم لا اله الا الله زور سے کہتے۔

فوائد:(۱) ذکر میں آواز نہ بلند کرنی چاہئے۔(۲) آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بڑے مہربان اور شفیق تھے۔(۳) اللہ تعالیٰ

اپنی قدرت کے اعتبار سے ایمان والوں کے کتنا قریب ہیں۔ (۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی توجیہات بیش از بیش پانے والے تھے اور ہر وقت ان کو صحبت نبوی کی شدید حرص رہتی تھی۔

۱۷۲ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَآءِ فِی السَّفَرِ

باب: سفر میں دُعا کا استحباب

۹۸۰ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِیْهِنَّ :دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ ' وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ ' وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ - وَلَیْسَ فِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ :"عَلٰی وَلَدِهٖ"۔

۹۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں شک نہیں:
(۱) مظلوم کی دعا
(۲) مسافر کی دعا
(۳) والد کی دعا بیٹے کے خلاف۔'' (ابوداؤد' ترمذی)
حدیث حسن ہے۔
ابوداؤد کی روایت میں عَلٰی وَلَدِهٖ کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواه ابوداؤد فی کتاب الصلوة' باب الدعا نظهرالغیب' الترمذی فی اوائل ابواب البر و الصلة' باب ما جاء فی دعوت الوالدین۔

اللغات: لا شك فیهن :ان کے مقبول ومنظور ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

فوائد: (۱) مسافر کو اپنے اور دوسروں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ مسافر کی دعا کو اس لئے جلد قبول فرماتے ہیں کیونکہ وہ سفر کی مشقت وتکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۳) ظلم' والدین کی نافرمانی اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا چاہئے اس لئے کہ اس کی بددعا مسترد نہیں ہوتی۔ اسی طرح والد کی ہر دعا بھی۔

۱۷۳ :بَابُ مَا یَدْعُوْ اِذَا خَافَ نَاسًا اَوْ غَیْرَهُمْ

باب: جب لوگوں سے خطرہ ہو تو کیا دُعا کرے

۹۸۱ :عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ :"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالنَّسَآئِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۹۸۱: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے خطرہ ہوتا تو یہ دعا پڑھتے :"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ ......شُرُوْرِهِمْ" تک اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (ابوداؤد' نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب الصلاة' باب ما یقول الرجل اذا اخاف قوما و السنن الکبری للنسائی۔

اَللُّغَاتُ : نحورھم: جمع نحر یہ حلق میں ذبح کی جگہ کو کہتے ہیں۔ پس معنی یہ ہے کہ اے اللہ تو اپنی مدد کو ہمارا بچاؤ بنا دے اور ان کے مکر کو ان کے حلق کی طرف واپس کر دے۔ نعوذ: ہم مضبوطی سے تھامتے ہیں۔

فوائد: اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہئے اور ہر مصیبت میں اسی کی ذات پر کامل اعتماد و بھروسہ ہونا چاہئے۔ ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے یہ دعا کرتا رہے خاص طور پر سفر میں کیونکہ وہ خوف و خطر کا موقعہ ہے۔

۱۷۴ :بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلاً

باب: جب کسی مقام پر اُترے تو کیا کہے؟

۹۸۲ :عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً ثُمَّ قَالَ :اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ :لَمْ يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۸۲: خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو کسی مقام پر اترا۔ پھر یہ دعا پڑھ لی: "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" کہ میں اللہ کے کامل کلمات سے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔" تو اس کو اس مقام پر کوئی چیز کوچ کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعا' باب فی التعوذ من سوء القضاء و درك الشفاء وغيره

اَللُّغَاتُ : بکلمات اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کی ازلی ابدی صفات۔ التامات جن کی طرف کوئی نقص جھانک بھی نہیں سکتا۔ من شر ما خلق: شر والوں کے شر سے۔

فوائد: (۱) دن رات جہاں اترے یہ دعا کرنا مستحب ہے۔

۹۸۳ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ فَاَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ :"يَا اَرْضُ! رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ ' اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ ' وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ ' وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَّاَسْوَدٍ' وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ ' وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ ' وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

"وَالْاَسْوَدُ" :الشَّخْصُ – قَالَ الْخَطَّابِيُّ: "وَسَاكِنُ الْبَلَدِ" :هُمُ الْجِنُّ الَّذِيْنَ هُمْ سُكَّانُ الْاَرْضِ – قَالَ :وَالْبَلَدُ مِنَ الْاَرْضِ مَا كَانَ

۹۸۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر ہوتے اور رات آ جاتی تو یوں دعا فرماتے: "یا اَرْضُ ...... مَا وَلَدَ :" کہ اے زمین میرا اور تیرا ربّ اللہ ہے' تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہیں' میں شیر اور سانپ کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور سانپ اور بچھو اور علاقے کے رہنے والے اور والد اور اس کی اولاد سے پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد)

الْاَسْوَدُ :سے مراد شخص ہے۔

خطابی نے کہا سَاكِنُ الْبَلَدِ سے مراد وہ جن ہیں جو زمین پر رہتے ہیں اور بَلَدُ زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں حیوان ہوں

مَاْوَى الْحَيَوَانِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ بِنَآءٌ وَّمَنَازِلُ :قَالَ: وَيَحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ: "بِالْوَالِدِ" اِبْلِيْسُ: "وَمَا وَلَدَ" الشَّيَاطِيْنُ۔

خواہ وہاں تعمیر اور مکانات نہ ہوں اور ممکن ہے وَالِدِ سے مراد ابلیس اور وَلَدَ سے مراد شیاطین ہوں۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجهاد' باب ما یقول الحرل اذا نزل المنزل۔

اللُّغَاتُ: **فاقبل الليل**: رات آ گئی اور آپ ﷺ ایک مقام پر اترے۔ **ربی و ربك الله**: میرا اور تیرا رب اللہ ہے اور جو اس طرح ہو تو وہ ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ **شرك**: تیرے شر سے اور یہ گڑھے میں گرنے کی طرح ہے یا بلندی سے نیچے گرنے کی طرح ہے۔ **ما فيك**: جو تجھ میں ہیں یعنی ایذاء پہنچانے والی چیزیں۔ **و ما خلق فيك**: جو تجھ پر پیدا کی گئیں۔ مثلاً ان سے ٹکرانا یعنی درخت وغیرہ۔ **ما يدب**: جو حرکت کرنے والا کیڑا ہو۔ **اعوذبك**: یہ غائب سے خطاب کو لوٹا کر مخاطب کیا گیا۔ **الاسود**: بعض نے کہا بڑا سانپ اور خبیث ترین سانپ (کالا ناگ)

فوائد: (۱) رات کو انسان جہاں اترے وہاں یہ کلمات پڑھے۔

(۲) رات کو دن کی بہ نسبت تکلیف پہنچنے کا احتمال زیادہ ہے کیونکہ موذی جانور اندھیرے میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۳) جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی سلامتی یقینی ہوگی۔

۱۷۵ :بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيْلِ الْمُسَافِرِ الرُّجُوْعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِذَا قَضٰى حَاجَتَهٗ

باب: مسافر کو اپنی ضرورت پوری کر کے جلدی لوٹنا مستحب ہے

۹۸۴ : عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ : يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَهٗ ، وَشَرَابَهٗ ، وَنَوْمَهٗ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ سَفَرِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"نَهْمَتَهٗ "نَهْمَتَهٗ" مَقْصُوْدَهٗ۔

۹۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفر عذاب کا ٹکڑا ہے' سفر کرنے والے کو وہ کھانے پینے اور نیند سے روکتا ہے۔" جب تم میں کوئی اپنے سفر کا مقصد پورا کر لے' چاہئے کہ وہ اپنے گھر جلدی لوٹے۔ (بخاری' مسلم)

"نَهْمَتَهٗ" :مقصد۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العمرة 'باب السفر قطعة العذاب و مسلم فی کتاب الامارة' باب السفر قطعة من العذاب۔

اللُّغَاتُ: **قطعة من العذاب**: عذاب کا ایک حصّہ اس لئے فرمایا کیونکہ سفر میں مشقت اور احباب سے جدائی پائی جاتی ہے۔ **یمنع احدکم**: تم میں سے ہر ایک روک دیتا ہے۔ یعنی کمال لذت و آرام کے راستہ میں رکاوٹ ہے۔

١٧٦ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُوْمِ عَلٰى اَهْلِهٖ نَهَاراً وَّكَرَاهَتِهٖ فِى اللَّيْلِ لِغَيْرِ حَاجَتِهٖ

باب: اپنے گھر میں سفر سے دن میں واپس لوٹنا چاہیے رات کو بلاضرورت گھر آنے کی کراہت

٩٨٥ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقَنَّ اَهْلَهٗ لَيْلًا" وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يَّطْرُقَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ لَيْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

٩٨٥: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو گھر سے غائب ہوئے عرصہ گزر جائے تو وہ اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔'' ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ رات کو آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ (بخاری، مسلم)

تخريج: رواه البخارى فى كتاب العمرة، باب لايطرق اهله اذا بلغ المدينة و مسلم فى كتاب الامارة، باب كراهة الطروق وهو الدخول ليلاً عن ورد من سفر۔

٩٨٦ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا، وَكَانَ يَاْتِيْهِمْ غُدْوَةً اَوْعَشِيَّةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الطُّرُوْقُ" :اَلْمَجِيْءُ فِى اللَّيْلِ۔

٩٨٦: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں رات کو نہیں آتے تھے بلکہ صبح کے وقت یا شام کے وقت تشریف لاتے۔ (بخاری و مسلم)

الطُّرُوْقُ :رات کو آنا۔

تخريج: رواه البخارى فى كتاب العمرة، باب الدخول بالعشى و مسلم فى كتاب الامارة باب كراهة الطروق و هو الدخول ليلاً لمن ورد من سفر۔

فوائد: پہلے فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) سفر سے رات کو آنا مکروہ ہے جبکہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ سفر سے دن کے پہلے حصہ یا آخری حصہ میں واپس لوٹے۔ (۳) تا کہ اہل وعیال پریشانی میں مبتلا نہ ہوں یا کوئی ایسی چیز دیکھنے میں نہ آئے جو اس کو ناپسند ہو۔ (۴) اگر گھر والوں کو واپسی کا علم ہو تو کراہت نہ ہوگی یا اور کوئی مجبوری ہو تو تب بھی کراہت باقی نہ رہے گی۔

١٧٧ :بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ وَاِذَا رَاٰى بَلْدَتَهٗ

باب: جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟

فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ فِىْ بَابِ تَكْبِيْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا۔

اس میں ایک تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو باب تَكْبِيْرِ الْمُسَافِرِ اِذَا صَعِدَ الثَّنَايَا میں گزری۔

٩٨٧ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا

٩٨٧: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضورؐ کی معیت میں سفر سے لوٹے جب ہم مدینہ کے نواح میں پہنچے تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی:

بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ : "اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حٰمِدُوْنَ" فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

''ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں توبہ کرنے اور توبہ کرانے والے ہیں' عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں'' آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الحج' باب ما يقول اذا قفل من سفر الحج

اللغات: **مظهر المدينة**: ایسی جگہ جہاں سے مدینہ شریف نظر آ جاتا تھا۔

فوائد: (۱) وطن میں پہنچ کر یہ کلمات کہے یا اس کے جو مشابہ ہوں کیونکہ اس میں سلامتی کی نعمت کے بالمقابل توبہ' اطاعت اور شکر کا عزم بالجزم ہے۔

۱۸۷ : بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَآءِ الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِيْ فِيْ جَوَارِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ

باب: سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا اور اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب

۹۸۸ : عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۸ : حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجهاد' باب الصلوة اذا قوم من سفر۔ و مسلم فی کتاب صلاة المسافرین باب استحباب رکعتین فی المسجد لمن قدم من سفر اول قدومه

فوائد: (۱) گھر سے قریبی مسجد میں کم از کم دو رکعت نماز گھر داخل ہونے سے قبل مستحب و مسنون ہے۔ (۲) اس میں حکمت یہ ہے کہ اپنے شہر کا قیام اللہ تعالیٰ کی عبادت سے شروع ہو۔

۱۷۹ : بَابُ تَحْرِيْمِ سَفَرِ الْمَرْاَةِ وَحْدَهَا

باب: عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت

۹۸۹ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۸۹ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لئے حلال نہیں۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلوة باب تقصیر الصلاة و مسلم فی کتاب الحج باب سفر المراة مع محرم۔

اللغات: **لایحل**: جائز نہیں۔ **مسیرة یوم و لیلة**: ایک رات دن کا سفر۔ اس سے مستفید کرنے کی وجہ سے عام عادت کے لحاظ سے ہے۔ **مع ذی محرم**: محرم سے مراد وہ رشتے دار جس سے نکاح جائز نہ ہو۔ مثلاً باپ' بیٹا' بھائی' بھتیجا' بھانجا' اسی طرح

رضاعی رشتہ دار داماد، خاوند بھی محرم کی طرح سفر میں ساتھ جاسکتا اور لے جاسکتا ہے۔

۹۹۰ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : "لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً ، وَاِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ :"انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں نہ بیٹھے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے، مگر یہ کہ اس کا محرم ہو۔'' ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میری عورت حج کو جارہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے؟ فرمایا: '' تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر''۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی کتاب النکاح، باب لایخلون رجل ما مراة الاذو محرم و مسلم فی کتاب الحج، باب سفر المراة مع محرم الی حج وغیره

اللغات:لا يخلون: علیحدگی اختیار نہ کرے۔علیحدگی میں نہ بیٹھے۔

فوائد: ماقبل فوائد پیش نظر ہوں۔(۱) عورت کے لئے حرام ہے کہ وہ حج وعمرہ کے علاوہ سفر غیر محرم یا خاوند کے بغیر کرے۔جمہور فقہا نے فرمایا جس کو سفر طویل یا قصید کہتے ہیں اس میں محرم کے بغیر سفر منع ہے۔احناف نے فرمایا کہ ایسا طویل سفر جس میں قصر جائز ہے۔عورت کو اس سفر سے بغیر محرم کے روکا جائے گا۔شافعیہ فرماتے ہیں کہ سفر حج وعمر جو کہ فرض ہیں ان کو محرم کے بغیر حرام نہیں۔بشرطیکہ اس کو اپنے اوپر کامل اعتماد ہو۔حنفیہ اور امام احمد کی رائے یہ ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**لا تحجن امراة الاومعها ذومحرم**)) رواه دارقطنی۔(۲) جمہور نے فرمایا جو عورت حج کا ارادہ رکھتی ہو تو خاوند اور محرم کو ساتھ نکلنا واجب نہیں۔امام احمد فرماتے ہیں خاوند یا محرم کو عورت کے ساتھ سفر لازم ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور جانے والا نہ ہو۔(۳) ضرورت کے اوقات کا سفر اس سے مستثنیٰ ہے۔مثلاً قافلے منقطع ہو جانا یا دشمن کا خطرہ۔(۴) اسلام نے عورت کے سلسلہ میں کس قدر توجہ دی ہے اور اس کی حفاظت کا خیال کیا اور اس کو شک وزیادتی والے مقامات پر پیش ہونے سے بچایا۔(۵) عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے کیونکہ اس سے شک پیدا ہوتا اور بے حیائی کا راستہ کھلتا ہے۔

كِتَابُ الْفَضَائِلِ

۱۸۰ :بَابُ فَضْلِ قِرَآءَةِ الْقُرْآنِ

باب: قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

۹۹۱ : عَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۱: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا''۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین' باب فضل قراۃ القرآن۔

اللغات : شفیعًا: سفارشی اور ساتھیوں کے لئے مغفرت کا طالب۔ لا صحابہ :اس قرآن کو پڑھنے والے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے اور اس کی ہدایت پر چلنے والے۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کی تلاوت بڑی فضیلت اور شان والی عبادت ہے۔ (۲) قرآن مجید اپنے قاری اور عامل کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

۹۹۲ : وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يُؤْتٰی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ فِی الدُّنْيَا تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۲: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''قیامت کے دن قرآن اور وہ قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے ان کو لایا جائے گا۔ سورۂ بقرہ اور آلِ عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلاۃ المسافرین۔ باب فضل قراۃ القرآن۔

اللغات : تقدمه: یہ تتقدمہ ہے' آگے آگے چلنا۔ یتحاجان: جھگڑا کریں گے۔ عن صاحبھا: سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھنے والا جو تدبر و عمل کے ساتھ پڑھے۔

فوائد: (۱) تلاوت قرآن مجید کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) سورۃ البقرہ اور آل عمران کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ یہ دونوں پڑھنے

والے کے لئے جھگڑا کریں گی۔ یہاں تلاوت والے سے مراد وہ شخص ہے جو اس پر عامل ہو اور جن باتوں سے ان میں منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنے والا ہو۔

٩٩٣ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۹۹۳: حضرت عثمان عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن' باب خیر کم من تعلم القرآن و علمه

فوائد: (۱) قرآن مجید کی تعلیم کی افضلیت اور اس میں کامل تجوید یا بعض تجوید کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ ہونی چاہئے۔ (۲) قرآن مجید کے احکام و آداب اور اخلاق پر عمل ضروری ہے۔

٩٩٤ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهٖ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ ، وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ قرآن مجید پڑھنے کا ماہر ہے۔ وہ بزرگ نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے۔ اس کو دوگنا اجر ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب التفسیر تفسیر سورۃ عبس ومسلم فی کتاب المسافرین' باب الماھر بالقرآن والذی یتتعتع فیه۔

اللُّغَات: ماھر به: عمدہ طریقے سے تلاوت کرے اور اس کے احکام کو بھی اپنے اوپر لاگو کرے۔ السفرۃ: ملائکہ جو پیغام لاتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات رسولوں تک پہنچانے والے ہیں یا لکھنے والے فرشتے جو اعمال شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے لکھنے کی وجہ سے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان بمنزلہ سفیر ہیں۔ الکرام: معزز یعنی گناہوں کی گندگی اور میل کچیل سے پاک۔ البراۃ: فرمان بردار یہ لفظ بر سے بنا ہے اور بر اطاعت واحسان کو کہتے ہیں۔ یتتع: قراءت کرتے ہوئے اٹکنا اور قرأت کا اس کی زبان پر بھاری ہونا۔

فوائد: (۱) اس آدمی کی فضیلت بتلائی گئی ہے جو عمدہ تلاوت قران کرتا ہے اور اس کی قرأت پختگی سے کرتا ہے کہ آخرت میں اس کا مقام سفراء فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ (۲) جو شخص قرآن مجید اٹک کر پڑھتا ہے اس کو اس طرح پڑھنے پر اجر ملتا ہے اور اٹکنے کے باوجود پڑھتے رہنے کا حکم دیا گیا۔

٩٩٥ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ :

۹۹۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن مجید پڑھنے والے مؤمن کی مثال ترنجن جیسی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور

رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ: لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَأُ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ: رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ: لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ذائقہ عمدہ ہے اور اس مؤمن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے کہ ان کی خوشبو تو نہیں مگر ذائقہ میٹھا ہے اور منافق کی مثال جو کہ قرآن پڑھتا ہے' نیاز بو (خوشبودار پودا) جیسی ہے کہ خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اندرائن (تمہ) جیسی ہے کہ نہ اس کی خوشبو ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔

(بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب التوحید' باب قراءة الفاجر و المنافق و اصوتهم و تلاوتهم لا تحاوز من جهرهم و مسلم فی کتاب صلاة المسافرین' باب فضیلة حافظ القرآن۔

اللغات: الاترجة: یہ ایک پھل ہے دیکھنے میں خوب صورت خوشبو عمدہ ہے۔ جیسا سنگترا' سیب' آڑو۔ التمرة: کھجور۔ الریحانة: ہر وہ سبزی جس کی خوشبو اچھی ہو۔ مثلاً گلاب (نیازبو) ریحان' چنبیلی۔

فوائد: (۱) حاصل قرآن اور عامل قرآن بلند درجات میں ہوں گے اور اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی اچھائی کے ساتھ ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اچھائی کے ساتھ ہے۔ (۲) وہ مؤمن جو قرآن نہ پڑھے وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں محبوب و پسندیدہ نہیں ہے۔ (۳) جو منافق قرآن مجید پڑھتا ہے۔ اس کا ظاہر اچھا اور باطن خبیث ہے۔ (۴) وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا اس کا ظاہر خبیث اور باطن بھی خبیث ہے۔

۹۹۶ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۶: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سربلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل کرے گا''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب صلاة المسافرین' باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمه۔

اللغات: یضع: جھکاتے ہیں۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کی کتاب کا اہتمام' تلاوت' فہم' حفظ اور عمل سے کرنا چاہئے۔ اس کی تاکید کی گئی کیونکہ جس نے قرآن مجید کو تھام لیا اس کی شان بڑھ گئی' جس نے اس سے اعراض کیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی اور نہ اس پر ایمان لایا وہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کے غار میں جا گرا۔

۹۹۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ

۹۹۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ ، وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْاٰنَآءُ" :السَّاعَاتُ۔

اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رشک دو آدمیوں پر جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ رات کو اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو۔ جسے وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہو''۔ (بخاری ومسلم)

''الْاٰنَآءُ'': گھڑیاں' اوقات۔

تخریج: رواه البخاری و مسلم حدیث کی شرح و تخریج باب الکرم و الجود رقم ٥٤٤ و فی باب فضل الغنی الشاکر رقم ۵۷۲ میں ہوچکی۔

فوائد: قرآن مجید کے حفظ کی تمنا کرتے رہنا چاہئے اور اس کی تلاوت کا اہتمام تدبر وتفکر کے ساتھ کرنا اور اس کے اوامر ونواہی کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

٩٩٨ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَجُلٌ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهٗ فَرَسٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا ، وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ مِنْهَا - فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ :تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الشَّطَنُ" بِفَتْحِ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّآءِ الْمُهْمَلَةِ :الْحَبْلُ۔

۹۹۸: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھتا تھا اور ان کے پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس سے قریب تر ہونے لگا تو اس کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس بات کا تذکرہ کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے اتری''۔ (بخاری ومسلم)

الشَّطَنُ: شین کا فتحہ اور ط نقطہ کے بغیر' رسّی۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب فضائل القرآن و باب فضل سورة الکهف و مسلم فی کتاب صلاة المسافرین' باب نزول السکینة القرآة القرآن۔

اللغات: فتغشته: اس پر غالب آ گیا یہاں تک کہ اس کو ڈھانپ لیا۔ السکینة: اطمینان ورحمت۔

فوائد: سورہ کہف کی تلاوت کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) نیک لوگوں سے خرق عادت افعال بطور کرامت ظاہر ہوتے ہیں۔

٩٩٩ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ حَسَنَةٌ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ :

۹۹۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتاب اللہ کا ایک حروف تلاوت کیا۔ اس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔ میں نہیں کہتا

الٓمّ حَرْفٌ ، وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ ، وَمِيْمٌ حَرْفٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کہ ﴿الم﴾ ایک حرف لیکن الف ایک حرف' لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے''۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ثواب ابواب' باب ما جاء فی من قراء حرفا من القرآن ما له من الاجر۔

فوائد: (۱) تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرنا چاہئے۔قاری کے لئے ہر حرف کے بدلے' جس کی وہ تلاوت کرتا ہے' ایک نیکی بڑھا کر دی جاتی ہے۔

۱۰۰۰ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ الَّذِیْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۰۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے''۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب ثواب القرآن' باب الذی لیس فی جوفه قرآن کالبیت الخرب

اللغات: لیس فی جوفه: کچھ بھی قرآن مجید کا حصہ یاد نہیں۔ کالبیت الخرب: وہ گھر جو بھلائی اور ساکنین سے خالی ہو۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کو یاد کرنے کی تاکید کی گئی اور اس میں طرز عمل کیا ہونا چاہئے وہ بتلایا گیا۔ (۲) قرآن مجید کا حامل بھلائی سے پر اور احسانات سے ڈھنپا ہوا ہے۔

۱۰۰۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ : اِقْرَاْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ''قرآن والے کو کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مرتبہ اس آخری آیت پر ہے جس کو تو پڑھے گا''۔(ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابوداؤد فی کتاب الصلاۃ' باب استحباب الترتیل فی القرآۃ والترمذی فی ابواب ثواب القرآن' باب الذی لیس فی جوفه قرآن کالبیت الخرب

اللغات: صاحب قرآن: حافظ قرآن یا بعض حصے کو یاد کرنے والا اور اس کی تلاوت کو تدبر کے ساتھ لازم رکھنے والا اور اس کے احکامات پر عمل پیرا اور اس کے آداب سے فائدہ اٹھانے والا۔ وارتق: تو جنت کے درجات میں اتنا چڑھ جتنا تجھے قرآن یاد ہے۔

ورتل: جنت میں لذت کے لئے پڑھو کیونکہ وہاں نہ تکلیف دہ زندگی ہے نہ عمل کا مقام۔

فوائد: قرآن والے کے درجات جنت میں اتنے ان گنت ہوں گے۔ جتنی آیات قرآن مجید یاد کرے گا۔

فائدہ خاصہ: (۱) قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت جو تدبر، تامل اور عمل کے ساتھ ہو۔ اس پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) قرآن مجید کے حفظ کرنے کی ترغیب دلائی گئی اور ختم قرآن پر آمادہ کیا گیا اور اس کے آداب کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اگر اس موضوع پر مزید معلومات میں اضافہ مطلوب ہو تو میری کتاب الاذکار اور امام نووی کی کتاب التبیان ملاحظہ ہوں۔

۱۸۱: بَابُ الْاَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيْرِ مِنْ تَعْرِيْضِهٖ لِلنِّسْيَانِ

باب: قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

۱۰۰۲: عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "تَعَاهَدُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ فَوَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۲: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس قرآن کی حفاظت کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے وہ نکل جانے میں اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسّی میں بندھا ہو (اور کھل جائے)''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب الامر بتعہد القرآن

اللغات: **تعاهدوا اهذا القرآن:** اس قرآن پر مواظبت کرو اس کی تلاوت کی نگہبانی کرو۔ **نفلتاً:** چھوٹنا۔ **فی عقلها:** جمع **عقال** اونٹ کے پاؤں میں ڈال کر جس رسی سے اس کو باندھا جائے۔

فوائد: (۱) حافظ قرآن جب قرآن مجید کی بار بار تلاوت کرتا ہے تو اس کے دل کی تختی پر وہ محفوظ رہتا ہے ورنہ بھول جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید بھولنے میں اونٹ کے بھاگنے سے تیز ہے۔

۱۰۰۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن والے کی مثال رسّی سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر اس نے اس کی نگہبانی کی تو اس کو روک لیا اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو وہ چلا گیا''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین، باب الامر بتعہد القرآن

اللغات: **الابل المعقله:** **عقال** سے بندھے ہوئے اونٹ۔ **امسکها:** اس کو قائم رکھا اور تھامے رکھا۔

فوائد: (۱) صاحب قرآن کو اونٹ والے سے تشبیہ دی گئی کہ اگر وہ اونٹ کو باندھ کر رکھے تو وہ ان کی نگرانی کر سکے گا اور وہ اونٹ بھاگنے سے باز رہیں گے اور اگر وہ ان کو کھلا چھوڑ دے گا تو اونٹ ضائع ہو جائیں گے اور ان کا ڈھونڈ نا مشکل ہو جائے گا۔ دونوں میں وجہ شبہ جلدی لوٹنا اور ضائع ہونا ہے۔

۱۸۲ :بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حُسْنِ الصَّوْتِ وَالْاِسْتِمَاعِ لَهَا

باب: قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سنانے کی درخواست اور توجہ سے سننا

۱۰۰۴ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى "اَذِنَ اللّٰهُ" : اَيِ اسْتَمَعَ وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَى الرِّضَاءِ وَالْقُبُوْلِ۔

۱۰۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کی طرف کان نہیں لگاتا جس طرح اس خوش آواز پیغمبر کی طرف کان لگاتا ہے' جو قرآن کو بآوازِ بلند پڑھتا ہو''۔ (بخاری ومسلم)

اَذِنَ اللّٰهُ : کان لگانا' اشارہ قبولیت ورضامندی کی طرف ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن' باب من لم یتغن القرآن و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین' باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن

اللغات: :ما اذن النبی: ما مصدریہ ہے بہتر یہ ہے کہ ما نافیہ مانا جائے۔ تقدیر عبادت اس طرح ہوگی۔ اذنه: ان کی اجازت یعنی اس کا سننا۔ یتغنی: نہایہ میں ہے کہ یجهر به کی تفسیر یتغنی ہے۔ یعنی تحسین صورت سے پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا معنی تحسین قراءت اور رقت سے تلاوت کرنا ہے اور اس کی دوسری روایت شہادت دیتی ہے۔ زینو القرآن باصواتکم: ہر وہ جس نے اپنی آواز کو بلند کیا اور اس کی موافقت کی۔ عربوں کے ہاں بلند آوازی کو غنا کہتے ہیں۔ پس معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اتنی چیز سے نہیں سنتے ایسا سننا جو پسندیدہ ہو جس طرح کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی طرف توجہ فرماتے ہیں یا ان کے علاوہ نیک لوگ جو قرآن والے ہیں اور قرآن مجید کو عمدہ آواز سے پڑھتے ہیں۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ اچھی آواز پر بہت زیادہ اجر عنایت فرماتے ہیں۔ اور وہ اچھی آواز جو قرآن مجید کی تلاوت کے لئے صرف کی جاتی ہے۔ (۲) ایسا ترنم جس میں حسن صوت تو ہو مگر قرآن مجید کے الفاظ میں کمی زیادتی واقع نہ ہوتی ہو وہ ترنم جائز ہے۔

۱۰۰۵ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ مُتَّفَقٌ

۱۰۰۵: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں داؤد علیہ السلام کے سُروں میں سے ایک سُر ملی ہے۔'' (بخاری ومسلم)

عَلَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ : "لَوْ رَاَيْتَنِيْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَآءَتِكَ الْبَارِحَةَ"۔

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے گزشتہ رات اپنی قراءت سنتے ہوئے دیکھ لیتے۔ (تو بہت خوش ہوتے)۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن' باب حسن الصوت و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین' باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن۔

اللغات: مزمارا: آپ ﷺ نے خوش آواز دی اور سر کی مٹھاس کو مزمار کی آواز سے تشبیہ دی۔ آل داؤد: مراد داؤد علیہ السلام ہیں اور آل لفظ زائد ہے کیونکہ آپ کی اولاد میں کسی کی بھی اس طرح حسن صوت نہ ملی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی۔ لو رأیتنی: اگر تو مجھے دیکھتا تو کا جواب محذوف ہے۔ اگر تو مجھے دیکھتا تو یہ بات تمہارے لئے مزید خوشی کا باعث ہوتی۔

فوائد: قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ قرآن مجید کو عمدہ آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی حلاوت و شرینی اور دل پر اثر پزیری میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر ایسی سر ہو جس سے قرآن مجید اپنی اصل وضع سے نکل جائے تو ایسی سر حرام ہے۔

۱۰۰۶ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَاَ فِي الْعِشَآءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۶: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء میں ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ پس میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کبھی نہیں سنا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان' باب القراءۃ و فی مسلم فی کتاب الصلاۃ' باب القراۃ فی العشاء۔

اللغات: بالتین و الزیتون: سورہ تین تلاوت فرمائی۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ قرآن مجید کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھتے تھے۔ یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام محاسن میں درجہ کمال عنایت فرمایا تھا۔

۱۰۰۷ : وَعَنْ اَبِيْ لُبَابَةَ بَشِيْرِ ابْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

مَعْنٰى "يَتَغَنّٰى" يُحَسِّنُ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ۔

۱۰۰۷: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔

يَتَغَنّٰى: قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ' باب استحباب فی القراۃ وله شواهد عند البخاری۔

اللغات: فلیس منا: ہمارے طریقے اور راستے پر نہیں۔

فوائد: (ا) آپ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ قراءت قرآن کے لئے خوش آواز اختیار کی جائے کیونکہ تحسین صوت سے قرآن مجید کا حسن اورتاثیر مزید بڑھ جائے گی۔

۱۰۰۸ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اِقْرَاْ عَلَيَّ الْقُرْآنَ" فَقُلْتُ يا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ : "اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ" فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى جِئْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ : "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا" قَالَ : "حَسْبُكَ الْاٰنَ" فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۰۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی اکرمؐ نے فرمایا ''مجھے تم قرآن پڑھ کر سناؤ۔'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپؐ کو پڑھ کر سناؤ حالانکہ آپؐ پر قرآن اترا؟ فرمایا ''میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔'' چنانچہ میں نے سورۃ النساء شروع کی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا۔ ﴿فَكَيْفَ ...... شَهِيْدًا﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اوران سب پر آپؐ کو گواہ بنائیں گے۔'' آپؐ نے فرمایا ''اب تم بس کرو۔'' جب میں نے آپ کی طرف نگاہ دوڑائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب التفسیر' باب فکیف اذا جئنا و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین' باب فضل استماع القرآن

فوائد: (۱) عمدہ آواز سے قرآن مجید کی تلاوت طلب کرنا مستحب ہے اوراس پر تدبر سے کان لگانے چاہئیں۔ (۲) آپ ﷺ امت پر کس قدر شفیق ورحیم تھے۔ (۳) اہل علم وفضل کے ساتھ تواضع برتنا اوران کا مرتبہ ومقام خوب بڑھانا چاہیے۔

۱۸۳ :بَابُ فِي الْحَثِّ عَلٰى سُوَرٍ وَاٰيَاتٍ مَّخْصُوْصَةٍ

باب: خاص آیات وسورہ پر آمادہ کرنا

۱۰۰۹ : عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ :لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَاَخَذَ بِيَدِيْ ' فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَّخْرُجَ قُلْتُ : يا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۰۹: حضرت ابوسعید رافع بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تم کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن مجید کی عظیم الشان سورۃ نہ سکھا دوں؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نکلنے لگے۔ میں نے کہا ''یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تھا کہ کیا میں تم کو قرآن کی ان عظیم الشان سورتوں کو نہ سکھا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ہے یہ سات دہرائی جانے والی آیات اورقرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القران' باب فاتحہ الکتاب و فی اول کتاب التفسیر

اَللُّغَاتُ: **الحمدللہ رب العالمین:** سورہ فاتحہ مراد ہے۔ **السبع ثانی:** یعنی وہ سات آیات جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نماز نہیں جس نے فاتحہ الکتاب نہ پڑھی۔ **والقرآن العظیم:** یہ سورہ فاتحہ کا نام ہے اور یہ حدیث قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر ہے۔ ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ﴾ الایۃ۔

فوائد: سورہ فاتحہ قرآن مجید کی عظیم الشان سورہ ہے کیونکہ قرآن مجید کے تمام مقاصد کو اپنے اندر جمع کرنے والی ہے اور اس سورت میں وہ مضامین اجمالاً پائے جاتے ہیں جو باقی سورتوں میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ اس میں اجمالاً عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عبادت' وعدہ وعید' گزشتہ زمانہ کے سعادت منداور گمراہ لوگوں کے واقعات وحالات کی نشاندہی کر کے عبرت دلائی گئی ہے۔ ابوداؤد' ترمذی نے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ سورہ فاتحہ ام القرآن ہے۔

۱۰۱۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ قِرَآءَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ " وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ : "اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّقْرَاَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ فِیْ لَیْلَةٍ" فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ وَ قَالُوْا : اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ' اَللّٰهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۱۰: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: ''بے شک یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے''۔ ایک اور حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ قرآن کا تیسرا حصہ ایک رات کو پڑھے۔'' یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گزری تو انہوں نے کہا: ''ہم میں کون یا رسول اللہ ﷺ اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن' باب فضل قل ھو اللہ احد

اَللُّغَاتُ: **قل ھو اللہ احد:** یعنی وہ سورت جس کا نام اس کی پہلی آیت سے رکھا گیا ہے اور اس کا نام سورہ اخلاص بھی کیونکہ ان میں خالص توحید ہے۔ **والذی نفسی بیدہ:** آپ ﷺ اس اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم اٹھاتے جو آپ کا مالک ہے۔ اس قسم کا مقصد تاکید اور اہتمام ظاہر کرنا ہے۔ **بیدہ:** اس کی قدرت کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کا وہ ہاتھ جو مخلوق جیسا نہیں کیونکہ وہ ذات بے مثل اور بے مثال ہے۔ **لتعدل ثلث القرآن:** ثواب قراءت وتلاوت کے لحاظ سے اور اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور تعظیم پر مشتمل ہے۔ **اینا یطیق ذٰلک:** ہم میں سے کون قرآن مجید کا تیسرا حصہ تدبر اور اس کے ہر حرف کو اس کا حق ادائیگی دے کر پڑھ سکتا ہے۔ **الصمد:** وہ جو حاجات میں اکیلا مقصود ہو۔

۱۰۱۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَاُ : "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" یُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ

۱۰۱۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھتے اور بار بار دہراتے سنا۔

اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

جب صبح ہوئی اس نے آ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ وہ آدمی اس کو قلیل سمجھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' مجھے اس ذات کی قسم ہے' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔'' (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن' باب فضل قل هو الله احد۔

اللغات: اصبح: صبح کرنا۔ یرددھا: اس کی قراءت کو لوٹاتے اور دہراتے۔ یتقالھا: اس کو عمل وثواب میں قلیل سمجھے۔

١٠١٢ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ: "اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کے بارے میں فرمایا:'' یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرین' باب فضل قراۃ قل هو الله احد۔

١٠١٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" قَالَ :"اِنَّ حُبَّهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ- وَرَوَاهُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا۔

۱۰۱۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:'' بے شک اس کی محبت جنت میں لے جائے گی۔'' (ترمذی)
یہ حدیث حسن ہے۔
بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب ثواب القرآن' باب ما جاء فی سورۃ الاخلاص۔ رواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ' باب الجمع بین السورتین و قوله تعليقًا ای حذف اول اسنادہ۔

فوائد: اس روایت سے پہلی تین روایات قل هو الله احد کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور اس بات کو مزید تقویت دیتی ہیں کہ اس کا ایک مرتبہ پڑھنا ثلث قرآن کے برابر درجہ رکھتا ہے اور اس کی وجہ سے قرآن مجید کے تین علوم (۱) توحید' (۲) احکام' (۳) اخلاق اور علم توحید کی مکمل طور پر تعلیم قل ھو اللہ میں پڑھی جاتی ہے۔

١٠١٤ :وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۴: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کیا تم نے ان آیات میں غور نہیں کیا جو اس رات اُتریں کہ ان جیسی پہلے معلوم نہیں؟'' کہو پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی''۔ اور'' کہو پناہ مانگتا ہوں میں آسمانوں کے رب کی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلوۃ المسافرین' باب فضل قراۃ المعوذ تین

اللغات: الم تر: یہ کلمہ تعجب کو ظاہر کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ لم یر مثل من: ایسی اور آیات نہیں پائی گئی جو تمام کی تمام پناہ کو ظاہر کرنے والی ہوں۔ سوائے ان دوسورتوں کے۔ اعوذ: میں پناہ طلب کرتا ہوں' تھامتا ہوں۔ الفلق: صبح۔

۱۰۱۵ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَآنِّ وَعَیْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰی نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ ، فَلَمَّا نَزَلَتَا اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۱۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانی آنکھ سے پناہ مانگتے۔ یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اتریں جب یہ دونوں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی)

یہ حدیث احسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الطب' باب ما جاء فی الرقیۃ بالمعوذ تین

اللغات: یتعوذ من الجان و عین الانسان: نبی اکرم ﷺ جنات کی ایذاء اور حسد کرنے والی انسانی آنکھ کی ایذاء سے پناہ طلب کرتے ہیں اور استعاذہ کی دعا اپنے الفاظ میں اس طرح ادا فرماتے۔ اللھم انی اعوذ بك من الجان و عین الانسان۔ اس وقت تک سورہ ناس اور فلق نہیں اتری تھیں۔ یہاں تک کہ وہ نازل ہوئیں اور وہ دوسورتیں فلق و ناس ہیں ان کو معوذتین اس لئے کہا گیا کیونکہ ہر ایک ان میں سے قل اعوذ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ اخذھما و ترك ماسواھما تعوذ کے لئے ان کو اختیار فرمایا کیونکہ ان میں ہر اس تکلیف دہ چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جو کائنات میں پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ معوذات کو ترک کر دیا۔

فوائد: ماقبل روایات کے فوائد بھی ملحوظ رہیں۔ مزید یہ ہیں۔ (۱) سورہ فلق و ناس کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) ان دونوں سورتوں کے متعلق مذکور ہوا کہ تعوذ کے لئے حضور ﷺ نے ان کو خاص کر لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورتیں مستعاذ بہ اور مستعاذ منہ پر مشتمل ہیں یعنی جس کی پناہ طلب کی جاتی ہے اور جس سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔ (۳) جنات کی ایذاء اور حسد و کینہ رکھنے والے انسان کی آنکھ سے خصوصاً پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ ان دونوں کا ضرر بہت بڑا ہے۔ جن دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ طلب کی گئی ہے وہ ازالہ ضرکا سب سے بہتر ذریعہ ہیں۔ (۴) نظر لگ جاتی ہے۔ اسی لئے تو نبی اکرم ﷺ اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۱۰۱۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مِنَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةٌ ثَلَاثُوْنَ اٰیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَهٗ ، وَهِیَ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ ، وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوُدَ : "تَشْفَعُ"۔

۱۰۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' قرآن میں تیس آیات والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک آدمی کی شفاعت کی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ﴾ (یعنی سورۃ الملک) ہے۔ (ابو داؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد کی روایت میں تَشْفَعُ ہے یعنی سفارش کرے گی۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوۃ' باب فی عدد الذی و الترمذی فی ابواب ثواب القران'باب ما جاء فی فضل سورۃ الملک

اللغات: ثلاثون اية: یہ مبتداء محذوف ہی کی خبر ہے یعنی وہ تیس آیات ہیں۔ شفعت: قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی اور ماضی کے لفظ سے مستقبل کو ذکر کرنے کا مقصد اس کا یقین پیش آنے کو بیان کرنا اور اسکی طرف رغبت دلانا ہے۔

فوائد: (۱) سورۃ الملک کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کو یاد کرنے اور تلاوت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) سورۃ الملک اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کی بخشش کرادے گی۔

۱۰۱۷ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ "قَالَ مَنْ قَرَاَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ لَیْلَةٍ کَفَتَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

قِیْلَ : کَفَتَاهُ الْمَکْرُوْهَ تِلْكَ اللَّیْلَةَ ' وَقِیْلَ کَفَتَاهُ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ۔

۱۰۱۷: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھی تو یہ اس کے لئے رات بھر کفایت کریں گی''۔ (بخاری و مسلم)

بعض نے اس رات کی ناپسندیدہ چیزوں کیلئے کافی ہو جائیں گی۔ بعض نے کہا تہجد کیلئے کافی ہو جائیں گی۔

تخریج: رواہ البخاری فی المغازی و فی فضائل القرآن' باب من لم یرباسا ان یقول سورۃ بقرہ وسورہ کذا و کذا و مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب فضل سورۃ فاتحہ و خورتیم سورۃ بقرہ

اللغات: **الایتان من آخر سورۃ البقرۃ**: یہ آیتیں امن الرسول سے لے کر آخر سورۃ تک ہیں۔

فوائد: (۱) جو شخص سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھتا ہے وہ اس کے لئے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں میں کافی ہو جائیں گی اور ہر شر ان کی وجہ سے دور ہو جائے گا۔ (۲) بعض نے کہا یہ تجدید ایمان کے لئے کافی ہے کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی پائی جاتی ہے۔ (۳) بعض نے کہا یہ آیات بہت سی دعاؤں کی بجائے کافی ہیں کیونکہ ان میں پائی جانے والی دعا دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

۱۰۱۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَنْفِرُ مِنَ الْبَیْتِ الَّذِیْ تُقْرَاُ فِیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرین' باب استحباب صلاۃ الفاضلة فی بیته

اللغات: **لا تجعلوا بیوتکم مقابر**: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ یعنی اپنے گھروں کو اعمال اور قراءت کے ساتھ خالی مت چھوڑو کہ تم ان میں مُردوں کی طرح بن جاؤ۔ **ینفر**: اعراض کرنا اور دور ہونا۔

فوائد: (۱) سورہ بقرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور تدبر کے ساتھ اس کی قراءت اور احکامات کی پیروی شیطان کو دور کرتی اور گمراہی اور ضلالت سے بچاتی ہے۔ (۲) علامہ ابن عسلان رحمۃ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید میں کوئی ایسی سورت نہیں جس میں احکام اور نعمتوں کی تفصیلات اور عجیب واقعات، معجزات کا تذکرہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص اور منتخب بندوں کا تذکرہ اور شیطان کی رسوائی وذلت اور اس بات کا انکشاف جس سے شیطان آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پھسلانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس سورت میں ایک ہزار اوامر، ایک ہزار نواہی، ایک ہزار حکمتیں اور ایک ہزار خبریں مذکور ہیں۔ (۳) گھر میں نفلی نماز مستحب ہے اور عبادات نافلہ گھروں میں کثرت سے ادا کرنی چاہئے۔

۱۰۱۹ : وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟ قُلْتُ : اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ، فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ : "لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۹: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ میں نے کہا ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (یعنی آیت الکرسی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابو المنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔'' (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب المسافرین، باب فضل سورة الكهف و آية الكرسی

اللغات: ابا المنذر: یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے۔ **الله لا اله الا هو الحی القيوم**: اس سے مراد آیت الکرسی ہے جو **العلی العظيم** پر ختم ہوتی ہے۔ **القيوم**: ہمیشہ رہنے والا اور اپنی مخلوق کے تمام کاموں کو بنانے والا۔ **ليهننك العلم**: اللہ تعالیٰ تمہارا علم تمہیں مبارک کرے اور تمہارے لئے نفع بخش بنائے اور تمہارے تذکرے کو بلند کرنے والا بنائے۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کے بعض حصوں کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔ (۲) آیت الکرسی عظیم آیات میں سے ہے۔ اسلئے کہ یہ عظیم الشان مقاصد پر مشتمل ہے۔ (۳) اگر خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہو تو آدمی کی تعریف اس کے سامنے کرنا درست ہے۔

۱۰۲۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ ، فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ : لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : اِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ ، وَبِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ - فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ، مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ فَقُلْتُ يَا

۱۰۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقہ فطر کا نگران بنایا۔ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کھانے کے چلو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں، مجھے سخت ضرورت تھی، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں صبح کی تو آپ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ وَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ - فَقَالَ : "اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ" فَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَصَدْتُّهُ -فَجَآءَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُ وَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ - فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُ وَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَقَالَ : فَرَصَدْتُّهُ الثَّالِثَةَ - فَجَآءَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّكَ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ! فَقَالَ : دَعْنِيْ فَاِنِّيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا ، قُلْتُ : مَا هُنَّ؟ قَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ فَاِنَّهُ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ ، وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ ، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَاَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟" فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَقَالَ: مَا هِيَ؟ " فَقُلْتُ : قَالَ لِيْ : اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ : "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" وَقَالَ لِيْ : لَا يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ ، وَلَنْ يَّقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَمَا اِنَّهُ قَدْ

داری کا عذر کیا لہٰذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ''اس نے تم سے جھوٹ بولا'' وہ عنقریب واپس آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ واپس لوٹے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا تھا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ میں نے کہا میں تمہیں ضرور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو' میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ پھر دوبارہ نہیں آؤں گا' مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو جانے دیا۔ میں صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی۔ جس پر مجھے رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا'' اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور عنقریب لوٹے گا۔'' پس میں نے اس کا تیسری مرتبہ انتظار کیا تو وہ آ کر دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا ضرور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری مرتبہ ہے تُو کہتا ہے کہ واپس نہیں لوٹے گا؟ پھر لوٹتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو' میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جس سے اللہ تمہیں فائدہ دیں گے۔ میں نے کہا' وہ کیا؟ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو۔ بے شک تم پر اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہو گا اور شیطان صبح تک تیرے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: ''تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟'' میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا جس سے اللہ مجھے فائدہ دے گا۔ اس لئے کہ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا' اس نے یہ بتایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو۔ پھر مجھے کہا کہ تم پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر ہو گا اور صبح تک شیطان

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ : لَا - قَالَ : "ذَاكَ شَيْطَانٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تمہارے قریب ہرگز نہیں آئے گا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اچھی طرح سنو بے شک اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے'' اے ابو ہریرہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون رہا؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الوکالة کاملاً ' باب اذا وکل رجل فترك الوکیل شیئًا فاجازه الموکل فهو جائز ورواه مختصراً فی کتاب فضائل القرآن و بدء ایحلق

اللغات: **زکوٰة رمضان:** اس سے مراد صدقۃ الفطر ہے۔ **یحثوا:** دو ہاتھوں سے کھانا لے رہا تھا۔ **فرصدته:** میں نے اس کا انتظار کیا۔ **اذا اویت الی فراشك:** جب تم اپنے بستر پر جاؤ جو سونے کے لئے بچھایا گیا ہو۔ **آیة الکرسی:** اس کو آیت الکرسی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں کرسی کا تذکرہ ہے۔

فوائد: (۱) آیۃ الکرسی کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جب یہ کسی گھر میں اخلاص سے شام کو تلاوت کی جائے تو وہ شیاطین سے اس رات محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۲) آیت الکرسی کو سونے کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۲۱ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ" وَفِیْ رِوَايَةٍ : "مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۱: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ الکہف کی دس پہلی آیات یاد کر لیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔

ایک روایت میں ہے سورۃ الکہف کی آخری آیات۔ دونوں کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب صلاة المسافرین' باب فضل سورة الکهف

اللغات: **سورۃ الکهف:** وہ سورۃ جس میں کہف کا تذکرہ ہے۔ **ولبثوا فی کهفهم ثلاثه مئة سنین وازدادوا تسعا۔** **عصم:** محفوظ رہے گا۔ **الدجال:** وہ مسیح کذاب ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور اس کا ظہور لوگوں کے لئے بہت بڑے فتنے کا باعث ہوگا۔ اس لئے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ دار ہوگا اور اس کے ہاتھوں پر بعض خارقِ عادت افعال بھی ظاہر ہوں گے اسی وجہ سے ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس کے فتنے سے خبر دار کیا۔

فوائد: (۱) جو شخص سورہ کہف کی اول دس آیت صبح و شام تلاوت کرے گا وہ مسیح دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (۲) اسی طرح جس نے اختتامی دس آیات حفظ یاد کیا اور ان کی قراءت پر صبح و شام ہمیشگی اختیار کی۔ جن کا ۔ الذین سوا و عملوا الصالحات سے آخر سورت تک ہے' وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ شاید ، اختیار کرنے کی وجہ یہ ہو کہ یہ آیات دل میں ایمان کی قوت کو بہت ابھارتی اور انسان کو یہ سبق دیتی ہے کہ آزمائش یا فتنہ کتنا ہے یوں نہ ہوا ایمان سے ہٹنا نہ چاہئے۔

۱۰۲۲ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۱۰۲۲: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی دورا

قَالَ : بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِّنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ : هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْيَوْمَ وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ : هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ : اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ : فَاتِحَةُ الْكِتَابِ ، وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ، لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهَا اِلَّا اُعْطِيْتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"النَّقِيضُ" : الصَّوْتُ۔

حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی تو اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا۔ ''یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس سے ایک فرشتہ اترا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اُترا چنانچہ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا'' حضور ﷺ آپؐ کو ان دونوروں کی بشارت ہو جو آپؐ کو دیئے گئے اور آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے: ۱) سورۃ الفاتحہ ۲) اور سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دی جائے گی۔

النَّقِيضُ : آواز

تخريج: رواه مسلم فى صلاة المسافرين' باب فضل الفاتحه و خواتيم سورة البقره۔

اللغات: فرفع رأسه: سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں ضمائر جبرئیل علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آسمانوں سے متعلق ان کی معلومات زیادہ ہیں اور یہ بات ظاہر کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ان امور غیبیہ کو بیان کرنا نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے ہی ہوسکتا ہے مگر واضح ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ ابشر بنورين: تم دو روشنیوں پر خوش ہو جاتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک سورت کی آیات تلاوت کرنے والے کے لئے قیامت کے دن وہ نور ہوں گی اور اس کے آگے آگے دوڑیں گی۔

فوائد: سورۃ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جس شخص نے ان کو پورے اخلاص کے ساتھ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو وہ ہدایت بخشتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی سعادت ان میں مستور ہے۔ وہ ان کو عنایت فرمائیں گے۔

۱۸۴ بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَآءَةِ

باب: قراءت کے لئے جمع ہونے کا استحباب

۱۰۲۳ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ ، اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ" رَوَاهُ

۱۰۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو لوگ اللہ کے گھر میں سے کسی گھروں میں قرآن کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں اس کی تکرار (اعادہ) کرتے ہیں تو ان پر تسکین اترتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا اپنے پاس والوں میں ذکر فرماتے

مُسْلِمٌ۔ ہیں۔(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن و علی الذکر

اللُّغَات: **ما اجتمع**: نہیں اکٹھے ہوتے۔ یہ الفاظ پہلے بھی باب قضاء حوائج المسلمین میں گزر چکے۔ **یتدارسونہ**: آپس میں ایک دوسرے کو سناتے اور سنتے ہیں یعنی دور کرتے ہیں۔ **غشیتھم الرحمة**: ان پر رحمت اترتی ہے۔ **حفتھم الملائکة**: فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ **فیمن عندہ**: مراد فرشتے ہیں۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے گھروں میں جمع ہونا اور تلاوت قرآن مجید کرنا اور اس کا دور کرنا امر مستحب ہے کیونکہ اس سے اطمینان میسر ہوتا ہے اور رحمت اترتی ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ان جمع ہونے والے سے راضی ہوتے ہیں اور آسمان میں ان کے اس مبارک عمل کی وجہ سے ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔

۱۸۵ :بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

باب: وضو کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ...... اِلٰى قَوْلِهٖ ...... مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ ، وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ [المائدة :٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! جب نماز کا ارادہ کرو، تو اپنے چہرے کو دھوؤ...... آیت کے آخر تک...... اللہ نہیں چاہتے کہ تمہیں تنگی میں ڈالے، لیکن اللہ چاہتے ہیں کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے تا کہ تم شکرگزار ہو جاؤ“۔(المائدہ)

حل الآیات: من حرج: سختی اور تنگی۔

۱۰۲٤ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ اُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”میری اُمت قیامت کے دن وضو کے نشانات کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں سے بلائی جائے گی جو آدمی تم میں سے اپنی روشنی کو طویل کر سکتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الوضوء، باب فضل الوضو والغرالمحجلون من اثر الوضوء و مسلم فی کتاب الطھارة، باب استحباب الطھارة الغرة والتعجیل

اللُّغَات: **امتی**: مراد امت محمد ﷺ ہے امت کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) امت دعوت: یعنی وہ تمام لوگ جن کی طرف آپ کو مبعوث کیا گیا۔(۲) امت اجابت: وہ امت جنہوں نے آپ کی بات کو قبول کرلیا۔ اس روایت میں امت اجابت ہی مراد ہے۔ **یدعون**: مقام حساب یا مقام میزان کی طرف بلایا جائے گا۔ **غراً**: جمع اغر ہے سفیدی کے نشان والے۔ **غراة**: ماتھے پر

سفید کا نشان یہاں مراد نور ہے جو ان کے چہروں پر چمکے گا جس سے ان کی پہچان ہوگی۔ اس روایت میں چہرے کے نور کو گھوڑے کی سفید پیشانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ **محجلین**: یہ تحجیل سے ہے۔ یہ گھوڑے کی چاروں پنڈلیوں یا تین پنڈلیوں پر پائی جانے والی سفیدی کو کہتے ہیں اور حدیث میں مراد وہ نور ہے جو وضو میں دھوئے جانے والے مقامات یعنی ہاتھوں، پاؤں وغیرہ پر پھیلنے والا ہوگا۔ **من آثار الوضو**: کسی چیز کے بقیہ نشان کو اثر کہا جاتا ہے۔ **الوضو**: کا لفظ وضاعت سے بنا ہے۔ **وضاعت** حسن و لطافت کو کہتے ہیں۔ **وضو**: وضوء کرنا، **وضو**: وہ پانی جس سے وضو کیا جاتا ہے اور یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ غرہ اور تحجیل یہ غسل سے پیدا ہوتے ہیں پانی سے۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک طرف کرنا درست ہے۔

فوائد: سنت یہ ہے کہ ماتھے کی سفیدی اور پاؤں کی سفیدی کو بڑھا دیا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ چہرے اور ہاتھ پاؤں کے واجب حصہ سے زائد کو بھی دھویا جائے۔ غرہ اور تحجیل یہ اس امت کی خصوصیات سے ہے۔ مسلم کی روایت کے مطابق **سیما** کا لفظ بھی آتا ہے جس کا معنی علامت ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں **لیست لاحد غیر کم**: کہ تمہارے علاوہ اور کسی امت کے لئے نہیں۔

۱۰۲۵ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ : "تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا "مؤمن کا زیور (جنت میں) وہاں تک ہوگا، جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ، باب تبلغ الحیلۃ حیث یبلغ الوضوء۔

اللغات: خلیلی: خلیل اس دوست کو کہا جاتا ہے جس کی محبت دل میں اتر جائے۔ **الحلیۃ**: زینت

فوائد: (۱) اس میں غرہ اور تحجیل پر آمادہ کیا گیا کیونکہ جنت میں مؤمن کا زیور اس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضوء کا پانی۔

۱۰۲۶ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۲۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اچھے طریقہ سے وضو کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ، باب خروج ابطاعیا مع ماء الوضو۔

اللغات: **فاحسن الوضوء**: ایسا وضو کیا جو تمام آداب و سنن وضو پر مشتمل تھا۔ **خرجت خطایاہ**: اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق چھوٹے گناہ مراد ہیں۔ **خروج**: مغفرت کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوا۔

فوائد: اس روایت میں آداب و شرائط وضو کو سیکھنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور ان پر عمل کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ رخصت کی طرف نہ جائے بلکہ ایسا وضو کرے جو تمام علماء کے نزدیک تمامیت و کمال والا ہو۔ پس بسم اللہ، نیت، مضمضہ، ناک میں پانی ڈالنا اور ناک صاف کرنے اور اسی طرح کے جتنے احکام و آداب وضو سے متعلق ہیں ان کو بجالائے۔

١٠٢٧ : وَعَنْهُ قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَمَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

١٠٢٧: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ پھر کہا جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنے کا ثواب ظاہر ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب فضل الوضو والوصلوۃ عقیبہ

فوائد: وضو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق صغیرہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ مسجد کی طرف چلنے اور اس میں نماز ادا کرنے بہت سی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

١٠٢٨ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ" اَوِ الْمُؤْمِنُ- فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ' فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ ' حَتّٰى يَخْرُجُ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٢٨: حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جب مسلم یا مؤمن بندہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہر گناہ' جس کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا' پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھوں کا ہر گناہ' جو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا ہوتا ہے' پانی یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ' جس کی طرف چل کر گیا' پانی کے ساتھ یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب خروج ابحطایا ماء الوضوء۔

اللغات: او المؤمن: یہ راوی کو شک ہے کہ خرج من وجهه کل خلعیته: غلطی کی' بخشش و مغفرت سے کنایہ ہے۔ **قطر**: جمع قطرہ 'یعنی پانی کے آخری قطرات کے ساتھ۔ **بطشتھا**: جو اس کے ہاتھوں نے کیا۔

فوائد: (ا) وضو کے فوائد میں سے یہ ہے کہ چھوٹے گناہوں سے معافی مل جاتی ہے۔ جس طرح کہ وضو ظاہری میل کچیل اور گندگی کا ازالہ کرتا ہے۔

١٠٢٩ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ' وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ' وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا" قَالُوْا : اَوَلَسْنَا

١٠٢٩: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں پہنچ کر فرمایا: ''سلام ہو تم پر اے مؤمن گھر والو' بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں' میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہم آپ

اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : "اَنْتُمْ ، اَصْحَابِيْ ، وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ" قَالُوْا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ :"اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ؟" قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ : فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ ، وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کے بھائی نہیں؟ فرمایا: ''تم میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپؐ ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپؐ کی امت میں ابھی تک نہیں آئے۔ فرمایا ''تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے سیاہ گھوڑوں میں پانچ کلیان گھوڑے ہوں' کیا وہ اپنے ان گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''وہ وضو کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ میدانِ محشر میں آئیں گے اور میں ان کا حوض پر استقبالی ہوں گا۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب استحباب اطالۃ الغرۃ و التعجیل

اللغات: اتی المقبرۃ: مقبرہ سے مراد مدینہ کا قبرستان بقیع ہے۔ ارایت: تم مجھے بتلاؤ۔ خیل غر: جن گھوڑوں کے چہروں' ماتھوں پر سفیدی ہو۔ محجلۃ جن کی پنڈلیوں پر سفیدی ہو۔ دھم: جمع ادھم جس کا معنی سیاہ ہے۔ الاھمۃ: کا معنی سیاہ۔ فرطھم علی الحوض: حوض پر ان کا استقبالی ہوں گا۔ حوض: مقامِ حساب میں وہ مقام ہے جہاں جنت کی نہر کوثر کا پرنالا گرتا ہے۔ وہ آپؐ کی تکریم وتشریف کے طور پر آپؐ کو دیا جائے گا جس نے اس سے پیا اُس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

فوائد: (۱) اخوان النبی ﷺ وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انما المؤمنون اخوۃ﴾: صحابہ کرام کو بعد والوں پر صحابیت کا زائد شرف حاصل ہے۔ (۲) اس امت کے لئے بشارت ہے کہ رسول اللہؐ ان سے آگے آگے حوض پر قیامت کے دن تشریف لے جائیں گے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کو قیادت وسیادت میسر ہوگی۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کو موقف حساب میں کوثر نہر کا پانی عطاء کر کے آپؐ کی تکریم کی جائے گی۔

۱۰۳۰ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا' وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا :بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ : "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں ایسی بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ غلطیاں مٹاتے ہیں اور درجات بلند کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وضو کو مکمل کرنا ناپسندیدگی (وقت اور موسم کی رکاوٹ) کے باوجود' مسجد کی طرف دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔ پس یہی رباط ہے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب اسباغ الوضو علی المکارہ وقد تقدم شرفہ فی باب بیان کثرۃ

طرق ابحیر۔ ۱۳۱/۱۵

اَللُّغَاتُ : اسباغ الوضو: وضو مکمل کرنا۔ علی المسکارہ: طبیعت کی مخالفت کے باوجود مثلاً سخت سردی وغیرہ۔ فذلکم الرباط: کسی چیز پر روکنے کو کہتے ہیں۔ گویا اس نے اپنے آپ کو اس کی اطاعت پر روک کر رکھا۔ اس عبارت کو دوبارہ لایا گیا تا کہ اس کی شان وعظمت اچھی طرح ذہن میں بیٹھ جائے۔

۱۰۳۱ : وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلطُّهُوْرُ شَطْرُالْاِيْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ فِيْ بَابِ الصَّبْرِ - وَفِی الْبَابِ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِيْ اٰخِرِ بَابِ الرَّجَآءِ ، وَهُوَ حَدِيْثٌ عَظِيْمٌ ، مُشْتَمِلٌ عَلٰى جُمَلٍ مِّنَ الْخَيْرَاتِ۔

۱۰۳۱: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا '' طہارت (یعنی پاکیزگی) ایمان کا حصہ ہے۔'' (مسلم)

یہ روایت تفصیل سے باب الصبر میں گزری اور اس باب الرجا کے آخر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ہے اور وہ بڑی عظیم روایت ہے جو بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء و حدیث عمرو بن عبسہ رواہ فی کتاب صلوۃ المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسہ۔

اَللُّغَاتُ :الطھور: خوب پاکیزگی۔ شطر: نصف۔

فوائد: نماز کے صحیح ہونے کے لئے طہارت شرط ہے۔ طہارت کو شطر کے لفظ سے تعبیر کر کے اس کی عظمت وشان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۳۲ :وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ - اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ - ثُمَّ قَالَ : اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ - وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"۔

۱۰۳۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: '' تم میں جو آدمی وضو کرے، مکمل وضو کرے، پھر کہے : اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ...... آخر تک۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے وہ داخل ہو۔'' (مسلم)

ترمذی میں یہ الفاظ زائد ذکر کئے : ''اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے''۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب الذکر المستحب عقب الوضو والترمذی فی ابواب الطھارۃ' باب ما یقال بعد الوضو۔

اللغات: یسبغ: وضو کے واجبات و مستحبات کو مکمل کرتا ہے۔ **التوابین:** جو بہت زیادہ سچی توبہ کرتے ہیں۔ **المطھرین:** گناہوں اور غلطیوں سے خوب پاکیزگی حاصل کرنے والے۔

فوائد: (۱) وضو کے واجبات و مستحبات کو مکمل کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی اور وضو کے بعد یہ دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔

۱۸۶: بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ

۱۰۳۳ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْاِسْتِهَامُ" : اَلْاِقْتِرَاعُ۔ "وَالتَّهْجِيْرُ" : التَّبْكِيْرُ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

باب: اذان کی فضیلت

۱۰۳۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ جان لیں اس فضیلت کو جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے تو پھر وہ کوئی چارہ نہ پائیں سوائے اس کے کہ وہ قرعہ اندازی کریں۔ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اوّل وقت میں فضیلت ہے تو ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر لوگ جان لیں جو عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت ہے تو ضرور ان دونوں میں آئیں خواہ ان کو گھٹنوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْاِسْتِهَامُ: قرعہ اندازی۔

التَّهْجِيْرُ: نماز کی طرف جلدی آنا۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان' باب استھام فی الاذان و مسلم فی کتاب الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف

اللغات: **النداء:** اذان۔ **الصف الاول:** نماز میں پہلی صف' یہ وہ صف ہے جو امام کے قریب ہو۔ **علیہ:** اذان اور صف اول پر۔ **لاستبقوا:** نماز میں حاضری کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے۔ **المعتمة:** نماز عشاء۔ **حبواً:** ہاتھوں پر چلنا جس طرح بچے چلتے ہیں یا گھٹنوں کے بل چلنا۔

فوائد: (۱) اذان کی رغبت دلائی گئی کیونکہ یہ اسلام کے شعائر میں سے ہے اور اسلام کے طریق میں سے ایک طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤذن کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (۲) نماز کی پہلی صفوف کی طرف رغبت دلائی کیونکہ صف اول والے اول وقت میں نماز کی طرف جلدی کرنے والے ہیں اور اس لئے بھی کہ رحمت کے فرشتے سب سے پہلے امام کے لئے دعا کرتے ہیں پھر پہلی صف والوں کے لئے پھر دوسری صف والوں کے لئے اور اسی طرح آخر تک۔ (۳) جماعت کی نماز اور تکبیر کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۴) فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضری کی تاکید کی گئی کیونکہ فجر کی نماز تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کو ظاہر کرنے والی جبکہ عشاء کی نماز منافقین اور گمراہوں پر سب سے بھاری اور بوجھل نماز ہے۔

۱۰۳٤ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۱۰۳۴: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اذان دینے والوں (یعنی موذن) کی قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردنیں ہوں گی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ' باب فضل الاذان

اللغات: اعناقاً: جمع عنق مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف لوگوں میں سب سے زیادہ جھانکنے والے ہیں۔ بعض نے یہ معنی مراد لیا ہے کہ ان کی گردنیں لمبی ہوں گی۔ تا کہ؟ ان تک نہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ ان کی گردنوں کی لمبائی اس دن کے مرتبے اور شرف کو ظاہر کر رہی ہوگی۔

فوائد: قیامت کے دن مؤذنوں کو اعلیٰ مرتبہ و مقام ملے گا اس کا ذکر فرمایا گیا ہے کیونکہ مؤذن نماز کی طرف بلاتا اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جس نے بھلائی کی طرف راہنمائی کی اس کو بھلائی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

۱۰۳۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَۃَ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَہٗ : "اِنِّیْ اَرَاکَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَۃَ فَاِذَا کُنْتَ فِیْ غَنَمِکَ اَوْ بَادِیَتِکَ۔ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوۃِ فَارْفَعْ صَوْتَکَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّہٗ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ" وَلَا اِنْسٌ ' وَلَا شَیْءٌ ' اِلَّا شَہِدَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ : سَمِعْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ - رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۳۵: حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا: ''میں تمہیں دیکھتا ہوں تم بکریاں اور جنگل پسند کرتے۔ ہو لہٰذا جب تم اپنی بکریوں میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کرلو مؤذن کی آواز کی حد تک۔ جو بھی جن' انسان یا کوئی اور چیز اس کو سنے گی تو قیامت کے دن اُس کی گواہی دیں گے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان' باب رفع الصوت بالنداء۔

اللغات: البادیۃ: جمع بواد۔ جنگل اور دیہات یہ حضر کا عکس ہے۔ **مدی صوت المؤذن**: جس حد تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے۔ **لا شئی**: یہ خاص کے بعد عام ظاہر کرنے کے لئے ہے تمام جمادات تک کو بھی شامل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن بولنے اور مؤذن کی گواہی دینے کی طاقت عنایت فرمائیں گے۔

فوائد: (۱) وہ مؤذن جو اللہ تعالیٰ کی بڑھائی اور واحدانیت کو بیان کرتا ہے اور اس کی فضیلت بتلائی گئی کہ ہر چیز اس کی اذان کو سنتی ہے اور قیامت کے دن اس کی گواہی دے گی۔ اس گواہی کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس دن مؤذن کو بڑا بلند مرتبہ اور فضیلت حاصل ہوگی۔ (۲) منفرد کو اذان مستحب ہے اور اس کو بلند آواز سے اذان دینی چاہیے۔

۱۰۳۶ : وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

۱۰۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ ' فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ یَقُوْلُ : اذْكُرْ كَذَا - وَذْكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ یَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ مَا یَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"التَّثْوِیْبُ" الْاِقَامَةُ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی ہے تا کہ وہ اذان نہ سنے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس لوٹتا ہے یہاں تک کہ تکبیر پوری ہوتی ہے تو پھر واپس لوٹتا ہے تا کہ آدمی اور اُس کے دل میں وسوسہ ڈالے۔ وہ یوں کہتا ہے: فلاں چیز کو یاد کرو' فلاں چیز کو یاد کرو جو اس سے پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھیں؟ (بخاری ومسلم)

''التَّثْوِیْبُ'': اقامت۔

تخریج رواه البخاری فی کتاب الاذان' باب فضل التأذین و مسلم فی کتاب الصلوة' باب فضل الاذن و هرب الشیطان عند سماعه

اللغات: ادبر الشیطان :شیطان دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے جوڑوں سے چر چر کی آواز نکلتی ہے۔صراط سے تعبیر کرنا۔ انتہائی تیزی کے ساتھ بھاگ جانے سے نکلا ہے جب وہ موذن کی بات سنتا ہے اور اس کی تائید مسلم کی روایت کرتی ہے۔ وله حصاص یعنی تیز دوڑ بھاگنے سے اور تیزی کرنے کو ضراط سے تعبیر قباحت کے لئے کیا گیا ہے۔ یخطر :وہ وسوسہ ڈالتا ہے۔

فوائد: اذان کی فضیلت اور اس کی وجہ سے شیطان پر جو خوف طاری ہوتا ہے اس کا تذکرہ ہے۔ اس طرح شیطان کا بھاگنا اور پھر اس کا اس بات پر حسرت وافسوس کے ساتھ لوٹنا مذکورہ ہے کہ عقیدۂ توحید کے اظہار اور شعائر دین کے اعلان میں اذان پر امت کا اتفاق و اتحاد ہے۔ (۲) نماز میں خشوع واستغراق پر آمادہ کیا گیا اور حتی الامکان شیطان وساوس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۰۳۷ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُوا عَلَیَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ بِهَا عَشْرًا' ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ' فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ لَهٗ

۱۰۳۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم موذن کو سنو (اذان دیتے ہوئے) تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو' اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلے کا سوال کرو' یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں۔ پس جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا اس کے لئے میری

الشَّفَاعَةُ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

شفاعت حلال ہوگئی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلاۃ' باب القول مثل قول المؤذن

اللغات: النداء: اذان مراد ہے۔ **صلی اللہ علیہ صلاۃ**: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ومغفرت کو کہتے ہیں۔ **الوسیلۃ**: وہ طریقے جس سے انسان اپنی اشیاء کو پہنچ سکے یہاں اس سے مراد تفسیر نبوی کے مطابق ایک بلند و عالی شان مرتبہ ہے۔ **ضمن سأل فی الوسیلہ**: یعنی جس نے اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کیا کہ وہ مجھے جنت کا یہ بلند مرتبہ عنایت کر دے۔ **حلت لہ**: لازم ہو جاتی ہے۔ **الشفاعۃ**: گناہوں سے تجاوز کرنے کا نام دیا یا دوسرے آدمی سے کسی دوسرے کے لئے خیر طلب کرنا۔ **مراد و غلم**: نبی اکرم ﷺ کو قیامت کے دن شفاعت کبریٰ عنایت کیا جائے گا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مقام شفاعت کا سوال کیا جائے جس کے لئے وہ اجازت مرحمت فرمائیں۔

فوائد: اذان کے ہر کلمہ کو مؤذن کے بعد اسی طرح دہرانا چاہئے اور **حی علی الفلاح** اور **حی علی الصلوۃ** پر **لا حول ولا قوۃ الا باللہ** کہے۔ (۲) اذان کے بعد انہی الفاظ سے جو رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوتے ہیں ان ہی سے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۳) نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے سے بہت بڑا اشرف حاصل ہوتا ہے اور یہ درود ہر سامع اور مؤذن کے لئے ہے۔ (۴) فضیلت والے کو منضول کی دعا سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ثواب ہر دو کو ملتا ہے۔

١٠٣٨ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٣٨: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان' باب ما یقول اذا سمع المنادی و مسلم فی کتاب الصلوۃ' باب القول مثل قول المؤذن

١٠٣٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ، حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

١٠٣٩: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اذان سن کر یہ دعا کی: ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ ......''۔ ''اے اللہ! جو اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کا رب ہے' تو محمد (ﷺ) کو مقام وسیلہ اور فضیلت عنایت فرما اور ان کو مقامِ محمود پر مقرر فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔'' اس کو میری شفاعت قیامت کے دن حلال ہوگی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان' باب الدعا عند النداء

اللغات: **الدعوۃ** اصل میں اس کا معنی طلب ہے اور یہاں مراد اذان کے الفاظ ہیں کیونکہ ان ہی کے ذریعے نماز کی طرف بلایا جاتا ہے۔ **التامۃ**: کامل یعنی وہ جن میں قیامت تک تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ان میں کوئی نقص ہے کیونکہ وہ تمام عقائد کو اپنے اندر جمع کرنے والی ہے۔ **الصلوۃ القائمۃ**: یعنی وہ نماز واذان کے بعد قائم ہوگی۔ یا قیامت تک باقی رہنے والی۔ **الوسلیۃ**: جنت میں ایک بلند مرتبہ ہے۔ **الفضلۃ**: یہ نقیصہ کا عکس ہے مگر یہاں وہ مرتبہ مراد ہے جو تمام مخلوق کے مراتب سے برتر اور اعلیٰ ہے وہ صرف ہمارے نبی اکرم ﷺ کو دیا جائے گا۔

فوائد: (۱) اذان سے فراغت کے بعد دعا کرنا افضل ہے اور اس حد بندی کی حکمت دراصل وقت کی فضیلت ہے۔ ابوداوٗد اور نسائی نے نبی اکرمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا: **لا یرو الدعاء بین الاذان و الاقامۃ**: کہ اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا مسترد نہیں کی جاتی۔ (۲) اذان کے بعد دعا میں ہیشگی اختیار کرنا وہ نہ صرف یہ کہ بھلائی کو جمع کرنے کا سبب ہے بلکہ انسان کو شفاعت کا حقدار بھی بنا دیتا ہے۔ (۳) مقام محمود وسیلہ اور شفاعت کبریٰ قیامت کے دن یہ تینوں مراتب ہمارے رسولؐ کے لئے خاص ہوں گے۔

۱۰۴۰ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ :"مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا ، غُفِرَ لَہٗ ذَنْبُہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۰: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مؤذن سے اذان سن کر یہ کلمات کہے: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ......''۔'' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ کے رب ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔'' اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ،باب القول مثل قول المؤذن

۱۰۴۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :"اَلدُّعَآءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۴۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔'' (ابوداوٗد، ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الدعاء بین الاذان والاقامۃ والترمذی فی ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی ان الدعاء لا یرد بین الاذان والاقامۃ، رقم ۲۱۳

فوائد: اذان واقامت کے درمیان پایا جانے والا وقت نہایت افضل ہے اس میں اللہ تعالیٰ دعا کو قبولیت عنایت فرماتے ہیں۔

۱۸۷ :بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوۃِ

باب: نمازوں کی فضیلت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں

الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [العنكبوت: ٤٥] سے روکتی ہے۔'' (العنکبوت)

حل الآیات: الصلوة: سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔ تنھٰی عن الفحشاء و المنکر: نماز گناہوں سے روکتی ہے۔

١٠٤٢: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ؟" قَالُوْا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ: "فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو' جس سے وہ پانچ مرتبہ دن میں غسل کرتا ہو' کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی حال پانچ نمازوں کا ہے' اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ' باب الصلوات الخمس کفارۃ۔ و مسلم فی کتاب المساجد' باب المشی الی الصلوۃ تمحی بہ الخطایا و ترفع الدرجات۔

اللغات: درنۃ: میل۔ یمحوا: زائل کرتے ہیں۔ الخطایا: گناہ۔

فوائد: (۱) پانچوں نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جو شخص ان پانچوں نمازوں کو مکمل شرائط' آداب وارکان کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہوں کے لئے توبہ ضروری ہے۔ (۳) ترغیب دلانے اور گفتگو میں متوجہ کرنے کا یہ طرز معلوم ہو رہا ہے کہ مقاصد کو قریب کرنے کے لئے مثالوں کو بیان کیا جائے اور متعلم کو طاعت وعبادت کی رغبت دلائی جائے۔

١٠٤٣: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمْرٍ جَارٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازوں کی مثال اس جاری گہری نہر کی طرح ہے' جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر ہو اور وہ اس سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔'' (مسلم)

"اَلْغَمْرُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ: اَلْكَثِيْرُ۔

اَلْغَمْرُ: غین کی زبر کے ساتھ' اس کا معنی زیادہ اور گہری ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد' باب المشی الی الصلوۃ تمحی بہ ترفع الدرجات

فوائد: (۱) اس روایت میں بھی سابقہ روایت کی طرح نمازوں کی ادائیگی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ نمازیں گناہوں سے اس طرح ازالے کا ذریعہ ہیں جس طرح پانی میل کچیل کو دور کرتا ہے۔ (۲) نمازوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں آدمی کو خوب حریص ہونا چاہیے۔

١٠٤٤ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" فَقَالَ الرَّجُلُ : اِلَىَّ هٰذَا؟ قَالَ : "لِجَمِيْعِ اُمَّتِىْ كُلِّهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۴۴: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ ...... ﴾ آخر تک۔ اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ اوقات میں بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرنے والی ہیں۔'' اس آدمی نے کہا: کیا فقط یہ میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کے لئے۔ (بخاری ومسلم)

تخريج: رواه البخارى فى باب التفسير سوره هود و مسلم فى كتاب التوبه' باب قوله تعالىٰ ان الحسنات يذهبن السيئات۔

اَللُّغَاتُ: اصاب: چھوا اور پکڑا۔ **قبلةً** : بوسہ۔ **اقم الصلوة طرفي النهار**: صبح اور مغرب کی نمازیں جو دن کے دنوں طرف ہیں۔ **زلفا من اليل**: مغرب اور عشاء۔ **ان الحسنات يذهبن السيئات** : بھلائی کے کام گزشتہ گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ ہیں۔ **الاية**: سے مراد سورہ ہود کی آیت ۱۱۴ ہے۔ **الى هذا؟**: کیا یہ گناہوں کی معافی والا حکم فقط میرے لئے ہے۔ **لجميع امتى كلهم**: یہ تمام امت کے لئے عام حکم ہے۔

فوائد: (۱) نمازوں کی ادائیگی بڑا افضل عمل ہے۔ اس سے تمام صغیرہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (۲) عورت غیر محرم کو بوسہ دینا گناہ ہے اور اسی طرح مصافحہ کرنا بھی معصیت ہے۔

١٠٤٥ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ ، كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک' یہ درمیان کے لئے کفارہ ہے۔ جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔'' (مسلم)

تخريج: رواه مسلم فى كتاب الطهارة' باب الصلوات ابخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بين ما اجتبت الكبائر۔

اَللُّغَاتُ: **الجمعة الى الجمعة**: نماز جمعہ سے دوسرے جمعہ کی نماز تک کفارہ۔ **لما بين هن**: جو صغیرہ گناہ ان کے درمیان ہوتے ہیں ان کے لئے یہ کفارے کا باعث ہے۔ **تغشى**: ارتکاب کرنا۔ **الكبائر**: بڑے گناہوں مثلاً شرک' والدین کی نافرمانی' جھوٹی قسم' جھوٹی گواہی یتیم کا مال کھانا' پاک دامن سادہ لوح عورتوں پر تہمت وغیرہ۔

فوائد: (۱) یہ روایت بھی نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت کو بیان کررہی ہے۔ (۲) جو نماز جمعہ ادا کرتا ہے اس کے اگلے جمعہ تک کے صغیرہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (۳) کبیرہ گناہ کے کفارے کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔

١٠٤٦ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَا مِنْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا' وَخُشُوْعَهَا ' وَرُكُوْعَهَا ' اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ تُؤْتَ كَبِيْرَةٌ وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٤٦: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آ جائے پھر وہ اچھے طریقہ (اعضاء کو عمدہ طریقے سے مکمل دھونا) سے وضو کرے اور خشوع (دلی آمادگی) کے ساتھ رکوع کرے تو وہ نماز اس کے لئے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر زمانہ میں رہتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب فضل الوضوء و الصلوۃ عقبہ۔

اللغات: من الذنوب: یہاں صغائر مراد ہیں۔ مثلاً خندہ پیشانی سے نہ ملنا' محسن کے احسان کی قدر نہ کرنا۔ کبیرہ: بڑا گناہ۔ مکتوبۃ: فرض۔

فوائد: (ا) فرض نماز کی طرف خصوصی توجہ کی علامت وضو کو عمدہ طریقہ سے کرنا ہے اور اس کی ادائیگی میں خشوع اور اس کے ارکان یعنی رکوع وسجود وغیرہ میں اطمینان اختیار کرنا ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نماز بن جائے اور ایسی نماز ہی بلاشبہ اپنے ماقابل کے تمام صغیرہ گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

١٨٨ :بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ!

باب: نماز صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت

١٠٤٧ : عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْبَرْدَانِ" :الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

١٠٤٧: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔'' (بخاری ومسلم)

اَلْبَرْدَانِ : صبح اور عصر کی نماز۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب فضل صلوۃ الصبح و العصر و المحافظة علیها انظر فی باب بیان کثرہ طریق الخیر ١٦/١٣٢

فوائد: (ا) اس مقام پر اس آدمی کے حسن خاتمہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جو نماز کی پابندی کرنے والا ہے۔ تمام نمازوں میں صبح وعصر کو خاص کرنے کی وجہ ان کے مزید اہتمام کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کیونکہ صبح کی نماز نیند کے پسندیدہ وقت میں ہے اور عصر کی نماز کام کے پسندیدہ وقت اور تجارت کے نفع مند وقت میں ہے۔

١٠٤٨ : وَعَنْ اَبِيْ زُهَيْرٍ عُمَارَةَ ابْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

١٠٤٨: حضرت ابو زہیر عمارہ ابن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

يَقُوْلُ :"لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا" يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

''ہرگز ایسا شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے نماز ادا کی یعنی فجر اور عصر کی۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب فضل صلاۃ الصبح و العصر المحافظة علیھا

اللُّغَاتُ: یلج: داخل ہوتا ہے۔

فوائد: نماز عصر اور صبح کی محافظت کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بتلایا کہ ان کی پابندی کرنے والا آگ سے محفوظ کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ بقیہ نمازوں کو چھوڑ کر فقط یہی جنت میں داخلے کا باعث ہوں گی بلکہ تمام نمازوں کی پابندی' بے حیائی' برائی کے کاموں سے پرہیز اور ظلم سے گریز ضروری ہے۔ ان دونوں نمازوں کا تذکرہ تو ان کی طرف مزید توجہ دلانے کی غرض سے ہے۔

۱۰۴۹ :وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِىْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَا يَطْلُبَنَّكَ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَىْءٍ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۰۴۹: حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے' پس دیکھ لے اے ابنِ آدم کہ اللہ تجھ سے ہرگز اپنے ذمہ میں جو چیز ہے اس کے بارے میں باز پرس نہ کرے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب فضل صلاۃ العشاء و الصبح فی جماعه

اللُّغَاتُ: ذمة الله: اللہ تعالیٰ کی حفاظت و امان میں ہے۔ لا یطلبنك: صبح کی نماز میں ہونے والی غفلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہ کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ تم سے ہرگز محاسبہ نہ کرے اس آدمی کو تکلیف دینے کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے کیونکہ نماز کی برکت سے تم اس کو تکلیف پہنچا ہی نہ سکو گے۔

فوائد: (۱) جماعت سے جو شخص صبح کی نماز ادا کرتا ہے اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور اس کو ایذاء پہنچانے سے خبردار کیا گیا۔

۱۰۵۰ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ ' وَيَجْتَمِعُوْنَ فِىْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ' ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ – وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ – كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِىْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ" وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ

۱۰۵۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر تم میں وہ رات گزارنے والے اوپر چڑھ جاتے ہیں جن سے اللہ پوچھتے ہیں' حالانکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں' کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس

يُصَلُّوْنَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی المواقیت و توحید و بدء الحلق و مسلم فی المساجد' باب فضل صلاۃ الصبح العصر والمحافظة عليها۔

اللُّغَاتُ: **يتعاقبون:** باری باری آتے ہیں تاکہ تمہاری نگرانی کریں۔ **يعرج:** چڑھتے ہیں۔ **تركناهم يصلون:** فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ **اتيناهم: و هم يصلون:** یعنی عصر کی نماز ادا کر رہے تھے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر مہربانی اور شفقت ملاحظہ ہو کہ فرشتوں کا آنا اور جانا عبادت کے اوقات میں مقرر فرمایا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا ملائکہ سے سوال فرمانا نمازیوں کی عظمت کو ظاہر کرنے اور ان کی عبادت کی فضیلت کو واضح کرنے کے لئے ہے۔

۱۰۵۱ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ ' فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ"

۱۰۵۱: حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرمؐ کے ساتھ تھے کہ آپؐ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''بے شک تم عنقریب اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کوئی دِقت اور مشقت نہیں۔ اگر تم طاقت رکھتے ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہو تو تم ضرور (ادا) کرو۔'' (بخاری ومسلم) ایک روایت ہے کہ چودہ تاریخ کے چاند کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔

تخریج: رواه البخاری فی المواقیت' باب فضل صلاۃ الفجر و التفسیر و التوحید۔ و مسلم فی المساجد' باب فضل صلاتی الصبح و العصر و المحافظة عليهما

اللُّغَاتُ: **ليلة البدر:** چودھویں کا چاند۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ چاند اس میں جلدی طلوع ہوتا ہے۔ **لاتضامون:** تمہیں مشقت وتھکاوٹ پیش نہ آئے گی۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کا دیدار مؤمنین کے لئے بلا کیف بغیر حد بندی کے ثابت ہے۔ وہ دیدار اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کے جو لائق ہے۔ باقی کفار تو اس دن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے اور پردے میں کر دیئے جائیں گے۔ (۲) صبح وعصر کی نماز کی پابندی پر امید کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے گا اور جنت کی تمام لذتوں میں یہ سب سے بڑھ کر ہے۔

۱۰۵۲ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۵۲: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عصر کی نماز کو چھوڑا تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی مواقیت الصلوۃ' باب من ترك صلاة العصر و' باب التکبیر بالصلوۃ فی یوم غیم۔

اللغات: **حبطه علمه:** اس کا ثواب باطل ہوجائے گا۔

فوائد: (۱) نماز کا چھوڑنا حرام ہے۔ خاص کر نماز عصر۔ نماز عصر کا خصوصی تذکرہ اس کی طرف مزید توجہ اور عنایت کی وجہ سے ہے۔ اس کا چھوڑنا ایسا کبیرہ گناہ ہے۔ جو اعمال کے ثواب کو باطل کر دیتا۔ انسان کے عمل کو باطل کر دیتا ہے۔ علماء نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ جس نے نماز کا ترک اس کو حلال سمجھ کر کیا کیونکہ یہ کفر ہے اور عمل کے بطلان کا سبب ہے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد اس کے اس دن کے عمل کا ضائع ہونا ہے۔ مقصد اس سے شدت بیان کرنا ہے کہ گویا اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

۱۸۹ :بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ اِلَى الْمَسَاجِدِ

باب: مساجد کی طرف جانے کی فضیلت

۱۰۵۳ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِی الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو صبح سویرے یا شام کو مسجد میں آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ جب بھی صبح یا شام کو وہ جائے۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان' باب فضل من غدیٰ الی المسجد و من راح و مسلم فی المساجد' باب المشی الی الصلاۃ تمحی به الخطایا و ترفع به الدرجات۔

اللغات: **غداً:** زوال سے پہلے جلد۔ **راح:** زوال کے بعد چلا۔ **نزولاً:** مہمان کی خدمت میں پیش کیا جانے والا کھانا۔

فوائد: جو صبح و شام نماز کے لئے مسجد میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا اکرام کس قدر فرمائیں گے کیونکہ وہ سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ اخلاص سے نیکی کرنے والوں کی نیکی ضائع نہیں فرماتے۔

۱۰۵٤ :وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَهَّرَ فِیْ بَيْتِهٖ ثُمَّ مَضٰى اِلٰى بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِیَ فَرِيْضَةً مِّنْ فَرَآئِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطُوَاتُهٗ اِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَّالْاُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں گیا تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو پورا کرے' اس کے قدموں میں سے ہر قدم گناہوں کو مٹاتا اور دوسرا قدم درجے کو بلند کرتا ہے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب المشی الی الصلوۃ تمحی به الخطایا و ترفع به الدرجات

اللغات: **تطهر:** نماز کے لئے وضو یا غسل کیا۔ **لیقضی:** تاکہ وہ ادا کرلے۔ **خطواته:** جمع خطوۃ دونوں قدموں کا درمیانی فاصلہ۔ **خطوۃ:** ایک دفعہ کا قدم اٹھانا۔ **تحط:** زائل ہوتے اور مٹتے ہیں۔

فوائد: نماز کی ادائیگی کے لئے جو مسجد کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے حقوق اللہ میں سے ایک گناہ صغیرہ مٹا دیتے ہیں اور ہر حرف کے بدلہ میں ایک درجہ جنت میں بلند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو وسیع فضل والے اور عظیم عطاء والے ہیں۔ باقی کبائر اور حقوق

العباد تو ایسی توبہ کے محتاج ہیں جو تمام وکمال اپنی شروط کے ساتھ پائی جائے۔

١٠٥٥ : وَعَنْ اُبَيّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ ، وَكَانَتْ لَهُ تُخْطِئُهُ صَلٰوةٌ فَقِيْلَ لَهُ : لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا لِتَرْكَبَهُ فِي الظَّلْمَآءِ وَفِي الرَّمْضَآءِ قَالَ : مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ مَنْزِلِيْ اِلٰى جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ يُكْتَبَ لِيْ مَمْشَايَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَجُوْعِيْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ :"قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٠٥٥: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا مجھے معلوم نہیں کہ کسی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو' جتنا اُس کا' مگر اس کی ایک نماز بھی نہیں رہتی تھی۔ اس کو کہا گیا کہ اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر سوار ہو کر اندھیرے اور سخت گرمی میں آ سکے (تو بہت مناسب ہے)۔ اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو' میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چلنا اور میرا اپنے گھر کی طرف لوٹنا لکھا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما دیا ہے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب فضل کثرۃ الخطاء الی المساجد۔

اللّغات: **لا تخطئه**: اس سے فوت نہیں ہوتیں۔ **الظلماء**: سخت اندھیرا۔ **الرمضاء**: سخت گرمی۔

فوائد: (۱) مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ کسی انسان کا مکان جتنا مسجد سے دور ہوگا اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جائے گا۔ (۲) عمل میں صحیح قصد و اخلاص عظیم اجر کا باعث ہے۔

١٠٥٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ :"بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوْا : نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ : " بَنِيْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ" فَقَالُوْا : مَا يَسُرُّنَا اَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ اَنَسٍ۔

١٠٥٦: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے گرد زمین کے کچھ ٹکڑے خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے چاہا کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔'' انہوں نے کہا: جی ہاں یارسول اللہ ﷺ' ہم اس کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اے بنوسلمہ! تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو' تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا' پھر ہمیں پسند نہیں کہ ہم منتقل ہوں۔ (مسلم)

بخاری نے اسی مفہوم کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد' باب فضل کثرۃ الخطاء الی المساجد والبخاری الی بمعناہ فی باب احتساب الاثار من کتاب الصلاۃ وفی فضل المدینۃ آخر المناسك۔

اللغات: خلت :فارغ ہو گئے۔ البقاع جمع۔ بقعة: زمین کا ٹکڑا۔ بنو سلمہ: انصار کا ایک خاندان۔ دیار کم: اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔ یہ فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منسوب ہے۔ آثار کم: تمہارا مسجد کی طرف کثرت سے آنا جانا۔

فوائد: (۱) جو دور سے مسجد کی طرف چل کر جائے اس کو زیادہ فضیلت ملتی ہے۔ (۲) مکان کا مسجد کے قریب ہونا بہتر نہیں جب کہ اس کی وجہ سے شہر کی کوئی جانب خالی ہو جاتی ہو یا کوئی شخص مسجد کی طرف چلنے کی تکلیف سے آرام پانے کا طالب ہو کیونکہ ثواب تو تکلیف کی مقدار سے ہے۔ (۳) زمین پر جو عمل کیا جائے وہ اس پر لکھا جاتا ہے اور ثبت ہو جاتا ہے۔

١٠٥٧ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ اِلَیْهَا مَمْشًی فَاَبْعَدُهُمْ - وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْهَا ثُمَّ یَنَامُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۵۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک نماز کے اجر میں وہ آدمی سب سے بڑھ کر ہے' جو نماز کے لئے دور سے چل کر آتا ہے' پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دُور سے چل کر آتا ہے اور وہ آدمی جو نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہے وہ اس سے اجر میں بہت بڑھ کر ہے جو نماز پڑھے' پھر سو جائے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی صلاة الجماعة' باب فضل صلاة الفجر جماعة ومسلم فی المساجد' باب فضل كثرة الخطاء الی المساجد۔

فوائد: (۱) جتنی مسجد سے دوری ہوگی اتنے قدم زیادہ ہوں گے اور مشقت بڑھ جائے گی اور یہی چیز اجر میں اضافے کا باعث بنے گی۔ نماز کو امام کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جماعت کے انتظار میں بیٹھنا اوّل وقت میں اکیلے نماز پڑھ کر سو جانے سے افضل ہے کیونکہ جماعت کی نماز بہت افضل ہے۔ (۲) جب تک کوئی انسان نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ اس کو نماز کا ثواب ملتا ہے۔

١٠٥٨ : وَعَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "بَشِّرُوا الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ' وَالتِّرْمِذِیُّ۔

۱۰۵۸: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن کامل روشنی کی خوشخبری دے دو۔'' (ابوداوٗد' ترمذی)

تخریج: رواه ابو داؤد فی الصلوة' باب ماء فی المشی الی الصلوة فی الظلم۔ و الترمذی فی الصلاة' باب ما جاء فی فضل العشاء و الفجر فی الجماعة۔

اللغات: بشرو: بھلائی کی خوشخبری سناؤ۔ المشائین: چلنے والے۔ فی الظلم: جمع ظلمہ: یہ عشاء اور فجر دونوں کو شامل ہے۔ بالنور التام: یعنی ایسی روشنی جو صراط کے تمام اطراف کو ان کے لئے روشن کر دے گی۔ روایت میں آتا ہے کہ لوگ قیامت کے دن اعمال کے لحاظ سے نور پانے والے ہوں گے۔

فوائد: (۱) نماز کی طرف چل کر جانا افضل عمل ہے خاص طور پر عشاء اور فجر کی نمازیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس پر مدامت کرنے والے ہیں قیامت کے دن کامل طور سے بدلہ عنایت فرمائیں گے جو پل صراط پر ان کے لئے روشنی کرے گا۔

١٠٥٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا ، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ : "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں مٹا دیں اور درجات بلند کر دیں گے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ؟۔ آپؐ نے فرمایا: ''مشقتوں کے باوجود وضو کرنا' مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا' پس یہی رباط ہے۔ پس یہی رباط ہے۔ (مسلم) اِسْبَاغُ وُضُو: دھونے والے اعضا کو مکمل دھونا' مسح پورا کرنا' وضو کے تمام آداب اور معاملات کا خیال کرنا۔ عَلٰی کا لفظ یہاں مع کے معنی میں ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب فضل اسباغ الوضو علی المکارہ و تقدم شرحہ فی' باب بیان طرق۔ ۱۳۱ و فی باب فضل الوضو رقم ۱۰۳۵/۷

اللغات: اسباغ الوضوء: دھونے میں تمام اعضاء وضو کا احاطہ کرنا۔ علی المکارہ: مشقتوں کے باوجود۔ الرباط: ملک کی حدود کی دشمن سے حفاظت کرنا اور آپ ﷺ کا فرمانا: ذلکم الرباط: یہ بطور تشبیہ ہے جس کو رباط قرار دیا گیا۔

فوائد: (۱) مساجد سے دور والے مکانات کی فضیلت ذکر کی گئی کیونکہ اس سے مسجد کی طرف آنے میں زیادہ قدم اٹھانے پڑتے ہیں (۲) جو آدمی تکلیف و مشقت کے باوجود وضو کرے جیسا کہ سردی میں وضو کرنا وغیرہ اس کی فضیلت ذکر فرمائی۔ (۳) نماز کا انتظار یہ رباط حقیقی ہے کیونکہ یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے اور یہ نفس جہاد جہاد اکبر ہے اور نماز افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

١٠٦٠ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ" قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : "اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" الْاٰيَةَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۶۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو' اس کے ایمان کی گواہی دو۔'' کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''بے شک مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر' باب من سورۃ توبہ

اللغات: یعتاد المسجد: مسجد سے بہت تعلق ہے اور جماعت کو لازم کرنے والا ہے۔ فاشھدوا: اس کے متعلق ایمان کی

گواہی دو۔

فوائد: (۱) مسلمان کی ظاہری حالت پر اس کے ایمان کی گواہی درست ہے۔ (۲) مساجد میں نماز پڑھنا بہت افضل عمل ہے اور اس کی طرف چل کر جانا اور ان سے محبت کرنا محبوب عمل ہے۔ (۳) مساجد کی تعمیر کرنا' انہیں روشن کرنا' ان میں عبادت کرنا' اللہ تعالیٰ کو یاد

۱۹۰ :بَابُ فَضْلِ اِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ

باب: انتظار نماز کی فضیلت

١٠٦١ : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا یَمْنَعُهٗ اَنْ یَّنْقَلِبَ اِلٰی اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو گھر والوں کی طرف لوٹنے سے روکتی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاۃ الجماعۃ' باب من جلس فی المسجد منتظر الصلوۃ و فضل المساجد و مسلم فی المساجد' باب فضل صلاۃ الجماعۃ و انتظار الصلاۃ۔

اللغات: تحبسه: اس کو گھر کی طرف آنے سے روکتی اور منع کرتی ہے۔ ینقلب: وہ لوٹتا ہے۔

فوائد: نماز کا انتظار افضل ہے اور انسان جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے بشرطیکہ اس کو اور کوئی دنیوی غرض بھی نہ ہو تو فضیلت و ثواب کے لحاظ سے وہ حکماً نماز میں ہی ہے۔

١٠٦٢ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِكُمْ مَّا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ مَا لَمْ یُحْدِثْ ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ " رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۰۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس وقت تک اس آدمی کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے اور جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو وہ یوں کہتے ہیں: ''اے اللہ اس کو بخش دے' اے اللہ اس پر رحم فرما''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاۃ الجماعۃ وفی المساجد' باب من جلسی فی المساجد ینتظر الصلاۃ

اللغات: تصلی الملائکة: فرشتے اس کے لئے دعائیں مانگتے' استغفار اور رحمت طلب کرتے ہیں۔ وصلاۃ: نماز کی جگہ۔ مالم یحدث: جب تک خروج ریح وغیرہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ بعض نے کہا کہ جب تک وہ ایسا کلام نہ کرے جس کا کرنا ممنوع ہے۔ مثلاً خرید و فروخت اور غیبت وغیرہ۔

فوائد: (۱) نماز کے قیام پر زیادہ دیر بیٹھنا پسندیدہ عمل ہے۔ اس سے بندہ فرشتوں کی دعا کا مستحق بن جاتا ہے۔

١٠٦٣ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَّرَ لَیْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰی

۱۰۶۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز آدھی رات تک

شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ: "صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُّنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

مؤخر کی پھر ہماری طرف نماز کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا: ''لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جس وقت سے نماز کا انتظار کر رہے ہو۔'' (بخاری)

تخریج:

اللغات: شطر الليل: آدھی رات۔ صلى الناس: لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ آپ کے ساتھ نماز کا انتظار کرنے کے بغیر۔ اقدوا: وہ سو گئے۔

فوائد: (۱) عشاء کی نماز کو نصف لیل تک مؤخر کرنے کی اجازت ہے' جماعت کا منتظر اکیلے جلدی نماز ادا کرنے والے سے افضل ہے۔ (۲) اول وقت میں جلدی نماز جماعت کے ساتھ اس کو آخری وقت میں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ تعجیل کے ساتھ اس کو آخری وقت میں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ آپ نے ہمیشہ تعجیل کو انجام دیا اور کبھی آپ سے تاخیر بھی واقع ہوئی اور یہ بات اس کے مخالف نہیں۔ ان کو انتظار نماز کا ثواب زیادہ ملا۔ پس نماز کا انتظار تو اس کے لئے عبادت اور ثواب کا باعث ہے۔

١٩١: بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

باب: با جماعت نماز کی فضیلت

١٠٦٤: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۶۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت سے نماز' الگ نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاري في صلاة الجماعة' باب فضل صلاة الجماعة و مسلم في المساجد' باب فضل صلاة الجماعة

اللغات: فضل: ثواب میں بڑھ کر ہے۔ الفذ: اکیلا

فوائد: (۱) جماعت کے ساتھ نماز کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ جماعت سے ادا کی جانے والی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ (۲) اس روایت میں پچیس درجہ والی روایت میں موافقت ان طریق سے کی گئی ہے (ا) بعض نے کہا قلیل کثیر کے منافی نہیں گویا پچیس ستائیس کے اندر داخل ہے (ب) بعض نے کہا پہلے آپ کو پچیس کی اطلاع دی گئی پھر زیادہ کی تعلیم دی گئی۔ (۳) بعض نے کہا یہ نمازیوں کی نماز کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہے۔ خشوع' ہیئت و آداب کی پابندی میں لوگوں کے احوال مختلف ہیں۔

١٠٦٥: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا

۱۰۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی جماعت سے نماز اس کے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جب آدمی نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف گیا۔ اس کو نماز کے

تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ ، فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ - وَلَا يَزَالُ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

سوا کسی چیز نے نہیں نکالا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کرتے اور ایک غلطی معاف فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہے اور جب تک بے وضو نہ ہو فرشتے کہتے رہتے ہیں: ''اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما' اے اللہ اس پر مہربانی فرما''۔ اور اس وقت تک وہ نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔'' (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاۃ الجماعۃ' باب فضل صلاۃ الفجر جماعۃ و مسلم فی المساجد' باب فضل صلاۃ الجماعۃ۔

فوائد: (۱) فضل صلاۃ الجماعۃ کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ البتہ علماء نے اس فضیلت کے حاصل ہونے میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ ہر جگہ کی جماعت میں ثواب ہے یا خاص مسجد کی جماعت کا۔ بعض نے پہلے قول کو اختیار کیا اور بعض نے دوسرے کو۔ (۲) وضو کو کامل طور پر کرنا افضل ہے۔ (۳) نیت خالص رضا باری تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔ اس میں نماز کا باعث کوئی دوسرا سبب نہ ہونا چاہئے۔

١٠٦٦ : وَعَنْهُ قَالَ : اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَّقُوْدُنِيْ اِلَى الْمَسْجِدِ ، فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهٖ ، فَرَخَّصَ لَهُ ، فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ : "هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ : "فَاَجِبْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لائے۔ اس نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ اس کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپؐ نے اس کو بلا کر فرمایا: ''کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا پھر اس کو قبول کر۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب یجب تیان المسجد علی من سمع النداء

اللُّغَاتُ: رجل اعمی: یہ ابن ام مکتوم ہیں اس کا نام عبداللہ تھا۔ بعض نے عمرو کہا۔ جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ یرخص: اس کو رخصت دی جائے اور اس سے درگزر کی جائے۔ ترخیص و رخصت: حکم کو مشکل سے آسانی کی طرف کسی عذر کی وجہ سے لے جانا۔ النداء: اذان: فاجب: قبول کر اس میں رخصت نہیں۔

فوائد: جماعت کے ساتھ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ اس آدمی کے لئے جو اذان سنے اور حصولِ جماعت کے لئے معمولی مشقت پیش آئے تو اس کو برداشت کرنا چاہئے۔

١٠٦٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ - وَقِيْلَ عَمْرِو بْنِ قَيْسِ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمِ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ؟ فَقَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيَّهَلًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ - بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

وَمَعْنٰى "حَيَّهَلًا" تَعَالَ۔

١٠٦٧: حضرت عبداللہ بعض نے کہا عمرو بن قیس' جو کہ ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں' سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا'' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا '' تو حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (یعنی آؤ نماز کی طرف) اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (یعنی آؤ فلاح کی طرف) سنتا ہے پس تو مسجد کی طرف آ۔'' (ابوداؤد) سند حسن کے ساتھ۔

حَيَّهَلًا: تو آ۔

تخريج: رواه ابوداؤد فى الصلاة' باب فى التشديد فى ترك الجماعة

اللّغَات: الهوام: جمع هامة' تکلیف دہ حشرات الارض مثلاً سانپ' بچھو وغیرہ۔ السباع: درندے' مثلاً بھیڑیا' یا کاٹنے والا کتا۔

فوائد: گزشتہ روایت کی طرح اس میں بھی نماز سے جماعت کی تاکید کی گئی ہے اور اس کے حاصل کرنے میں اگر کچھ مشقت ہو تو اسے برداشت کرنا چاہئے۔ (۲) اعذار یہ ہیں مثلاً سخت سردی' بارش' سخت اندھیرا' دشمن یا درندے کا خطرہ' مرض کا ڈر اور جس کی خدمت کرتا ہے اس کی بیماری کے اضافے کا خدشہ جبکہ دوسرا کوئی خدمت گزار بھی نہ ہو۔

١٠٦٨ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٠٦٨: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ لکڑیاں لانے والے کو حکم دوں جو اکٹھی کی جائیں۔ پھر نماز کا حکم دوں جس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو امامت کروائے اور میں ان آدمیوں کی طرف جاؤں (جو جماعت میں نہیں آتے) پس میں ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔'' (بخاری و مسلم)

تخريج: رواه البخارى فى صلاة الجماعة و فى الخصومات و مسلم فى المساجد' باب فضل صلاة الجماعة

اللّغَات: هممت: میں نے پکا ارادہ کیا اور قصد کیا۔ فيحطب: وہ لکڑیاں جمع کرے۔ اخالف: نماز میں مشغول افراد سے پیچھے رہ جاؤں اور جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کی طرف جاؤ۔

فوائد: یہ سختی ان کے متعلق اختیار فرمائی گئی جو بلا کسی عذر جماعت کے ساتھ نماز کو چھوڑنے والے ہیں۔ جمعہ کے علاوہ بقیہ نمازوں کی جماعت کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا غیر معذور' مقیم' آزاد مردوں پر فرض عین ہے اور انہوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا جس میں عبداللہ بن ام مکتوم کو رخصت نہ ملنا مذکور ہے۔ بعض نے کہا فرض کفایہ ہے۔ اس روایت کو ان منافقین کے متعلق قرار

دیا جو جماعت میں شامل نہ ہوتے تھے اور دوسری دلیل یہ بیان کی کہ یہ اسلام کے ان شعائر میں سے ہے جو بعض کے کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ سنت ہے۔ انہوں نے ان تمام احادیث کو ترغیب پر محمول کیا اور دلیل یہ دی کہ اگر یہ حکم فرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے ترک پر سزا دیتے جب کہ سزا نہیں دی گئی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (۲) کسی بھی سزا سے پہلے وعید اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا جائز ہے۔ (۳) جو آدمی کسی حق کے مطالبہ پر اپنے گھر میں چھپ جائے اور رکاوٹ پیدا کرے تو اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے۔ (۴) اہل جرائم اور معاصی کے مرتکب افراد کو بغیر ابتلاء کے اچانک پکڑنا جائز ہے۔

١٠٦٩ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ ، فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّیْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَيْتِهٖ ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ ، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِی الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ : "اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى ، وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلٰوةُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ.

۱۰۶۹: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل اللہ سے فرمانبرداری کی حالت میں ملے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی نگہبانی کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ بے شک اللہ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے اور بے شک وہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم اسی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو جس طرح پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دیا اور اگر تم اپنے پیغمبرؐ کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا' سوائے اس منافق کے جس کا نفاق مشہور ہو۔ تحقیق آدمی کو لایا جاتا جبکہ دو آدمی اس کو سہارا دیئے ہوئے ہوتے یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔" (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ان ہدایت کے طریقوں میں ایک اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدی

اللغات: شرع: طریقہ قرار دیا۔ سنن: طریقے۔ لضللتم: تم گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔ ضلال طریق سنت سے ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔ یھادیٰ: سخت کمزوری کی وجہ سے جس کو دو آدمی کندھوں کا سہارا دے کر لائیں اور وہ آنے جانے کی مشقت جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے برداشت کرے۔

فوائد: (۱) جماعت کی بلیغ انداز میں تاکید کی گئی ہے اور اس کی نگہبانی کے لئے آمادہ کیا گیا اور بتلا دیا کہ جہاں تک ممکن ہو حصول جماعت کے لئے مشقت برداشت کرے اور ترک جماعت کو عموماً منافقین کی خصلت شمار کیا اگر تمام لوگ ترکِ جماعت پر اتفاق کر لیں تو

اس کو گمراہی کا باعث قرار دیا اور سنت کے مقتضی سے دوری کا ذریعہ بتلایا۔

۱۰۷۰ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِیْ قَرْيَةٍ وَّلَا بَدْوٍ وَّلَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ - فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الْغَنَمِ الْقَاصِيَةَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۷۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کسی بستی میں یا جنگل میں تین آدمی اگر رہتے ہوں اور ان میں جماعت نہ قائم کی جاتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم کرو پس بے شک بھیڑ یا دور والی بکری (جو اپنے گلہ سے علیحدہ ہو کر بھٹکی جائے) کو کھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ' باب فی التشدید فی ترک الجماعت

اللغات: قریۃ: ہر وہ مقام جہاں عمارت متصل ہوں اور اسکو بطور رہائش استعمال کیا جائے۔ یہ لفظ شہر پر بولا جاتا ہے۔ بدو: جو کسی ایک جگہ کو وطن بنانے والے نہ ہو۔ **استحوذ علیھم الشیطان**: شیطان نے ان پر غلبہ کر لیا اور ان پر مسلط ہو گیا۔ **فعلیکم**: تم لازم پکڑو۔ **القاصیۃ**: اپنے ہم جنسوں سے دور ہو جانے والی۔ جماعت سے الگ ہونے والے کو ایسی بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو دوسری بکریوں سے جدا ہو جائے کیونکہ شیطان اس کو پھاڑ دیتا اور اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔

فوائد: (۱) جماعت سے نماز ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور بتلایا کہ ترکِ جماعت سے شیطانی وساوس کے غلبہ میں مدد ملتی ہے۔ اس بات سے اس حدیث کو مزید تقویت ملتی ہے جس سے جماعت کا فرض کفایہ ہونا ثابت کیا گیا اور جماعت کو اسلام کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ (۲) مسلمانوں کی ملاقات کے لئے افضل ترین چیز جماعت کی نماز ہے۔ اس سے ایک دوسرے کو تقویت ملتی ہے اور ترک جماعت کمزوری و انتشار اور اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے والا ہے۔

۱۹۲ : بَابُ الْحَثِّ عَلٰی حُضُوْرِ الْجَمَاعَةِ فِی الصُّبْحِ وَالْعِشَآءِ

باب: صبح و عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب

۱۰۷۱ : عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ صَلَّی الْعِشَآءَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ ، وَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّی اللَّيْلَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِیْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِیِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ فِیْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ ،

۱۰۷۱: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی' اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی''۔ (مسلم)

ترمذی کی روایت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی عشاء کی نماز میں حاضر ہوا' تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جس نے

وَمَنْ شَهِدَ الْعِشَآءَ وَالْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ كَانَ لَهٗ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ" قَالَ التِّرْمِذِيُّ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اس کے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔'' (ترمذی)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه مسلم فی كتاب المساجد' باب فضل صلوة العشاء و الصبح فی جماعة و الترمذی فی كتاب الصلوة' باب ما جاء فی فضل العشاء و الفجر فی جماعة

فوائد: (۱) جماعت کے ساتھ فجر وعشاء کی نماز ادا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اوران دونوں کا اجر ساری رات تہجد گزارنے کے برابر قرار دیا۔

١٠٧٢ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" متفقٌ عَلَيْهِ' وَقَدْ سَبَقَ بِطُوْلِهٖ۔

۱۰۷۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو عشاء اور صبح کی نماز کا علم ہو جاتا کہ اس میں کیا ثواب ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لئے اگر گھٹنوں کے بل آنا پڑتا تو بھی آتے۔'' (بخاری و مسلم) مفصل روایت ۱۰۳۳ میں گزری۔

تخریج: رواه البخاری فی صلاة الجماعة' باب فضل التهجد فی الظهر و مسلم فی الصلاة' باب تسوية الصفوف و اقامتها

اللغات: حبواً: ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا یا سرین کے بل لڑھکنا' گھسٹنا۔

فوائد: (۱) اس میں بھی صبح وعشاء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور صبح کا تذکرہ خاص طور پر اس لئے کیا کہ صبح کے وقت نیند پسند آتی ہے اور عشاء کے وقت میں اونگھ کا غلبہ ہوتا ہے۔

١٠٧٣ :وَعَنْ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''عشاء اور فجر سے بڑھ کر کوئی نماز منافقین پر بھاری نہیں' اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان میں ضرور حاضر ہوں خواہ گھٹنوں کے بل''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: راوه البخاری فی الاذان' باب فضل العشاء فی الجماعة و الشهادات و مسلم فی كتاب المساجد' باب فضل صلوة العشاء و الصبح فی جماعة

فوائد: (۱) گزشتہ فوائد پیش نظر ہوں۔ نیز یہ ہے' منافقین کے لئے سب سے زیادہ بوجھل ہے کیونکہ ان کی نماز تو محض ریاکاری ہے۔ اس میں ذرہ بھر اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں ہوتی۔ (۲) ان دونوں نمازوں کی کوتاہی یا سستی سے بچنا چاہئے تاکہ منافقین سے اس کی مشابہت نہ ہو۔

۱۹۳ :بَابُ الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَالنَّهْيِ الْاَكِيْدِ وَالْوَعِيْدِ الشَّدِيْدِ فِيْ تَرْكِهِنَّ

باب: فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم اور ان کے چھوڑنے میں سخت وعید وتاکید

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ [البقرة:۲۳۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ [التوبة:۵]

اللہ ذوالجلال والاکرام نے ارشادفرمایا: ''تم نمازوں کی حفاظت کرو' خاص طور پر درمیانی نماز میں۔'' (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: ''اگر وہ توبہ کرلیں اورنماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔'' (التوبہ)

حل الآیات: حافظوا: ہمیشگی کرو۔ الصلوۃ الوسطی: نمازعصر۔ رائج قول یہ ہے۔ تابوا: کفر سے توبہ کی۔ ضلوا سبیلھم: ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ اور تکلیف مت پہنچاؤ کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور نماز قائم کی اورزکوٰۃ ادا کی تو اس کا خون اور مال محفوظ ہوگیا مگر اس کے حق کی وجہ سے۔

۱۰۷۴ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ :"اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قُلْتُ :ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ :"بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ : "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سوال کیا۔ کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وقت پر نماز۔'' میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ اچھا سلوک'' میں نے کہا پھر کونسا؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: شرح باب بر الولدین رقم ۳۱۴ میں ملاحظہ ہوں۔

فوائد: (۱) مزید فائدہ یہ ہے کہ نماز کو اس کا وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا حرام ہے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ نے فرمایا: جس نے سستی سے نماز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہا۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو بطور حد قتل کردیا جائے۔

۱۰۷۵ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ :شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ، وَحَجِّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۷۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ ادا کرنا' (۴) بیت اللہ کا حج کرنا' (۴) رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان، باب دعاء کم ایمانکم والعلم و الشهادات وغیرها ومسلم فی الایمان، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم نبی الاسلام علی خمس۔

اللغات: بُنی: قائم ہے۔ بناء: جومحسوسات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کو معانی کے لئے استعمال کیا اور یہ مجاز ہے اور ان میں علاقہ تشبیہ کا پایا جاتا ہے۔ اسلام کو ایک مضبوط عمارت سے تشبیہ دی جس کے پانچ ستون ہوں جن پر وہ عمارت قائم ہو اور وہ ستون اس عمارت کو اٹھانے والے ہوں۔ **شهادة ان لا اله الا الله:** دل سے اس بات کا اعتراف اور زبان سے اقرار کے برحق معبود اللہ تعالیٰ ہے۔ **اقام الصلوة:** تمام ارکان وشروط سمیت اس کی ادائیگی۔ **ایتاء الزکاة:** مستحق کو زکوٰۃ دینا۔

فوائد: (۱) اس وقت کسی کا ایمان ثابت اور قابل قبول نہیں جب تک ان ارکانِ خمسہ کو نہ مانے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے گویا کفر کیا اور جس نے ان میں سے کسی ایک کو سستی سے چھوڑا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔

۱۰۷۶ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ، وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۰۷۶: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم ہے۔ یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ فرمالئے۔ مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: وشرح، باب اجزاء الاحکام علی الظاهر رقم ۳۹۱ میں ملاحظہ ہوں۔

اللغات: الناس: مشرکین ومجوس وغیرہ مراد ہیں۔ **الا بحق الاسلام** قصاص کی وجہ سے یا حد کو قائم کرنے کی صورت میں جبکہ حد والے فعل کا ارتکاب کرے۔ **وحسابهم علی الله:** ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا۔

فوائد: (۱) اسلام کے ارکان کو قائم کر کے خون واموال کو محفوظ کر دیا البتہ اگر وہ حد والی کسی چیز کا ارتکاب کرے تو اس پر قصاص یا رجم یا قطع ید کو قائم کیا جائے گا۔ (۲) باقی ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

۱۰۷۷ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ : "اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ فَادْعُهُمْ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی

۱۰۷۷: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: ''جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں پس ان کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دینا، اگر وہ اس کو تسلیم کرلیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان

افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ، فَإِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ ، فَإِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَآئِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اور اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کے عمدہ مال (بطور زکوۃ) لینے سے خود کو روکے رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔'' (بخاری و مسلم)

تخريج: رواه البخاری فی ابواب متفرقة فی الزكاة والمظالم و المغازی والتوحید و مسلم فی الایمان' باب الامر بقتال الناس حتی یقول لا اله الا الله محمد رسول الله

اللغات: اهل الكتاب: سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ افترض فرض کیا گیا۔ اتق تم بچو' احتیاط کرو۔ صدقه: یہاں زکوۃ مراد ہے۔ ایاك تم محتاط رہو۔ كرائم اموالهم: نفیس اور افضل مال۔ لیس بینها و بین الحجاب: اللہ اور اس کے درمیان پردہ نہیں۔ یہ درحقیقت جلدی قبولیت اور اثر کے جلد پہنچنے اور خطرناک ہونے سے کنایہ ہے۔ تشریح' باب تحریم الظلم ۵/۲۱۰ میں درج ہو چکی۔

۱۰۷۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۸: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔'' (مسلم)

تخريج: رواه مسلم فی الایمان' باب اطلاق اسم الكفر علی من ترك الصلوة

فوائد: اسلام وکفر اختیار کرنے کے درمیان ترک نماز واسطہ ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا گویا اس نے کفر کیا۔ اکثر علماء اس کو حلال سمجھ کر ترک کرنا مراد لیتے ہیں مگر بعض علماء کے نزدیک سستی سے چھوڑنے والے کو بطور حد کے قتل کیا جا سکتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کو مارا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگ جائے۔ بعض نے روایت کو ظاہر پر محمول کر کے نماز چھوڑنے والے کو مطلقاً کافر کہا ہے۔ نماز وہ ظاہری علامت تھی جو آدمی کے اسلام پر دلالت کرتی اور اس کا ترک کفر کی علامت تھی۔

۱۰۷۹ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ؟ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۰۷۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا: ''وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا پس اس نے کفر کیا۔'' (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الایمان' باب ما جاء فی ترك الصلاة

اللغات: **العهد اندی بیننا و بینهم:** علامہ بیضاوی نے فرمایا یہ **هم** کی ضمیر منافقین کی طرف لوٹتی ہے۔ یہاں ان کے باقی رہنے اور خون کے محفوظ رہنے کے سبب کو معاہدہ کے اس مقصد سے تشبیہ دی جس سے معاہدہ باقی رہتا ہے اور اس سے بچا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ احکام ظاہرہ ان پر جاری ہونے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی مکمل مشابہت تبھی ہوسکتی ہے جبکہ وہ نمازوں میں جماعت کو لازم پکڑیں۔ ظاہری احکام کی اطاعت کرتے رہیں اگر وہ اس کو چھوڑ دیں تو ان کا حکم دیگر کفار کی طرح ہے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ ضمیر **هم** کی عام ہے۔ اوران تمام سے متعلق ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی خواہ ایمان و یقین کے ساتھ یا منافقت کے ساتھ۔

فوائد: (۱) نماز سستی کی وجہ سے چھوڑ دینا کفر وارتداد ہے۔ یہ بعض علماء اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے ہے مگر اکثر نے کہا کہ اگر حلال سمجھ کر چھوڑا اور اس کے وجوب کا انکار کیا۔ تب کافر ہوگا۔ دوسروں نے کہا کہ اس کا چھوڑ دینا۔ نتیجتاً کفر تک پہنچانے والا کیونکہ گناہ کفر کا ڈاکیہ ہے اور بعض اس روایت کو ڈانٹ ڈپٹ پر محمول کرتے ہیں۔

۱۰۸۰ : وَعَنْ شَقِيْقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّابِعِيِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰى جَلَالَتِهٖ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلٰوةِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي كِتَابِ الْاِيْمَانِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۰۸۰: حضرت شقیق بن عبداللہ رحمۃ اللہ' جلیل القدر تابعی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی عمل کا ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے (ترک) نماز کے۔'' (ترمذی)

کتاب الایمان میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الایمان' باب ما جاء فی ترك الصلاة

فوائد: گزشتہ فائدہ پیش نظر ہو۔ نیز نماز کی شان ذکر کی گئی' اس کی ادائیگی کی طرف راغب کیا گیا' اس کو ہمیشہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کے چھوڑنے سے ڈرایا۔ اس لئے کہ کافر و مؤمن کے درمیان یہ امتیازی علامت ہے۔

۱۰۸۱ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ' فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ' فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ : اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ؟ ثُمَّ تَكُوْنُ سَائِرَ اَعْمَالِهٖ عَلٰى

۱۰۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلا عمل جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے' اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز کم ہوئی تو رب ذوالجلال والاکرام فرمائیں گے: ''دیکھو میرے بندے کے (کچھ) نوافل (بھی) ہیں پس فرضوں کی کمی کو نوافل سے بھر دیا جائے گا؟'' پھر اس کے سارے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (ترمذی)

هٰذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الصلاة' باب ما جاء عن اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة الصلوة

اللُّغَاتُ: **اول ما یحاسب علیه:** اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا۔ **و باقی الہکاوہ ارشاد اول ما یقضی فیه یوم القیامة** وہ حقوق العباد سے متعلق ہے۔ **صلحت:** نماز کو صحیح رکھنے والی تمام باتیں جمع ہوں اور نماز کو بگاڑنے والی چیزوں سے وہ خالی ہو۔ **افلح و انجع:** کامیاب اور فتح مند ہو۔ **فسدت:** ان چیزوں کے پائے جانے کی وجہ سے جو اس کو فاسد کرتی ہیں مثلاً رکن یا شرط کے نقص۔ **خاب و خسر:** ہلاک ہوا اور اس نے اپنا مقصود نہ پایا۔ **تطوع:** نفلی کام کیا۔ **ثم تکون سائر اعماله۔ علی هذا:** تمام اعمال اس طرح پر ہوں گے مثلاً روزہ' حج بھی نفلوں سے مکمل کئے جائیں گے۔

فوائد: (۱) فرائض کی ادائیگی اور عمدہ طریقے سے ادائیگی پر متوجہ کیا گیا۔ نماز کو صحیح رکھنے والی چیزوں کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس کو بگاڑنے والی چیزوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) کثرت سے نوافل ادا کرنے چاہئیں تا کہ وہ فرائض میں پائے جانے والے خلل کا ازالہ نہ بن سکیں۔ جن سے کم ہی کوئی فرض خالی رہتا ہے۔

۱۹۲ :بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَالْاَمْرِ بِاِتْمَامِ الصُّفُوْفِ الْاُوَّلِ وَتَسْوِيَتِهَا وَالتَّرَاصِ فِيْهَا :

باب: صف اوّل کی فضیلت' پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی برابری اور مل کر کھڑے ہونا

۱۰۸۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟" فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ : يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَّلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر (نماز سے) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے ہو جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟'' ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کس طرح صف بناتے ہیں؟ فرمایا: ''وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الصلاة' باب الامر بالسکون فی الصلاة

اللُّغَاتُ: **تصفون:** تم صف بناتے اور صفوں کو برابر کرتے ہو۔ **یستراصون:** ایک دوسرے کے قریب ہوتے اور درمیان میں جگہ نہیں چھوڑتے۔

فوائد: صفوں کا درست کرنا مستحب ہے۔ پہلے اول کو مکمل کرنا پھر اس کے بعد والی اسی طرح آخر تک۔ صفوں کے درمیان جگہ نہ چھوڑنی چاہئے جگہ چھوڑنا مکروہ ہے اس سے جماعت کا ثواب فوت ہو جاتا ہے۔

۱۰۸۳ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۰۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَہِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَہَمُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول کا کیا ثواب ہے' پھر وہ نہ پائیں مگر اسی صورت میں کہ وہ قرعہ اندازی کریں ضرور وہ قرعہ اندازی کریں۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: انظر شرح و ہ فی باب فضل الاذان رقم ۱۰۳٤

فوائد: صف اول کی فضیلت امام سے قریب ہونے کے باعث ہے اس لئے کہ نمازامام کے اقوال کو سنتا اور احوال کو دیکھتا ہے۔ پھر اس کے راستہ پر چلتا ہے تو دوسرے سے پہلے رحمت اس پر عام ہو جاتی ہے۔

۱۰۸٤ : وَعَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُہَا ، وَشَرُّہَا وَاٰخِرُہَا- وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُہَا' وَشَرُّہَا اَوَّلُہَا' رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

۱۰۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی صف میں سے سب سے بہتر صف پہلی اور سب سے بری صف آخری ہے۔ عورتوں کی صفوں میں سب سے آخری سب سے بہتر ہے اور سب سے بری پہلی ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف و اقامتہا

فوائد: (۱) مردوں کی صف اول پچھلی سے افضل ہے کیونکہ وہ امام کے قریب ہے اور عورتوں کی صفوں سے دور ہے۔ اس سے ان کے مقامات ستر پر اطلاع نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے فتنے میں مبتلا ہوگا اور آخر صف میں عموماً یہ فضائل نہ ہوں گے۔ (۲) عورتوں کی آخری صف پہلی سے افضل ہے کیونکہ وہ آخری صف مردوں سے دور ہوگی کیونکہ مردوں کا قرب بسا اوقات فتنے کا باعث ہوتا ہے۔ یہاں خیر و شر سے مراد کثرتِ ثواب اور قلتِ عذاب ہے۔ گناہ کا حاصل مراد نہیں۔

۱۰۸۵ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا' فَقَالَ لَہُمْ : "تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ ' وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَہُمُ اللّٰہُ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

۱۰۸۵: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صفوں میں پیچھے ہٹنا دیکھا' تو فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو اور جو بعد والے ہیں وہ تمہارے اقتداء کریں اور لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے ہٹا دے گا۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف باقامتہا

اللغات: یاخرۃ: نماز کی صفوف میں پیچھے ہٹنا مراد ہے۔ **فاتموا:** تم میری اقتداء کرو۔ **والیاتم بکم:** تا کہ تمہاری اقتداء کی جائے۔ **لایزال قوم یتاخرون:** فضائل کو حاصل کرنے سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ **حتی یوخر ھم اللہ:** یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے عظیم ثواب و فضل سے موخر کر دیتے ہیں۔

فوائد: (۱) اس میں تاکید کی گئی ہے کہ اعلیٰ معاملات و اخلاق کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ عظیم معاملات کو چھوڑنے اور خسیس اختیار کرنے پر زجر و ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ (۲) امام اور صف اول میں فاصلہ تین ہاتھ سے زیادہ نہ ہو چاہئے۔ اسی

طرح دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ بھی اتنا ہی ہوتا ہے کہ صف اول کے لوگ امام کا مشاہدہ کریں اور ان کی حرکات وسکنات ان کے قریب صفوف والے دیکھیں اور امام کی اتباع میں ان کو اپنائیں۔

۱۰۸۶ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ : "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۸۶: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھو کر فرماتے: ''برابر ہو جاؤ' آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے اور تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو عقل وسمجھ والے ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں اور پھر وہ جو اُن سے قریب ہیں۔''(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف و اقامتھا

اللغات: **یمسح مناکبنا:** اپنے مقدس ہاتھ کندھے سے برابر کرتے تاکہ کوئی صف سے باہر نہ نکلے۔ **لا تختلفوا:** کسی کا کندھا دوسرے کے کندھے سے آگے پیچھے نہ ہو۔ **فتختلف قلوبکم:** تمہارے دلوں کے ارادے اور ان کی خواہشات مختلف ہو جائیں گی۔ **لیلینی:** مجھ سے قریب ہوں۔ **اولوا الاحلام:** حوصلے اور پختگی والے۔ **والنھی:** عقل۔

فوائد: امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ نمازیوں کو صفوف درست کرنے کا حکم دے اور خود ان کی درستی کروالے۔ اگر خود وہ پورے طور پر درست نہ کر رہے ہوں۔ (۲) امام کے قریب صف اول میں زیادہ علم وعقل والے لوگ ہوں پھر عوام الناس پھر بچے پھر عورتیں۔

۱۰۸۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ :"فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ"۔

۱۰۸۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو درست کرو' بے شک صفوں کی درستگی نماز کی تکمیل میں سے ہے۔'' (بخاری ومسلم) بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاۃ الجماعۃ' باب تسویۃ الصفوف عندالاقامۃ و باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف و باب اقامۃ الصف من تمام الصلاۃ و مسلم فی الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف و اقامتھا۔

اللغات: **سوا صفوافکم:** تسویۂ صفوف یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک سمت میں برابر کھڑے ہوں۔ **من تمام الصلاۃ:** یعنی نماز کے آداب ومحاسن کو حاصل کرنے والی ہے۔

فوائد: (۱) صفوف کی درستی پر آمادہ کیا گیا ہے۔ صفوں کی درستگی نماز کی خوبی کی علامت ہے۔ کامل اتباع کو ظاہر کرنے والی' ظاہری لحاظ سے خوش منظر اور دلوں میں الفت کا باعث ہے۔

۱۰۸۸ : وَعَنْہُ قَالَ : اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ

۱۰۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ جماعت

عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ : "اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهٖ ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ : "وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ"۔

کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' (بخاری) بخاری کے الفاظ کے ساتھ مسلم نے اسی معنی کی روایت کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔''

تخريج: رواه البخاری فی صلاة الحماعت' باب ازكوا المنكب بالمنكب و القدم بالقدم و مسلم فی صلاة الحماعة' باب تسوية الصفوف ثم اقامتها۔

اللُّغَاتُ: **اقيموا اصفوفكم:** صفوں کو ایک ہی سمت میں درست رکھو۔ **تراصوا:** کندھوں کو آپس میں ملالو۔ یہاں تک کہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے۔ **فانی اراکم من وراء ظهری:** میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے وحی کے اطلاع کرنے سے جانتا ہوں یا حقیقۃً تمہیں بطور معجزہ پیچھے ہونے کے باوجود دیکھتا ہوں۔ **یلزق منکبه:** وہ اپنے کندھے کا کنارہ دوسرے سے ملاتا تھا۔

فوائد: (۱) امام کو نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر صفوف کی درستگی کرانا اور ان کے کندھے ملا کر کھڑا کرنا مستحب ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کے اکرام و اعزاز کے لئے لوگوں کی حالت پر آپ ؐ کو مطلع کر دیتے یا وہ معجزات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائے ان سے ان کی حالت کی اطلاع ہو جاتی۔

۱۰۸۹ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ – ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ "عِبَادَ اللّٰهِ ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔

۱۰۸۹: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔'' (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہؐ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپؐ اس کے ساتھ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ جب تکبیر کہی جانے والی تھی کہ ایک آدمی کو صف میں سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا: ''اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان بڑا اختلاف ڈال دیں گے۔''

تخريج: رواه البخاری فی صلاة الحماعة' باب تسوية الصفوف عند الاقامة: و مسلم فی الصلاة' باب تسوية الصفوف و اقامتها

اللغات: اولیخالفن الله بین وجوهکم: تمہارے چہروں میں اختلاف ڈال دے گا۔ صفوں کی درستگی اور نماز کی خوبصورتی میں سستی اختیار کرنے کی وجہ سے۔ القداح: جمع قدح اس تیر کو کہتے ہیں جس میں نوک نہ لگی ہو۔ یا درستی میں مبالغہ مقصود ہے۔ گویا کہ ان کو تیر سے سیدھا فرماتے کیونکہ تیر اس وقت پورا کام نہیں دیتا جب تک وہ بالکل سیدھا نہ ہو۔ عقلنا: ہم نے سمجھ لیا اور پورے طور پر عمل کرلیا۔ بادیا: ظاہر ہونے اور آگے نکلنے والا جو صف میں برابر کھڑا نہ تھا۔

فوائد: صفوف کی برابری پر آمادہ کیا گیا اور برابری نہ کرنے پر سخت ڈانٹ ڈپٹ کی گئی کیونکہ اس کے نتیجہ میں باہمی افتراق ومخالفت پیدا ہوتی ہے۔

۱۰۹۰: وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلٰى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُوْرَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَ يَقُوْلُ: "لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ" وَكَانَ يَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْاُوَلِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۹۰: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے (درمیان) ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھو کر ارشاد فرماتے: ''آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف (ٹیڑھے) ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''اللہ اور اس کے فرشتے بھی پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں''۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف

اللغات: یتخلل الصف: وہ صف کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف چل رہا تھا۔

فوائد: (۱) امام اور نمازیوں پر صفوف کی برابری واجب ہے۔ پہلی صف سب سے افضل ہے اس طرح پھر درجہ بدرجہ۔ (۲) صلاۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو تو اس سے مراد بندوں پر رحمت کا اتارنا اور ملائکہ کے لئے ہو تو استغفار اور دعا مراد ہے۔

۱۰۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِّلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَّصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۰۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کروں اور کندھوں میں برابری کرو اور صفوں کے خلاء کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے بارے میں نرم ہو جاؤ (ان سے تعاون کرو) اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو جس نے کسی صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے گا اور جس نے کسی صف کو قطع (توڑا) تو اللہ تعالیٰ اس کو کاٹیں گے۔'' ابوداؤد صحیح سند سے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف

اللغات: اقیموا الصفوف: درست کر صفوف کو۔ حاذوا بین المناکب: کندھوں کو ایک سمت میں برابر کرلو۔ الخلل: صفوں

میں فاصلہ و وسعت۔لینوا بایدیکم و اخوانکم :تم نرمی اختیار کرنے والے اور اطاعت کرنے والے بن جاؤ جب تم سے صف میں برابری کے لئے آگے پیچھے ہٹنے کا کہیں۔ لاتذروا: مت چھوڑو۔ فروجات جمع فرجة: خالی و فارغ جگہ۔ اگرچہ کسی نماز کے لئے گنجائش نہ ہو اور وہ اس طرح پر ہو سکتی ہو کہ جب نمازی ساتھ مل کر کھڑے ہوں۔

فوائد: (۱) صفوف کو برابر کرنا ضروری ہے۔ فاصلہ پر کرنے کے لئے ساتھ مل کر کھڑے ہونے اور صف کو مکمل کرنا اس سے پہلے کہ پچھلی صف شروع ہو جائے یہ بھی ضروری ہے۔ (۲) صف توڑنے کی سخت ممانعت کی گئی اور اس کی صورت یہ ہے کہ دوسری صف میں کھڑا ہو جائے اور پہلی صف ابھی ناقص ہو یا اس میں گنجائش موجود ہو۔ (۳) صفوں کی برابری میں سستی برتنا یہ شیطان کی تزیین اور وسوسہ اندازی سے ہوتا ہے۔

۱۰۹۲ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ ، وَقَارِبُوْا بَیْنَهَا ، وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ : فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَی الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

"الْحَذَفُ" بِحَآءٍ مُّهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُّعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَتَیْنِ ثُمَّ فَآءٌ وَّهِیَ : غَنَمٌ سُوْدٌ صِغَارٌ تَكُوْنُ بِالْیَمَنِ۔

۱۰۹۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی صفوں کو چونا گچ کرو اور قریب قریب کھڑے ہو کر گردنوں میں برابری کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صف کے خلا میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔" (ابوداؤد) شرط مسلم پر حدیث صحیح ہے۔

الْحَذَفُ: حائے مہملہ اور ذال معجمہ دونوں زبر کے ساتھ پھر فا۔ چھوٹی سیاہ بکری کو کہتے ہیں جو (عموماً) یمن میں پائی جاتی ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ' باب تسویۃ الصفوف

اللغات: حاذوا بالاعناق: کندھوں میں برابری کرو۔ خلل الصف بخ فاصلہ اور ایک نمازی کا دوسرے سے دور ہونا۔

فوائد: (۱) صفوں کا ایک دوسری صف سے ملانا ضروری ہے اور وہ اس طرح ہے کہ دو صفوں میں تین ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہو تو مکروہ ہے۔ بلا عذر جماعت کی فضیلت سے محرومی ہوتی ہے۔ (۲) آپ ﷺ نے خواہ حقیقۃ شیاطین کو اس کوشش میں دیکھا کہ وہ لوگوں کو صفوں کی درستگی میں سستی پر آمادہ کر رہے ہیں اور ان کو برابر کرنے میں لوگ اہتمام نہیں کر رہے یا آپ ﷺ نے علم وحی سے جانا۔ اس صورت میں یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ شیطان ہر اس بات سے راضی ہوتا ہے جو آداب نماز میں خلل ڈالنے والی ہو اور شیاطین لوگوں کو اس کا وسوسہ ڈالتے ہیں۔

۱۰۹۳ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ، ثُمَّ الَّذِیْ یَلِیْهِ ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْیَكُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ" رَوَاهُ

۱۰۹۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنی صف کو پورا کرو پھر وہ جو اس کے قریب ہو جو بھی کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہئے۔"

اَبُوْدَاوُدَ بِاَسْنَادٍ حَسَنٍ۔ (ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ' باب تسویۃ الصفوف

فوائد: سابقہ حدیث کے فوائد پیش نظر ہوں۔ اس روایت میں مزید یہ بتلایا گیا کہ جو شخص اگلی صف مکمل ہونے سے پہلے پچھلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ وہ سنت کو چھوڑنے والا اس میں کوتاہی کرنے والا ہو گا اور اس سے جماعت کی فضیلت فوت ہو جائے گی۔

۱۰۹٤ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِيْهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِيْ تَوْثِيْقِهٖ۔

۱۰۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں میں رحمت بھیجتے ہیں۔'' (ابوداؤد) سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر۔ ان میں سے ایک راوی ایسا ہے جس کے پختہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ' باب الصف بین السواری۔

اللغات: یصلون: صلاۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت اتارے اور فرشتوں کی طرف سے استغفار کرنے کو کہتے ہیں۔ **میامن الصفوف:** امام کے دائیں طرف۔ **رجل مختلف فی توثیقہ:** رجل سے مراد معاویہ بن ھشام ہیں۔

فوائد: (۱) افضل یہ ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑے ہوں علماء نے فرمایا کہ **انہ لیس اذ اوصل المحموم المسجد ووجد الناس متوسطین الامام ووجد فرجۃ علی یمینہ و اخری ان یسارہ ان یسد فرحۃ الیمین۔** جب نمازی مسجد میں پہنچ کر امام کے دائیں بائیں صف میں خلل و فاصلہ پائے تو وہ پہلے دائیں طرف کے خلل کو پر کرے یہ اس بات کے مخالف نہیں کہ اگر صف کو امام کے پیچھے سے شروع کیا جائے کیونکہ افضیلت دائیں طرف کی امام سے ہی شروع ہوتی ہے۔

۱۰۹٥ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ :يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ : "رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ – اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۹۵: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے' ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں طرف ہوں اور آپ ﷺ ہماری طرف اپنے چہرہ مبارک سے متوجہ ہوں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: ''اے میرے رب! تو اپنے عذاب سے مجھے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین' باب استحباب یمین الاحام

فوائد: مستحب یہ ہے کہ امام نماز کے بعد کھڑے ہونے سے قبل نمازیوں کی طرف متوجہ ہو اور نکلنے میں جلدی نہ کرے یا وہیں نماز کی طرف پشت کر کے بیٹھا رہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دعا میں آواز کو اتنا بلند کرلے جس سے قریب والا سن لے اور جب کہ اس کی غرض تعلیم دینا ہو۔

١٠٩٦ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَسِّطُوا الْاِمَامَ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۰۹۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام کو درمیان میں رکھواور خلا کو بند کرو۔'' (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ جماعت تسویۃ الصفوف

اللغات: وسط الامام: امام کی جگہ درمیان میں ہونا کہ اس کے دائیں بائیں نمازی کھڑے ہوسکیں۔ اگر چہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونا افضل ہے مگر یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ تمام نمازی دائیں طرف کھڑے ہو جائیں اور بائیں طرف کو اسی طرح چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ روایت میں آیا ہے کہ **من عمر میسرة المسجد کتب له کفلان من الاجر** جس نے مسجد کی دائیں جانب کو آباد کیا اس کے لئے اجر کے دو حصے لکھے جاتے ہیں اور یہ اس لئے کہ فرمایا تا کہ امام کی بائیں جانب بالکل متروک نہ ہو جائے۔

١٩٥ :بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الْفَرَآئِضِ وَبَیَانِ اَقَلِّهَا وَاَکْمَلِهَا وَمَا بَیْنَهُمَا!

باب: فرائض سمیت سنن راتبہ (مؤکدہ) کی فضیلت اوران میں سے تھوڑی اور کامل اور جو ان کے درمیان ہو اس کا بیان

١٠٩٧ : عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ حَبِیْبَةَ رَمْلَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ یُصَلِّیْ لِلّٰهِ تَعَالٰی فِیْ کُلِّ یَوْمٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً تَطَوُّعًا غَیْرَ الْفَرِیْضَةِ اِلَّا بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ، اَوْ اِلَّا بُنِیَ لَهٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۹۷: حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں یا جنت میں اس کے لئے ایک محل بن جاتا ہے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین' باب سنن الراتبة قبل الفرائض و بعد ھن و بیان عددھن

اللغات: تطوعاً: فرض سے زائد عمل کیا۔

فوائد: (۱) نفل کی بارہ رکعات سے ہمیشہ ادا کرنا چاہئیں یہ روایت اپنے لئے عام ہونے کے لئے لحاظ سے سنن راتبہ اور غیر راتبہ مثلاً چاشت کے نوافل وغیرہ سب کو مستحب ہے۔

١٠٩٨ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَهَا، وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ

۱۰۹۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ المبارک کے بعد

الْجُمُعَةِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد پڑھیں۔" (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب ما جاء فی القطوع مثنی مثنی و مسلم فی المسافرین، باب السنن سنن الراتبة قبل الفرائض و بعد ھن۔

فوائد: (۱) یہ نوافل ہیں جن کی تاکید کی جا رہی ہے کیونکہ نوافل راتبہ موکدہ دس رکعات ہیں۔ ظہر سے قبل دو اور دو اس کے بعد تو رکعت مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے اور جمعہ ظہر ہی کی طرح ہیں یہ جمہور فقہاء کے ہاں ہے۔ سنن رواتب۔ گھر میں ادا کرنا افضل ہے۔

۱۰۹۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ، وَبَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۰۹۹: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور تیسری مرتبہ یہ فرمایا: "اُس کے لئے جو چاہے۔" (بخاری ومسلم)

الْمُرَادُ بِالْاَذَانَيْنِ : الْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ۔

دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب بین کل اذانین صلاۃ لمن شاء و مسلم فی کتاب صلوۃ المسافرین، باب بین کل اذانین صلوۃ۔

فوائد: پانچوں نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھنا مستحب ہے یہ رکعتیں ان رواتب عشرہ سے کم مرتبہ ہاں جو سابقہ روایت میں گزریں۔

۱۹۶ : بَابُ تَاْكِيْدِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ

باب: فجر کی دو سنتوں کی تاکید

۱۱۰۰ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۱۰۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے نہیں چھوڑتے تھے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ، باب الرکعتین قبل الظھر

اللغات: قبل الغداۃ: صبح سے پہلے

۱۱۰۱ : وَعَنْهَا قَالَتْ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى

۱۱۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کسی چیز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے۔ جتنا فجر کی دو

رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رکعتوں کا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصلوۃ تعاھد رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب الصلوۃ، باب استحباب رکعتی الفجر۔

اللغات: اشد تعاھداً: اہتمام والتزام۔

۱۱۰۲ : وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ : "اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا"۔

۱۱۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعتیں، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہیں اور ان دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ مجھے تمام دنیا سے وہ دو رکعتیں زیادہ محبوب ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ، باب استحباب رکعتی الفجر

۱۱۰۳ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بِلَالِ ابْنِ رَبَاحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، اَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلٰوةِ الْغَدَاةِ ، فَشَغَلَتْ عَآئِشَةُ بِلَالًا بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰى اَصْبَحَ جِدًّا ، فَقَامَ بِلَالٌ فَاٰذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ وَتَابَعَ اَذَانَهُ ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلّٰى بِالنَّاسِ ، فَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَآئِشَةَ شَغَلَتْهُ بِاَمْرٍ سَاَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰى اَصْبَحَ جِدًّا ، وَاَنَّهُ اَبْطَاَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ ، فَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنِّيْ كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ" فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اَصْبَحْتَ جِدًّا؟ فَقَالَ : "لَوْ اَصْبَحْتُ اَكْثَرَ مِمَّا اَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا ، وَاَحْسَنْتُهُمَا ، وَاَجْمَلْتُهُمَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۱۰۳: حضرت ابوعبداللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تا کہ آپ ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلال رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے کام میں مشغول کیا جو ان سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ خوب صبح ہو گئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی، مگر رسول اللہ ﷺ نہ نکلے، جب آپؐ نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی ایسے کام میں مشغول کر دیا جو اس سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ زیادہ سفیدی ہو گئی اور آپؐ نے بھی نکلنے میں دیر کر دی۔ پس آپؐ نے فرمایا: ''میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ آپ نے تو زیادہ صبح کر دی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور بھی زیادہ اگر میں صبح کر دیتا جتنی میں نے کی تو میں ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھتا اور اچھے طریقے سے پڑھتا اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔'' (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ، باب رکعتی الفجر

اَللُّغَات: لیؤذنه: آپ کواطلاع کرے۔ حتی اصبح جدا: صبح خوب چڑھ گئی۔ تبع اذانه: آپ ان کے درمیان پر چل دیئے یعنی اذان دے کر پھر آپ ﷺ کونماز کی اطلاع بھی معاً بعد دے دی کیونکہ صبح زیادہ ہوچکی تھی۔ لو اصبحت اکثر: اگر میں اس سے بھی زیادہ کر دیتا اور یہ رکعتیں ادا نہ کی ہوتیں تو میں ادا کرتا۔

فوائد: (۱) اس سے فجر کی سنتوں کی انتہائی تاکید ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا عمل مبارک اس پر دلالت کرتا ہے۔ (۲) فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں متنبہ کیا اور ان کی ادائیگی کی تاکید اس قدر فرمائی کہ اخلاص سے ان کی ادائیگی کو دنیا و مافیہا سے بہتر قرار دیا۔ (۳) علامہ ابن عسلان رحمۃ اللہ نے فرمایا: جس نے نماز کو بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کیا مثلاً خرید وفروخت وغیرہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو اس قراءت اور تسبیح، دعا، اطمینان وخشوع میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے جب کہ وقت میں گنجائش ہو جسکے ساتھ وہ وقت پر ادا کرتا تھا۔ (۴) صبح کی سنن کی خوبی یہ ہے کہ ان کو سنت طریقے پر پورے اداب و اکرام سے ادا کرے جتنی وقت میں گنجائش ہو۔

۱۹۷: بَابُ تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا وَبَيَانِ وَقْتِهِمَا

باب: فجر کی سنتوں کی تخفیف اور ان کی قراءت اور وقت کا بیان

١١٠٤: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتّٰى اَقُوْلَ هَلْ قَرَاَ فِيْهِمَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا – وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ۔

۱۱۰۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت میں اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔'' (بخاری و مسلم) اور صحیحین کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ ﷺ اطلاع سنتے، تو ان دونوں (رکعتوں) کو اتنا مختصر کرتے کہ میں کہتی کیا ان دونوں میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا کہ نہیں؟ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ ﷺ اذان سنتے اور دونوں کو مختصر فرماتے۔ ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاة، باب ما یقراء فی رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب صلاة المسافرین، باب رکعتی الفجر۔

اَللُّغَات: رکعتین حفیفتین: ارکان میں جواز کی حد تک تخفیف کے ساتھ ادا کرے۔ بام القرآن: سورہ فاتحہ ام القرآن ہے اس کو ام القرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے مقاصد اجمالی طور پر مشتمل ہے۔

فوائد: (۱) فجر کی سنتوں کو مختصر قراءت اور تخفیف ارکان کے ساتھ اذان و اقامت کے درمیان جلدی ادا کرے تاکہ فرض نماز اور طویل قراءت کے لئے فارغ ہو جائے۔ (۲) آپ ﷺ جلدی سے ان کو ادا فرما کر پھر فرض پڑھاتے یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک ان کا بہت زیادہ اہتمام تھا۔

۱۱۰۵ : وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

۱۱۰۵: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خفیف رکعتیں ادا فرماتے۔'' (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہو جاتی تو کوئی نماز نہ پڑھتے' سوائے دو خفیف (ہلکی) رکعتوں کے۔''

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلوۃ و الاذان' باب الاذان بعد الفجر و مسلم في صلوۃ المسافرین' باب استحباب رکعتی الفجر۔

اللغات: بدء الصبح: صبح صادق سے طلوع ہوتی۔ افق پر پھیلنے والی سفیدی کو صبح صادق کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) سنت صبح کا وقت صبح صادق کا یقین ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔ (۲) طلوع صبح صادق کے بعد فجر کی دو سنتوں پر اکتفاء کرنا چاہیے۔ ان میں تخفیف اس لئے کی گئی تا کہ فرض کا وقت وسعت سے میسر ہو۔

۱۱۰۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ ، وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ ، وَكَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتیں پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت سے وتر بناتے اور دو رکعتیں صبح کی نماز (فجر) سے پہلے پڑھتے' گویا کہ تکبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الوتر' باب ساعات الوتر و التهجد و المساجد و مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل مثنٰی مثنٰی والوتر رکعةً فی آخر اللیل۔

اللغات: مثنٰی مثنٰی: دو دو رکعتیں۔ کان الاذان باذنیه: یہاں اذان سے مراد اقامت ہے مقصد یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی دو رکعتوں کی طرف جلدی کرتے اس آدمی کی طرح جو نماز کی اقامت سن رہا ہوتا کہ کہیں اول وقت فوت نہ ہو جائے۔

فوائد: (۱) رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھی جائیں حدیث میں وارد ہے کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت ہے اور دونوں میں سلام سے فاصلہ کرے۔ یہی قول شافعیہ' مالکیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ علیہم کا ہے مگر احناف کہتے ہیں کہ وتر کم سے کم تین رکعتیں ہیں۔ (۳) فجر کی دو رکعتوں کو جلد اور تخفیف سے ادا کرنا چاہیے۔

۱۱۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْاُوْلٰى مِنْهُمَا : "قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

۱۱۰۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھتے: ﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ (البقرہ)

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا" اَلْاٰيَةَ الَّتِیْ فِی الْبَقَرَةِ وَفِی الْاٰخِرَةِ مِنْهُمَا "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ" وَفِیْ رِوَايَةٍ :وَفِی الْاٰخِرَةِ الَّتِیْ فِیْ اٰلِ عِمْرَانَ" تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ" رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ۔

اور دوسری رکعت میں ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران) پڑھتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت ٦٤ ﴿ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی صلاة المسافرین' باب استحباب رکعتی سنة الفجر

اللغات: وہ آیت جو بقرہ میں ہے۔آیت ۱۳۶۔ یہ اس لئے وضاحت فرمائی کہ سورہ آل عمران کی آیت رقم ۸۴۔ **قل امنا بالله و ما انزل علینا** دونوں آیات کے آخر میں **امنا بالله و اشهد بانا مسلمون** ہے۔علامہ ابن عسلان نے فرمایا: ریاض الصالحین کے نسخوں میں عبارت اسی طرح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔مگر یہ مشکل ہے کیونکہ (**آمنا بالله**)سورہ بقرہ اور آل عمران ہر دو سورتوں کی آیات کے شروع میں ہے اور دونوں آیات **نحن له مسلمون** پر ختم ہوتی ہے جبکہ **واشهد بانا مسلمون** یہ دوسری آل عمران کی آیت کے آخری الفاظ ہیں۔جن کی ابتداء **فلما احس عیسی منهم الکفر** رقم ۵۲ سے ہوتی ہے اور **یاهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا** آیت ٦٤ آل عمران ہے۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں میں فاتحہ اور دو چھوٹی آیات بقرہ اور آل عمران پڑھتے تھے۔

۱۱۰۸ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَاَ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ :قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ' وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں : ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی صلاة المسافرین' باب استحباب رکعتی الفجر

۱۱۰۹ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَمَقْتُ النَّبِیَّ ﷺ شَهْرًا يَقْرَاُ فِی الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ :قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ' وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ توجہ سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھتے''۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الصلوة' باب ما جاء فی تخفیف رکعتی الفجر۔

اللغات: **رمقت النبی صلی الله علیه وسلم**: لمبی دیر نظر ڈالی۔

فوائد: سنت یہ ہے کہ ان تینوں روایات کو جمع کیا جائے اور نمازی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی آیت اور قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھے

اور دوسری رکعت میں آیات بقرہ اور آل عمران اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور یہ تخفیف کے منافی نہیں کیونکہ تخفیف ایک نسبتی چیز اور اس تخفیف کا مطلب طوالت صلاۃ کے مقابلہ میں ہے۔

١٩٧ :بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَآءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا

باب: فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ

١١١٠ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۱۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں ادا فرما لیتے تو اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے۔'' (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التهجد باللیل' باب الضجعة علی الشق الایمن

اللغات: اضطجع: لیٹ گئے۔ علی شقه: اپنے پہلو اور جانب پر۔

فوائد: سنت یہ ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں میں فاصلہ رکھا جائے اور یہ لیٹنا اسی لئے ہے کہ دائیں طرف کو خاص کرنے کی وجہ اس کی شرافت و کرامت ہے۔

١١١١ :وَعَنْهَا قَالَتْ :كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ' فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ هٰكَذَا حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهَا :"يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ" هٰكَذَا هُوَ فِيْ مُسْلِمٍ وَّمَعْنَاهُ :بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۱۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء سے فراغت کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں ادا فرماتے اور دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور ایک کو ساتھ ملا کر وتر بناتے۔ جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور فجر واضح ہو جاتی اور مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خفیف (مختصر) رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر دائیں پہلو پر مؤذن کے اقامت کی اطلاع تک لیٹ جاتے۔'' (مسلم)

"يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ": مسلم کے الفاظ میں معنی اس کا یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللغات: تبین له الفجر: صبح صادق ظاہر ہو جاتی یہ کہہ کر فجر کے لئے دی جانے پہلی اذان سے احتراز مقصود ہے۔

فوائد: نماز وتر کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔

۱۱۱۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیَضْطَجِعْ عَلٰی یَمِیْنِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَةٍ قَالَ التِّرْمِذِیُّ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۱۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھ لے وہ اپنی دائیں جانب پر لیٹ جائے۔'' (ابوداؤد)
اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ۔
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوة، باب الاضطجاع بعد رکعتی الفجر و الترمذی فی کتاب الصلوة، باب ما جاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر۔

فوائد: (۱) فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا۔ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ یہ گھر میں مستحب ہے مسجد میں نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کا اس کو مسجد میں کرنا منقول نہیں ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میں اس کو نہیں کرتا اگر کوئی کرے تو مناسب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جس طرح معلوم ہوتا ہے۔ لیٹنا مختار قول ہے اور اضطجاع کے ترک کرنے والی روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔

۱۹۹ : بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ!

باب: ظہر کی سنتیں

۱۱۱۳ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَهَا، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج اس حدیث کی شرح باب فضل السنن الراتبہ رقم ۱۰۹۹/۲ میں ملاحظہ ہوں۔

۱۱۱٤ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ لَا یَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۱۱۴: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت نہ چھوڑتے تھے''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التهجد، باب الرکعتین قبل الظهر۔

فوائد: (۱) آپ ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت پر مداومت فرمانے والے تھے۔ اس وجہ سے وہ سنت موکدہ ہوئیں۔ لیکن معروف کتب فقہ میں یہ ہے کہ موکدہ دو ہیں کیونکہ کا دو کا کبھی کبھی چھوڑ نا منقول ہے۔ شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ روایت کیا جو آپ کا فعل اپنے گھر میں دیکھا۔

۱۱۱٥ : وَعَنْهَا قَالَتْ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ

۱۱۱۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم

فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ- وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ، وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ - وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت ادا فرماتے، پھر نکل کر اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ۔ پھر داخل ہو کر دو رکعت ادا فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی تین رکعت پڑھاتے، پھر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر داخل ہو کر میرے گھر میں دو رکعت ادا فرماتے ۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین، باب جواز النافلہ قائماً و قاعدًا

١١١٦ : وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، و التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۱۶: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور اس کے بعد کی چار رکعتوں کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام فرما دیں گے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ، باب الاربع قبل الظھر و بعدھا والترمذی فی کتاب الصلاۃ

اللغات: حرمة الله علی النار: آگ میں ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیں گے۔ اسی طرح دوسری روایت میں لم تمسه النار: ہمیشہ آگ اس کو نہ چھوئے گی۔

فوائد: (۱) جو نمازوں پر پابندی کرنے والا ہے اس کی موت اسلام پر واقع ہوگی۔ اس میں یہ بشارت دی گئی کہ وہ کافر کی طرح ہمیشہ آگ میں نہ رہے گا۔ وہ اپنے گناہوں کی مقدار سے اس میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کو گناہوں کی مقدار کے برابر سزا ہوگی اور پھر جنت کی طرف لے جایا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی بخشش نہ ہوئی ہو۔

١١١٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّآئِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ :"اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۱۷: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور فرماتے: ''یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا اس میں کوئی نیک عمل اوپر چڑھے۔'' (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الصلوۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ عند الزوال

اَللُّغَاتُ: قبل الظهر: نمازفرض سے پہلے بعدان تزول الشمس زوال آفتاب کے وقت جس شخص پرظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ تفتح فيها ابواب السماء: زمین سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صالح اعمال کے چڑھنے سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) زوال کے بعد وقت کی فضیلت ظاہر کر کے اس میں نماز ادا کرنے کی طرف آمادہ کیا گیا۔

١١١٨ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۱۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھ سکتے تو ظہر کے بعد ان کو پڑھ لیتے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الصلوۃ۔

فوائد: (۱) ظہر کی نماز سے پہلے حضور ﷺ چار رکعات کا خوب اہتمام فرماتے تھے۔ علامہ ابن عسلان نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کلام میں اشارہ ہے کہ پہلے والی سنتوں کی طرف توجہ دی جائے اور فرض نماز سے پہلے ان کو ادا کیا جائے۔ اگر ان کو مؤخر کر دیا تو بقیہ وقت ادا اور قضا ہر دو کا تدارک کر دے گا۔

٢٠٠: بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی سنتیں

١١١٩ : عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۱۹: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور جو ان کے پیروکار مؤمن اور مسلمان ہیں ان پر سلام کے ساتھ فاصلہ (علیحدگی) فرماتے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الصلاۃ' باب ما جاء فی الاربع قبل العصر

اَللُّغَاتُ: باتسليم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ کلمہ نماز سے فارغ کر دیتا ہے۔ و من تبعهم: جس نے ملائکہ کی اتباع' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے میں کی۔

فوائد: (۱) سنت عصر میں افضل یہ ہے کہ ہر دو کلمات میں سلام سے فاصلہ کیا جائے۔ آپ ﷺ کے فصل کی اتباع کرتے ہوئے اور ایک سلام سے بھی ان کی ادائیگی درست ہے جس طرح کہ ظہر سے پہلے والی سنتیں اور بعد والی۔

١١٢٠ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاً صَلّٰى

۱۱۲۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے

قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، و التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔'' (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ' باب الصلوۃ قبل العصر والترمذی فی کتاب الصلاۃ' باب ما جاء الاربع قبل العصر

فوائد: عصر کی سنتوں کی طرف متوجہ کیا گیا یہ عصر سے پہلے ہیں اور غیر موکدہ ہیں اور دعا مغفرت اور انعام اس کے لئے ہے جوان پر دوام اختیار کرے۔

۱۱۲۱ : وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۲۱: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ' باب الصلاۃ قبل العصر

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ فرضوں سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔ علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ اس روایت اور سابقہ روایت میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ عدد کا مفہوم تو حجت نہیں یا دو رکعتوں کو لازم کرنے والے تھے۔ پھر دو کو اور بڑھا دیا یا اس کا عکس یا پھر پچھلی دو رکعت کو یا کسی اہم کام یا کسی اور وجہ سے چھوڑ دیا۔

۲۰۱ :بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

باب :مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں

تَقَدَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيْثُ عَآئِشَةَ ، وَهُمَا صَحِيْحَانِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔

ان ابواب میں حدیث ابن عمر اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہم گزری وہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مغرب کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔

۱۱۲۲ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : "لِمَنْ شَآءَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۲۲: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ''تم مغرب سے پہلے نماز (نفل) پڑھو اور پھر تیسری مرتبہ فرمایا جو آدمی چاہے(ان نفلوں کو ادا کرے)۔'' (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التهجد' باب صلاۃ العصر قبل المغرب

اللغات: قبل المغرب: نماز مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت جیسا کہ صحیح روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے نماز کے مطالبے کو تین بار اس کی اہمیت بتلانے کے لئے دہرایا۔

فوائد: مغرب سے قبل دو رکعت نماز مستحب ہے اور اس کی دلیل اس روایت میں ہے صلوا کا لفظ ہے اور یہ بات مشہور و معروف ہے کہ مشیت کے ساتھ امر کو متعلق کرنا وجوب سے اس کا معنی ہٹانے کے لئے ہے۔

۱۱۲۳ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :لَقَدْ رَاَيْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۲۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف جلدی (دو سنتوں کو ادا کرنے کے لئے) کرتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ الی الاسطوانة وفی باب الاذان

اللغات: يبتدرون :ایک دوسرے سے مقابلہ میں بڑھنے والے۔ السواری جمع ساریه :یعنی ستون۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ستون میں مسجد نبوی کے ستون کھجور کے تنے تھے اور یہ ستون حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک رہے۔

فوائد: (۱) اصحاب رسول اللہ ﷺ دو خفیف رکعتیں مغرب سے پہلے پڑھتے تھے اور ان کا استحباب اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔
بین کل اذانین صلوۃ: اذان و اقامت کے درمیان نفل نماز ہے۔

۱۱۲۴ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقِيْلَ :اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهَا؟ قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا؟ کیا رسول اللہ نے بھی ان کو ادا فرمایا؟ فرمایا حضور ﷺ ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپ نے نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ ہی ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتین قبل المغرب

فوائد: مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہوئے صحابہؓ کو دیکھ کر آپؐ کی خاموشی اس بات کی علامت ہے کہ یہ مستحب ہیں۔

۱۱۲۵ : وَعَنْهُ قَالَ : كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ میں تھے۔ جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جلدی کرتے اور دو رکعتیں پڑھتے یہاں تک کہ ناواقف آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے لوگ یہ دو رکعتیں (قبل از نماز) پڑھ رہے ہوتے۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین استحباب رکعتین قبل المغرب

فوائد: (۱) بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے تھے اس کے باوجود مغرب کے بعد والی دو رکعت

سنت مؤکدہ ہیں اور پہلے والی غیر مؤکدہ ہیں۔

۲۰۲ :بَابُ سُنَّةِ الْعِشَآءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا!

باب: عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں

فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ ، وَحَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ، بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ۔

اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں عشاء کے بعد ادا کیں' حدیث عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ والی ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔'' (بخاری ومسلم) جیسا پہلے گزرا تھا۔

تخریج: دونوں احادیث باب ۱۹۵ رقم ۱۰۹۸/۲ و ۱۰۹۹/۳ میں گزر چکیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۰۳ :بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی سنتیں

۱۱۲٦ : فِيْهِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۶: اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں جمعہ کے بعد ادا فرمائیں۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: اس کی شرح و رقم ۱۰۹۸/۲ میں ملاحظہ ہو۔

۱۱۲۷ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعہ' باب الصلاۃ بعد الجمعۃ

فوائد: جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت کا حکم ہے مگر یہ حکم وجوب کے لئے نہیں کیونکہ صریح احادیث پانچوں فرضی نمازوں کے علاوہ زائد نمازوں کے واجب نہ ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

۱۱۲۸ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ فِیْ بَيْتِهٖ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۲۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ واپس لوٹتے۔ پھر دو رکعت اپنے گھر میں ادا فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعۃ' باب الصلاۃ بعد الجمعہ

فوائد: نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو یا چار رکعتیں ادا فرماتے اور یہی سنت ہے۔

۲۰۴ :بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سَوَآءٌ الرَّاتِبَةُ وَغَيْرُهَا وَالْاَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَّوْضِعِ الْفَرِيْضَةِ اَوِ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ!

باب: سنن راتبہ اور غیر راتبہ کی گھر میں ادائیگی کا استحباب اور نوافل کے لئے فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ کرنا

۱۱۲۹ :عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"صَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ، فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۲۹: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھو' بے شک افضل ترین نماز آدمی کی نمازوں میں سے وہ ہے جو اپنے گھر میں ادا کی جائے' سوائے فرض نماز کے۔'' (بخاری' مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاذان' باب صلاة اللیل و مسلم فی کتاب المسافرین' باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیته۔

اللغات: صلوا ایها الناس :یہ خطاب تمام عورتوں اور مردوں کو ہے۔ المکتوبة :فرض نماز کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

فوائد: نفلی نماز گھر میں بہتر ہے کیونکہ اس میں ریاکاری کا خطرہ نہیں تاکہ گھر میں برکت نازل ہو اور گھر والوں پر اترے۔

۱۱۳۰ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نفلی) اپنے گھروں میں مقرر کرو اور ان کو قبریں مت بناؤ۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلوة' باب کراهیة الصلاة فی المقابر وغیره و مسلم فی کتاب المسافرین' باب استحباب صلوة الفاضلة فی بیته۔

اللغات: من صلاتکم :تمہاری کچھ نماز' اس سے مراد نفلی ہے۔ لاتتخذوها قبورا :ان کو قبور کی طرح عمل وعبادات سے خالی مت رکھو۔

فوائد: گھروں کو نفلی نماز سے آباد کرنے اور قبور کے مشابہہ ہونے سے بچانے کا حکم کیونکہ قبور خیر اور عمل صالح سے خالی ہوتی ہیں۔

۱۱۳۱ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ

۱۱۳۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کر لے تو وہ اپنے گھر کے لئے اپنی نماز (نفلی) کا کچھ حصہ رکھ لے' بے شک

صَلٰوتِهٖ" فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَيْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں نماز سے خیر و برکت عنایت فرمانے والے ہیں۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرین' باب استحباب صلاۃ الفاضله فی بیته۔

اللّغات: **اذا قضی احدکم صلاته:** یعنی فرض نماز ادا کرے۔ **نصیباً من صلاته:** تو نفل نماز کا کچھ حصہ۔

فوائد: نفلی نماز کے ساتھ گھروں کو ہمیشہ آباد کرنا یہ بھلائی اور برکت سے ان کو بھرنے والا ہے۔

۱۱۳۲ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَآءٍ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهٗ اِلَى السَّائِبِ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ : نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ ' فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ : لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ : اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَتَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ ' فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ اَنْ لَّا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۳۲: حضرت عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ نافع ابن جبیر نے مجھے سائب بن اخت نمر کے پاس کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بھیجا جو ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا: "ہاں۔ میں نے ان کے ساتھ مقصورہ (حجرہ) میں جمعہ کی نماز ادا کی' جب امام نے سلام پھیرا' میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف پیغام بھیج کر فرمایا' جو تم نے کیا دوبارہ نہ کرنا۔ جب تم جمعہ پڑھ لو' اس کے ساتھ اور کوئی نماز مت ملاؤ یہاں تک کہ تم کلام کر لو یا اس جگہ سے ہٹ جاؤ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ ہم کسی نماز کو نہ ملائیں۔ جب تک کہ ہم کلام نہ کر لیں یا وہاں سے نکل نہ جائیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة' باب الصلوۃ بعد الجمعة۔

اللّغات: **نافع بن جبیر:** یہ ابن مطعم ہیں۔ انتہائی شریف اور قوم میں فتویٰ دینے والے تھے۔ ۹۹ھ میں وفات پائی ان سے صحاح ستہ کے رواۃ سے روایت لی ہے۔ **سائب بن یزید بن اخت نمر:** یہ کندی صحابی ہیں۔ دو ہجری ان کی پیدائش ہے۔ ان کو ساتھ لے کر ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے واسطہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ **المقصورة:** وہ حجرہ جو گھر یا مسجد میں مخصوص بنایا جائے۔ **لا تعدو:** دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ نفل نماز کو فرض سے ملا کر بلا فاصلہ پڑھو۔ یہ ممانعت استحباب کے لئے ہے۔

فوائد: (۱) سنت یہ ہے کہ فرض نماز اور نفل کے درمیان کلام سے فاصلہ کر دیا جائے یا مسجد سے گھر کی طرف چلا جائے یا جہاں فرض ادا کیا وہ جگہ تبدیل کر دے۔

۲۰۵: بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلَاةِ الْوِتْرِ وَبَيَانِ اَنَّهٗ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهٖ!

باب: نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان کہ وہ سنّتِ مؤکدہ ہے اور وقت کا بیان

۱۱۳۳ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَلْوِتْرُ

۱۱۳۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر قطعی نہیں' جس

لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ ، وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ ، فَاَوْتِرُوْا يٰاَهْلَ الْقُرْاٰنِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

طرح کہ فرض نماز' لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکرر فرمایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے' پس اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔'' (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ' باب الوتر والترمذی فی ابواب الصلاۃ' باب ما جاء ان الوتر لیس بحتم

اللغات: لیس بحتم: فرض نہیں بلکہ وہ سنت مؤکدہ ہے۔ ان اللہ وتر: اللہ تعالیٰ ذات وصفات اور افعال کے لحاظ سے یکتا ہے۔ یحب الوتر: وہ مفرد کو پسند کرتا ہے جفت کو نہیں۔ اس لئے طواف کے چکر سات' سعی کے سات اور رمی جمار سات کنکریاں۔ نماز میں تسبیحات کی تعداد طاق اور نماز وتر بھی طاق ہے۔ فاوتروا یا ھل القرآن: اہل قرآن سے مراد قراء وحفاظ ہیں اور ان کو خاص کرنا نماز وتر کے عدم وجوب کی دلیل ہے۔ (مگر الوتر حق: وتر کے وجوب کو ظاہر کرتی ہے)۔

فوائد: نماز وتر سنت مؤکدہ ہے اور اس کی ادائیگی نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میسر ہوتی ہے۔

١١٣٤ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَمِنْ اَوْسَطِهٖ وَمِنْ اٰخِرِهٖ۔ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں وتر کی نماز پڑھی' شروع رات' درمیانی رات اور آخری رات (رات کا پچھلا حصہ) اور آپ کی وتر نماز سحر تک پہنچی۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی باب ما جاء فی الوتر' باب ساعات الوتر و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین'.باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

فوائد: نماز وتر کا وقت عشاء کے فرائض اور طلوع صبح صادق کے درمیان ہے۔

١١٣٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :اِجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کو تم اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الوتر' باب لیجعل آخر صلاته وتراً و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل مثنٰی مثنٰی والوتر رکعة۔

فوائد: سنت یہ ہے کہ سب سے قلیل مقدار کو وتر بنایا جائے اور وہ ایک رکعت ہے اور سب سے کامل مقدار وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں جو کہ رات کی اس نفل نماز کے بعد ادا کیا جائے گا جو اس کا معمول ہے یا تراویح' تہجد یا مطلق نفل کے بعد۔ (۲) وتر کو آخری نماز بنانے میں حکمت یہ ہے کہ وتر ان تمام رات والی نمازوں سے افضل ہے۔ اس لئے اس کو آخر میں رکھا گیا تا کہ اس عمل کا اختتام افضل ہو۔ (۳) ان کے متعلق دن کے شروع رات میں پڑھنے کی روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔

١١٣٦ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ :"اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

١١٣٦: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔''(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب صلاۃ اللیل مثنی مثنی

اللُّغَاتُ: اوتروا: تم وتر کی نماز پڑھو۔ قبل ان تصبحوا: صبح کی اذان سے پہلے۔

١١٣٧ : وَعَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُصَلِّیْ صَلٰوتَہٗ بِاللَّیْلِ وَھِیَ مُعْتَرِضَۃٌ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاِذَا بَقِیَ الْوِتْرُ اَیْقَظَھَا فَاَوْتَرَتْ' رَوَاہُ مُسْلِمٌ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ فَاِذَا بَقِیَ الْوِتْرُ قَالَ :قُوْمِیْ فَاَوْتِرِیْ یَا عَآئِشَۃُ۔

١١٣٧: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز پڑھتے میں آپ کے سامنے لیٹی ہوتی' جب وتر باقی رہ جاتے تو مجھے جگا دیتے' پس میں وتر پڑھ لیتی۔'' مسلم ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ جب وتر باقی رہ جاتے تو آپ فرماتے: اے عائشہ! اُٹھ اور وتر پڑھ۔''

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرین' باب صلاۃ اللیل و رواہ البخاری فی الوتر' باب ما جاء فی الوتر

اللُّغَاتُ: یصلی صلاتہ باللیل: نیند کے بعد کبھی نماز وتر' کبھی تہجد ہوتی ہے اور نیند سے پہلے صرف وتر ہوتی ہے۔ نیند کے بعد وتر کے علاوہ صرف تہجد ہوتی ہے۔ معترضۃ بین یدیہ: لیٹی رہتی آپ کے اور قبلہ کے درمیان۔

فوائد: (١) بہتر یہ ہے کہ دوسرے کو بھی رات نفلی نماز ادا کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔ (٢) اگر کوئی شخص لیٹا ہو تو اس کے پیچھے والی جانب نماز پڑھنا درست ہے۔

١١٣٨ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

١١٣٨: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح سے پہلے وتر میں جلدی کرنا۔'' (ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ' باب وقت الوتر و الترمذی فی ابواب الصلاۃ' باب ما جاء فی مبادرۃ الصبح بالوتر

اللُّغَاتُ: بادروا الصبح بالوتر: فجر کے طلوع سے قبل وتر پڑھو۔

فوائد: صبح صادق سے طلوع سے پہلے تک وتر کی تاخیر مناسب ہے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو رات کے پچھلے حصے میں جاگنے میں اپنے اوپر یقین رکھتا ہو اور جس کو جاگنے کا یقین نہ ہو اس کو پہلے ادا کرنا چاہئے۔

١١٣٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "مَنْ خَافَ اَنْ لَّا

١١٣٩: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ نہ سکے گا'

يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ ' وَذٰلِكَ اَفْضَلُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اسے رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لینا چاہئے اور جس کو طمع ہو کہ رات کے پچھلے حصے میں جاگے' پس اس کو رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنے چاہئے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ زیادہ افضل ہے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین' باب من خاف ان لا یقوم

اللغات: من خاف :جس کوگمان وخیال ہوکہ وہ جاگ نہ سکے گا۔ **من طمع ان القیوم** :جس کو جاگنے کا یقین ہےاور پختہ عادت ہے یاجگانے والاموجود ہے۔ **مشھودۃ**:اس میں باری والےفرشتے حاضر ہوتے ہیں وہ فرشتے خیروبرکات لےکراترتے ہیں۔

فوائد:(۱) جوصبح صادق سے پہلے جاگنے کی امید رکھتا ہے۔اس کووتر کی نماز مؤخرکرنا افضل ہے کیونکہ اس میں سکون اورربانی رحمتوں کے جھونکے ہوتے ہیں۔(۲) علماء شافعیہ رحمتہ اللہ نے فرمایااگر رمضان میں وتر کی جماعت اورتاخیروتر میں تعارض آ جائے تو رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

۲۰۶ :بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحٰی وَبَيَانِ اَقَلِّهَا وَاَكْثَرِهَا وَاَوْسَطِهَا وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا!

باب: نماز چاشت کی فضیلت اوراس میں قلیل وکثیر اور اوسط کی وضاحت اوراس کی محافظت پرترغیب

۱۱۴۰ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَوْصَانِىْ خَلِيْلِىْ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ ' وَرَكْعَتَىِ الضُّحٰى' وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْاِيْتَارُ قَبْلَ النَّوْمِ اِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَّا يَثِقُ بِالْاِسْتِيْقَاظِ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنْ وَثِقَ فَاٰخِرُ اللَّيْلِ اَفْضَلُ۔

۱۱۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے' چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔'' (بخاری ومسلم)

اور سونے سے پہلے اس کے لئے مستحب ہے جس کو رات کے پچھلے حصے میں جاگنے کے بارے میں اعتماد نہ ہو' اگر اعتماد ہوتو رات کے پچھلے حصے میں زیادہ افضل ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی التھجد' باب صلوۃ الضحی والصوم و مسلم فی المسافرین' باب استحباب الضحی

اللغات: **لصیام ثلاثہ ایام من کل شھر**: تاکہ صیام دہر کی طرح ہو جائے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ یہ **ایامِ ثلاثہ' ایامِ بیض ' ایامِ سود** یاوہ ایام ہیں جن کا روزہ رکھنا پسندیدہ ہے۔ان تین کی تفسیر ۱۳'۱۴'۱۵ سے کی گئی ہے۔

فوائد: (۱) ہرمہینہ میں تین دن کے روزہ افضل ہیں۔نماز چاشت کی رکعات بھی بڑی فضیلت والی ہیں۔نماز وتر کو بڑے شوق و اہتمام سے ادا کرنا چاہئے۔(۲) نیک کاموں کی ایک دوسرے کونصیحت کرتے رہنا چاہئے۔

١١٤١ : وَعَنْ اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ: "یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَةٌ: فَکُلُّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةٌ ، وَکُلُّ تَکْبِیْرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَدَقَةٌ ، وَتُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۱: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں ہر آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے' پس ہر تسبیح صدقہ ہے' ہر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ صدقہ ہے' ہر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صدقہ ہے' ہر بھلی بات کا حکم دینا صدقہ ہے' ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں جس کو آدمی ادا کرے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین' باب استحباب الضحی

اللغات: سلامی: جوڑ۔ صدقة: اس پر حق بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکریہ ادا کرے کہ اس نے سلامتی دی۔
تسبیحة: یہ تسبیح سے ایک بار کو بیان کرنے کے لئے ہے۔
تحمیدة: اللہ تعالیٰ کی حمد کسی بھی عبادت سے کرنا۔ تهلیلة لا اله الا الله تکبیرة اللہ کبر کہنا۔ بجوی: کافی ہے۔

فوائد: (۱) چاشت کی نماز اور اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ اس کی کم سے کم مقدار دو رکعت ہے۔ (۲) صدقہ کا مفہوم وسیع ہے نیکی کی تمام اقسام پر مشتمل ہے۔

١١٤٢ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی الضُّحٰی اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں ادا فرماتے اور جتنا چاہتے اضافہ فرماتے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب استحباب صلاۃ الضحی

فوائد: (۱) چاشت کی زیادہ تعداد کی کوئی حد نہیں لیکن احادیث کی بحث و تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے آٹھ رکعات سے زیادہ ادا نہیں فرمائیں اور بارہ سے زیادہ کی رغبت نہیں کی۔

١١٤٣ : وَعَنْ اُمِّ هَانِیءٍ فَاخِتَةَ بِنْتِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : ذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ صَلّٰی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًی"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا مُخْتَصَرُ

۱۱۴۳: حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں فتح والے سال حاضر ہوئی۔ اس وقت آپؐ غسل فرما رہے تھے' جب آپؐ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی اور یہی چاشت کی نماز ہے۔'' (بخاری و مسلم) مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے

لَفْظِ اِحْدٰی رِوَايَاتِ مُسْلِمٍ۔ مختصر لفظ یہ ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاة و التهجد' باب صلاة الضحی فی السفر وغیر هما و مسلم فی صلاة المسافرین' باب استحباب صلاة الضحی

اللغات: عام الفتح: فتح مکہ (۸ھ) مراد ہے۔ ثمانیة رکعات: ابن خزیمہ نے اضافہ کیا کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

فوائد: چاشت کی نماز زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہیں اور یہی افضل ہے کیونکہ آپ ؐ کا فعل اس کی تائید کرتا ہے۔

۲۰۷ :بَابُ تَجُوْزُ صَلٰوةُ الضُّحٰی مِنَ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ اِلٰی زَوَالِهَا وَالْاَفْضَلُ اَنْ تُصَلّٰی عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحٰی

باب: چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے اور خوب دوپہر ہونے کے وقت ہے

۱۱۴۴ :عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ :اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ!اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"تَرْمَضُ" بِفَتْحِ التَّآءِ وَالْمِيْمِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ يَعْنِيْ شِدَّةَ الْحَرِّ۔ "وَالْفِصَالُ" جَمْعُ فَصِيْلٍ وَهُوَ الصَّغِيْرُ مِنَ الْاِبِلِ۔

۱۱۴۴: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ''ان لوگوں کو معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔'' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔'' (مسلم)

تَرْمَضُ: میم پر زبر ہے' سخت گرمی کو کہتے ہیں۔
الْفِصَالُ: فصیل کی جمع ہے' اونٹ کا بچہ

تخریج: رواه مسلم فی صلاة المسافرین' باب صلاة الاوابین حین ترمض الفصال

اللغات: یصلون من الضحی: چاشت کے پہلے وقت میں نماز ادا کرتے۔ الاوابین: یہ اوبہ سے ہے جس کا معنی رجوع کرنا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور استغفار سے رجوع کرنے والے مراد ہیں۔ یعنی شدة الحر: جب گرمی ہو جاتی ہے۔ مصباح میں ہے کہ وجدت الفصال المضاء فاحترقت اخفافھا یعنی میں نے اونٹ کے بچوں کو پایا کہ گرمی ان کے پاؤں کو جلاتی ہے۔ یہی نماز چاشت کا وقت ہے۔

فوائد: (۱) چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نماز سورج کے بلند ہونے اور گرمی کی حدت تیز ہو جانے کے وقت پڑھی جائے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ نماز کے لئے حرام وقت سے دوری ہو جائے۔

۲۰۸ :بَابُ الْحَثِّ عَلٰی صَلَاةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوْسِ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَآءٌ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ اَوْ صَلٰوةِ فَرِيْضَةٍ اَوْ سُنَّةٍ رَاتِبَةٍ اَوْ غَيْرِهَا!

باب: تحیۃ المسجد' دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بغیر بیٹھنا مکروہ قرار دیا گیا خواہ اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں یا فرائض وسنن ادا کئے ہوں

۱۱٤٥ :عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۵: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو' تو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ' باب اذا دخل المسجد فالیر کع رکعتین۔ و مسلم فی صلوۃ المسافرین' باب استحباب تحیۃ المسجد۔

۱۱٤٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ : "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ لو۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ' باب اذا دخل المسجد فلیر کع رکعتین

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ نے تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیا اور آپ کا یہ حکم اس نماز کے اختتام کی علامت ہے۔ یہ نماز مستحب ہے واجب نہیں۔ (۲) جو مسجد میں داخل ہو خواہ راہ گزر کے طور پر اس کو ان کا چھوڑنا مکروہ ہے جو مسجد میں ہوتے ہوئے بیدار ہو وہ بھی داخل ہونے والے کی طرح ہے۔ (۳) جو آدمی مسجد میں داخل ہوا اور اس سے کچھ رکعتیں نکل جائیں تو ان کے لئے فرض میں داخل ہونا تحیۃ المسجد کی طرف سے کافی ہے یا فوت شدہ فرض نماز کی ادائیگی بھی ان کو ساقط کر دیتی ہے۔ (۴) اگر کوئی جان بوجھ کر مسجد میں بیٹھ گیا خواہ بے وضو وضو کے لئے بیٹھا ہو اس سے بھی یہ ساقط ہو جائے گی۔

۲۰۹ :بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ

باب: وضو کے بعد دو رکعتوں کا استحباب

۱۱٤٧ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۱۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ : "يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بَاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِى الْاِسْلَامِ ' فَاِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِى الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِىْ مِنْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِىْ سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِىْ اَنْ اُصَلِّيَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرمایا: ''اے بلال !تم مجھے اپنا سب سے زیادہ اُمید والاعمل بتاؤ جوتم نے اسلام میں کیا؟ اس لئے کہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے کوئی ایسا عمل' جومیرے ہاں زیادہ امید والا ہو'نہیں کیا کہ میں نے دن یا رات کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو کی نماز ادا کی' جتنی نماز میرے مقدر میں تھی۔ (بخاری ومسلم)

یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

"الدَّفُّ" بِالْفَاءِ : صَوْتُ نَعْلٍ وَحَرَكَتُهٗ عَلَى الْاَرْضِ ' وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

الدّف: جوتے کی آواز اور زمین پر اس کی حرکت اور اللہ خوب جانتا ہے۔

تخريج: رواه البخاری فی التهجد' باب فضل الوضو بالليل و النهار و مسلم فی فضائل الصحابة' باب من فضائل بلال رضی الله عنه۔

اللّغَات : بلال :یہ بلال حبشی مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یا رجی عمل :یعنی ایسا عمل جوحصول اجر میں زیادہ امید والا ہو۔ بين يديه :اپنے سامنے۔ ثم رطهرا طهوراً: یہ وضواورغسل تیمم جومستحب ہوسب کوشامل ہے۔ ما كتب لی : جومیرے لئے میسر ہو۔

فوائد: (۱) دورکعت یااس سے زائد نماز کی فضیلت جووضوغسل یا تیمّم کے بعد ادا کئے جائیں اوراس پر ہیشگی جنت میں بڑے اجر کا باعث ہے۔ (۲) جائز وقت میں اس نفلی عبادت کو زیادہ مقدار میں ادا کرنا اور شرع نے جومقرر کردیا۔ اس پر محدود نہ کرنا درست ہے۔ (۳) سنت وضو کی دورکعتیں طویل فاصلہ ہوجانے سے ساقط ہوجاتی ہیں نووی کا قول کتاب زیادۃ الروضہ میں موجود ہے۔ وہ اس کا

۲۱۰ :بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ وُجُوْبِهَا وَالْاِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ وَالتَّبْكِيْرِ اِلَيْهَا وَالدُّعَآءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِىِّ ﷺ فِيْهِ وَبَيَانِ سَاعَةِ الْاِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ اِكْثَارِ ذِكْرِ اللّٰهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کی فضیلت اوراس کا وجوب اوراس کے لئے غسل کرنا اورخوشبو لگانا اورجلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا اور پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیتِ دُعا کی گھڑی اور نماز جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین

فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الجمعة: ۱۰]

میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' (الجمعہ)

حل الآیات: قضیت الصلاۃ: مذکور نماز سے فارغ ہو جاؤ یعنی نماز جمعہ۔ فانتشروا فی الارض: اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے منتشر ہو جاؤ۔ وابتغوا من فضل اللہ: اللہ تعالیٰ کا رزق ڈھونڈ و خرید و فروخت اور جائز ذرائع سے۔

۱۱۴۸: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ: فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ، وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے' اسی میں آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے' اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن اس میں سے نکالے گئے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الجمعہ' باب فضل یوم الجمعۃ۔

فوائد: (۱) تمام دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے عظیم کام پیش آئے۔ (ا) حضرت آدم علیہ السلام جو تمام انسانوں کی اصل ہیں وہ اس میں پیدا ہوئے۔ (ب) اکرام کے طور پر جنت میں اسی دن داخل کیا گیا۔ (ج) اسی طرح ان کو خلافت ارضی کے لئے زمین میں جمعہ کے دن اتارا گیا۔ آپ کے اترنے کی وجہ سے ان کی اولاد ہوئی اور اس میں انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگ ہوئے۔ (۲) اس دن میں نیک عمل پر آمادہ کیا گیا اور اپنے آپ کو ان اعمال کے لئے تیار کرنے کا حکم ہوا جن سے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ناراضگی دور کی جاتی ہے۔ اسی لئے اس دن میں قیامت آئے گی۔

۱۱۴۹: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ، غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۴۹: حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جس نے عمدہ وضو کیا' پھر جمعہ کے لئے آیا' پس غور سے (خطبہ) سنا اور خاموش رہا تو اس کے جو گناہ پچھلے جمعہ اور اس جمعہ کے درمیان ہوئے' وہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تین دن زائد کے بھی اور جس نے کنکریوں کو چھوا (خطبہ کے وقت) پس اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الجمعہ' باب فضل من استمع وانصت فی الخطبۃ

اللّغَاتْ: احسن الوضوء: وضو کے آداب و سنن کو بجا لایا اور اعضاء کو پورے طور پر دھویا۔ فاستمع و انصت: خطبے کی طرف کان لگایا اور خاموش رہا۔ غفرلہ: چھوٹے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ زیادتہ: زائد تین دن بھی اس لئے کہ نیکی کا بدلہ دس گناہ ہے۔ مس الحصٰی: کنکریوں سے کھیلا۔ لغی: اس نے قابل مذمت فعل کیا۔ یہ لفظ لغو ہے۔ ہر باطل کلام کو کہتے ہیں اور ایسی چیز جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

فوائد: (۱) جمعہ کی فضیلت اور یہ کہ اس سے چھوٹے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۲) گھر میں وضو کر کے پھر نماز کے لئے آئے یہ مستحب ہے۔ (۳) وعظ و نصیحت کو سمجھنا، خاموش رہنا اور عبادت کی طرف قلب و اعضاء دونوں سے متوجہ ہونا چاہئے۔ (۴) خطبہ کے دوران عبث و لغو کلام اور ہر ایسی چیز جو ذہن و دل کو متوجہ کر دے اس سے بچنا چاہئے۔

۱۱۵۰ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان گناہوں کو جو ان کے درمیان پیش آتے ہیں۔ ان کو بخشنے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الطھارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعہ الی الجمعہ

اللغات: الصلوات الخمس: فرض نمازیں۔ الجمعه: نماز جمعہ رمضان، روزہ رمضان۔ فکفرات: گناہوں کی بخشش اور مٹانے کا سبب۔ مابین هن: ان نمازوں کے دوران وقت میں جو گناہ ہوتے ہیں۔ اجتنبت الکبائر: وہ کبیرہ گناہ چھوڑے۔ یہ کبیرۃ کی جمع ہے، ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جسے عذاب کی وعید ہو یا سخت انداز سے روکا گیا ہو۔

فوائد: (۱) فرض نمازوں، نماز جمعہ، روزہ رمضان کی فضیلت ذکر کی گئی جو ان کو لازم پکڑے گا اللہ تعالیٰ گناہوں سے اس کی حفاظت فرمائیں گے جو لغزشیں اس سے ہو چکیں وہ بخش دی جائیں گی۔ (۲) وہ گناہ جو اعمال صالحہ سے بخشے جاتے ہیں، وہ صغیرہ ہیں۔ کبیرہ کے لئے توبہ ضروری ہے۔ اس موضوع پر پہلے لکھا جا چکا۔

۱۱۵۱ : وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ : "لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَلٰى وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا: "کچھ لوگ جو جمعہ چھوڑتے ہیں، وہ اپنے جمعہ چھوڑنے میں باز آ جائیں، ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مُہر کر دیں گے پھر وہ ضرور غافلوں میں شمار ہوں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی ابواب الجمعہ، باب تغلیظ فی ترک الجمعہ

اللغات: و هو علی المواد منبره: وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ منبر پر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اعواد: عود اس سے میز کی لکڑیاں مراد ہیں۔ اقوام: جمع قوم مراد اس سے منافق ہیں۔ وادعهم: چھوڑنا۔ لیختمن: ضرور مہر لگا دے گا۔ والمغنی: مطلب یہ ہے کہ ان پر ہمیشہ کفر کا حکم لگ جائے گا۔ الغافلین اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنے والے۔

فوائد: (۱) نماز جمعہ کو چھوڑنے پر سخت ڈرایا گیا۔ اس کو نفاق کی علامت اور ہلاکت میں وارد ہونے کا سبب قرار دیا۔

۱۱۵۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ

۱۱۵۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے

الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ تو چاہیے کہ وہ غسل کرے۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعه' باب فضل الغسل یوم الجمعه والاذان و الشهادات و مسلم فی اول کتاب الجمعه۔

اللغات: جاء: حاضر ہونا چاہا۔ فليغتسل: جنابت میں جو غسل لازم کیا گیا وہ غسل کرے۔

۱۱۵۳ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۵۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔'' (بخاری و مسلم)

اَلْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ : اَلْبَالِغُ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوْبِ : وُجُوْبُ اخْتِيَارٍ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ حَقُّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

بِالْمُحْتَلِمِ سے مراد بالغ ہے اور بِالْوُجُوْبِ سے مراد اختیار ہے' جیسے کوئی آدمی اپنے دوست کو کہے' تیرا حق مجھ پر لازم ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعه' باب هل علی من لم یشهد الجمعه الغسل من النساء و الصبیان۔ والاذان و الشهادات و مسلم فی الجمعه' باب وجوب الغسل یوم الجمعه علی کل بالغ من الرجال۔

اللغات: واجب: ضروری ہے۔ محتلم: جو قریب البلوغ ہو جائے خواہ مذکر ہو یا مؤمن۔

۱۱۵٤ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۵۴: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' جس نے جمعہ کے دن وضو کیا' اچھا اور خوب کیا اور جس نے غسل کیا' تو غسل بہت فضیلت والا ہے''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الطهارة' باب فی الغسل یوم الجمعه و الترمذی فی ابواب الصلوة' باب ما جاء فی الوضو یوم الجمعه۔

اللغات: فبها و نعمت: رخصت کو اختیار کرنا چاہیے اور وضو کی یہ رخصت بہت خوب ہے۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن غسل سنت مؤکدہ' جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ دوسروں نے کہا کہ واجب ہے۔ انہوں نے پہلی حدیث کو دلیل بنایا کہ اس میں واجب کا لفظ آ رہا ہے مگر جمہور نے دوسری روایت کو اور انہوں نے کہا امر سے مراد استحباب ہے اور واجب سے اس کی تاکید مقصود ہے اور اس کی دلیل آپ کا یہ قول کہ جس نے وضو پر اکتفاء کیا اس نے بھی اچھا کیا اگر غسل واجب ہوتا تو ترک غسل پر تعریف نہ کی جاتی۔ ارشادِ نبی اکرم ﷺ فالغسل افضل کہ غسل افضل ہے۔ یہ بھی ندب اور زائد فضیلت پر دلالت

کرتا ہے۔(۲) یہ ان کے لئے سنت مؤکدہ ہے جن کو جمعہ میں حاضری ضروری ہے جن کے لئے جمعہ کی حاضری واجب نہیں ان کے لئے غسل سنت نہیں۔البتہ اگر وہ حاضری جمعہ کا ارادہ کریں تو پھر اس کے لئے بھی سنت ہے۔اس کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور نماز کا وقت ہونے پر ختم ہو جاتا ہے البتہ جمعہ کی نماز کے قریب غسل کرنا افضل ہے۔

١١٥٥ : وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ ، اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ ، ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ ، اِلَّاغُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۵۵: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس حد تک ہوسکتا ہے' پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اپنے تیل کو لگاتا ہے اور اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو کے درمیان جدائی نہیں کرتا' پھر جو فرض نماز ہے وہ ادا کرتا ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے۔ پھر اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔''

(بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الجمعه' باب الدهن للجمعه' باب لايفرق بين اثنين يوم الجمعة

اللغات: **ما استطاع من طهر**: غسل یا وضو سے جس قدر ہو سکے طہارت حاصل کرے۔ **دهنه**: خوشبو لگائی۔ **طيب بيته**: اس کے گھر والوں کا عطر وغیرہ۔ **لا يفرق**: وہ گردنوں کو پھلانگ کر نہیں جاتا۔ یہ جمعہ کی طرف جلد جانے اور کسی کو ایذاء نہ دینے سے کنایہ ہے۔ **ما كتب له**: جو اس کے لئے مقدر یا اس پر فرض ہے۔ **تكلم الامام**: خطبہ دیا۔

فوائد: (۱) نماز جمعہ کے لئے طہارت و نظافت میں مبالغہ مستحب ہے (۲) اسی طرح عمدہ پاکیزہ مہک کا ہونا بھی مستحب ہے تا کہ وہ بدبو جو زیادہ لوگوں کے جمع ہونے سے اٹھتی ہے اس سے حفاظت رہے۔ یہ اسلام کے آداب اور خوبیوں میں سے ہے۔(۳) جمعہ کی طرف جلدی جانے پر آمادہ کیا گیا۔کسی کو ذرہ بھر ایذاء دینے سے منع کیا گیا۔(۴) مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے نفل پڑھنے جائز ہیں۔ (۵) خطبہ جمعہ کو خاموشی سے سننا چاہیے۔

١١٥٦ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً ، وَمَنْ

۱۱۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا پھر جمعہ کی طرف گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری گھڑی میں گیا پس گویا اس نے ایک گائے قربان کی ۔جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک دنبہ سینگوں والا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے مرغی بطور تقرب دی اور جو پانچویں گھڑی میں تو گویا اس

رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے انڈا بطور قرب کے دیا۔ جب امام خطبہ کے لئے (حجرے سے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں) حاضر ہو کر خطبہ کی طرف کان لگاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

قَوْلُهُ "غُسْلَ الْجَنَابَةِ" اَیْ غُسْلًا كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ۔

غُسْلَ الْجَنَابَةِ: ایسا غسل کیا جو غسل جنابت کی طرح عمدہ اور صفائی والا ہو۔

تخریج: اخرجة البخاری فی الجمعہ، باب فقل الجمعہ و مسلم فی الجمعہ، باب الطیب و اسواك یوم الجمعہ

اللغات: راح: گیا۔ قرب: اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے صدقہ کیا۔ بدنة: ایک اونٹ خواہ مذکر ہو یا مونث۔ کبشا: دنبہ: اقرن: سینگوں والا یہ صفات اس لئے بیان کیں کہ ایسی صفات والا جانور خوبصورت نظر آتا ہے۔ خروج الامام: خطیب منبر پر بیٹھے حضرت الملائکہ: اس سے مراد وہ فرشتے جو جمعہ کے لئے جلدی آنے والوں کے نام درج کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خطبہ کے وقت لکھنا ترک کر دیتے ہیں۔ الذکر: نصیحت۔

فوائد: نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ہے جو آدمی جتنا زیادہ جلدی جاتا ہے اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جاتا ہے اور جلدی کا یہ حکم نماز جمعہ کے ثواب سے زائد ہے اور یہ ثواب خطیب کے منبر پر چڑھ جانے تک رہتا ہے۔ (۲) جمعہ میں بے شمار فوائد اور اسرار ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ملائکہ جن کے ساتھ سکینہ لازم اور رحمت ان کی موافقت کرنے والی ہے۔ وہ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ (۳) جمعہ کے غسل کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ وہ غسل جنابت کی طرح تمام جسم کو شامل ہو اور قربت الٰہی کی خاطر کیا جائے۔ اگر اس نے جنابت کا غسل کیا اور رفع حدیث کی نیت کے ساتھ غسل جمعہ کا ثواب سے مل گیا اور اس نے سنت کو بھی پورا کر دیا۔

۱۱۵۷: وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: "فِيْهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَّهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ" وَاَشَارَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا تذکرہ فرمایا: ''اس میں ایک گھڑی ایسی ہے، جو مسلمان بندہ اسی گھڑی کو پالے اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت فرما دیتے ہیں اور آپ نے اس کے قلیل ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: : اخرجه البخاری فی الجمعة، باب اساعة امتی فی یوم الجمعه و الادعوات و مسلم فی الجمعه، باب فی الساعة امتی فی یوم الجمعه

اللغات: ذکر یوم الجمعه: آپ نے جمعہ کے فضائل ومحاسن بیان فرمائے۔ یوافقها: پالینا آمنا سامنا کرنا۔ یصلی: نماز پڑھنا اس میں غالب حالت کو بیان کیا۔ قبولیت اس کو حاصل ہو جاتی ہے خواہ نماز کے علاوہ اور کسی کار خیر میں مصروف ہو۔ شیئاً: حلال اور خیر کی کوئی چیز۔ یقللها: وضاحت فرما رہے تھے کہ وہ تھوڑا وقت اور معمولی گھڑی ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے جمعہ کے دن کی ایک گھڑی کو خاص کیا اور وہ خفیف سی گھڑی ہے۔ (۲) اطاعت خوب کرنی چاہئے اور اس دن میں اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑانا چاہئے شاید وہ اس گھڑی کو پالے۔

۱۱۵۸ : وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَسَمِعْتَ اَبَاكَ یُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ : هِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوةُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۵۸: حضرت ابوبردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ کیا تم نے اپنے والد سے جمعہ کی گھڑی کے متعلق کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا؟ میں نے جواباً کہا جی ہاں ۔ میں نے ان سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز کے مکمل ہونے کے درمیان ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعه' باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة

اللغات: شان: حالت یا وقت۔ **ساعة الجمعه**: قبولیت کی گھڑی۔ **یحبس الامام علی المنبر**: امام منبر پر بیٹھے۔ **لقضی**: ختم ہونا۔ پورا ہونا۔

فوائد: (۱) قبولیت کی گھڑی خطبہ اور نماز کے درمیان ہے یہ اس وقت کے متعلق صحیح ترین قول ہے۔ اس لئے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس سے مناسب یہ ہے کہ اس وقت کے دوران پورے حضور قلب اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

۱۱۵۹ : وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِیْهِ ، فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۱۵۹: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس میں مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو۔ پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابوداؤد نے صحیح سند سے بیان کیا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطھارة' باب فی الغسل یوم الجمعة۔

فوائد: آپ ﷺ پر درود بھیجنے میں کثرت کا حکم دیا تاکہ اس کا اجر وثواب جمعہ کے دن میں اکثر وافضل ہے کیونکہ اعمال صالحہ زمانے اور مکان کی شرافت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ (۲) امت کے اعمال آپؐ کی تکریم اور امت کی تشریف کے لئے آپؐ پیش ہوتے ہیں تاکہ ان کے لئے استغفار فرمائیں اور مزید رحمت طلب فرمائیں۔ (۳) درود شریف سب سے افضل درود ابراہیمی ہیں۔ اس لئے کہ ان الفاظ کا اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا اور اس کی تعلیم دی۔

۲۱۱ :بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُوْدِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُوْلِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ اَوِ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

۱۱۶۰ :عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّكَّةَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِنْ غَزْوَرَآءِ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيْلًا ، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا – فَعَلَهُ ثَلَاثًا – وَقَالَ : "اِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِيْ فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ شُكْرًا۔ ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِيْ فَسَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ فَاَعْطَانِيْ الثُّلُثَ الْاٰخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

باب: ظاہری نعمت کے ملنے یا ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدۂ شکر کا استحباب

۱۱۶۰: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکلے۔ پس جب ہم مقام غزوراء کے قریب پہنچے تو آپؐ سواری سے اترے۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر دعا کی۔ پھر سجدے میں پڑ گئے۔ پس کافی دیر سجدہ کیا۔ پھر قیام کیا اور اپنے ہاتھوں کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا' پھر سجدہ ریز ہوئے۔ یہ تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور میری امت کا تیسرا حصہ مجھے دے دیا۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے امت کے تیسرے حصے کے متعلق میری شفاعت قبول فرمائی۔ پس میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے مجھے میری امت کا بقیہ ثلث بھی دے دیا پس میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجھاد' باب سجود الشکر

اللغات: عزوراء: مکہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ نزل: چلنے سے رک گئے اور اپنی اونٹنی سے اترے۔ **ساعة**: زمانے کا کچھ حصہ۔ **خر۔ ساجدا**ً سجدے کے ارادہ سے خوشی کے ساتھ نیچے جھکے۔ **مکث**: سجدہ کچھ دیر کے۔ **شفاعة لامتی**: میں نے اپنی امت کے لئے شفاعت کی کہ وہ جنت میں داخل ہوں۔ شفاعت قرب تلاش کرنے کو کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) سجدہ شکر مستحب ہے جب کہ کوئی نعمت خود کو یا دوسرے کو حاصل ہو۔ (۲) جب کوئی مصیبت ٹل جائے یا کسی دوسرے سے دور ہو یہ ایک سجدہ جو طویل ہونا چاہئے۔ (۳) اس سجدہ کے ارکان نیت' تکبیر' تکبیر تحریمہ' سجدہ اور سلام ہیں یہ شوافع کے نزدیک ہے اور احناف کے ہاں یہ سجدہ دو تکبیروں کے درمیان ہے اور نماز سے باہر اس کو ادا کریں گے۔ نماز کے اندر یہ جائز نہیں۔ بلکہ جان بوجھ کر اس کو نماز میں کرنے سے نماز فاسد ہو جاے گی۔ (۴) جب بھی نعمت جدیدہ میسر ہو اس سجدہ کو بار بار کرے۔ یا جب مصیبت ہو تو بار بار کرے۔ جس طرح کہ دعا کے لئے کھڑا ہونا اور دعا کے دوران' ہاتھوں کا آسمان کی طرف اٹھانا مستحب ہے۔ (۵) آپ اپنی امت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور شفقت برتتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان کس قدر آپؐ اور آپ کی اُمت پر تھا۔

۲۱۲: بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ!

باب: قیام اللیل کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ، عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ [الاسراء:۷۹] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [السجدة:۱٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ [الذاریات:۱۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور رات کو تہجد ادا کرو یہ زائد ہے آپؐ کے لئے۔ امید ہے کہ آپؐ کا رب آپؐ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔''(الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔''(السجدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ رات میں تھوڑا آرام کرتے ہیں۔''

حل الآیات: (۱) فتھجد بہ: قرآن کے ساتھ قیام کرو۔ تہجد کا معنی نیند کو چھوڑنا ہے۔ نافلة: تیرے ثواب میں اضافہ کرنے والی اور درجات کو بلند کرنے والی ہے۔ بعض نے کہا یہ زائد فرض ہے۔ آپ پر فرض ہے مگر امت پر نہیں۔ تتجا فی: اٹھ جاتی اور دور ہو جاتی ہے۔ المضاجع: جمع مضجع خواب گاہ مراد اس سے رات کو نماز پڑھتے اور قیام کرتے ہیں۔ آیت کا تتمہ یہ ہے ﴿یدعون ربھم خوفا وطمعا ومما رزقناھم ینفقون﴾۔ خوفا: یعنی اس کے عذاب سے ڈر کر اور اس کے ثواب کا طمع کرتے ہوئے۔ یھجعون: وہ سوتے ہیں یہ لفظ الھجوع سے ہے اور وہ نیند کو کہتے ہیں۔ آیت میں نیکی کرنے والے متقین کی تعریف کی گئی۔

۱۱٦۱: وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهٗ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ نَحْوَهٗ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱٦۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔ (بخاری ومسلم) حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔

تخریج: فی باب المجاھدہ رقم ۵/۹۸ ملاحظہ فرمائیں۔

اللغات: یقوم: وہ نماز پڑھتا ہے۔ من اللیل: رات کے کسی حصہ میں۔ تتفطرا: پھٹ جاتے۔ یہ آپؐ کے کثرت قیام کی طرف اشارہ ہے اور عبادت کی عادتِ مبارکہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں آپؐ سے آپؐ کے اس فعل کی حکمت دریافت کی گئی ہے۔ شکورا: یہ شکر کا مبالغہ ہے اور شکر اعترافِ نعمت کو کہتے ہیں اور نعمت کے حق کی ادائیگی میں پوری محنت صرف کرنا۔

فوائد: (۱) رات کے وقت کثرت قیام کی طرف ترغیب دلائی گئی اور عبادت کی عادت اس طرح ڈالنی چاہئے جیسے آپؐ کی نماز تھی۔ (۲) رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے شکریہ کی عمدہ دلیل ہے کیونکہ اس میں نفس کا مجاہدہ ہے۔ نفس کو اس کی ناپسندیدہ چیز پر آمادہ کرنا اور جس سے اس کو لذت ملتی ہے اس کے چھوڑنے پر آمادہ کرنا چاہئے۔

١١٦٢ :وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا فَقَالَ : "اَلَا تُصَلِّيَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"طَرَقَهُ" :اَتَاهُ لَيْلًا۔

۱۱۶۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے اور فاطمہ کے پاس رات کوتشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں تہجدنہیں پڑھتے ؟ (بخاری ومسلم)

طَرَقَه :رات کوآنا۔

تخریج: اخرجه البخاری فی التهجد' باب تحریض النبی صلی الله علیه وسلم علی قیام اللیل و النوافل من غیر ایجاب' و الاعتصام والتوحید والتفسیر و مسلم فی المسافرین' باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح

اَللُّغَاتُ :الا: یہ حرف عرض کے لئے ہے۔ تصلیان :قیام لیل کرتے ہو۔

فوائد:(۱) قیام لیل کے لئے دوسرے کو جگانا اور اس میں جوفضیلت ملتی ہے اس پر متنبہ کیا گیا ہے۔

١١٦٣ :وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ :فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۳: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ بہت خوب آدمی ہیں' کاش کہ وہ رات کونماز بھی پڑھتا ہوتا''۔ سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: اخرجه البخاری فی فضائل الصحابه' باب مناقب عبدالله بن عمر و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة' باب من فضائل عبدالله بن عمر رضی الله عنهما۔

اَللُّغَاتُ : قال: آپؐ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کوفرمایا جب انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمرؓ کا خواب آپ کی خدمت میں ذکرکیا۔لو کان یصلی: میری تمنا یہ ہے کہ وہ رات کا قیام کرے تا کہ اس کا مرتبہ اور بڑھ جائے' یہاں لو شرطیہ نہیں ہے۔

فوائد: (۱) قیام لیل کی فضیلت مزید ذکرفرمائی۔اس پرآمادہ کیا گیا اور بتلایا کہ یہ کمال کے مراتب میں سے ہے۔(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراتب کمال کی طرف کس قدر جلد سبقت کرنے والے تھے۔(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی گئی۔(۴) جس کے متعلق خودستائی میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہواس کی تعریف کرنا جائز ہے۔اپنے متعلق اور دوسرے کے متعلق خیر و فلاح کی تمنا کرنا اور اس پرآمادہ کرنا چاہیے۔

١١٦٤ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ !

۱۱۶۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ تو فلاں کی طرح نہ بن وہ رات کو قیام کرتا تھا۔ پھراس نے رات کا قیام

كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

چھوڑ دیا۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی التهجد' باب ما یكره من ترك قیام اللیل و باب من نام عند السحر' و فی الصوم و مسلم فی الصیام' باب النهی عن صیام الدهر۔

اللُّغَاتُ: **یقوم اللیل**:رات کے کسی حصہ میں تہجد پڑھتا ہے۔فلان ذات سے کنایہ ہے اور پوشیدہ رکھنے کے لئے مبہم رکھا گیا۔

فوائد: (۱) قیام لیل پر مواظبت مستحب ہے۔اعمال صالحہ پر مداومت کرنی چاہئے۔جن اعمال خیر کی عادت ہوان کو منقطع کرنے سے نفرت دلائی گئی۔(۲) تھوڑی مقدار میں دوامی عمل کبھی کبھار کئے جانے والے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔(۳) محنت وکوشش کرنے والوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور کوتاہی والوں کے پیچھے نہ لگنا چاہئے۔

۱۱٦٥ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ!قَالَ :"ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ اُذُنَيْهِ – اَوْ قَالَ اُذُنِهِ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۶۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو رات سے صبح تک سوتا رہا۔آپؐ نے فرمایا:''وہ ایسا آدمی ہے کہ شیطان نے جس کے کانوں میں یا کان میں پیشاب کردیا ہے۔''(بخاری ومسلم)

تخریج: اخرجه البخاری فی التهجد' باب اذا فام و لم یصل بال الشیطان فی اذنه و بدء الخلق' باب صفة ابلیس وجنوده و مسلم فی صلاة المسافرین' باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی اصبح

اللُّغَاتُ: **اصبح**: فجر طلوع ہوتی۔**بال الشیطان**:شیطان پیشاب کردیتا ہے۔بعض نے اس کو حقیقت پر محمول کیا جبکہ دوسروں نے اس کو تسلط شیطان سے کنایہ قرار دیا اور پھر ایسی جگہ میں قابو پالینا جب کہ وہ قضاء حاجت میں مشغول ہو یہ انتہائی توہین وتذلیل پر دلالت کرتا ہے۔او کالفظ یہ راوی پر شک ہے۔

فوائد: (۱) رات کا قیام ترک کرنا مکروہ ہے اور یہ شیطانی حرکت ہے۔(۲) اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سستی اس وقت ہوتی ہے جبکہ اللہ کا دشمن شیطان انسان کے خواہش ونفس پر اس قدر غلبہ وتسلط حاصل کرلیتا ہے کہ واجبات تک کی ادائیگی میں حائل ہوجاتا ہے۔

۱۱٦٦ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ – يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ :عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ ، فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ،

۱۱۶۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر ایک گرہ پر یہ دم پڑھتا ہے عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ اگر اس نے بیدار ہوکر اللہ کو یاد کرلیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کرلیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے نماز پڑھ لی تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہے اور

فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ ، وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وہ خوش باش پاکیزہ نفس کے ساتھ صبح کرتا ہے ورنہ اس کی صبح بدحالی اور سستی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

"قَافِيَةُ الرَّاْسِ" :اٰخِرُهٗ۔

"قَافِيَةُ الرَّاْسِ" : سر کا پچھلا حصہ یعنی گدی۔

تخریج: اخرجه البخاری فی التهجد' باب عقد الشيطان على قافية الرأس' و بدء الخلق و مسلم فی صلاۃ المسافرين' باب ماروی فيمن نام الليل اجمع

اللغات: يعقد: یہ عقد سے ہے پختہ باندھنے کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہاں حقیقت مراد ہے اور اس صورت میں یہ عقد سحر کی قسم سے ہے جو کہ مسحور پر اثر انداز ہو کر اس کو قیام للیل سے روک دیتا ہے۔ بعض نے کہا یہ نیند سے بوجھل ہونے اور قیام سے باز رہنے سے کنایہ ہے۔ قافية: گردن کا پچھلے حصہ' بعض نے کہا سر کا پچھلا حصہ۔ اس کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کیونکہ یہ وہم کا مقام ہے اور انسانی قویٰ میں سب سے زیادہ انسان کا مطیع کا ہے۔ يضرب: وہ کہتا ہے۔ عليك تمہارے لئے باقی ہے۔ فارقد: یہ لفظ رقود سے ہے۔ اس کا معنی نیند ہے۔ یعنی تو سو جا۔ طيب النفس: راضی خوشی۔ خبيث النفس: بوجھل پن اور بدحالی کے ساتھ۔

فوائد: (۱) شیطان واقعتہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مؤمن فعل خیر سے باز رہے۔ رات کے قیام کا ترک یہ شیطان کی بات قبول کرنے اور اس کے سامنے سرخم کر دینے کے مترادف ہے۔ (۳) ذکر' دعا اور قیام لیل پر اس روایت میں آمادہ کیا گیا ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد نفس میں نشاط اور سینے میں انشراح پیدا کرتی ہے' سستی اور پریشانی کو عبادت دور کرتی ہے' دکھ اور رنج اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے اور یہ تمام چیزیں اس کے وسوسہ سے جنم لیتی ہیں۔ (۴) اطاعت کے انجام دینے پر مؤمن خوش ہوتا ہے اور فضل و کمال کے درجات میں کوتاہی اور کمی رہ جانے پر آزردہ ہوتا ہے۔

۱۱۶۷ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۱۶۷: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! السلام علیکم کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو اس حال میں کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب صفة القيامة' باب افشوا السلام و اطعموا الطعام

اللغات: افشوا: پھیلاؤ اور شائع کرو۔ صلوا بالليل: تہجد کی نماز ادا کرو۔ بالسلامِ: جنت میں داخل سے قبل عذاب سے محفوظ کر دیئے جاؤ گے۔

فوائد: (۱) جس نے ان امور کو لازم پکڑا اور اس کی عادت بنائی اس کو بشارت دی گئی ہے۔ (۲) رات کو نماز تہجد قیامت کے دن نجات کے ذرائع میں سے ہے کیونکہ اس میں نفس رضائے الٰہی کے لئے نیند کی لذت سے محروم رہتا ہے۔

۱۱۶۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمْضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' رمضان کے بعد سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی ہے۔(مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل صوم المحرم

اللغات: شهر الله المحرم: محرم میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی رضافت تشریف کے لئے ہے۔ افضل الصیام: نفلی روزوں میں افضل۔

فوائد: (۱) نفل کی افضل نماز رات کی نماز ہے کیونکہ وہ سکون کا وقت ہے اور اس میں خشوع عمل ریا کاری سے دور ہے۔(۲) محرم کے نفلی روزے پر آمادہ کیا گیا۔(۳) محرم کے مہینے میں روزے پر آمادہ کیا گیا۔

۱۱۶۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: "صَلٰوةُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی ، فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۶۹: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' رات کی نماز (یعنی تہجد) دو دو رکعتیں ہیں جب تمہیں صبح کا خطرہ ہو تو ایک تیسری رکعت ملا کر وتر بنا لو۔(بخاری ومسلم)

تخریج: اخرجه البخاری فی التهجد' باب صلوة النبی صلی الله علیه وسلم' و فی المساجد و الوتر۔ و مسلم فی صلاة المسافرین' باب صلاة اللیل مثنٰی مثنٰی و الوتر رکعة من آخر اللیل۔

اللغات: مثنٰی مثنٰی: دو دو رکعت۔ خفتُ الصبح: مجھے صبح کے طلوع کا خدشہ ہوا کیونکہ اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو چکے تھے۔

۱۱۷۰ : وَعَنْهُ قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی ، وَیُوْتِرُ بِرَکْعَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۷۰: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے ادا فرماتے' اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے۔(بخاری ومسلم)

تخریج: انظر فی باب تخفیف رکعتی الفجر رقم ۱۱۰۸/۳

فوائد: رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ وہ دو دو رکعت ہو پھر ایک رکعت سے ان کو ختم کرے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا صحیح مذہب یہ ہے۔(۲) تہجد وتر سے حاصل ہوتی ہے۔ تہجد نیند کے بعد پڑھے جانے والے نفل ہیں۔

۱۱۷۱ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰی

۱۱۷۱: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ کسی مہینے میں روزہ نہ رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں روزہ ہی نہ

نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ ' وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا ' وَكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

رکھیں گے اور کبھی اس طرح مسلسل روزے رکھتے کہ گمان ہوتا کہ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور تم نہ چاہتے تھے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں مگر دیکھ لیتے اور اگر تم نہ چاہتے ہو کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھیں مگر سوتا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التهجد و الصیام' باب ما یذکر من صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افطارہ

اللغات: یفطر من الشهر: مسلسل افطار فرماتے۔ یصوم: مسلسل روزے رکھتے۔ لا تشاؤ: تو پسند نہیں کرتا۔

فوائد: نفلی عبادت پر آمادہ کیا گیا خاص کر تہجد اور نفلی روزے۔ مگر اس میں میانہ روی اختیار کرے تا کہ واجب حقوق میں کمی وکوتاہی نہ ہو۔ (۲) افضل یہ ہے کہ کسی بھی رات کو قیام کے لئے اور بعض ایام کو روزہ کے لئے متعین نہ کرے تا کہ عادت بن کر مخالفت نفس کی مشقت کم ہو جائے اور ثواب کم ملے۔

۱۱۷۲ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : كَانَ يُصَلِّيْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِيْ فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ ' وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ' ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۷۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے اور اس میں اتنا طویل سجدہ ادا فرماتے جتنی دیر میں تم سے کوئی ایک پچاس آیتیں تلاوت کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھائیں اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ لیٹ جاتے' یہاں تک کہ نماز کی اطلاع دینے والا ہی آتا۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التهجد' باب صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللغات: من ذلك: مذکورہ رکعات سے۔ یرکع: دو رکعت پڑھے۔ یہ صبح صادق کے طلوع کے بعد پڑھے۔ اس کی دو سنتیں ہیں۔ شقه اس کی جانب پہلا پر۔ المنادی موذن: وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد: نماز میں طویل سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ بندہ سجدہ میں بارگاہ الٰہی کے سب سے زیادہ قریب اور عاجزی اور ذلت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے سجدہ غیر اللہ کو جائز نہیں۔ (۲) فجر کی دو رکعت کے بعد فرائض سے پہلے لیٹنا اپنے نفس کو قبر کا لیٹنا یاد دلانے کے لئے ہے۔ اس لئے یہ خشوع فی الصلوۃ کا حصہ ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ نمازیوں کی ایذاء کا باعث نہ ہو جس طرح بعض لوگ مساجد میں لیٹنے کی حرکت کرتے ہیں' یہ نامناسب ہے۔ اس عمل کو کرنا گھر میں افضل ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فعل مبارک تھا۔

۱۱۷۳ : وَعَنْهَا قَالَتْ : مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ - فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ -

۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز میں گیارہ رکعت

عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً : يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ : "يَا عَآئِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے اضافہ نہ فرماتے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن و طوالت کا مت پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے' ان کے بھی حسن وطوالت کا مت پوچھو' پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں' لیکن میرا دل نہیں سوتا۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التهجد' باب صلوة النبی صلی الله علیه وسلم ومسلم فی صلاة المسافرین' باب صلوة اللیل و عدد رکعات صلی الله علیه وسلم۔

اللغات: لا تسال :ان کے ظاہر ہونے کی وجہ سے سوال کی ضرورت نہیں۔ حسنهن: ان کا حسن اس طور پر کہ وہ نماز کے مطلوبہ آداب پر مشتمل تھیں۔ توتر: وتر پڑھے۔ ولاینام قلبی: میرا دل غافل نہیں ہوتا اس طرح کہ نیند کا غلبہ ہو جائے اور وقت کے فوت ہونے سے پہلے بیدار نہ ہوسکوں۔

فوائد: (۱) رات کی نماز کا قیام پورے آداب کے ساتھ طویل ہونا چاہئے اور یہ طوالت تمام رکعات میں ہونی چاہئے ایسا نہ ہو کہ شروع میں نشاط اور آخر میں سستی اختیار کرے۔ (۲) مذہب شافعی رحمۃ اللہ میں وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں' اگر کسی شخص نے نیند کے بعد ان کو ادا کیا تو اس نے تہجد کا ثواب پالیا۔ (۳) اس آدمی کو وتر سے پہلے سونا مکروہ ہے جسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو کہ وہ فجر سے پہلے ضرور جاگ جائے گا اور جس کو ایسا اعتماد نہ ملا اس کو وتر سے پہلے نیند مکروہ ہے۔

١١٧٤ : وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ اٰخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۱۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور پچھلے حصے میں اٹھ کر نماز ادا فرماتے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التهجد' باب من نام عند السحر و مسلم فی صلوة المسافرین ' باب صلوة اللیل وعدد رکعات النبی صلی الله علیه وسلم

فوائد: (۱) ساری رات قیام مکروہ ہے۔ افضل یہ ہے کہ رات کا کچھ حصہ قیام کرے اور ایک حصہ سو جائے تاکہ نفس میں اکتاہٹ اور جسم میں تھکاوٹ پیدا نہ ہو۔ افضل یہ ہے کہ قیام رات کے آخری حصہ میں ہوتا کہ عبادت کے لئے خوب نشاط ہو۔

١١٧٥ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ ' قِيْلَ : مَا

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپؐ نے مسلسل قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ میں نے برے کام کا ارادہ کیا۔ آپ سے

هَمَمْتَ؟ قَالَ : هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

پوچھا گیا کس چیز کا ارادہ کیا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو قیام کی حالت میں چھوڑ دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی التهجد ' باب طول القيام فی صلوة اليل) و مسلم فی صلوة المسافرين' باب استحباب تطويل القرأة فی صلوة الليل

اللغات: صليت: نماز تہجد۔ اجلس و ادعه: میں نے جدائی کی نیت کر لی اور اکیلے نماز پوری کر لوں۔

فوائد: (۱) رات کو نفلی نماز کی طوالت بیان کی گئی ہے۔ (۲) مطلق نماز نفل میں جماعت جائز ہے۔ (۳) امام کی اقتداء اس وقت تک منقطع نہیں ہوتی جب تک دل سے پختہ ارادہ نہ کرلے۔ (۴) امام اگر طویل قراءت کرے تو اس سے الگ ہونا جائز ہے۔

۱۱۷۶ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ ' فَقُلْتُ :يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ' ثُمَّ مَضٰى ' فَقُلْتُ : يُصَلِّيْ بِهَا فِيْ رَكْعَةٍ ' فَمَضٰى ' فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا ' ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَهَا ' ثُمَّ افْتَتَحَ اٰلَ عِمْرَانَ فَقَرَاَهَا يَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا اِذَا مَرَّ بِاٰيَةٍ فِيْهَا تَسْبِيْحٌ سَبَّحَ ' وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ ' وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ' ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ' فَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ ' ثُمَّ قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ' ثُمَّ قَامَ طَوِيْلًا قَرِيْبًا مِّمَّا رَكَعَ ' ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى فَكَانَ سُجُوْدُهٗ قَرِيْبًا مِّنْ قِيَامِهٖ – رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پس آپ نے سورۃ بقرہ شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا کہ سورۃ بقرہ کو ایک رکعت میں پڑھیں گے مگر آپ نے قراءت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا اس کے اختتام پر رکوع کریں گے' پھر آپ نے (سورۃ) نساء شروع فرمائی پس اس کو پڑھا۔ پھر آلِ عمران شروع کی اور اس کو پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے۔ جب کسی تسبیح کی آیت سے گزرتے تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت کو پڑھتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پر گزر ہوتا تو تعوذ کرتے۔ پھر رکوع کیا اور اس میں یوں پڑھنے لگے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ آپ کا رکوع قیام کے برابر تھا۔ پھر سَمِعَ اللّٰهُ ...... کہا پھر ایک طویل قومہ فرمایا جو رکوع کے قریب تھا۔ پھر سجدہ کیا اور یہ پڑھا : سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب قریب تھا۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الصلوة المسافرين' باب استحباب تطويل القرأة فی صلوة الليل وانظره فی باب المجاهدة رقم ٤/١٠٢

اللغات: فافتتح البقرة: فاتحہ کے بعد بقرہ شروع کی۔ فاتحہ کا ذکر سامع کے فہم پر اعتماد کر کے چھوڑ دیا۔ مضى: قراءت جاری رکھی۔ يصلی بها فی ركعته: اس کو ایک رکعت میں پڑھا۔ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ شرح مسلم تقسیم کر دیں گے اور دو رکعتیں پڑھیں گے۔ رکعت کا لفظ بول کر مکمل نماز یعنی دو رکعتیں مراد ہیں اور یہ تاویل ضروری ہے تا کہ بعد والا کلام منظم ہو

جائے۔ یرفع بھا: اس کو مکمل کر کے رکوع کرے۔ متوسلاً: حروف کو ترتیل سے پڑھتے اور ہر حرف کو اس کا تجوید والا حق دیتے۔ فیھا تسبیح: تسبیح کا حکم دیا۔ سبح: سبحان اللہ کہا۔ بسوال: ایسی آیت کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کا ذکر ہے۔ یتعوذ: ایسی آیت جس میں ایسی چیز کا ذکر ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ یا تعوذ کا حکم دیا گیا۔ فبھل: شروع ہوئے۔ نحواً قریباً

فوائد: (۱) رات کی نماز کی طوالت اور اس کا حسن ذکر کیا گیا۔ (۲) یہ جائز ہے کہ دوسری رکعت میں ایسی سورت پڑھے جو پہلی رکعت میں پڑھی جانے والی سورۃ سے پہلے ہو جس طرح کہ ان کا ایک رکعت میں پڑھنا جائز ہے۔ (۳) بعض نے اس کو منع کیا اور کہا یہ ترتیب توفیقی سے پہلے کی بات ہے۔

۱۱۷۷ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ :"طُوْلُ الْقُنُوْتِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

اَلْمُرَادُ بِالْقُنُوْتِ :اَلْقِیَامُ۔

۱۱۷۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''کون سی نماز افضل ہے؟'' فرمایا: طویل قیام والی۔ (مسلم)

قنوت سے مراد قیام ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب افضل الصلوۃ طول القنوت

فوائد: نماز میں رکوع اور سجود کو طویل کرنے کی بہ نسبت طویل قیام افضل ہے کیونکہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور وہ افضل ترین اذکار میں ہے۔

۱۱۷۸ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ :"اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ ' وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ : کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

۱۱۷۸: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نماز (نفلی نمازوں میں) داؤد علیہ السلام کی ہے اور روزوں میں سب سے محبوب روزے (بھی) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہی ہیں۔ وہ نصف رات سوتے اور ثلث قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے۔ (اور روزوں میں ان کا معمول یہ تھا کہ) ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم' باب صوم داؤد علیہ السلام و الانبیاء۔ و مسلم فی الصیام' باب النھی عن صوم الدھر لمن تضرّر بہ و بیان تفصیل صوم یوم و افطار یوم۔

اللغات: احب الصلوۃ: پسندیدہ اور ثواب میں بڑھ کر مراد صلاۃ اللیل سے قیام لیل ہے۔ احب الصیام: مطلقاً نفلی روزے ہیں۔

فوائد: (۱) ساری رات کا قیام مکروہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ کے روزے سوائے ایام عید اور ایام تشریق کے مکروہ ہیں۔ ایسے آدمی کے لئے جس کو نقصان کا خطرہ یا حق واجب یا مستحب کے فوت ہونے کا خدشہ ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا صام من صام

الابد۔اس کے روزے نہیں جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔(۲) مستحب یہ ہے کہ قیام وصیام اسی سنت طریقے پر ہوں۔ جو مذکور ہوا۔

١١٧٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ جو مسلمان اس گھڑی کو پالیتا ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرما دیتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہے۔(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب فی اللیل ساعۃ مستجاب فیھا الدعا۔

اللُّغَاتِ: لساعۃ:ایک گھڑی۔یوافقھا:موافق ہوجائے۔ رجل:مرد اور عورت۔

فوائد: (۱)رات کی ساعات میں سے کسی بھی گھڑی میں قیام پر آمادہ کیا گیا۔(۲) ہر رات قبولیت کی گھڑی بتلائی اور یہ بتلایا کہ وہ جمعہ کے دن کی گھڑی سے زیادہ طویل ہے۔(۳) حدیث کے اطلاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گھڑی رات کے اخیر اجزاء میں ہے۔

١١٨٠ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جب تم میں کوئی رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو تو اس کو نماز کا افتتاح دو خفیف (مختصر) رکعتوں سے کرنا چاہئے۔(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب الدعا فی صلاۃ اللیل و قیامہ۔

١١٨١ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۱۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو اپنی نماز کو دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے شروع فرماتے۔(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب الدعا فی صلاۃ اللیل و قیامہ۔

فوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کے نمونہ مبارکہ کی اقتداء میں قیام لیل سے پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کی جائیں۔(۲) ان دو رکعتوں سے نیند کا اثر دور ہو جائے اور ڈھیلا پن ختم ہو جائے۔(۳) عبادت میں کامل نشاط پیدا ہو جائے۔

١١٨٢ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۱۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نماز کسی درد یا عذر کی وجہ سے رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت بارہ رکعت

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ادا فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب جامع صلاۃ اللیل و من نام عنه او مرض۔

اللغات: اوغیرہ: کیا اس کے علاوہ بھی ہے۔ مثلاً اس سے زیادہ اہم میں مصروف ہونا۔

۱۱۸۳ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۳: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے وظیفے یا اس میں سے کسی چیز سے رہ جائے۔ پھر وہ نمازِ فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے کہ گویا اس نے وہ رات کو ہی پڑھا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب جامع صلاۃ اللیل و من نام عنه او مرض و انظرہ فی باب المحافظه علی الاعمال رقم ۲/۱۵٤

اللغات: حزبه: قراءت ونماز جس کی عادت انسان نے بنائی ہو۔ حزب لغت میں حصہ اور پانی کے گھاٹ پر وارد ہونے کو کہتے ہیں۔ کتیب له: اس کے صحیفہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) جو عمل خیر رہ جائے اس کے عوض دوسرے وقت میں عمل کر لینا چاہئے۔ (۲) بعض نے نفل کی قضاء کے استحباب پر اس روایت کو دلیل بنایا ہے کہ مطلقاً وہ نفل جس کی عادت ہو جائے اگر رہ جائیں تو اس کو پورا کر لینا چاہئے۔ (۳) اپنے وقت میں عذر کی وجہ سے جو عبادت چھوٹ جائے اور اس کو دوسرے وقت میں ادا کر لیا جائے تو اس کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

۱۱۸٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَآءَ ' رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبٰى نَضَحَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْمَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۱۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو رات کو اٹھا پھر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اگر اُس نے انکار کیا تو اِس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو بیدار ہوئی اور اس نے اپنے خاوند کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اِس نے اُس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔'' (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ' باب قیام اللیل

اللغات: ایقظا مراته: رات کی نماز کے لئے۔ نضح : پانی چھڑکا۔

فوائد: (۱) عمل صالح اور عبادت پر تعاون کرنے پر آمادہ کیا (۲) رات کے قیام کے لئے میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کو

جگائے اور ایک دوسرے کی مدد کرے تا کہ نیند کا غلبہ ختم ہو جائے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی کے لئے عبادت میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔

١١٨٥ : وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَھْلَہٗ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا - اَوْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ جَمِیْعًا کُتِبَ فِی الذَّاکِرِیْنَ وَالذَّاکِرَاتِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

١١٨٥: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور پھر وہ دونوں نمازیں پڑھیں یا اکٹھی دو رکعتیں وہ پڑھیں تو ان کو ذَاکِرِیْنَ اور ذَاکِرَاتِ میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ، باب قیام اللیل

فوائد: (۱) اس آدمی کی فضیلت ذکر کی گئی جو اپنی بیوی کو نوافل اور دیگر عبادات کا حکم دے۔ (۲) جو شخص اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر قیام اللیل کرے وہ ان ذاکرین اور ذاکرات میں سے شمار ہوگا جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا﴾ بالآیۃ۔

١١٨٦ : وَعَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَرْقُدْ حَتّٰی یَذْھَبَ عَنْہُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی وَھُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّہٗ یَذْھَبُ یَسْتَغْفِرُ فَیَسُبَّ نَفْسَہٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

١١٨٦: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو بھی نماز میں اونگھ آ جائے، اسے چاہئے کہ وہ سو جائے، یہاں تک کہ اس کی نیند دور ہو جائے اور جب تم میں سے ایک اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو شاید وہ استغفار کر رہا ہو مگر اس کی بجائے اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الوضوء و مسلم فی صلاۃ المسافرین، باب امر من نعس فی صلاتہ بان یرقد

اللّغَات: نعیس: یہ نعاس سے ہے۔ اونگھ اس کی علامت یہ ہے کہ حاضرین کی کلام سنے مگر اس کا معنی نہ سمجھے۔ **یذھب یستغفر:** استغفار کا ارادہ کرے۔ **فیسب نفسہ:** اپنے آپ کو برا کہنے لگے بوجہ اونگھ کے غلبہ کے۔

١١٨٧ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِّنَ اللَّیْلِ فَا
سْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلٰی لِسَانِہٖ فَلَمْ یَدْرِ مَا یَقُوْلُ فَلْیَضْطَجِعْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

١١٨٧: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک رات کو بیدار ہو جائے۔ پھر اس کی زبان پر مشکل ہو گیا اور اس نے نہ جانا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اس کو چاہئے کہ وہ لیٹ جائے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین، باب امر من نعس فی صلاتہ ۔ و استعجم علیہ القرآن۔

اَللُّغَاتُ: فاستعجم: اس طرح ہو جائے کہ اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہتا ہے اور کلام اس پر مشتبہ ہو جائے۔ فلیضطجع: پس وہ لیٹ جائے' سو جائے۔

فوائد: (۱) رات کی نماز نشاط کی حالت میں سمجھنے کی قدرت کے ساتھ اور خشوع وحضور قلب سے ادا کرنی چاہئے۔ (۲) تہجد کی فضیلت اونگھ' سستی کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس حالت میں نماز مکروہ ہے۔ (۳) جس پر اونگھ غالب ہو جائے اور وہ رات کو قیام کر رہا ہو تو وہ تھوڑا سا سو جائے تا کہ چستی لوٹ آئے۔ (۴) اونگھ پر ہی ہر ایسے مشغلے کو بھی قیاس کریں گے جو خشوع اور حضور قلب میں رکاوٹ ہو۔ پس ایسی مشغولیت سے فارغ ہونا بہتر ہے۔ دوسری نمازوں کو بھی اسی پر قیاس کریں گے۔

۲۱۳: بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيْحُ

باب: قیامِ رمضان کا استحباب اور وہ تراویح ہے

۱۱۸۸ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۱۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے اگلے (پچھلے) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

تخريج: رواه البخارى فى صلاة التراويح و الصوم' باب من صام رمضان ايمانا واحتسابا والايمان و مسلم فى صلاة المسافرين' باب الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح

اَللُّغَاتُ: قام رمضان: عبادت سے اس کی رات کو زندہ کیا۔ ایماناً: ثواب کی تصدیق میں۔ احتساباً: خالص اللہ تعالیٰ کے

۱۱۸۹: وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام کی رغبت دلاتے تھے' بغیر اس کے کہ ان کو لازم طور پر حکم دیں۔ چنانچہ فرماتے جس نے رمضان میں قیام کیا' پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: رواه مسلم فى صلاة المسافرين' باب الترغيب فى قيام رمضان وهو التراويح

اَللُّغَاتُ: یرغب: ثواب کو یاد کر کے۔ بعزیمۃ: قطعیت اور وجوب کے ساتھ۔

فوائد: (۱) رمضان کی رات میں قیام کی تاکید کی گئی اور اس میں کثرتِ عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے گناہ صغیرہ' جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں' معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) نماز تراویح سے قیام رمضان حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ بیس رکعت دس سلام کے ساتھ ہے۔ تین رکعت وتر ان کے علاوہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو آٹھ رکعت پڑھا اور وتر کے علاوہ (البتہ آٹھ رکعت والی روایات میں

رمضان وغیر رمضان کے لفظ وارد ہیں اور غیر رمضان میں تراویح کا کوئی مطلب نہیں) بیس رکعت اور آٹھ رکعت پڑھ سکتا ہے۔ تراویح نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ طویل قیام کی وجہ سے ہر دو تسلیم کے بعد آرام کرتے ہیں۔ قیام رمضان کے لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور اس بات کو سب نے قبول کیا۔ کسی نے بھی انکار نہ کیا پس یہ بمنزلہ اجماع سکوتی ہو گیا۔ یہ اس لئے کیا کہ نبی اکرمؐ نے تین رات پڑھا۔ جب تیسری رات لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپؐ نے فرض ہو جانے کے خوف سے چھوڑ دیا۔

۲۱۴ :بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ اَرْجٰى لَيَالِيْهَا!

باب:لیلۃ القدر کی فضیلت اور اُس کا سب سے زیادہ اُمید والی رات ہونا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر:١] اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ۔ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ﴾ [الدخان:٣] الْاٰيَاتِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا۔'' (القدر)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔'' (الدخان)

حل الآیات: انزلناہ: یعنی قرآن کو اتارا۔ نزول: سے مراد اکٹھا لوح محفوظ سے بیت العزت میں سماء دنیا پر اس رات میں اتارا گیا۔ القدر جس میں امور کا انداز کیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت اتری جب بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جس نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہتھیار پہنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اپنے اعمال کو قلیل خیال کیا۔ انہیں ایک رات ایسی دے دی گئی جس میں عمل کو ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا گیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ رات اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ ﴿اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ.....اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾۔ لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ یفرق: فیصلہ کیا جاتا یا لکھا جاتا ہے۔ امرِ حکیم محکم امر محکم اس کو کہا جاتا ہے جس میں تبدیلی نہ ہو۔ مثلاً رزق اور اجل مقررہ۔

١١٩٠ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یقین اور اخلاص کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی صلاة التراويح و الايمان' فی الصوم' باب من صام رمضان ايمانا واحتسابا و مسلم فی صلوة المسافرين' باب الترغيب فی قيام الليل و هو التراويح۔

اللُّغَاتِ: معنی قام لیلة القدر: عبادت سے اس رات کو زندہ کیا۔ ایماناً و احتساباً: اس کے ثواب پر یقین کر کے اور اس کے قیام میں اخلاص برتتے ہوئے۔

فوائد: لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کی گئی اور اس کے قیام پر آمادہ کیا گیا اور اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے اور اس کے قیام کی فضیلت اس طرح بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے ادا کر کے اور فجر کی نماز کا اسی طرح پختہ ارادہ کرے۔

١١٩١ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ" ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

١١٩١: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں لیلۃ القدر آخر سات راتوں میں دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم سب کا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہو گیا جو تم میں سے اس کو تلاش کرے تو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہئے۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصیام' باب التماس لیلة القدر فی السبع الاواخر و مسلم فی صیام' باب لیلة القدر

اللغات: اروا: یہ روء یا سے ہے۔ یعنی نیند میں ان کو بتلایا گیا۔ یا اس رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا مہینے کے آخری سات دن ہیں۔ اری: میں دیکھتا ہوں' یہ رؤیت میں سے ہے۔ رؤیاکم: تمہارے خواب' کیونکہ وہ ایک خواب نہ تھا۔ تواطئت: موافق ہوئے اصل اس میں یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے پاؤں سے اپنے ساتھی کی جگہ کو روندے۔ متحریھا: تلاش مطلب میں محنت و کوشش

١١٩٢ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ : "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١١٩٢: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے ''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصیام' باب تحری لیلة القدر فی القدر من العشر الاواخر' باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر و مسلم فی الصیام' باب فضل لیلة القدر

اللغات: یجاورہ: آخری عشرے کا اعتکاف کرتا ہے جس کی ابتداء اکیسویں رات سے اور تکمیل مہینے کے اختتام پر ہوتی ہے۔

١١٩٣ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١١٩٣: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔'' (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی لیلة القدر' باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر و الاواخر

اللغات: فی الوتر: تاک راتوں میں مثلاً اکیسویں رات' تیسویں وغیرہ۔

فوائد: لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ رائج بات یہ ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے بعض علماء نے مختلف راتوں میں

اس سے منتقل ہونے کا قول کیا تا کہ مختلف احادیث کو جمع کیا جا سکے اور منتقل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک رمضان میں وہ ایک متعین رات میں ہوتی ہے اور دوسرے رمضان میں کسی اور متعین رات کے عشرے میں ہوتی ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان فرمایا کہ یہ معین رات میں ہمیشہ پائی جاتی ہے اگر چہ وہ مبہم ہے۔ (۲) اعتکاف کرنا اور آخر دس راتوں میں عبادت کرنا اسی امید سے ہے کہ وہ رات مل جائے اور یہی اس رات کے مبہم رکھنے کی حکمت ہے۔

١١٩٤ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْيَا اللَّيْلَ كُلَّهُ ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو تمام رات جاگتے اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے' خوب کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری و مسلم)

:رواه البخاری فی الصلوة التراویح' باب العمل فی عشر الاواخرین رمضان ومسلم فی الاعتكاف' باب الاجتهاد فی العشر الاواخرین من شهر رمضان

اللّغَاتْ: ایقظ اهله: ان کو عبادت میں قیام کے لئے اٹھایا۔ جد: پوری ہمت وطاقت خرچ کی تا کہ اللہ کی طاعت پورے طور پر ہو سکے۔ شدو المیزر: یہ چادر کو کہتے ہیں اور یہ عورتوں سے بہت زیادہ علیحدگی سے کنایہ ہے یا عبادت کے لئے کمر کسنے سے کنایہ ہے کہا جاتا ہے کہ میں نے اس کام کے لئے تیار کر لی۔

١١٩٥ : وَعَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ رَمَضَانَ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ ، وَفِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور مہینہ میں نہ کرتے اور اس کے آخری عشرہ میں اتنی محنت کرتے جو اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔'' (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الاعتكاف' باب الاجتهاد وفی العشر الاواخرین شهر رمضان

اللّغَاتْ: یجتھد: عبادت اور بھلائی کے کاموں میں آپ خوب محنت اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں خوب کوشش فرماتے۔

فوائد: (۱) بہت زیادہ نیکیاں اور بھلائیاں رمضان کے عام دنوں کرنی چاہئیں اور آخری عشرے میں خاص کر۔ (۲) آخری دس راتوں میں عبادت و دعا کے ساتھ جاگنا چاہئے اس امید سے کہ لیلۃ القدر میسر ہو جائے۔ (۳) آدمی کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو اعمال خیر پر آمادہ کرے اور قبولیت کے مواقع جو اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے ہیں ان میں اپنے آپ کو پیش پیش رکھے مثلاً رمضان کا آخری عشرہ۔ (۴) رمضان المبارک کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو آخری عشرے کو بقیہ رمضان پر حاصل ہے۔ (۵) اعتکاف پر آخری عشرہ رمضان میں آمادہ کیا گیا کیونکہ انہی دنوں کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

١١٩٦ : وَعَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

۱۱۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں نے عرض

اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا قَالَ : "قُوْلِىْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمائیں اگر مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں علم ہو جائے کہ وہ کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ ارشاد فرمایا: ''تم یوں کہو اے اللہ تو معاف کرنے والا' معافی کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرما۔'' (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الذکر و الدعاء' باب الی الدعاء افضل

اللغات: ارء یت: مجھے بتلاؤ۔ ای کا لفظ مبتداء ہے اس کی خبر لیلۃ القدر ہے اور یہ جملہ محل نصب میں علمت کا مفعول ہے۔ ای البلد علمت کا منصوب نہیں کیونکہ وہ اسم استفہام ہے اور یہ جملے کے شروع میں آتا ہے اور ما قبل اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ عفو : یہ عفو سے مبالغہ کا صیغہ ہے کہ اے اللہ آپ کی شان چھوٹے اور بڑے کو معاف کرنا ہے۔

فوائد: (۱) مسلمان کا اہم مقصد گناہوں سے پاک رہنا اور معصیتوں کے نتائج جن چیزوں سے برآمد ہوتے ہیں ان سے جدا ہونا ہوتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنے پر اور خاص طور پر مقبول اوقات میں اس پر اصرار کرنے پر برانگیختہ کیا گیا۔ مقبول اوقات میں سب سے زیادہ افضل لیلۃ القدر ہے۔ (۳) علماء نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات سینہ کھل جاتا ہے اور مسلمان اللہ کے ساتھ دلی اطمینان محسوس کرتا ہے اور یہ رات معتدل ہوتی ہے اور اس رات کی اور بھی کئی علامتیں ہیں مثلاً رات کا معتدل ہونا اور اس میں کسی بھی گھبراہٹ کا نہ ہونا۔

۲۱۵ :بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَخِصَالِ الْفِطْرَةِ

باب : مسواک اور فطرت کے خصائل

۱۱۹۷ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ - اَوْ عَلَى النَّاسِ - لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میری امت ...... یا لوگوں پر...... شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعہ' باب السواك يوم الجمعة و مسلم فی الطھارۃ' باب السواك

اللغات: لو لا ان اشق :لو لا اگر مشقت کے پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہوتا۔ لا سوتھم :امر وجوب کے لئے ہے ورنہ امر استحباب کے لئے تو پہلے سے ثابت ہے۔ بالسواك :مسواک کرنا یہ ساك يسوك سوكاً مسواک مارنا یہ سواک کا لفظ اس آلے پر بھی بولتے ہیں جس طرح کہ مسواک کا لفظ اس پر بولتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں دانتوں کو لکڑی یا کسی اور چیز سے ملنا تاکہ ان کے اوپر لگی ہوئی میل وغیرہ اتر جائے۔ مع کل صلاۃ : ہر نماز کا جب ارادہ کرلے۔

فوائد : (۱) نماز خواہ نفلی ہو یا فرضی ہو اس کے لئے مسواک افضل ہے۔ سنت طریقہ کی ادائیگی چیز کے ساتھ دانتوں کو ملنے سے پوری

ہو جائے گی۔ خواہ انگلی کیوں نہ ہو البتہ لکڑی کا استعمال دوسرے سے افضل ہے۔ ان میں بہتر وہ ہے جن کی خوشبو اچھی ہو اور پیغمبر ﷺ کی اتباع میں پیلو کے درخت کی شاخ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کا ذائقہ اور خوشبو دونوں عمدہ اور اس کا نرم ریشہ دانتوں کے درمیان والے حصے کو صاف کرتا ہے۔ (۲) مسواک کا حکم کی حکمت یہ ہے کہ منہ سے بدبو کا ازالہ ہو خاص طور پر اس لئے کہ اللہ کی ذات کی طرف اس نے متوجہ ہونا ہے اور ہمیں قرب کے تمام حالات میں طہارت کا حکم ملا ہے۔ پس اجتماعی آداب کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ ملاقات کے موقعہ پر کامل طہارت و نظافت ہی مناسب ہے تاکہ بدبو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے اور اس کے ساتھ ساتھ واضح صحت کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ منہ میں کھانے کے بچے ہوئے ذرّات جسم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسواک کے استعمال کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اطباء نے اس کے فوائد، منافع اور خواص طبعی اور صحی اپنی کتب میں ذکر کئے ہیں۔ (۳) اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کی نرمی اور امت پر شفقت اور ان کی ایسی باتوں کی طرف راہنمائی جن کے پیش نظر بہت فائدہ ظاہر ہو رہا ہو۔

۱۱۹۸ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الشَّوْصُ" : الدَّلْكُ۔

۱۱۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے، تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (بخاری و مسلم)

"الشَّوْصُ": ملنا۔

تخریج: : رواه البخاری فی الجمعة 'باب السواك يوم الجمعة' والوضوء والتهجد ومسلم فی الطهارة' باب السواك

فوائد : (۱) نیند سے اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے تاکہ منہ کے اندر جو بدبو پیدا ہو چکی وہ دُور ہو جائے۔

۱۱۹۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَآءَ اَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۹۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے آپؐ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رات میں جب چاہتا اٹھا دیتا۔ آپ مسواک کرتے اور پھر وضو فرما کر نماز پڑھتے۔'' (مسلم)

تخریج: :رواه مسلم فی الطهارة' باب السواك

اللغات :نعد: ہم تیار کرتے ہیں۔ طهوره :وضو والا پانی۔ فيبعثه :اللہ تعالیٰ آپ کو نیند سے بیدار کرتے ہیں۔ ما شاء ان يبعثه :ما مصدر یہ ظرفیہ ہے یعنی اٹھانے میں اللہ کی مشیت کا ہونا۔

فوائد : (۱) گزشتہ فوائد سمیت مزید یہ ہیں کہ وضو کے وقت مسواک مستحب ہے اور مضمضہ کے وقت افضل ہے۔ (۲) ازواج مطہرات کی توجہ اور حرص ان کاموں میں کس قدر زیادہ تھی کہ جو نبی اکرم ﷺ کے لئے اللہ کی اطاعت و عبادت میں ضروری تھے۔

۱۲۰۰ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ

۱۲۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِی السِّوَاكِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

نے فرمایا: ''میں نے تمہیں مسواک کے سلسلے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔'' (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الجمعة' باب السواك یوم الجمعة۔

اللغات: اكثرت عليكم :اس کے مطالبہ میں میں نے تم سے تکرار میں بہت مبالغہ اور ترغیب میں بہت ساری باتیں میں نے کہیں۔

فوائد : (۱) مسواک کو تمام حالات میں استعمال کرنے کی شدید ترغیب دلائی گئی۔

۱۲۰۱ :وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِیءٍ قَالَ :قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا :بِاَیِّ شَیْءٍ كَانَ يَبْدَاُ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ قَالَتْ : بِالسِّوَاكِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۰۱: شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلا کون سا کام کرتے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''مسواک کرتے۔'' (بخاری)

تخریج: رواه مسلم فی الطهارة' باب السواك۔

اللغات: :بای شئي : گھر میں آپؐ کس عادت کے ساتھ قیام طلب فرماتے تھے۔

فوائد : (۱) گھر میں داخلے کے وقت مسواک کرنا مستحب قرار دیا گیا تا کہ کثرتِ کلام کی وجہ سے منہ میں پیدا ہونے والی مہک دور کی جاسکے۔

۱۲۰۲ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰی لِسَانِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۲۰۲: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس حال میں کہ مسواک کا کنارہ آپ ﷺ کی زبان پر تھا۔ (بخاری ومسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی الوضوء' باب السواك و مسلم فی ابواب الطهارة' باب السواك۔

فوائد : (۱) زبان پر مسواک کا پھیرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک کو نیچے آدھے دانتوں کے درمیان رکھے پھر اس کو دائیں جانب پھیرے پھر اس کو اپنے بالائی دانتوں کی طرف لوٹائے پھر دوسری جانب والے آدھے دانتوں کی طرف لے جائے۔ پھر نچلے دانتوں کے کناروں پر گزارے پھر اوپر والے دانتوں کی طرف لے جائے جس طرح کہ پہلے گزرا۔ اس طرح مسواک کو اندر کی ... بھی پھیرے پھر اپنے حلق کی چھت پر پھر اپنے دانتوں پر۔

۱۲ ... :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ ...بِیَّ ﷺ قَالَ :"اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ

۱۲۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی

لِلرَّبِّ' رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهِ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ۔

رضامندی کا ذریعہ ہے۔'' (نسائی) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عمدہ سند کے ساتھ نقل کیا۔

تخریج : رواه النسائی فی الطهارة' باب الترغیب فی السواك و ابن خزیمة فی صحیحه کما مر و البخاری تعلیقاً فی الصیام۔

اللغات :**مطھرۃ** : طہارت کا سبب اور **مطھرۃ** :طہارت کا آلہ۔**رضاۃ** :اللہ کی رضامندی کا سبب۔

فوائد: (۱) مسواک منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے۔مزید یہ کہ اجتماعی اور انفرادی صحت کے فوائد پر مشتمل اور اللہ کی رضامندیوں کو حاصل کرنے کا راستہ ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ پاکیزہ مناجات حاصل ہوتی ہیں جن کو نماز کہا جاتا ہے' اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے حکم کی اطاعت اور رسول اللہؐ کے حکم کی پیروی ہے۔

۱۲۰٤ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ - اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ : اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ ' وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ ' وَقَصُّ الشَّارِبِ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:'' فطرت کے اعمال پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: (۱) ختنہ' (۲) زیر ناف بال صاف کرنا' (۳) ناخن کاٹنا' (۴) بغل کے بال اکھاڑنا' (۵) مونچھوں کے بال کٹوانا''۔ (بخاری و مسلم)

"اَلْاِسْتِحْدَادُ : حَلْقُ الْعَانَةِ وَهُوَ حَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِيْ حَوْلَ الْفَرْجِ۔

"اَلْاِسْتِحْدَادُ :زیر ناف بال صاف کرنا اور یہ وہ بال ہیں جو شرم گاہ کے اردگرد ہوتے ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی اللباس' باب قص الشارب و مسلم فی الطهارة' باب خصال الفطرة

اللغات : **الفطرة** : لغت میں بغیر کسی مثال کے کسی چیز کو ایجاد کرنا' بنانا اور ابتدا کرنا ہے مگر یہاں مراد وہ طبعیت ہے جس پر لوگوں کو بنایا گیا اور اس کے کرنے پر آمادہ کیا گیا۔بعض نے کہا اس سے مراد وہ پرانا طریقہ ہے جس کو سابقہ انبیاء نے پسند کیا اور قدیم شریعتیں سب اس پر متفق ہیں گویا کہ وہ ایک فطری چیز ہے۔**خمس** :خصال فطرت میں پانچ چیزیں ہیں یہاں فطرت مراد نہیں بلکہ خصالِ فطرۃ مراد ہے۔**الختان** : ختن کا مصدر ہے' جس کا معنی کاٹنا اور مراد اس سے چمڑے کو کاٹنا ہے جو ختنے میں کاٹا جاتا ہے۔ **الاستھداد** : زیر ناف بال کو صاف کرنا۔**استحد** لوہے کی چیز کو استعمال کرنا۔**تقلیم الاظفار** : یہ تقلم سے تفعیل کا وزن ہے اور اس کا معنی کاٹنا ہے۔**اظفار** :ظفر کی جمع ہے مراد اس سے انگلیوں کے گوشت سے بڑھنے والی ہڈی ہے۔**ننتف الابط** :اُگنے والے بالوں کو ہم اکھاڑتے ہیں۔

فوائد : یہ وہ پانچ خصلتیں ہیں جو قدیم سنت ہیں اور جن کو انبیاء نے اپنایا اور ان پانچوں پر قدیم شریعتیں متفق ہیں۔یہ وہ امور ہیں کہ جن کا تقاضا فطرتِ انسانی ہے۔

۱۲۰٥ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:

۱۲۰۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ : قَصُّ الشَّارِبِ ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ ، وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَآءِ ، وَقَصُّ الْاَظْفَارِ ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ ، وَنَتْفُ الْاِبِطِ ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ ، وَانْتِقَاصُ الْمَآءِ" قَالَ الرَّاوِیْ: وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ قَالَ وَكِيْعٌ وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ - اِنْتِقَاصُ الْمَآءِ: يَعْنِى الْاِسْتِنْجَاءَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: (۱) مونچھوں کا کاٹنا' (۲) داڑھی کا بڑھانا' (۳) مسواک کرنا' (۴) ناک میں پانی ڈالنا' (۵) ناخن کاٹنا' (۶) جوڑوں کو دھونا' (۷) بغل کے بال اکھاڑنا' (۸) زیر ناف بال مونڈھنا' (۹) استنجا کرنا' راوی نے کہا میں دسویں بھول گیا ہوں۔شاید کہ وہ کلی ہو۔

وکیع جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں اِنْتِقَاصُ الْمَآءِ کا معنی استنجا کرنا ہے۔(مسلم)

"الْبَرَاجِمِ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيْمِ- وَهِیَ :عُقَدُ الْاَصَابِعِ" اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ" مَعْنَاهُ: لَا يَقُصُّ مِنْهَا شَيْئًا۔

الْبَرَاجِمُ: با کی زبر اور جیم کی زیر کے ساتھ ہے' انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ :اس میں سے کچھ بھی نہیں کاٹتے تھے۔

تخریج: رواہ مسلم فی الطھارۃ' باب خصال الفطرۃ

اللُّغَاتُ :اعفاء اللحیہ :بالوں کو چھوڑنا اور لمبا کرنا یہ عفا الشئی سے بنا ہے جس کا معنی زیادہ اور کثیر ہونا ہے۔ **استنشاق الماء** : پانی کا ناک کے بالائی حصے تک پہنچانا۔یہ استنشاق ریح سے لیا گیا جب قوت کے ساتھ آدمی اس کو اوپر کھینچے۔ **الا ان تقول المضمضۃ** : بعض نے کہا کہ شاید پانچ کے ساتھ جن میں ختنے کا تذکرہ ہوا ہے وہ مراد ہے یہی اولیٰ ہے۔ **الاستنجاء** :نجاست کے اثر کو مخرج سے دھوکر یا پونچھ کر زائل کرنا۔یہ انجاء سے بنا ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے جیسے کہتے ہیں نجامن الامر یعنی خلص منہ یعنی چھوٹ گیا۔

۱۲۰۶ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''مونچھیں کٹواؤ اور داڑھی بڑھاؤ''۔(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس' باب اعفاء اللحی بلفظ انھکوا الشوارب و اعفواء حفوا اللحی و مسلم فی الطھارۃ' باب خصال الفطرۃ۔

اللُّغَاتُ :اعفواء الشوارب : یعنی اس کے اکرام کے ساتھ کاٹنے میں مبالغہ کرو۔یہ عفاؤ کے لفظ سے لیا گیا ہے جس کا معنی اکرام واہتمام میں مبالغہ کرنا ہے۔

فوائد: پس پورے امور کی شرعی حیثیت ذکر کی گئی اوران کو لازم کرنے پر برانگیختہ کیا گیا۔احکام درج ذیل ہیں:

(۱) مسواک: اس کے بارے میں مفصل بات پہلے گزری۔ (۲) مضمضہ اور استنشاق اوران میں مبالغہ کرنا: یہ وضو اور غسل دونوں

میں مطلوب ہیں اور ضرورت کے وقت نظافت کا تقاضا ہے۔ (۳) انگلیوں کی گرہوں کا دھونا: یعنی انگلیوں کے دھونے میں اس طرح مبالغہ کرنا کہ ان کے جوڑوں میں جمع ہونے والی میل بھی دور ہو جائے اور ان میں بدن کے وہ جوڑ بھی شامل ہیں جن میں میل کچیل جمع ہو جاتی ہے جیسے کانوں کے موڑ' کان کا اندرونی سوراخ وغیرہ۔ نظافت کے لئے غسل کے وقت ان کی صفائی کا اہتمام مستحب ہے۔ (۴) استنجاء: نماز کا جب ارادہ کیا جائے تو یہ واجب ہے۔ اسی طرح جب نجاست پھیل جائے اور اپنی جگہ یعنی مخرج سے تجاوز کر جائے تو اس وقت بھی واجب ہے افضل یہ ہے کہ اس کو پاخانہ اور پیشاپ کے وقت کیا جائے۔ یہ استنجاء نجاست کا اثر پانی کے ساتھ زائل کرنے سے یا اسی طرح ہر وہ پاک چیز جو نجاست کو اکھاڑنے والا ہو اس کے استعمال کرنے سے مثلاً پتھر اور کاغذ وغیرہ اس سے بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ پہلے نجاست کو پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے دور کرے۔ پھر میل نجاست کو پانی سے دھو ڈالے اس میں پانی کے علاوہ کسی دوسری چیز پر اکتفاء کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ نجاست اس چیز کے ساتھ زائل کرنے سے پہلے خشک نہ ہو چکی ہو اور نہ ہی اپنے میل سے نکلنے کے بعد کسی اور طرف منتقل ہوا اور متجاوز ہو چکی ہو۔ بلکہ اپنی جگہ پر ہی ہو۔ (۵) ختنہ: یہ قدیم سنت ہے بخاری میں رسول اللہؐ کا ارشاد موجود ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں جب ختنے کا حکم آیا تو کلہاڑی کے ساتھ اپنا ختنہ کیا۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے شوافعہ ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ (۶) زیر ناف اور زیر بغل بالوں کا ازالہ: یہ سنت دونوں کو مونڈنے اور یا اکھاڑنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ افضل یہ ہے کہ ضرورت کے وقت سے ان کو مؤخر نہ کیا جائے۔ چالیس دن سے زیادہ تاخیر مکروہ ہے۔ (۷) ناخنوں کا کاٹنا: ان کو اس وقت کاٹے جب انگلی کے پور سے لمبے ہو جائیں کیونکہ ان کے نیچے میل جمع ہوتی رہتی ہے جو گندگی کا سبب بنتی ہے۔ طہارت میں اس حصہ کا دھونا فرض ہے جبکہ ناخنوں کا بڑھنا اس حصے تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث ہے کیونکہ ان کے نیچے والا حصہ وضو اور غسل دونوں میں دھونا فرض ہے۔ (۸) مونچھوں کا کاٹنا: یہ سنت ہے اور مراد اس کاٹنے سے یہ ہے کہ جو مونچھیں لمبی ہو جائیں ان کو اتنا کاٹا جائے کہ وہ اوپر والے ہونٹ کی سرخی ظاہر ہو جائے بعض نے مکمل طور پر اس کے مونڈنے کو اختیار کیا ہے اور حکمت ان کے کاٹنے یا مونڈنے اور صحیح کرنے میں نظافت کے ساتھ ساتھ خوبصورتی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ (۹) داڑھی کا چھوڑنا: شوافع کے نزدیک چھوڑنا سنت ہے اور دوسروں کے نزدیک واجب ہے اس میں سنت یہ ہے کہ لمبائی میں ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹا جائے اور چوڑائی میں جو اس سے باہر نکلنے والے ہوں اور اس کو پراگندہ حالت میں لٹکا ہوا چھوڑنا تاکہ اس سے زہد ظاہر ہو مکروہ ہے اور اپنے نفس یعنی اپنے آپ کا خیال نہ کرنا۔ (۱۰) اسلام نے نظافت و ستھرائی پر بہت زیادہ ابھارا اور جو چیز نفرت اور دوری کا باعث ہے اس سے بچنے کا حکم دیا۔ (۱۱) اسلام دین فطرت ہے جس کو شریف نفس قبول کرنے والے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں۔

۲۱۶ :بَابُ تَاْكِيْدِ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

باب: زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [البقرة:٤٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔'' (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور نہیں ان کو حکم دیا گیا' مگر اس بات کا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں' اس کے لئے پکار کو خالص

حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة:٥]وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ [التوبة:١٠٣]

کرتے ہوئے یک سوہوکراورنماز کو قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ یہی مضبوط دین ہے۔'' (البینہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لو اوران کو پاک کرواوراس کے ذریعے ان کا تزکیہ کرو۔'' (التوبۃ)

حل الآیات :اقیموا الصلوۃ : نماز کواس کے اوقات میں ادا کرو۔اس طرح کہ اس کے ارکان صحیح ہوں اوراس کی شرطیں پوری ہوں۔اتوا الزکوٰۃ :زکوۃ دو' نماز اور زکوۃ کو اس آیت اور دوسری آیت میں اکٹھا کر کے ان کے کامل اتصال کی طرف اشارہ فرمایا۔حنفاء : ہر باطل دین سے ہٹ کر سچے دین پر قائم رہنے والے۔ دین القیمۃ :مستقیم شریعت' یا دین ملت۔تطھرھم : گناہوں اوررزائل بخل سے تم ان کو پاک کرتے ہو۔وتزکیھم بھا :تزکیہ اصل میں تطہیر کو ہی کہتے ہیں۔صدقہ کرنے والوں کو جو ترقی تطہیر کے نتیجے میں مخلص مؤمنوں کے درجات میں حاصل ہوتی ہے وہ یہاں مراد ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:الصدقۃ برھان : صدقہ ایمان کی سچائی اوراخلاص کی دلیل ہے۔

١٢٠٧ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ :شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ ، وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔(۲) نماز کا قائم کرنا۔(۳) زکوۃ ادا کرنا۔(۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔(۵) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان' باب دعاء کم ایمان کم و مسلم فی کتاب الایمان ' باب بیان ارکان الاسلام

اللغات :بنیی : بنیادرکھی گئی۔علی خمس :یعنی پانچ بنیادوں یاارکان پراور علیٰ بمعنی من ہے۔ایتاء الزکوٰۃ : مال داروں کے مال میں سے مستحقین فقراء کوفرضی حصہ دینا۔

فوائد : (۱) زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے جو آدمی نصاب کا مالک ہواس پر سال گزر جائے اس پر زکوۃ لازم ہوتی ہے۔اس حدیث کی تشریح باب الامر بالمحافظۃ علی الصلوات المکتوبات رقم ۱۰۷۵ میں گزر چکی۔

١٢٠٨ :وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا

۱۲۰۸: حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اہل نجد میں سے آیا جس کے بال پراگندہ تھے۔ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنتے تھے مگر ہم نہیں

نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ " قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: "لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ" قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ : "لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ" قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فَقَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ : "لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ" فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ : وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا۔ پس وہ آپؐ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ پس آپ نے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفلی نماز پڑھے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے مہینے کے روزے''۔ پھر اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا' اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں' مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ کرے۔ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس مڑا۔ اللہ کی قسم میں اس سے نہ اضافہ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے سچ کہا تو وہ کامیاب ہو گیا۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج : رواه البخاري في الايمان ' باب الزكاة من الاسلام و الصوم ' باب وجوب صوم رمضان و الشهادات وغيرها ومسلم في الايمان ' باب بيان الصلوات النبي هي احد اركان الاسلام۔

اللغات : جاء رجل : سیوطی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ضمام بن ثعلبہ ہیں۔ ثائر الرأس : سر کے بال بکھرے ہوئے۔ نسمع دوی صوته : ہم سخت آواز سنتے تھے جو سمجھ نہ آتی تھی۔ خطابی کہتے ہیں کہ ادوی : ایسی بلند پے در پے آواز جو سمجھ میں نہ آئے۔ وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دور سے آواز دی۔ دنا : کا معنی قریب ہوا۔ الا ان تطوع : یہ اصل میں تتطوع ہے دو تاء ہیں۔ ایک تاء کو طا کے اندر مدغم کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے کچھ نفلوں کا اضافہ کرلو۔ ادبر : وہ اس مقام سے دور ہوا۔ افلح ان صدق : یعنی کامیاب ہوا اور نجات پائی اگر اس نے سچ کہا۔ نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ اس کے لئے فلاح کو اس لئے ثابت کیا کیونکہ اس نے اس چیز کو ادا کیا جو اس کے ذمہ واجب تھا اور ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہی مفلح ہوتا ہے کیونکہ جب وہ واجب کو ادا کرنے سے ہی کامیاب بن گیا تو واجب مستحب ادا کرنے سے وہ بدرجہ اولیٰ مفلح کامیاب بنے گا۔

فوائد : (۱) اللہ کی طرف دعوت اور تعلیم دینے کا آنحضرت ﷺ کی حکیمانہ ترکیب ظاہر ہوتی ہے اور ارکان اسلام کے سلسلہ میں لوگوں کو ایسی واضح تعلیم دی جو ہر قسم کی پیچیدگی سے خالی تھی۔ اسی لئے تو وہ تعلیم انسان کو کفر سے نکال کر چند لمحات میں ایمان میں داخل کرنے دینے والی تھی۔ (۲) یہ ارکان اسلام میں بھی مؤثر ہیں اور ان میں سستی کرنا اسلام سے نکلنے تک پہنچا دیتا ہے یا کم از کم ایمان میں اضافہ سے اس کو خارج کر دیتا ہے۔ (۳) اسلام عقیدے اور عمل دونوں چیزوں کا نام ہے بغیر ایمان کے کوئی عمل مقبول نہیں جس طرح کہ عمل کے بغیر کوئی ایمان کا وجود نہیں۔

۱۲۰۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : "اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''تم ان کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی دعوت دو۔ اگر وہ تیری بات مان لیں تو پھر ان کو اس کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کرلیں تو ان کو اس بات کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے غرباء کو لوٹا دی جائے گی۔'' (بخاری ومسلم)

تخريج : رواه البخاری فی الزكاة 'باب وجوب الزكاة و مسلم فی كتاب الايمان ' باب الدعاء الى الشهادتين و شرائع الاسلام

اللغات : **بعث بعضهم** :حضرت معاذ بن جبلؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں۔ آنحضرت نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور بعض اصحاب کو معلم اور قاضی بنا کر۔ **افترض** :فرض کیا اور فعل کے صیغے میں افتر کے صیغے تک اور فعل کا صیغہ افتعل کی طرف عدول کر گیا تا کہ فرض چیز کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا جا سکے **ترد الى فقراء هم** :علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ صرف ان پر اکتفا کیا۔ اسکے باوجود کہ زکوٰۃ کے مستحقین کی تمام قسمیں آیت میں مذکور ہیں۔ **انما الصدقت**: اسلئے کہ فقراء کا اغنیاء سے تقابل کیا گیا اور اسلئے بھی کہ فقراء زیادہ ہیں اور اضافت کا تقاضا یہ ہے کہ کافر کو زکوٰۃ دینا ممنوع ہے۔

فوائد : (۱) اسلام کی طرف دعوت میں تدریجی صورت اختیار کی گئی اور ایک کے بعد دوسرے رکن کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا تا کہ لوگ اکٹھے بیان کرنے کی وجہ سے ان کی کثرت دیکھ کر نفرت نہ کرنے لگ جائیں۔ سب سے پہلی چیز جس کا دعوت میں بیان کرنا ضروری ہے وہ توحید ہے کیونکہ وہ دین کی جڑ ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کئے بغیر کوئی چیز بھی درست نہیں۔ (۲) اس حدیث کی تشریح **باب المحافظة على الصلوات المكتوبات** میں گزر چکی۔

۱۲۱۰ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ، فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ

۱۲۱۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں' یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں' زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو محفوظ کرلیا مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے

وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سپرد ہے۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الایمان' باب فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوٰة فخلوا سبيلهم وغيره و مسلم فی كتاب الايمان' باب الامر يقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله۔

اللغات: ان اقاتل: یعنی کافروں سے میں لڑوں نہ کہ اہل ذمہ دار جوان کے ساتھ ملحق ہیں۔ **عصموا**: انہوں نے روک دیا اور محفوظ کرلیا۔ **الا بحق الاسلام**: یعنی اسلام کے احکامات کو نافذ کرنے کے لئے ان لوگوں پر جنہوں نے حدود اللہ میں سے کسی حد کا ارتکاب کیا مثلاً قصاص' شادی شدہ ہوکر زنا یا ارتداد۔

فوائد: (۱) دشمن کے ساتھ جہاد اس وقت تک کیا جائے گا جب تک کہ وہ اسلام کے شعائر اور اس کے بنیادی ارکان کا اعلان کریں یا اس کے نظام کے تابع ہو جائیں۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی شعائر میں سے ہے اور ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

۱۲۱۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ : وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ، فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ - وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ : فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِّلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ کیسے ان لوگوں سے لڑیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں جس نے یہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی' مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا'' اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا' جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ بیشک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اونٹ کو باندھنے والی رسّی' جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے' وہ بھی روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔'' عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا:'' اللہ کی قسم زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو قتال کے لئے کھول دیا ہے' پس میں نے جان لیا کہ وہی حق ہے۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الزكوٰة' باب وجوب الزكاة ومسلم فی كتاب الايمان' باب الامر يقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله

اللغات: ابوبکر: ان کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ ہے ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں اور اسی طرح فاروق اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بھی۔ کفر :یعنی مرتد ہوا۔ فرق بین الصلوۃ و الزکوٰۃ :یعنی ان دونوں میں سے ایک کے وجوب کا انکار کیا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے کرنے خود کو باز رکھا یا رُک گیا۔ عقال : وہ رسّی جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں عناقا و جدیا یعنی بھیڑ بکری کا بچہ مذکور ہے۔

فوائد : (۱) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قتالِ مرتدین کے سلسلہ میں سچا عزم اور نماز و زکوٰۃ کے سلسلے میں فرق کرنے والے کے متعلق ان کی گہری سمجھ ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے قتال اور اس کے منکرین کی تکفیر اسلئے کی جائے گی کیونکہ اس کا ضروریاتِ دین میں سے ہونا مشہور ہے۔ (۳) قیامت کے دن سب سے پہلا مطالبہ مؤمن سے نماز کا ہوگا کہ وہ بدنی عبادت ہے پھر زکوٰۃ کا کیونکہ وہ مالی عبادت ہے۔ (۴) اترنے والے مصائب میں اجتہاد اور مناظرہ اور حق کی طرف رجوع کر لینا چاہئے۔

۱۲۱۲ :وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ :اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ قَالَ :"تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکَاۃَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۱۲: حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ''مجھے ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے''۔ آپؐ نے فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر' نماز کو قائم کر' زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الزکوٰۃ' باب وجوب الزکاۃ و مسلم فی کتاب الایمان' باب بیان الایمان الذی یدخل الجنہ۔

اللغات :تصل الرحم :یعنی رشتہ داروں کے ساتھ تو صدقات اور معاونت کے ساتھ میل جول رکھے۔

فوائد : (۱) مذکورہ سارے معاملات کی نگہبانی کرنا مؤمن کے درجے کو جنت میں بڑھا دیتا ہے۔ (۲) صلہ رحمی پر آمادہ کیا گیا۔

۱۲۱۳ :وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللّٰہَ لَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ ، وَتُؤْتِی الزَّکَاۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ" قَالَ :وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا - فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ :"مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلا دیں کہ جسے میں جب کرلوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور تو نماز کو قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا ''مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس پر اضافہ نہ کروں گا۔'' جب وہ مڑ کر چل دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو پسند کرے کہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھ لے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الزکاۃ' باب وجوب الزکاۃ و مسلم فی کتاب الایمان' باب الایمان الذی یدخل بہ

الجنة۔

اللغات : **و الذی نفسی بیده** : یعنی اس کی قدرت کے ساتھ یا اس کے ہاتھ میں ہے اور ہم اس ہاتھ کی حقیقت کو نہیں پہچانتے۔ **ولی** : پیٹھ موڑی۔ **الی رجل من اهل المدينه** : یہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے اس دیہاتی کو خوش خبری دی گئی ہے۔ علامہ برماوی کہتے ہیں کہ اس میں یہ فرمایا گیا کہ جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہو' دس سے زیادہ ہیں جیسا کہ روایت حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور ان کی والدہ اور ان کی دادی کے بارے میں منقول ہے اور ازواج مطہرات کے بارے میں موجود ہے اس لئے عشرہ والی بشارت کو ایک طرف بشارت پر محمول کیا جائے گا۔ یا **بشره** کے لفظ سے یا دس سے مراد ایسا عدد ہے جس میں زائد کے مل جانے کی نفی نہیں ہے۔ یعنی مطلقاً کثرت مراد ہے۔

فوائد : (۱) نبی اکرم ﷺ نئے نئے دیہاتیوں کے مسلمان ہونے پر ان کو صرف واجبات کے کرنے کی تلقین فرماتے۔ طبرانی کہتے ہیں یہ اور اسی قسم کی حدیث میں خطاب ان دیہاتیوں سے کیا گیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان سے واجبات کی ادائیگی پر اکتفا کیا گیا تا کہ ان پر بوجھل نہ ہو جس سے وہ اکتا جائیں۔ جب ان کے سینے دین کی سمجھ کے لئے کھل جائیں گے اور دینی مستحباب سے ثواب حاصل کرنے کی حرص پیدا ہو گی تو ان پر لازم کر دی جائیں گی۔

۱۲۱٤ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۴: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز کے قائم کرنے' زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر کی۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الزکاة' باب البیعة علی ایتاء الزکاة و مسلم فی کتاب الایمان' باب بیان ان الدین النصیحة۔

اللغات : **بایعت** : میں نے معاہدہ کیا اس کو میں نے لازم پکڑا۔ **والنصح لكل مسلم** : ہر مسلمان کے لئے نصیحت۔ نصیحت **نصح** سے ہے اور وہ خلوص کو کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ کہتے ہیں **نصح الاصل**' جب کہ موم سے اس کو الگ کر لیا جائے اور نصیحت شرعی لحاظ سے یہ ہے جس آدمی کو نصیحت کی جائے اس کے متعلق خیر کا ارادہ اور بھلائی کی طرف اس کی رہنمائی کی جائے۔

فوائد : (۱) تمام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہئے۔ (۲) دین کا اطلاق عمل پر بھی ہوتا کیونکہ آپ نے فرمایا: **الدين النصيحه**۔ (۳) اس حدیث میں نماز اور زکوٰۃ دو ارکان پر زیادہ شہرت کی وجہ سے اکتفا کیا۔ حدیث میں ایسے الفاظ بھی ہیں جو عموم کو فائدہ دیتے ہیں اور تمام ارکان کو شامل ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی اس شرط پر بیعت کی کہ آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ پس آپ نے مجھے تلقین فرمائی کہ جس حد تک تم طاقت رکھتے ہو۔ (اس حد تک اطاعت کرو) اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی برتو۔ اس حدیث کی شرح' **باب النصيحه رقم ۲/ ۱۸۳**

۱۲۱۵ : وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۲۱۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِيَ عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ ' وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْ فَرَمَّا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا ' وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِعَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: "اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ:

سونے چاندی کا مالک ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کا دن سونے اور چاندی کے آگ کے تختے بنا کر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اُس کے ساتھ اِس کے پہلو' پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ لوٹا کر جہنم میں گرم کیا جائے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے پھر وہ جنت یا جہنم کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اونٹوں کے بارے میں فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اونٹوں کا مالک جو ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ پانی کے گھاٹ پر باری کے دن ان کا دودھ دوھ کر ضرورت مندوں میں بانٹ دیا جائے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو چٹیل میدان میں اس کو منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے اونٹوں میں سے ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور وہ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور منہ سے اس کو کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا حصہ گزر جائے گا تو پچھلوں کو اس پر لوٹایا جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر وہ اپنا جنت یا جہنم کی طرف کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گائے اور بکریوں کے بارے میں؟ فرمایا: ''جو بکریوں اور گایوں کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک چٹیل میدان میں اس کو منہ کے بل گرا دیا جائے گا اور وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور ان میں کوئی بھی نہ مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی (بلکہ سب سینگوں والی ہوں گی) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر جائے گا تو آخر تک اس کو لوٹایا (یعنی بار بار) جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر وہ جنت

هِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ ، وَهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ - فَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَآءً وَّفَخْرًا وَّنِوَآءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهٗ وِزْرٌ ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهٗ سِتْرٌ ، وَاَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدُ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَّكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا اَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ آثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: "مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔'' عرض کیا گیا یا رسول اللہ گھوڑوں کے بارے میں فرمائیں؟ فرمایا ''گھوڑے تین قسم کے ہیں (۱) جو آدمی پر بوجھ ہیں۔(۲) جو آدمی کیلئے پردہ ہیں (۳) جو آدمی کیلئے اجر ہیں۔ان میں سے بوجھ وہ ہیں جن کو اس نے دکھاوے اور فخر اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے کیلئے باندھا ہے۔(۲) وہ گھوڑے اس کیلئے پردہ ہیں جن کو اس نے اللہ کی راہ میں باندھا۔ پھر اللہ کا حق اُن کے متعلق نہ بھلایا وہ سواری کے طور پر اس کیلئے پردہ ہیں (۳) اور وہ گھوڑے اجر ہیں جو اس نے مسلمانوں کیلئے کسی چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھے ہیں۔وہ اس چراگاہ یا باغ میں سے جو چیز بھی کھاتے ہے تو ان کے کھانے کی تعداد کے برابر اور اس کیلئے ان کے گوبر اور پیشاپ کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی رسّی نہیں تڑاتے کہ جس سے کسی ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر وہ چڑھیں تو اس کے بدلے میں بھی اللہ ان کے قدموں کے نشانات اور گوبر کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کا مالک جس نہر کے پاس سے لے کر ان کو گزرتا ہے اور وہ ان کا پانی پیتے ہیں۔خواہ مالک ان کو نہ پلانا چاہے تو اللہ اس کے بدلے میں بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گدھے کے بارے؟ فرمایا: ''گدھے کے متعلق کوئی حکم مجھ پر نہیں اتارا گیا مگر یہ کہ یہ خاص آیت جو جامع ہے کہ جو آدمی کوئی ذرّہ بھر نیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الزکاۃ' باب اثم مانع الزکاۃ مختصراً و مسلم فی کتاب الزکاۃ' باب اثم مانع الزکاۃ

اللغات: لایؤدی منھا حقھا :یعنی اس میں سے واجب حق یعنی زکوۃ۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ﴾ وہ لوگ جن کے مال میں مقررہ حق ہے۔ **صفحت له صفائح** :یعنی اس کو چپٹا کیا جائے گا۔ **صفائح صفیحة** کی جمع ہے لوہے سے جو چادر ڈالی جائے۔ **فاحمی علیها** :اس پر آگ جلائی جائے گی۔یہاں تک کہ وہ خود آگ کی طرح اور سخت گرم ہو جائے گی۔ **اعیدت لها** :گرم اور تپتے ہوئے اس پر لوٹ آیا مراد اس سے ہمیشہ کی سزا اور اس لوہے کی چادر میں حرارت کی شدت کا ہمیشہ رہنا ہے۔ **فالابل** :یعنی اونٹوں کا کیا حکم ہے کیونکہ ہم سونے چاندی کا حکم تو معلوم کر چکے۔ **یوم وردها** :یعنی ان کے گھاٹ پر

آنے کے دن۔تا کہ ان کا دودھ دوھیا جائے اور آنے جانے والوں کو ان کا دودھ پلایا جائے۔**بطح** :کا معنی چہرے کے بل ڈالا جائے گا لغت میں کھینچنے اور دراز کرنے کے معنی میں ہے' اور جائز ہے کہ یہ پشت یا چہرے کے بل ہو اور یہ تفسیر بخاری کی روایت کے ساتھ موافق ہے۔**تخیط وجهه باخافها** :وہ اس کے چہرے کو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔**بقاء قرقر** :وسیع اور برابر صحرا۔**فصیلاً** : اونٹنی کا بچہ اس کے بعد اس کی ماں سے جدا کر دیا جائے۔**عقصار** :جن کے سینگ گولائی میں لپٹے ہوئے ہوں۔**جلحاء** :جس بکری کے سینگ نہ ہوں **عضباء** :ٹوٹے ہوئے سینگ والی' مقصد یہ ہے کہ وہ گائے اور بکری جس کے سینگ سلامت ہوں۔ان کو بڑا کر دیا جائے گا جس سے وہ ان کو سزا دیں گے۔**باظلافها** :کا معنی اپنے کھروں کے ذریعے۔اس سے مراد گائے' بکری اور ہرن کے کھر ہیں اور اونٹ کے لئے خف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔**لرجل وزر** :آدمی کو گناہ ہو گا۔**و لرجل ستر** :یعنی اس کی وجہ سے اس کی تنگ دستی اور فقر چھپی رہے گی۔**ونواءً** :دشمنی اور لڑائی کے لئے۔**مرج**: کا معنی وہ زمین جس میں نباتات اور گھاس ہو۔**الا کتب له عدد ما اکلت حسنات** :یعنی ملائکہ نیکی کے صحیفہ میں اس مقدار سے نیکیاں لکھتے ہیں جتنی دیر گھوڑا چراگاہ سے نباتات چرتا ہے۔**لاتقطع طولها** :اس لمبی رسی کو کہا جاتا ہے جس کی ایک طرف کیلے وغیرہ میں باندھی جاتی ہے اور دوسری طرف رسی گھوڑے کی اگلی یا پچھلی ٹانگ میں باندھی جاتی ہے تا کہ وہ اس میں گھومے اور اس کے اردگرد چرے۔**حمر** :جمع حمار کی گدھا۔**الفاذة** :کا معنی اپنے معنی میں منفرد ہے۔**الجامعة** :جو بھلائی کے تمام ابواب پر مشتمل ہے۔سورۃ الزلزال آیت ۵ **مثقال ذرة** چھوٹی چیونٹی کے وزن کے برابر یا ذرّے کی کسی چیز کے برابر۔

فوائد : (۱) زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے ڈرایا گیا اور بخلاء اور زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کا انجام ذکر کیا گیا کہ وہ قیامت کے ان ہی مالوں اور چوپائیوں کے ذریعے عذاب دیئے جائیں گے جن کی زکوٰۃ سے انہوں نے منع کیا تا کہ وہ ان کے لئے حسرت کا باعث ہو۔

۲۱۷ :بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

باب: رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ' وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ' وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا ' اَوْ عَلٰى سَفَرٍ ' فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ [البقرة:۱۸۳] الْاٰيَةَ.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے۔جس طرح کہ ان لوگوں پر فرض ہوئے جو تم سے پہلے ہوئے ......الی قولہ تعالیٰ......رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا گیا ہے۔جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل اور معجزات پس جو شخص تم میں سے رمضان پالے۔پس چاہئے کہ وہ اس کا روزہ رکھے اور جو بیماری یا سفر کی حالت میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے''۔

حل الآیات: کتب کا معنی فرض کئے گئے۔ الصیام: لغت میں رک جانا اور شرح میں طلوع صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک خاص نیت کے ساتھ مفترات سے بچنا۔ یہ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔ کما کتب علی الذین من قبلکم: یعنی تمہاری طرح یہ انبیاء اور دوسری امتوں پر آدم علیہ السلام سے لے کر تمہارے زمانے تک فرض کئے گئے تھے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ تشبیہ مطلق روزے میں ہے مقدار اور زمانے میں نہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِی الْبَابِ الَّذِیْ قَبْلَہٗ۔

احادیث کچھ سابقہ باب میں گزر چکی ہوں۔

۱۲۱۶ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ "کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ - وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ : اِنِّیْ صَآئِمٌ - وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْکِ - لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ - وَھٰذَا لَفْظُ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ : "یَتْرُکُ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ ، وَشَھْوَتَہٗ مِنْ اَجْلِیْ ، اَلصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ، وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ - قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : "اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اُجْزِیْ بِہٖ: یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ - لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ ، وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فِیْہِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْکِ"

۱۲۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جل شانہ فرماتے ہیں آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے کہہ دے۔ بے شک میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے کہ محمد (ﷺ) کی جان جس کے قبضہ میں ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے: ایک روزہ افطار کے وقت اور جب اپنے رب سے ملے گا تو خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں اس کی دوسری روایت ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ روزہ دار اپنا کھانا' پینا اور خواہش میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مگر روزہ پس یہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار نے اپنی شہوت اور کھانا میری خاطر چھوڑا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں میسر ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ البتہ اس میں منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصیام' باب وجوب صوم رمضان و مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل

الصیام۔

اللغات :الا الصوم فانه لی :یعنی میرے ساتھ اس میں کوئی اور شریک نہیں۔انا اجری به :میں بذات خود اس کا اجر دینے کی ذمہ داری لوں گا کسی دوسرے کے سپرد نہ کروں گا۔الصوم جنة :جنة ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ڈھانپے روزے کا جنہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شہوات سے بچاوے کا سبب ہے اس لئے آگ سے بھی یہ بچاوا ہے کیونکہ آگ شہوات سے گھری ہوئی ہے۔فلا یرفث :رفث سے مراد اس حدیث میں فحش اور ردی کلام ہے۔ولا یصخب :وہ صحیح نہ ہوگا اور اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی۔ لخلوف :منہ کے اندر روزے کی وجہ سے مہک کا بدلنا۔

فوائد : (۱) روزے کی فضیلت بیان کی گئی۔روزے کے آداب میں سے یہ ہے روزہ رکھنے والا آدمی گناہ سے محفوظ رہتا ہے اور آخرت میں عذاب سے بچا لیا جاتا ہے۔(۲) روزے کے آداب میں سے یہ ہے کہ بے حیائی کی گفتگو نہ کرے اور لوگوں کو ایذاء دینے پر صبر کرے۔(۳) اور ان کی زیادتی کے مقابلہ میں صبر و احسان سے کام لے۔(۴) منہ کی بو کی وجہ سے روزہ اللہ کی بارگاہ میں خوشبو والا اور روزے دار کو خوش کرنے والا ہے۔

۱۲۱۷ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ :يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ ، وَمِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا؟فَقَالَ : نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۷:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اس کو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔پس جو نماز والوں میں سے ہوگا اس کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا اس کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب ریان سے بلایا جائے گا جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اس کو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جس کو ان دروازوں میں سے کسی سے پکارا جائے' اس کو تو کچھ نقصان نہیں۔کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ہاں! مجھے امید ہے کہ تو انہیں میں سے ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الصوم' باب الریان الصائمین وغیرہ و مسلم فی کتاب الزکاۃ' باب من جمع لصدقة و اعمال البر۔

اللغات :زوجین :جوڑا بعض روایات میں و مازوجان کے لفظ بھی ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ دو گھوڑے' دو بچھڑے یا دو اونٹ

اور ممکن ہے کہ یہ روایت تمام اعمال خیر میں ہو جیسے دو نمازیں یا دو دن کے روزے یا ایک صدقہ دوسرے صدقے کے ساتھ ملانا۔ الزوج: قسم۔الریان :فعلان کے وزن پر ہے اور ری سے بنا ہے۔ عطشان :یعنی پیاس اس کا عکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ دنیا میں اپنے آپ کو پیاسا رکھنے کے باعث جنت کے باب الریان سے داخل کئے جائیں گے تا کہ جنت میں پہنچنے سے پہلے وہ پیاس سے محفوظ رہیں۔ من ضرورة :یعنی کمی یا نقصان کیونکہ وہ انتہا جس تک وہ پہنچے گا وہ دخولِ جنت ہے۔ ارجوا ان تکون منهم : مجھے توقع ہے علماء نے فرمایا۔ پیغمبر ﷺ کا اللہ سے امید کرنے کا مطلب واقعہ ہونا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں ارجوا کا لفظ بطور ادبِ الٰہی کے کہا۔

فوائد : ابوبکر کی فضیلت ذکر کی گئی کہ نیکی کے تمام اعمال اس کے لئے جمع ہیں۔ اسی لئے ان کی شرف وعظمت کے پیش نظر ان کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جا رہا ہے۔ (۲) انسان کے منہ پر تعریف اس وقت جائز ہے جب کہ اس کے بارے میں خود پسندی کا خطرہ نہ ہو۔

۱۲۱۸ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّآئِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۸: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے' جس کو ریّان کہا جاتا ہے' اس سے روزہ دار قیامت کے دن داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو چکیں گے تو اس کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصوم' باب الریان لا صائمین و مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل الصیام۔

فوائد : (۱) روزہ داروں کی فضیلت اور قیامت کے دن تمام مخلوق سے ان کا بڑھ جانا۔

۱۲۱۹ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الجهاد و السیر' باب فضل الصوم فی سبیل الله۔ و مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل الصیام فی سبیل الله لمن یطیقة۔

اللغات :ما من عبدٍ :یعنی مکلف' مکلف یہ مرد عورت آزاد غلام سب کو شامل ہے کیونکہ تمام اللہ کے بندے ہیں۔ سبعین خریفًا :یعنی ستر چلنے کا زمانہ۔

فوائد : روزے کی فضیلت خواہ وہ ایک ہی دن کا ہو۔ اس کے لئے آگ سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔

۱۲۲۰ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کا روزہ پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم' باب من صام رمضان ایماناً و احتسابًا و مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل الصیام۔

اللغات : **ایماناً** :اس ثواب پر ایمان رکھتے ہوئے جس کا ذکر آیا۔**احتساباً** :اپنے روزہ میں سچائی اور اللہ کی رضامندی چاہنا۔

فوائد : جو روزہ خالص اللہ کے لئے ہوگا۔اس کا ثواب ذکر کیا گیا کہ وہ چھوٹے ان گناہوں کا کفارہ ہے جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

۱۲۲۱ :وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا جَآءَ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۲۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان آتا ہے' تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے''۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصوم' باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان و مسلم فی اول کتاب الصوم

اللغات : **صفدت** :زنجیروں سے قید کر دیئے جاتے ہیں اور وہ بیڑیاں ہیں۔

فوائد : رمضان کے مہینے کا اکرام اور روزہ داروں کے لئے بشارت دی گئی کہ یہ مہینہ بھلائی اور عبادت کا موسم ہے۔

۱۲۲۲ :وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: "صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ ، فَاِنْ غُبِیَ عَلَیْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِیْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ - وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ: "فَاِنْ غُمَّ عَلَیْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِیْنَ یَوْمًا۔

۱۲۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو۔اگر تم پر مخفی ہو تو شعبان کی گنتی ۳۰ پوری کرو۔(بخاری ومسلم)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے۔پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔تو تیس دن کے روزے رکھو۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصیام' باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الھلال فصوصوا و مسلم فی کتاب الصیام' باب وجوب صوم رمضان لرویۃ الھلال و الفطر لرویتہ الھلال۔

اللغات :**صوموا برء یتہ** :یعنی رمضان کا چاند دیکھ کر۔**اطفروا لرئویتہ** :یعنی شوال کا چاند دیکھ کر۔ثبوت رؤیت رمضان کے لئے ایک عادل شہادت قاضی کے سامنے کافی ہے۔حکمت اس میں یہ ہے کہ رمضان احتیاطاً خبر واحد سے ثابت ہو رہا ہے مگر شوال کا چاند ثابت کرنے کے لئے دو آدمیوں کی گواہی احتیاطاً ہے۔**فن غمی** :یعنی اگر مخفی ہو جائے۔**فان غبیی** : یہ غباء سے لیا گیا۔ایک

دوسرے کے پیچھے چھپ جائے۔ فان غم : رؤیت ہلال میں بادل چھا جائے۔ غمت الشی : تو اس کو ڈھانپ دے

فوائد : مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے کہ ۲۹ شعبان کو چاند تلاش کریں اور اس طرح رمضان کو یہاں تک کہ وہ اپنے روزے دار اور افطار کو خوب جان لیں۔

۲۱۸ :بَابُ الْجُوْدِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوْفِ وَالْإِكْثَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ

۱۲۲۳ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ ، وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ ، وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَلْقَاهُ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

باب :رمضان المبارک میں سخاوت اور نیک اعمال کی کثرت اور آخری عشرہ میں مزید اضافہ

۱۲۲۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے اور جب جبرئیل آپ کو آ کر ملتے تو اور بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے اور رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوتی اور وہ آپ سے قرآن کا دور کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے ملتے تو تیز ہوا سے بھی زیادہ آپ بھلائی کی سخاوت کرنے والے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی باب بدء الوحی وغیره و مسلم فی کتاب الفضائل' باب كان النبی صلی الله علیه وسلم اجود الناس

اللغات : كان اجود الناس : یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے جود لغت میں سخاوت کو کہتے ہیں اور شرح میں جو چیز کسی کو مناسب ہو وہ دینا۔ یہ صدقے کی بہ نسبت عام ہے بہتر یہ ہے یہاں اجود کے آخر میں ضمہ پڑھا جائے کیونکہ وہ کان کا اسم ہے۔ فیدارس القران : وہ قرآن کا دور کرتے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ قرآن کے حفظ کرنے میں تاکید کی جارہی ہے جبرائیل کی یہ ملاقات رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت میں اضافہ کر دیتے ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور معاہدے کی تجدید کر دیتا۔ جس سے نفس میں استغناء پیدا ہو جاتا جو سخاوت کا اصل سبب ہے۔ اجود بالخیر من المرسلة : تیزی میں اور عام ہونے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

فوائد : (۱) سخاوت اور قرآن مجید آپس میں دہرانے کی رمضان المبارک میں خاص تاکید فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کی اس میں اقتداء کرنی چاہیئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روزے دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں خوب سخاوت کرے اور لوگوں کی رمضان المبارک میں مصلحتوں اور ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی سخاوت کرے کیونکہ ان میں بہت سارے لوگ اپنے کاموں کی بجائے عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔

۱۲۲٤ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کے داخل ہوتے ہی رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الصوم، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان و مسلم فی کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر و الاواخر من رمضان۔

اللغات: دخل العشر :یعنی آخری عشرہ آ جاتا۔احی اللیل :رات کو قیام کے ساتھ زندہ فرماتے۔ یہ عمل خیر میں خوب کوشش ومحنت سے کنایہ ہے۔

فوائد : (۱) مستحب یہ ہے کہ آدمی عبادت میں خوب محنت کرے، مسجد میں انتظام کرے اور رمضان کے آخری عشرہ میں لیلتہ القدر کو تلاش کرے۔

۲۱۹ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ اِلَّا لِمَنْ وَصَلَهٗ بِمَا قَبْلَهٗ اَوْ وَافَقَ عَادَةً لَّهٗ بِاَنْ كَانَ عَادَتُهٗ صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَوَافَقَهٗ

باب: نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے کی عادت نہ رکھنے والے کو روزے کی ممانعت

۱۲۲۵ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهٗ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر ایسا آدمی ہو کہ وہ پہلے ان دنوں کا روزہ رکھتا رکھا ہو تو وہ اپنے اس دن کا روزہ رکھ لے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصوم، باب لا تیقة من رمضان الصوم یوم ولا یومین و مسلم فی کتاب الصوم، باب لا تقدمو رمضان الصوم یوم او یومین۔

اللغات: لا یتقدم احدکم : تم میں سے ہرگز کوئی پہلے ایک دن یا دو دن کا روزہ نہ رکھے۔ یہاں ممانعت تحریم کے لئے ہے۔ ایک دو دن کا تذکرہ اس لئے ہے تاکہ ایک دن سے زیادہ کا صائم ہونا خود معلوم ہو جائے۔یصوم صومه :یعنی وہ دن جس کے اس کو روزے رکھنے کی عادت ہے مثلاً سوموار، جمعرات یا ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

فوائد : (۱) روزہ رمضان سے ایک دن یا کچھ دن پہلے رکھنا حرام ہے مگر وہ آدمی جس کو روزہ رکھنے کی پہلے ہی عادت ہو اور اس کی عادت شعبان کے آخری نصف موافق ہوگئی۔ (۲) عبادات میں اضافہ ممنوع ہے۔

١٢٢٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ ، صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَفَاِنْ حَالَتْ دُوْنَهٗ غَيَايَةٌ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ،

"اَلْغَيَايَةُ" بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ : السَّحَابَةُ۔

۱۲۲۶ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان سے قبل روزے نہ رکھو۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر بادل حائل ہو جائیں تو تیس دن کی گنتی مکمل کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اَلْغَيَايَةُ : غین مفتوح ہے۔ بادل

تخریج: رواه الترمذى فى كتاب الصوم، باب ما جاء ان الصوم لرويته الهلال

اللغات : قبل رمضان : مراد اس سے شعبان کا اخیر آدھا حصہ ہے۔

فوائد : (۱) شعبان کے دوسرے نصف میں روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی۔ (۲) روزہ چاند دیکھ کر اور افطار بھی چاند دیکھ کر کرنے کا حکم دیا گیا اگر چاند یقینی طور پر نظر نہ آئے تو شعبان کی گنتی تیس دن مکمل کرنے اور اسی طرح رمضان کو بھی افطار کے تیس دن مکمل کرنے کو واجب قرار دیا۔

١٢٢٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا بَقِيَ نِصْفٌ مِّنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُوْمُوْا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔

۱۲۲۷ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نصف شعبان رہ جائے تو روزے مت رکھو۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذى فى كتاب الصوم، باب ما جاء فى كراهيته الصوم فى النصف الثانى فى من شعبان

اللغات : ولا تصوموا : یعنی نفلی روزہ مت رکھو۔

١٢٢٨ : وَعَنْ اَبِي الْيُقْظَانِ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِيْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۲۸ : حضرت ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب الصیام' باب کراھیة یوم یوم الشك

اللغات: یشك فیه : جس کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہو کہ آیا وہ شعبان میں سے ہے یا رمضان میں سے۔

فوائد : یوم شک کا روزہ اسی طرح حرام ہے جس طرح شعبان کے آخری نصف حصہ کے روزے۔

۲۳۰ :بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ!

باب: چاند دیکھنے کی دُعا

۱۲۲۹ :وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَاَى الْهِلَالَ قَالَ: "اللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ' وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ' رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ' هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۲۹: حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یوں دعا فرماتے: "اللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ ' وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ ......" اے اللہ اس کو طلوع فرما ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ' میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ یہ ہدایت اور خیر کا چاند ہو۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الدعوت' باب ما یقول عند رویة الهلال

اللغات : اهله : اے اللہ اس کو ظاہر ہونے والا ہمیشہ امن اور مضبوط ایمان سے چمکنے والا بنا۔ هلال رشدٍ : رشد گمراہی کی ضد ہے۔

فوائد : سنت یہ ہے کہ مسلمان چاند دیکھ کر آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ دعائیں کرے۔

۲۳۱ :بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَتَاْخِيْرِهٖ مَا لَمْ يُخْشَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ

باب: سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو

۱۲۳۰ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم سحری کھایا کرو پس بے شک سحور میں برکت ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الصوم' باب برکة السحور و مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل السحور۔

اللغات :تسحروا : یہ امر استحباب کے لئے ہے السحور :سحری کے وقت جو کھانا کھایا جائے۔ سین کے ضمہ کے ساتھ کھانا کھانے کو کہتے ہیں۔ برکته : برکت اصل میں اضافہ کو کہتے ہیں اور وہ اجر و ثواب ہے۔

فوائد : (۱) روزدار کے لئے سحری کھانا سنت ہے اور سنت کی ادائیگی معمولی سا کھانا کھانے سے ہی ادا ہو جائے گی خواہ ایک ہی گھونٹ پانی کا ہو۔ (۲) سحری اس لئے برکت ہے کہ روزہ دار کو یہ طاقت دیتی ہے اور اس کو چست کر کے روزے کو اس پر آسان کر دیتی ہے۔

۱۲۳۱ :وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۲۳۱: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

قَالَ :تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ قِيْلَ : كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ : خَمْسُوْنَ اٰيَةً' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا۔فرمایا پچاس آیات (کی تلاوت) کی مقدار۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم' باب قدر کم بین السحور و صلاۃ الفجر و مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل السحور تاکید استحبابہ۔

اللغات: ثم قمنا الی الصلوۃ : نمازِ صبح کے لئے کھڑے ہوگئے۔خمسون اية :یعنی سحری کے اختتام اور جمع کے درمیان پچاس آیتوں کی مقدار جو پچاس کی نماز کی اذان آیتیں درمیانی ہوں نہ لمبی ہوں نہ چھوٹی' اور پڑھنے والی کی رفتار نہ تیز ہو اور نہ زیادہ سست۔

۱۲۳۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ ' بِلَالٌ ' وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ" قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا اَنْ يَّنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو موذن تھے۔ایک بلال اور دوسرا اُم مکتوم۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔پس تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ام مکتوم اذان دیں۔کہتے ہیں کہ ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔بس اتنا کہ ایک اُترتا اور دوسرا چڑھتا۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان' باب اذان والاعمی والشھادات و غیرھا و مسلم فی کتاب الصیام' باب بیان ان الدخول فی الصیام یحعل بطلوع فجر

اللغات: بلال : یہ بلال ابن رباح حبشی وہی ہیں جو رسول اللہؐ کے موذن ہیں' باب التراجم میں ان کے حالات دیکھ لیں۔ عبداللہ ابنِ ام مکتوم یہ عبداللہ ابنِ ام مکتوم ہیں ان کے حالات بھی تراجم میں دیکھ لیجئے۔یر کع :وہ چڑھ جاتے ہیں۔

فوائد : (۱) مستحب یہ ہے کہ نمازِ فجر کی اذان کے لئے دو موذن ہوں۔(۲) فجر کی نماز کے لئے اذان اس کے وقت سے داخل ہونے سے پہلے دی جاسکتی ہے تاکہ نماز کے لئے تیاری کی جاسکے۔(یہ اذان رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پہرے کے لئے مقرر صحابہ کے ڈیوٹیاں تبدیل کرنے کے لئے تھیں جیسا کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے)۔(۳) سحری کو دیر سے کھانا چاہئے جب تک کہ صبح صادق طلوع کا خطرہ نہ ہو جیسا کہ بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر سے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اور امام احمد کی روایت میں آخروا السحورا :یعنی سحری کو آخری وقت میں کھائیں گے کے الفاظ بھی ہیں کیونکہ یہ عبادت پر قوت کے لئے زیادہ معاون ہیں اگر طلوع فجر کا ڈر ہو تو پھر تاخیر مسنون نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔

۱۲۳۳ :وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فَصْلُ مَا بَيْنَ

۱۲۳۳: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے

صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

میں فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل السحور

اللغات: فصلہ : فاصلہ اور فرق۔ اھل الکتب : یہود و نصاریٰ۔ الاکلۃ : ایک بار کا کھانا۔

فوائد : (۱) سحری امت مسلمہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی نوازا اور اس کے علاوہ بھی کئی رخصتیں رحمت و شفقت سے عنایت فرمائیں۔

۲۲۲ :بَابُ فَضْلِ تَعْجِيْلِ الْفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُهُ بَعْدَ اِفْطَارِهٖ

باب: جلد افطار کی فضیلت اور افطار کے بعد کی دعا اور اشیاء افطار

۱۲۳۴ : عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصیام ' باب تعجیل الافطار و مسلم فی الصیام' باب فضل السحور و تاکید استحبابہ و استحباب تاخیرہ و تعجیل الفطر

اللغات: لا یزال الناس بخیر : یعنی اپنے دین میں بہتر رہیں گے جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا کہ یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔

فوائد : روزہ دار کے لئے مستحب ہے کہ افطار جلدی کرے جبکہ سورج کے غروب کا یقین ہو جائے۔ خواہ روایت کے ساتھ یا اطلاع کے ساتھ۔ مہلب فرماتے ہیں کہ افطار کے جلدی کھانے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں رات سے زائد نفل نہیں ہوتے اس لئے بھی کہ یہ روزے کے لئے زیادہ بہتری اور عبادت پر تقویت دینے والی ہے۔ (۲) یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہؐ کے طریقے کو اپنانا افطار میں جلدی کر کے اور سحری میں تاخیر کر کے اس حدیث میں ان لوگوں کے راستے کو کاٹ دیا گیا ہے جو دین میں تشدد برتنے والے ہیں۔ جو کہ وقت میں اس قدر اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ تنگی اور مشقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ (۳) بھلائی کا باقی رہنے کا سبب لوگوں میں سنت کی اتباع اور آپؐ کے طرز عمل پر رہنا اور اس کی حدود کا لحاظ رکھنے سے ہے۔

۱۲۳۵ : وَعَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ : دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ : رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُوْ عَنِ الْخَيْرِ : اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ ، وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ

۱۲۳۵: حضرت ابوعطیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ کے اصحاب میں سے دو آدمی ہیں اور دونوں ہی بھلائی میں کمی کرنے والے نہیں۔ ایک ان میں سے مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب اور افطار دیر سے کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ

الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ : مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ : عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَتْ : هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عنہا نے فرمایا: ''کون مغرب میں جلدی کرتا ہے؟ مسروق نے کہا۔ عبداللہ بن مسعود۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔ (مسلم)

قَوْلُهُ "لَا يَأْلُوْ" : اَيْ لَا يُقَصِّرُ فِي الْخَيْرِ۔

لَا يَأْلُوْا: بھلائی میں کمی نہیں کرتا۔

تخریج : رواہ مسلم فی الصیام، باب فضل السحور۔

اللُّغَاتُ : **ابی عطیه** : مالک بن عامر وادی حمدانی ان کے حالات تراجم میں دیکھیں۔ **مسروق** : یہ مسروق بن عجدہ حمدانی ہیں ان کی کنیت ابوعائشہ کوفی، یہ ثقہ عابد فقیہ ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔ **یعجل المغرب** : یعنی مغرب کی نماز کی جلدی کرتے یعنی ابن مسعود یہ کلام راوی کی مدرج ہے، ابن عسلان کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی عطیہ کا کلام ہو یا ان سے نچلے راوی کا کیونکہ عبداللہ نام کے بہت سے صحابہ ہیں لیکن کوفیین کی روایت میں جب مطلقاً عبداللہ بولا جائے تو مراد یہی ابن مسعود ہوتے ہیں اور حجازیین کی روایت میں مطلق عبداللہ سے مراد عبداللہ بن عمرو ہوتے ہیں۔

فوائد : سنت نبویہ فعلیہ کا بیان ہے کہ مغرب کی نماز جلدی پڑھنی چاہئے اور غروب کے یقینی ثابت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی کرنی چاہئے۔

١٢٣٦ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَحَبُّ عِبَادِيْ اِلَيَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۳۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الصوم، باب ما جاء فی تعجیل الافطار

اللُّغَاتُ : **احب عبادی الی** : یعنی ان میں سب سے زیادہ میرے نزدیک پسندیدہ۔ **اعجله فطرا** : غروب کے ثابت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی کرنے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں۔

فوائد : جس نے غروب آفتاب کے بعد اتباع سنت میں حرص کرتے ہوئے جلدی افطار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضامندی پالی۔

١٢٣٧ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۷: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رات ادھر سے آ جائے اور دن اُدھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یقیناً روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الصوم ' باب متی یحل الصائم و مسلم فی الصیام' باب بیان وقت انقضاء الصوم وخروج النہار

اللغات: اقبل منھھنا :یعنی مشرق کی جانب سے۔ ادبر النہار منھھنا :یعنی مغرب کی جانب سے جب دن پیٹھ پھیر جائے۔ غربت الشمس :یعنی اس کی ساری نیکیاں غائب ہو جائیں۔ افطر الصائم :یعنی اس کے افطار کا وقت قریب ہو گیا بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شرعی اعتبار سے روزہ افطار کرنے والا بن گیا۔ اگر چہ اس نے کوئی چیز نہیں کھائی روزے کا وقت ختم ہو گیا۔

فوائد: شرعی طور پر روزے کا افطار کا وقت مقرر کر دیا گیا۔

١٢٣٨ : وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ :"یَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا ' فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَیْتَ؟ قَالَ :"انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ :اِنَّ عَلَیْكَ نَهَارًا ' قَالَ "انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا" قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ :"اِذَا رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ" وَاَشَارَ بِیَدِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

قَوْلُهٗ "اَجْدَحْ" بِجِیْمٍ ثُمَّ دَالٍ ثُمَّ حَآءٍ مُهْمَلَتَیْنِ :اَیْ اَخْلِطِ السَّوِیْقَ بِالْمَآءِ۔

١٢٣٨: حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور آپؐ روزہ سے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپؐ نے لوگوں میں سے کسی سے فرمایا' اے فلاں! اُترو اور ستو ہمارے لئے تیار کرو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہو جائے؟ آپؐ نے فرمایا: '' اُترو اور ستو تیار کرو۔'' اس نے کہا ابھی تو دن ہے؟ آپؐ نے فرمایا:'' اترو اور ستو تیار کرو''۔ چنانچہ وہ اُترے اور آپؐ کے لئے ستو تیار کئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے اور فرمایا:'' رات کو ادھر سے آتا ہوا دیکھو تو پس یقیناً روزہ دار کا روزہ افطار ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

اَجْدَحْ :ستو ر تیار کرو۔

تخریج : رواه البخاری فی الصوم' باب متی یحلّ فطر الصائم و مسلم فی الصیام' باب بیان وقت انقضاء الصوم خروج النهار۔

اللغات: یافلان :بعض روایات میں یا بلال کا لفظ ہے۔ السویق :گندم یا جو جن کو ابال کر پیس لیا جاتا ہے پھر کبھی پانی کے ساتھ اور کبھی گھی اور شہد کے ساتھ پلایا جائے۔

فوائد: جوں ہی افطار کا وقت داخل ہو افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

١٢٣٩ : وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :

١٢٣٩: حضرت سلمان بن عامر ضبی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' جب تم

"اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ ، فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَآءٍ فَاِنَّہٗ طَھُوْرٌ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے پس بے شک پانی بہت پاکیزہ ہے۔(ابوداؤد' ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواہ ابو داؤد فی الصیام ' باب ما یفطر علیہ و الترمذی فی الصیام' باب ما یستحب علیہ الافطار۔

اللغات : **فانہ طھور** : وہ معنوی اور حسی خبائث کو دور کرنے والا ہے۔

۱۲۴۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُفْطِرُ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلٰی رُطَبَاتٍ ، فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَیْرَاتٌ ، فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تُمَیْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَّآءٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۴۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے۔ اگر تر کھجوریں مہیا نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں۔ اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چند گھونٹ سے روزہ افطار فرماتے۔(ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصیام' باب ما یفطر علیہ و الترمذی فی الصیام ما جاء ما یستحب علیہ الافطار۔

اللغات :و طباث : مطب کھجور کے پھل کو کہا جاتا ہے جبکہ وہ پھل آ جائے اور پھل توڑنے سے پہلے پک جائے۔فتمیرات : یہ تصغیر ہے یعنی تین کھجوریں کیونکہ یہ جملے کی سب سے قلیل مقدار ہے۔التمر :خشک کھجور۔حسا :آپؐ آسانی سے پی لیتے تھے۔ حسوات :یہ حسوۃ کی جمع ہے ایک مرتبہ کا پینا۔

فوائد : (۱)روزہ دار کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ طاق تعداد میں تر کھجوروں سے افطار کرے۔اگر یہ نہ ہوں تو پھر خشک کھجوریں اور یہ بھی نہ ہوں تو پھر پانی سے افطار کرے۔اس ترتیب کالحاظ رکھتے ہوئے تر کھجوروں اور خشک کھجوروں سے افطار کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے معدے کے فضلات دور ہوتے ہیں اور یہ بہترین غذا ہے اس میں غذا کے اکثر اجزاء جن کی ہم کو ضرورت ہے وہ پائے جاتے ہیں۔(۲) سنت نبوی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

۲۲۳ :بَابُ اَمْرِ الصَّآئِمِ بِحِفْظِ لِسَانِہٖ وَجَوَارِحِہٖ عَنِ الْمُخَالِفَاتِ وَالْمُشَاتَمَۃِ وَنَحْوِھَا

باب: روزہ دار کو اپنے اعضاء اور زبان گالی گلوچ اور خلافِ شرع باتوں سے روکے رکھنا

۱۲۴۱ :عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :

۱۲۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ ، فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ : اِنِّیْ صَآئِمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور وشغب کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے اس طرح کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الصوم' باب هل یقول انی صائم اذا شتتم و مسلم فی کتاب الصوم' باب حفظ اللسان للصائم۔

اللغات : **لا یرفث** : وہ فحش گوئی نہ کرے۔ **ولا یصخب** : وہ اپنی آواز کو بلند نہ کرے یا شور زیادہ نہ مچائے۔ **او قاتله** : اس سے مار پٹائی کرے۔

فوائد : گناہوں سے اعضاء کو بچانا چاہئے۔ زبان کو ہذیان' جھوٹ' غیبت' چغلی' فحش گوئی' بکواس' جھگڑا اور دکھاوے سے بچانا چاہئے۔ اللہ کی یاد اور تلاوت قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رکھنا چاہئے۔ (۲) تشریح' **باب الصوم** رقم ١٢١٦ میں گزری۔

١٢٤٢ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۴۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جھوٹی بات نہ چھوڑی اور اس پر عمل کرنا بھی ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے''۔ (بخاری)

تخریج : رواه البخاری فی الصوم' باب من لم یدع قول الزور

اللغات : **من لم یدع قول الزور** : یعنی اس نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا۔ **فلیس لله حاجة ان یدع طعامه و شرابه** : یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے سے بے نیاز ہے۔ ابن بطال فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کھا پی لے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ جھوٹی بات کہنے اور اس پر عمل کرنے سے بچے۔

فوائد : (۱) روزے کا اجر ضائع کرنے سے ڈرایا گیا اور یہ بتلایا گیا کہ جو آدمی جھوٹ کو نہیں چھوڑتا تو روزے کا ثواب اس کو نہیں ملتا۔ (۲) امور حسیہ کھانا پینا اور جماع ان سے روزے میں باز رہنا جس طرح ضروری ہے اسی طرح معنوی امور غیبت' جھوٹ' فحش گوئی اور بداخلاقی سے بھی بچنا چاہئے۔

٢٢٤ : بَابُ فِیْ مَسَآئِلِ مِنَ الصَّوْمِ

باب : روزے کے مسائل

١٢٤٣ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "اِذَا نَسِیَ اَحَدُكُمْ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ

۱۲۴۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بھول کر کھا پی لے۔ پس اس کو اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے۔ بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا

وَسَقَاهُ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اور پلایا ہے''۔(بخاری ومسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اذا کل او شرب ناسیا و مسلم فی الصیام، باب اکل الناسی و شربہ و جماعہ لا یفطر

فوائد : (۱) اگر روزہ دار نے بھول کر کھا پی لیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ رمضان کا فرض روزہ ہو یا نفلی یا قضاء۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر نہ قضاء رہے اور نہ کفارہ اور یہ بات دارقطنی، بیہقی اور حاکم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان میں بھول کر روزہ کھول لیا اس پر کوئی قضاء اور کفارہ نہیں۔(۲) یہ تمام حکم تمام مفترات کو شامل ہے کھانے پینے پر اکتفا اس لئے کیا گیا کہ عام طور پر انہی دو سے سابقہ پڑتا ہے۔ اس میں قلیل وکثیر کا کوئی فرق نہیں۔

١٢٤٤ :وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ : "اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ ، وَبَالِغْ فِى الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ، وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۴۴: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''وضو کو مکمل طور پر کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو''۔(ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج :رواہ ابو داؤد فی کتاب الصوم مختصراً ، باب الصائم یبالغ فی الاستنشاق و الترمذی فی ابواب الصوم، باب ما جاء فی کراھیتہ مبالغۃ الاستنشاق للصائم۔

اللغات : **اسبغ الوضو**۔ وضو کو کامل کیا فرض مقامات چہرہ، ہاتھوں اور پاؤں میں فرض سے زائد دھویا۔ **و خلل الاصابع** : تخلیل انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ پانی پہنچانے میں دراصل مبالغہ اور نظافت کو ثابت کرنے کے لئے ہے۔
و بالغ فی الاستنشاق : ناک میں پانی چڑھا کر کھینچا اور غرغرہ کیا مضمضمہ میں۔

فوائد : (۱) مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ کرنا روزہ دار کے علاوہ بقیہ سب کے لئے سنت ہے۔(۲) روزہ دار کو ان میں مبالغہ مکروہ ہے کہ کہیں روزہ نہ ٹوٹ جائے پیٹ میں پانی پہنچ کر۔

١٢٤٥ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ اَهْلِهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (کبھی) اس حالت میں فجر کا وقت آ جاتا کہ بیوی کے ساتھ ہمبستری کی وجہ سے جنابت کی حالت میں ہوتے۔ پھر بعد میں غسل فرماتے کہ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔(بخاری ومسلم)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الصوم' باب اغتسال الصائم و مسلم فی کتاب الصوم' باب صحة صوم من طلع علیه الفجر و هو جنب۔

١٢٤٦ :وَعَنْ عَآئِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُوْمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۶: حضرت عائشہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ خواب کے بغیر جنابت سے ہوتے۔ پھر روزہ رکھ لیتے۔ (اور بعد میں غسل فرماتے)......(بخاری و مسلم)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الصوم' باب اغتسال الصائم۔ و مسلم فی کتاب الصوم' باب صحة صوم من طلع علیه الفجر و هو جنب۔

اللغات :من غیر حلم : جیسا کہ بخاری و مسلم میں " من غیر احتلام" کے الفاظ مشہور ہیں اور مشہور یہی ہے کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے لئے واقع نہیں ہوئی اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے بھی کیونکہ وہ عموماً شیطانی حرکت سے ہوتی ہے اور وہ سب اس سے پاک اور محفوظ ہیں۔

فوائد : (۱) ماقبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) صبح صادق سے پہلے جماع روزے کے لئے نقصان دہ نہیں۔ جنابت خواہ جماع سے ہو یا احتلام سے۔ جمہور کا سلف و خلف کا اس پر اجماع ہے۔ الی نساء کم: اس لئے رات کے وہ آخری اجزاء جو طلوع فجر سے متصل ہیں ان میں اس کی حلت ثابت کرتی ہے کہ جنابت کی حالت میں اس کا روزہ درست و حلال ہے۔

۲۲۵ :بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

باب: محرم و شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت

١٢٤٧ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: "اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ : شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل تر نماز فرائض کے بعد تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

تخریج : رواه مسلم فی کتاب الصیام' باب فضل صوم المحرم۔

اللغات : شهر الله : شہر و مہینے کی اضافت اللہ کی طرف شرافت کے لئے ہے۔ المحرم : یہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ سال ہجری کا پہلا مہینہ ہے حرمت والے مہینے رجب' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم۔

فوائد : رمضان المبارک کے بعد نفلی روزے محرم میں دوسرے تمام مہینوں سے افضل ہیں۔

١٢٤٨ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ

۱۲۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے

شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ : كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کہ شعبان میں رکھتے۔ آپؐ تمام شعبان روزے رکھتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ تھوڑے دنوں کے سوا پورا شعبان روزے رکھتے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی الصوم، باب صوم شعبان و مسلم فی کتاب الصیام ' باب صیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غیر رمضان

اللغات : **یصوم شعبان کله** : شعبان کا زیادہ حصہ روزہ رکھے۔

فوائد : (۱) شعبان میں روزے کی فضیلت ذکر کی کیونکہ نبی اکرم ﷺ اس میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے اور اس کی فضیلت اس لئے ہے کہ یہ رمضان کی تیاری ہے۔ مزید اس لئے بھی کہ اس میں اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں۔ امام نسائی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو جتنے روزے شعبان میں رکھتے دیکھا اور کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں یہ رجب و رمضان کے درمیان ہے اس میں اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل رب تعالیٰ کے سامنے پیش ہو تو میں روزہ کی حالت میں ہوں۔ (۲) شعبان کے آخری نصف میں اس بات کی رعایت ضروری ہے کہ روزہ نہ رکھا جائے البتہ جس کو عادت ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ (دوسرے کے لئے ایسا کرنے کی ممانعت ہے)

١٢٤٩ : وَعَنْ مُجِيْبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ اَبِيْهَا اَوْ عَمِّهَا اَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ – وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَعْرِفُنِيْ؟ قَالَ : "وَمَنْ اَنْتَ؟" قَالَ : اَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِيْ جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ – قَالَ :"فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ" قَالَ : مَا اَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَيْلٍ– فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ :"صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ:"زِدْنِيْ فَاِنَّ بِيْ قُوَّةً" قَالَ : "صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ : زِدْنِيْ قَالَ :"صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ" قَالَ : زِدْنِيْ – قَالَ :"صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ

۱۲۴۹: حضرت مجیبہ باہلیہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر واپس چلے آئے۔ پھر ایک سال گزرنے کے بعد آپؐ کی خدمت میں آئے تو ان کی حالت بدلی ہوئی تھی، پس کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپؐ مجھے نہیں پہچانتے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں وہی باہلی ہوں جو آپؐ کی خدمت میں گزشتہ سال آیا۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بدل دیا۔ تیری بہت اچھی صحت تھی۔ اس نے کہا میں جب سے آپؐ سے جدا ہوا میں نے کھانا نہیں کھایا مگر رات ہی کو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'تو نے اپنے آپؐ کو تکلیف دی۔ پھر فرمایا: ''تو صبر کے مہینے کے روزے رکھ اور ہر مہینے میں سے ایک۔ اس نے کہا اس میں کچھ اضافہ فرمائیں کیونکہ مجھ میں ہمت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: حرمت والے مہینوں میں بعض دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینوں کے بعض

الْحُرُمِ وَاتْرُكْ" وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا ثُمَّ اَرْسَلَهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

دنوں کے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینے کے بعض دنوں میں روزے رکھو اور پھر چھوڑ دو اور اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

"شَهْرُ الصَّبْرِ": رَمَضَانُ۔ "شَهْرُ الصَّبْرِ": رمضان المبارک۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصیام' باب صوم و شہر الحرم

اللغات: **عن ابیها**: وہ صحابی عبداللہ بن حارث باہلی ہیں۔ **او عمها**: یہ او شک کے لئے ہے راوی کو شک ہے کہ چچا یا والد میں سے کون ہے۔ ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ **اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**: وفدی صورت میں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ **وقد تغیرت حالہ و ھیئتہ**: مراد اس سے وہ کمزوری ہے جو مسلسل روزوں کی وجہ سے ان کو پیش آئی۔ **الحرم**: حرمت والا مہینہ رجب' ذوالقعدہ' ذوالحجہ و محرم۔ **قال باصابعہ الثلاث فضمها ثم ارسلها**: بقول ابن عسلان رحمۃ اللہ تین انگلیوں کو پہلے ملایا پھر چھوڑ دیا کیونکہ تیسرے کو ملانے میں قوت ہے' جو دو کے ذریعے پیدا ہونے والی کمزوری کا ازالہ کر دیتی ہے۔

فوائد: (۱) نفلی روزے مستحب ہیں کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں' خاص کر حرمت والے مہینوں کے روزے۔ عید کے پانچ دنوں کے علاوہ بقیہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی کی صحت میں نقصان نہ ہوتا اور دیگر حقوق واجبہ فوت نہ ہوتے ہوں تو اس کے لئے جائز ہیں مگر ایک روزہ اور ایک دن افطار وہ پھر بھی افضل ہے۔

۲۲۶: بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهٖ فِي الْعَشْرِ الْاُوَلِ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ

باب: ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت

۱۲۵۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ اَيَّامِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ" يَعْنِيْ اَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۵۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی ایسے دن نہیں کہ عمل صالح جن میں اتنا اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہو جتنا ان دنوں میں یعنی عشرہ ذی الحجہ میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ اور نہ جہاد فی سبیل اللہ۔ آپؐ نے فرمایا' ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی مگر وہ نمازی جو اپنی جان اور مال لے کر نکلے۔ پھر اس میں کوئی چیز واپس نہیں لایا۔ (یعنی شہید ہوا یہ یقیناً سب سے افضل ہے)

تخریج: رواہ البخاری فی العیدین' باب فضل العمل فی ایام التشریق۔

اللغات: **ما العمل**: عمل سے ایسا عمل مراد ہے کہ عبادت و اطاعت و تکبیر پر مشتمل ہو یعنی **ایام العشر**: ذی الحجہ' پہلا عشرہ۔ **لم یرجع بشئی**: نہ ذات اور نہ مال لے کر شہید ہو گیا یا اپنے مال میں سے کوئی چیز نہ لوٹائی۔

فوائد : (۱) ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اعمال صالحہ دوسرے دنوں میں عمل کرنے سے افضل ہے کیونکہ یہ انتہائی فضیلت و عظمت والے دن ہیں اور وہ ایامِ حج و احکام حج کے دن ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ۔ ﴿والفجر ولیال عشر﴾۔ (۲) اسلام میں جہاد کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔

۲۲۷ :بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُوْرَآءَ وَتَاسُوْعَآءَ

باب: یوم عرفہ، عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت

۱۲۵۱ :عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ قَالَ : "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۱: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ گزشتہ اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الصوم' باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شھر و صوم یوم عرفہ۔

اللُّغَاتُ :**یوم عرفہ** : جبل عرفات پر وقوف کرنے کا دن یہ نو ذی الحجہ ہے۔**یکفر السنتہ الماضیہ و الباقیہ** : یہ پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اگلے سال کے گناہوں کا بھی جس کی ابتداء محرم سے ہوتی ہے۔ مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق اس سے سرزد ہوئے ہوں۔ اگر نہ ہوں تو پھر کبیرہ گناہوں کی تخفیف کی امید ہے یا درجات کی بلندی نصیب ہوگی اگر ذمہ میں کبیرہ گناہ نہ ہوں۔

فوائد : عرفہ کے دن کا روزہ مستحب ہے البتہ وہ آدمی جو حج میں ہو اس کا روزہ تلبیہ، ذکر و دعا میں ضعف آ جانے کے خطرہ سے مستحب نہیں۔ (البتہ جواز میں اشکال نہیں)

۱۲۵۲ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الصیام' باب فی صام یوم عاشوراء و مسلم فی کتاب الصوم' باب صوم عاشوراء

فوائد : (۱) عاشوراء کے دن کا روزہ تاکیدی مگر نفلی روزہ ہے۔

۱۲۵۳ :وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءِ فَقَالَ : "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ"

۱۲۵۳: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک سالِ گزشتہ کے گناہوں کا

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔
کفارہ ہے''۔(مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الصوم' باب استحباب صیامہ ثلاثۃ ایام۔

فوائد : یوم عاشوراء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔

۱۲۵٤ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔'' (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الصوم' باب ای یوم یصام فی عاشوراء۔

اَللُّغَاتُ :الی قابل :آئندہ سال' ایک اور روایت میں فاذا کان العام المقبل لا مؤمن التاسع :جب اگلا سال آئے گا تو میں نویں کا روزہ رکھوں گا اور یہ محرم کا نواں دن ہے۔

فوائد : (۱) محرم کے مہینے میں نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا چاہئے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ نویں تاریخ کے روزے سے یہود کی مخالفت ہو جائے کیونکہ وہ صرف دسویں تاریخ کے روزہ کے قائل تھے۔

۲۲۸ : بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

باب: شوال کے چھ روزوں کا استحباب

۱۲۵٥ : عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۵۵: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھ لئے تو اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔(مسلم)

تخریج :رواہ مسلم فی کتاب الصوم' باب استحباب صوم ستتہ ایام من شوال اتباعاً رمضان۔

فوائد : (۱) جو رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوال میں چھ روزے رکھ لئے تو گویا اس نے سارا سال روزے رکھے کیونکہ ایک دن دس کے بدل ہے ''من جاء بالحسنة فلا عشر امثالها'' پس رمضان المبارک دس مہینوں کے بدلے ہو گئے اور چھ دن دو مہینے بدلے ہو گئے۔ (۲) افضل یہ ہے کہ وہ مسلسل اور یوم عید کے متصلاً بعد ہوں (مگر ضروری نہیں کہ فوراً رکھے جائیں شوال میں پورے کرنے کافی ہیں)

۲۲۹ : بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ

باب: سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب

۱۲۵٦ : عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۲۵۶: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ : "ذٰلِكَ يَوْمٌ وُلِدْتُّ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فِيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن نبوت ملی اور اس دن وحی اتری۔ (مسلم)

تخریج : رواه مسلم فی کتاب الصوم' باب استحباب صیام ثلثة ایام من کل شهر۔

اللغات : انزل علیه فیه : یعنی قرآن کے اترنے کی ابتداء سوموار سے ہوئی۔

فوائد : سوموار کے روزے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اس افضلیت کا سبب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سوموار کے دن ربیع الاول کے مہینے میں' جیسا مشہور ہے' ہوئی اور قرآن مجید سوموار کے دن سترہ رمضان کو اترنا شروع ہوا۔

۱۲۵۷ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَآئِمٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ ورَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ صَوْمٍ۔

۱۲۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی)
یہ حدیث حسن ہے۔
مسلم نے روایت کیا مگر روزے کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج :ر واه الترمزی فی کتاب الصیام' باب ما جاء فی الصوم یوم الاثنین و الخمیس و مسلم فی کتاب البر' باب النهی عن الفحشاء و التهاجر

اللغات :تعرض الاعمال : نگہبان فرشتے ان کو پیش کرتے ہیں۔

فوائد : سوموار اور جمعرات کا روزہ اس لئے مستحب ہے کہ ان دنوں میں اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔

۱۲۵۸ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَرّٰى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ ' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۵۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے روزے کو بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔ (ترمذی)
حدیث حسن ہے۔

تخریج :رواه الترمذی فی کتاب الصیام' باب ما جاء فی صوم یوم الاثنین فی الخمیس۔

اللغات :یتحری :حرص اہتمام کے ساتھ تلاش کرتا ہے۔

۲۳۰ :بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

باب: ہر مہینے میں تین دن کے روزے کا استحباب

وَالْاَفْضَلُ صَوْمُهَا فِيْ اَيَّامِ الْبِيْضِ وَهِيَ

افضل یہ ہے کہ ایامِ بیض کے تین روزے (اور وہ تیرہ' چودہ اور

الثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالْخَامِسُ عَشَرَ- وَقِيْلَ الثَّانِيْ عَشَرَ وَالثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ:

پندرہ ہے) رکھے جائیں۔
بعض نے کہا بارہ، تیرہ اور چودہ مگر صحیح اور مشہور پہلا قول ہے۔

۱۲۵۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِثَلَاثٍ :صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى، وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۵۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ (۱۱) ہر مہینے میں تین روزے رکھنا، (۲) چاشت کی دو رکعتیں، (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کیا کروں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب التھجد، باب صلوٰۃ الضحی و مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلوۃ الضحی

فوائد : ہر مہینے میں تین دنوں کے روزوں کا مستحب ہے۔اوران میں بھی افضل وہ ہیں جن کی راتیں سفید یعنی چاندنی والی ہیں۔

۱۲۶۰ :وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِيْ حَبِيْبِيْ ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ : بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلٰوةِ الضُّحٰى، وَبِاَنْ لَّا اَنَامَ حَتّٰى اُوْتِرَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۶۰: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں ہرگز نہیں چھوڑں گا:
(۱) ہر مہینے میں تین دن کے روزے، (۲) چاشت کی نماز، (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب المسافرین، باب استحباب صلوۃ الضحی

اللغات :ما عشت :زندگی میں۔

۱۲۶۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنا ایسا ہے گویا اس نے سارا سال روزے رکھے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام و کتب الانبیاء و مسلم فی کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر

فوائد : اس روایت میں یہ وضاحت کردی کہ ہر مہینے میں تین دنوں کے روزہ ہمیشہ رکھنے کی طرح ہیں۔

۱۲۶۲ : وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ

۱۲۶۲: حضرت معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ الشَّهْرِ يَصُوْمُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عنہا سے سوال کیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر میں نے کہا آپ کون سے مہینے کے روزے رکھتے؟ جواب میں فرمایا۔ کہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ کون سے مہینے کے آپ روزے رکھ رہے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: رواه مسلم فی الصوم، باب استحباب صیام ثلاثه ایام من کل شهر

اللغات: لم یکن یبالی: اہتمام نہ کرتے۔ منی ای شهر یصوم: یعنی آپ نے کسی بھی مہینے کے تین دن مخصوص نہیں فرمائے۔

فوائد: تین دن کے روزوں میں جو ہر مہینے میں رکھے جائیں کوئی دن خاص نہیں ہیں ثواب کوئی سے تین دنوں کے روزے رکھ لینے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھنا افضل ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

۱۲۶۳: وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۶۳: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تو ہر ماہ میں تین روزے رکھنا چاہے تو تیرہ، چودہ، پندرہ کا روزہ رکھ۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخريج: رواه الترمذی فی کتاب الصیام، ما جاء فی صوم ثلاثه ایام من کل شهر

فوائد: زائد فضیلت حاصل کرنے کے لئے انہی تین دنوں کے روزے مستحب ہیں۔

۱۲۶۴: وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا بِصِيَامِ اَيَّامِ الْبِيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۲۶۴: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض کے روزوں کا حکم فرماتے اور وہ تیرہ، چودہ، پندرہ ہیں۔ (ابوداؤد)

تخريج: رواه ابو داؤد فی کتاب الصوم، باب فی صوم الثلاث من کل شهر۔

فوائد: ایام بیض کو خاص کر کے اس میں روزے کو مستحب قرار دیا۔ ان کو ایام بیض اس لئے کہا جاتا ہے کہ چاند طلوع ہونے کی وجہ سے یہ راتیں مکمل سفید ہوتی ہیں۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی اقوال ذکر کئے۔

۱۲۶۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ

۱۲۶۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں نہ

الْبِيضِ فِي حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ ' رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

چھوڑتے تھے۔(نسائی) صحیح سند۔

تخریج : رواه النسائی فی الصیام ' باب صوم النبی صلی الله علیه وسلم)

فوائد : ہر مہینے میں ایامِ بیض کے روزے سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ سفر وحضر میں ان کا اہتمام فرماتے تھے۔

۲۳۱ :بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا وَّفَضْلِ الصَّآئِمِ الَّذِیْ یُؤْکَلُ عِنْدَهٗ وَدُعَآءِ الْاٰکِلِ لِلْمَاْکُوْلِ عِنْدَهٗ

باب : جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا' اور اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے والے کی اس کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے

۱۲۶۶ : عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا کَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ لَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّآئِمِ شَیْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۲۶۶: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا' اس کو اس کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کچھ بھی کم ہو۔(ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج : رواه الترمذی فی کتاب الصیام ' باب ما جاء فی الاعتکاف اذا خرج منه رقم ۸۰۷

اللغات : من فطّر صائمًا : یعنی اس کو ایسی چیز پیش کی کہ جس سے وہ روزہ افطار کرے۔خواہ وہ کھجور یا پانی کا گھونٹ ہی تھا۔
اس حدیث کو سلمان فارسی سے ابنِ خزیمہ نے نقل کیا۔اس میں رمضان کے ساتھ اس کی خصوصیت ذکر کی گئی کہ جس نے رمضان میں افطار کرایا تو وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش اور آگ سے اس کی گردن کے آزاد کا باعث بن جائے گا اور افطار کرانے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کم ہو۔صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! ہم میں سے ہر ایک وہ چیز نہیں پاتا جس سے وہ روزہ افطار کرائے پھر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی دیں گے جس نے ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے گھونٹ سے روزہ افطار کرایا۔

فوائد : اس میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو کسی بھی روزہ دار کا روزہ کھلواتا ہے۔روزہ کھلوانے کی اس میں فضیلت بیان کی گئی اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے درمیان محبت اور ایک دوسرے سے میل جول پیدا ہوتا ہے۔

۱۲۶۷ : وَعَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلَیْهَا فَقَدَّمَتْ اِلَیْهِ طَعَامًا فَقَالَ :"کُلِیْ" فَقَالَتْ :اِنِّیْ صَآئِمَةٌ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمَلَآئِکَةُ اِذَا اُکِلَ عِنْدَهٗ حَتّٰی یَفْرُغُوْا" رَوَاهُ

۱۲۶۷: حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔آپؐ نے فرمایا: ''تم بھی کھاؤ'' میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ دار کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں جب اس کے پاس کھایا جائے۔ یہاں تک

التِّرْمِذِيُّ – وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔ کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں ۔(ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی کتاب الصیام' باب ما جاء فی فضل الصائم اذا کل عندہ

اللغات :**تصلی علیه الملئکة** :اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔**یفرغوا** :یعنی فارغ ہوں۔

فوائد : اس روزہ دار کی فضیلت ذکر کی گئی۔دوسرا آدمی کھانا کھا رہا ہو۔

١٢٦٨ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَآءَ اِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَآءَ بِخُبْزٍ وَّزَيْتٍ فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ ' وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ ,وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَآئِكَةُ'' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۲۶۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔انہوں نے آپ کی خدمت میں زیتون اور روٹی پیش کی۔پس آپ نے اس میں سے کھایا۔پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:'' تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر رحمتیں بھیجیں''۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج : رواہ ابوداؤد فی کتاب الاطعمة' باب الدعاء الرب الطعام۔

اللغات : **افطو عندکم الصائمون** : خدا کرے تمہارے پاس روزے دار افطار کریں یہ لفظ جملہ خبریہ ہے اور معناً دعائیہ ہے یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کی رفاقت عنایت فرمائے جو روزہ دار کو روزہ کھلوانے والے یا افطار کرانے والے ہیں۔**الابرار** :جمع بر کی اور وہ متقی کو کہتے ہیں۔

فوائد : (۱) مہمانوں کے سامنے جو میسر آجائے وہی پیش کرنا سخاوت کے مانع نہیں۔(۲) مستحب یہ ہے کہ روزہ دار اس آدمی کے لئے دعا کرے جس نے اس کو روزہ افطار کرایا۔

كِتَابُ الْاِعْتِكَافِ

١٢٦٩ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۶۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب الاعتکاف' باب الاعتکاف فی العشر الاواخر ومسلم فی کتاب الاعتکاف' باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان

اللغات: یعتکف: اعتکاف لغت میں ٹھہرنے اور بند کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں خاص قسم اور خاص طریقے سے ٹھہرنا' یا مسجد میں مخصوص شخص کا نیت کے ساتھ ٹھہرنا۔

فوائد: (۱) رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اعتکاف کرنا مسنون ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ دل جمعی اور دل کی صفائی کا سبب ہے۔ عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنے' ملائکہ سے مشابہت اختیار کرنا اور لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔

١٢٧٠ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ پھر آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی اعتکاف کیا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب الاعتکاف الباب السابق ومسلم فی کتاب الاعتکاف' باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان۔

١٢٧١ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ اَيَّامٍ ' فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرماتے تھے۔ جب وہ سال آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی ابواب الاعتکاف' باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان۔

اللغات: **یعتکف فی کل رمضان عشرۃ ایام**: آنحضرت ﷺ درمیانے عشرے کا اعتکاف فرماتے تا کہ لیلۃ القدر کو ڈھونڈیں۔ پھر آپ کو علم ہوا کہ وہ آخری عشرے میں ہے پس آپ اس میں اعتکاف کرنے لگے۔ **قبض**: وفات پائی۔ **عشرین یوماً**: بیس دن' نبی ﷺ نے اپنے اعتکاف کو بھی دوگنا کر لیا تھا جس طرح جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کے دور کو زیادہ کر دیا تھا تا کہ عبادت میں خوب کوشش اور محنت ہو۔ اس لئے کہ آپ کو وقت مقررہ کے قریب آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔

كِتَابُ الْحَجِّ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [آل عمران:۹۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ اس کے گھر کا حج ہے' جو ان میں سے اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے کفر (انکار) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہیں''۔ (آل عمران)

حل الآیات: حج البیت: حج لغت میں قصد کو کہا جاتا ہے اور شرع میں خاص اعمال کی ادائیگی کا قصد کرنا۔ **بیت**: کا لفظ کعبہ پر عموماً بولا جاتا ہے۔ **من استطاع الیه سبیلا**: استطاعت یعنی خرچہ سفر اور سواری رکھتا ہو۔

۱۲۷۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ ' وَحَجِّ الْبَيْتِ ' وَصَوْمِ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں' (۲) نماز قائم کرنا' (۳) زکوٰۃ ادا کرنا' (۴) بیت اللہ کا حج کرنا' (۵) رمضان کے روزے رکھنا''۔ (متفق علیہ)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان' باب دعاء کم ایمانکم ومسلم فی کتاب الایمان' باب بیان ارکان الاسلام۔

اللغات: حج البیت: بیت اللہ کا حج' جو آدمی ان شرائط کے ساتھ جو دوسری احادیث میں آئی ہیں' کے ساتھ بیت اللہ تک جانے کی طاقت رکھتا ہوں۔

فوائد: (۱) حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے اور یہ ضروریاتِ دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (۲) حدیث کی تشریح کتاب الصلٰوۃ، الصوم و الزکوۃ میں گزر چکی۔

١٢٧٣ :وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :"يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا" فَقَالَ رَجُلٌ : "اَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ: "ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ، فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ ، وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ، وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٢٧٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا" اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا۔ پس تم حج کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" اگر میں نَعَمْ کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم طاقت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا:" جو بات میں چھوڑ دوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (سوال نہ کرو) بلاشبہ تم سے پہلے لوگ کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حتی الامکان انجام دو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔" (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر

اللغات: فسکت: یعنی نبی اکرم ﷺ اس کو جواب دینے سے خاموش ہو گئے کیونکہ یہ سوال اس کے لئے درست نہ تھا۔ لوجبت: یعنی حج ہر سال واجب ہوتا کیونکہ یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلتی جو وحی سے بولتے تھے۔ ذرونی: یعنی تم مجھے چھوڑ دو۔ بکثرت سوالھم: یعنی بلاضرورت سوالات، جن کا مقصد صرف ضد اور ایذاء تھا۔

فوائد: (۱) اس دین کی بنیاد آسانی پر قائم ہے۔ اس میں تنگی ہٹالی گئی اس لئے کہ انسان کو اسی چیز کی تکلیف دی جاتی ہے جو اس پر شاق اور تنگی والی نہ ہو۔ (۲) اس چیز کے متعلق سوال نہ کرنا چاہئے جو لایعنی ہو اور جو خود کو گراں گزرے۔ اگر اس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:" ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو اور اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں"۔ (۳) شریعت کے احکام استطاعت کے ساتھ مقید ہیں مگر ممنوعات سے ہر صورت میں رُکنا ضروری ہے کیونکہ مفاسد کا دور کرنا حصول منفعت سے مقدم ہے۔ (۴) حج عمر میں طاقت والے پر ایک مرتبہ لازم ہے۔

١٢٧٤ : وَعَنْهُ قَالَ : سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" قِيْلَ :ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ :"اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قِيْلَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "حَجٌّ مَبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمَبْرُوْرُ" هُوَ الَّذِيْ لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبُهٗ فِيْهِ مَعْصِيَةً۔

١٢٧٤: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:" اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔" پھر کہا گیا۔ اس کے بعد کون سا؟ فرمایا:" اللہ کی راہ میں جہاد۔" سوال کیا گیا پھر کون سا؟ فرمایا:" مقبول حج۔" (بخاری ومسلم)

"اَلْمَبْرُوْرُ" : وہ حج جس میں حج کرنے والا کسی معصیت کا ارتکاب نہ کرے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان' باب من قال ان الایمان ھو العمل ومسلم فی الایمان سباب بیان کون الایمان باللّٰہ تعالٰی افضل الاعمال۔

اللغات: ای العمل افضل: یعنی ثواب میں بڑھ کر۔

۱۲۷۵ :وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:"مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۵: حضرت ابوہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں: ''جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش گوئی اور فسق و فجور نہ کیا تو وہ اس طرح لوٹا جیسے کہ آج ہی اسکی ماں نے اسکو جنم دیا۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الحج' باب فضل الحج المبرور و مسلم فی الحج' باب فی فضل الحج العمرۃ و یوم عرفۃ۔

اللغات: فلم یرفث: رفث جماع یا فحش گوئی یا عورت کو ایسی بات کہنا جس کا تعلق جماع سے ہو اور صراحتاً اس کے تذکرے کو کہتے ہیں۔لم یفسق: فسوق اطاعت سے نکلنے کو کہتے ہیں مراد برائی' گناہ یا جھگڑا یا بداخلاقی ہے۔رجع: ولوٹا۔

فوائد: (۱) حج گناہوں کا کفارہ اور پہلے کئے جانے والے تمام گناہوں کو مٹانے والا ہے جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔کبیرہ کا نہیں اور ان گناہوں سے متعلق ہے جو اللہ کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں۔(۲) اور گناہ کے مٹائے جانے کا تذکرہ اس حج کے ساتھ مشروط ہے جو مقبول ہو اور اس کے ساتھ کوئی گناہ ملا ہوا نہ ہو اور وہ آدمی حج کو عیب لگانے والی باتیں: جھگڑے اور شہوت کو ابھارنے والی چیزوں سے دور رہنے والا ہو۔(۳) بڑے گناہ اس توبہ کے ساتھ جو اپنی شرائط کے ساتھ ہوں' مٹائے جاتے ہیں اور اسی طرح حق والوں کو ان کے حقوق واپس کرنے سے۔

۱۲۷۶ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ "اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كُفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان والے گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو سوائے جنت کے اور کوئی چیز نہیں۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العمرۃ' باب العمرۃ وجوب العمرۃ و فضلھا ومسلم فی کتاب الحج' باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ۔

اللغات: العمرۃ: لغت میں زیارت کو کہتے ہیں اور یہ اعتماد سے لیا گیا اور شرع میں خاص طریقے سے بیت اللہ کی زیارت کرنا' یہ امام شافعی رحمتہ اللہ کے نزدیک حج کی طرح فرض ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت موکدہ ہے۔کفارۃ: مغفرت اور گناہوں کے چھپائے جانے کا سبب ہے۔

فوائد: عمرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور حج مقبول کا ثواب صرف گناہوں کے کفارے تک موقوف نہیں بلکہ وہ جنت میں داخلے کے لئے کافی ہے۔

۱۲۷۷ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ

۱۲۷۷: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جہاد کو افضل ترین خیال کرتی

الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ : "لٰكِنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ :حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ہیں۔ کیا ہم جہاد نہ کریں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''افضل جہاد حج مبرور ہے''۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الحج' باب فضل الحج المبرور والجهاد' باب فضل الجهاد۔

اللغات: نری الاجهاد افضل العمل: ہم اس کا اعتقاد رکھتے تھے کہ جہاد کا اسلام میں بڑا مرتبہ ہے۔ ولکنّ افضل الجهاد: مراد یہ ہے کہ افضل جہاد لیکن عورتوں کے لئے۔ وہ مقبول حج ہے جس پر کسی معصیت کی ملاوٹ نہ ہوا ور نہ ہی اس حج سے منحرف کرنے والی کوئی چیز پائی جائے۔

فوائد: (۱) حج کو جہاد سے تعبیر کر کے اس کے عظیم ثواب اور فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا اور عورتوں کو اس کی ترغیب دی۔ (۲) حج عورتوں کے لئے جہاد سے افضل ہے جبکہ اسلام کا معاملہ متعین نہ ہو یا دشمن شہر میں داخل نہ ہوا ور وہ عورتیں قتال پر قدرت بھی رکھتی ہوں اور ان کے بارے میں کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ اس طرح مردوں کے مقابلہ میں حج کی افضلیت قتال کے متعین طور پر فرض نہ ہونے کے ساتھ مقید ہے ورنہ عبادت کے نام سے یہ جہاد سے فرار شمار ہوگا۔

۱۲۷۸ : وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "مَا مِنْ يَّوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَّوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے بندوں کو آگ سے آزاد فرماتے ہیں۔ جتنے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن فرماتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الحج' باب فضل الحج والعمرة یوم عرفة۔

اللغات: یعتق: وہ نجات دیتا اور آگ سے خلاصی کرتا ہے۔

فوائد: یوم عرفہ کی فضیلت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے' اپنے بندوں پر زیادہ تجلی فرماتے' ملائکہ پر ان کے ذریعے فخر کرتے اور ان پر بخشش و رحمت فرماتے ہیں۔

۱۲۷۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - اَوْ حَجَّةً مَّعِيَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب العمرة' باب عمرة فی رمضان و جزاء الصید ومسلم فی کتاب الحج' باب فضل العمره فی رمضان۔

اللغات: تعدل: برابر ہے۔ تعدل حجة: ثواب میں اس کے قائم مقام ہے یہ مطلب نہیں کہ ہر چیز میں اس کے برابر ہیں کیونکہ اگر اس کے ذمے حج تھا اور اس نے رمضان میں عمرہ کر لیا تو یہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ او حجةً: بھی یا میرے ساتھ حج کیا یہ راوی کو شک ہے کہ ان دونوں میں سے کون سے الفاظ فرمائے۔

فوائد: (۱) رمضان المبارک کے عمرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس میں روزہ رکھنا یہ زیارتِ کعبہ کے منافی نہیں۔ اسی طرح عمرہ کے احکام کی ادائیگی کے لئے روزہ مخالف نہیں۔

۱۲۸۰ : وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ : "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۸۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرائض میں سے فریضۂ حج نے میرے باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر سوار ہونے کے قابل نہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الحج' باب وجوب الحج و فضله ومسلم فی کتاب الحج' باب الحج عن العاجز لزمانه و هرم و نحوهما اوالموت۔

اللغات: ادرکت ابی: یعنی اس پر حج فرض ہوا اور وہ عمر کی اس حد تک پہنچا ہوا ہے یا مال دار ہے۔ مال دار ہو کر زادو رحلہ کا مالک بنا ہوا ہے۔ **لایثبت**: اس پر ٹھہر نہیں سکتا۔ **راحله**: اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کو سواری کے لئے استعمال کیا جائے۔

فوائد: حج کے معاملے کی تاکید کی گئی کہ وہ مکلّف سے ساقط نہیں۔ جبکہ وہ بذات خود اس کے کرنے سے عاجز ہو بلکہ وہ اس کو قائم مقام بنائے جو اس کو انجام دے اور بلواسطہ ادا کرے۔ (۲) بذات خود حج کرنا بہت بڑی فضیلت و بے شمار ثواب رکھتا ہے۔ (۳) والدین کے ساتھ احسان کرنا' ان کی طرف توجہ دینی اور ان کی دینی و دنیوی مصلحتوں کو پورا کرنا چاہئے۔ فوت شدہ آدمی کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔

۱۲۸۱ : وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ اَبِیْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ ، وَلَا الْعُمْرَةَ ، وَلَا الظَّعْنَ قَالَ : "حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۸۱: حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ وہ حج کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ عمرہ کر سکتے ہیں نہ ہی سواری پر سفر کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو''۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب مناسك الحج' باب الرجال یحج عن غیره

اللغات: **لایستطیع الحج و العمرة**: یعنی بذات خود وہ چل کر حج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ **الظعن**: سفر کرنا۔ **اعتمر**: اس کی طرف سے تُو عمرہ ادا کر

فوائد: عاجز کی طرف سے نیابتاً حج کرنا جائز ہے جب کہ وہ ایسا مرض ہو جس کے صحیح ہونے کی اُمید نہ ہو یا عمرہ میں بڑھاپا آجائے لیکن دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس نے خود اپنا حج کیا ہو۔ جمہور کے نزدیک حج میں نیابت کے غیر کی طرف سے جائز ہونے میں اس بات کا کوئی فرق نہیں کہ اس کا حج فرضی ہو یا نفلی۔

۱۲۸۲ : وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "حُجَّ بِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ ، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۲۸۲: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الحج، باب حج الصبیان۔

فوائد: (۱) بالغ ہونے سے پہلے بچے کا حج کرنا جائز ہے یا بذات خود اس کا ارکان ادا کرنا بھی درست ہے جبکہ وہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اس کی عبادت کی مشق ہو جائے اور بالغ ہونے کے بعد وہ اس سے الفت رکھے۔

۱۲۸۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ : "مَنِ الْقَوْمِ؟" قَالُوْا : الْمُسْلِمُوْنَ قَالُوْا : مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ "رَسُوْلُ اللّٰهِ" فَرَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ : اَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ : "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مقام روحاء میں ایک قافلے کو ملے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپؐ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس وقت ایک عورت نے ان میں سے ایک بچے کو بلند کر کے پوچھا کیا اس کا حج ہے۔؟ فرمایا جی ہاں اور اجر تمہیں ملے گا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج، باب صحة حج الصبی

اللغات: الروحاء: یہ چھتیس میل کے فاصلے پر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ ہے۔

فوائد: (۱) چھوٹے بچے پر حج لازم نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔ اگر اس نے حج کر لیا تو صحیح ہے مگر نفلی ہوگا۔ (۲) بچہ جو نیک کام کرتا ہے اس کی نیکیاں تو لکھی جاتی ہیں لیکن اس کے گناہ بالا جماع نہیں لکھا جاتا اسی طرح ولی کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جتنا بچے کا عمل ہوتا ہے گناہ نہیں جو وہ کرتا ہے۔

۱۲۸٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَجَّ عَلٰى رَحْلٍ وَّكَانَتْ زَامِلَتَهُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۸۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا اور یہی آپؐ کی سواری تھی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الحج، باب الحج علی الراحل۔

اللغات: حج: حجۃ الوداع والے سال رسول اللہ ﷺ نے حج کیا۔ اس کے علاوہ آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا۔ راحل: ہر وہ چیز جو سفر کے لئے برتن، سواری وغیرہ۔ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اونٹ کے پلان پر ہی حج کیا جس پر مہمل نہیں تھا۔ وکانت: یعنی سواری۔ الزاملة: وہ اونٹ جس پر کھانا اور سامان لادا جائے۔ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا اور سامان اٹھانے کے لئے الگ سواری نہ تھی بلکہ آپ ﷺ کی سفر والی سواری ہی دونوں کام دینے والی تھی۔

فوائد: نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور حج کو جاتے ہوئے آپ کا سامان بتلایا گیا ہے۔ آپؐ کی دعا اس حال میں اس طرح تھی اے اللہ اس حج کو اس طرح کا بنا دے جس میں ریا کاری اور دکھلاوا نہ ہو۔

۱۲۸٥ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَتْ عُكَاظُ ، وَمَجَنَّةُ ، وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَاَثَّمُوْا اَنْ يَّتَجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

۱۲۸۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ، مجنۃ، ذوالمجاز یہ جاہلیت کے زمانہ میں بازار لگتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج کے ایام میں تجارت کو گناہ خیال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا

تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ﴾ الاية کہ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو یعنی مواسم حج۔ (بخاری)

تخريج: رواه البخاری فی کتاب الحج، باب التجارة إيام الموسم۔

اللغات: **فتاثموا**: گناہ میں پڑنے کا خدشہ ہوا۔ **في المواسم**: حج کے مہینے مراد ہیں۔ **فنزلت**: اس کے سبب سے یہ آیت اتری۔ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ﴾

فوائد: حج کے دنوں میں تجارت حج کے صحیح ہونے کے خلاف نہیں۔ اگرچہ کمال اسی میں ہے کہ حاجی کا ہاتھ اس سے بچا ہوا ہوتا کہ اس کی مکمل توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

كتاب الجهاد

۲٤۳ :باب فضل الجهاد

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ [التوبة:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ، وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ، وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة:٢١٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [التوبة:١١١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [التوبة:١٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً ، وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ، وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

باب: جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین کر لو بے شک اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم پر لڑائی فرض ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔ (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے' اس طرح کہ اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ سچا کیا گیا ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں۔ کون ہے جو اپنے وعدے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پورا کرنے والا ہو۔ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا۔ خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ مؤمن جو بغیر عذر کے گھر میں بیٹھ رہنے والے ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ دونوں برابر نہیں۔ ان کو بیٹھے رہنے والوں پر درجہ حاصل ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بڑے اجر کے لحاظ سے فضیلت دی اور اپنی طرف سے درجات' بخشش' رحمت بھی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ (النساء)

[النساء:۹۵] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ؟ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ، وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الصف:۱۰-۱۳]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہو؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا۔ جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں اور ہمیشہ کی جنتوں میں پاکیزہ مکانات' یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری چیز جس کو تم پسند کرتے ہو' وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قریبی فتح ہے اور ایمان والوں کو آپ خوشخبری دے دیں۔ (الصف)

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ.

آیات اس سلسلے میں بہت معروف ہیں۔

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فِيْ فَضْلِ الْجِهَادِ فَاَكْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصَرَ فَمِنْ ذٰلِكَ.

جہاد کی فضیلت میں احادیث بھی شمار سے باہر ہیں۔

حل الآیات : كافة: تمام۔ كتب: فرض ہوا۔ كره لكم: طبعاً ناپسند ہے کیونکہ اس میں اپنے آپ کو لڑائی کے لئے پیش کرنا ہے۔ انفروا: تم قتال کے لئے نکلو۔ خفافا: جوان ہو یا چست دشمن کی قلت کی وجہ سے لڑائی کی طرف رغبت کرنے والے ہو' بوجھل یا بوڑھے' سست' کثرتِ دشمن کی وجہ سے رغبت کرنے والے نہ ہو یا مال کی قلت' عیال کی کثرت کی وجہ سے یا اس کے علاوہ وجوہ ہوں۔ وجاهدوا: دشمن کے ساتھ لڑائی میں پوری قوت صرف کرو۔ خواہ مال سے یا جان سے ہو مگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا ہو۔ اشترىٰ: بیع وشراء مال کا تبادلہ۔ القاعدون: جہاد سے بیٹھنے والا۔ اولى الضرر: بیمار و اندھے' اپاہج۔ درجة: عظیم مقام۔ الحسنىٰ: جنت۔ تجارةٌ: نفع کے لئے بیع وشراء کرنا۔ طيبة: عمدہ' خوب' جنت عدن اقامت اور ہمیشگی کے باغات۔ اخرىٰ: اور تمہارے لئے اور نعمتیں ہیں۔ مبشر: ان کو دونوں جہان کی خوشخبری دے دو۔

۱۲۸۶ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ "اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" قِيْلَ :ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قِيْلَ :ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا''۔ پوچھا گیا' پھر کیا؟ فرمایا: ''حج مبرور''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج ۱۲۷۴ میں گزری۔

اللغات: افضل: ثواب میں بڑھ کر۔ حج: کسی معظم چیز کا قصد کرنا۔ شرع میں احکام کی ادائیگی کیلئے بیت اللہ کا قصد کرنا۔ مبرور: یہ اسم مفعول ہے اور بر سے ہے اور بر نیکی کو کہتے ہیں اور یہاں ایسا حج مراد ہے جو خالص نیت کے ساتھ ارتکابِ معصیت سے بچا ہوا ہو۔

۱۲۸۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی؟ قَالَ : "اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا" قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ : "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ" قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ : "اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وقت پر نماز ادا کرنا۔'' میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔'' میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد' باب فضل الجھاد و السیر ومسلم فی الایمان' باب کون الایمان باللہ تعالٰی افضل الاعمال۔

فوائد: اس حدیث کی شرح بر الوالدین ۱ / ۳۱۵ میں گزری۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ان تین کاموں کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ یہ بہت ساری نیکیوں کے لئے عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں جس نے فرض نماز کو ضائع کیا۔ یہاں تک کہ بغیر عذر کے اس کا وقت نکال دیا حالانکہ نماز کی مشقت بھی کم ہے اور فضیلت بھی زیادہ ہے تو وہ دوسرے اعمال کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے والدین کے حق کو ادا نہیں کرتا' حالانکہ ان کا حق بہت زیادہ ہے' تو وہ دوسروں کے حق میں اور بھی زیادہ کم احسان کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جس نے کفار کی دین کے ساتھ سخت دشمنی کے باوجود جہاد کو چھوڑ دیا تو وہ فساق و فجار کے ساتھ جہاد کو اور زیادہ چھوڑنے والا ہوگا۔

۱۲۸۸ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۲۸۸: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العتق' باب ای الرقاب افضل ومسلم فی کتاب الایمان' باب بیان کون الایمان باللّٰہ تعالٰی افضل الاعمال۔

فوائد: ضروری ہے کہ اعمال کے مختلف احادیث میں آنے والی باہمی فضیلتوں کو حالات کے اختلاف زمانے کے اختلاف اور افراد کے اختلاف پر محمول کیا جائے۔ بسا اوقات جہاد کسی آدمی کے لئے کسی خاص زمانے میں والدین کے ساتھ احسان کرنے سے زیادہ افضل ہوتا ہے اور بعض اوقات بعض افراد کے لئے اس کا عکس افضل ہوتا ہے اور بسا اوقات خاص حالات میں جہاد و نماز کے ثواب سے بڑھ جاتا ہے۔ اس طریقے سے اعمال میں ترتیب والی حدیث مذکور حدیث کو ان مختلف انداز سے جمع کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ہر شخص کو وہ جواب مرحمت فرماتے جو اس کے حالات کے زیادہ لائق اور اس کی معاش و مفاد کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتا۔

۱۲۸۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا" مُتَّفَقٌ

۱۲۸۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح سویرے تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا یا شام کے وقت تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے

عَلَيْهِ۔ بہتر ہے۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد' باب الغدوة و الروحة فی سبیل الله ومسلم فی الامارة' باب فضل الغدوة الروحة فی سبیل الله

اللغات: لغدوة: صبح کے وقت چلنا' یہ وزن بار کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور روحة: ایک مرتبہ جانا اور دن کے آخر میں زوال سے رات تک چلنے کو کہا جاتا ہے۔ سبیل الله: اللہ کے دین کی نصرت اور اس کے کلمے کی بلندی۔

فوائد: مجاہد کو دن کے شروع میں یا دن کے آخر میں ایک گھڑی جہاد پر اتنا بڑا ثواب ملتا ہے جو اس کے لئے تمام دنیا دیئے جانے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ اسی بناء پر ہے کہ دنیا فنا کے گھر میں ہے اور آخر دار البقاء ہے۔

۱۲۹۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : مُؤْمِنٌ یُّجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ :ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ :ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ اللّٰهَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۹۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ''وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ فرمایا: ''وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہوا اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے والا ہو''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد' باب افضل الناس مؤمن... الخ ومسلم فی الامارة' باب فضل الجهاد الرباط۔

فوائد: اس حدیث کی شرح باب العزلة رقم ۲ / ۵۹۸ میں دیکھیں۔ (۲) یہاں فائدہ یہ ہے کہ نفس اور مال میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہئے۔ اسی باب میں فی سبیل اللہ کا مطلب گزر چکا۔

۱۲۹۱ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا' وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا وَالرَّوْحَةُ یَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوِ الْغَدْوَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۲۹۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور شام کو تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں چلنا یا صبح کے وقت تھوڑی دیر چلنا' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اُس سب سے بہتر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد' باب فضل رباط یوم فی سبیل الله ومسلم فی الامارة' باب فضل الغدوة و الروحة فی سبیل الله' باب فضل الرباط فی سبیل الله۔

اللغات: رباط: مصدر ہے اس کا معنی اسلامی مملکت کی سرحدوں کو دشمنوں سے محفوظ کرنے کے لئے ان پر قیام کرنا۔ سوط: کوڑا۔ روح اور غدوة کی وضاحت حدیث ۱۲۸۹ میں ہو چکی۔

فوائد: (۱) اللہ کی راہ میں پہرہ دینے پر ابھارا گیا اور اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے جہاد کی ترغیب دی گئی۔ (۲) تھوڑا سا زمانہ اور

مکان کی تنگی آخرت کے سلسلے میں وہ دنیا کے طویل زمانے اور وسیع مکان سے بہتر ہے۔اس روایت میں دنیا سے زہد اس کے فنا ہونے کی وجہ بتلائی گئی اور عظیم ثواب کے باعث جہاد کی ترغیب دی گئی۔امام قرطبی نے فرمایا:''جہاد میں ایک دفعہ کے سفر کو دنیا اور آخرت جو اپنے سامان کے ساتھ ہو اس سے بہتر قرار دیا گیا۔خواہ دنیا اپنے تمام سامان کے ساتھ جمع کر دی جائے''۔

۱۲۹۲ : وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ ، وَاِنْ مَّاتَ فِيْهِ اُجْرِيَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ ، وَاَمِنَ الْفَتَّانَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۹۲: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:''ایک دن رات اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور ان کے قیام سے بہتر ہے اور اگر اس کو اسی راستہ میں موت آ گئی تو اس کے عمل کو جاری کر دیا جائے گا جو وہ کرتا تھا اور اس کا (جنت کا) رزق جاری کر دیا جائے گا اور وہ فتنہ (قبر) سے محفوظ کر دیا جائے گا۔''(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ' باب فضل الرباط فی سبیل اللہ عزوجل۔

اللغات: امن الفتان: یعنی قبر کے سوال اور دو فرشتوں کی آزمائش سے وہ سوال سے بچا رہے گا۔

فوائد: پہرہ دینے والے کے عمل کا ثواب موت کے ساتھ ختم نہیں ہوگا۔اس کا رزق بھی منقطع نہ ہوگا اور اس کو عنقریب جنت کا رزق دیا جائے گا جس طرح شہداء کو رزق جنت میں دیا جاتا ہے۔وہ اپنے رب کے ہاں رزق کھاتے ہیں بعض علماء نے یہ طرز عمل اپنایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا قبر کے سوال سے محفوظ رہے گا۔ایک دن کا پہرہ ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے کیونکہ پہرے کا فائدہ متعدی ہے کیونکہ اس میں ایمان کی حفاظت اور دین کا فائدہ ہے اور روزے کا فائدہ روزہ رکھنے تک موقوف ہے۔

۱۲۹۳ : وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنَمّٰى لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَيُؤَمَّنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۲۹۳: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ہر میت کے عمل کو مُہر لگا کر بند کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والا۔اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے اس کو محفوظ کر دیا جائے گا''۔(ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ البخاری ابو داؤد فی الجهاد' باب فضل الرباط والترمذی فی فضائل الجهاد' باب ما جاء فی فضل المرابط۔

اللغات: یختم عمله: اس کا عمل موت سے منقطع ہو جائے گا اور اس کے ثواب میں اضافہ نہ ہوگا۔ینمی: اس کے عمل کا ثواب باقی رہے گا۔اس کا گھوڑے باندھنا بھی باقی رہے گا۔

فوائد: اس میں اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی اور جو دائمی اجر اس کے لئے بتایا گیا ہے اور اسی طرح قبر کا سوال اس سے ہٹا لیا گیا ہے۔

۱۲۹۴ : وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۱۲۹۴: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہ میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخريج: رواہ الترمذی فی فضائل الجهاد، باب ماجاء فی فضل المرابط۔

فوائد: اس حدیث اور اس طرح کی دوسری احادیث کا مقصد پہرہ دینے والے کا زیادہ اجر بیان کیا گیا جو دوسروں کے مقابلے میں اس کو ملتا ہے اور یہ ثواب لوگوں کی نیتیں اور اخلاص اور لوگوں کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔

۱۲۹۵ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا جِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِيْ وَاِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ فَهُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ اَرْجِعَهٗ اِلٰى مَنْزِلِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ، اَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ: لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ - وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ لَا اَنْ يَّشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَبَدًا وَلٰكِنْ لَّا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً وَّيَشُقُّ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ - وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهٗ۔

"الْكَلْمُ" اَلْجُرْحُ۔

۱۲۹۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لے لیتا ہے جو فقط اس کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا اور رسولوں پر ایمان اور ان کی تصدیق ہی۔ وہ میری ضمان میں ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں یا اس کے اس مکان پر واپس لوٹاؤں جہاں سے وہ نکلا اس اجر یا غنیمت کے ساتھ جو اس نے پایا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو زخم اٹھایا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا۔ جس حالت میں زخم ہوا۔ اس کا ظاہری رنگ تو خون جیسا ہوگا، مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی ایک سریہ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن میں ان کے لئے سواری کی گنجائش نہیں رکھتا اور ان کے پاس اتنی گنجائش ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں، پس قتل کیا جاؤں، پھر جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ مسلم، بخاری سے کچھ حصہ روایت کیا۔

الْكَلْمُ: زخم۔

تخريج: رواہ مسلم فی الجهاد، باب فضل الجهاد و الخروج فی سبیل اللّٰه و روی البخاری بعضه فی الجهاد ایضاً، باب من یخرج فی سبیل اللّٰه عزوجل و باب تمنی المجاهد ان یرجع الی الدنیا و تمنی الشهادة و غیر جامع اختلاف فی الالفاظ۔

اللغات: تضمن الله: اللہ اپنے فضل واحسان سے اس کا کفیل بن جائے گا۔ ایمان بی: میرے وعدوں کی تصدیق۔ فھو: یعنی اللہ تعالیٰ۔ ضامن: یعنی کفیل اور ذمہ دار۔ الشق: تنگی اور مشقت میں ان کو زیادہ ڈالنے والا۔ اسریعة: چار سو کی تعداد تک کا لشکر۔ ساعة: یعنی مال۔ فاحملھم: یعنی ان کو لڑائی کے لئے تیار کردوں۔ لو ددت: میں تمنا کرتا ہوں۔

فوائد: (۱) مخلصانہ جہاد سے مجاہد کو دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور ملتی ہے۔ خواہ جنت یا دنیوی غنیمت اور اخروی ثواب کے ساتھ واپس لوٹنا۔ اللہ تعالیٰ شہید کو اس کی اسی حالت پر باقی رکھتے ہیں جس پر وہ قتل ہوا تا کہ یہ اس کی فضیلت اور اس بات پر گواہ بن جائے کیونکہ اس نے اپنی جان اپنے رب کی اطاعت میں لگا دی۔ اس کے خون سے کستوری کی خوشبو نکلے گی جو اہل محشر کے درمیان اس کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے پھیل جائے گی۔ (۲) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی اپنے صحابہ پر رحمت وشفقت ذکر کی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا۔ (۳) جہاد وقتال فی سبیل اللہ کی فضیلت کے بیان میں مبالغہ کیا گیا۔

١٢٩٦ : وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ مَّكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَكَلْمُهٗ يَدْمِيْ :اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہوگا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الذبائح' باب المسک واللفظ له ومسلم فی الامارة' باب فضل الجهاد و الخروج فی سبیل الله۔

اللغات: کلمه یدمی: اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا۔

١٢٩٧ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَّجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ : لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۹۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہوا یا اس کو خراش آئی تو وہ قیامت کے دن زیادہ گہری ہو کر آئے گی۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجهاد' باب فمن سال الله تعالی الشهادة والترمذی فی فضائل الجهاد' باب فمن یکلم فی سبیل الله۔

اللغات: فواق الناقة: دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیان فاصلہ۔ یہ قلت جہاد سے کنایہ ہے۔ نکب 'نکبة: مصیبت پہنچایا گیا۔ کاغذر: جو پہلے تھا اس سے زیادہ بڑھ جائے گا۔ الزعفران: زرد رنگ گھاس۔

١٢٩٨ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

۱۲۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک کا گزر ایک گھاٹی کے پاس سے ہوا

بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَّآءٍ عَذْبَةٌ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ، لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

"وَالْفُوَاقُ": مَا بَيْنَ الْحَلْبَتَيْنِ۔

جہاں میٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ وہ ان کو پسند آیا تو کہنے لگے اگر میں لوگوں سے الگ ہوکر یہاں قیام کرلوں تو مناسب ہے مگر جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں اس وقت تک ایسا نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تم ایسا مت کرو۔ تمہارا اللہ کی راہ میں اقامت اختیار کرنا' تمہارے اپنے گھر میں ستر سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے اور تمہیں جنت میں داخل فرمادے؟ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوھا جاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

الْفُوَاقُ: دومرتبہ دوہنے کے درمیان وقفہ

تخریج: رواه الترمذی فی فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الغدو والرواح فی سبیل اللّٰه۔

اللغات: بشعب: گھاٹی۔ عینیة: پانی کا چھوٹا چشمہ۔ عذبة: میٹھا۔ اعتزلت الناس یعنی لوگوں کو چھوڑ کر الگ ہوجاؤں۔ مقام: یعنی قیام۔

فوائد: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دِلوں میں آپ ﷺ کا کتنا احترام تھا کہ جو معاملہ رات کو پیش آتا' اس کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کرنے میں دیر نہ کرتے۔ (۲) جہاد نفلوں سے افضل ہے جمہور علماء نے اس کو اس بات پر محمول کیا کہ جب کفار مسلمانوں کے ملک پر حملہ آور ہوجائیں اور ان کے غلبہ کا خطرہ ہو اور جہاد میں مسلمانوں کو اس ذلت سے چھڑایا جاتا ہے اور یہ نفع اس کا متعدی ہوگا۔ نماز کا نفع جو ہے اس آدمی کی ذات پر ہوگا۔ (۳) لیکن جب معاملہ اس ضرورت سے پورا نہ ہوگا تو نماز بدنی عبادات میں جمہور علماء کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہے ہر ایک کے لئے مناسب یہ ہے کہ افضلیت کو خاص حالات اور خاص ظروف سے متعلق کیا جائے۔ (۴) جہاد فی سبیل اللہ کی خوب ترغیب دی گئی۔

۱۲۹۹: وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ" فَاَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ: "لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ" ثُمَّ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّآئِمِ الْقَآئِمِ الْقَانِتِ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ: مِنْ صَلٰوةٍ، وَّلَا صِيَامٍ، حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ

۱۲۹۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ جہاد کے برابر کون سی چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے''۔ انہوں نے سوال کو دو تین مرتبہ لوٹایا تو آپؐ نے ہر مرتبہ فرمایا: ''تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار' شب خیز اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے والے کی ہے جو نماز' روزے سے تھکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس گھر لوٹے''۔

اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ ' اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: "لَا اَجِدُهُ ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ ' وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ؟" فَقَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ؟

(بخاری ومسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا:'' کیا تم طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تُو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ تھکے اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟۔

تخریج: رواہ مسلم فی الامارة: باب فضل الشهادة فی سبیل اللہ والبخاری فی اوّل کتاب الجهاد۔

اللغات: ما یعدل الجهاد۔ کون سی چیز ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔ مثل الجهاد: اس کی عظیم حالت۔ القانت: قیام کرنے والا اطاعت گزار جو اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ لایفتر: وہ رکتا نہیں۔ یعنی قیام میں رات کو نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتا ہے۔

فوائد: (۱) جہاد کی باقی عبادات کے مقابلہ میں افضلیت ذکر کی گئی اور یہ اس وقت ہے جب کہ جہاد دین و دنیا کی حفاظت اسلام پھیلانے اور دعوت ''الی اللہ'' کے لئے متعین ہے اور اس کا نفع عام ہے۔

۱۳۰۰: وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلٰى مَتْنِهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ اَوِ الْمَوْتَ مَظَانَّهُ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ اَوْ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذَا الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذَا الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بہتر زندگی والا وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو۔ جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ آمیز آواز سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اڑنے لگتا ہے اور موت یا قتل کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو کچھ بکریاں لے کر یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جائے۔ اقامت اختیار کرتا ہے' نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' اپنے رب کی عبادت میں موت آنے تک مصروف و مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف خیر و بھلائی کا ہی تعلق ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارة' باب فضل الجهاد و الرباط۔

اللغات: معاش: جس سے لوگ زندگی گزارتے ہوں یعنی رزق۔ رجل: یعنی آدمی کا معاش۔ عنان فرسه: یعنی اس کی لگام۔ یطیر: تیزی کرے۔ مطنه: اس کی پشت۔ هیئة: آواز' جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ فزعةً: وہ چیخ جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ یبتغی: وہ تلاش کرتا ہے۔ مظانه: وہ جگہ جہاں اس کو لڑائی کے پائے جانے کا امکان ہے یعنی میدان معرکہ۔ شعفةٌ من هذه الشعف: یعنی کسی پہاڑ کی بلندی پر۔ الیقین: موت۔

فوائد: (۱) اس میں جہاد کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ کی راہ میں موت اور اس کی تیاری کا ہمیشہ تذکرہ ہوا۔ (۲) بندوں سے الگ ہو کر دور رہنا جبکہ بگاڑ زیادہ ہو جائے مگر اس حالت میں وہ اللہ اور بندوں کے حق ادا کرنے والا ہو تو یہ مناسب ہے۔ اس کے استحباب کے لئے باب العزلہ رقم ۶۰۱/۵ میں دیکھیں۔

۱۳۰۱ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۰۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد میں سو درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجهاد، باب درجات المجاهدين فى سبيل الله۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے بہت بڑا ثواب اور جنت کے بلند درجات تیار کر رکھے ہیں۔

۱۳۰۲ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْسَعِيْدٍ فَقَالَ : اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ : "وَاُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" قَالَ : وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۰۲ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔'' اس پر ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کا اعادہ فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعادہ فرما دیا۔ پھر فرمایا: ''دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سو گنا جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات میں آسمان وزمین کے برابر فاصلہ ہے۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد، اللہ کی راہ میں جہاد۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارة، باب ما وعده الله تعالى للمجاهد الجنة من الدرجات۔

فوائد: (۱) جنت میں داخلہ تو ایمان کے سبب ہوگا اور اس میں درجات اعمال کے باعث ملیں گے۔ حدیث مجاہد کے عظیم درجے پر دلالت کرتی ہے۔ جنت کے اندر بے شمار درجات اور لاتعداد منزلیں ہیں مجاہد کو ان میں سے سو درجات ملیں گے۔

۱۳۰۳ : وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ فَقَالَ : يَا اَبَا مُوْسٰى اَاَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ : نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : اِقْرَاُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهٖ

۱۳۰۳ : حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں'' اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا' جس کی ظاہری حالت پراگندہ تھی' اس نے کہا اے ابوموسیٰ کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی

فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشٰى بِسَيْفِهٖ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

طرف چل دیا اور دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ خود شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد۔

اللغات: **ابواب الجنة تحت ظلال السيوف**: اللہ کی راہ میں تلوار چلانے والوں کو اس کے ذریعے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ **رث الهيئة**: پرانے کپڑوں والے۔ **جفن سيفه** غلاف اور اس کا پڑتلہ۔

فوائد: (۱) جہاد کی ترغیب دی گئی اور اس کا ثواب بتلایا گیا اور تلواروں کا استعمال اور ان کا اس قدر جمع کرنا کہ دشمن کی کھوپڑیوں پر سایہ بن جائیں اس کو ذکر کیا گیا۔

١٣٠٤ : وَعَنْ أَبِيْ عَبْسٍ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۰۴: حضرت ابو عبس عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی راہ میں ایک بندے کے قدم غبار آلود ہوں اور اس کو جہنم کی آگ چھولے''۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاري في الجهاد، باب من رغبت قدماه في سبيل الله ۔

اللغات: **اغبرّت**: ان کو غبار پہنچا۔

فوائد: مجاہد کو آگ سے نجات سے بشارت دی گئی اور اگر سبیل اللہ کے لفظ کو عام مانا جائے تو ہر نیکی والے کو یہ بشارت ہوگی۔

١٣٠٥ : وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَال : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہوسکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ ایک بندے پر دو باتیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں''۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغبار في سبيل الله ۔

اللغات: **لايلج**: وہ داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ آئے۔ یہ جملہ محال کو بیان کرنے کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا کیونکہ دودھ کا تھنوں میں لوٹنا ناممکن ہے۔

فوائد: (۱) آگ سے نجات کی ہمیشہ ہمیشہ کی بشارت ہے اس شخص کے لئے جس میں حدیث کی مذکورہ صفات پائی جائیں تو یہ اس کے لئے حکم ہے جس کا عقیدہ صحیح اور نیت درست ہو۔

١٣٠٦ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ : عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ،

۱۳۰۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جس نے

وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری''۔(ترمذی)
یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجهاد' باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰہ ۔

اللغات: خشیة اللّٰہ:اللہ کی جلال وعظمت کا ڈر۔

فوائد:اللہ کے خوف سے ڈرکر روزے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے کی فضیلت بتائی گئی کیونکہ یہ سچے ایمان اور کامل مراقبہ کی امانت ہے۔

۱۳۰۷ :وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا ' وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۰۷: حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے سامان دیا گویا اس نے خود غزوہ کیا اور جو آدمی کسی غازی کے اہل وعیال پر بھلائی کے ساتھ نگران رہا اس نے بھی یقیناً جہاد کیا''۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجهاد' باب فضل من جهز غازیًا و خلفه بخیر ومسلم فی الامارہ' باب فضل اعانة الغازی۔

اللغات: جهز غازیا: مجاہد کیلئے جن ہتھیاروں اور خرچے کی ضرورت تھی وہ تیار کیا۔ خلف :اسکے گھر اور خرچہ جات کی نگرانی کی۔

فوائد:(۱)جس نے غازی کی تیاری کے اندر معاونت کی یا اس کے گھر کی نگہبانی کی تو اس کو غازی کے برابر ثواب ملے گا اور جو آدمی بھی کسی مؤمن کی عمل خیر کے اندر معاونت کرے تو اس کو برابر کا ثواب ملتا ہے۔(۲) مسلمان تعاون اور ایک دوسرے کی مدد میں ایک دوسرے کی کفالت کرنے والے ہیں۔

۱۳۰۸ :وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنِيْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۰۸ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' صدقات میں سب سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کے لئے خیمہ دینا اور اللہ کی راہ میں کوئی خادم عنایت کرنا ہے یا پھر جوان اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دینا ہے''۔(ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج:رواہ الترمذی فی فضائل الجهاد باب ماجاء' فی فضل الخدمة فی سبیل اللّٰہ ۔

اللغات : فسطاط: بالوں کا بنا ہوا ایک مکان جس سے غازی سایہ حاصل کرتا ہے۔منیة خادم: غازی کو خادم دیا تا کہ وہ اس کی خدمت کرے۔ طروقة فعل: یعنی غازی نے اونٹنی کو روکا۔ جو عمر کو پہنچی تا کہ اس سے نر کو ملائے جس کے ذریعے جہاد میں وہ مدد دے سکے۔ فحل :طاقتور اونٹ کو کہتے ہیں۔

فوائد:اس میں غازیوں کی معاونت کی ترغیب دی گئی تا کہ وہ اس سے لڑائی پر قوت حاصل کریں۔آرام' طاقت اور خرچے کے اسباب ان کو میسر ہو جائیں۔

۱۳۰۹ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًى

۱۳۰۹: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے کہا یا رسول

مِّنْ اَسْلَمَ قَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ : "ائْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ فَقَالَ :اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ : اَعْطِنِی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ : يَا فُلَانَةُ اَعْطِيْهِ الَّذِیْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ، وَلَا تَحْبِسِیْ مِنْهُ شَيْئًا فَوَ اللّٰهِ لَا تَحْبِسِيْنَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارَكَ لَكَ فِيْهِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ ﷺ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس سامانِ جہاد نہیں۔فرمایا تو فلاں کے پاس جا اس نے جہاد کا سامان تیار کیا پھر بیمار ہو گیا۔چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا بے شک اللہ کے رسول تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ سامان مجھے دے دو جو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اے فلانی اس کو وہ سارا سامان دے دو جو میں نے جہاد کے لئے تیار کیا تھا اور اس میں سے کچھ بھی روک نہ رکھنا۔اللہ کی قسم تو اس میں سے کوئی چیز بھی روک کر نہ رکھنا پس تمہیں اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔(مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی الامارہ، باب فضل اعانۃ الغازی

فوائد:(۱)لڑائی کے وسائل کی تیاری میں آپس میں کس طرح کس قدر تعاون کرنے والے ہیں۔(۲) جس آدمی نے غزوے کے لئے سامان تیار کیا ہو پھر اس کو کوئی عذر پیش آ جائے تو وہ ایسے مجاہد کو دے دے جس کے پاس سامان جہاد نہ ہو۔

۱۳۱۰ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اِلٰی بَنِیْ لَحْيَانَ فَقَالَ : "لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهٗ : "لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: "اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَيْرٍ كَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ"۔

۱۳۱۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کی طرف ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور اجر دونوں میں مشترک ہو گا۔(مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک نکلے۔پھر بیٹھنے والے کو کہا جو تم میں سے نکلنے والے کے اہل وعیال کی بھلائی سے نگرانی کرے گا تو اس کو نکلنے والے کے اجر کے برابر آدھا ملے گا۔

تخریج:رواہ مسلم فی الامارۃ، باب فضل اعانۃ الغازی۔

فوائد:جب عام کوچ کی ضرورت نہ ہو تو پھر بھی ضروری ہے کہ کچھ سامان جہاد کے لئے کوچ کریں اور کچھ وطن میں ٹھہریں تاکہ وہ ان کی ضروریات اور اسلحہ وغیرہ مہیا کریں۔امیر المجاہدین جن چیزوں کی وطن میں ضرورت ہے جیسا اسلحہ وغیرہ اور امیر المجاہدین کی نگرانی اور بدلہ دونوں کا یکساں ہوگا۔

۱۳۱۱ : وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ؟ فَقَالَ :"اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "عَمِلَ قَلِيْلًا وَّاَجْرًا كَثِيْرًا" مُتَّفَقٌ

۱۳۱۱:حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی جنگی ہتھیاروں سے ڈھکا ہوا آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میں قتال کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا:''اسلام لاؤ پھر لڑو''۔پس وہ اسلام لے آیا اور پھر اس نے قتال کیا۔یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور

عَلَيْهِ- وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

اجر بہت زیادہ پالیا''۔ (بخاری ومسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد' باب عمل صالح قبل القتال ومسلم فی الامارہ ثبوت الجنۃ للشھید

اللغات: رجل :بعض نے کہا یہ احرم بن عبدالاشہل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نام بدل کر زرعہ رکھا تھا۔ **مقنع بالحدید**: ہتھیاروں سے ڈھنپا ہوا۔

تخریج: (۱) اعمال صالحہ اسلام کے بغیر قابل اعتبار نہیں اور اسلام ماقبل کے اعمال کو مٹا دیتا ہے۔ (۲) اللہ کی راہ میں شہادت کا اجر بہت بڑا ہے۔

١٣١٢ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَا اَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ "لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اس کو ساری زمین پر جو کچھ ہے وہ دے دیا جائے مگر شہید تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے پھر دس مرتبہ قتل ہو۔ اس اعزاز کی وجہ سے جو شہادت پر اس نے دیکھا اور ایک روایت میں ہے اس لئے کہ وہ شہادت کی بزرگی دیکھے گا''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد باب تمنی المجاھد ان یرجع الی الدنیا ومسلم فی الامارہ' باب فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ ۔

فوائد: شہادت کی فضیلت اور جہاد کی ترغیب دلائی گئی اور اس روایت میں تو اللہ کی راہ میں قربانی دینے کے لئے محبت کے اسباب ذکر کئے گئے۔ دنیا کی عزت اور آخرت کی سعادت بغیر قربانی کے نہیں مل سکتی۔

١٣١٣ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلشَّهِيْدِ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۳ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ شہید کو ہر چیز معاف فرما دیں گے مگر قرضہ (معاف نہیں فرمائیں گے)''۔ (مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : "اَلْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ"۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے' اللہ کی راہ میں شہادت قرضے کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ' باب من قتل فی سبیل اللّٰہ کفرت خطایاہ الا الدین۔

اللغات: الا الدین: شہید سے یہ نہیں مٹایا جاتا کیونکہ اس میں بندے کا حق متعین ہے۔

فوائد: اللہ کی راہ میں قتل ہونا گناہوں کو مٹا دیتا ہے لیکن اس کے لئے وہ شرطیں ضروری ہیں جو حدیث میں ذکر ہوئیں مگر قرضہ کا گناہ نہیں مٹایا جاتا۔

١٣١٤ : وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۳۱۴: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ فِیْھِمْ فَذَكَرَ اَنَّ الْجِھَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰہِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ كَیْفَ قُلْتَ؟ قَالَ : اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَتُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ ، مُحْتَسِبٌ ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ ، اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لِیْ ذٰلِكَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ﷺ ہم میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کا تذکرہ فرمایا کہ یہ اعمال میں سب سے افضل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا یا رسول اللہ کیا حکم ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جی ہاں اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اس حالت میں کہ تو جم کر لڑنے والا' ثواب کی امید رکھنے والا' آگے بڑھنے والا نہ کہ پیچھے ہٹنے والا ہو۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا تو نے کیا سوال کیا؟ اس نے عرض کیا: کیا حکم ہے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جی ہاں جب کہ تو صبر کرنے والا' ثواب کا امیدوار' اقدام (خالص نیت سے لڑنا) کرنے والا ہو' نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا مگر قرضہ (معاف نہیں ہوگا) پس جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ بتلایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ' باب من قتل فی سبیل اللّٰہ کفرت خطایاہ الاالدین۔

اللغات: ارأیت: مجھے بتلاؤ۔ خطایای: میرے گناہ۔ محتسب: اللہ کے ثواب کو چاہنے والا۔ کیف قلت: تو نے کیسے کہا یعنی اس سے سوال کو دہرایا گیا تا کہ اس کا جواب مقید طور پر دہراتے جائیں۔ اس سے دین کے معاملے میں عظیم مبالغہ ثابت ہوگا۔

فوائد: (۱) مجاہد کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور وہ اس کے سارے گناہوں کا سارا کفارہ ہے۔ سوائے آدمیوں کے حقوق کے اور یہ کفارہ بھی ان شرائط کے ساتھ ہے جو حدیث میں مذکور ہے یعنی صبر' ثواب کی امید اور جہاد میں آگے بڑھنا فرار اختیار نہ کرنا وغیرہ اور اعمال بغیر اخلاص کے فائدہ مند نہیں۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا قرضہ جات کا نہ مٹایا جانا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قدرت کے باوجود ادائیگی نہ کی لیکن اگر اس کا اپنا ارادہ ادائیگی کا تھا مگر اس کے لئے کوئی رستہ نہیں پایا تو اللہ کے کرم سے اُمید ہے کہ وہ اپنی طرف سے اس کے مخالف کو راضی کر دیں گے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں یہ بات مذکور ہے۔

۱۳۱۵ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : اَیْنَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ : "فِی الْجَنَّۃِ" فَاَلْقٰی تَمَرَاتٍ كُنَّ فِیْ یَدِہٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ " رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۱۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا۔ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں'' چنانچہ اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشھید۔

فوائد: (۱) عمل کے انجام کے متعلق سوال مستحب ہے اور اچھی خوش خبری عمل کے نتیجے میں اس کا استحباب بھی ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے آدمی کو خوشخبری دی کہ وہ جنت میں جائے گا جبکہ آپؐ نے اس کا اخلاص دیکھا۔

۱۳۱۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :

۱۳۱۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ اِلٰى بَدْرٍ وَجَآءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَقْدَمَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهٗ" فَدَنَا الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَيْرُ بْنُ الْحُمَامِ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ : بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَآءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ : "فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا" فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ : لَئِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰى اٰكُلَ تَمَرَاتِيْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ فَرَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْقَرَنُ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّآءِ : هُوَ جَعْبَةُ النُّشَّابِ۔

وسلم اور آپؐ کے صحابہ چلے۔ یہاں تک کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین آئے۔ (بعد میں) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص کسی چیز میں کوئی قدم نہ اٹھائے جب تک کہ میں نہ کروں یا کہوں۔'' چنانچہ مشرکین قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے۔ عمیر بن ہمام کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انہوں نے کہا خوب خوب! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں اس خوب خوب کی بات پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اس میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تو جنت والوں میں سے ہے پھر انہوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالی اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں زندہ رہوں تو ان کھجوروں کے کھانے تک بے شک یہ تو بڑی لمبی زندگی ہے! پس انہوں نے اپنے پاس جو کھجوریں تھی، انہیں پھینک دیا پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

اَلْقَرَنُ : تیر رکھنے کا فیصلہ۔

تخریج: رواه مسلم فی الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد۔

اللغات: **لا يقدمن احد منكم الى شئي:** تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف اقدام نہ کرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بغیر ہر چیز کی ممانعت کی گئی۔ **حتّٰی اکون افادونه:** جب تک کہ میں اس چیز کی طرف اس سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤں۔ **بخ بخ:** یہ وہ کلمہ ہے جو کسی چیز پر رضامندی اور اس کی تعریف پر دلالت کرتا ہے۔ دو بار مبالغہ کے لئے لایا گیا۔ **جعبة:** تیروں کا تھیلا۔ **النشاب:** تیر اس کا واحد نشابة ہے۔

فوائد: جہاد کی ترغیب دی گئی اور مجاہدین کی ہمتوں کو جنت کے اوصاف ذکر کر کے بھڑکایا گیا۔ ایمان مؤمن کے عزائم میں جو قربانی کی محبت اور شہادت کے استقبال اور موت کی طرف جلدی کرنا وغیرہ کو اجر وثواب کے لئے کس قدر بڑھاتا ہے۔

١٣١٧ : وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ نَاسٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُوْنَا الْقُرْاٰنَ وَالسُّنَّةَ ، فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ سَبْعِيْنَ رَجُلًا

۱۳۱۷: حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ آپؐ نے ان کی طرف ستر انصاری

مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فِيهِمْ خَالِيْ حَرَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بِاللَّيْلِ : يَتَعَلَّمُوْنَ وَكَانُوْا بِالنَّهَارِ يَجِيْئُوْنَ بِالْمَآءِ فَيَضَعُوْنَهٗ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَطِبُوْنَ فَيَبِيْعُوْنَهٗ وَيَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِاَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَآءِ فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَعَرَضُوْا لَهُمْ فَقَتَلُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوْا : اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا وَاَتٰى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ اَنَسٍ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ بِرُمْحٍ حَتّٰى اَنْفَذَهٗ فَقَالَ حَرَامٌ :فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا : اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

بھیجے جن کا لقب قراء تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ دن کو قرآن مجید پڑھتے' رات کو اس کا ورد کرتے اور سیکھتے سکھاتے' دن کے وقت میں پانی لاکر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں کاٹ کر ان کو فروخت کر کے اس کے بدلے میں اہل صفہ کے لئے اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہؐ نے ان کو بھیج دیا پھر لے جانے والے ان کے دشمن ہو گئے اور ان کو اصل مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ (انہوں نے قتل سے پہلے) دعا کی اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم اس سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔ ایک آدمی حضرت انس کے ماموں حرام پر پیچھے سے حملہ آور ہوا اور ان کو اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے آر پار ہو گیا اس پر حضرت حرام نے کہا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' بے شک تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے یہ کہا اے اللہ ! ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں وہ ہم پر راضی ہو گیا اور ہم اس پر راضی ہو گئے۔ (بخاری ومسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تخریج : رواه البخاری فی الجهاد' باب من ينكب او يطعن فی سبيل الله ومسلم فی الامارة' باب ثبوت الجنة للشهيد۔

اللغات : ناسٌ: اہل نجد کی ایک جماعت جس کا سربراہ ابو براء بن ملاعب الاسنہ تھا۔ **خالی حرامٌ**: یہ حرام بن ملحان ہیں یہ حضرت انس کے ماموں ہیں۔ **الصفا**: مسجد نبوی کے پچھلی جانب ایک چھپر جہاں فقراء صحابہ ٹھہرتے تھے۔ **فعرضوا لهم**: ان کا سامنا اللہ کے دشمن عامر بن طفیل نے کیا اور ان کے خلاف عصیہ اور سلیم اور رعل کے قبائل میں اعلان کر دیا۔ جنہوں نے مل کر ان کو قتل کر دیا۔ **رضینا عنك**: یعنی جو آپؐ نے ہمیں حکم دیا ہم اس پر خوش ہیں۔ **رضینا عنّا**: یعنی آپؐ کی اطاعت اور وہ توفیق جس سے آپ اور آپ کا رسول راضی ہے۔ **انفضه** نیزہ اس کے آر پار کر دیا۔

فوائد: (۱) صحابہ قراءتِ قرآن اور حصول علم کے لئے کس طرح متوجہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو کس قدر جلد قبول کرنے والے تھے جو آپؐ ان کو حکم دیتے اور جس مشکل چیز سے آپؐ ان کو تکلیف دیتے اور وہ جو قضاء وقدر کا فیصلہ تھا اس پر خوش تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق وحی سے اطلاع دے کر کس قدر ان کا اکرام فرمایا۔ (۲) مسجد میں کھانے اور پینے کی چیزیں رکھنا جائز ہے جبکہ فقراء وہاں ٹھہرتے ہوں۔

۱۳۱۸ : وَعَنْهُ قَالَ : غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ

۱۳۱۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میرے چچا

النَّضْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ ، لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ :اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِيْ الْمُشْرِكِيْنَ – ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهٗ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ :يَا سَعْدُ ابْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ :فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ! قَالَ اَنَسٌ :فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ ، اَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهٗ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهٗ بِبَنَانِهٖ قَالَ اَنَسٌ : كُنَّا نَرٰى–اَوْ نَظُنُّ – اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ اِلٰى اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَقَدْ سَبَقَ فِيْ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ۔

انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس پہلی لڑائی سے جو آپؐ نے مشرکین کے خلاف لڑی غائب رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں جو انہوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیری بارگاہ میں بے زاری کا اظہار کرتا ہوں اس سے جو انہوں نے کیا یعنی مشرکین نے۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہوگیا تو کہنے لگے اے سعد بن معاذ! ربّ نضر کی قسم جنت یہ ہے۔ بے شک میں اس کی خوشبو اُحد سے ادھر پا رہا ہوں۔ پس سعد فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں وہ نہ کر سکا جو انہوں نے کیا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے کچھ زائد تلوار کے وار یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ شہید ہو چکے اور مشرکین نے ان کا مثلہ کیا پس ان کو سوائے ان کی ہمشیرہ کے اور کسی نے نہ پہچانا۔ انہوں نے بھی انگلیوں کے پوروں سے ان کی پہچان کی۔ انس کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یا گمان یہ تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان ہی جیسے لوگوں کے بارے میں اُتری: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ ...... مُؤْمِنُوْنَ﴾ سے کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو پورا دیا جو اللہ تعالیٰ سے کیا۔ (بخاری و مسلم) باب مجاہدہ میں یہ روایت گزری۔

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد' باب قول الله تعالیٰ من المومنين رجال الاية ومسلم فی الامارة باب ثبوت الجنة للشهيد۔

نوٹ: حدیث کی تشریح باب المجاهده رقم ١٠٩/١٥ میں ملاحظہ فرمائیں۔

١٣١٩ : وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا هِيَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا :اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ" – رَوَاهُ

١٣١٩: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا

الْبُخَارِیُّ وَھُوَ بَعْضٌ مِنْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فِیْهِ اَنْوَاعٌ مِّنَ الْعِلْمِ سَیَاتِیْ فِیْ بَابِ تَحْرِیْمِ الْکَذِبِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

ہے۔(بخاری)

یہ طویل روایت کا حصہ ہے جس میں علم کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ "بَابِ تَحْرِیْمِ الْکَذِبِ" میں ان شاءاللہ آئے گا۔

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب الجنائز' بعد باب ما قیل فی اولاد المشرکین

اللغات: رایت: میں نے خواب میں دیکھا۔ رجین دوفرشتے جبرائیل اور میکائل جو مردوں کی شکل میں تھے۔

فوائد: شہداء کی فضیلت ذکر کی گئی اور وہ عظمت جوان کو اللہ نے عزت کے مقام پر ان کے لئے تیار فرمائی اس کو بیان کیا۔ مزید یہ بھی ثابت کیا کہ انبیاء کے خواب برحق ہیں اور ملائکہ مختلف انسانی شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

۱۳۲۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اُمَّ الرَّبِیْعِ بِنْتَ الْبَرَآءِ وَھِیَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ ' اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَةَ ' وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ ' فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ اجْتَھَدْتُ عَلَیْهِ فِی الْبُکَآءِ؟ فَقَالَ :"یَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّھَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۲۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم ربیع بنت برآء' یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں' خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے نہیں بتلاتے۔ یہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں اس پر خوب روؤں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے حارثہ کی والدہ! بے شک جنت میں بہت سے باغات ہیں اور یقیناً تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ چکا''۔(بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد' باب من اتاہ سھم غرب فقتله۔

اللغات: الفردوس: وہ باغ جس میں ہر چیز جمع ہو۔ مراد اس سے جنت کا خاص مکان ہے اور وہ وسط جنت یا اعلیٰ جنت ہے۔ جیسا کہ بخاری میں آیا اور وسط کے معنی بھی اعلیٰ آتا ہے۔

فوائد: خطابی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو رونے میں خوب کوشش کرنے پر باقی رکھا تو اس سے رونے کا جواز ثابت ہوتا ہے بعض نے کہا یہ حکم نوحے کی حرمت سے پہلے تھا۔ (۲) جنت باغات اور مکانات ہیں۔ شہداء جنت کے اعلیٰ دروازے میں سے داخل ہوں گے۔

۱۳۲۱ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِیْ ءَ بِاَبِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ ' فَوُضِعَ بَیْنَ یَدَیْهِ ' فَذَھَبْتُ اَکْشِفُ عَنْ وَجْھِهٖ فَنَھَانِیْ قَوْمٌ - فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ :"مَا زَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِھَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۲۱: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد (عبداللہ) کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت پیش کیا گیا' اس حال میں کہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا' ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تو میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو بعض لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فرشتے عبداللہ کو اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں''۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد' باب ظل الملائکة علی الشھید ومسلم فضائل الصحابة' باب فضائل عبد اللہ بن

عمرو والد جابر۔

اللغات: مثل به: یعنی ان کا مثلہ کیا گیا۔ یہ احد کے دن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر پیش آیا۔

فوائد: شہداء کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے اعزاز واکرام میں اپنے پروں سے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور عبداللہ بن ابو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت بیان کی گئی۔

١٣٢٢ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۲: حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے سچی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات میں پہنچا دیں گے۔ خواہ وہ بستر پر فوت ہو''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ' باب استحباب طلب الشهادہ۔

حدیث کی شرح باب الصدق رقم ٥٧/٤ میں ملاحظہ فرمائیں۔

١٣٢٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۲۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سچائی سے شہادت طلب کی وہ اس کو دے دی جاتی ہے خواہ وہ شہادت نہ پائے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ' باب استحباب طلب الشهادۃ۔

اللغات: طلب: بمعنی سوال کیا۔ اعطیها: یعنی اس کا ثواب دیا گیا۔

فوائد: (۱) انسان کو اس کی اچھی نیت اور ارادے کا ثواب ملتا ہے خواہ ارادے کے مطابق فعل نہ کر سکے۔ (۲) مسلمانوں کو سچائی' اخلاص کے ساتھ بہادری اور شجاعت کی ترغیب دی۔

١٣٢٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' شہید قتل سے اتنی (معمولی) تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس کرتا ہے''۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجهاد' باب ما جاء فی فضل الرابط

اللغات: مس القتل: یعنی قتل کی تکلیف۔ القرصة: چیونٹی کا ڈنگ مارنا' قرص اصل میں کسی چیز کو انگلی کے پوروں سے پکڑنے کو کہتے ہیں۔

فوائد: شہید پر اللہ کی کس قدر عنایات ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو ہلکا کر دیتے ہیں تا کہ وہ جلدی سے زائل ہو جائے اس کے بعد کوئی دکھ اور تکلیف آتی ہی نہیں۔

۱۳۲۵ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ فَقَالَ :"اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا ، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ" ثُمَّ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۲۵ : حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی معرکہ میں جو دشمن کے ساتھ پیش آیا' سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرمایا۔ پھر خطبہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین سے جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ تو کتاب کا اتارنے والا' بادلوں کا چلانے والا' گروہوں کو شکست دینے والا ہے۔ دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد' باب لا تتمنوا القاء العدو ومسلم فی الجھاد' باب کراھیة تمنی لقاء العدو

اللغات: مالت الشمس یعنی غروب کی طرف جھک گیا۔ العافیة: مشقتوں سے سلامتی۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ زوال کے بعد لڑائی شروع کی جائے۔ اس سے گویا اچھا گمان لیا جائے گا کہ دکھ نے حالت کشادگی میں بدل گئی۔ (۲) دشمن کا سامنا کرنے کی ممانعت' کیونکہ اس میں اپنے نفس کی طاقت پر اعتماد' لڑائی کی رغبت' طاقت کی طرف جھکاؤ پایا جاتا ہے اور یہی بزدلی کا سبب ہے۔ (۳) جب دشمن سے سامنا ہو جائے اور بغیر لڑائی کے چارہ نہ ہو تو اس وقت صبر کرنا' اور اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف مدد طلب کرنا ضروری ہے کیونکہ کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے' باب الصبر رقم ۵۳/۲۱

۱۳۲۶ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ :اَلدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَاْسِ حِیْنَ یَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۳۲۶ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں کی جاتیں: (۱) اذان کے وقت کی دعا۔ (۲) لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ آپس میں رن پڑ (یعنی دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی شروع ہو چکی ہو) چکا ہو''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجھاد' باب الدعا عند اللقاء۔

اللغات: ثنتان: دو دعائیں۔ النداء: اذان۔ الباس: لڑائی۔ یلحم بعضھم بعضا: ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں اور مل جائیں۔

فوائد: ان دونوں وقتوں میں دعا مستحب ہے کیونکہ اس میں قبولیت کی فضیلت پائی جاتی ہے۔

۱۳۲۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا غَزَا قَالَ :اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ ، بِكَ اَحُوْلُ ، وَبِكَ

۱۳۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو یوں دعا کرتے: ''اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے' تیری مدد سے میں پھرتا اور تیری

اَصُوْلُ ، وَبِكَ اُقَاتِلُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

معاونت سے حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ دشمن سے لڑتا ہوں''۔(ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج:رواہ ابوداؤد فی الجهاد' باب ما یدعی عندالقاء و الترمذی فی الدعوات' باب فی الدعا اذا غزا

اللغات:**عضدی**: تیرے ساتھ ہی میری قوت ہے۔ **عضد**: بازو کا کندھے کے قریب والا حصہ۔**احول**: میں قوت حاصل کرتا ہوں اور ایک مکان حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا ہوں۔**اصول**:دشمن پر حملہ آور ہوتا اور غلبہ پاتا ہوں۔

فوائد:اللہ تعالیٰ کی ذات پر لڑائی اور سختی کے اوقات میں کامل اعتماد کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور یہ چیز تیاری اور سباب مہیا کرنے کے منافی نہیں کیونکہ ان کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

١٣٢٨ :وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ :"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِهِمْ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۲۸: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعا فرماتے: اے اللہ ہم آپ کو ان کا مدمقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں''۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج:رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ' باب ما یقول الرجل اذا خاف قوما۔

اللغات:**نجعلك**:ہم آپؐ کے حکم اور امر کو مکرر کرتے ہیں۔**نحورهم**:ان کے سینے۔**نعوذبك**:ہم مضبوطی حاصل کرتے ہیں۔

فوائد:اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے حفاظت اور پناہ طلب کرنی چاہئے اور اس کی بارگاہ میں اس سلسلے میں التجا کرنی چاہے جو خوفناک چیز انسان پر اترے۔

١٣٢٩ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا وَالْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۲۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے''۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی الجهاد' باب الخیل معقود..... الخ ومسلم فی الامارۃ' باب الخیل فی نواصیها الخیر الی یوم القیمة۔

اللغات:**معقود**: باندھی گئی ہے۔**نواصيها**:جمع ناصية' پیشانی پر لٹکے ہوئے بال۔

فوائد:گھوڑوں کا باندھنا اور تیار کرنا مستحب ہے جبکہ خیر ان میں اس وقت ہے جب وہ جہاد کے لئے استعمال ہوں۔ان دنوں یہ قتال کے عظیم ذرائع میں سے تھا۔آج کل بھی جب کہ قتال کے وسائل ترقی کر گئے ہیں مگر اس کا فائدہ منقطع نہیں ہوا۔

١٣٣٠ :وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِىْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ : اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۳۰: حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' قیامت تک کے لئے بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں میں باندھ دی گئیں ہیں یعنی اجر (ثواب) اور (مال) غنیمت''۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجهاد' باب الجهاد ماض مع البر و الفاجر ومسلم فی الامارۃ' باب الخیل فی نواصیها الخیر

اللغات: الاجر: وہ ثواب جو اس کے باندھنے پر ملتا ہے اور وہ بدلا ملنے والی بہترین چیز ہے۔ ولمغنم: وہ مال جو کہ کافروں کے مال میں سے حاصل کیا جائے یہ جلدی ملنے والی بہترین چیز ہے۔

١٣٣١ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اِیْمَانًا بِاللّٰهِ، وَتَصْدِیْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ، وَرِیَّهٗ، وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِیْ مِیْزَانِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۳۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پس اس کا سیراب ہونا اور اس کی گھاس اور گوبر اور پیشاب قیامت کے دن اس کے میزان عمل میں ہوگی''۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد، باب من احتبس فرسا۔

اللغات: احتبس: روکا اور جہاد کے لئے تیار کیا۔ بوعده: یعنی وہ ثواب جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ وروثه فی میزانه: یعنی اس کے میزان میں قیامت کے دن نیکیاں ہوں گی۔

فوائد: اللہ کی راہ میں گھوڑا تیار کرنے کی ترغیب دی گئی مزید یہ کہ انسان جو اس پر خرچ کرے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور جو اس پر اس کو ملے گا وہ اس کے لئے اجر ہوگا۔

١٣٣٢ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ: هٰذِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَكَ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۲ : حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار والی اونٹنی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' تیرے لئے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہار والی ہوں گی (یعنی سواری کے لئے تیار)۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الامارة، باب فضل الصدقة فی سبیل اللّٰه وتضعیفها

اللغات: مخطومه: لگام ڈالی ہوئی۔ خطام کو خطم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اونٹ کی ناک کے اگلے حصے میں ڈالی جاتی ہے ناک کے اس حصے کا نام خطم ہے۔

فوائد: جس چیز سے لڑائی میں مدد ملے مثلاً گھوڑا، اونٹنی وغیرہ اس کو اللہ کی راہ میں دینے کی ترغیب دلائی گئی۔ اللہ اس پر کئی گنا بدلہ دیں گے۔ نیکی کا بدلہ سات سو گنا ہے۔

١٣٣٣ : وَعَنْ اَبِیْ حَمَّادٍ وَیُقَالُ اَبُوْ سُعَادَ وَیُقَالُ اَبُوْ اُسَیْدٍ وَیُقَالُ اَبُوْ عَامِرٍ وَیُقَالُ اَبُوْ عَمْرٍو وَیُقَالُ اَبُو الْاَسْوَدِ وَیُقَالُ اَبُوْ عَبْسٍ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ: "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ،

۱۳۳۳ : حضرت ابی حماد بعض نے کہا ابو سعاد یا کہا جاتا ہے ابو اسد اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابو عامر اور کہا جاتا ہے ابو عمرو اور کہا جاتا ہے ابو الاسود اور کہا جاتا ہے ابو عبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بر سر منبر یہ فرماتے سنا: '' تم ان دشمنوں کے لئے تیاری کرو جس حد تک طاقت ہے خبردار! سن لو طاقت تیر اندازی ہے، سن لو طاقت تیری اندازی

اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے' سن لو طاقت تیر اندازی ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الامارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذمن من علمه ونسيه

اللغات: الا: یہ حرف تنبیہ ہے اور ان حرف تاکید ہے۔ یہ جملہ حصر کا فائدہ دے رہا ہے مراد یہ ہے کہ طاقت کی عظیم اقسام اور دشمن کو زیادہ نقصان پہنچانے والی اور لڑائی میں فائدہ پہنچانے والی تیر اندازی ہے۔

فوائد: طاقت کا مہیا کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ اس سے دشمن کو ڈرایا جائے اور اسلام کی حفاظت کی جا سکے اور ہر قسم کے ہتھیاروں کی دعوت کو پھیلایا جائے جن میں سب سے مقدم تیر اندازی ہے۔ یہ مختلف زمانوں میں مختلف ہے اسلحے کی سخت ترین اقسام کو استعمال کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ دشمن پر اچانک حملہ کیا جا سکے۔

١٣٣٤ : وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ "سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ اَرْضُوْنَ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ ، فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۴: عقبہ بن عامر جہنیؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا: ''عنقریب تم پر زمینوں کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ پس تم میں کوئی شخص بھی تیروں کے بارے میں کوتاہی کا شکار نہ ہو''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الامارة، باب فضل الرمي و الحث عليه.. الخ۔

اللغات: **یکفیکم اللّٰہ**: اللہ لڑائی میں تمہارے لئے کافی ہو جائے اور دشمنوں پر تمہیں غلبہ دے۔ **فلا یعجز**: مت بیٹھے اور نہ کمزور بنے۔ **ان یلھو**: یعنی فراغت کا وقت تیر اندازی کی مشق میں مشغول ہو۔

فوائد: (۱) تیر اندازی کی مشق مستحب ہے اگرچہ فارغ وقت میں ہو۔ (۲) اسلام کی دعوت یہ ہے کہ پیش آنے والے کسی بھی حادثہ کو سامنے رکھتے ہوئے دشمن کے لئے پوری تیاری کی جائے خواہ صلح کا وقت ہو۔

١٣٣٥ : وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ فَقَدْ عَصٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۵: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تیر اندازی سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الامارة باب فضل الرمي.. الخ۔

فوائد: بہت سخت ڈانٹ پلائی گئی اس آدمی کو جو تیر اندازی سیکھ کر بلا عذر بھلا دے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی اس نے دین کے دفاع اور دشمن کو نقصان پہنچانے کی اہلیت حاصل کر لی۔ جہاد کے وظیفہ کے انجام دینے کے وہ لائق ہو گیا اور جب اس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے اپنے ذمے متعین ہو جانے والی ذمہ داری میں کوتاہی کی۔

١٣٣٦ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ : صَانِعَهٗ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ ، وَالرَّامِيْ بِهٖ ،

۱۳۳۶: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ اس کا بنانے والا جو اس کے بنانے میں بھلائی کی نیت کرنے والا ہو۔ تیر چلانے والے اور اس کو

وَمُنْبِلَهٗ- وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا - وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عُلِّمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ - كَفَرَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

تیر نکال کر دینے والا۔تم تیراندازی کرو' گھڑ سواری کرو اور تمہارا تیراندازی کرنا سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے جس نے تیر اندازی کو سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے چھوڑ دیا۔اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا یا اُس نے نعمت کی ناشکری کی''۔(ابوداؤد)

تخریج: رواه ابو داؤد فى الجهاد' باب فى الرمى۔

اللغات: **يحتسب**: وہ ثواب طلب کرتا ہے۔**منبله**: وہ شخص جو تیرانداز کو تیر واپس لا کر دیتا ہے بعض نے کہا وہ شخص مراد ہے جو تیر انداز کو تیر پکڑاتا ہے یا اس کے لئے تیر تیار کرتا ہے۔**رغبةً عنه** اعراض کرتے ہوئے اور اس میں بے پرواہی کرتے ہوئے کسی مرض کے عذر کے بناء پر نہیں۔

فوائد: (۱) لڑائی کے لئے تیاری کی ترغیب دلائی گئی اور اس آدمی کو ثواب ملتا ہے جو اس میں شرکت کرنے والا ہو۔مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ان اہم ترین ہتھیاروں کی طرف اہتمام وتوجہ کریں جن سے دشمن پر غلبہ لازمی ہو۔(۲) لڑائی کے ہتھیار تیراندازی وغیرہ کی مشق سے بغیر عذر کے سستی برتنے پر مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ جہاد سے بے رغبتی کے مترادف ہے۔

۱۳۳۷ : وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نَفَرٍ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ :"اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۳۷: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو تیراندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔آپ نے فرمایا:''اے اسمٰعیل کی اولاد!تم تیر اندازی کرو۔بے شک تمہارا باپ تیرانداز تھا۔''(بخاری)

تخریج: رواه البخارى فى الجهاد' باب التحريض على الرمى۔

اللغات: **ينتضلون**: آپس میں تیراندازی کا مقابلہ کر رہے تھے بنو اسماعیل' وہ عرب ہیں۔

فوائد: سابقہ احادیث کی طرح اس میں بھی تیراندازی کی ترغیب اور مشق کا تذکرہ کیا گیا۔

۱۳۳۸ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عَدْلُ مُحَرَّرَةٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۳۸: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:''جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکا اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے''۔(ابوداؤد' ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابوداؤد فى كتاب العتق' باب اى الرقاب افضل والترمذى فى فضائل الجهاد' باب ما جاء فى فضل الرمى فى سبيل الله واللفظ له

اللغات: **عدل محررة**: اللہ کی راہ میں آزاد کی ہوئی گردن کے برابر ثواب۔

فوائد: اللہ کی راہ میں تیراندازی کی فضیلت اور اس کا عظیم ثواب ذکر کیا گیا ہے۔

۱۳۳۹ : وَعَنْ اَبِيْ يَحْيٰى خُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ

۱۳۳۹ : حضرت ابو یحییٰ خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا لکھا جاتا ہے''۔(ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی فضائل الجهاد' باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل الله ۔

فوائد: ہراس آدمی کا ثواب کئی گنا ہے جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی اوراس کے ذریعہ وہ اجر کا طالب تھا۔

١٣٤٠ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۰: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: باب الصوم رقم ۱۲۱۹/۵

فوائد: اس حدیث کی شرح اور تخریج باب الصوم ۱۲۱۹/۵ میں گزری' باب الجہاد میں اس کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ فی سبیل اللہ کا مفہوم تمام طاعات' جن میں جہاد بھی ہے' سب کو شامل ہے۔

١٣٤١ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۴۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق ڈال دیتے ہیں''۔(ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی فضائل الجهاد' باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل الله ۔

فوائد: (۱) روزے کی فضیلت سابقہ روایت کی طرح ذکر کی گئی۔ خندق۔ خندق کنایہ ہے آگ سے دوری کا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں روایتوں میں روزے کا لغوی معنی مراد ہو یعنی رک جانا اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ ایک دن اپنے آپ کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا۔

١٣٤٢ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهٗ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اس حالت میں مرا کہ اس نے (کبھی) غزوہ نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی بات آئی اس کی موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی''۔(مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الامارة' باب زم من مات و لم یغز .. الخ۔

اَللُّغَاتُ: لم یغزو: یعنی براہِ راست اس نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ لم یحدث: اس نے غزوے کی نیت نہیں کی۔ شعبة: خصلت۔

فوائد: (۱) جس نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں خیال آیا تو گویا اس نے جہاد سے پیچھے رہنے میں منافقین کے ساتھ مشابہت اختیار کی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا جو آدمی کسی نیک کام کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کو اس کے کرنے کا ارادہ ضرور رکھنا چاہئے۔ اگر اس کو قوت میسر ہوگی تو وہ ایسا کرے گا تاکہ یہ اس کے فعل کا بدل بنے اور جب اس کا ظاہر و باطن ان دونوں باتوں سے خالی ہوگا تو یہ منافق کی حالت ہے جو نہ بھلائی کا کام کرتا ہے اور نہ ہی اس کی نیت کرتا ہے۔ خاص طور پر جہاد کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی وجہ سے عزت اور سارے دینوں پر غلبہ دیا۔

١٣٤٣ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَقَالَ : "إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا ، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ : حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ" وَفِيْ رِوَايَةٍ : إِلَّا شَرَكُوْكُمْ فِي الْأَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

۱۳۴۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا: ''بے شک مدینہ میں کچھ آدمی ایسے (رہ گئے) ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا یا کسی وادی کو عبور کیا مگر وہ تمہارے ساتھ (ثواب میں شریک) ہیں ان کو بیماری نے روک دیا ایک اور روایت میں ہے کہ ان کو ایک عذر نے روک لیا ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں''۔ بخاری نے حضرت انسؓ اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد' باب من حبسة العذر عن الغزو وفی السیر' باب نزول النبی صلی الله علیه وسلم الحجر ومسلم فی الاماره' باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض لو عذر آخر۔

فوائد: (۱) اس حدیث کی شرح باب الاخلاص رقم ۳/۳ میں ملاحظہ ہو۔ (۲) مزید فائدہ جو آدمی جہاد کے لئے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو خرچ اور قربانی کی سچی نیت کرنی چاہئے تا کہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں شریک ہو جائے۔

١٣٤٤ : وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ؟ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً ، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَفِيْ رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ غَضَبًا ، فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۴: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تا کہ اس کا مقام معلوم ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ بہادری اور غیرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غصہ کی خاطر لڑتا ہے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ پس اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اس لئے لڑائی کہ تا کہ اللہ کی بات ہی بلند ہو۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے''۔

تخریج: رواه البخاری فی الجهاد' باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا ومسلم فی الاماره' باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیاء۔

اللغات: اعرابیاً: عرب جنگل کے رہنے والے۔ للمغنم: غنیمت حاصل کرنے کے لئے۔ لیریٰ مکانه: بہادری میں اس کا مرتبہ

معلوم ہو۔ حمية: خاندان کی حفاظت اور غیرت کے لئے۔ کلمته الله: یعنی کلمۂ توحید۔

فوائد: ثواب اس آدمی کو ملے گا جو کفار سے مقابلہ اللہ پر یقین کر کے اور ثواب کی امید میں کسی دینی سمجھ رکھ کر اسے کرے۔ کسی دنیوی غرض یا حقیر غرض کی خاطر لڑنے والے کو ثواب نہیں ملے گا۔

١٣٤٥ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ غَازِيَةٍ ' اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمَ وَتَسْلَمَ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ ' وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ لَهُمْ اُجُوْرُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۵ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لڑنے والا گروہ یا دستہ' جہاد کرے پھر غنیمت پائے اور صحیح سالم واپس آ جائے۔ تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں جلد پا لیا اور جو لڑنے والا گروہ یا دستہ شہید ہو جائے یا زخمی کیا جائے تو ان کا اجر پورا رہتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الامارة' باب بیان قدر ثواب من غزا فغنم و من لم یغنم۔

اللغات: غازية: پہلی غزوہ کرنے والی جماعت۔ سرية: چھوٹا لشکر جس کی تعداد چار سو تک ہو۔ تخفق: یہ اخفاق سے بنا ہے یعنی ان کا مقصود حاصل نہ ہو۔

فوائد: وہ غازی جو صحیح سالم رہیں اور غنیمت پائیں تو ان کا اجر ان سے کم ہے جو سلامت نہ رہیں۔ اسی مفہوم کے بارے میں صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے اجر میں سے کچھ نہیں کھایا جبکہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ ان کو چن رہے ہیں۔

١٣٤٦ : وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِيْ فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ سِيَاحَةَ اُمَّتِي الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

۱۳۴۶ : حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سیاحت کی اجازت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی سیر و سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے''۔ (ابوداؤد) سند جید کے ساتھ۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی الجهاد' باب النهی عن السیاحة۔

اللغات: الصحاحة: وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا۔

فوائد: (۱) زمین میں سب سے اچھی چلنے کی قسم اللہ کی راہ میں جہاد کی کوشش کرتے ہوئے چلنا ہے کیونکہ اس میں کفار کی ذلت اور اسلام کی عزت ہے اس لئے حضور ﷺ نے آدمی کو سیاحت کی اجازت نہیں دی کیونکہ جہاد اس کے ذمے متعین تھا یا یوں کہا جائے کہ آپ نے مردوں کو اس سے افضل چیز کی طرف راہنمائی فرمائی۔ (۲) یہ بھی بات ظاہر ہے کہ یہ جائز نہیں کہ انسان سیاحت اور سفر کے ساتھ آرام کو کسی جائز ارادے کے بغیر ترجیح دے اور اللہ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ دے۔ خواہ جہاد بالنفس ہو یا بالمال ہو یا علم و دعوت کے ساتھ ہو کیونکہ یہی جہاد ہے اور اللہ کے کلمے کو بلند کرنا ہے۔

١٣٤٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ

۱۳۴۷ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ "قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

"اَلْقَفْلَةُ": اَلرُّجُوْعُ - وَالْمُرَادُ: اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ - وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ يُثَابُ فِيْ رُجُوْعِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْغَزْوِ۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کی طرح ہے''۔ (ابوداؤد) سند جید کے ساتھ۔

اَلْقَفْلَةُ: لوٹنا مراد فراغت کے بعد واپس لوٹنا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ فراغت کے بعد واپس لوٹنے میں بھی برابر ثواب ملتا ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اوائل الجہاد' باب فضل القفل فی الغزو۔

فوائد: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجاہد جاتے ہوئے اور لوٹتے ہوئے ثواب پاتا ہے کیونکہ اس کا واپس لوٹنا گھر والوں کا حصہ ہے اور نفس کو آرام ہے اور دوبارہ جہاد میں جانے کے لئے قوت ہے۔

۱۳۴۸: وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ بِهٰذَا اللَّفْظِ، وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ الصِّبْيَانِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ۔

۱۳۴۸: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تو لوگ ان کو ملے۔ پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر آپؐ سے ملاقات کی۔ ابوداؤد نے ان الفاظ کو صحیح سند سے روایت کیا۔ بخاری کی روایت میں ہے ہم بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اواخر کتاب الجہاد' باب فی التلقی رواہ البخاری فی اول باب فی کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الٰی کسری وقیصر۔

اللغات: تلقاہ الناس: پیچھے رہنے والے خواہ وہ صاحب عذر تھے یا منافقین انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ الصبیان: بلوغ سے پہلے لڑکے کو کہتے ہیں۔ ثنیۃ الوداع: مدینہ کے قریب جگہ ہے جہاں وہ مسافر کو الوداع کہنے کے لئے جاتے تھے۔

فوائد: لڑائی یا سفر سے واپس لوٹنے والوں کا استقبال جائز ہے۔

۱۳۴۹: وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَغْزُ، أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۴۹: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جہاد نہ کیا یا کسی غازی کو سامان نہ تیار کر کے دیا یا بھلائی کے ساتھ کسی غازی کے اہل کی نگہبانی نہ کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر بڑی مصیبت ڈالیں گے''۔ (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد و فی الجہاد و باب کراھیۃ ترك الغزو۔

اللغات: القارعۃ: مصیبت یا ایسا حادثہ جو اس کو ہلا دے۔

فوائد: جہاد کے چھوڑ دینے پر جلد سزا ملنے سے ڈرایا گیا ہے یا مجاہدین کی مالی اعانت یا ان کے اہل وعیال کی نگہبانی کو ترک کر دینے پر خبردار کیا گیا ہے۔ ہر وہ جماعت جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے منہ موڑتی ہے ان پر کوئی مصیبت اترے گی جو انکی جڑوں کو ہلا ڈالے گی۔

۱۳۵۰ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "جَاھِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ وَاَلْسِنَتِکُمْ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۳۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو"۔
ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجھاد، باب کراھیۃ ترك الغزو۔

فوائد: مال کوخرچ کرنے کے ذریعےلڑائی میں جہاد واجب ہےاسی طرح جان کوخرچ کرنا تاکہ کامیابی حاصل ہوجائے۔یا شہادت کی طرف رغبت دیتے ہوئے جان کوخرچ کرنا اور کفرکودلیل و برہان سے پچھاڑنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔یہ ساری باتیں اسلام کو پھیلانے کے لئے، وطن کی حفاظت اور کفر وسرکشی کے نشانات کومٹانے کے لئےضروری ہیں۔

۱۳۵۱ : وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَیُقَالُ اَبُوْحَکِیْمٍ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِذَا لَمْ یُقَاتِلْ مِنْ اَوَّلِ النَّھَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَھُبَّ الرِّیَاحُ، وَیَنْزِلَ النَّصْرُ، رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۵۱: حضرت ابوعمرو بعض نے کہا ابوحکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (لڑائیوں میں) حاضر رہا۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے اوّل حصہ میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے۔ ہواؤں کے چلنے تک اور مدد کے اترنے تک تاخیر فرماتے۔(ابوداؤد، ترمذی)
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجھاد، باب ای وقت یستحب اللقاء والترمذی ابواب السیر، باب ما جاء فی الساعۃ اللتی یستحب فیھا القتال

اللغات: مستحب یہ ہے کہ لڑائی کے لئے سب فرصتوں کا خواہش مند ہو اور صبح کا وقت ان میں سب سے افضل ہے جب کہ فضا ٹھنڈی اور ہوا چل رہی ہوتی ہے یا زوال کے بعد جب کہ ٹھنڈا وقت ہوتا ہے اور ہتھیاروں کا پہننا آسان ہوتا ہے۔اسی طرح گھوڑوں پر سوار اور مڑکر حملہ یا بھاگنا آسان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی تائید سے مدد ملتی ہے، یہ جنگی سیاست ہے اور موافق مصلحت کو اختیار کرنا ہے۔

۱۳۵۲ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :"لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ فَاِذَا لَقِیْتُمْ فَاصْبِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۳۵۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو مگر جب ان سے آمنا سامنا ہوجائے تو صبر (ثابت قدمی) کرو"(بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد، باب لا تمنوا القاء العدوا ومسلم فی الجھاد باب کراھیۃ تمنی لقاء العدو و قد تقدم شرح ھذا فی نفس الباب رقم ۱۳۲۵/۹۵ و ھذا جزا منہ

فوائد: اس حدیث کی تشریح اسی باب میں رقم ۱۳۲۵ پر گزری۔

۱۳۵۳ :وَعَنْہُ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ

۱۳۵۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے

النَّبِیَّ قَالَ: "اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

فرمایا: ''لڑائی (جنگ) ایک چال ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجهاد' باب الحرب خدعة ومسلم فی الجهاد باب جواز الخداع فی الحرب۔

اللُّغَات: خدعة یعنی دشمن کے خلاف حیلہ کرنا۔

فوائد: دشمن کو شکست دینے کے لئے ہر ممکن حیلہ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ دشمن اسلام اور مسلمانوں سے لڑنے والا ہے۔ اس کا خون و مال مسلمانوں کے لئے حلال اور اس کو ظلم سے روکنا ضروری ہے۔ مہلب کہتے ہیں کہ لڑائی میں ہر طرح کا حیلہ جائز ہے مگر ایمان اور معاہدات میں نہیں۔

آخری گزارش: ان احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کی عزت کا کس قدر حریص ہے۔ ان کے دین و وطن کی کس قدر نگرانی کرنے والا ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور شہادت کی ترغیب دلائی۔ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو جو ذلت پیش آ رہی ہے اس کا سب سے بڑا سبب راحت کو اختیار کرنا' جہاد اور مال و جان کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے گریز کرنا ہے۔

۲۳۵: بَابُ بَیَانِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الشُّهَدَآءِ فِیْ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَیُغَسَّلُوْنَ وَیُصَلّٰی عَلَیْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِیْلِ فِیْ حَرْبِ الْکُفَّارِ

بَاب: آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اور ان پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں کے جو کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں

۱۳۵٤: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ ، وَالْغَرِیْقُ ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ ، وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ " مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شہید پانچ ہیں' (۱) طاعون سے مرنے والا' (۲) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' (۳) ڈوب کر مرنے والا' (۴) نیچے دب کر مرنے والا' (۵) اللہ کی راہ میں شہادت پانے والا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجهاد' باب الشهادة سبع سوی القتل ومسلم فی الامارة' باب الشهید۔

اللُّغَات: شهدا: جمع شہید اس کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس کے جنتی ہونے کی گواہی دی یا لفظ شہود سے ہے کیونکہ رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کے آرام کو باقی رکھتے ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ معرکہ میں حاضر ہوا اور اپنی روح وہیں قربان کردی۔ خمسة: پانچ قسمیں ہیں یہ دوسری روایات میں آنے والے شہداء جو اس سے زائد ہیں اس کے منافی نہیں کیونکہ عدد میں حصہ کا مفہوم نہیں۔ یا پہلے اتنی قلیل تعداد بتلائی گئی پھر تعداد میں اضافے کی اطلاع دی گئی جس کو آپؐ نے دوسری مرتبہ بیان فرمایا۔ المطعون: جس کی موت طاعون سے آئے۔ المبطون: جو پیٹ کی بیماری سے مرے۔ صاحبِ الهدم: جو کسی چیز کے نیچے آ کر فوت ہو۔

فوائد: چار قسم کے لوگ جن کی موت ان اسباب کے ذریعے آئے آخرت میں شہداء کے مراتب پائیں گے جب کہ وہ مسلمان ہوں اور اس ابتلاء پر صبر کرنے والے ہوں۔

١٣٥٥ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا تَعُدُّوْنَ الشُّهَدَآءَ فِيْكُمْ؟ " قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ- قَالَ ؟ "اِنَّ شُهَدَآءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ" قَالُوْا : فَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ : "مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ، وَمَنْ مَّاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ، وَمَنْ مَّاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ، وَمَنْ مَّاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ، وَالْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے میں کن لوگوں کو شہید کہتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ شہید کون ہے؟ فرمایا: ''جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے شہید ہے' جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے' جو طاعون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے' جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے' جو ڈوب جائے وہ بھی شہید ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الامارة' باب بيان الشهداء۔

اللغات: في سبيل الله : یعنی جہاد میں قتل کے سوا کسی اور سبب سے مثلاً گھوڑے سے گرا یا اپنی طبعی موت مر گیا۔ بقیہ احادیث کے الفاظ پیچھے گزرے۔

١٣٥٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۵۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔'' (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاري في المظالم' باب في قتل دون ماله ومسلم في الايمان' باب الاليل على ان في اخذ مال غيره.. الخ۔

اللغات: دون ماله: علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ دو ن اصل میں ظرف مکان ہے جو تحت کے معنی میں آتا ہے اور مجازاً تنبیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی اپنے مال سے دفاع کرتا ہے وہ اس کو اپنے پیچھے یا نیچے رکھتا ہے پھر لڑائی کرتا ہے۔

١٣٥٧ : وَعَنْ اَبِي الْاَعْوَرِ سَعِيْدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۵۷: حضرت ابو الاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی) میں سے ہیں' روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے خون کو بچانے کے لئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر قتل ہو وہ بھی شہید ہے''۔ (ابوداؤد وترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی آخر کتاب السنة' باب فی قتال اللصوص والترمذی فی ابواب الایات' باب ما جاء فیمن قتل دون مالہ فھو شھید۔

فوائد: (۱) دونوں روایتوں میں مذکورہ معاملات میں دفاع جائز ہے جو آدمی مدافعت کرتے ہوئے مظلومیت میں قتل ہوا اور وہ دفاع کر رہا تھا یا وہ اس سے دفاع کر رہا تھا یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے دفاع کر رہا تھا تو اس کے لئے اللہ کے ہاں آخرت میں فضیلت اور اجر کے لحاظ سے شہداء کا مقام ملے گا۔ (۲) مال کو پہلے ذکر کیا کیونکہ اس کی طمع زیادہ ہوتی ہے تا کہ یہ گمان نہ ہو کہ اس میں کمی مطلوب ہے یا حد سے بڑھنا مباح ہے۔

۱۳۵۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَخْذَ مَالِیْ؟ قَالَ :"فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ" قَالَ : اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ؟ قَالَ: "فَاَنْتَ شَهِيْدٌ" قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ؟ قَالَ: "هُوَ فِی النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حکم ہے اس بات کا کہ اگر کوئی آدمی میرا مال لینے کے ارادے سے آئے؟ فرمایا: اس کو اپنا مال مت لینے دو۔ عرض کیا اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے لڑو۔ اس نے پھر سوال کیا اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ جواب میں فرمایا: تو شہید ہے۔ اس نے پھر سوال کیا؟ اگر میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا: ''وہ جہنمی ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان' باب الدلیل علی ان من قصہ اخذ... الخ۔

اللغات: ارءیت :مجھے بتلاؤ۔ اخذ مالہ :اس نے ظلم سے میرا مال ناحق لے لیا۔

فوائد: مال سے مدافعت میں لڑائی جائز ہے اگر وہ قتل ہو گیا تو آخرت کے لحاظ سے وہ شہید ہوا مگر اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی۔ اگر وہ دفاع میں قتل ہوا اور وہ قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر دفاع ہی کی صورت میں تو اس پر گناہ نہ ہو گا مگر وہ شخص جو مال پر ظلماً حملہ آور ہے اگر وہ مارا گیا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اگر اس نے مسلمان بھائی کا مال لینا حلال سمجھا اور اگر اس نے حلال نہ سمجھا تو اس کو عذاب ہو گا تو پھر اللہ کے فضل سے اس کو جہنم سے نکال لیا جائے گا کیونکہ جس آدمی کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی ہو گا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

۲۳۶ :باب فَضْلِ الْعِتْقِ

بَابٌ: آزادی کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ، وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ؟ فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ [البلد:۱۱'۱۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس نہ وہ داخل ہوا گھاٹی میں اور تمہیں کیا معلوم وہ گھاٹی کیا ہے وہ گردن کا آزاد کرنا ہے''۔ (البلد)

حل الآیات: اقتحم: داخل ہوا اور سختی کے ساتھ گزر گیا۔ العقبہ تنگ جگہ کو کہتے ہیں اور مجازاً ہر سختی کے لئے استعمال ہوتا ہے وما ادرك: تو اس کی سختی کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ فك رقبہ رقبہ سے مراد غلام ہے اور فك سے مراد آزاد کرنا ہے۔ رقبہ کو خاص اس لئے کہا گیا کہ غلامی کی حیثیت قیدی کے گلے میں بیڑی ڈالنے کی طرح ہے۔

۱۳۵۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً

۱۳۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایک مسلمان کی

مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهَا عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

گردن آزاد کی اللہ اس کے بدلے میں اس کے ہر عضو کو آگ سے آزاد فرما دیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے میں''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الکفارات' باب قول اللّٰه تعالٰی او تحریر رقبة ومسلم فی العتق' باب فضل العتق۔

اللغات: من اعتق: جس مسلمان نے کوئی غلام آزاد کیا۔ لکل عذر منه: اللہ کی راہ میں آزاد کئے ہوئے کے بدلے۔ عضوا منه: معتق کا عضو۔ حتی فرجه بفرجه: یعنی آگ سے اس کی شرم گاہ کی آزادی اس غلام کی شرم گاہ کے بدلے میں ہوگی۔

فوائد: (۱) اگر مسلمان غلام پائے جائیں تو ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں غلامی کی ذلت کو دور کرنا مسلمانوں کی حقیقی عزت کا باعث ہے۔ سلف صالحین نے بہت مرتبہ ایسا ہی کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک ہزار سے زائد غلام آزاد کئے۔ (۲) قیدی کی گردن چھڑوانے سے قیامت کے دن آگ سے نجات ملے گی اور جنت کے درجات میں بلندی حاصل ہوگی۔

۱۳۶۰ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ ، وَالْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " قَالَ قُلْتُ : اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا' وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۰: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد''۔ میں نے عرض کیا کون سی گردن افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو گردن کہ مالکوں کے ہاں نفیس اور قیمت میں زیادہ ہو۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی العتق' باب ای الرقاب افضل ومسلم فی الایمان' باب بیان کون الایمان فی باللّٰه تعالٰی افضل الاعمال۔

اللغات: ای الرقاب افضل: یعنی کس گروہ کے آزاد کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ انفسها: جو نفیس اور عمدہ ہو۔ عند اهلها: اس کے مالکوں کے ہاں۔

فوائد: (۱) ایمان اعمال صالحہ کی بنیاد ہے اور افضل ترین اعمال میں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے جہاد کرنا ہے۔ (۲) آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی جس غلام کا اپنے مالکوں کو فائدہ زیادہ ہوگا اس کو آزاد کرنا افضل اور زیادہ باعث ثواب ہے۔ اس طرح پسندیدہ ترین مال سے نفل نیکی کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۷ :باب فَضْلِ الْاِحْسَانِ اِلَى الْمَمْلُوْكِ

باب: غلاموں سے حسن سلوک

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ، وَّبِذِی الْقُرْبٰى ،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ' والدین کے ساتھ احسان کرو'

وَالْيَتٰمٰى، وَالْمَسَاكِيْنِ، وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى، وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء:۳۶]

قرابت والوں، یتیموں، مساکین، قرابت والے پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پاس بیٹھنے والے، مسافر کے ساتھ اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں، اچھا سلوک کرو''۔ (النساء)

حل الآیات: احساناً: یہ معفول مطلق ہے یعنی تم احسان کرو احسان کرنا۔ الیتامی: جمع یتیم کی نابالغ بچہ یا بچی جس کا والد فوت ہوجائے۔ المساکین: جمع مسکین محتاج کو کہتے ہیں۔ الجار الجنب: ساتھ والا پڑوسی جو رشتہ دار نہ ہو یا گھر کے لحاظ سے دور والا پڑوسی۔ الصاحبُ بالجنب: سفر وحضر کا ساتھی۔ ابن السبیل: وہ مسافر جس کو مشقت کسی شہر میں الگ تھلگ کردے۔ وما ملکت ایمانکم: غلام ولونڈیاں۔

۱۳۶۱ : وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ : رَاَيْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَّعَلٰى غُلَامِهِ مِثْلُهَا، فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرَ اَنَّهُ سَابَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَيَّرَهُ بِاُمِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "اِنَّكَ امْرُءٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ" هُمْ اِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۱: حضرت معرور بن سوید کہتے ہیں کہ میں نے ابوذرؓ کو دیکھا کہ ان پر ایک عمدہ جوڑا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی تھا۔ میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو برا بھلا کہا اور اس کی ماں کی نسبت سے عار دلائی۔ اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ پر جاہلیت کا اثر ہے۔ وہ تمہارے بھائی اور خدمت گزار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا۔ پس جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے''۔ مزید یہ بھی فرمایا: ''تم ان کو ایسی تکلیف نہ دو کہ جس کی ان میں طاقت نہ ہو اگر تم ان کو ایسا کام سپرد کر دو تو پھر ان کی مدد کرو''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی العتق باب قول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم العبید اخوانکم ومسلم فی الایمان' باب اطعام المملوك مما یاکل۔

اللغات: المعرور: یہ تابعی ہیں اور ثقہ ہیں ان سے بخاری ومسلم اور سنن اربعہ نے روایت لی ہے۔ ایک سو بیس سال عمر پائی۔ حله: وہ لباس جو اندر و باہر ایک کپڑے کا بنا ہوا ہو۔ غلامه بغلام' مملوک۔ عن ذلك: یعنی لباس میں اپنے غلام کے ساتھ مساوات کے سبب برخلاف اس طریقے کے جو لوگوں میں غلاموں کے ساتھ لباس میں فرق پایا جاتا ہے۔ سابه: گالی دی۔ رجلا: کسی آدمی کو یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔ عهد: زمانہ۔ عیرہ: ان کی طرف برائی کی نسبت کی عار دلائی۔ روایات میں آیا ہے کہ ان کو کہا اے کالی کے لڑکے۔ فید جاهلية: یعنی تیرے اخلاق میں وہ خلق ہے جاہلیت میں جس پر فخر کرتے تھے یعنی باپوں پر فخر۔ هم: یعنی غلام۔ اخوانکم: انسانیت میں یعنی دین میں۔ اخوانکم: تمہارے خدام۔ فتح الباری میں ہے کہ غلام کو خول اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کاموں کی اصلاح کرتے ہیں۔ تحت ایدیکم: ملکیت تصرف اور قدرت سے مجاز ہے۔ تکلفوهم: یعنی ان کو کسی ایسے کام کا حکم دو جس میں تکلیف ہو۔ مایغلبهم: جس سے وہ عاجز ہوں یا ایسی مشقت لاحق ہو کہ ان جیسے لوگ ایسی مشقت اٹھا نہیں سکتے۔ فان کلفتموهم: یعنی اگر تم ان کو تکلیف دو جوان پر غالب ہو۔

فوائد: (۱) غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب دی گئی۔ ان میں سے ایک یہ بھی احسان ہے کہ ان کے ساتھ معاملہ اپنی ذات و اہل وعیال جیسا کریں اور ان کو انہی جیسا لباس پہنائیں۔ یہ مستحب اور ضروری ہے کہ ان کو وہ دے جس سے ان کے کھانے اور ان جیسے لوگوں کے لباس پہننے کی ضرورت پوری ہو جائے۔ مزدور اور خادم کا بھی یہی حکم ہے۔ ماتحت پر شفقت کرنی چاہئے اور اس پر ایسی تکلیف نہ ڈالنی چاہئے جو اس کی طاقت سے زائد ہو۔ مستحب یہ ہے کہ خدام اور مزدوروں کی اس سلسلے میں معاونت کرے جس سے وہ اپنا کاموں کو پہلے انجام دے سکیں۔ (۳) جاہلیت کے اخلاق وعادات جیسے عصبیت نسبوں پر فخر وغیرہ سے بچنا چاہئے۔ (۴) اسلام میں حقیقی مساوات ہے۔ تمام لوگ بھائی بھائی ہیں اور فضیلت تقویٰ کے سبب سے ہے۔

١٣٦٢ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اَتٰی اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِيَ عِلَاجَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"اَلْاُكْلَةُ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَهِيَ اللُّقْمَةُ۔

۱۳۶۲ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کر لائے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو چاہئے کہ اس کو ایک یا دو لقمے ضرور دے کیونکہ اس نے اس کے (پکانے) کی تکلیف برداشت کی''۔ (بخاری)

الْاُكْلَةُ : ہمزہ کی پیش کے ساتھ' لقمہ کو کہتے ہیں۔

تخریج: روا البخاری فی کتاب العتق' باب اذا اتاه خادمه بطعامه.. الخ۔

اللغات: او اکلته: راوی کو شک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سا لفظ بولا۔ ولی علاجه یعنی اس نے اس کو بنایا ہے اور تیار کیا ہے۔ نہایہ میں ہے اس نے اس کو بنایا ہے۔

فوائد: (۱) افضل یہ ہے کہ جو کسی کے پاس کھانا لائے اس کو بھی دستر خوان پر بٹھائے کیونکہ تواضع اور حسن سلوک کا تقاضا یہی ہے۔
(۲) مستحب یہ ہے جو آدمی کھانا پکائے خادم وغیرہ اس کو اصل کھانے میں سے کچھ دینا چاہئے نہ یہ کہ جو بچ رہے۔

٢٣٨ : باب فَضْلِ الْمَمْلُوْكِ الَّذِیْ يُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ!

باب: اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے

١٣٦٣ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ ، وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ ، فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۳ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غلام جب اپنے آقا سے اخلاص برتتا ہے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے۔ تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی العتق' باب العبد اذا احسن عباده ربه و مسلم فی الایمان' باب ثواب العبد و اجره اذا الصح لسیده۔

اللغات: العبد: وہ غلام جو خواہ مذکر ہو یا مونث۔ نصح لسیده: یعنی اپنے مالک کی خیر خواہی کی' اس کی خدمت میں رہ کر اپنی طاقت کے مطابق اس کی خدمت اور اس کے مال کی حفاظت کی۔ نصح اخلاص کو کہا جاتا ہے۔ اور مشورہ وعمل میں سچائی ہونی چاہئے۔ احسن عبادة الله: یعنی ارکان وشروط وآداب سمیت اس کو ادا کیا۔

١٣٦٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الْمُصْلِحِ اَجْرَانِ" وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِهٖ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ، وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّیْ ، لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۶۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس غلام کے لئے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو دو اجر ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی والدہ سے حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میری موت غلامی کی حالت میں آئے''۔ (بخاری ومسلم)

تخريج: رواه البخاری فی العتق، باب العبد اذا احسن الخ ومسلم فی الایمان، باب ثواب العبد و اجره۔

اللغات: **المصلح**: یعنی اپنے رب کی عبادت کے لئے اچھائی کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ۔ **لولا الجهاد**: یعنی اگر اللہ کا فضل ان اعمال کی ادائیگی کے لئے نہ ہو۔ **ان الرق یمنع منها**: یعنی غلامی اس سے روکتی ہے کیونکہ غلام کو تو اس لئے روکا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے آقا کی خدمت کے لئے رکا ہوا ہے اور غلامی اس بات کی رکاوٹ ہے۔ **انا مملوك**: تاکہ میں دگنا اجر پاؤں۔

١٣٦٥ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمَمْلُوْكُ الَّذِیْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ ، وَيُؤَدِّیْ اِلٰی سَيِّدِهِ الَّذِیْ عَلَيْهِ : مِنَ الْحَقِّ ، وَالنَّصِيْحَةِ ، وَالطَّاعَةِ ، لَهٗ اَجْرَانِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۳۶۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو غلام اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور اطاعت سے پیش آتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں''۔ (بخاری)

تخريج: رواه البخاری فی العتق، باب کراهية و التطاول علی الرقيق۔

اللغات: **الذی علیه**: جو اطاعت اس کے ذمے واجب ہو۔ **الطاعة**: معصیت میں لگانے والا نہ ہو۔

١٣٦٦ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلَاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ : رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۳۶۶: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین ایسے آدمی ہیں جن کو دو اجر ملیں گے: (۱) اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر (بھی) ایمان لایا (۲) وہ مملوک غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرے (۳) وہ آدمی کہ جس کی لونڈی ہو وہ اس کو عمدہ ادب سکھائے اور اچھی اور اعلیٰ ترین تعلیم دلائے پھر آزاد کر کے اُس کے ساتھ شادی کرے اُس کے لئے دو اجر ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تخريج: رواه البخاری فی العلم، باب تعليم الرجال امته و اهله ومسلم فی الایمان، باب وجوب الایمان رسالة نبينا محمد صلی الله عليه وسلم۔

اللغات: **اهل الكتب**: یہودی وعیسائی۔ **مواليه**: جمع مولیٰ یعنی بندوں کا مالک۔ **امةٌ**: غلام عورت۔ **فاربها**: اسلامی اخلاق پر اس

کی تربیت کی۔ **علمها**: زندگی میں جن چیزوں کی ضرورت تھی اور جو آخرت میں کام آنے والی تھیں۔ **فتزوجها**: جائز شروط سے شادی کر لی مثلاً مہر دیا۔

فوائد: خیرخواہ نیک غلام کی فضیلت۔ اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس لئے اضافہ کہ وہ اپنے رب کی عبادت میں پیش آنے والی مشقت بھی برداشت کرتا ہے اور اپنے آقا کی خدمت بھی انجام دیتا ہے۔ (۲) کمزوروں' مسکینوں اور جوان کے حکم میں ہوں ان کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو اس آزمائش پر صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ یہ بھی ترغیب دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو عظیم اجر ملے گا۔ (۳) مسلمانوں کو اس پر متوجہ کیا گیا کہ وہ اپنے غلاموں کی طرف توجہ دیں اور ان پر تربیت کا احسان کریں۔ ان کو نفع بخش تعلیم دیں اور ان کی شادی کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ خاص طور پر ان میں سے جو عورتیں ہیں ان سے شادی کرنا۔ (۴) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں جہاد وحج کی فضیلت ذکر کی گئی۔ والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا خاص طور پر والدہ کے ساتھ۔ (۵) چوتھی حدیث میں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی تا کہ اپنے پیغمبر پر ایمان کی فضیلت اور ان کی پیشین گوئی کے مطابق رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی فضیلت جس سے ان کا ثواب دوگنا ہو۔

۲۳۹ :بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِی الْهَرْجِ وَهُوَ الْاِخْتِلَاطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

بَابٌ: جنگ وجدال اور فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان

۱۳۶۷ :عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْعِبَادَةُ فِی الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ اِلَیَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۶۷: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شدید فتنے کے وقت عبادت کرنا اس طرح ہے جیسے میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنا''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الفتن' باب فضل العبادة فی الحرج۔

اللغات: ھرج: نہایہ میں فرمایا کہ اصل میں اس کی کسی شئی میں کثرت اور وسعت ہے۔ امام نووی نے اس کی تفسیر معاملات کے مل جانے' فتنوں کی کثرت اور اسی طرح کی افواہوں وغیرہ سے کی ہے۔ **کھجرة الی**: یعنی اس کو مدینہ النبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا جب اس کی طرف ہجرت کرنا واجب تھا۔

فوائد: (۱) عبادت اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی ترغیب دی گئی خصوصاً جب کہ فتنے ہوں اور معاملات خلط ملط ہو جائیں کیونکہ ایسے حالات میں لوگ غفلت اختیار کرتے ہیں سوائے تھوڑے لوگوں کے۔ (۲) ہجرت کی دو قسمیں ہیں۔ (ا) ہجرت ظاہرہ' لغت میں وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہونے کو کہتے ہیں اور شرع میں جو ہرج کے معنی میں اوپر نقل کیا۔ (ب) ہجرت معنویہ۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ کر اس کے اوامر کو اختیار کرنا۔ اسی لئے جو آدمی اپنے دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگنے والا اور اپنے رب کی عبادت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہے۔ (۳) شریعت اور سنت کو لازم پکڑنے کی ترغیب دلائی گئی تا کہ فتنوں سے بچ جائے اور فساد سے محفوظ رہے۔

۲۴۰ :بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ وَالْاَخْذِ وَالْعَطَآءِ وَحُسْنِ الْقَضَآءِ وَالتَّقَاضِيْ وَاِرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيْفِ وَفَضْلِ اِنْظَارِ الْمُوْسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ!

بَابٌ :خرید وفروخت' لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی فضیلت اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور مالدار اور تنگدست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [البقرة:٢١٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ﴾ [هود:٨٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْوَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ؟ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [المطففين:٦١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم جو بھی بھلائی کرو۔ پس بے شک اللہ اس کو جاننے والے ہیں''۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے میری قوم ماپ تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو''۔ (ھود) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ماپ تول میں کمی کرنے والے ہیں وہ جو کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ماپ کر دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو وہ کمی کرنے والے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ ان کو اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن میں جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے''۔ (المطففین)

حل الآیات: المراد ای یعنی کوئی سی نیکی کرنے میں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں اور وہ تمہیں اس کا ثواب دیں گے۔ و یقوم: اس قوم سے مراد قوم شعیب ہے اور یہ کلام ان سے حکایۃً بیان کی گئی ہے۔ اوفوا تم اس کا حق دو۔ المکیال و المیزان: کیل و وزن کا آلہ۔ بالقسط: یعنی عدل کے ساتھ۔ لاتبخسوا: یعنی نہ کم کرو۔ اشیاء ھم: یعنی وہ جن کو تم کیل یا وزن کرتے ہو۔ ویل ہلاکت اور سخت عذاب۔ المطففین: جمع مطفف کی جو ماپ تول کرتے ہوئے کمی کرے۔ اکتالوا: جب وہ کیل کے حق کا مطالبہ کریں۔ یستوفون: مکمل لیتے ہیں۔ کلواھم: جب ان کو ماپ کر دیتے ہیں۔ وزنوھم: جب ان کو وزن کر کے دیتے ہیں۔ یخسرون: وہ کمی کرنے والے ہیں۔ یظن: اعتقاد رکھے اور جانے۔ یوم عظیم: قیامت کا دن کیونکہ اس میں عظیم خوف ہوگا۔

١٣٦٨ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا" ثُمَّ قَالَ: "اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ" قَالُوْا :

۱۳۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر تقاضا کرنے لگا اور آپؐ سے درشت رویہ اختیار کیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو سزا دینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو بات کرنے کا حق حاصل ہے۔'' پھر فرمایا: ''اس کو اتنی عمر کا اونٹ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ اِلَّآ اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ : "اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَآءً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

دے دو جتنا اس کا تھا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو اس کے جانور کی عمر سے بہتر والا پاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو وہی دے دو تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الوكالة' باب الوكالة فی قضاء الدين ومسلم فی البيو ع' باب من استلف شيئًا فقضى خيراً منه۔

اللغات: رجلاً: بعض نے کہا یہ زید بن شعبہ کنانی ہیں جو بعد میں اسلام لائے۔ **يتقاضاه**: یعنی اپنے مالی قرضے کی ادائیگی طلب کی۔ **فاغلظ**: اپنے مطالبہ میں سختی کی۔ **فهم اصحابه به**: صحابہ رسول نے ان کی سختی کا بدلہ لینا چاہا۔ **مقالا** : بات میں غلبہ واختیار۔ **اعطوهُ**: وہ اس کے مخاطب ابورافع رسول اللہ ﷺ کے مولا ہیں۔ **حسنا مثل سينه** : ایسا اونٹ جس کی عمر اس کے اونٹ کی عمر کے برابر ہو۔ **امثل** : عمر اور فضیلت میں بڑھ کر۔ **قضاءً**: اس حق کی ادائیگی کے جو اس کے ذمہ تھا۔

فوائد: (۱) اچھے معاملے اور گفتگو میں نرمی پر آمادہ کیا گیا خواہ انسان صاحب حق ہی کیوں نہ ہو۔ حق والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے حق کے مطالبہ میں سختی کرے لیکن شرع کی حدود کے اندر اندر لیکن وہ اس پر قابل سزا نہ ہوگا۔ (۲) اس آدمی کے لئے جس کے ذمے قرضہ ہو مستحب یہ ہے کہ قرض والے کو اس کے حق سے زیادہ دے جبکہ اس کی ادائیگی کر رہا ہو لیکن اس کی شرط نہ لگائے کیونکہ یہ ربوٰ بن جائے گا۔ (۳) قرضے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ مطالبہ ذلت میں مبتلا کرتا ہے۔

١٣٦٩ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ "رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى، وَاِذَا اقْتَضٰى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۶۹: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو فروخت' خرید اور رقم کے تقاضے کے وقت درگزر (مہلت) کرنے والا ہو''۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی البيو ع' باب السهولته فی الشراء البيع

اللغات: **سمحًا**: آسان یہ **سمع** سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے جب کوئی سخاوت کرے اور اپنی مہربانی سے عطیہ دے۔ **اقتضاء**: اس کے حق کی ادائیگی اس نے طلب کی۔

فوائد: (۱) بیع اور شراء میں درگزر سے کام لیا جائے اس لئے کہ ہر بالغ اور مشتری کو ایسی بات چھوڑ دینی چاہئے جو دوسرے کی اکتاہٹ اور تنگی کا باعث ہو۔ باقی مطلقاً مفاصلہ اس سے کوئی چیز مانع نہیں اور شاید کہ یہ درگزر مشتری کے ثمن میں اضافے کا باعث ہو اور بائع جو ہے وہ سامان میں اضافہ کر دے۔ (۲) حقوق کے پورا کرنے کے مطالبہ میں نرمی کی ترغیب دی گئی اور اس میں کسی چیز سے دستبردار ہونے کو مستحب قرار دیا گیا۔

١٣٧٠ : وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنَجِّيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۰: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو یہ پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن دکھوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا مقروض کو معاف کرے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی البیوع' باب فضل انتظار المعسر۔

اللغات: سرہ: اس کوخوش کرے۔ یہ مضارع کے معانی میں ہے۔ینجیه: یعنی اس کوچھڑائے۔ کرب: جمع کربة یہ غم کو کہتے ہیں۔اس کی شدت کی وجہ سے نفس میں تنگی پیدا ہوتی ہے۔ فلینفس عن معسر :یعنی قرضے کے مطالبہ میں وقت آنے پر تاخیر کرے جب کہ اس کو پورا کرنے میں اس کی ہمت نہ ہو یا اس کے قرضے کو اس سے دور کرے۔یعنی اس کو مال دے تا کہ اس کے قرضے کو وہ دور کرے۔یضع عنه: سارا قرضہ یا بعض قرضہ اس سے ہٹالے۔

۱۳۷۱ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :كَانَ رَجُلٌ یُدَاینُ النَّاسَ وَكَانَ یَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَیْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا ' فَلَقِیَ اللّٰهُ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے غلام کو ہدایت کرتا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو درگزر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع' باب من انظر معسر و مسلم۔

اللغات: كان رجل: گزشتہ امتوں میں سے ایک آدمی تھا۔یداین: قرضے کا معاملہ لوگوں سے بہت کرتا تھا۔فتاہ: کا معنی اجیر اور نوکر کو۔اتیت معسرا :یعنی قرضے کا مطالبہ کرنے کے لئے جائے۔ فتجاوز عنه:تو اس سے آسانی کر اس میں حسن مطالبہ قرضے کا ہٹانا اور مدت میں تاخیر کرنا سب شامل ہے۔ان یتجاوز عنا: وہ ہمارے گناہوں کو معاف کردے کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہوتا ہے۔فلقی اللّٰہ: یہ موت سے کنایہ ہے۔

۱۳۷۲ :وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :حُوْسِبَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ یُوْجَدْ لَهٗ مِنَ الْخَیْرِ شَیْءٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ یُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوْسِرًا ' وَكَانَ یَاْمُرُ غِلْمَانَهٗ اَنْ یَّتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ – قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :"نَحْنُ اَحَقُّ بِذٰلِكَ مِنْهُ' تَجَاوَزُوْا عَنْهُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۷۲: حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب لیا گیا۔ اس کے نامۂ اعمال میں کوئی بھلائی نہ پائی گئی سوائے اس بات کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا اور صاحب خیر (بھلائی میں تعاون کرنے والا) تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس سے (بھلائی میں) تجاوز کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو''۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی البیوع' باب فضل انظار المعسر۔

اللغات: حوسب :یہ قیامت کے دن ہونے والے معاملے کی اطلاع ہے۔یخالط الناس: ان سے معاملہ کرتا قرضہ لیتا دیتا۔ موسرا: یہ لفظ یسار سے بنا ہے مال دار کو کہتے ہیں۔ غلمانه : یہ غلام کی جمع ہے غلام اور نوکر۔احق بذالك :معافی اور درگزر کا زیادہ حق دار ہے۔تجاوزوا عنه: ملائکہ کو خطاب ہے تم بھی اس کو معاف کرو۔

۱۳۷۳ :وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :

۱۳۷۳: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے

اُتِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهٖ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لَهٗ : مَا ذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا : قَالَ : يَا رَبِّ اٰتَيْتَنِيْ مَالَكَ فَكُنْتُ :اُبَايِعُ النَّاسَ ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ ، فَكُنْتُ اَتَيَسَّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ ، وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ - فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : " اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ" فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ ، وَاَبُوْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : هٰكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ایک بندہ جس کو اللہ نے مال عنایت فرمایا تھا اسے فرمایا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ اس پر حضرت حذیفہ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ کہ وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ پھر جواب دے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اپنا مال دیا تھا جس کی میں نے لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا اور میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ چنانچہ میں خوشحال پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا اللہ فرمائیں گے میں اس بات کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ اللہ فرشتوں کو فرمائیں گے تم میرے اس بندے سے درگزر کرو اس پر حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاریؓ نے کہا اسی طرح ہم نے بھی رسول اللہؐ کے منہ سے یہ بات سنی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی البیوع فضل انظار المعسر۔

اللغات: اتی: یہ مستقبل کی اطلاع ہے یعنی لائیں گے۔ اعطاہ: یعنی اس کو دیا ہے۔ قال: حذیفہ نہ کہا۔ لا یکتمون اللّٰہ حدیثا: یعنی کوئی چیز چھپانے کی طاقت نہیں رکھ سکیں گے۔ ابایع: یعنی میں ان سے پہلے کا معاملہ کروں گا۔ خلقی: خلق نفس کے اندر ایک ایسی عادت ہے جس کے ساتھ اچھا کام سہولت سے ہوجاتا ہے۔ الجواز: درگزر۔ اتیسر: میں قبول کر لیتا جس میں تھوڑا سا نقص یا معمولی سے عیب ہوتا۔ انظر: میں مہلت دیتا۔ من فی: یعنی رسول اللہؐ کے منہ مبارک سے میں نے اسی طرح سنا۔ ھذا سمعناہ: یعنی یہ حدیث حضرت حذیفہ سے موقوفاً روایت ہے کہ اور موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس جیسی بات بغیر وحی کے فقط رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔

۱۳۷۴ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا ، اَوْ وَضَعَ لَهٗ ، اَظَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عنایت فرمائیں گے جس دن کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی البیوع' باب ما جاء فی انظار المعسر و الرفق بہ۔

اللغات: اظلہ اللّٰہ: یعنی اللہ تعالیٰ سورج کی تپش سے اس کی حفاظت فرمائیں گے جبکہ سورج بندوں کے سروں سے اتنا قریب ہوگا کہ قیامت کے دن ان کو پسینے کی لگامیں چڑھ جائیں گی۔

فوائد: (۱) مقروض سے درگزر کی ترغیب دی گئی خواہ مہلت زیادہ کر دیجائے یا سارے قرضے سے اس کو بری کر دیا جائے یا کچھ قرضہ اس کا چھوڑ دیا جائے۔ افضل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ خوشحال ہو وہ سارا ہی معاف کر دے۔ (۲) قرض خواہ جو درگزر کرنے والا ہو اس کی فضیلت بتلائی گئی اور وہ عظیم الشان اجر ذکر کیا گیا جو اس کو ملے گا اور اس کو اچھے انجام والی جو نجات میسر ہوگی اس کا ذکر کیا گیا کیونکہ مقروض کو معاف کر دینے سے اللہ نے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا اور اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔ (۳) بدلہ اسی عمل کی جنس ملے گا جس طرح قرض خواہ نے قرض دار کو دنیا میں قرضہ چھوڑ کر نفس کی تنگی سے درگزر کر دی تو اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائیں گے' جہنم کی لپٹوں سے

اس کی حفاظت فرمائیں گے' قیامت کے دکھوں کو اس سے دور کریں گے اور چمکنے والے سورج کی لپٹوں سے اس کی حفاظت کریں گے۔ (۴) خوشحال لوگوں کے ساتھ بھی قرضے کے معاملے میں درگزر کرنا چاہئے۔ (۵) لوگوں کے ساتھ میل جول اور اچھا معاملہ کرنا چاہئے اگر اس سے ان کو فائدہ حاصل ہو اور تکلیف دفع ہو سکتی ہو۔ (۶) لوگوں کی مصلحتوں میں آسانی کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ لوگوں کے لئے مدد کا ہاتھ دراز کرنا چاہئے اور قرضے کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ وکیل اگر مفت کام کرے بشرطیکہ وہ موکل کی طرف سے ہو۔

١٣٧٥ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرٰى مِنْهُ بَعِيرًا فَوَزَنَ لَهٗ فَاَرْجَحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو ان کو وزن کر کے دیا تو جھکتی ہوئی تول سے دیا (یعنی مقررہ رقم سے زیادہ دیا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع' باب شراء الدواب و الحمیر' و مسلم فی البیوع باب من استلف شیئا فقضٰی خیراً منه۔

اللغات: **ووزن له فارجح**: یعنی حکم دیا کہ اس کو ثمن کے طور پر سونے یا چاندی پر وزن کیا جائے۔ اس کے وزن کو اس مقدار وزن سے بڑھایا جائے جو مقدار میں بالاتفاق ہے اور وزن کے اندر اضافہ کیا جائے۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک قیراط اضافہ کیا جائے گا اور یہ سونے کا ایک معین وزن ہے۔

١٣٧٦ : وَعَنْ اَبِيْ صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ ' فَجَآءَ نَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيْلَ وَعِنْدِيْ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ' لِلْوَزَّانِ : "زِنْ وَاَرْجِحْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۳۷۶: حضرت ابی صفوان سوید ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی مقامِ ہجر سے کچھ کپڑا بیچنے کے لئے لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پاجامے کا سودا کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے کو فرمایا: ''تول اور جھکتا ہوا تول''۔ (ابوداؤد و ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی البیوع' باب فی الرجحان والترمذی فی البیوع' باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن۔

اللغات: **بزا**: کپڑے۔ **هجر**: یہ بحرین کے قریب ایک شہر ہے۔ **فساومنا** ہم سے اس کی قیمت جس سودے کے لحاظ سے تھی وہ پوچھی۔ صاحب نہایہ کہتے ہیں کہ مساومت سے بائع اور مشتری کا وہ جھگڑا جو سامان پر ہو۔ اس کی قیمت طے کرلی۔ **بسراویل**: یہ مفرد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے یہ معرب لفظ ہے یہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کمر سے لے کر نیچے تک پہنا جاتا ہے۔ پینٹ کی طرح اس کی بھی آستینیں ہوتی ہیں۔ **ذن وارجع**: یعنی قیمت کی مقدار سے وزن کرو۔ جو طے شدہ ہے اور کچھ اس سے زائد بھی دے دو۔

فوائد: (۱) شرط کے اوپر بھی فیصلہ کرنا جائز ہے مگر اس صورت میں بائع تنگی' اکتاہٹ محسوس نہ کرے۔ مشتری کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بائع کے ساتھ کوئی چیز اپنی طرف سے ثمن میں اضافہ کر دے اس طرح یہ بھی بیچنے والے کی طرف سے مستحب ہے کہ قیمت کے کچھ حصے سے وہ دستبردار ہو جائے یا سامان میں کسی چیز کا اضافہ کر دے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کے درگزر اور مخلوق پر شفقت کو ذکر کیا گیا۔

كِتَابُ الْعِلْمِ

٢٤٠ :بَابُ فَضْلُ الْعِلْمِ

باب: علم کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ [طه:١١٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[الزمر:٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ دَرَجَاتٍ﴾ [المجادلة:١١] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ﴾ [فاطر:٢٨]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور کہہ دیجئے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔'' (طٰہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''فرما دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں''۔ (الزمر)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے بلند کرتے ہیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو علم دیئے گئے درجات کے لحاظ سے''۔ (المجادلہ)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرنے والے ہیں''۔ (فاطر)

حل الآیات: نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے مزید علم طلب کریں۔ یہ علم کی عظمت کی دلیل ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز نہیں جس کے اضافے طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۲) **هل یستوی:** ان کے درمیان برابری نہیں یہ استفہام انکاری ہے جو نفی کے معنی میں ہے۔ (۳) درجات: جنت کی منازل' معنی یہ ہے کہ اللہ مؤمنوں کو بلند کریں گے اور علماء کو خاص مراتب دیں گے اس لئے کہ انہوں نے علم حاصل کیا اور اس کے ساتھ لوگوں کو نفع پہنچایا۔ (۴) یعنی یہ ہے صحیح ایمان اور حقیقی خشیت اللہ تعالیٰ کی علماء میں ہوتی ہے اس لئے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور کثیر فضل کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

١٣٧٧ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۷۷: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العلم' باب من یرد اللّٰہ به خیرا و مسلم فی الزکاۃ' باب النهی عن المسئله

اللغات: یفقهه فی الدین: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام اور تعلیم کی معرفت عنایت کرتے ہیں اور فقہ لغت میں فہم کو کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ یہ بھلائیوں کا مجموعہ ہے اور اللہ کی توفیق اور رضامندی کا عنوان ہے۔

١٣٧٨ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ ' وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۷۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشک دو آدمیوں کے بارے میں جائز ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا پھر حق کے راستے میں اس کو خرچ کرنے کی ہمت دی۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ عنایت فرمائی پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے''۔

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْغِبْطَةُ وَهُوَ اَنْ يَتَمَنّٰى مِثْلَهٗ۔

(بخاری و مسلم) حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس کی مثل تمنا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی العلم، باب الاغتباط فی العلم و الحکمۃ و مسلم فی کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمہ۔

اللغات: اثنتین: یعنی دو خصلتیں۔ **اعطاہ** یعنی اس کو دی ہے۔ **فسلطه علی هلكته فی الحق:** اس کو وہاں خرچ کرتا ہے جہاں خرچ کرنے کا حق ہے یعنی نیکی کے کاموں میں اور قربت کے مقامات پر۔ **الحکمة:** فائدہ مند علم۔ **یقضی:** دو جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور پوچھنے والوں کو علم صحیح کے ساتھ بتلاتا ہے۔

فوائد: (۱) طلب علم کی ترغیب دی گئی اور علم پر عمل کو واجب قرار دیا گیا۔ اسی طرح کی تعلیم کو بھی ضروری قرار دیا گیا اور اس کو اس کے لئے استعمال کرنا جس سے ان کی مصلحتیں پوری ہوں، استعمال کرنا لازم کیا گیا۔ (۲) مال کو حاصل کرنا مستحب ہے تا کہ نیکی کے راستے پر اس کو خرچ کر سکے۔ نیک کاموں کی تمنا جائز ہے۔ (۳) جو چیز دوسرے کے پاس ہو اس کی تمنا کرنا ممنوع ہے مگر اس شکل میں جس کا ذکر ہوا۔

۱۳۷۹ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا، فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ ، وَالْعُشْبَ الْكَثِیْرَ ، وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ طَآئِفَةٌ مِنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ : لَا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاً، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَا فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا، وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۳۷۹: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دیا اس کی مثال اس بادل جیسی ہے جو ایک زمین پر برسا پھر اس زمین کا ایک حصہ عمدہ ہے جس نے پانی کو قبول کر لیا اور گھاس اُگائی اور بہت زیادہ جڑی بوٹیاں اور اس میں سے ایک حصہ زمین کا سخت تھا جس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ دیا پس انہوں نے خود بھی پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو دیا اور ایک حصہ زمین کا وہ ہے جو چٹیل میدان تھا نہ وہ پانی کو روکتا اور نہ گھاس اُگاتا پس یہی مثال اس کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو اللہ نے دے کر مجھے بھیجا ہے اس سے اللہ نے اس کو نفع دیا پس اس نے خود اس دین کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی حالت کہ جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اس کو قبول نہ کیا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: یہ روایت باب الامر بالمحافظة علی السنة رقم ۱۶۳/۷ میں گزر چکی۔

اللغات: **غیث:** بارش۔ **طائفة:** حصہ۔ **طیبة:** شاداب کا زرخیز۔ **الکلاہ:** چارہ خواہ تر ہو یا خشک۔ **العشب** تر گھاس۔ **اجادبه:** سخت زمین جو جلدی پانی نہ پیئے اور پانی اس میں برقرار رہے۔ **قیعان** جمع قاع۔ برابر اور ملائم زمین جس میں نباتات نہ ہوں۔ **من لم یرفع بذلك دأمسا:** یہ جہالت شدتِ اعراض سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) علم کی طلب میں محنت کی ترغیب دی گئی اور اس کی تعلیم میں کوشش کرنے پر ابھارا تا کہ اس کا نفع عام ہو۔ (۲) لوگوں کی علم

کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں (ا) جو علم کی حفاظت کر کے دوسرے کی طرف منتقل کرتے ہیں اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہ سب سے افضل حالت اور اعلیٰ قسم ہے۔ (ب) علم کی حفاظت تو کرتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف منتقل بھی کرتے ہیں جو اس سے استفادہ کریں مگر خود علم کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ یہ سب سے کم رتبہ ہے اور (ج) کچھ ان میں سے وہ ہیں جو علم سے اعراض کرتے ہیں اور اس کو سنتے نہیں تا کہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور نہ کہ اس کو محفوظ کرتے ہیں تا کہ دوسروں تک اس کو منتقل کریں۔ یہ لوگوں میں سب سے بدترین لوگوں کی قسم ہے۔

۱۳۸۰ :وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: "فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۸۰: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ سرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی المغازی' باب غزوه خیبر ومسلم فی فضائل الصحابة' باب من فضائل علی ابن ابی طالب رضی الله عنه۔

اللغات: حمر نعم: حمر جمع احمر کی سرخ، نعم اونٹ یہ عمدہ چیز کی مثال بیان کی جاتی ہے اصل بات یہ ہے کہ سرخ اونٹ عربوں کے ہاں نفیس ترین مال تھا۔

فوائد: (۱) اللہ کی طرف دعوت دینے کی فضیلت اور مخلوق کو حق کی طرف راہنمائی کی ترغیب اور یہ بغیر علم کے میسر نہیں ہو سکتی۔

۱۳۸۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً ، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ وَلَا حَرَجَ ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۸۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ بنی اسرائیل سے باتیں بیان کرو کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الانبیاء' باب ما ذکر عن بنی اسرائیل۔

اللغات: ولو اية: یعنی خواہ قرآن مجید کی ایک میں سے ایک آیت ہی پہنچائی جائے۔ قرآن مجید کی تبلیغ کا حکم جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لی ہے۔ اسلئے حدیث کی تبلیغ کی حفاظت جس کی حفاظت کی ذمہ داری لوگوں پر چھوڑ دی گئی۔ اسکی حفاظت بدرجہ اولیٰ لوگوں کے ذمہ ہوگی۔ لاحرج یعنی کوئی گناہ نہیں۔ فلیتبوا مقعده من النار: یعنی اپنا ٹھکانہ آگ بنالے۔ التبوء: منزل اور مسکن بنانا۔

فوائد: طلب علم واجب ہے تا کہ اللہ کی شریعت کو پہچاننے کی قدرت حاصل ہو۔ یہ فرض کفایہ ہے جب بعض مسلمان اس کو کریں تو بقیہ کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔ (۲) بنی اسرائیل کے جو حالات گزرے ان کو بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے نصیحت اور عبرت مقصود ہو اور ایسی بات بھی نہ جس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہونا اور ان میں ایسی باتیں تلاش کرے جو ثابت ہوں اور شریعت اسلامیہ کے قریب ہوں۔ (۳) جھوٹ اللہ کے دین میں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان بڑے گناہوں میں ہیں جو کرنے والوں کو آگ تک پہنچانے والا ہے۔ (۴) کلام میں سچ کو تلاش کرنے کی ترغیب اور باتوں میں احتیاط کا حکم تا کہ جھوٹ میں مبتلا نہ ہوں۔ اور یہ احتیاط شریعت میں اور بھی زیادہ کی جائے کہ یہ صحیح گہرے علم کی محتاج ہے۔

١٣٨٢ :وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی ایسے راستے پر چلا جس سے علم طلب کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں''۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی شرح اور تخریج باب قضاء الحوائج المسلمین رقم ٢٤٧/٤ میں ملاحظہ ہو۔

فوائد: طلب علم کی فضیلت ذکر کی گئی کہ جنت میں داخلے کا یہ راستہ ہے کیونکہ وہ علم مسلمان کو اللہ کے حکم کی دلیل مہیا کرتا' نیکی کے اعمال کی طرف اس کی رہنمائی کرتا اور اس کے دل میں وہ روشنی پیدا کرتا ہے جس سے وہ حق و باطل کے درمیان تمیز اور صحیح و غلط اعمال کی پہچان کرتا ہے۔

١٣٨٣ : وَعَنْهُ اَيْضًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ دَعَا اِلَى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ ان کو ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا''۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کو باب الدلالة علی الخیر رقم ١٨٦/١ میں ملاحظہ ہو۔

اللغات: دعا الی هدی: یعنی سچی بات کی طرف اس نے بلایا اور اپنے بیان اور فعل پر اس کو آمادہ کیا۔

فوائد: جس آدمی نے خود علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور اس کو سکھانے کے لئے لوگوں کو بلایا تاکہ اس کو کثیر نفع اور عام فضیلت حاصل ہو جائے۔

١٣٨٤ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ' اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ ' اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْا لَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدم کا بیٹا مر جاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا گو ہو''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الوصية' باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد و فاته۔

اللغات: انقطع عمده: یعنی اس کے عمل پر جو ثواب ہے وہ منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ عمل موت کی وجہ سے موقوف ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا ثواب بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ ثلث: تین خصلتیں ایسی ہیں جن کا ثواب کرنے والے کی موت کے باوجود منقطع نہیں ہوتا بلکہ اس کی اصل کے ساتھ ساتھ باقی رہتا ہے۔ صدقة جارية: جیسے مسجد کا وقف وغیرہ۔ علم ینتفع به: وہ علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو جیسا کہ دوسروں کو پڑھانا یا علم کی کتابیں تالیف کرنا۔

فوائد: (۱) علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت ذکر کی گئی اور ترغیب دی گئی تاکہ موت کے بعد بھی اجر و ثواب میں ترقی ہوتی رہے۔ (۲) ان صدقاتِ جاریہ کا ذکر کیا گیا جن کا نفع ہمیشہ رہے گا اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ والد اپنے بیٹے کے نیک اعمال سے فائدہ حاصل کرے مثلاً اس کے لئے استغفار اور دعا وغیرہ کرے۔

١٣٨٥ :وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ ، مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا ، اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَمَا وَالَاهُ ، وَعَالِمًا ، اَوْ مُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

قَوْلُهُ "وَمَا وَالَاهُ" اَىْ طَاعَةُ اللّٰهِ۔

۱۳۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دنیا ملعون ہے اور اس میں سب کچھ ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے ساتھ وابستگی کے اور عالم یا علم حاصل کرنے والے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

مَاوَالَاهُ :اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔

تخریج: اس روایت کی تخریج اور شرح باب فضل الزهد فی الدنیا رقم ٤٧٨/٢٢ میں ملاحظہ کریں۔

فوائد: (۱) علم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کی ترغیب دلائی گئی تا کہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اس کی رحمت سے دھتکارے جانے سے آدمی بچ جائے۔ (۲) دنیا کا علم حاصل کرنا بھی مذموم نہیں اگرچہ وہ دنیا کے معاملات سے متعلق ہو بشرطیکہ یہ نیت میں مخلص ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی مصلحت کے ارادے میں بچ فرمایا۔

١٣٨٦ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ لوٹے''۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب العلم' باب فضل طلب العلم۔

اللغات: فی سبیل اللہ :اس کی اطاعت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ یرجع :اس مقام سے جہاں سے وہ نکلا۔

فوائد: (۱) علم کی تلاش جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ طالب علم کے لئے اجر لڑائی کے میدانوں میں لڑنے والے مجاہدین جیسا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک اس چیز کو انجام دیتا ہے جو دین کو زندہ کرنے والی اور اس کی حفاظت کرنے والی ہے۔ (۲) جو علم کے حاصل کرتے ہوئے دین کو زندہ کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں مصروف ہے۔ (۳) جس آدمی کی موت تعلیم کے دوران آئی تو اس کو شہید کے برابر درجہ ملے گا۔ طالب علم کو زکوٰۃ دینی بھی جائز ہے جب کہ وہ ضرورت مند ہو اور یہ فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔

١٣٨٧ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ : "لَنْ يَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِّنْ خَيْرٍ حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۷: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب العلم' باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة۔

اللغات: یشبع :وہ قناعت کرتا ہے۔ خیر: ہر وہ چیز جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہو۔ منتهاء: انجام اور انتہا یعنی وہ بھلائی سے نہیں رکتا یہاں تک کہ اس کو موت آ جاتی ہے اور وہ نیک عمل کر رہا ہوتا ہے چنانچہ اس کے نیک عمل سے حاصل شدہ ثواب اس کے جنت میں داخلے کا سبب بن جاتا ہے۔

فوائد: نیکی کے اعمال کی ترغیب اوران پر ہمیشگی کا حکم دیا گیا ان میں سب سے اعلیٰ علم کا سیکھنا اور سکھانا ہے کیونکہ اس سے عمل منضبط ہو جاتا ہے اور وہ اس پر حاکم بن جاتا ہے۔

۱۳۸۸ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِی النَّاسِ الْخَيْرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۸۸: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے سب سے کم درجہ کے مقابلے میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل سماء اور اہل ارض یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں اور مچھلیاں (اپنے پانی) میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب العلم' باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادة۔

اللغات: :العالم: جوعلم کے فوائد کو جانتا ہو اور اپنے اوقات کو علم کی طلب میں خرچ کرے اور اس کی تعلیم فرائض وعبادات کی ادائیگی کے بعد دے۔ العابد: وہ جو عبادت کا حق پورا کرے اس کے بعد کہ جن احکام کی پہچان اس کے ذمہ واجب ہے وہ سیکھے۔ ادناکم: فضیلت میں سب سے کم درجے والا مسلمان۔ النملة: چیونٹی یعنی خشکی کے حیوانات میں بہت چھوٹا جانور۔ حجرھا: وہ سوراخ جس میں چیونٹیاں رہتی ہوں۔ الحوت: مچھلی مراد سمندر کے حیوانات اور ان دونوں کا تذکرہ بطور مبالغہ کے لئے تاکہ خشکی اور سمندر کے تمام حیوانات شامل ہو جائیں۔ لیصلون :صلوٰۃ سے مراد درجات کے مطابق ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو رحمت ملائکہ کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں اور حیوانات کی طرف ہو تو تفرع اور دعا۔ معلم الناس الخیر یعنی علماء

فوائد: (۱) ایسی چیز کی ترغیب دینی چاہئے کہ کرنے والے کے لئے جس کا فائدہ عام ہو۔ (۲) واجب سے زائد علم نفلی عبادات سے افضل ہے کیونکہ عبادات کا فائدہ صرف کرنے والے کی حد تک ہے اور علم کا فائدہ فاعل سے متعدی ہو کر دوسرے تک پہنچنے والا ہے۔ (۳) علماء اور طلباء کے احترام کی ترغیب دی گئی اور ان کے لئے دعا کا حکم دیا۔

۱۳۸۹ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّبْتَغِیْ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ ؛ وَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا صَنَعَ ' وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِی الْمَآءِ ' وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ ' وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ ' وَاِنَّ

۱۳۸۹: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: '' جو شخص کسی راستہ پر علم طلب کرنے کیلئے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور بے شک فرشتے طالب علم کے اس فعل پر خوش ہو کر اپنے پر بچھاتے ہیں۔ بے شک عالم کے لئے تمام آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد (ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرنے والا) پر اس طرح ہے جس طرح چاند (اپنی روشنی ونور کے باعث) کو دیگر ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور

الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِیُّ ۔

بلا شبہ انبیاء علیہم السلام کسی درہم و دینار کو وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم ہی کو ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں ۔ پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے اس (ورثہ) میں سے عظیم حصہ حاصل کرلیا۔ (ابوداؤد ، ترمذی)

تخریج: رواہ ابوداؤد فی اول العلم، باب الحث علی طلب العلم والترمذی فی العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ۔

اللغات: تضع اجنحتها: یہ اس کی تواضع اور احترام سے مجاز ہے یا اس کی کوشش میں وہ اس کی اعانت کرتے اور اس کے اسباب میں آسانی پیدا کرتے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اڑنے سے اپنے پروں کو روک لیتے ہیں اور مجلس علم میں حاضری کے لئے اتر پڑتے ہیں۔ لیستغفر له: استغفار بھی اپنے درجے کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ تو سب بولیاں جانتے ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ﴾ الایة۔ فضل العلم: یعنی دوسرے کو نفع عام پہنچانے کی حیثیت سے ۔ کفضل القمر: دوسرے کو روشنی عام پہنچانے کی حیثیت سے ۔ ورثة الانبیاء علم و عمل اور لوگوں کی راہنمائی میں ان کے نائب۔ بحظ: نصیب۔ وافر: کامل و مکمل۔

فوائد: (۱) طالب علم کے احترام اور ان کے ساتھ تواضع کی ترغیب دی گئی اور ان کے اس عمل پر خوش ہونا چاہئے اور ان کے لئے دعا و استغفار کرنا چاہئے ۔ (۲) علم کی فضیلت اس لئے ہے کیونکہ اس سے وہ روشنی پھوٹتی ہے جو لوگوں کے لئے حق و خیر کے راستے کو روشن کرتی ہے۔ (۳) علم عظیم ترین دولت اور اعلیٰ سرمایہ ہے جو اس کو جمع کرے اور اس کا اکرام و احترام کرے ۔ (۴) علم کی کمال عمل اور اخلاق اور طریق میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں حاصل ہوتی ہے۔ (۵) علماء کی توہین اور ان کو ایذاء پہنچانا فسق و گمراہی ہے کیونکہ یہ میراث نبوت کو اٹھانے والے ہیں۔

۱۳۹۰ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : "نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

۱۳۹۰: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم سے کوئی بات سن کر پھر اس کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح اس نے سنا۔ بسا اوقات وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع۔

اللغات: نضر: یہ نضارۃ سے ہے، اصل میں چہرے کی خوبصورتی اور چمک کے لئے آتا ہے۔ خوش عیش رکھے یعنی نہایہ میں ہے کہ مراد اس سے حسن اخلاق اور اس کی قدر ہے۔ شیئاً: تھوڑا سا علم۔ کماسمعه: جیسا اس نے لفظ و معنی کے اعتبار سے اس کو سنایا۔ دونوں میں سے ایک۔ فرب مبلغ: بہت سے مبلغین۔ اوعیٰ: یاد کرنے میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی مخفی معانی کے بارے میں زیادہ خبردار ہوتے ہیں۔

فوائد: (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) علم کا نقل کرنا بھی امانت ہے اور اس کے یاد کرنے اور سمجھنے میں بھی پوری احتیاط چاہئے ۔ (۳) تابعین میں سے کئی ایسے ہوئے ہیں جو حدیث رسول کو سمجھنے میں بعض صحابہ سے زیادہ فقیہ تھے۔

۱۳۹۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۳۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ" رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے چھپا لی قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دے دی جائے گی''۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی العلم، کراھیة منع العلم و الترمذی فی العلم، باب ما جاء فی کتمان العلم۔

اللغات: **علم**: یعنی وہ علم جس کی تعلیم لازم اور اس کی ضرورت بھی ہے۔ **کتمه**: اس کو بیان نہ کیا۔ **الجم**: جو لجام سے ہے لگام کو کہتے ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ جس نے علم کو چھپایا گویا اس نے اپنے منہ کو لگام دی تو اس کی سزا بھی اسی فعل کی جنس سے گی۔

فوائد: علم کی تبلیغ ضروری ہے جب کہ اس کے ذمے متعین ہو خاص کر جس علم کا تعلق دین سے ہو اس علم کا چھپانا ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جس پر سخت اور دردناک عذاب کی وعید ہے۔

۱۳۹۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهٗ إِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا" - رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۳۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کوئی علم سیکھا (یعنی) جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے (لیکن) اُس نے اِس علم کو دُنیا کی غرض سے حاصل کیا تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا''۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی العلم، باب طلب العلم لغیر اللّٰہ تعالیٰ۔

اللغات: **یبدها**: جس سے طلب کیا جائے گا یا قصد کیا جائے۔ **لیصیب به ارضًا**: تا کہ اس کے ذریعے دنیا کے کسی منصب یا رتبے یا دُنیا کی کوئی چیز پالے۔ **لم یجد عرف الجنة**: وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ یہ جنت سے دوری سے کنایہ ہے اور کامیاب ہونے والوں میں داخل نہ ہونے سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) طلب علم میں اِخلاص اختیار کرنا چاہئے اور اس کا مقصد فقط اللہ کو راضی کرنا ہے۔ (۲) جس نے علم اللہ کی رضامندی کے لئے حاصل کیا مگر دنیا تبعاً آ گئی تو اس کو لینا جائز ہے اور یہ چیز اس کو نقصان نہ دے گی۔

۱۳۹۳: وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۹۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا: ''بے شک اللہ علم کو سینوں سے اسی طرح قبض نہ کریں گے کہ اس کو ان کے سینوں سے کھینچ لیں لیکن علم کو علماء کی وفات سے قبض کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ کوئی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العلم، باب کیف یقبض العلم و مسلم فی العلم، باب رفع العلم و قبضه۔

اللغات: **لا یقبض العلم**: اس کو اٹھائے گا نہیں یعنی آخری زمانہ میں۔ **انتزاعًا**: کھینچنا یا اکھاڑنا۔ **بقبض العلماء**: ان کی موت

کے سبب۔ رؤس: جسے رأسٌ ایک روایت میں رؤسا جمع ہے رءیس کی ہے۔

فوائد: (۱) علماء زمین پر لوگوں کے لئے امن کا سبب ہیں اور فضیلت و خیر کے چشمے ہیں۔ (۲) علماء کو اللہ کے فضل کی تکمیل میں یہ بشارت ہے کہ جو علم اللہ نے ان کو دیا ہے اس کو ان سے نہیں چھینے گا۔ (۳) طلب علم پر آمادہ کیا گیا تا کہ علماء زیادہ ہوں لوگ ان سے فائدہ حاصل کریں اور وہ اپنے دین کے معاملات میں خوب غور و فکر کریں۔ (۴) جس نے (بغیر علم کے) علم کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو جہالت کا فتویٰ دیا اس نے اللہ پر افتراء کر کے لوگوں کو گمراہی اور اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔ لوگوں میں سب سے نقصان دہ حق کو باطل کے ساتھ ملانا ہے۔ (۵) جاہلوں سے فتویٰ نہ لینا چاہئے یا بغیر علم کے فتویٰ نہ دینا چاہئے علم دین کا کم ہونا علامات قیامت میں سے ہے۔

كِتَابُ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ شُكْرِهٖ

۲٤۲ :بَابُ فَضْلِ الْحَمْدِ وَالشُّكْرِ

باب: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾ [البقرة:۱۵۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ [ابراهيم:۷] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [يونس:۱۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم شکریہ ادا کرو تو ضرور بضرور تمہیں نعمتیں زیادہ دوں گا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں''۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور ان کی آخری پکار یہی ہو گی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔''

حل الآیات: فاذکرونی: یعنی مجھے تم یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ یا خوشحالی میں۔ اذکرکم یعنی مغفرت کے ساتھ یا سختی کے ساتھ۔ واشکرولی: اور میرا شکریہ ادا کرو میری نعمتوں پر۔ شکر اعتقاد زبان اور فعل سے ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے بندے کا ان چیزوں کی طرف پھر جانا یا متوجہ ہونا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمایا۔ تکفرون: نعمتوں کا انکار کرنا اور شکر نہ کرنا۔ کفر ان نعمتوں کے انکار کو کہتے ہیں۔ لازیدنکم: ضرور میں نعمتیں بڑھاؤں گا۔ اخر دعواهم: یعنی جب بھی اہل جنت کسی نعمت سے فیض یاب ہوں گے تو کہیں گے الحمد لله رب العالمين۔ حمد لغت میں زبان سے کسی اختیاری اچھائی پر بطور تعظیم کے تعریف کرنے کو کہتے ہیں اور عرف میں ایسا فعل جس سے منعم کی تعظیم ظاہر ہو کیونکہ وہ تعریف کرنے والے اور نہ کرنے والے پر انعام کرنے والا ہے۔

۱۳۹٤ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اُتِىَ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِهٖ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ – فَقَالَ جِبْرِيْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس معراج کی رات دو پیالے (ایک) شراب اور (ایک) دودھ کے لائے گئے پس آپؐ نے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر دودھ لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپؐ کی راہنمائی فطرت کی طرف کی۔ اگر آپؐ شراب والا (پیالہ) لے لیتے تو آپؐ کی امت گمراہ ہو جاتی''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الایمان' باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللغات: اسری بی: یعنی بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ سراء اور اسراء رات کو چلنے کو کہتے ہیں۔ بقدحین: یعنی شراب اور دودھ کا بھرا ہوا۔ ھداك: یعنی آپ کی راہنمائی کی اور الہام کیا کہ آپ نے فطری علامت کو چنا۔ یہاں مراد استقامت' توحید اور انجام کی سلامتی ہے۔ دودھ کو اس کی علامت بتلایا گیا کیونکہ وہ پاکیزہ' طاہر' نرم اور پینے والوں کے لئے خوش گوار ہے۔ بعض کو فائد پہنچاتا ہے اور دکھ نہیں دیتا۔ ولو اخذت الخمر غوت امتك: یعنی جہالت وگمراہی میں مشغول ہو جاتی کیونکہ شراب ام الخبائث ہے اور برائیوں کو دعوت دینی والی ہے۔

فوائد: (۱) اسلام دین فطرت ہے اس کو صحیح سالم نفس قبول کرتا ہے۔ مضبوط فہم اس کو پا لیتے یا اس کا ادراک کر لیتے ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کی ترغیب دی گئی ان بھلائیوں اور فضیلتوں پر جو میسر آئیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی تعریف امت پر کی جانے والی عمومی نعمتوں پر بھی لازم ہے۔ (۴) اچھی بشارتوں سے بہتر گمان لینا اور اسی طرح خوش کن نشانات سے اچھا خیال لانا مستحب ہے۔ (۵) شراب ام الخبائث ہے اور امت کے لئے جہالت اور فہم کے الٹ ہونے کا عنوان اور ہلاکت وتباہی کا ڈراوا ہے۔

۱۳۹۵ : وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "كُلُّ اَمْرٍ ذِىْ بَالٍ لَا يُبْدَاُ فِيْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَغَيْرُهُ۔

۱۳۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہر وہ کام جو اہمیت والا ہو اس کو اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب' باب الھدی فی الکلام وغیرہ کابن ماجۃ فی النکاح' باب خطبۃ النکاح۔

اللغات: امر: دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے کوئی کام۔ ذی بال: اہمیت والا۔ بال اصل میں دل کو کہتے ہیں۔ بالحمدللہ: یعنی اس لفظ کے ساتھ یا ایسا لفظ جس میں حمد کا معنی پایا جائے۔ اقطع: ناقص خیر و برکت میں قلیل۔

فوائد: (۱) مسلمانوں کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے قول وفعل کا آغاز اللہ کی تعریف سے کرے۔ افضل یہ ہے کہ الحمدللہ اور بسم اللہ کو جمع کیا جائے۔ ابتداء بسم اللہ اور الحمدللہ سے کریں جبکہ فعل مباح' مستحب یا واجب ہو۔ اگر وہ فعل مکروہ ہے تو پھر حرام ہے اور اگر حرام ہے تو تب بھی حرام ہے۔

۱۳۹۶ : وَعَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِىْ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ - فَيَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ: فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِىْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: ابْنُوْا لِعَبْدِىْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۳۹۶: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں پھر اللہ فرماتے ہیں تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور انا للہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو''۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الجنائز' باب فضل المصیبۃ اذا احتسب۔

اللُّغَاتُ: **قبضتم**: مقام کی عظمت کے بارے میں متنبہ کرنے کے لئے استفہام لایا گیا۔ **ولا عبدی**: ولا کا اطلاق چھوٹے اور بڑے سب پر ہوتا ہے۔ **ثمرۃ فوادہ**: یہ لڑکے سے کنایہ ہے' دلی تعلق کے زیادہ ہونے کی وجہ سے۔ پس وہ اسی طرح ہوگیا گویا اس کا مقصودی پھل ہے۔ **استرجع**: اناللہ کہا۔

فوائد: (۱) مصیبت کے وقت صبر کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر اس کی تعریف' جب مصیبت بڑی ہوتی ہے تو اجر بھی بڑا ملتا ہے۔ (۲) وہ بندہ جو مبتلا ہوا اور وہ مؤمن جو قضاالٰہی پر راضی ہوا اور اللہ کے ہاں ثواب کا اُمیدوار بھی ہو۔ (۳) ہر حال میں اللہ کی تعریف پر آمادہ کیا گیا۔ (۴) اسلام نے فطرت کی نگہبانی کی اور اس کو پختہ کیا گیا تا کہ والد کا تعلق بیٹے سے پختہ ہو جائے۔

۱۳۹۷ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ یَاْکُلُ الْاَکْلَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا ' وَیَشْرَبُ الشَّرْبَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اس کی حمد کرتا ہے اور پی کر اس پر بھی حمد کرتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب بیان کثرۃ طرق الخیر ۱۴۰/۲۴ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کی حمد کی فضیلت اور اس کے اجرِ عظیم کی بڑائی اور اس کے لئے ابھارا گیا خواہ اچھی چیز تھوڑی ہو یا زیادہ۔ (۲) اللہ کے فضل اور وسعت رحمت کو بتلایا۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

٢٤٣ :بَابُ فَضْلُ الصَّلَاةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [الاحزاب:٥٦]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر رحمت و سلام بھیجا کرو۔'' (الاحزاب)

حل الآیات: صلوٰۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو رحمت اور احسان میں اضافہ مراد ہوتا ہے جبکہ ملائکہ سے استغفار اور انسانوں سے دعا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاۃ کا فائدہ درجات کی بلندی اور مراتب کمال میں ترقی پانا ہے۔ سنت یہ ہے کہ صلاۃ وسلام دونوں کو جمع کیا جائے۔

١٣٩٨ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۹۸: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الصلوة' باب ما جاء فی فضل الصلوة علی النبی ﷺ۔

اللغات: صلاۃ: ایک مرتبہ پڑھا کسی بھی صیغہ کے ساتھ۔ بھا: اس کے بدلے میں یا اس کے سبب۔

فوائد: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی فضیلت اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

١٣٩٩ :وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۳۹۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہو''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الصلاة' باب ما جاء فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

اللغات: اولی الناس لی: میرے ساتھ خاص اور مجھ سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار۔ اکثرھم علی صلاۃ: مجھ پر دنیا میں سب سے زیادہ درود پڑھنے والا۔

فوائد: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود میں کثرت کا حکم دیا گیا اور کثرت درود والے کو قیامت کے دن اونچے درجے کی خوشخبری دی گئی۔

١٤٠٠ :وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۴۰۰: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ ، فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ ' قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُ : بَلِيْتَ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے سب سے زیادہ فضیلت والے دنوں میں جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھو۔ پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے جب کہ آپؐ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو حرام کر دیا''۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ باب فضل یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ۔

اللغات: **معروضة علي**: وہ فرشتے پیش کرتے ہیں جو اس کے لئے مقرر ہیں۔ **ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء**: یعنی زمین کو روک دیا کہ ان کے اجساد کو بوسیدہ کرے۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن کی فضیلت ذکر کی گئی۔ اس دن درود شریف کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جن اعمال صالحہ کی کثرت سے ترغیب دی گئی ان میں ایک درود شریف ہے کیونکہ یہ آپؐ پر پیش کیا جاتا اور آپؐ اس پر خوش ہوتے ہیں۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے درود پڑھنے والے کے لئے مزید رضامندی طلب فرماتے ہیں اور یہ بھی آتا ہے کہ آپؐ کی روح لوٹائی جاتی ہے جب آپ کو درود پیش کیا جاتا ہے۔

١٤٠١ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات ' باب قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رغم انف رجل

اللغات: **رغم انف**: مٹی سے مل جائے۔ یہ جملہ ذلت' حقارت اور خسارے سے کنایہ ہے۔ **ذکرت عندہ**: میرے نام کا ذکر سنو۔

فوائد: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا جب بھی آپؐ کا ذکر کیا جائے لکھ کر یا آواز سے درود بھیجنا مستحب ہے اور یہ تذکرے وغیرہ کے لئے مستحب ہے بعض علماء اس کے وجوب کی طرف گئے ہیں۔

١٤٠٢ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری قبر کو عید مت بنائیو اور مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے جہاں تم ہو''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی آخر المناسک' باب زیارۃ القبور۔

اللغات: **لا تجعلوا قبری عیدا**: یعنی میری زیارت کے لئے ایسے مت جمع ہو جیسے لوگ عید کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ **تبلغني**: مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میرے پاس اس کا نتیجہ پہنچتا ہے۔

فوائد: ایسے کاموں کے کرنے کی ممانعت کی گئی ہے جو آپ کی زیارت کے ادب کے خلاف ہو جیسے بطور نیت جس کی رخصت عید میں دی گئی ہے کیونکہ یہ بسا اوقات ایسی چیز کی طرف پہنچانے والا ہے جو بت پرستی میں سے ہے، جیسا پہلی امتوں میں ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس فعل کو مسلمان جاہل لوگ بعض نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے باطل اور بے تکے افعال کرتے ہیں، ایسی حرکات جو رقص کے مشابہ سے ہوتی ہیں ان کی عظمت کا پردہ اٹھ جاتا ہے یہ حقیقت میں بے ادبی اور جہالت کا نمونہ ہیں، توحید میں خلل اندازی، اسلام کی پاکیزگی اس کے جمال اور اصل جوہر میں ملاوٹ سے مشابہ ہے۔ (۲) مسجد نبوی کی زیارت مستحب ہے۔ حضور ﷺ پر سلام بھی ادب کے ساتھ مستحب ہے جبکہ بغیر کسی خلل اندازی اور سنت کی مخالفت اور آپ کے طرز عمل کی راہنمائی کے خلاف ہو۔ حضور ﷺ پر درود پڑھنے کی ترغیب دی گئی جہاں بھی آپ کا ذکر کیا جائے، کیونکہ درود آپ تک پہنچایا جاتا ہے۔

۱٤٠٣ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۰۳: انہی راوی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی آخر المناسك، باب زيارة القبور۔

اللغات: رد الله علی روحی: یعنی وہ جواس نطق کو عام حالات میں لازم ہے۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ہر اس شخص کو سلام کا جواب دیتے ہیں جو سلام بھیجتا ہو اور کوئی زمانہ بھی سلام سے خالی نہیں ہوتا۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کی قبری زندگی کی حقیقت اللہ ہی جانتے ہیں وہ ہماری اس زندگی سے مختلف ہے۔ (۳) درود و سلام کے کثرت سے پڑھنے کی ترغیب دی گئی تاکہ مسلمان سلام کے جواب کے شرف سے حصہ پائے اور یہ جواب بھی سب رسولوں کے سردار کی طرف سے ہے۔

۱٤٠٤ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۰۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی بخیل ہے کہ جس کے ہاں میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الدعوات باب، قول الرسول الله صلی الله علیه وسلم رغم انف رجل۔

اللغات: البخیل: کامل بخل والا اور اصل بخل مستحق سے چیز کو چھین لینا یا روک لینا۔ ذکرت عنده یعنی میرا تذکرہ سنو۔

فوائد: آنحضرت ﷺ درود کے حقدار ہیں جب بھی آپ کا تذکرہ آئے کیونکہ آپ کا امت پر احسان ہے۔ دنیا اور آخرت میں امت کی سعادت کا سبب آپ ہی ہیں۔ (۲) آپ پر درود کا چھوڑ دینا بخل کا عنوان، خباثت نفس کی دلیل اور بدباطنی کی علامت ہے کیونکہ اس نے ایسی چیز چھوڑی جس کا بہت بڑا نفع خود اس کی طرف لوٹنے والا ہے۔ درود کے پڑھنے میں اس کی کوئی مشقت بھی نہیں اور نہ ہی کوئی چیز کم ہوتی ہے البتہ اس میں اللہ کے حکم کی پیروی کو چھوڑنا لازم آتا ہے۔

۱٤٠٥ : وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۴۰۵: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ : سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُوْا فِيْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يُمَجِّدِ اللّٰهُ تَعَالٰى ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ - اَوْ لِغَيْرِهٖ -: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ سُبْحَانَهٗ ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ، ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَآءَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد کی نہ اس نے حضور پر درود بھیجا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی نے جلدی کی ہے پھر اسی کو یا دوسرے کو بلا کر فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد في الصلاة' باب في ثواب التسبيح والترمذي في الدعوات' باب ادع تجب)

اللغات: **في صلوته**. ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے نماز سے فارغ ہونے کے بعد۔ **عجل**: اس نے جلدی کی ہے اللہ کی حمد نہیں کی یا اس نے اپنی دعا کی ہے حضور پر درود نہیں بھیجا۔ **صلّی احدکم**: یعنی دعا کرنے کا ارادہ کرے۔ **ثناء علیه**. یعنی اللہ کی ذاتی صفات اور جو باتیں اس کے لائق ہیں ان سے پاکیزگی بیان کرے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے دعا کو شروع کرنا مستحب ہے۔ پھر ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ جس طرح کہ دعا کا درود کے ساتھ ختم کرنا مستحب ہے لیکن آخر میں حمد آنا چاہئے۔ (**واخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين**)

۱۴۰۶ : وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ : قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ : اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۰۶: حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ (گھر سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے یہ تو جان لیا کہ ہم کس طرح آپؐ پر سلام بھیجیں مگر آپؐ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ...... حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ: اے اللہ محمدؐ اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپؐ نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک آپ توصیفوں والے بزرگی والے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاري في التفسير' باب قوله تعالىٰ ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ ...... الاية ومسلم في الصلوة' باب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد

اللغات: **علمنا كيف نسلم عليك**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھایا کہ وہ تشہد میں **السلام عليك ايها النبي ......الى آخره** کہا کرے۔ **صلّی علی محمد**: یعنی آپ پر جو رحمت اس عظمت کے ساتھ ملی ہوئی ہو' آپؐ کے مقام کے لائق ہے' جس کو اے اللہ آپ ہی جانتے ہیں۔ **ال محمد**: آپؐ کے قرابت رشتہ دار' بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب یا امت میں جو بھی آپؐ کے طریقے پر

چلنے والا ہو۔ کما صلیت: جیسے آپ نے رحمت بھیجی۔ حمید مجید: یہ حمد اور مجد سے مبالغے کے صیغے ہیں یعنی کیونکہ آپ تعریف بزرگی اور عظمت کے ذاتی طور پر مستحق ہیں۔ بارك: یہ برکت سے ہے زیادتی اور نمو کو کہتے ہیں۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ ان مذکورہ الفاظ سے درود بھیجا جائے۔ اس سے پیغمبر پر درود کی فضیلت حاصل ہوگی اور آپ کی پیروی اور اقتداء اور جس کا آپ نے حکم دیا اس کو لازم پکڑنے کی فضیلت میسر آئے گی۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اتباع نئی نئی چیزیں ایجاد کرنے سے بہتر جبکہ سنت دوسری چیزوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔

۱۴۰۷ : وَعَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ بَشِیْرُ بْنُ سَعْدٍ :اَمَرَنَا اللّٰهُ اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی تَمَنَّیْنَا اَنَّهٗ لَمْ یَسْاَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْلُوْا :"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ' وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ' وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ"۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۰۷: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے آپؐ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس کس طرح ہم آپؐ پر درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہؐ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپؐ سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ' وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ ...... حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ: "اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح آپ نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ تعریفوں والے بزرگی والے ہیں اور سلام اسی طرح ہوگا جس طرح تم جان چکے ہو"۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الصلوة' باب الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشھد۔

اللغات: بشیر ابن سعد: یہ ابن سعد بن ثعلبہ ہیں۔ یہ ابن سعد بن عبادہ نہیں۔ حتی تمنینا: یعنی بہت دیر تک خاموش رہنے کی وجہ سے شفقت کرتے ہوئے آپ پر تمنا کی۔ آپؐ کی یہ خاموشی انتظارِ وحی یا اجتہاد کے لئے تھی۔ کماقدعلمتم: یعنی تشہد میں۔

فوائد: اسی طرح کے فوائد جو پہلی روایت میں گزرے۔ دونوں حدیثوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے ساتھ ملایا جائے گا۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جو اس کو اشکال پیدا ہو یا دین کا جو حکم اس پر مخفی ہو اس کے متعلق اہل علم سے پوچھے اور اہل علم سے سوال کرنے کے بغیر بغیر علم کے دل سے کوئی چیز نہ گھڑے۔

۱۴۰۸ : وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالُوْا :یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ؟ قَالَ : "قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی

۱۴۰۸: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح آپؐ پر درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: "اے اللہ محمد ﷺ اور آپ کی ازواج اور ذریت پر رحمت نازل فرما جس

أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

طرح آپ نے ابراہیم پر نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں''۔(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی احادیث الانبیاء' باب یزفون النسلان فی المشئی' و فی الدعوات اهل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ و سلم و مسلم فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم بعد التشهد۔

اللغات: ازواجه: ازواج جمع زوج' یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔آپ ﷺ کی گیارہ ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔دو آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئیں اور نو آپؐ کے بعد زندہ رہیں۔ ذریتہ: آپؐ کی تمام اولاد بیٹیاں اور ان کی اولاد آپ ﷺ کی اولاد میں آپؐ کی وفات کے بعد فاطمہ اور اس کی اولاد کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا۔

فوائد: گزشتہ فوائد سمیت یہ ہے کہ درود اور برکت کی دعا آپ کی ازواج اور ذریت کے لئے بھی کی جائے اور یہ تبعاً ہوگی کیونکہ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاء کے لئے انفرادی طور پر استعمال کرنا مکروہ ہے۔

كِتَابُ الْاَذْكَارِ

۲٤٤ :بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ!

باب: ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ [العنكبوت:٤٥] وَقَالَ تَعَالٰى :﴿فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة:١٥٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ﴾ [الاعراف:٢٠٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [الجمعة:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ .... اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى .... وَالذَّاكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾ [الاحزاب:٣٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا﴾ [الاحزاب:٤] اَلْاٰیَةَ۔

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ كَثِیْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔'' (العنکبوت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔'' (البقرۃ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑگڑا کر اور ڈرتے ہوئے یاد کرو۔ زبان سے زور سے بول کر نہیں اور غافلوں سے مت بنو۔'' (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو تم بہت زیادہ یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔ (الجمعۃ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک مسلمان مرد اور عورتیں' اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔'' (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔'' (الاحزاب)

اس سلسلہ میں آیات بہت اور معلوم ہیں۔

حل الآیات: اکبر: یعنی ہر چیز سے افضل ہے۔ فاذکرونی: ذکر شرع میں بطور بعض کے زبان سے ثناء اور دعا کرنا بعض اوقات ذکر کا لفظ اس بات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کا کہنے والا بات کا مستحق ہو۔ علامہ حجر نے فتح الباری میں لکھا کہ ذکر کا لفظ مطلقاً آئے تو اس سے مراد اس عمل پر ہمیشگی ہوتی ہے جو اللہ نے لاحق کیا (لازم کیا ہے) یا مستحب قرار دیا ہے اور زبان سے ذکر جیسے سبحان اللّٰہ' الحمدللّٰہ پڑھنا اور قلب سے ذکر ذات وصفات کے دلائل میں سوچ و بچار کرنا اور اعضاء و جوارح کا ذکر طاعات میں مشغولیت جیسے نماز' حج' زکوٰۃ۔ اذکر کم: تم پر میں رحم کروں گا اور بخشش فرماؤں گا۔ فی نفسك: یعنی آہستہ۔ تضرعا: عاجزی سے۔ خیفتا: خوف سے۔ دون الجھر: جہر سے کم ابن عباس فرماتے ہیں کہ تیرا نفس خود سنے اور دوسرا نہ سنے۔ بالغدو: دن کا پہلا حصہ۔ الاصال: دن کا آخری حصہ۔ خاص طور پر ان دونوں اوقات میں ذکر کا مطالبہ ان کی فضیلت کی وجہ سے کیا گیا اور اس لئے بھی کہ

دن کی ابتداء اور اختتام نیکی اور اعمال صالحہ سے ہو اور عمل صالح اس مغفرت کو جو کہ بخشش کی طرف پہنچانے والا ہے۔ سبحوہ: ان کو پاک قرار دو ان باتوں سے جن کے وہ لائق نہیں۔ بکرۃ: دن کا پہلا حصہ۔ اصیلا: دن کا پچھلا حصہ۔

١٤٠٩ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ ، حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤٠٩: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمے جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمان کو بہت محبوب ہیں وہ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ہیں۔'' اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور اللہ پاک ہے عظمتوں والا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الایمان' باب اذا قال واللّٰه لا تكلم اليوم' و الدعوات۔ باب فضل التسبيح و التوحيد ومسلم فی الذکر و الدعاء' باب فضل التهليل و التسبيح۔

اللغات: کلمتان: کلمہ سے مراد یہاں لغوی معنی ہے یعنی جملہ مفیدہ۔ خفیفتان: یعنی آسان علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ خفت یہاں آسانی سے کنایہ ہے۔ اس کلام کے زبان پر آسانی سے جاری ہونے کو اس بوجھ سے تشبیہ دی۔ جو اٹھانے والے کے لئے آسان ہو۔ ثقلیتان: بعض نے کہا ثقل کا لفظ یہاں حقیقی معنی میں ہے کیونکہ اعمال میزان میں اعیان کی طرح جسم دار ہیں اور ان کا بھی بوجھ ہو گا جس سے ان کا بھی وزن کیا جائے گا بعض نے کہا کہ اعمال کے صحیفوں کا وزن کیا جائے گا۔ فی المیزان: کہا گیا کہ ایک محسوس جسم ہے جس کی ایک زبان اور دو پلڑے ہیں حقیقت اللہ جانتے ہیں۔ حبیبتان الی الرحمن: اللہ کی محبت سے مراد کہنے والے سے اس کی رضامندی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یعنی میں اس کو پاک قرار دیتا ہوں جو اس کی حمد و ثناء سے پاکیزگی ملی ہوئی ہے۔ پہلا ان صفات سے اللہ کی پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے جو اس کی ذات کے لائق نہیں اور دوسرا کلمہ اس کو ان صفات سے مزین مانتا ہے جو کامل ہیں۔

١٤١٠ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَاَنْ اَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤١٠: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کلمات کہوں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ...... ''اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑے ہیں تو یہ کلمات کہنا مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الذکر و الدعا' باب فضل التهليل و التسبيح و الدعا۔

فوائد: ماقبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ کو تنزیہ و تحمید کے ساتھ یاد کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس کی تعظیم' توحید اور بڑائی کی طرف متوجہ کیا گیا۔ یہ اذکار دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے افضل ہیں کیونکہ یہ آخرت کے اعمال سے تعلق رکھتے ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔ ان کا ثواب کبھی بھی بیکار اور ان کا اجر کبھی بھی منقطع نہ ہوگا مگر دنیا جو زوال کی طرف جا رہی اور فنا کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اللہ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

١٤١١ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ

١٤١١: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ ، وَلَمْ يَأْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ ، وَقَالَ :مَنْ قَالَ :سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ، فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

الْمُلْكُ ...... ''اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والے ہیں''۔ یہ کلمات دن میں ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس کو دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا' سونیکیاں لکھی جائیں' سوگناہ مٹا دیئے جائیں گے اور وہ اس کے لئے شام تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ افضل کام نہ لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ کیا ہو اور آپ نے فرمایا جس نے : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ایک دن میں سو مرتبہ کہا اس کی غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: الاول رواه البخاری فی الدعوات' باب فضل التهليل ' و فی بدء ابحلق' باب صفة ابليس و الثانی فی الدعوات' باب فضل التسبيح ومسلم رواهما فی للذكر و الدعاء' باب فضل التهليل و التسبيح و الدعاء۔

اللغات: :له الملك: تسلط اور غلبہ اسی ہی کو ہے اور کو نہیں۔ **عدل عشر رقاب:** یعنی اس کا ثواب دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہے۔ **حرزًا:** بچاؤ۔ **عمل اكثر منه:** یعنی سو سے زائد۔ **زبد البحر:** یعنی سمندر کی جھاگ۔

١٤١٢ :وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ قَالَ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ، عَشْرَ مَرَّاتٍ ، كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤١٢: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے یہ کلمات: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ دس مرتبہ پڑھا اس کا یہ عمل اس آدمی کے عمل کی طرح ہے جس نے اولاد اسماعیل میں سے چار گردنیں آزاد کیں''۔

(بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الدعوات' باب فضل التهليل ومسلم فی الذكر' باب فضل التسبيح و التهليل و الدعا۔

فوائد: درجات کی بلندی اور گناہوں کو مٹانے میں ان اذکار کا بہت بڑا ثواب اور شیطان کی گمراہیوں سے حفاظت ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ کی تقدیس تنزیہ ثناء قسم قسم کی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ اذکار جن برائیوں کو مٹاتے ہیں وہ صغیرہ گناہ ہیں جبکہ کبیرہ کے لئے توبہ ضروری ہے۔

١٤١٣ :وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ؟ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٤١٣: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتلاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین کلام: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی كتاب الذكر والدعا' باب فضل سبحان الله وبحمده

فوائد: ماقبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

١٤١٤ : وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ ، وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ– اَوْ تَمْلَاُ – مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۴: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طہارت ایمان کا حصہ ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میزان کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یہ دونوں اس خلاء کو بھر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الطھارہ' باب فضل الوضوء۔

اللغات: الطھور: طا کے ضمہ کے ساتھ' طہارت کرنا۔ الطھور: طا فتح کے ساتھ' پانی۔ شطر الایمان۔ شطر اصل میں نصف کو کہتے ہیں بعض نے کہا اس کا معنی شطر الصلوٰۃ ہے کیونکہ صلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے ایمان سے تعبیر فرمایا ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ﴾ ای صلوٰتکم: بعض نے کہا ایمان سے یہاں مراد وہی شرعی ایمان یعنی دل سے اس چیز کی تصدیق کرنا جو نبی اکرم ﷺ لائے اور طہارت کے شطر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا اہم معاملہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الحج عزوہ یعنی وقوف عرفات حج کے اہم ترین ارکان میں سے ہے۔

فوائد: (۱) طہارت حسیہ اور طہارت معنویہ کی ترغیب دی گئی ہے ان اذکار کا بہت بڑا ثواب ہے اس طرح اگر یہ کلمات جسم بن جائیں تو زمین و آسمان کے درمیان والا خلا بھر جائے۔ (۲) اللہ کے فضل کی وسعت اور عظیم رحمت کی عظمت ذکر کی گئی۔

١٤١٥ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :عَلِّمْنِیْ كَلَامًا اَقُوْلُهٗ – قَالَ :"قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" قَالَ : فَهٰٓؤُلَآءِ لِرَبِّیْ فَمَالِیْ؟ قَالَ : قُلِ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ، وَارْحَمْنِیْ ، وَاهْدِنِیْ ، وَارْزُقْنِیْ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایسا کلام سکھلائیں جو میں کہا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہا کرو: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ" اس نے عرض کیا یہ تو میرے رب کے لئے ہے پس میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ، وَاهْدِنِیْ ...... آخر تک اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عنایت فرما''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعا' باب فضل التسبیح و التھلیل و الدعاء۔

فوائد: یہ اذکار اکثر کرنے چاہئیں کیونکہ یہ پاکیزہ کلام ہیں اور اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ اس میں اللہ کی ثناء اثبات وحدانیت کے ساتھ کی گئی ہے اور ان باتوں سے اللہ کی تنزیہ بیان کی گئی جو اسکے لائق نہیں۔ (۲) انسان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے لئے عمدہ دعا کرے اور وہ جو منقول ہو خصوصاً دین و دنیا کی بھلائیوں کی جامع ہو۔ دین کے معاملات میں اہم ترین وہ ہدایت ہے جو اللہ کی رضامندیوں تک پہنچانے والی ہو۔ دنیا کی اہم ترین چیزوں میں وہ رزق ہے جس سے بدن کا قوام بنتا اور سوال کی ذلت سے چہرہ بچا رہتا ہے۔

١٤١٦ : وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ . كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا ، وَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" قِيْلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ ، كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ : اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۶: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ ..... کہ ''اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال و اکرام والے''۔ امام اوزاعی جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں ان سے پوچھا گیا کہ استغفار کا طریقہ کیا تھا ؟ انہوں نے بتلایا کہ آپ ؐ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهُ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهُ الگ فرماتے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فى المساجد ومواضع الصلاة' باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته۔

اللغات: السلام: ان تمام باتوں سے محفوظ جو اس کے جلال کے لائق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ منك السلام: سلامتی کی تجھ سے امید کی جاتی ہے۔ تبارکت: تیری برکتیں بے شمار ہیں۔ یا ذالجلال: اے عظمت' غلبے اور زبردستی والے۔ استغفر اللّٰہ: میں اپنے گناہوں کے لئے اس سے استغفار کا سوال کرتا ہوں۔

١٤١٧ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ :اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطِيَ ، لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۱۷: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات فرماتے ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کے لئے اور تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ اس کو کوئی روکنے والا نہیں جو آپ دیتے ہیں اور جو آپ روک لیتے ہیں اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری فائدہ نہیں دے سکتی''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخارى فى الاذان' باب الذكر بعد الصلاة و كذلك روى فى كتاب القدر و الاعتصام ومسلم فى كتاب المساجد' باب استحباب الذكر بعد الصلاة۔

اللغات: الجد: نصیب اور غناء کوئی غنا اس کی غنا کے بغیر فائدہ نہیں دے سکتی اور اس کو وہی کچھ کام آئے گا جو اس نے عمل صالح آگے بھیجا ہے۔

١٤١٨ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ، حِيْنَ يُسَلِّمُ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا

۱۴۱۸: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات کہتے :لَا اِلٰهَ ..... ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفوں کا حقدار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پھرنا اور طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔ اللہ کے سوا کوئی

اللّٰهُ ، وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ ، لَهُ النِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ نعمتیں اسی ہی کے لئے ہیں اور فضل بھی اسی کے لئے ہے۔ اسی کی اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پکار کو اسی کے لئے خاص کرنے والے ہیں' گرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔'' ابن زبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ہر نماز کے بعد فرماتے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ۔

اللغات: دبر کل صلوۃ : اس سے پیچھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد۔ لاحول : یعنی طاقت نہیں۔ النعمۃ: اچھے انجام والا لذیذ کام۔ الفضل : مطلقاً کمال (عام کمال)۔ الثناء: تعریف اور اچھا تذکرہ۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ ان جامع اذکار کو جن میں کمالاتِ الٰہیہ والی صفات پائی جاتی ہیں ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرنا اور اس کی ذات پر مکمل اعتماد کرنا چاہئے۔

١٤١٩ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا : ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى ، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ : يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّىْ ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ يَحُجُّوْنَ ، وَيَعْتَمِرُوْنَ ، وَيُجَاهِدُوْنَ ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ : "اَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ ، وَتَسْبِقُوْنَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ ، وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : "تُسَبِّحُوْنَ ، وَتَحْمَدُوْنَ ، وَتُكَبِّرُوْنَ ، خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ" قَالَ اَبُوْصَالِحٍ الرَّاوِىْ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ قَالَ : يَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِىْ رِوَايَتِهٖ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا سَمِعَ

۱۴۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: مالوں والے بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں اور ان کو مالوں کی زائد فضیلت حاصل ہے وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد اور صدقات کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: '' کیا میں ایسی چیز تم کو نہ سکھلا دوں جس سے تم پہلوں کو پالو گے اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے اور تم سے کوئی افضل نہ ہوگا مگر وہ جس نے اسی طرح کیا جس طرح تم نے عمل کیا؟'' انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس (۳۳'۳۳) مرتبہ کہا کرو۔ ابو صالح' جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں' کہتے ہیں کہ جب ان کے ذکر کیفیت دریافت کی گئی تو ابو صالح نے کہا : سُبْحَانَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ ہر کلمہ تینتیس (۳۳) مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری ومسلم) مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ اس پر فقرائے مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ کر گئے اور کہا کہ ہمارے مال

اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ"۔

والے بھائیوں نے بھی وہ سنا جو ہم نے کیا پس انہوں نے بھی اسی طرح کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔

"الدُّثُوْرُ" جَمْعُ دَثْرٍ "بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ" هُوَ :الْمَالُ الْكَثِيْرُ۔

دُثُوْرٌ: جمع دثر کی ہے دال کی زبر کے ساتھ زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاذان' باب الذکر بعد الصلاة و مسلم فی المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاة و فی المساجد۔

فوائد: (۱) اس حدیث کی شرح باب بیان **كثرة طرق الخير** رقم ٤ / ١٢٠ میں ملاحظہ کریں۔مزید فائدہ یہ ہے کہ فتح الدلہ میں کہا گیا ہے کہ ابوصالح نے بیان کیا ان کو ملا جلا کرنا چاہئے ہر قسم کو الگ الگ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ غیر محمول ہے کامل ترین کی بہ نسبت کیونکہ کامل یہی ہے کہ ہر ایک کو الگ الگ ذکر کیا جائے کیونکہ الگ الگ اکمل کی بہ نسبت غیر محمول بہ ہے کیونکہ وہ اس طرح ہے کہ ہر عدد کو الگ بولا جائے۔قاضی عیاض نے فرمایا کہ ابوصالح کی تاویل سے یہ بہتر ہے۔(۲) کیا ہر ایک الگ الگ تینتیس تینتیس مرتبہ ہوگا یا ان کا مجموعہ تینتیس مرتبہ ہوگا۔روایتیں دونوں پر دلالت کرتی ہیں اور سب سے زیادہ مکمل صورت یہ ہے کہ ہر ایک کو تینتیس مرتبہ الگ پڑھا جائے۔جیسا کہ حدیث آئندہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

١٤٢٠ :وَعَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ ، وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا اور پھر سو کے عدد کو پورا کرنے کے لئے ایک مرتبہ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ......الی اخره: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔(مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الذکر و الدعا' باب فضل التسبیح و التهلیل۔

اللغات: زبد البحر: یہ کثرت سے کنایہ ہے۔

١٤٢١ :وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ - اَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً ، وَثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَاَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ

۱۴۲۱: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

تَكْبِيْرَةً"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کہے"۔(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ۔

اللغات: معقبات: یعنی ایسی تسبیحات جو نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

١٤٢٢ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۴۲۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ ...... "اے اللہ بزدلی اور بخل سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں رزیل عمر (جس میں انسان اپنی ضروریات کے لئے دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے) کی طرف لوٹایا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔(بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات' باب التعوذ من البخل' و فی الجھاد' باب ما یتعوذ من الجبن۔

اللغات: اعوذ: میں پناہ لیتا ہوں۔ الجبن: بزدلی' کمزوردل والا بخل شرع میں واجب چیز جو ذمہ واجب ہو اس کو روکنا اور بچے ہوئے سے سائل کو نہ دینا۔ ارذل العمر: ذلیل ترین عمر' ردی اور خسیس عمر اور وہ بڑھاپا ہے۔ فتنة الدنیا: آخرت سے ہٹ جانا۔ فتنة القبر: یعنی فرشتوں کا سوال و جواب کہ نبی اکرم ﷺ ان کلمات کو سلام سے پہلے کہتے اور سابقہ تسبیحات۔

فوائد: ہر نماز کے بعد ہر آدمی کو یہ کلمات کہنے چاہئیں۔ سلام سے پہلے اس کا وقت ہے اس کو گزشتہ اذکار کو جمع کرنا افضل ہے۔ بعض نے کہا ان کلمات کو نبی اکرم ﷺ سلام سے پہلے نماز کے آخر میں پڑھتے تھے اور سابقہ تسبیحات سلام کے بعد آپ کہتے تھے۔

١٤٢٣ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهٖ ، وَقَالَ : "يَا مُعَاذُ ، وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ" فَقَالَ : اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ ، وَشُكْرِكَ ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "اے معاذ اللہ کی قسم بے شک مجھے تم سے محبت ہے پھر فرمایا اے معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو ہرگز نہ چھوڑنا: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ: اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما"۔

(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الوتر' باب الاستغفار۔

فوائد: (۱) معاذ بن جبل کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تذکرہ ہے۔ (۲) اللہ کی یاد مؤمن کو اس کے شکریہ کی طرف لے جاتی ہے اور یہ شکریہ سچی عبودیت تک پہنچاتا ہے۔

١٤٢٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ

۱۴۲۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک تشہد پڑھ لے تو اسے

فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ ' يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ' وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ان چار کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ...... اے اللہ جہنم کے عذاب اور قبر کے عذاب اور موت اور زندگی کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعا' باب التعوذ من شر الفتن۔

اللغات: **فتنة المحيا:** یعنی تمام مصیبتوں اور مشقتوں سے جو کہ زندگی میں واقع ہونے والی ہیں خواہ وہ بدن کے لئے مضر ہوں یا دین کے لئے۔ **الممات:** یعنی وہ ابتلاء جو انسان کو موت سے تھوڑی دیر پہلے موت کے حاضر ہونے کے وقت پیش آتا ہے۔ **المسیح:** یعنی جس کی ایک آنکھ پھوٹی ہوئی ہو۔ **الدجال** یعنی کذاب۔ **مسیح الدجال:** وہ جھوٹا آدمی جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور بہت سارے لوگ اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔

فوائد: حدیث میں مذکورہ امور سے اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے۔ قبر کا فتنہ اور اس کے سوال کو ذکر کیا اور دجال کا ظہور' جو کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے' بتلایا۔

١٤٢٥ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ' وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ' وَمَا اَسْرَفْتُ ' وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ : اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ' وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان اس طرح فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ...... آخر تک۔ اے اللہ مجھے بخش دے جو میں نے (گناہ) آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جو علانیہ کیا اور وہ بھی جس کو تم مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ آپ (بھلائی کی توفیق دے کر) آگے بڑھانے والے اور (محروم کر کے) پیچھے ہٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین' باب الدعاء فی صلاۃ اللیل و قیامہ۔

اللغات: **ما اسررت:** جو میں نے چھپائے۔ **اعلنت:** جو میں نے ظاہر کئے۔ **اسرفت:** میں نے زیادتی کی۔

فوائد: (۱) رب کے سامنے کامل خشوع کا ذکر ہے اور مقامِ عبودیت کا تذکرہ ہے۔ (۲) استغفار اور خضوع کرنے کی مقامِ عبودیت میں ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) جب رسول اللہ ﷺ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے محفوظ کیا۔

١٤٢٦ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ : سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رکوع اور سجود میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ...... آخر تک۔ اے اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اور تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صفۃ الصلاۃ' باب التسبیح و الدعا فی السجود و باب الدعا فی الرکوع ومسلم فی

الصلوۃ' باب ما یقال فی الرکوع و السجود۔

١٤٢٧ : وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ :فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ آپنے رکوع اور سجود میں یہ کلمات پڑھتے تھے: "سُبُّوْحٌ ..." بہت ہی پاک اور پاکیزگی والا ہے۔ فرشتوں اور روح کا رب ہے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاۃ' باب ما یقال فی الرکوع و السجود۔

اللغات: **سبوح قدوس**: یہ اللہ کے دو نام ہیں جو پاکیزگی اور طہارت میں مبالغہ کو ظاہر کرتے ہیں ہر اس چیز سے جو اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں۔ **الروح**: جبرائیل علیہ السلام۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ رکوع اور سجدے میں حضور کی اقتداء میں یہ دعا پڑھے۔

١٤٢٨ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پس تم رکوع میں اللہ کی عظمت کے کلمات کہا کرو اور رہا سجدہ تو اس میں دعا کی خوب کوشش کرو۔ پس زیادہ امید ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوں"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاۃ' باب ما یقال فی الرکوع و السجود۔

اللغات: **فیمن**: مناسب ہے۔

١٤٢٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اس لئے تم سجدہ میں بہت دعا کیا کرو"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاۃ باب ما یقال فی الرکوع و السجود۔

فوائد: پہلے والے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔ نیز رکوع میں تسبیح مستحب ہے اور افضل تسبیح **سبحان ربی العظیم وبحمدہ** ہے اور کم سنت ایک مرتبہ ہے اور سب سے کم کمال تین مرتبہ ہے۔ اکمال کی تیرہ صورتیں ہیں۔ سجدے میں مستحب یہ ہے کہ کثرت سے تسبیح والی دعا کرے کیونکہ انسان کی کامل تواضع اپنے رب کی بارگاہ میں اسی حالت میں ہوتی ہے اسی لئے وہ اپنے رب کے ہاں اس حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہ قرب معنوی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اپنے رب پر رضامندی اور اس کی طلب کو پورا کرنے کی خبر دیتا ہے۔

١٤٣٠ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ : دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدہ میں یہ دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ..... اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے علانیہ ہوں یا پوشیدہ"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاۃ، باب مایذکر فی الرکوع و السجود۔

اللغات: دقه: چھوٹی۔ جله: بڑی۔ علانیه: ظاہر۔

۱۴۳۱ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَت: اُفْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ: "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضور ﷺ کو تلاش کیا تو پایا کہ آپ رکوع یا سجدہ میں فرما رہے ہیں: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اور ایک روایت میں ہے کہ میرا ہاتھ ٹٹولتے ہوئے آپ کے قدموں کے تلووں کو لگا۔ اس حال میں کہ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ سجدہ میں تھے اور زبان پر یہ دعا تھی: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ...... آخر تک "اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری ذات کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع و السجود۔

اللغات: افتقدت: میں نے آپ کو گم پایا اور اطلاع نہ پا سکی۔ فتحسست: میں نے آپ کو ڈھونڈا اور تلاش کیا۔ فی المسجد: یعنی سجدے میں۔ سخطك: تیرے غصے اور انتقام سے۔ بمعافاتك: تیری معافی کے ساتھ۔ اعوذبك منك: میں تیری رحمت کی تیرے عذاب سے بچنے کے لئے التجا کرتا ہوں کیونکہ تیرے عذاب سے بچنے کی تیرے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ تیرے بغیر ذرہ بھر کا کوئی مالک و مختار نہیں۔ لا احصی: میں طاقت نہیں رکھتا کہ گن سکوں یا تیرے اچھے اوصاف اور تیرے بے شمار فضل شمار کر سکوں۔ ثناء علیك: احسانات کے ساتھ آپ کا تذکرہ۔

فوائد: (۱) ماقبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ یہ بھی ہے کہ سجدے میں ان اذکار کو زبان پر لانا جو اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس کو جامع ہو اور جن کا وہ اہل ہے مستحب ہے۔ (۲) آدمی اللہ کی تعریف اور تقدیس میں جتنا بھی مبالغہ کرے اس کی عظمت کی مقدار تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ پاک نے اپنی معزز کتاب کی بہت ساری آیات میں اپنی تعریف فرمائی ہے وہ ان کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۱۴۳۲ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهُ سَآئِلٌ مِنْ جُلَسَآئِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: "يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبَ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ، اَوْ يُحَطَّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - قَالَ

۱۴۳۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟" اس پر پاس بیٹھنے والوں سے میں سے ایک نے کہا ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے تو اس کی ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک ہزار غلطیاں مٹائی

الْحُمَيْدِيُّ : كَذَا هُوَ فِيْ كِتَابِ مُسْلِمٍ :"اَوْ يَحُطَّ قَالَ الْبَرْقَانِيِّ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ ، وَاَبُوْعَوَانَةَ وَيَحْيَ الْقَطَّانُ ، عَنْ مُوْسَى الَّذِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهٖ فَقَالُوْا : "وَيُحَطَّ" بِغَيْرِ اَلِفٍ۔

جاتی ہیں''۔(مسلم)

امام حمیدی کہتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں اَوْيَحُطَّ کا لفظ ہے۔علامہ برقانی نے کہا کہ شعبہ اور ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے اس موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے۔اَوْ کی بجائے وَيُحَطَّ کا لفظ بغیر الف نقل کیا ہے۔

تخريج:رواه مسلم فى كتاب الذكر و الدعا' باب فضل التهليل و التسبيح و الدعا۔

فوائد:نیکیاں دس گنا تک بڑھائی جاتی ہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔ **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها** اور یہ اضافہ کا سب سے زیادہ نچلا درجہ ہے ورنہ سات سوگنا بھی وارد ہے او کا لفظ اس روایت میں واؤ کے معنی میں ہے یعنی ایک ہزار گناہ مٹائے جاتے ہیں۔بعض نے کہا یہ قسم کو بیان کرنے کے لئے ہے۔پس بعض تسبیحات ایسی ہیں جن کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے ساتھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔

١٤٣٣ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ ، فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا ایک صدقہ لازم ہے پس تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی المنکر صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہے''۔ (مسلم)

تخريج: رواه مسلم فى كتاب الذكر و الدعا' باب فضل التهليل و التسبيح و الدعاء۔

اس حدیث کی شرح باب کثر طرق الخیر رقم ۲/۱۱۸ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فوائد:نماز چاشت کی فضیلت ذکر کی گئی اس لئے کہ اس کی ادائیگی سے اعضاء کی عافیت کا شکر ادا ہو جاتا ہے اور بیماری سے وہ اعضاء محفوظ رہتے ہیں۔

١٤٣٤ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ جُوَيْرِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ : مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ : نَعَمْ – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ

۱۴۳۴: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے ان کے پاس سے (باہر) تشریف لے گئے۔جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور وہ (جویریہ) اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد لوٹے اور وہ اسی جگہ بیٹھنے والی تھیں۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسی حال میں ہے جس میں مَیں تجھ سے جدا ہوا؟ انہوں نے کہا۔جی ہاں۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ' وَرِضَا نَفْسِهِ ' وَزِنَةَ عَرْشِهِ ' وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ" وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ : اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔

نے فرمایا: ''میں نے تمہارے (پاس سے جانے کے) بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر اس کا وزن کیا جائے تو جو تم نے آج کے دن کلمات کہے ہیں تو ان سے وزن میں بڑھ جائیں۔ (کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ' وَرِضَا نَفْسِهِ ' وَزِنَةَ عَرْشِهِ ' وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ" ''اللہ کی تسبیح وحمد کرتے ہیں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اس کی ذات کی رضامندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر''۔

مسلم کی ایک روایت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ کے الفاظ ہیں اور ترمذی روایت میں ہے کہ ''کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو تم پڑھتی رہو؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ ' تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ تین مرتبہ پڑھو۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء' باب التسبیح اول النهار و عند الیوم والترمذی فی ابواب الدعوات' باب من اوعته المغفرة۔

اللغات: فی مسجدها : گھر میں بنائی جانے والی نماز کی جگہ۔ اضحیٰ: چاشت کے وقت میں داخل ہوا یعنی سورج کے بلند ہونے کے بعد۔ الحال التی فارقتك علیها؟: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف تم اسی طرح متوجہ ہو۔ وزنتهن: مقابلہ کیا جائے۔ لوزنتهن: اجرا اور فضیلت میں ضرور اس کے برابر ہو جائے۔ رضا نفسه: یعنی وہ رضا جو کہ اس کی بلند ذات کے لائق ہو۔ زنة عرشه: یعنی اتنی مقدار جو اس کے عرش کا وزن ہے عرش چار پائی کو کہتے ہیں۔

فوائد: اس ذکر کی عظمت بیان کی کہ وہ جس صیغہ کے ساتھ ہو جو ان احادیث میں مذکور ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عمل پر کثیر اجر عطا فرماتے ہیں۔

١٤٣٥ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: "مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ وَالْبَيْتِ الَّذِيْ لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

۱۴۳۵: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ بخاری' مسلم کی روایت میں ہے۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جاتا ہو۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

تخریج: رواه البخاری فی الدعوات' باب فضل ذکر الله عزّوجل ومسلم فی صلاۃ المسافرین' باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ۔

فوائد: اللہ کی یاد کو چھوڑ دینا موت کے مشابہ ہے کیونکہ اس کے چھوڑنے سے وہ غفلت پیدا ہوگی جو بھلائی کے کاموں سے اس کو دور کر دے گی اس سے بھلائی کا نفع کم ہو جائے گا یا بالکل ختم ہو جائے گا اور یہ چیز میت کے مشابہ ہے عدم اشفاع میں۔

١٤٣٦ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی :اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ ' وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ: فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ ' وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۴۳۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اپنے بندے کے گمان پر ہوں جس طرح کا گمان وہ میرے بارے میں رکھے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی التوحید' باب ذکر النبی صلی الله علیه وسلم و روایته عن ربه ومسلم فی الذکر و الدعاء باب الحث علی ذکر الله۔

اللغات: عن ظن عبدی بی: میں اپنے بندے کے اعتقاد پر ہوں جو اعتقاد و یقین اس کا مجھ پر ہے۔ ذکرنی فی نفسه: یعنی پوشیدہ طور پر۔ ذکرته فی ملاء: ذاکرین کی جماعت میں سے میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ خیر من ملائه: وہ معزز فرشتے ہیں ملائکہ کی فضیلت وہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جانب میں ہیں۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن لازم ہے اس کے بارے میں خیر ہی کا گمان کیا جائے گا۔ وہ ثواب کو قبول کرتا اور گناہ کو دھوتا ہے مجبور کو پناہ دیتا اور تکلیف کو دور کرتا ہے اس لئے اس کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہوتے' اس کے ذکر کو سنتے' اس کی پوشیدہ حالت کو جانتے' اس کی اطاعت کو قبول کرتے اور اس پر ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ (۳) علماء نے فرمایا کہ خاص انسان یعنی انبیاء وہ خاص فرشتوں سے افضل ہیں جیسے جبرئیل اور خاص فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں اور نیک انسان عام ملائکہ سے افضل ہیں اور عام ملائکہ نافرمان انسانوں سے افضل ہیں۔

١٤٣٧ :وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ " قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ :"الذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُفَرِّدُوْنَ سبقت لے گئے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُفَرِّدُوْنَ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں''۔ (مسلم)

رُوِیَ : "الْمُفَرِّدُوْنَ " بِتَشْدِیْدِ الرَّآءِ وَتَخْفِیْفِهَا وَالْمَشْهُوْرُ الَّذِیْ قَالَهُ الْجَمْهُوْرُ التَّشْدِیْدُ۔

الْمُفَرِّدُوْنَ: راء کے شد سے جمہور نے نقل کیا۔ الْمُفَرِدُوْنَ بھی منقول ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء' باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ۔

فوائد: ذکرمستحب ہے۔خواہشات کی اتباع اورلذات کے اختیار کرنے سے اس میں مشغول ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔آخرت کے اندر سبقت کثرتِ طاعات اورعبادات میں اخلاص کی بناء پر ہوگی۔

۱۴۳۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۳۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے سنا: " اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہ سب سے افضل ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الدعوات' باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة۔

فوائد: (۱) کلمہ توحید افضل ترین کلام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت اور شرکاء کی نفی ہے۔یہ ان میں سب سے افضل ہے جو انبیاء نے باتیں فرمائیں اور اس کی وجہ سے ان کو مبعوث کیا گیا۔اسی کے جھنڈے کے نیچے انہوں نے جہاد کیا اور اسی کے راستے میں وہ شہید کئے گئے۔یہ جنت کی چابی اور آگ سے چھٹکارا ہے۔

۱۴۳۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَآئِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ : "لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ " رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۳۹: حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام تو مجھ پر بہت زیادہ ہو گئے۔آپؐ مجھے ایک ایسی چیز بتلا دیں جو کہ میں مضبوطی سے تھام لوں۔آپؐ نے فرمایا:'' تیری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنی چاہئے۔(ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الدعوات' باب فضل الذکر۔

اَللُّغَاتِ: **شرائع الاسلام:** اسلام کے وہ واجب اور مستحب احکام جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع کئے ہیں۔**التشبث به:** میں اس کے ساتھ معلق ہو جاؤں اور ان کو مضبوطی سے تھام لوں تا کہ وہ مجھے کثیر نوافل سے مستغنی کر دیں جو مجھ پر غالب آ گئے ہیں اور جن کا میں احاطہ کرنے سے عاجز ہوں۔**رطباً:** علامہ طیبی نے فرمایا رطوبت لسان سے مراد آسانی سے زبان پر جاری ہونا ہے اور یہ ذکر کی ہیشگی سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) انسان ساری طاعات کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے کیونکہ وہ بے شمار ہیں اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ ان کے احاطے کا ثواب اس کو مل جائے تو اس کی زبان اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہئیں۔یہ انسان کے لئے بڑی آسان چیز ہے۔(۲) اللہ کے فضل کی وسعت اس قدر ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بہت بڑا ثواب دیتے ہیں۔

۱۴۴۰ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہا جنت میں اس کے لئے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔''(ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات' باب فضل سبحان اللہ۔

فوائد: اللہ کی جنت بہت وسیع ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہاں حقیقت میں بندے کی تسبیح کے بدلے میں اللہ کے فضل سے درخت لگتے ہوں اور احتمال یہ بھی ہے کہ مجازی معنی مراد ہو یعنی اجر کا قائم رہنا اور ثواب کا زیادہ ملنا۔

١٤٤١ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ لَيْلَ اُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ اَقْرِئْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ ، وَاَخْبِرْ هُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ ، عَذْبَةُ الْمَآءِ ، وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اسراء (معراج) کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہ چٹیل میدان ہے۔ اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات' باب غراس الجنۃ سبحان اللہ۔

اللغات: قیعان: جمع قاعن' وسیع برابر زمین۔

فوائد: ان الفاظ سے اللہ کو یاد کرنا جنت کی نعمتوں' اس کے درختوں اور اس کی رونق کو بڑھاتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو ان کی خوب حرص کرنی چاہئے۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ وسیع فضل اور رحمت ہے۔

١٤٤٢ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ ، وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ ، وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوْا : بَلٰى ، قَالَ : "ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، قَالَ الْحَاكِمُ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ : اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

۱۴۴۲: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نہ بتلا دوں اور وہ عمل نہ بتلا دوں جو تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے پاکیزہ اور تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو۔ نیز اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمنوں کا سامنا کر کے ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ذکر۔'' (ترمذی) حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات' باب خیر الاعمال۔

اللغات: ازکاھا: یعنی سب سے زیادہ پاکیزہ اور ثواب میں بڑھ کر۔ ملیککم: تمہارے مالک۔ ارفعھا: اعلیٰ اور زائد۔

فوائد: اللہ کے ذکر پر ظاہراً اور باطناً مداومت یہ عظیم ترین قربتوں میں سے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی نفع دینے والی چیزوں میں سے ہے کیونکہ اس نے اپنے سارے وقت اور ساری عمر کو اس میں مشغول کیا۔ اس لئے یہ جہاد کی وہ قسم ہے جو لوگوں کو تقویٰ پر آمادہ کرتی' فتنوں سے ان کو دور اور نفس امارہ کی بری خواہشات سے بچاتی ہے۔ مؤمن کا اپنے رب سے ایک دائمی تعلق ہے۔

١٤٤٣ : وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی امْرَاَۃٍ وَبَیْنَ یَدَیْھَا نَوًی - اَوْ حَصًی - تُسَبِّحُ بِہٖ فَقَالَ: "اُخْبِرُكِ بِمَا ھُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ ھٰذَا - اَوْ اَفْضَلُ " فَقَالَ :" سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَالِقٌ ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مِثْلَ ذٰلِكَ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۳: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک عورت کے پاس داخل ہوئے جس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپؐ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جو تمہارے لئے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔ پھر فرمایا:'' سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ...... ۔''اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس تعداد کے مطابق جو اس نے آسمان میں بنائی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو اس نے زمین میں پیدا کی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس گنتی کے مطابق جو اس کے درمیان مخلوق ہے اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے مطابق جو وہ پیدا کرنے والے ہیں۔'' اور اللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی ساتھ ملا کر اسی طرح پڑھیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب فی دعا النبی ﷺ و تعوذہ فی دبر کل صلاۃ۔

اللغات: نوی: یہ نواۃ کی جمع ہے کھجور کی گٹھلیاں۔

فوائد: ان الفاظ کو اسی انداز سے جیسا حدیث میں آیا کنکریاں یا تسبیح کے استعمال کی بہ نسبت افضل ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد عدد ما خلق اور جو اس کے بعد کلمات ذکر ہوئے تو اس کے بدلے میں ان مذکورہ تعداد کے مطابق ثواب ملتا ہے اور جو وہ کنکریوں یا گٹھلیوں میں استعمال کریگا وہ اس کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے اس زیادہ کے مقابلے میں جس کی حقیقت اور تعداد اللہ ہی جانتے ہیں۔

١٤٤٤ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :"اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّۃِ؟" فَقُلْتُ :بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ :"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۴۴۴: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں مطلع نہ کر دوں''۔ میں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' برائی سے پھرنے کی ہمت نہیں اور نیکی پر آنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات، باب قول لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ، و فی المغازی والقدر ومسلم فی الدعا والذکر، باب استحباب خفض الصوت بالذکر۔

اللغات: کنز: مدفون مال، مراد اس سے جنت کی نفیس چیزیں اور اس کے ذخائر ہیں۔

فوائد: لاحول ولا قوۃ کثرت سے پڑھنا چاہئے کیونکہ اس میں تسلیم وتفویض اللہ کی بارگاہ میں دونوں پائے جاتے ہیں۔ بندہ اپنے معاملے میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کو شر کے دور کرنے اور بھلائی کے حاصل کرنے میں ارادہ الٰہی کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

٢٤٥ :بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّمُضْطَجِعًا وَمُحْدِثًا وَّجُنُبًا وَّحَائِضًا اِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

باب: اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہونے' بیٹھنے' لیٹنے' بلا وضو' جنابت کی حالت میں اور حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوتِ قرآن مجید جنبی اور حائضہ کے لئے جائز نہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ : لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾ [آل عمران: ١٩٠]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے' بیٹھے اور پہلو پر لیٹے یاد کرتے ہیں''۔ (آل عمران)

حل الآیات: لایت :اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت اور علم وقدرت پر دلالتیں ہیں ۔ اولی الالباب ۔ روشن عقل والے۔

١٤٤٥ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحیض' باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابة۔

اللغات: علی کل احیانه: تمام اوقات وحالات میں خواہ حدثین سے طہارت کی حالت میں ہوتے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال اور ہر وقت جائز و مستحب ہے۔

١٤٤٦ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ قَالَ :بِسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا ' فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَّمْ يَضُرَّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۴۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی ایک جب اپنی گھر والی سے صحبت کرنے لگے تو اس طرح دعا کرے بِسْمِ اللّٰهِ ...... ''اللہ کے نام سے' اے اللہ ہم کو شیطان سے اور شیطان کو ہم سے دور رکھ اور جو اولاد ہمیں عنایت کریں'' پس اگر اس حمل میں کوئی اولاد مقدر ہوئی تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی بدء الخلق' باب صفة ابلیس و النکاح' باب ما یقول الرجل اذا اتی اھله و الدعوات ما یقول اذااتی اھله التوحید با السئوال باسماء اللہ تعالیٰ ومسلم فی کتاب النکاح' باب ما یستحب ان یقوله عند الجماع۔

اللغات: جنبنا الشیطن: اس کو ہم سے دور کرے۔ فقضی: پس مقدر کیا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ انسان یہ ذکر جماع کے شروع کرنے سے پہلے کہہ لے۔ جماع کے وقت میں تو کلام مکروہ ہے۔
(۲) شیطان کے مس اور ایذاء سے وہ بچہ محفوظ ہوگا جو اس جماع سے پیدا ہوگا۔

٢٤٦ :بَابُ مَا يَقُوْلُهُ عِنْدَ نَوْمِهٖ وَاسْتِيْقَاظِهٖ

باب: نیند کے وقت اور اس سے بیداری کی وقت کیا کہے؟

١٤٤٧ :وَعَنْ حُذَيْفَةَ ، وَاَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ : "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ". وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ". رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ۔

۱۴۴۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر آرام فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ”تیرے نام سے اے اللہ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں“ اور جب آپؐ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے جمع ہونا ہے“۔ (بخاری)

تخریج:رواہ البخاری فی الدعوات' باب مایقوله اذا نام و فی التوحید' باب السئوال باسماء الله تعالیٰ۔

اللغات: احیانا: ہمیں جگایا۔ اماتنا۔ ہمیں سلایا۔ النشور: موت کے بعد زندگی۔

فوائد: نیند کے وقت یہ ذکر مستحب ہے اور بیداری کے وقت بھی۔ تاکہ انسان بیداری میں ذکر کرنے والا اور نیند میں اپنے مولا کی طرف متوجہ ہونے والا ہو۔ دن ورات اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہمیشہ پیش نظر اور کبھی بھی اس سے غفلت نہ برتے۔

٢٤٧ :بَابُ فَضْلِ حِلَقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبِ عَلٰى مُلَازَمَتِهَا وَالنَّهْىِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ!

باب: ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے اور ان سے بلا وجہ جدائی اختیار کرنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ﴾ [كهف:٢٨]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھ جو اپنے ربّ کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضا مندی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں“۔ (کہف)

حل الآیات: واصبر نفسك: یعنی اس کو روک اور مضبوط رکھ۔ ولا تعدعینك: ان سے نگاہیں اپنی پھیر کر مال و مرتبے والوں کی طرف مت کرو۔

١٤٤٨ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا : هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا ،

۱۴۴۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں پر گھوم پھر کر ذکر والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو اللہ کی یاد میں پالیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ ادھر آؤ۔ یہاں تمہاری حاجت ہے۔ پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر بارگاہ خداوندی میں جاتے ہیں) تو ان کا

فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ – وَهُوَ اَعْلَمُ – : مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ : يُسَبِّحُوْنَكَ ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ ، وَيَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ : فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ – فَيَقُوْلُ : كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ؟ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً ، وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا ، وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا فَيَقُوْلُ: فَمَا ذَا يَسْأَلُوْنَ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ : يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ : يَقُوْلُ : وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ : لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا – قَالَ : يَقُوْلُ : فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا ، وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً – قَالَ : فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ ، قَالَ : فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ : لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْهَا – فَيَقُوْلُ : كَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ : لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ، وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً – قَالَ : فَيَقُوْلُ : فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ – قَالَ : يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ : فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ ، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ : هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فُضَلَاءَ يَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ، فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا

ربّ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے واقف ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح وتکبیر اور بڑائی بیان کررہے تھے اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ کی قسم! نہیں دیکھا۔ پھر اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت، بزرگی اور تسبیح کریں۔ پس اللہ فرماتے ہیں وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم اے ربّ نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، تو جنت کی حرص بہت بڑھ جائے اور اس کی طلب اور تیز تر ہوجائے اور رغبت میں پہلے کی نسبت بہت اضافہ ہوجائے۔ اللہ پوچھتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ آگ کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں اور خوف کھائیں۔ اللہ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی اِن میں سے نہ تھا، وہ اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا۔ اللہ فرمائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں رہ سکتا"۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو حضرت ابوہریرہؓ سے ہے، میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: "بے شک اللہ کے کچھ فرشتے جو حفاظتی فرشتوں کے علاوہ ہیں، زمین میں گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کوئی ذکر کی مجلس پالیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے، یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان وزمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہوجاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے خوب واقف ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو

عَرَجُوْا وَصَعَدُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَيَسْاَلُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ – وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَّكَ فِي الْاَرْضِ: يُسَبِّحُوْنَكَ ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ ، وَيُهَلِّلُوْنَكَ ، وَيَحْمَدُوْنَكَ ، وَيَسْئَلُوْنَكَ– قَالَ : وَمَا ذَا يَسْئَلُوْنِيْ؟ قَالُوْا : يَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ – قَالَ: وَهَلْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا : لَا اَيْ رَبِّ : قَالَ :فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا جَنَّتِيْ؟ قَالُوْا :وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ :وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنِيْ؟ قَالُوْا :مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ – قَالَ :وَهَلْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا : لَا، قَالَ : فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِيْ؟ قَالُوْا : وَيَسْتَغْفِرُوْنَكَ؟ فَيَقُوْلُ : قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ، وَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَاَلُوْا، وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا– قَالَ :يَقُوْلُوْنَ : رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ – فَيَقُوْلُ :وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ"۔

زمین میں تیری تسبیح و بڑائی' وحدانیت' عظمت اور حمد و ثناء بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کرتے تھے۔ اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتے ہیں۔ اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے وہ عطا کیا اور جس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے میں نے اس سے پناہ دے دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ان میں تیرا فلاں خطا کار بندہ بھی تھا جو وہاں سے صرف گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ (چند لمحے) بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات' باب فضل ذکر اللّٰہ عزّوجل و مسلم فی الدعوات' باب فضل مجالس الذکر۔

اللغات: یلتمسون: وہ تلاش کرتے ہیں۔ **اھل الذکر**: ذکر والے' ذکر کا لفظ نماز' قراءت' قرآن دارین کے لئے بھلائی کی دعا طلب علم وغیرہ سب کو شامل ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح میں فرمایا زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کو مجالس تسبیح تکبیر اور تلاوت کے ساتھ خاص مانا جائے یہی کافی ہے۔ **تنادہ**: وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ **ھلموا**: تم آ ؤ۔ **کیفو نھم**: چکر لگاتے اور ان کے گرد گھومتے ہیں۔ **یتعوذون**: پناہ طلب کرتے۔ **سیارۃ**: زمین میں چلتے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ **فضلاء**: یعنی حفاظتی فرشتوں کے علاوہ یہ فرشتے چلنے پھرنے والے ہیں ان کا وظیفہ یہی ہے۔ **یتتبعون**: وہ تلاش کرتے ہیں۔

فوائد: ذکر اور ذکر کرنے والوں کی فضیلت۔ اس پر جمع ہونے کی فضیلت۔ ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا ان تمام فضیلتوں میں شامل ہو جاتا ہے جو ان پر ان کے رب کی طرف سے بطور اعزاز اترتی ہیں۔ اگرچہ وہ اصل ذکر میں ان کے ساتھ شریک نہ بھی ہو۔ (۲) اولاد آدم میں ذکر کرنے والوں سے ملائکہ محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔ (۳) بعض اوقات سوال ان کی طرف سے بھی ہوتا ہے جو مسئول علیہ سے زیادہ علم والے ہوتے ہیں اس سے مسئول علیہ کے مرتبے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے مقام کی بلندی کا اعلان ہوتا ہے۔

١٤٤٩ : وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۴۹: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جولوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو ان کو فرشتے آ کر گھیر لیتے، رحمت الٰہی ان پر سایہ فگن ہو جاتی اور سکینت ان پر اُترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کی بارگاہ میں ہیں''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر

اللغات: حفتھم: ان کو گھیر لیتے ہیں۔ غشیتھم الرحمۃ: رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، یعنی اس رحمت کے آثار اللہ کے فضل سے ان پر اترتے ہیں۔ السکینۃ: اطمینان اصلاً وقار کو کہتے ہیں۔

فوائد: ذکر کی فضیلت ذکر کرنے والوں کا اللہ کی بارگاہ میں مرتبہ بیان کیا گیا۔

١٤٥٠ : وَعَنْ اَبِیْ وَاقِدٍ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ – فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ :فَوَقَفَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ– فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ ، وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا – فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ :اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰی اِلَی اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰی فَاسْتَحْیَی اللّٰهُ مِنْهُ ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۴۵۰: حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے دو ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ گئے اور ایک چلا گیا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ درس میں جگہ پائی تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور رہا تیسرا شخص وہ وہاں سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں افراد کے متعلق بتلاؤں! ''ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پناہ لی تو اس کو پناہ مل گئی اور دوسرے نے حیا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور تیسرے نے اعراض (منہ پھیرا) کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العلم، باب من قعد حیثیت ینتھی بہ المجلس ومسلم فی السلام باب من اتی مجلس موحد فرجۃ مجلس فیھا و الا وراء ھم۔

اللغات: ثلثۃ نفر: تین مرد۔ فرجۃ: فارغ جگہ۔ حلقۃ: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے سامنے حلقہ کی طرح بیٹھنے والے آدمی مراد ہیں۔ حلقہ سے مراد ہر گول چیز جس کا درمیان خالی ہو۔ فادبر: لوٹا اور پھر گیا۔ اوی: خالی جگہ میں بیٹھ گیا تا کہ اللہ کا ذکر سنے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک مجلس کی فضیلت کے سبب اس کا اکرام فرمایا۔ فستحی: اس نے حیا کی یعنی گھسنے سے بعض رہا۔ کیونکہ اس سے مجلس میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ حلقے سے پیچھے بیٹھ گیا۔ فاستحی اللہ منہ مراد اس سے اللہ کی بارگاہ میں اس کا اکرام اور عدم توہین ہے۔

فوائد: علم کی مجلس میں بیٹھنا مستحب ہے۔ خالی جگہ میں بیٹھنا چاہئے۔ (۲) حیا اور لوگوں کو ایذاء نہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی۔

(۳) بغیر عذر کے مجلس علم سے اعراض کرنے کی مذمت اور جو آدمی اس سے اعراض کرتا ہے اس نے گویا اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی پر پیش کر دیا۔

١٤٥١ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ : مَا اَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ ، قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا :مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ ، قَالَ :اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ ، وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِىْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِيْثًا مِّنِّىْ :اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ : "مَا اَجْلَسَكُمْ؟" قَالُوْا : جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ ، عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ ، وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا – قَالَ :"آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ؟" قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ – قَالَ :"اَمَا اِنِّىْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ ، وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِىْ جِبْرِيْلُ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِىْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۵۱: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور کہا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا قسم دے کر کہتے ہو کہ تمہیں اس چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ہمیں تو اسی چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اچھی طرح سنو! میں نے تم سے قسم کسی بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں اٹھوائی۔ رسول اللہ ﷺ سے قریب کا تعلق ہونے کے باوجود کوئی شخص ایسا بھی نہ ملے گا جو مجھ سے کم روایات بیان کرنے والا ہو۔ (بیان حدیث میں شدید احتیاط کا ذکر کیا) بے شک رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: ''تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔'' آپؐ نے فرمایا: ''کیا اللہ کی قسم دے کر تم کہتے ہو کہ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''سنو! میں نے تم سے قسم اس بناء پر نہیں لی کہ تم پر بے اعتمادی ہے لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں''۔ (مسلم)

تخريج: رواه مسلم فى الذكر و الدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن و على الذكر۔

اللُّغَاتْ: تهمة لكم: تمہاری سچائی پر شک کرتے ہوئے۔ يباهي: وہ فخر کرتے ہیں۔

فوائد: (۱) مجالس ذکر کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) اللہ کی بارگاہ میں ذکر کرنے والوں کی عظمت کو بیان کیا گیا۔

٢٤٨ :بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَآءِ

بَاب: صبح اور شام کو اللہ کا ذکر کرنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے ربّ کو اپنے دل میں یاد کرو، گڑگڑاتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے (اعتدال کے ساتھ) صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو''۔

[الاعراف:۲۰۵] (الاعراف)

قَالَ اَھْلُ اللُّغَةِ "اَلْاٰصَالُ" جَمْعُ اَصِيْلٍ وَّھُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ۔

اہل لغت نے فرمایا اصال یہ اَصِیل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔''

وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا﴾ [طه:۱۳۰]

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:''اوراپنے ربّ کی تسبیح کرواس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع وغروب ہونے سے پہلے''۔

وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ [غافر:۵۵]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''صبح وشام اپنے ربّ کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بیان کرو''۔

قَالَ اَھْلُ اللُّغَةِ : اَلْعَشِيُّ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوْبِھَا۔

اہل لغت نے فرمایا عَشِیٌّ زوال شمس اورغروب کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْھَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْھِيْھِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ [النور:۳۶] الْاٰيَةَ۔ وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ﴾ [ص:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:''(وہ نور) ایسے گھروں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کاحکم دیااوران میں اس کے نام کاذکرکیا جائے۔ان میں صبح وشام تسبیح کرتے ہیں ایسے مرد جن کو کوئی تجارت اور بیع (خریدوفروخت) اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرسکتی''۔اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:''ہم نے پہاڑوں کوان کے تابع کردیا وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کے ساتھ کرتے تھے''۔

حل الآیات۔في نفسك: پوشیدہ طور پر۔تضرعًا: عاجزی سے اور گڑگڑا کر۔خيفة: ڈرکر۔دون الجھر: جہر سے کم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول جوتمہیں خود سنے دوسرے کو نہ سنے۔الابكار: دن کے شروع میں۔اذن الله ان ترفع: یعنی ان کی تطہیر اوران کی قدراوران کی تعظیم ان کے مرتبے کے مطابق کی جائے۔سخرنا: ہم نے تابع کردیا۔معه: یعنی داؤدعلیہ السلام کے ساتھ۔الاشراق: سورج کے چمکنے کاوقت۔

۱٤٥٢ : وَعَنْ اَبِيْ ھُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہہ لیا۔قیامت کے دن اس سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس کلمہ کو اتنی مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا ہو''۔(مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الذكر و الدعا' باب فضل التهليل و التسبيح۔

فوائد: (۱) یہ ذکر کثرت سے کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اوراسکی کوئی حد نہیں کہ جس سے تجاوز کرنا منع ہو۔صبح وشام کے اوقات کو ذکر کے ساتھ خاص کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ابتداء اوراختتام ایک دینی عمل واطاعت سے ہواوروہ دن کے بقیہ کاموں کیلئے کفارہ بن جائیں۔

١٤٥٣ :وَعَنْهُ قَالَ :جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ : اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا رات مجھے بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی ۔فرمایا:''اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچا سکتا' اَعُوْذُ ...... اللہ تعالیٰ کی کامل صفات کی برکت کے ساتھ میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں''۔(مسلم)

تخریج:رواه مسلم فی كتاب الذكر و الدعا' باب التعوذ من سوء القضاء و درك الشقاء وغيره۔

اللغات: **ما لقيت**: یعنی بہت بڑی چیز ہے جس کو میں نے پایا۔ **اعوذ**: میں پناہ مانگتا ہوں۔ **کلمته اللّٰه**: اللہ کا کلام اوراس کے فیصلے اوراس کے کام اوراس کی قدرت۔ **التامات**: جو ہر نقص سے پاک ہو۔

فوائد: تمام ایذاء دینے والی چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے جوان چیزوں سے پناہ طلب کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔

١٤٥٤ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ : "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا ، وَبِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ" وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ : "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوْتُ ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۵۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِكَ ...... ''اے اللہ ہم نے تیری مدد سے صبح وشام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اوراٹھ کر تیری بارگاہ میں پہنچنا ہے۔'' اور جب شام ہوتی تو یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِكَ ...... ''اے اللہ تیری مدد سے ہم نے شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد في الادب ما يقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات' باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا امسى۔

اللغات: **بك اصبحنا**: یعنی آپ کی قدرت کے ساتھ ہم صبح میں داخل ہوئے۔ **النشور**: کا معنی لوٹنا۔

١٤٥٥ :وَعَنْهُ اَنَّ اَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتَ – قَالَ : "قُلِ : اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ" قَالَ :قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ ، وَاِذَا اَمْسَيْتَ ، وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے کلمات سکھلا دیں جو میں صبح شام کہہ لیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ...... ''اے اللہ تو آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ آپ عالم الغیب والشہادہ ہیں۔ آپ ہر چیز کے رب اوران کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میں اپنے نفس کی شرارت سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور شیطان کی شرارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ آپؐ نے فرمایا یہ کلمات صبح وشام اور بستر پر لیٹتے ہوئے پڑھو۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات' باب ما یقال فی الصباح و المساء۔

اللغات: فاطر: بغیر سابقہ مثال کے پیدا کرنے والے۔ الغیب و الشھادۃ: جو غائب ہے اور جو سامنے نظر آتا ہے اس کے علم سے کوئی چیز بھی غائب نہیں۔ ملیکہ: اس کا مالک۔ جس کی طرف وہ دعوت دیتا ہے یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

١٤٥٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اَمْسٰی قَالَ : "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" قَالَ الرَّاوِیْ : اُرَاهُ قَالَ فِيهِنَّ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ، رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِی هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا ، رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۵۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ شام کرتے تو اس طرح دعا فرماتے: اَمْسَيْنَا ...... ''کہ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سواء کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ لفظ بھی فرمائے بادشاہی اسی ہی کے لئے ہے۔ اور تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے ربّ میں آپ سے اس رات کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور بعد والی رات کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس رات اور بعد والی رات میں پائے جانے والے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے ربّ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے کی برائی سے اور آگ کے عذاب اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح کرتے تو پھر یہ کلمات کہتے۔ ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر الدعاء' باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم یعمل۔

اللغات: قال فیھن: یعنی اس کے ساتھ کیا۔ سوء الکبر: مرض اور بڑھاپا۔

فوائد: (۱) صبح شام اور سوتے جاگتے ان اذکار پر مواظبت مستحب ہے تاکہ رب کے حضور میں انسان کا ذہن حاضر رہے۔ اس کی بارگاہ سے حفاظت' ہدایت' نجات اور موذی اشیاء جو آخرت اور دنیا میں ایذاء پہنچانے والی ہیں ان سے سلامتی کا امیدوار رہے۔ اس کی ربوبیت کا اقرار اور اس کی الوہیت کا معترف رہے۔

١٤٥٧ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ "بِضَمِّ الْخَاءِ وَالْمُعْجَمَةِ" رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اقْرَاْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِیْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۷: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ تم قُلْ هُوَ اللّٰهُ (یعنی سورہ اخلاص) اور معوذتین یعنی (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ ہر چیز کے لئے تمہیں کافی ہیں۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی الادب' باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات' باب ما یقال عند النوم۔

اللغات: **المعوذتین**: سورہ فلق وناس۔ **تکفیك**: دوسرے اذکار کی جگہ کافی ہے حصول ثواب اور تمام موذی اشیاء سے بچانے کیلئے۔

فوائد: سورۃ اخلاص اور معوذتین صبح شام پڑھنا مسنون ہے۔ نبی اکرم ﷺ بستر پر لیٹتے ہوئے ان کو پڑھتے اور پھر ہاتھوں پر پھونک مار کر جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا وہاں تک اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔

١٤٥٨ : وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَّمَسَآءِ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۴۵۸: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ یہ کلمات ہر صبح و شام کہہ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ''اس اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان و زمین میں نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والے اور جاننے والے ہیں''۔(ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی الادب' باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات' باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا مسی۔

اللغات: **باسم اللّٰه**: یعنی میں اس زبردست ذات کے نام کی حمایت حاصل کرتا ہوں جس کی حمایت حاصل کی جاتی ہے۔ ہر برائی سے خواہ وہ جمادات یا چوپائیوں یا جنات وشیاطین یا حیوان و عاقل وغیر عاقل کی طرف پہنچنے والی ہو۔ وہ ذات کائنات کے تمام حالات کو جاننے والی اور ان حالات کے پھیرنے پر جس طرح چاہے قدرت رکھنے والی ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی ازلی تقدیر کے بغیر واقع نہیں ہوسکتی۔

فوائد: (۱) اس ذکر کے کرنے کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اللہ کی قدرت کے ذریعے تمام تکالیف اور نقصانات سے بچ سکے۔ (۲) اللہ وحدہ لاشریک پر نجات و سلامتی کی طلب اور تمام مصائب و آفات سے عافیت کی طلب میں اللہ ہی کی ذات پر اعتماد ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی انسان کی حفاظت اور بچاؤ کرنے والے اور وہ اپنی قدرت کے ساتھ ہر ایذاء و مصیبت کو پھیرتے ہیں۔

٢٤٩ : بَابُ مَا يَقُوْلُهٗ عِنْدَ النَّوْمِ

باب: نیند کے وقت کیا کہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے' بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی تخلیق میں سوچ و بچار کرنے والے ہیں''۔(آل عمران)

حل الآیات: **لاولی الالباب**: عقلمند۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

۱۴۵۹ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ قَالَ : "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۴۵۹: حضرت حذیفہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَاءَ وَاَمُوْتُ اے اللہ تیرے نام سے میں زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں''۔(بخاری)

تخریج: باب آداب النوم رقم ۱۴۴۷/۱ میں ملاحظہ ہو۔

فوائد:(۱) رسول اللہ ﷺ کی اقتداء و پیروی کے طور پر نیند سے قبل ان کلمات کا پڑھنا مستحب ہے۔(۲) مستحب یہ ہے کہ مسلمان ہر حال میں موت کو مستحضر رکھنے والا ہو۔

۱۴۶۰ : وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ وَلِفَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : "اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰی فِرَاشِكُمَا اَوْ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ"۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ التَّسْبِيْحُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ وَفِیْ رِوَايَةٍ التَّكْبِيْرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ لیا کرو اور دوسری روایت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے اور ایک روایت میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی النفقات' باب عمل المراۃ فی بیت زوجھا' و فی الدعوات' باب التکبیر و التسبیح عندالنوم ومسلم فی الذکر و الدعا' باب التسبیح اول النھار و عند النوم۔

اللغات: اویتما الی فراشکما: نیند کے ارادہ سے بستر کی طرف متوجہ ہو۔ مضاجعکما جمع مضجع ، بستر' سونے اور لیٹنے کی جگہ اور اواخذ تما مضاجعکما: تم دونوں اپنے بستروں پر جاؤ۔ یہ راوی کو شک ہے کہ کون سے الفاظ اختیار فرماتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تسبیح چونتیس مرتبہ اور ایک روایت میں تکبیر ۳۴ مرتبہ اور نسائی کی روایت میں حمد ۳۴ مرتبہ اور طبرانی کی روایت میں اور نسائی کی روایت میں ان میں کسی ایک یعنی تسبیح، تحمید، تکبیر کو ۳۴ مرتبہ پڑھا جائے۔ یہ اضافہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ تینوں سو مرتبہ ہونی چاہئیں۔

فوائد:(۱) ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر آمادہ کیا گیا ہے اور ان پر مداومت نیند سے پہلے اور لیٹنے کی حالت میں ہے۔

۱۴۶۱ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا اَوٰی اَحَدُكُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ : بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا

۱۴۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی بستر پر آرام کرنے لگے تو اپنے چادر کی طرف سے بستر کو جھاڑے۔ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس پر کون رہا ہے۔ پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ...... ''اے میرے رب' تیرے نام سے میں نے اپنے پہلو کو رکھا اور تیری مدد سے اس کو اٹھاتا ہوں اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم فرمانا

فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسکی ان چیزوں سے حفاظت کرنا جن سے تو اپنے نیک بندوں کی (حفاظت) فرماتا ہے''۔(بخاری ومسلم)

تخريج: رواه البخاری فی الدعوات' باب التعوذ و القراء ة عندا المنام و فی التوحید ومسلم فی الذکر و الدعا' باب ما یقول عند النوم واخذ المضجع۔

اللُّغَاتُ: **بداخلة ازاره**: یعنی اس جانب سے جو جسم کے قریب ہے۔ **اسکت نفسی**: یہ موت سے کنایہ ہے۔ **ارسلتها**: یہ دنیا میں باقی رہنے سے کنایہ ہے۔

فوائد: (۱) بستر میں داخل ہونے سے قبل اس کو جھاڑنا مستحب ہے تا کہ اس پر پڑی ہوئی مٹی وغیرہ بھی صاف ہو جائے یا میل کچیل جھڑ جائے یا کیڑے مکوڑے جو ایذاء کا باعث ہیں وہ نہ رہ جائیں۔ (۲) اس حدیث میں وارد شدہ دعا کو مانگنے کا حکم دیا کیونکہ اس میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی اور دلی اطمینان میسر ہوتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہوتا ہے۔

١٤٦٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ ، وَقَرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهٗ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا : قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ : يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو معوذات پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ (بخاری ومسلم) دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر استراحت فرمانے لگتے تو اپنے ہاتھوں کو جمع فرما کر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل لیتے اور ابتداء سر اور چہرے سے فرماتے اور اسی طرح جسم کے سامنے والے حصہ پر ملتے اور یہ تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری ومسلم)

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلنَّفْثُ نَفْخٌ لَطِيْفٌ بِلَارِيْقٍ۔

اہل لغت فرماتے ہیں : اَلنَّفْثُ : بغیر تھوک کے جو پھونک ہو۔

تخريج: الاول رواه البخاری فی الدعوات' باب التعوذ والقراة عندا لمنام و الثانی فی فضائل القرآن' باب فضل المعوذ تین ومسلم فی السلام' باب رقیة المریض بالمعوذات و النفث۔

اللُّغَاتُ: **بالمعوذات**: یعنی قل ھو اللہ احد اور معوذ تین۔ غالباً تینوں کو معوذات کہا۔

فوائد: اس روایت میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے نیند کے ارادے کے وقت جو کچھ کہنا اور کرنا ہے وہ سکھلایا۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس مکمل التجا میں ہر ضرر سے نجات ہے۔

١٤٦٣ : وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۴۶۳: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے

عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ وَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ ، اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ، فَاِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز والا وضو کرو۔ پھر اپنی دائیں جانب لیٹ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ ...... ''کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے میں نے اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ آپ کی رحمت کی رغبت کرتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور نہ نجات کا مقام ہے مگر تیری طرف۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا''۔ اگر اسی رات تیری موت آ جائے تو فطرتِ اسلام پر تیری موت آئی۔ ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: تخریج اور شرح باب الیقین و التوکل رقم ۸۰/۲ میں ملاحظہ کریں۔

اللغات: اسلمت نفسی الیك: میں نے اپنی جان کو آپ کے حکم کا مطیع بنایا۔ وجهت وجهی الیك: یعنی میں نے اپنی ذات اور اپنے نفس کو صرف آپ ہی کی طرف متوجہ کیا وجہ ذات سے کنایہ ہے۔ الجئت ظهری الیك: اپنے تمام معاملات میں آپ پر بھروسہ کیا۔ رهبةً و رغبةً الیك: یعنی تیری سزا سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ثواب کی طمع رکھتے ہوئے۔ الفطرة: خالص دین توحید جو شرک سے خالی ہو۔

فوائد: نیند طہارت کی حالت میں کرنی چاہئے اور یہ دعا مانگنی چاہئے۔ (جو عبودیت اور اللہ کی غلامی کو) اللہ کی سچی غلامی اور کامل عبودیت کو ظاہر کرتی ہو۔

١٤٦٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ : "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپؐ بستر پر استراحت کا ارادہ فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... ''تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ان کو ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں۔'' (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الذکر و الدعاء، باب ما یقول عند النوم و اخذا المضجع۔

اللغات: کفانا: یہ کفایت سے ہے اور ہمیں کافی ہو گیا۔ اوانا: ہمارے لئے ایسا ٹھکانہ بنا دیا جہاں ہم ٹھہرتے ہیں۔ **لا کافی و لا مؤدی**: کوئی مہربانی کرنے والا نہیں اور نہ کوئی شفقت کرنے والا۔ بعض نے کہا اسکا کوئی وطن نہیں اور اس کیلئے کوئی ٹھکانہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔

فوائد: نیند سے پہلے ان لفظوں سے دعا کرنی مستحب ہے۔ اس میں بندہ ان نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو اس پر اللہ نے کی ہیں اور ان پر نگاہ ڈالتا ہے جن کو دنیوی لحاظ سے ان کو اس سے نیچا بنایا ہے تاکہ جو اس کے پاس ہے اس کو بڑا سمجھے اور اللہ کے شکریے میں اضافہ کرے۔ (۲) ہر چیز میں کفایت کرنے والے اور عنایت کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کو رزق میں کفایت کرنے والا اور ٹھکانہ میسر کرنے والے ہیں۔

١٤٦٥ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، وَفِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

۱۴۶۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ ...... ''اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچا لے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔'' ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ ابو داؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس کو روایت کیا اور اس میں اضافہ ہے کہ یہ دعا آپ تین مرتبہ فرماتے تھے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الدعوات، باب من الادعیة عند النوم وابو داؤد فی الادب، باب ما یقوله عند النوم۔

اللغات: قنی: میری حفاظت فرما۔

فوائد: اس روایت میں اس دعا کی فضیلت ذکر کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ کا اپنے رب کے سامنے جھکنا ذکر کیا گیا۔ ہمیشہ اللہ کو یاد کرنے اور تعظیم کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے امت کو خبردار کیا کہ اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں یا اپنی کوتاہی پر بتکلف جہالت کا اظہار نہ کریں یا شیطان اور اس کے وسوسے سے غافل نہ ہوں۔

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ

٢٥٠ : بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ

بَاب: دعا کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر:٦٠] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ [الاعراف:٥٥] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ [البقرہ:١٨٦] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ [النمل:٦٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے ربّ نے حکم دیا کہ مجھے پکارا کرو! میں جواب دوں گا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے ربّ کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں پس بے شک میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا ہوں جب وہ مجھے پکارے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کون ہے وہ جو مجبور کی فریاد رسی کرے جب وہ اس کو پکارے اور تکلیف کا ازالہ کرے'' (یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں)

حل الآیات: ادعونی: آیت میں دعا سے مراد عبادت ہے بعض نے کہا پکارنا اور سوال کرنا ہے۔ تضرعا: عاجزی اور ذلت ظاہر کرتے ہوئے۔ وخفیة: اور اپنے دلوں میں پوشیدہ طور پر۔

١٤٦٦ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۴۶۶: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا عبادت ہی ہے۔'' (ابوداوُد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ' باب الدعا و الترمذی فی الدعوات' باب الدعاء مع العبادۃ۔

اللُّغَات: **الدعاء هو العبادة**: قاضی عیاض کہتے ہیں وہ حقیقی عبادت ہے جو کہ عبادت کہلانے کی اہل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے علاوہ سے اعراض کرنے اور منہ موڑنے پر دلالت کرتی ہے۔

فوائد: اسلام میں عبادت کا مفہوم ہر اطاعت و عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کو شامل ہے لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ فرضی عبادات نماز' روزے' زکوٰۃ' حج سے دعا مستغنی کر دے گی۔ حدیث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ دعا عبادت میں بشمول ہے اور دعا سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔

١٤٦٧ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَآءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۴۶۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع (ہمہ گیر) دعائیں پسند فرماتے اور ان کے علاوہ چھوڑ دیتے۔ (ابوداوُد) صحیح سند سے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ' باب الدعاء۔

اللُّغَات: **يستحب**: پسند کرتے استفعال کا استعمال مبالغہ کیلئے ہے۔ **الجوامع من الدعاء**: وہ دعائیں جن کے الفاظ قلیل اور معانی زیادہ ہوں۔ **يدع**: وہ چھوڑ دیتے ہیں۔

فوائد: دعا میں مختصر لفظ لانا مسنون ہے اور دعا جامع ہونی چاہیے تا کہ دعا کرنے والے کو مطلوبہ چیز آسان طریقے سے پہنچ جائے۔

١٤٦٨ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ اَكْثَرُ دُعَآءِ النَّبِيِّ ﷺ : اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ : وَكَانَ اَنَسٌ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا ' وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَا بِدُعَآءٍ دَعَا بِهَا فِيْهِ۔

۱۴۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: ''اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا''۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دعا فرماتے تو یہ دعا کرتے اور جب کوئی خصوصی دعا فرماتے تو اس کو ساتھ شامل کر لیتے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الدعوات' باب قول البخری ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ ومسلم الذکر و الدعاء' باب کراھۃ الدعا بتعجیل العقوبۃ فی الدنیا۔

اللُّغَات: **وقنا عذاب النار**: یعنی آگ کے عذاب سے تو ہماری حفاظت فرما۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ دعا میں آنے والی اس دعا کو کرنا مستحب ہے کیونکہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں اس میں جمع ہیں اور

اس لئے بھی کہ حضور ﷺ اس پر مداومت فرماتے تھے۔ (۲) صحابہ کرام افعال واقوال میں حضور اقدس ﷺ کی اقتداء کے کس قدر حریص اور خواہش مند تھے۔

١٤٦٩ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى ، وَالتُّقٰى ، وَالْعَفَافَ ، وَالْغِنٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ...... ''اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور تقویٰ کا اور پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا ہوں''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعا' باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم یعمل۔

اللغات: **الهدیٰ**: بھلائی کی ہدایت اور توفیق یہ ہدایت کا لفظ ضلالت کی ضد ہے۔ **التقیٰ**: تقویٰ کو لازم پکڑنا اور وہ درحقیقت جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا ان کو کرنا اور منہیات سے پرہیز کرنا ہے۔ **العفاف**: گناہوں سے رکنا۔ **الغنٰی**: لوگوں کی طرف حاجت پیش کرنے سے استغناء اختیار کرنا۔

فوائد: (۱) مختصر کلمات جن سے نبی اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے اگر وہ مسلمان کو میسر ہو جائیں اس کو دنیا آخرت دونوں میں کامیابی حاصل ہوگی۔

١٤٧٠ : وَعَنْ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَاهْدِنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ طَارِقٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ اَسْاَلُ رَبِّيْ؟ فَقَالَ :"قُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، وَارْحَمْنِيْ ، وَعَافِنِيْ ، وَارْزُقْنِيْ فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ"

۱۴۷۰: حضرت طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی آدمی نیا مسلمان ہوتا تو آپؐ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو دعا کے لئے یہ کلمات سکھاتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَ ارْزُقْنِيْ ''اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ ہدایت دے اور عافیت عنایت فرما اور مجھے رزق عنایت کر''۔ (مسلم) حضرت طارق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ربّ سے کس طرح سوال کروں؟ آپؐ نے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ...... دعا تلقین فرمائی اور پھر فرمایا: ''یہ دعا تیری دنیا و آخرت دونوں کو جمع کرنے والی ہے۔''

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعا' باب فضل الدعا باللھم اتنا فی الدنیا حسنۃ۔

اللغات: **تجمع لك دنیاك و اخرتك**: یعنی یہ تیری دنیا اور آخرت کے مقاصد کو جامع ہے اس لئے رزق' عافیت' رحمت دنیا اور آخرت دونوں کے لئے عام ہے اور مغفرت آخرت کے لئے خاص ہے۔

فوائد: (۱) نماز کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ یہ اسلام کا عظیم رکن ہے۔ (۲) اس دعا پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کے مقاصد کو جامع ہے۔

١٤٧١ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ

۱۴۷۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ...... ''اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب القدر' باب تصریف اللّٰہ تعالیٰ القلوب کیف شاء

اللغات: **مصرف القلوب**: یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے والا۔ **صرف قلوبنا علی طاعتك**: یعنی ہمارے دلوں کو اطاعت کی طرف اس طرح پھیر کہ وہ ہدایت کے بعد ٹیڑھے نہ ہوں۔

فوائد: یہ دعا اس لئے مسنون ہے کہ اس میں ہدایت اطاعت کے ساتھ طلب کی گئی اور اس پر ہمیشگی مانگی گئی ہے۔

۱٤٧٢ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ سُفْيَانُ :اَشُكُّ اَنِّیْ زِدْتُ وَاحِدَةً مِّنْهَا۔

۱۴۷۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم پناہ مانگو محنت کی (ناقابل برداشت) مشقت سے' بدبختی کے آلینے سے' برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔'' (بخاری و مسلم) ایک روایت میں یہ ہے کہ سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ میں نے ایک کا اضافہ کر دیا۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب القدر' باب من تعوذ باللّٰہ من من درالشقاء و سوء القضاء و مسلم فی الذکر و الدعاء' باب فی التعوذ من سوء القضاء و درك الشقاء۔

اللغات: **جهد البلاء**: جہد مشقت کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز جو انسان کو مشقت کی شدت میں پہنچے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے **جهد البلاء** کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا مال کی قلت عیال کی کثرت درک الشقاء شدت اور تنگ دستی کا ملنا اور پالینا یہ ہلاکت پر بھی لفظ بولا جاتا ہے۔ **شماتة الاعداء**: شماتت کا معنی دشمن کے غم پر خوشی کا اظہار کرنا۔ **سوء القضاء**: دین' دنیا' بدن' مال اور اہل میں پریشانی' کبھی یہ خاتمہ یعنی انتہا میں بھی ہوتی ہے۔

فوائد: نبی اکرم ﷺ نے طلب کیا کہ ہم یہ دعا کیا کریں کیونکہ یہ دعا جامع ہے ناپسندیدہ چیز کے واقع ہونے اور اس کے دور کرنے کے لئے ہے۔

۱٤٧٣ :وَعَنْهُ قَالَ :كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِيْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْيَایَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَاشِیْ ، وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَادِیْ ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّیْ فِیْ كُلِّ خَيْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''اے اللہ میرے اس دین کو درست فرما جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے' اس دنیا کی درستی فرما جس پر میرا گزران ہے' میری اس آخرت کو درست فرما جہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے' زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں اضافہ کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا مسبب بنا''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعا' باب التعوذ من شر ما عمل)

اللغات: **عصمة امری**: تمام امور جس سے میں حفاظت طلب کرتا ہوں۔ عصمت اصل میں حفاظت اور ممانعت کو کہتے ہیں۔ **التی فیھا معاشی**: یعنی جس میں میرا گزر اوقات ہے، یعنی جہاں میری زندگی کا مقام اور زمانہ میسر ہو۔ **التی فیھا معادی**: یعنی میرے لوٹنے کی جگہ یا لوٹائے جانے کا زمانہ۔ **واجعل الحیاة**: یعنی میری طویل عمر دے۔ **واجعل الموت**: اور موت جلدی عنایت فرما۔

فوائد: نبی اکرم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے امت کی تعلیم کے لئے اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ میری عمر کو ایسے کاموں میں مصروف کر دے جس کو آپ پسند کرتے ہوں اور اپنی ناپسند سے مجھے بچا۔

۱۴۷۴ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "قُلْ : اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ" وَفِيْ رِوَايَةٍ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى ، وَالسَّدَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے فرمایا تم اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ ...... "اے اللہ مجھے ہدایت دے اور درست وسیدھا رکھ۔" اور ایک روایت میں یہ ہے: "اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور درستی کا سوال کرتا ہوں"۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل

اللغات: **سددنی**: تو مجھے توفیق دے۔ **الھدیٰ**: راہنمائی۔ **سداد**: استقامت اور میانہ روی۔

فوائد: (۱) ان جامع کلمات سے دعا مستحب ہے کیونکہ یہ توفیق اور ہدایت کو جامع ہے۔ (۲) دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے عمل کی درستی و پختگی کا حریص ہو اور سنت کو لازم پکڑنے والا ہو۔

۱۴۷۵ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ ، وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عاجزی، سستی، بزدلی، بڑھاپا اور بخل سے اور اے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کی آزمائش سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ ایک روایت میں قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے زبردستی کرنے سے" کے الفاظ ہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التعوذ من العجز و الکسل

اللغات: **العجز**: بھلائی کی قدرت نہ ہونا۔ **الکسل**: نووی فرماتے ہیں کہ کسل بھلائی کی طرف نفس کا آمادہ نہ ہونا اور اس کے امکان کے باوجود اس کی طرف رغبت کی کمی۔ **الجبن**: خوف اور دل کی کمزوری اور یہ شجاعت کی ضد ہے۔ **الھرم**: بڑھاپا۔ **البخل**: جس چیز کی ادائیگی کا مطالبہ ہو اس چیز سے رک جانا۔ **ضلع الدین** قرضے کا بوجھ اور اس کی شدت۔ **غلبة الرجال**: اس سے مقصد اس بات سے پناہ مانگنا ہے کہ وہ ظالم بنے یا مظلوم۔

فوائد: اللہ کی طرف پناہ لینی چاہئے ان تمام شرور سے نجات اسی لئے طلب کرنی چاہئے اور ان کے اندر مبتلا ہونے سے بچنا چاہئے۔

۱۴۷۶ : وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : عَلِّمْنِيْ دُعَاءً

۱۴۷۶: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھلائیں جو

اَدْعُوْا بِهِ فِيْ صَلَاتِيْ ' قَالَ :قُلْ :اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ' فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ ' وَارْحَمْنِيْ ' اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ' وَفِيْ رِوَايَةٍ :"وَفِيْ بَيْتِيْ" وَرُوِيَ : "ظُلْمًا كَبِيْرًا" وَرُوِيَ "كَبِيْرًا" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيُقَالُ : كَثِيْرًا كَبِيْرًا۔

میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ' فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً...... ''اے اللہ بے شک میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنی خاص بخشش سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشن ہار رحم کرنے والا ہے''۔(بخاری ومسلم)

اور ایک روایت میں ہے فِيْ بَيْتِيْ (اپنے گھر میں) کے الفاظ میں كَثِيْرٌ کی جگہ كَبِيْرٌ کے الفاظ ہیں پس مناسب ہے کہ دونوں کو اکٹھا کر کے كَثِيْرًا كَبِيْرًا پڑھیں۔

تخریج: رواه مسلم في الذكر و الدعاء' باب التعوذ من شر ما عمل..

اللغات: في بيتي: یعنی اپنی نماز کے بعد گھر میں۔

فوائد: یہ کلمات جو نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھلائے۔ان سے دعا کرنی گھر اور نماز میں ان پر مداومت مستحب ہے۔

١٤٧٧ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ ' وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ ' وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ ' وَخَطَئِيْ وَعَمْدِيْ ' وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ' وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ' وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ' اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ' وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ' وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٤٧٧: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ...... ''اے اللہ مجھے بخش دے اور میری غلطی اور جہالت اور معاملات میں میرا تجاوز اور وہ بھی بخش دے جسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔اے اللہ! میرا ارادۃً کیا ہوا اور مذاق کے طور پر کیا ہوا اور غلطی سے کیا گیا اور ارادۃً کیا گیا سب بخش دے اور یہ تمام میری ہی طرف سے ہوئے۔ اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور علانیہ کئے یا خفیہ کئے اور وہ بھی جو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ آگے بڑھانے والے اور پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے''۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاري في كتاب الدعوات' باب قول النبي اللهم اغفرلي ماقدمت۔ ومسلم في الذكر و الدعاء' باب التعوذ من سوء ما عمل۔

اللغات: اسرافي: میرا حد سے تجاوز کرنا۔ كل ذلك عندي: یعنی یہ تمام معاملات تجھ میں موجود ہیں اور میرے نفس کا ان میں واقع ہونا ممکن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے امت کی تعلیم اور اپنے خالق کی بارگاہ میں تواضع کے لئے یہ الفاظ فرمائے۔ ما قدمت وما اخرت: یعنی جو مجھ سے واقع ہو چکے یا جو مجھ سے آئندہ ہوں گے۔ وما اسررت: اور جو میں نے لوگوں کی نگاہوں سے خفیہ کیا۔ وما اعلنت: اور جو میں نے ظاہراً کئے۔ انت المقدم: آپ جس کو چاہتے ہیں جنت کی طرف آگے بڑھا دیتے ہیں۔ انت المؤخر اور

جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر کے آگ کی طرف ہٹانے والے ہیں۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لئے جامع دعا طلب فرمائی اس دعا سے آپؐ کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قول وعمل سے نمایاں ہورہی ہے۔ (۲) ہر گناہ سے تمام حالات واوقات میں دعا اور طلب مغفرت کرنی چاہئے۔

١٤٧٨ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَآئِهٖ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے ''اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں اور اس کے شر سے جو میں نے عمل نہیں کیا''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب التعوذ فی شر ما عمل.....

اللغات: اعوذ: میں پناہ مانگتا ہوں۔

فوائد: جو گناہ واقع ہو چکے اور جن کے واقع ہونے کا امکان ہے اللہ تعالیٰ سے ان کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ اس میں اللہ کے لئے سچی عبودیت پائی جاتی ہے۔ تکبر اور خود پسندی کا چھوڑنا ظاہر ہوتا ہے۔

١٤٧٩ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ، وَفُجَآءَةِ نِقْمَتِكَ ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوتی تھی: ''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے زوال اور عافیت کے پھر جانے اور ناراضگی کے اچانک اترنے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔'' (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الرقاق، باب اکثر اھل الجنة الفقراء۔

اللغات: زوال نعمتك: یعنی وہ نعمت جو آپ نے دینی یا دنیوی دے رکھی ہے اس کا زائل ہونا۔ تحول عافیتك: آپ نے جو صحت عنایت فرما رکھی ہے اس کا ضعف اور مرض میں تبدیل ہونا۔ فجاء ۃ نقمتك: اچانک سزا میں مبتلا ہونا۔ جمیع سخطك: یعنی تیری ناراضگی کے اسباب۔

فوائد: اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہئے اس بات سے کہ اس کی نعمتیں زائل ہو جائیں عافیت بدل جائے اور اچانک سزا میں گرفتار ہو جائے۔ مزید اسی طرح اس کی ناراضگی کے دوسرے اسباب سے بھی۔ (۲) نعمت اور عافیت کو ان چیزوں میں استعمال کرنا چاہئے جو اللہ کو خوش کرنے والی ہوں تا کہ یہ ان نعمتوں کے بقاء کا سبب بن جائے۔

١٤٨٠ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا ، وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، اَنْتَ

۱۴۸۰: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یوں فرماتے: ''اے اللہ! میں عاجزی، سستی، بخل، شدید بڑھاپا اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر اس کو پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا

وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مالک اور کارساز ہے۔ اے اللہ !میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو' ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبولیت والی نہ ہو"۔(مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء' باب الاستعاذہ من شر ما عمل

اللغات:ات نفسی تقواھا:یعنی اس کو قوت عنایت فرما کہ وہ تیرے حکم کی اطاعت کرے۔خواہشات کی اتباع سے دوری اور ارتکاب سے بچنے کی توفیق عنایت فرما۔ زکھا:اس کو رذائل سے پاک کردے۔ انت ولیھا:تو اس کا مددگار ہے۔ مولاھا تو اس کا مالک ومختار ہے۔من علم لا ینفع:ایسے علم سے جو فائدہ مند نہ ہو۔بعض نے کہا وہ علم جو فائدہ نہ دے۔ لا یخشع:جو جلال الٰہی کے سامنے عاجزی نہ اختیار کرے۔وہ دل سخت ہے۔ ولا تشبع:حرص کی بناء پر سیر نہ ہو اور پیاسا رہے۔

فوائد:(۱) حدیث میں مذکورہ امور سے استفادہ مستحب ہے۔(۲) تقویٰ کی ترغیب دی گئی اور عمل وعلم کو پھیلانے کی طرف متوجہ کیا گیا۔(۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرلے اور اطاعت اور واجبات کی ادائیگی کے لئے پابرکاب رہے اور اپنی طرف سے ایسے کام کرے جو بھلائی میں اخلاص ظاہر کرنے والے ہیں اور اعمال کی توفیق میں باری تعالیٰ کی ذات پر مکمل اعتماد و بھروسہ کرے۔(۴) اپنے دین اور دنیا کے لئے فائدہ مند علم کو حاصل کرلے اور بے فائدہ علم کو چھوڑ دے اور قناعت پر راضی ہو جائے۔

١٤٨١ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ ، وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۸۱:حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:"اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا' آپ پر توکل کیا' آپ کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہی میں نے فیصلہ میں رجوع کیا۔پس تو مجھے بخش دے وہ گناہ جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور جو ظاہر کئے اور جو مخفی کئے۔آپ ہی آگے بڑھانے والے اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں۔آپ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔بعض راویوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ زائد نقل کئے ہیں"۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی التہجد (الحدیث الاوّل) و الدعوات' باب الدعا اذا انتبہ من اللیل ومسلم فی کتاب الذکر و الدعاء' باب ما یقول عند النوم و اخذالمضجع۔

اللغات: الیك انبت: میں صرف تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بك خاصمت: میں تیرے راستہ میں تیرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں اور اس پر تیری مدد سے غالب آتا ہوں۔ الیك حاکمت: یہ حکمت کے معنی میں ہے اور باب فعاعلہ مبالغہ کے اظہار کے لئے ہے۔میں تیری بارگاہ میں فیصلہ پیش کرتا ہوں۔

فوائد:(۱)اس روایت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامل رجوع' تمام حالات میں جھکاؤ اور میلان اختیار کرنا بیان کیا گیا۔اسی کی رسی مضبوط تھامنا اور اس کی پناہ میں آنا چاہئے نہ کہ کسی اور کی۔

١٤٨٢ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْا بِهٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَهٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ۔

۱۴۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ، وَعَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ" "اے اللہ میں آگ کی آزمائش اور آگ کے عذاب، غناء کے شر اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں"۔ (ابوداؤد، ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی الصلاة، باب الاستعاذة والترمذی فی الدعوات، باب الاستعاذة من عذاب القبر و الدجال و كذلك رواه البخاری فی الدعوات، باب التعوذ من فتنة الفقر۔

اللغات: من فتنة النار: آگ کے ابتلاء سے۔ من شر الغناء و الفقر :اور ترمذی کی روایت میں من شر فتنة الغنى اور و من شر فتنة الفقر کے الفاظ آئے ہیں کیونکہ غناء فتنے کا باعث اس وقت بنتا ہے جبکہ حلال وحرام کا مال جمع کیا جائے اور انسان بخل، تکبر اور خوش عیشی میں مبتلا ہو جائے اور فقر بعض حالات میں ناامیدی، اکتاہٹ اور تقدیر سے بیزاری تک پہنچا دیتا ہے۔

فوائد: (۱) آگ سے خوف کا تذکرہ فرمایا گیا۔ ان معاصی کے ارتکاب سے دور رہنے کا حکم دیا گیا جو آگ میں داخلے کا باعث بنتے ہیں۔ (۲) غناء اور فقر میں بھلائی ہے جو ان کو بھلائی میں لگائے اور ان سے بھلائی کمائے۔ (۳) فتنہ غناء وفقر سے خبردار کیا گیا۔

١٤٨٣ : وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ ، وَهُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ : "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ ، وَالْاَعْمَالِ ، وَالْاَهْوَآءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۳: حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ ، وَالْاَعْمَالِ ، وَالْاَهْوَآءِ" "اے اللہ برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیه السلام۔

اللغات: قطبة بن مالك: یہ ثعلبی صحابی ہیں جو کوفہ میں رہائش پزیر ہوئے اور آپ ﷺ سے انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ منكرات الاخلاق: مثلاً خود پسندی، تکبر، فخر، غرور، حسد، ظلم و بغاوت۔ منكرات الاعمال: زنا، شراب خوری، اور تمام محرمات۔ منكرات الاهواء: غلط عقائد اور باطل مقاصد۔ تباہ کن افکار وخیالات اور گھٹیا عادات واطوار۔

فوائد: (۱) روایت میں منکرات سے بچنے کی تاکید اور عمدہ اخلاق اور اعمال صالح کو اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

١٤٨٤ : وَعَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً قَالَ : "قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ

۱۴۸۴: حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک دعا سکھلا دیں۔ آپؐ نے فرمایا اس طرح کہا کرو: "اے اللہ میں اپنے کان کے شر، آنکھ کے شر، اپنی زبان کے شر، اپنے دل کے شر، منی (مادۂ حیات) کے شر سے تیری پناہ

وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ ، وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرمِذِیُّ قَالَ :حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

چاہتا ہوں''۔(ابوداوَد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ' باب الاستعاذہ والترمذی فی ابواب الدعوات' باب الاستعاذۃ من شر السمع۔

اللغات: **شر سمعی**: یعنی یہ کہ میں جھوٹی بات' بہتان وغیبت اور جن باتوں کا سننا حرام ہے ان کو سنوں اور حق بات کو نہ سنوں۔ **شر بصری**: لوگوں کے مستورہ مقامات پر میری نظر پڑے یا محرمات پر یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر نگاہ رکھوں۔ **شر قلبی**: اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ دل کو کسی دوسری چیز میں مشغول کروں۔ **شر مینی**: منی لذت وشہوت سے نکلنے والے انسانی مادہ' یہاں مراد شرمگاہ ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں صراحتاً مذکور ہے اور اس کا شر یہ ہے کہ اس کو غیر مشروع مقام پر استعمال کرے۔

فوائد: (۱) اس روایت میں کان' آنکھ' دل' زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی تاکید کی گئی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مقامات پر استعمال سے منع کیا گیا۔ (۲) حواس کے سلسلہ میں انسان کی مسئولیت ذکر کی گئی۔ جیسا ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ کہ ان تمام سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔

۱٤۸٥ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ : "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ ، وَالْجُنُوْنِ ، وَالْجُذَامِ ، وَسَیِّیءِ الْاَسْقَامِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۴۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ میں برص' جنون' کوڑھ اور دیگر بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔ (ابوداوَد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ' باب الاستعاذۃ۔

اللغات: **البرص**: یہ معروف بیماری ہے جس سے بدن پر سفید دھبے بن جاتے ہیں۔ **الجنون**: عقل کا زائل ہونا۔ **الجزام**: صاحب قاموس کہتے ہیں یہ مرض جسم میں سوداء کے پھیل جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اعضاء کا مزاج اور ان کی ہیئت کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ بعض اوقات پر تمام اعضاء کو کھا جاتا ہے اور زخموں سے گوشت کٹ کٹ کر گرنے لگتا ہے۔ **سیئی الاسقام**: بدترین بیماریاں مثلاً فالج' اندھاپن وغیرہ۔

فوائد: (۱) مہلک اور بدترین بیماریوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ یہ بیماریاں انسان کے صبر کو زائل کر کے اس کے اجر کو ختم کر دیتی ہیں۔

۱٤۸٦ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّھَا بِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۴۸۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بہت بدترین ساتھ لیٹنے والا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بدترین رازداری ہے''۔ (ابوداوَد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاۃ' باب الاستعاذۃ۔

اللغات: **الضجیع**: ساتھی۔ **البطانۃ**: اندرونی خصلت۔

فوائد: (۱) سخت بھوک سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی اور خیانت کی عادت سے بھی پناہ طلب کی گئی۔

۱۴۸۷ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مُكَاتَبًا جَآءَهٗ فَقَالَ : اِنِّيْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ : اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلِ :"اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے بدل کتابت سے عاجز آ گیا ہوں۔ پس آپؓ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے اسے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھلا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلائے اگرچہ تجھ پر پہاڑ کے برابر قرض ہوگا اللہ اس کو ادا فرما دیں گے۔ دعائیہ کلمات یہ ہیں: ''اے اللہ حلال کو میرے لئے کفایت فرما دے اور حرام سے حفاظت فرما اور اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی باب ابواب الدعوات۔

اللغات: مکاتبا: وہ غلام جس کو ایک طے شدہ رقم کے بدلے آزاد کرنے کا معاہدہ مالک کرے۔ کتابتنی: وہ قرضہ جو بدل کتابت کا مجھ پر بنتا ہے۔

فوائد: (۱) ان کلمات سے دعا کرنا قرض کی ادائیگی میں معاون ہے اور اس سے لوگوں سے استغناء بھی مل جاتا ہے۔

۱۴۸۸ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَ اَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُوْ بِهِمَا :"اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۸: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصین کو دو کلمات بتلائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ...... ''اے اللہ میری ہدایت کا میرے دل میں الہام فرما اور میرے نفس کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ۔'' (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی باب الدعوات۔

اللغات: الھمنی رشدی: اے اللہ مجھے ہدایت کا الہام فرما ان اعمال کے ذریعہ جو آپ کو پسند ہیں۔ اعذنی: مجھے پناہ دے اور میری حفاظت فرما۔ من شر نفسی: مجھے میرے نفس کے شرور اور اس کی خواہشات سے محفوظ فرما۔ یہ دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری پیدا کرنے والی ہیں۔

فوائد: (۱) نفس کی شرارتوں سے بچنا چاہئے اور تمام امور و معاملات میں اللہ تعالیٰ سے استقامت و ہدایت طلب کرنی چاہئے۔

۱۴۸۹ : وَعَنْ اَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : "سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكَثْتُ اَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْاَلُهُ اللّٰهَ

۱۴۸۹: حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز سکھلا دیں جس سے میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اللہ سے عافیت مانگو' میں کچھ دن گزرنے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے

تَعَالٰی قَالَ لِیْ: "یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ، سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: اے عباسؓ اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الدعوات: باب ای الدعاء افضل۔

اللغات: العافیة: یہ عافاہ اللہ سے اسم مصدر ہے یعنی اے اللہ میرے نفس کو ان چیزوں سے دور رکھ جو اس کو ایذاء دینے والی ہیں۔

فوائد: (۱) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہئے کیونکہ اس میں گناہوں اور بیماریوں سے سلامتی میسر آتی ہیں۔

۱۴۹۰: وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا كَانَ اَكْثَرُ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ اَكْثَرُ دُعَآئِهٖ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۰: حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین جب حضور آپؐ کے پاس ہوتے تو آپؐ کی اکثر دعا کیا ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا آپؐ کی اکثر دعا یہ تھی: "اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے پر مضبوط رکھ۔" (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی الدعوات باب یا مقلب القلوب ثبت قلبی۔

اللغات: یا مقلب القلوب: اے دلوں کو پھیرنے اور گمراہی سے ہدایت کی طرف تبدیل کرنے والے۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور عاجزی بارگاہ الٰہی میں اس سے ظاہر ہو رہی ہے اور آپؐ نے اپنی امت کو یہ دعا سکھا کر اسی کی تعلیم دی۔ (۲) استقامت و ثابت قدمی کی اہمیت واضح کی گئی اور بتلایا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔

۱۴۹۱: وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "كَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ، وَاَهْلِیْ، وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۱: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی: "اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کو جو آپ سے محبت کرتا ہو اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے آپ تک پہنچا دے اے اللہ! اپنی محبت کو میری جان، اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیه السلام۔

اللغات: و من الماء البارد: ٹھنڈے پانی کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ طبیعت کا میلان اس کی طرف بہت ہوتا ہے اور خصوصاً گرمیوں میں تو یہ سب سے زیادہ لذیذ چیز ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی محبت پر ابھارا گیا اور عمل صالحہ کی طرف کوشش کی ترغیب دی اور اتباع رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا اور ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ......﴾۔ الایة (۲) اپنی ذات و اہل و عیال اور ہر وہ چیز جس کی طرف نفس مائل ہو ان سب

پر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور مجاہدۂ نفس کو مقدم کیا۔

١٤٩٢ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلِظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ، وَرَوَاهُ النَّسَائِیُّ مِنْ رِّوَايَةِ رَبِيْعَةَ ابْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِیِّ قَالَ الْحَاكِمُ :حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ :

"اَلِظُّوْا" بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الظَّآءِ الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ : اَلْزَمُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَاَكْثِرُوْا مِنْهَا۔

۱۴۹۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یَا ذَالْجَلَالِ وِالْاِكْرَامِ کے کلمات کا خوب اہتمام کرو''۔(ترمذی)

نسائی نے اس روایت کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اَلِظُّوْ: اس دعا کو لازم پکڑو اور بہت زیادہ کیا کرو۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات' باب رقم ۹۹ ولم نرہ فی االنسائی و قد ذکر فی التعلیق علی الترمذی ان ھذا مما تغرد بہ الترمذی۔

اللُّغَاتٌ: **الجلال و الاکرام**: اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات والوہیت کے لئے جو صفات ضروری ہیں ان کی جامع ہے۔ بعض نے کہا الجلال و الاکرام یہ اسم اعظم ہیں اس میں اعظم کی تعیین میں ایک قول یہ بھی ہے۔

فوائد: کثرت سے دعا کرنی چاہئے اور حدیث میں وارد الفاظ سے دعا کی ابتداء کرنی چاہئے کیونکہ اس میں اللہ کی مکمل تعریف اور صفاتِ کمال سے اس کو موصوف کیا گیا ہے۔

١٤٩٣ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِدُعَآءٍ كَثِيْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعَوْتَ بِدُعَآءٍ كَثِيْرٍ لَّمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا ، فَقَالَ : "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ؟ تَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۳: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں بہت سی ہمیں ذرا بھی یاد نہ رہی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی دعا نہ بتلادوں جو ان تمام کو جمع کرنے والی ہو؟ تم اس طرح کہو: ''اے اللہ میں آپ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی آپ ہی مددگار ہیں۔ آپ ہی مددگار ہیں اور آپ ہی کفایت کرنے والے ہیں۔ گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت بھی آپ ہی کی مدد سے ہوسکتی ہے۔''(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتابُ الدعوات' باب اللھم انا نسالك بما سالك بہ نبيك صلی اللہ علیہ وسلم

اللغات: المستعان: اس سے مقصود اعانت ہے۔ **علیك البلاغ**: اس کا معنی کفایت ہے جو چیز دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کفایت کی حد تک پہنچ جائے۔

فوائد: (۱) اس جامع دعا پر ہمیشگی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دعاؤں کی جامع ہے۔ (۲) اس حدیث کا فائدہ خاص طور پر اس آدمی کے لئے ظاہر ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں یاد نہ ہوں یہ اسلام کی آسانی اور اللہ کی اپنے بندے پر رحمت کی وسعت ہے۔

١٤٩٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْحَاكِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۴۹۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی: ''اے اللہ میں آپ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جو آپ کی رحمت کو لازم کرنے والی ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتا ہوں جو تیری بخشش کا تقاضا کرنے والے ہیں ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اور ہر نیکی کی کثرت چاہتا ہوں اور جنت کی کامیابی اور آگ سے نجات کا آپ سے سوال کرتا ہوں۔'' حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرطِ مسلم پر ہے۔

تخریج: رواہ الحاکم فی المستدرک۔

اللغات: موجبات رحمتك: یعنی جو چیزیں تیری رحمت کو لازم کرنے والی ہیں۔ عزائم مغفرتك یعنی وہ چیزیں جو تیری بخشش کا تقاضا کرتی ہیں۔ السلامۃ من کل اثم: اثم سے مراد یہاں معصیت ہے۔ والنعیمۃ من کل بر: یعنی ہر بھلائی کی کثرت۔

فوائد: نیکی اور اطاعت کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے۔ گناہوں اور نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ اس باب کے اختتام پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے۔ اصل مطلوب تو دعائیں ہیں جیسے دوسرے اعمال اللہ تعالیٰ کے حق عبودیت کے بعد اور آگ سے نجات اور سلامتی کے ساتھ جنت کا داخلہ طلب کرنا چاہئے۔ اس عظیم مقصد میں قبولیت کا مدار جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ ہی تو ہے۔ جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ﴾ ..... الایۃ۔

٢٥١ : بَابُ فَضْلِ الدُّعَآءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ!

بَاب: پس پشت دعا کرنے کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ [الحشر: ١٠] وَ قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ١٩] وَ قَالَ تَعَالٰى : اِخْبَارًا عَنْ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔ (الحشر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اپنے ذنب (گناہ) سے استغفار کریں اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی استغفار کریں''۔ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم

اِبْرَاهِيْمَ ﷺ : ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ [ابراهيم: ٤١]

علیہ السلام (کی دعا) کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: ''اے رب ہمارے مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور مؤمنوں کو جس دن حساب قائم ہو''۔ (ابراہیم)

١٤٩٥ : وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُوْا لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَكُ : وَلَكَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴۹۵: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں بھی اس کے مثل ملے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء' باب فضل الدعاء وللمسلمین بظھر الغیب

اللغات: **لاخیه**: یعنی اسلامی بھائی۔ **بظهر الغیب**: اس کی غیر موجودگی میں۔ **ولك بمثل**: یعنی تمہیں بھی اس کی مثل اور اس کے بدلے میں ملے جو تو نے دعا کی۔

فوائد: (۱) مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ یہ فضیلت تمام مسلمانوں یا مسلمانوں کی کسی جماعت کے کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔

١٤٩٦ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : "دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ : عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ : اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ" ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۹۶: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اس کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے تمہیں اس کے مثل ملے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء' باب فضل الدعاء للمسلمین بظھر الغیب۔

اللغات: **ملك مؤكل**: یعنی اس عمل کے لئے خاص طور پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ **امین**: یہ اسم فعل ہے جو امر کے معنی میں ہے یعنی تو قبول کر۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ مسلمان اپنے لئے اور مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے تا کہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی مثل اس کو حاصل ہو جائے۔

٢٥٢ : بَابُ فِيْ مَسَآئِلِ مِنَ الدُّعَآءِ

باب: دعا کے متعلق چند مسائل

١٤٩٧ : عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ : جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ

۱۴۹۷: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی جائے اور وہ بھلائی کرنے والے کو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (یعنی اللہ تجھ کو

اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

بہتر بدلہ دے) دے تو اس نے اس کی خوب تعریف کر دی''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی المتشبع بمالم يعطه۔

اللغات: ابلغ فی الثناء: یعنی کرنے والے کی اس نے پوری تعریف کر دی اور احسان کرنے والے کو اس کے احسان کا بہترین بدلہ دے دیا۔

فوائد: مؤمن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مؤمن کو احسان کر کے جتلانا نہیں چاہئے البتہ احسان کرنے والے کے احسان کا اعتراف کرنا چاہئے۔

۱۴۹۸ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جانوں کے لئے بددعا نہ کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے بددعا کرو اور نہ اپنے اموال کے لئے بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری موافقت اس گھڑی سے ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگی جائے وہ دے دی جاتی ہے پھر یہ بددعا تمہارے حق میں قبول کر لی جائے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی اواخر كتاب الزهد و الرقائق ' باب حديث جابر الطويل و قصة ابی اليسر

فوائد: (۱) اپنے لئے اولاد یا مال کے لئے کسی نقصان کی بددعا نہ کرنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا قبولیت کے وقت میں ہو۔ (۲) بعض اوقات کی کچھ خصوصیات ہیں جن میں اللہ دعا قبول فرماتے ہیں۔ مؤمن کو ان مبارک گھڑیوں میں دعا کے لئے اہتمام کرنا چاہئے لیکن دعا بھی خیریت رحمت اور عافیت کی ہونی چاہئے نہ کہ عذاب و ہلاکت کی۔ (۳) قبولیت دعا میں سب سے زیادہ قابل امید اوقات رات کا پچھلا پہر اور فرضی نمازوں کے بعد کے اوقات ہیں۔

۱۴۹۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اپنے ربّ سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے تم اس میں بہت زیادہ دعا کیا کرو''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی كتاب الصلاة ' باب ما يقال فی الركوع و السجود

اللغات: اقرب ما يكون العبد من ربه: یعنی مرتبے کا قرب جو کہ معنوی ہے' مراد ہے۔

فوائد: (۱) سجدہ کی حالت میں دعا افضل ہے کہ اس حالت میں نمازی اپنے رب اور خالق سے انتہائی قریب ہوتا ہے۔

۱۵۰۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ : يَقُوْلُ : قَدْ دَعَوْتُ رَبِّيْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۰۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی میں نہ پڑے کہ اس طرح کہنے لگے میں نے اپنے ربّ

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"لَا یَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ ' اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ ' مَا لَمْ یَسْتَعْجِلْ" قِیْلَ : "یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ : "یَقُوْلُ : قَدْ دَعَوْتُ ' وَقَدْ دَعَوْتُ ' فَلَمْ اَرَ یَسْتَجِبْ لِیْ ' فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَیَدَعُ الدُّعَآءَ"

سے دعا کی لیکن اس نے میری دعا قبول نہ کی''۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک جلدی میں نہ پڑے'' عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! جلدی میں پڑنے کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں نے دعا کی لیکن مجھے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ میری دعا قبول ہو پھر وہ بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے''۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الدعوات ' باب یستجاب للعبد ما لم یعجل

اللغات: باثم: یعنی معصیت: فلیث تحسر: پس وہ جلدی مچانے سے تھک جاتا ہے۔

فوائد: مسلمان اپنے رب سے دعا کرے اور اس کی دعا خیر ہی ہونی چاہئے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے بے شک کہ وہ گناہ کی دعا نہ کرے یا جلدی نہ مچائے۔ (۲) قبولیت سے مانع جلد بازی وہ ہے جو دعا کے چھوڑنے تک لے جانے والی ہے

۱۵۰۱ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ : "جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۰۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کے پچھلے حصے اور فرض نمازوں کے بعد کی''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات' باب العزم فی المسالة۔

اللغات: جوف الیل: رات کا درمیانہ حصہ۔ و بر الصلوات المکتوبات: یعنی پانچ فرضی نمازوں کے بعد۔

فوائد: (ا) دعا کی قبولیت کے لئے مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ کثرت سے دعا کرے۔

۱۵۰۲ : وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَا عَلَی الْاَرْضِ مُسْلِمٌ یَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰی بِدَعْوَةٍ اِلَّآ اٰتَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهَا ' اَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ ' اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ فَقَالَ :رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ :اِذًا نُكْثِرَ قَالَ :"اَللّٰهُ اَكْثَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ – وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَزَادَ فِیْهِ : "اَوْ یَدَّخِرَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهَا۔

۱۵۰۲: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین پر جو مسلمان بھی اللہ پاک سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں یا اسی طرح کی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے''۔ لوگوں میں سے ایک نے کہا پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ زیادہ دیں گے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

حاکم نے ابو سعید سے اس کو روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں یا اس کے لئے اسی طرح کا اجر ذخیرہ فرما لیتے ہیں۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات ' باب استجابة الدعاء فی غیر قطعیة رحم

اللغات: اذا نکثر: یعنی جب دعا بغیر گناہ کے قبولیت والی ہے تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ اللّٰہ اکثر: یعنی اللہ کے احسانات بہت زیادہ ہیں اوراس کی عنایتیں اس سے کہیں بہت بڑھ کر ہیں۔ صرف: روک لیا۔

فوائد: دعا ضائع نہیں جاتی یا تو وہ اسی وقت قبول ہو جائے گی اوراس کا مقصد حل ہو جائے گا یا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنی قدرت سے برائی کو روک دے گا یا اسی کی طرح کا نفع اس کے لئے جمع کر دے گا کیونکہ اللہ کے ہاں بھلائیاں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں جتنی لوگ مانگتے اور طلب کرتے ہیں۔

۱۵۰۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۰۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والے اور حلم والے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کے رب ہیں ان کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان کے رب اور زمین کے رب اور معزز عرش کے رب ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الدعوات ' باب الدعاء عند الکرب۔ و مسلم فی کتاب الذکر ' باب الدعاء الکرب

اللغات: الکرب: سختی

فوائد: سختیوں اور پریشانیوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل اعتماد اور ماسوا پر نظر نہ رکھنا اسباب کو جمع کرنے کے بعد یہی اس کی دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا کثرت سے ایسے موقعہ پر کرنی چاہئے۔

۲۵۳ : بَابُ كَرَامَاتِ الْاَوْلِيَآءِ وَفَضْلِهِمْ

باب: اولیاء اللہ کی کرامات اوران کی فضیلت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ [یونس: ٦٢' ٦٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكَ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ﴾ [مریم : ٢٥' ٢٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''خبردار! بے شک اللہ کے اولیاء' ان پر نہ خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے''۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے مریم تو کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے پس تو کھا اور پی''۔ (مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب بھی زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کھانے کی چیزیں پاتے زکریا علیہ السلام نے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا

يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ [آل عمران :۳۷] وَقَالَ تَعَالٰى : وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْلَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ اَمْرِكُمْ مِرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ [الکهف :۱۶]

وہ اللہ کی طرف سے ہے بے شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور جب تم ان سے اوران کے معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں علیحدگی اختیار کرلو پھر نماز میں پناہ لو۔ تمہارے لئے تمہارارب اپنی رحمت پھیلا دے گا اورتمہارے لئے تمہارے معاملے میں آسانی مہیا فرمادے گا۔ اورتم دیکھو گے کہ سورج طلوع ہوتے وقت نماز کے داہنی سے مڑ کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف ان سے کترا کر نکل جاتا ہے''۔ (الکهف)

حل الآیات: اولیاء اللہ: جمع ولی' وہ مؤمن جو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہو۔ اس لئے کہ اس نے اللہ کی رضامندی کی اتباع کر کے اس کے ساتھ دوستی اختیار کرلی۔ رطبا جنیا یعنی وہ تازہ کھجوریں جو توڑ جانے کے لائق ہوں یا تازہ کھجوریں۔ المحراب: وہ کمرہ جس میں مریم بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھی اور زکریا علیہ السلام نے یہ کمرہ ان کے لئے بنایا تھا۔ انی لك هذا: یہ انی کیف کے معنی میں ہے کہ تمہیں کیسے ملے یا این کے معنی میں ہے کہ تمہیں کہاں سے ملیں۔ ینتشر: وہ پھیلائے گا۔ موفق: وہ چیز جس سے تم اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتے ہو۔ تزور: مائل ہونا اور پھر جانا۔ تقرض: ان سے پھر کر اور دور ہو کر۔

۱۵۰۴ : وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً :"مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ " اَوْ كَمَا قَالَ ، وَاَنَّ اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ ، وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَآءَ ، ثُمَّ رَجَعَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ – قَالَتِ امْرَاَتُهٗ : مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ ، قَالَ : اَوَ مَا عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ : اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْءَ وَقَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ قَالَ : فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ! فَقَالَ : يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ ، وَقَالَ : كُلُوْا

۱۵۰۴: حضرت ابومحمد عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ صفہ فقیر لوگ تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو ساتھ لے جائے یا جس طرح فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین کو لائے اور نبی اکرم ﷺ دس کو گھر لے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھایا پھر رُکے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر اتنی دیر بعد گھر لوٹے کہ رات کا اتنا حصہ گزر چکا تھا جتنا اللہ نے چاہا۔ ان کی بیوی نے کہا تمہیں اپنے مہمانوں سے کس چیز نے روک لیا۔ انہوں نے پوچھا: ''کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے آپؓ کے آنے تک انکار کیا حالانکہ ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا! اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا او نادان! مجھے برا بھلا کہا اور بددعا دی اور مہمانوں کو کہا تم کھاؤ۔ تمہارے لئے خوشگوار نہ ہو اور اللہ کی قسم میں اس کو کبھی نہیں چکھوں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ

لَا هَنِيئًا وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا ' قَالَ : وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ :يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: لَاوَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ! فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ' يَعْنِي يَمِيْنَهُ' ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ - وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ ' فَتَفَرَّقْنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أُنَاسٌ ' اللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَأَكَلُوْا مِنْهَا أَجْمَعُوْنَ - وَفِيْ رِوَايَةٍ فَحَلَفَ أَبُوْبَكْرٍ لَا يَطْعَمُهُ ' فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ ' فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الْأَضْيَافُ أَنْ لَّا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمَهُ - فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ هٰذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ : يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ :مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِيْ إِنَّهَا الْاٰنَ أَكْثَرَ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ! فَأَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا - وَفِيْ رِوَايَةٍ أَنَّ أَبَابَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ : دُوْنَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيْءَ ' فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ : اطْعَمُوْا ' فَقَالُوْا : أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ

بھی لیتے تو نیچے سے اس سے زیادہ ابھر آتا جتنا کہ پہلے تھا اور کھانا اس سے بہت زیادہ ہو گیا جتنا اس سے پہلے تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو اپنی بیوی کو فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک البتہ وہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں کچھ کھانا حضرت ابوبکر رضی اللہ نے کھایا اور فرمایا میری قسم شیطان (کے ورغلانے) سے تھی پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے وہ صبح تک آپؐ کے پاس رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت پوری ہوگئی ہم نے بارہ آدمی مختلف اطراف میں بھیجے ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ کچھ آدمی تھے ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے پس ان سب نے وہ کھانا کھایا!

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی بیوی نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی پھر مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم اٹھائی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک ابوبکر ان کے ساتھ کھانا نہ کھائیں۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا منگوایا اور خود کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا پس جونہی وہ لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے لقمہ اس سے بڑھ کر اُبھر آتا تھا پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا؟ تو انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک' بے شک وہ کھانا اب ہمارے کھانے سے پہلے جتنا تھا یقیناً اس سے بہت زیادہ ہے پھر انہوں نے کھایا اور نبی اکرم ﷺ کی طرف بھیجا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو کہا تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے تم ان کی مہمانی سے فارغ ہو جاؤ۔ پس عبدالرحمٰن ان کے پاس جو کھانا میسر تھا وہ لائے اور کہا تم کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا ہمارے گھر کا مالک کہاں ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا تم کھانا کھا لو انہوں

اطْعَمُوْا ، قَالُوْا مَا نَحْنُ بِاٰكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْئَ رَبُّ مَنْزِلِنَا ، قَالَ : اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَاِنَّهٗ اِنْ جَآءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَاَبَوْا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يَجِدُ عَلَيَّ ، فَلَمَّا جَآءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ ، فَقَالَ : مَا صَنَعْتُمْ؟ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ : يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ، ثُمَّ قَالَ : يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ، فَقَالَ غُنْثَرُ اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ اِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَا جِئْتُ! فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ اَضْيَافَكَ ، فَقَالُوْا : صَدَقَ ، اَتَانَا بِهٖ - فَقَالَ : اِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ - فَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ : وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهٗ حَتّٰى تَطْعَمَهٗ فَقَالَ : وَيْلَكُمْ! مَالَكُمْ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ؟ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَآءَ بِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ فَقَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "غُنْثَرُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ نُوْنٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ ثَآءٍ مُثَلَّثَةٍ وَهُوَ : الْغَبِيُّ الْجَاهِلُ وَقَوْلُهٗ فَجَدَّعَ : اَيْ شَتَمَهٗ ، وَالْجَدْعُ الْقَطْعُ - قَوْلُهٗ "يَجِدُ عَلَيَّ" هُوَ بِكَسْرِ الْجِيْمِ : اَيْ يَغْضَبُ۔

نے جواب دیا جب تک ہمارے گھر کا مالک نہیں آئے گا ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔عبدالرحمٰن نے کہا ہماری طرف سے اپنی مہمانی قبول کر لو اگر وہ اس حال میں آ گئے کہ تم نے کھانا نہ کھایا ہوگا تو ہمیں ضرور ان کی طرف سے ڈانٹ پڑے گی مگر انہوں نے انکار کیا۔عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ میرے والد مجھ پر ناراض ہوں گے۔اس لئے جب وہ آئے تو میں ایک طرف ہو گیا۔انہوں نے فرمایا: تم لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اطلاع دی اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا انہوں نے پھر آواز دی اے عبدالرحمٰن! میں پھر خاموش رہا تو انہوں نے فرمایا: او نادان! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو فوراً آ جا۔پس میں نکلا اور میں نے کہا آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں مہمان نے کہا اس نے سچ کہا۔یہ ہمارے پاس کھانا لایا تو ابوبکر صدیق نے کہا تم نے میرا انتظار کیا اللہ کی قسم میں آج کی رات یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔انہوں نے کہا اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں گے۔فرمایا: ''تم پر افسوس ہے تم ہماری مہمانی کیوں قبول نہیں کرتے ہو؟ تو کھانا لا۔عبدالرحمٰن کھانا لائے۔پس آپ نے اپنا ہاتھ کھانے پر رکھا اور کہا: بسم اللہ! پہلی بات یعنی قسم کھانا شیطان کی طرف سے تھا پھر آپ نے کھانا کھایا اور انہوں نے بھی''۔(بخاری ومسلم)

غُنْثَرَ: غبی اور نادان۔فَجَدَّعَ: ان کو برا بھلا کہا جَدْعُ کا اصل معنی کاٹنا ہے یَجِدُ عَلَیَّ: ناراض ہونا۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب مواقیت الصلاة' باب السمر مع الاهل و کتاب المناقب ومسلم فی کتب الاشربة' باب اكرام الضيف و فضل ايثاره۔

اللغات: **الصفة**: وہ چبوترا جس کو رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی پچھلی جانب اس لئے بنوایا تھا تا کہ وہاں وہ فقراء صحابہ ٹھہر سکیں جن کے کوئی اہل وعیال نہ تھے۔ **بسادس**: اور چھٹے سمیت۔ **لبث**: کسی معاملے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ **و قد عرضوا**: گھر والوں یا خدام نے پیش کیا اور بخاری کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ہم نے ان پر پیش کیا مگر انہوں نے انکار کیا۔ **فجدع**: انہوں نے کان کاٹنے کی دعا کی یا جدع سے مراد ناک یا ہونٹ۔ **ربا**: بڑھ گیا۔ **یا اخت بنی فراس**: یہ بنو فراس کنانہ کا قبیلہ ہے مراد اس سے اے ان لوگوں کی بہن جن کی نسبت بنو فراس کی طرف ہے۔ **و قرة العین**: واؤ قسمیہ اور قرة لعین یہ خوشی سے کنایہ ہے اس چیز کو دیکھنا جس کو انسان پسند کرے۔ یہ مراد ہے۔ **فحلفت المرأة** مرأة سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہے۔ **هذه من الشيطان**: اس سے مراد وہ قسم ہے جو نہ کھانے کی تھی یا اس سے مراد غصے کی وہ حالت ہے جس کی وجہ سے قسم کھائی جائے۔ دونلت

اضیافك: یعنی اپنے مہمانوں کو لو اور ان کی خدمت کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ فافرغ من قراھم: یعنی ان کی مہمانی اور اکرام کو مکمل کر لو۔ رب منزلنا: گھر کا مالک۔ تنحیت: یعنی میں دور ہوا اور ان کے غصے سے ڈر کر چھپ گیا۔ لما جئت: یہ جواب قسم ہے یعنی میں تمہیں قسم دیتا ہوں تو ضرور آ۔ ویلکم: ویل کا معنی ہلاکت ہے اور یہ کلمہ بددعا کے طور پر کہا جاتا ہے۔ الاولی من الشیطن: یعنی وہ پہلی قسم جو انہوں نے نہ کھانے کے لئے اٹھائی۔

فوائد: (۱) کھانے میں اضافہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔ (۲) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور ان کی بیوی اور بیٹے کی سخاوت اور کرم نفس کہ مہمانوں کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ان کے دل پریشان ہوئے۔ (۳) قسم توڑنا جائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا چاہئے جبکہ کسی بھلائی کے چھوڑ دینے کی قسم کھائی ہو۔ جیسا بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے: ''انی لا احلف یمینا فاری غیرھا خیر منھا الا کفرت عن یمینی'' (الحدیث) یعنی ''جب میں کسی چیز کی قسم اٹھالیتا ہوں پھر دوسرا کام اس سے بہتر پاتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے وہ بہتر کام کر لیتا ہوں''۔

١٥٠٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ ، فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَایَةِ عَائِشَةَ وَفِیْ رِوَایَتِهِمَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ : "مُحَدَّثُوْنَ" اَیْ مُلْهَمُوْنَ۔

١٥٠٥: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔'' (بخاری)

مسلم نے حضرت عائشہ سے یہ روایت کی ہے اور دونوں روایتوں میں ابن وہب کے بقول مُحَدَّثُوْنَ کا معنی مُلْهَمُوْنَ یعنی الہام کئے ہوئے ہے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی فضائل الصحابہ، باب مناقب عمر و فی کتاب الانبیاء ومسلم فی فضائل الصحابہ، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی۔

١٥٠٦ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : شَكَا اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا ، یَعْنِی ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰی عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَیْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰی ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَا یُحْسِنُ یُصَلِّیْ - فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ ، فَقَالَ : یَا اَبَا اِسْحَاقَ ، اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ یَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّیْ فَقَالَ : اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّیْ صَلٰوتَیِ الْعِشَآءِ فَاَرْكُدُ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَاُخِفُّ

١٥٠٦: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص کی شکایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس کی تو آپ نے ان کو معزول کر کے عمار کو ان کی جگہ پر گورنر بنا دیا پس انہوں نے شکایت میں یہاں تک بیان کیا یہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیج کے کہا اے ابو اسحاق! ان کا خیال یہ ہے کہ تم اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھاتے! اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا سنو میں اللہ کی قسم ان کو حضور ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہوں میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا میں عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں مختصر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو

فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَالَ : ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ وَاَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا- اَوْ رِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ فَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا اِلَّا سَالَ عَنْهُ، وَيُثْنُوْنَ مَعْرُوْفًا، حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِّبَنِيْ عَبَسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ، يُقَالُ لَهُ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكْنّٰى اَبَا سَعْدَةَ، فَقَالَ :اَمَّا اِذْ نَشَدْتَنَا فَاِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ، قَالَ سَعْدٌ :اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَآءً وَسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهُ، وَاَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ لِلْفِتَنِ - وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ : شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ، اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ الرَّاوِيْ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ :فَاَنَا رَاَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَاِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ فَيَغْمِزُهُنَّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اسحاق تمہارے بارے میں میرا یہی گمان تھا اور آپ نے (تحقیقات کیلئے) ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا تا کہ وہ کوفہ والوں سے دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں نے مسجدوں میں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا۔ سب نے ان کی اچھی تعریف کی یہاں تک کہ وہ وفد مسجد بنوعبسؓ میں آیا تو ایک آدمی نے ان میں سے کھڑے ہو کر کہا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اور اس کی کنیت ابوسعدہ تھی کہ جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو گزارش ہے کہ سعد لشکر جہاد کے ساتھ نہیں جاتے اور نہ (مال غنیمت) کی تقسیم میں برابری کرتے ہیں اور نہ ہی فیصلوں میں عدل کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا سنو اللہ کی قسم میں ضرور تین دعائیں کروں گا اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے' ریاکاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو طویل فرما اور اس کے فقر کو لمبا کر دے اور فتنوں کو اس کو نشانہ بنا۔ چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا فتنوں میں مبتلا ایک بہت بوڑھا شخص ہوں۔ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔ جابر بن سمرہ سے راوی عبدالملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود اس کو دیکھا اس کی ابرو بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر پڑی ہیں اور وہ راستوں پر لڑکیوں کے سامنے آتا اور ان کو اشارے کرتا''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاذان' باب وجوب القراة للامام و مسلم فی کتاب الصلاة' باب القراء ة فی الظهر و العصر۔

اللغات: **واستعمل**: یعنی عامل بنایا۔ **عمار**: ان کے حالات کتاب کے آخر میں باب التراجم میں دیکھو۔ **یا ابا اسحق**: یہ سعد بن ابی وقاص کی کنیت ہے ان کے حالات بھی باب التراجم میں دیکھو۔ **لا اخرم**: میں کم نہیں کرتا۔ **فارقد**: یہ لفظ رقود سے بنا ہے جس کا معنی لمبی دیر قیام کرنا ہے۔ **نشدتنا**: تُو نے ہم سے بات طلب کی۔ **لا یسیر بالسریة**: یعنی لشکر کے ساتھ نہ نکلتے ہیں اور نہ جاتے ہیں۔ **لایقسم بسویة**: یعنی مال عدل ومساوات سے نہیں دیتے بلکہ غرض کی خاطر جس کو چاہتے ہیں ترجیح دیتے ہیں۔ **و لا یعدل فی القضیه**: یعنی فیصلوں میں اور احکام میں عدل نہیں کرتے۔ **ریاء و سعمته**: یعنی تاکہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس کی بات سنیں۔ پس اس کو اس کی وجہ سے شہرت ہے اور اس کا تذکرہ ہو۔

فوائد: (۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ (۲) ترمذی' ابن حبان اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ اے اللہ تو سعد کی دعا قبول کر جو وہ تم سے دعا کرے۔ (۳) جو آدمی کسی والی کے متعلق چغلی کھائے۔ تو اس کے عمل کے مقام پر فضیلت والے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھ گچھ کر لینی چاہئے کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہی لوگوں سے سوال کیا جو نماز کے لئے مساجد کو لازم پکڑنے والے تھے۔ (۴) امام کسی حاکم کو جس کے متعلق شکایت پیدا ہو

خواہ وہ شکایت جھوٹی ہو جب کہ وہ مصلحت سمجھے تو معزول کر سکتا ہے تا کہ وہ ان پر امیر نہ بنا رہے اس حال میں کہ ان میں کچھ ناپسند کرنے والے ہوں۔

١٥٠٧: وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ ' وَادَّعَتْ اَنَّهُ اَخَذَ شَيْئًا مِّنْ اَرْضِهَا ' فَقَالَ سَعِيْدٌ: اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِىْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا ذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ" فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا اَسْاَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا ' فَقَالَ سَعِيْدٌ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا ' وَاقْتُلْهَا فِىْ اَرْضِهَا قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِىَ تَمْشِىْ فِىْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِىْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهُ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ: اَصَابَتْنِىْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ ' وَاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِى الدَّارِ الَّتِىْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا وَكَانَتْ قَبْرَهَا۔

١٥٠٧: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین زبردستی لے لی ہے۔ پس سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ سے (ارشاد) سننے کے بعد میں نے اس کی زمین دبا لی ہے؟ حضرت مروان نے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جس نے ظلم کے ساتھ کسی کی ایک بالشت زمین لے لی تو اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اس پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے بعد آپ سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اس کی زمین میں اس کو ہلاک کر۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے وہ اندھی ہوگئی اور وہ اپنی اسی زمین میں چلی جا رہی تھی کہ ایک گڑھے میں جا گری (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے ہے وہ اس کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اس کو خود نابینا اور دیواریں ٹٹولتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی اور اس کا گزر ایک کنویں کے پاس سے ہوا' جو اس کے گھر میں واقع تھا' جس کے متعلق اس نے جھگڑا کیا تھا وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ اس کی قبر بن گیا۔

تخریج: رواه البخاري في بدء الخلق' باب ما جاء في سبع ارضين و رواه في كتاب المظالم ومسلم في المساقاة' باب تحريم الظلم وغصب الارض۔

اللغات: **سعید بن زید:** یہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں ان کے حالات باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ **مروان بن الحکم:** یہ بنو امیہ سے ہیں یہ خلافت پر متمکن ہوئے۔ جب یہ معاملہ پیش ہوا اس وقت یہ مدینہ کے گورنر تھے۔ **ابی سبع ارضین:** ظلماً لی جانے والی ایک بالشت زمین پر اس کو سزا سات زمینوں تک دھنسا کر لی جائے گی اور ہر زمین اس کی گردن میں ایک طوق بنا کر لٹکا دی جائے گی۔ **بینة:** حجت دلیل۔ **تلتمس الجدر:** دیواریں تلاش کرتی پھرتی اندھے پن میں مبتلا ہونے کی وجہ سے۔

فوائد: (۱) حضرت سعید بن زید کی فضیلت اور ان کی قبولیت دعا میں کرامت اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا لحاظ مذکور ہے۔ (۲) نیک لوگوں کو ایذاء پہنچانے سے احتراز کرنا چاہئے اور بعض اوقات سزا دنیا میں واقع ہو جاتی ہے۔

۱۵۰۸ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ اُحُدَ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ : مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ، وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِيْ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَاِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ ، وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَيْرًا ، فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ ، وَدَفَنْتُ مَعَهُ اٰخَرَ فِيْ قَبْرِهٖ ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ اَنْ اَتْرُكَهُ مَعَ اٰخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ غَيْرَ اُذُنِهٖ فَجَعَلْتُهُ فِيْ قَبْرٍ عَلٰى حِدَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۵۰۸: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اُحد کا موقعہ آیا۔ تو اس رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں اصحاب نبی ﷺ میں جو لوگ مقتول ہوں گے ان میں سب سے پہلا میں ہوں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ ایسا کوئی شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا جو مجھے تجھ سے زیادہ معزز ہو اور بے شک میرے ذمہ قرض ہے اس کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ چنانچہ ہم نے صبح کی تو وہ سب سے پہلے مقتول تھے اور میں نے ان کے ساتھ دوسرے کو ان کی قبر میں دفن کیا۔ پھر مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں۔ چنانچہ میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکالا تو وہ اس طرح تھے جس طرح میں نے یوم اُحد کو انہیں دفن کیا تھا۔ سوائے ان کے کان کے۔ پس میں نے ان کو علیحدہ قبر میں دفن کیا۔'' (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجنائز' باب هل یخرج المیت من القبر۔

اللغات: حضرت اُحد: میں معرکہ اُحد میں حاضر تھا۔ ما ارانی: میں اپنے متعلق نہیں گمان کرتا مگر مقتول ہونا۔ فاقض: قرض والوں کو قرضہ ادا کر دینا۔ لم تطب نفسی: یعنی مجھے آرام واطمینان میسر نہ ہوا۔ فاستخرجته یعنی میں نے ان کو ان کی قبر سے نکالا شاید کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا کہ میت کے ریزہ ریزہ ہونے سے پہلے ان کو قبر سے نکالنا شافعیہ کے نزدیک قبر کا کھولنا میت کے ریزہ ریزہ ہونے کے غالب گمان اور اس کے اثرات کا غالب گمان ہونے سے پہلے جائز نہیں۔ علی حدة: میں نے ان کو علیحدہ قبر کے اندر دفن کیا۔

فوائد: (۱) عبداللہ والد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت اس سے ظاہر ہوتی ہے کافی عرصہ کے بعد بھی ان کا جسم نہیں پھٹا۔ موت سے پہلے ان کو اپنی موت کا احساس ہو گیا اور انہوں نے سچے دل سے اللہ سے شہادت طلب کی۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شدید محبت اور اپنے نفس اہل اور اولاد پر آنحضرت ﷺ کا ترجیح دینا۔

۱۵۰۹ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا ، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ ،

۱۵۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے دو آدمی اندھیری رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے تو ان کے ساتھ دو چراغ جیسی چیز سامنے جا رہی تھی جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو لیا۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ طُرُقٍ وَّفِيْ بَعْضِهَا اَنَّ الرَّجُلَيْنِ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچے۔ بخاری نے کئی اسناد سے بیان کیا۔ بعض میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلوٰة فی الباب التاسع و السبعین قبیل' باب الخوخة و المر فی المسجد و مناقب الانصار' باب منقبة اسید بن حضیر و عباد بن بشر

فوائد: (۱) ان دو صحابہ کی کرامت اس میں ظاہر ہوتی ہے اور پیغمبر ﷺ کا معجزہ کیونکہ جوان کے سامنے روشنی ظاہر ہوئی تھی وہ نورِ نبوت کی روشنی تھی۔ (۲) جو آدمی اللہ کے فرائض ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو قائم کرنے کے لئے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرماتے ہیں۔

١٥١٠ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ ابْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْهُ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْهُدَاةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِّنْ هُزَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْا لِحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِّنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا آثَارَهُمْ – فَلَمَّا اَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَاَصْحَابُهُ لَجَاءُ وْا اِلٰى مَوْضِعٍ ، فَاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا انْزِلُوْا فَاَعْطُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَنْ لَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ اَحَدًا .فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ :اَيُّهَا الْقَوْمُ اَمَّا اَنَا فَلَا اَنْزِلُ عَلٰى ذِمَّةِ كَافِرٍ :اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا ، وَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ ، وَرَجُلٌ اٰخَرُ – فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْ تَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ :قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ : هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ اِنَّ لِیْ بِهٰؤُلَاءِ اُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرُّوْهُ وَعَالَجُوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا بِخُبَيْبٍ ،

١٥١٠: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کا دستہ بطور جاسوس بھیجا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ مقام ہداة میں پہنچے' جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے' تو ہزیل کے قبیلہ بنولحیان کو ان کی اطلاع ہوگئی پس وہ سو تیر انداز لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل پڑے اور ان کے نشان ہائے قدم کا پیچھا کیا۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک جگہ پناہ لی۔ تیر اندازوں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو حوالے کر دو ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو بھی قتل نہ کریں گے۔ پس عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں کافر کی ذمہ داری میں اترنے کو تیار نہیں۔ اے اللہ! ہماری اس حالت کی اطلاع اپنے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بنولحیان نے ان پر تیر برسائے اور عاصم کو قتل کر دیا۔ تین اور شخص ان کے عہد و میثاق پر نیچے اتر آئے۔ ان میں خبیب اور زید بن دثنہ ایک دوسرا آدمی تھا۔ جب بنولحیان نے ان پر قابو پالیا تو ان کی کمانوں کے تانت کھول کر انہی سے ان کو باندھ لیا تیسرے آدمی نے کہا۔ یہ پہلی غداری ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ میرے لئے یہ (مرنے والے) نمونہ ہیں۔ پس انہوں نے اس کو کھینچا اور مروڑا مگر اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا جس پر انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور خبیب اور زید بن دثنہ کو لے کر چل دیئے یہاں تک

وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ ، حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ خُبَيْبًا ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا حَتّٰى اَجْمَعُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَاَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَّهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ : اَتَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ! قَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ ، فَوَ اللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ يَوْمًا يَاْكُلُ قِطْفًا مِّنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَاِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ! وَكَانَتْ تَقُوْلُ : اِنَّهٗ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ، فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنْ تَحْسَبُوْا اَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَزِدْتُّ : اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا ، وَاقْتُلْهُمْ بِدَدًا ، وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا — وَقَالَ :

فَلَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰى اَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ
وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاْ
يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا لِصَلٰوةَ ، وَاَخْبَرَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اُصِيْبُوْا خَبَرَهُمْ ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلٰى عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ قُتِلَ اَنْ يُّؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ ، وَكَانَ قُتِلَ رَجُلًا

کہ ان کو واقعہ بدر کے بعد اہل مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ چنانچہ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خبیب کو خریدا۔ حضرت خبیب نے حارث کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ پس حضرت خبیب ان کے قیدی بن کر رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قتل کا انہوں نے فیصلہ کیا۔ (دوران قید) ایک دن خبیب نے حارث کی کسی بیٹی سے ایک اُسترہ زیر ناف بالوں کی صفائی کے لئے منگوایا۔ اس نے عاریۃً دے دیا۔ اس کا بچہ لڑکھڑاتا ہوا حضرت خبیب کے پاس پہنچ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی۔ پس اس نے بچے کو ان کی گود میں بیٹھے پایا اس حالت میں کہ اُسترہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ لڑکی سخت گھبرائی۔ اس بات کو حضرت خبیب نے جان کر کہا کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا کرنے والا نہیں! وہ عورت کہتی ہیں میں نے حضرت خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ان کو ایک دن انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا حالانکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کسی پھل کا نام تک نہ تھا! وہ عورت کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب کو دیا تھا۔ جب (کفار مکہ نے انہیں) حرم سے حل (حدود حرم سے باہر) میں نکالا تا کہ ان کو قتل کر دیں تو حضرت خبیب نے ان کو کہا مجھے مہلت دو تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ پس انہوں نے چھوڑ دیا پس اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور (مخاطب ہو کر کفار کو کہا) اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے (قتل کی) گھبراہٹ ہے تو میں نماز کو لمبا کرتا۔ (پھر دعا کی) اے اللہ ان کی تعداد گن لے اور ان کو منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑ اور (یہ شعر) پڑھے:

''مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے۔ کہ آیا کس پہلو پر میرا یہ قتل ہو کر گرنا ہے اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو جسم کے ان کٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈال دے''۔

حضرت خبیب وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر مسلمان کے لئے جس کو جکڑ کر باندھ کر قتل کیا جا رہا ہو۔ یہ نماز کا طریقہ جاری کیا۔ نبی اکرم ﷺ

مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ ، فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا اَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

قَوْلُهٗ "الْهُدَاةَ" مَوْضِعٌ ، وَالظُّلَّةُ : السَّحَابُ – وَالدَّبْرُ : النَّحْلُ – وَقَوْلُهٗ : "اقْتُلْهُمْ بِدَادًا" بِكَسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا فَمَنْ كَسَرَ قَالَ هُوَ جَمْعُ بِدَّةٍ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَهِيَ النَّصِيْبُ وَمَعْنَاهُ : اقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ نَصِيْبٌ ، وَمَنْ فَتَحَ قَالَ مَعْنَاهُ: مُتَفَرِّقِيْنَ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِّنَ التَّبْدِيْدِ – وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ سَبَقَتْ فِيْ مَوَاضِعِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتٰبِ مِنْهَا حَدِيْثُ الْغُلَامِ الَّذِيْ كَانَ يَاْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيْثُ جُرَيْجٍ ، وَحَدِيْثُ اَصْحَابُ الْغَارِ الَّذِيْنَ اُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ الَّذِيْ سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُوْلُ : اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ ، وَالدَّلَائِلُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ ، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی اطلاع اسی روز ہی دی جس دن وہ قتل ہوئے ۔قریش کے کچھ لوگ عاصم بن ثابت کی طرف بھیجے جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔تا کہ یہ لوگ ان کے جسم کا کوئی معروف حصہ لائیں ۔ (مثلاً سر وغیرہ) حضرت عاصم نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو (بدر میں) قتل کیا تھا۔پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کو بادل کی طرح بھیج دیا۔ان مکھیوں نے ان کے جسم کی قریش کے قاصدوں سے حفاظت کی ۔پس وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔'' (بخاری)

الْهُدَاةَ: جگہ کا نام ہے۔

الظُّلَّةَ: بادل۔

الدَّبْرُ: شہد کی مکھی۔

اقْتُلْهُمْ بِدَادًا: یہ بِدَّةٌ کی جمع ہے جس کا معنی حصہ۔اب مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو تقسیم کر کے مار کہ ہر ایک کا حصہ ہو۔بعض نے بِدَّةٌ کی جمع بنایا جس کا معنی منتشر کر کے مارنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہلاک ہو۔

اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جو اپنے مقام پر ابواب میں گزر چکی ہیں۔

ان میں وہ حدیث ہے جن میں ایک لڑکے کا تذکرہ ہے جو راہب کے اور ساحر کے پاس آتا جاتا تھا اور حدیث غار جو بند ہوگئی اور حدیث کہ آدمی نے بادل سے آواز سنی وغیرہ دلائل اس سلسلہ میں بے شمار و معروف ہیں دیگر واقعات اور۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب المغازی' باب غزوۃ الرجیع و کتاب الجھاد' باب ھل یستار۔

اللُّغَاتْ: رھط: آدمیوں کی جماعت۔عینا: یعنی دشمن کے متعلق جاسوسی کرنے والا تا کہ ان کے حالات اور پوشیدہ راز وہ معلوم کر سکے۔بالھدۃ: عسفان سے سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔فنفروھم: وہ تیزی کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔فاعطوا بایدیکم: یعنی تم فرمانبرداری اختیار کرو۔یہ جملہ قید ہونے اور اطاعت میں داخل ہونے سے کنایہ ہے۔ درجل اخر: یہ عبداللہ بن طارق ہیں۔استمکنوا منھم: انہوں نے ان پر قدرت پالی۔اوتار قسیھم: یعنی کمانون کی تانت۔یستحد: زیر ناف بال صاف کرے۔فدرج بنیٌّ: بچہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں لڑھکنے لگا۔قطفا: گچھ (انگوروں کا)۔ لموثق بالحدید: لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے۔فی الھل: یعنی ان کو تنعیم کی طرف نکالا تا کہ حرم کی زمین سے ان کو دور لے جائیں۔ جزعٌ: موت کی گھبراہٹ۔مصرعی: میری موت۔اوصال: اعضاء۔شلو: جسم۔ممزع: کٹا ہوا۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں اس جماعت کی فضیلت۔ ان کے صبر اور بہادری کا بیان۔ (۲) حضرت عاصم اور خبیب رضی اللہ عنہما کی کرامت اور مشرکین کے تکلیف دینے پر ان کا صبر اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت۔ (۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نرمی نہ کرے اور قید میں اپنی بنیادی اور اخلاقی باتوں پر قائم رہے اور دشمن کی طرف سے تکلیف دیئے جانے پر بھی ثابت قدم رہے۔ (۴) شہادت سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضرت خبیب نے یہ عمل کیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کو باقی رکھا یعنی اس کی تردید نہیں فرمائی۔

۱۵۱۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِشَيْءٍ قَطُّ : اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۵۱۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی چیز کے بارے میں اس طرح کہتے سنا کہ میرا خیال اس کے متعلق یہ ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جیسا کہ اپنا خیال ظاہر فرماتے۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی مناقب الانصار ' باب اسلام عمر

فوائد: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی قوتِ ذکاوت اور صحیح حاضر دماغی اور یہ اللہ کا ان پر خاص فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور صالح بندوں سے ایسا معاملہ فرما دیتے ہیں۔

كِتَابُ الْاُمُوْرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا

۲٥٤ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْغِيْبَةِ وَالْاَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ [الحجرات:۱۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳٦] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

باب ۲۵۴: غیبت کی حرمت اور زبان پر پابندی لگانے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔'' (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھیں اور دل ان تمام سے باز پرس ہوگی''۔ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ جو لفظ بھی زبان سے بولتا ہے تو اس کے پاس نگران تیار ہے''۔ (ق)

حل الآیات: لایغتب: وہ غیبت نہ کرے۔ غیبت پیٹھ پیچھے چغلی کرنا' آیت میں مسلمان بھائی کی عزت کو خراب کرنے کو بدترین قسم کی چیز سے تمثیل دی گئی۔ لاتقف: یعنی مت اتباع کرو۔ رقیب عتید: یعنی وہ فرشتہ جو باتوں کی نگہبانی کیلئے تیار اور موجود رہتا ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ لِكُلِّ مُكَلَّفٍ اَنْ يَّحْفَظَ لِسَانَهٗ عَنْ جَمِيْعِ الْكَلَامِ اِلَّا كَلَامًا ظَهَرَتْ فِيْهِ الْمَصْلَحَةُ وَمَتٰى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرْكُهٗ فِي الْمَصْلَحَةِ فَالسُّنَّةُ الْاِمْسَاكُ عَنْهُ ' لِاَنَّهٗ قَدْ يَنْجَرُّ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ اِلٰى حَرَامٍ اَوْ مَكْرُوْهٍ وَذٰلِكَ كَثِيْرٌ فِي الْعَادَةِ ' وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اچھی طرح جان لو کہ ذمہ دار انسان کو اپنی زبان کی حفاظت ہر قسم کے کلام سے کرنی چاہئے سوائے اس کلام کے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب کلام اور ترکِ کلام برابر ہو تو سنت یہ ہے کہ کلام سے زبان کو روکے کیونکہ کبھی مباح کلام حرام و مکروہ گفتگو تک پہنچا دیتی ہے۔ عادتاً یہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور سلامتی کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

۱۵۱۲ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهٰذَا صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّهٗ يَنْبَغِيْ اَنْ لَا يَتَكَلَّمَ اِلَّا اِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِيْ ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهٗ . وَمَتٰى شَكَّ فِيْ ظُهُوْرِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمُ۔

۱۵۱۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو بھلی بات کہنی چاہئے یا پھر خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔'' (بخاری و مسلم) یہ روایت اس سلسلے میں واضح ہے کہ آدمی گفتگو خیر کے سوا نہ کرے اور خیر وہ ہے جس کی بھلائی ظاہر ہو۔ جب اس کی درستگی میں شبہ ہو تو بالکل زبان پر نہ لائے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب و الرقاق ومسلم فی کتاب المقدمۃ' باب الضیافۃ و نحوھا

اللغات: من كان يؤمن: جو کامل ایمان رکھتا ہو۔ ليصمت: ارادہ اور قصد سے کلام نہ کرے۔

فوائد: (۱) کمالِ ایمان میں سے یہ ہے کہ آدمی بھلی بات کہے یا اپنی زبان کو بے فائدہ بات کرنے سے روک کر رکھے۔

١٥١٣ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ : "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۱۳: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان ' باب ای الاسلام افضل و الرقاق ومسلم فی کتاب الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام۔

اللغات: سلم: امن سے رہیں۔ من لسانه ويده: زبان اور ہاتھ سے۔ زبان اور ہاتھ کو اس لئے خاص کیا کہ بہت سارے کام انہی سے انجام پاتے ہیں۔

فوائد: لوگوں کو ایذاء پہنچانے کی ممانعت کی گئی۔ فضیلت والا وہ مسلمان ہے جو دوسرے مسلمان کو ایذاء نہ پہنچائے۔

١٥١٤ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۱۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو مجھے ضمانت دے اس کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الرقاق' باب حفظ اللسان۔

اللغات: يضمن: حفاظت کو لازم قرار دے۔ مابين لحييه: لحیان یہ دونوں وہ ہڈیاں ہیں جن کے اوپر اور نیچے دانت اُگتے ہیں اور ان کے درمیان زبان ہے۔ مثال کے طور پر اس کو آپؐ نے ظاہر فرمایا تاکہ اس میں کامل تاکید آ جائے۔ مابين رجليه: یہ شرم گاہ سے کنایہ ہے کہ وہ نہ زنا کرے اور نہ کسی حرام کا ارتکاب کرے۔

فوائد: زبان اور شرم گاہ کو حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھنا چاہئے یہ جنت میں داخلے اور آگ سے نجات پانے کا راستہ ہے۔

١٥١٥ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا اِلَى النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنٰى : "يَتَبَيَّنُ" يُفَكِّرُ اَنَّهَا خَيْرٌ اَمْ لَا۔

۱۵۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بے شک بندہ بعض اوقات کوئی بات کرتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا مگر اس سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کے برابر آگ کی طرف پھسل جاتا ہے۔'' (بخاری و مسلم)
"يتبين": سوچنا کہ آیا خیر ہے یا شر۔

تخریج: رواه البخاری فی الرقاق' باب حفظ اللسان ومسلم فی کتاب الزهد' باب حفظ اللسان

اللغات: يزل: گر جاتا اور پھسل جاتا ہے۔

فوائد: آدمی پر لازم ہے کہ وہ زبان کی حفاظت کرے اور گفتگو میں اسکو آزاد مت چھوڑے۔ بعض کلمات آگ تک لے جانے والے ہیں حالانکہ وہ انکی بالکل پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ کلام کرنے سے پہلے انکا وزن کیا جائے اور اسکے انجام کو پہچانا جائے۔

١٥١٦ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۵۱۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ زبان سے نکلتا ہے مگر اس کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں ہوتی اور اللہ اس سے اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ کہتا ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی ۔مگر اس کے ساتھ وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔'' (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الرقاق' باب حفظ اللسان۔

اللغات: لا يلقى لها بالا :وہ اسکا اہتمام نہیں کرتا اور نہ اسکو زیادہ سمجھتا ہے۔ سخط الله: اللہ کی ناراضگی ۔يهوى: اترتا ہے۔

فوائد: اچھی بات کہنے والے کو جنت میں بلند درجات کا وعدہ دیا گیا اور بری بات کرنے والے کیلئے جہنم میں گرنے کی وعید سنائی گئی۔

١٥١٧ : وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بَلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : " اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى ، مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا رِضْوَانَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ مَا كَانَ يَظُنُّ اَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا سَخَطَهٗ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۱۷: حضرت ابوعبدالرحمٰن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کلمات میں سے ایک کلمہ کہتا ہے۔اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس بلند مقام پر پہنچے گا جتنا وہ پہنچ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے ملاقات کے تک اپنی رضامندیاں لکھ دیتا ہے۔ بے شک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک بات کہتا ہے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ اس مقام تک پہنچے گا جہاں وہ پہنچ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اپنی ملاقات کے دن تک اس کے متعلق ناراضگی لکھ لیتے ہیں۔ (موطا مالک' ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه مالك فى الموطا' كتاب الجامع' باب ما يؤمر به من التحفظ فى الكلام و الترمذى فى ابواب الزهد' باب قلة الكلام۔

فوائد: علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں آپ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق کسی کا اختلاف مجھے معلوم نہیں کہ آدمی کوئی بات کرتا ہے اور وہ بات ظالم بادشاہ کے ہاں اس کو خوش کرنے والی ہوتی ہے جس سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے باطل کو مزین کرتے ہیں جس کا وہ ارادہ کرتا ہے یعنی خون بہانا مسلمان پر ظلم کرنا وغیرہ۔جس سے وہ اپنی خواہشات کی رسّی میں گھرتا چلا جاتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہٹتا ہے اور اس کی ناراضگی کو پاتا ہے۔اس طرح بعض کلمات ایسے ہیں جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور بادشاہ کے ہاں وہ آدمی کہتا ہے تا کہ اس کو اس کی خواہش سے پھیر دے اور اس معصیت اور گناہ سے روک دیں جس کا وہ ارادہ کئے ہوئے ہے اور اس سے وہ اللہ کی رضامندی اس قدر پالے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

١٥١٨ :وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۵۱۸: حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدِّثْنِيْ بِاَمْرٍ اَعْتَصِمُ بِهٖ قَالَ : "قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ثُمَّ قَالَ : "هٰذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کو مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا: ''تم کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرو''۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرے متعلق سب سے زیادہ خطرہ کس چیز کا ہے؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا: ''اس کا''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذي في ابواب الزهد' باب ما جاء في حفظ اللسان۔

اللغات: **اعتصم**: میں مضبوطی سے تھام لوں گا۔ **قل ربی اللّٰه**: میں اپنے رب پر پہلے ایمان لایا کیونکہ تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے۔ **ثم استقم**: اوامر الٰہی کے انجام دینے اور نواہی سے بچنے پر ہمیشگی کرے۔

فوائد: (۱) پہلے ایمان کو پختہ کرے پھر اعمال صالحہ کرے تاکہ ایمان دل میں جم جائے اور اندرونی ایمان پر وہ دلالت کرے۔ (۲) زبان کا معاملہ بہت بڑا ہے اس لئے اس کے شرور سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ بلاکت میں بہت جلد مبتلا کر دیتی ہے۔ علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ علامہ عاقولی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں خوف کی نسبت زبان کی طرف فرمائی کیونکہ یہ انسان کی لگام ہے۔ جب آدمی اس کو آزاد چھوڑ دے تو یہ اس کو ناپسندہ کاموں کی طرف لے جاتی ہے خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اس کے علاوہ کسی انسانی عضو میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔

۱۵۱۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ! وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۱۵۱۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اس لئے کہ کثرتِ کلام (بے پر کی ہانکنا) دل کی سختی کا باعث ہے بے شک لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے دور سخت دل والا ہے''۔ (ترمذی)

تخریج: رواه الترمذي في كتاب الزهد' باب بعد الناس من الله القلب القاسي۔

اللغات: **قسوة القلب**: دل کی سختی اور وعظ سے اس کا متاثر نہ ہونا۔

فوائد: (۱) بے فائدہ گفتگو کثرتِ دل کی سختی کا سبب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا باعث ہے۔

۱۵۲۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ کر لے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کے شر سے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذي في كتاب الزهد' باب ما جاء في حفظ اللسان

اللغات: وقاه الله: اس کی حفاظت ونگہبانی کرتا ہے۔ مابين لحييه: یعنی زبان۔ ما بين رجليه: شرم گاہ۔

فوائد: (۱) زبان پر کنٹرول کرنے کی تاکید کی گئی ہے کہ اس کو آزاد نہ چھوڑنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی ناپسند میں مبتلا نہ ہو جائے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہئے کہ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

۱۵۲۱ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: "اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۱: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس طرح مل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی زبان کو قابو میں رکھ اور تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع ہو یعنی زائد وقت گھر میں گزارو اور اپنی خطا پر رو''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

اللغات: ما النجاة: نجات تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟ ويسعك بيتك: ظاہر میں حکم تو گھر کو ہے مگر مراد اس کا مالک ہے یعنی ایسا کام کر جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ گھر میں رہنے کا سبب بنے۔

فوائد: زبان کی حفاظت کی تاکید کی گئی اور انسان کو اپنی حالت میں مگن رہنے کی تاکید کی گئی جبکہ وہ دوسرے کو نفع پہنچانے سے عاجز ہو یا اپنے دین یا جان کے بارے میں میل جول کی صورت میں نقصان کا خطرہ محسوس کرتا ہو۔

۱۵۲۲ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَآءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ : اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ : فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا ، وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

مَعْنٰى "تُكَفِّرُ اللِّسَانَ" : اَيْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ۔

۱۵۲۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضاء اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں تو ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہم تیرے ساتھ منسلک ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست وسیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم ٹیڑھے ہو جائیں گے''۔ (ترمذی)

تُكَفِّرُ اللِّسَانِ : عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

تخریج: رواه الترمذی فی کتاب الزهد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

اللغات: اذا اصبح: جب صبح کرے۔ نحن بك: جو تم سے صادر ہوگا ہم سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

فوائد: (۱) انسان کی سلامتی میں زبان کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دل کی خلیفہ و ترجمان ہے اور انسان دو چھوٹی چیزوں کا نام ہے یعنی زبان، دل۔ (۲) تمام اعضاء کسی عضو کے گناہ و معصیت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔

۱۵۲۳ : وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ : "لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ ، وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ

۱۵۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: ''تو نے بہت بڑی بات پوچھی۔ یہ بات اُس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ

تَعَالٰی عَلَیْهِ : تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا ، تُقِیْمُ الصَّلٰوةَ ، وَتُؤْتِی الزَّکٰوةَ ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ، وَتَحُجُّ الْبَیْتَ ، اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا" ثُمَّ قَالَ : "اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ؟ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَةَ کَمَا یُطْفِیءُ الْمَاءُ النَّارَ ، وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ" ثُمَّ تَلَا : "تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" حَتّٰی بَلَغَ یَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ : "اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ ، وَعَمُوْدِهٖ ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : "رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ" ثُمَّ قَالَ : "اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ کُلِّهٖ؟" قُلْتُ : بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ قَالَ : "کُفَّ عَلَیْكَ هٰذَا" قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِهٖ؟ فَقَالَ : ثَکِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ، وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِیْ بَابٍ قَبْلَ هٰذَا۔

آسان فرمادے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا' نماز کو قائم کر' زکوۃ ادا کر' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اگر تجھے وہاں پہنچنے کی طاقت ہو۔ پھر فرمایا کیا بھلائی کے دروازے نہ بتلا دوں؟ (پھر خود ہی) فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے اور صدقہ غلطی کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ بجھاتا ہے۔ آدمی کا آدھی رات کو نماز ادا کرنا'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : ﴿تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ ''ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں''۔ یہاں تک کہ ﴿یَعْلَمُوْنَ﴾ تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس معاملے کی جڑ اور اس کے ستون اور اس کے کوہان کی چوٹی نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا سارے معاملے کی جڑ اسلام' اس کا ستون نماز اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا: ''کیا میں تم کو ان سب کا مدار نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ''اس کو اپنے اوپر روک کر رکھ''۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم سے اس چیز کا مواخذہ ہوگا جو ہم بات چیت کرتے ہیں؟ تو فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم پائے۔ لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتیاں ہی جہنم میں اوندھا ڈالیں گی''۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے اسکی شرح اس سے ماقبل باب میں گزری۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الایمان' باب ما جاء فی حرمۃ الصلاۃ۔

اللغات: جُنة: آگ سے بچاؤ۔ **الصدقة تطفى ابحطيئة**: گناہ کے اثر کو صدقہ مٹاتا ہے پس اس کا اثر باقی نہیں رہتا۔ **جوف الليل**: رات کے درمیان میں۔ **تتجافى**: دور اور بلند رہتی ہیں۔ **عن المضاجع**: بستر وخوابگاہ۔ **حتى بلغ يعلمون**: آپ نے دو آیتیں تلاوت فرمائیں جن کا اختتام یعلمون پر ہے سورہ سجدہ۔ **ذروة سنامه**: یہ بلندی سے کنایہ ہے۔ **بمسلاك ذلك** جس پر اس کا دارومدار ہے۔ **ثكلتك**: تمہیں گم پائے۔ **يكب** ان کو آگ میں پلٹا جائے گا۔

فوائد: (۱) اسلام کے ارکان میں سے ہر رُکن کی اہمیت ومقام بیان کیا۔ (۲) زبان کے خطرات ذکر فرمائے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اگر اس کو شرور سے بچایا نہ جائے تو یہ آگ میں لے جاتی ہے۔

١٥٢٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ؟

۱۵۲۴: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس

قَالُوْا : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، قَالَ : "ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ" قِيْلَ : اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ : "اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا تذکرہ اس بات سے کرنا جو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو پھر؟ فرمایا: ''اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں پائی نہیں جاتی تو تو نے اس پر بہتان باندھا''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر' باب تحریم الغیبۃ

اللغات: افرایت: تم مجھے بتلاؤ۔ بهته: تو نے اس پر بہتان باندھا۔

فوائد: غیبت اور بہتان کے معانی کی حد بندی فرمادی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کے لئے ان کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ زبان کی آفات میں سے ہیں۔

١٥٢٥ : وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ : "اِنَّ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا ، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۲۵: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر یوم نحر کے دن خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی۔ ''بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس شہر اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے سنو! کیا میں نے بات پہنچا دی''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان' باب لیبلغ من کم الشاھد' و فی کتاب الحج' باب الخطبۃ ایام منی' و فی غیرھما ومسلم فی کتاب الحج' باب حجۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

اللغات: یوم النحر: قربانی کے دن۔ یومکم: قربان کا دن۔ فی شهر كم هذا: مکہ۔ ذی الحج کا مہینہ۔ بلدكم هذا: مکہ

فوائد: (۱) مسلمان کے خون' مال یا عزت پر ایسا تعرض جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی' حرام قرار دیا گیا۔ اسی طرح غیبت کر کے کسی مسلمان پر زیادتی کی اجازت نہیں دی۔

١٥٢٦ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا – قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ: "لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهٗ اِنْسَانًا فَقَالَ : "مَا اُحِبُّ اَنِّيْ حَكَيْتُ اِنْسَانًا وَّاَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۵۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ کے لئے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا مراد ان کا چھوٹا قد تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''تو نے ایک بات ایسی کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے''۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے تو ایک انسان کا ذکر بطور حکایت کے کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کا تزکرہ بطور حکایت کروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا

وَمَعْنٰی :"مَزَجَتْهُ" خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهٗ اَوْ رِيْحُهٗ لِشِدَّةِ نَتْنِهَا وَقُبْحِهَا وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ اَبْلَغِ الزَّوَاجِرِ عَنِ الْغِيْبَةِ- قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی﴾-

(کچھ) ملے''۔(ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

مَزَجَتْهُ : اس کا ذائقہ بدل ڈالے یا اس کی بو کو اپنی قباحت و گندگی سے بدبو بنا دے۔ یہ روایت غیبت کیلئے بلیغ ترین ڈانٹ ہے' اللہ نے سچ فرمایا:''(ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا' وہ جو کچھ بولتا ہے' وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے''۔

تخریج: رواه ابوداؤد في كتاب الادب' باب الغيبة والترمذی في ابواب صفة القيامة' باب تحريم الغيبة-

اللغات: **حسبك من صفية:** تمہارے لئے اس سے کافی ہے۔ **صفیه:** یہ ام المومنین بنت حی بن اخطب ہیں جو بنی نضیر سے تھیں۔ آیت : ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی﴾ (النجم:۲-۴)

فوائد: امام نووی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ یہ غیبت کے متعلق بلیغ ترین زواجر میں سے ہے۔ مسلمان کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

١٥٢٧ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ :مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ : هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ ، وَيَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِهِمْ! -رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

۱۵۲۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں''۔(ابوداؤد)

تخریج: رواه ابو داؤد في كتاب الادب' باب الغيبة-

اللغات: عرج لی: مجھے اسراء و معراج کی رات اوپر لے جایا گیا۔ يخمشون وجههم يأكلون لحم الناس لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔ غیبت کو گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے جو کہ تلذذ کو جامع ہے ويقعون في اعراضهم: بری کلام کر کے ان کی عزت خراب کرتے ہیں۔ عزت انسان کی مذمت اور تعریف کی جگہ ہے۔

فوائد: غیبت سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ غیبت کرنے والے کو انسانی گوشت کھانے والے اور گہرے کھڈوں میں گرے ہوئے شخص سے تشبیہ دی۔

١٥٢٨ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

۱۵۲۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون' عزت اور مال حرام ہے''۔

(مسلم)

تخریج: رواه مسلم في كتاب البر' باب تحريم ظلم المسلم-

اللغات: حرام: حرام کیا گیا۔ عرضه ذات وحسب۔

فوائد: (۱) اسلام عزت' خون اور مال کی کس قدر حفاظت کرتا اور دوسرے لوگوں کے احترام و اکرام کا کس قدر پاس کرتا ہے۔

۲۵۵ :بَابُ تَحْرِيْمِ سَمَاعِ الْغِيْبَةِ وَاَمْرِ مَنْ سَمِعَ غِيْبَةً مُحَرَّمَةً بِرَدِّهَا وَالْإِنْكَارِ عَلٰى قَائِلِهَا فَإِنْ عَجَزَ اَوْ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ اِنْ اَمْكَنَهُ

باب: غیبت کا سننا حرام ہے اور آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید وانکار کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اس مجلس کو حتی المقدور چھوڑ دے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ﴾ [القصص:٥٥] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ [المومنون:٣] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْ اٰيَاتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانعام:٦٨]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب وہ لغو بات سنتے ہیں تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں''۔ (القصص)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں''۔ (المومنون) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً کان' آنکھ اور دل ان تمام کے متعلق جواب دہی ہوگی''۔ (الاسراء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات کے متعلق طعن و تشنیع کر رہے ہیں ان سے اس وقت تک الگ رہو یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے (اے مخاطب) شیطان بھلا دے تو پھر یاد آ جانے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو''۔ (الانعام)

حل الآیات: اللغو: سب وشتم وغیرہ بری باتیں یخوضون: طعن واستہزاء کرتے ہیں۔ فاعرض عنهم: انکی مجلس ترک کردو۔

١٥٢٩ : وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۲۹: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چہرے سے آگ رد (دور) فرما دیں گے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: راوہ الترمذی فی ابواب البر و الصلة' باب ما جاء فی الذب عن عمر فی المسلم۔

اللغات: من رد عن عرض اخیه: جس نے مسلمان کی عزت کا دفاع اس شخص کے سامنے کیا جو اس کی غیبت کر رہا تھا۔

فوائد: (۱) مسلمان کی عزت سے دفاع قیامت کے دن آگ کے عذاب سے چھٹکارے کا باعث ہے۔

١٥٣٠ : وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الْمَشْهُوْرِ الَّذِيْ تَقَدَّمَ فِيْ بَابِ الرَّجَاءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ

۱۵۳۰: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کی مشہور روایت میں جو گزشتہ باب الرجاء میں گزر چکی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو

فَقَالَ :"اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ : ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَلَا رَسُوْلَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ "لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ ' وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَعِتْبَانُ" بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَحُكِیَ ضَمُّهَا وَبَعْدَهَا تَآءٌ مُثَنَّاةٌ مِنْ فَوْقُ ثُمَّ بَآءٌ مُوَحَّدَةٌ وَالدُّخْشُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْخَآءِ وَضَمِّ الشِّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ۔

فرمایا: ''مالک بن دُخشم کہاں ہے؟ ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے کوئی محبت نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا مت کہو۔ کیا تم نہیں دیکھا کہ اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خالص اللہ کی رضا کے لئے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے خالص اس کی خاطر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والے پر آگ کو حرام قرار دیا''۔ (بخاری و مسلم)

عِتْبَانُ: مشہور اور عتبان عین کے ضمہ کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے۔

اَلدُّخْشُمُ: دال اور شین کے ضمہ کے ساتھ آتا ہے۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاة' باب المساجد فی البیوت و مسلم فی کتاب المساجد' باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة بعذر۔

اللغات: حرم علی النار: آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیا۔ بسا اوقات مؤمن کو کسی گناہ کی معافی نہ ملنے کی وجہ سے کسی گناہ کی سزا مل سکتی ہے۔

فوائد: غیبت کے متعلق حدیث میں جو ممانعت وارد ہے یہ تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ غیبت کی ممانعت یا تو اس شخص کو روکنے سے ہوگی جو کسی مسلمان کی غیبت کرنا چاہتا ہے اور اس کا طریق کار اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا ہے یا اس کی بات کو مسترد کر دینے سے ہوگی۔ (۲) نیک عمل وہ فائدہ مند ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو اور اس کی عبودیت اور تقرب چاہا گیا ہو۔ اس حدیث کی شرح' باب الرجاء رقم ۴۱۸/۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۳۱ : وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ فِیْ قِصَّةِ تَوْبَتِهٖ وَقَدْ سَبَقَ فِیْ بَابِ التَّوْبَةِ – قَالَ :قَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِی الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ :"مَا فَعَلَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ؟" فَقَالَ :رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَالنَّظْرُ فِیْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ' بِئْسَ مَا قُلْتَ :وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا ' فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۳۱: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی طویل روایت میں اپنی توبہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ باب توبہ میں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے آپؐ نے فرمایا کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنی مسلمہ کے ایک شخص نے کہا اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں پر نگاہ ڈالنے نے روک دیا (تکبر و خود پسندی مراد ہے) اس کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تُو نے بہت بری بات کہی۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان میں بھلائی ہی پائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

"عِطْفَاهُ" جَانِبَاهُ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلَى اِعْجَابِهٖ بِنَفْسِهٖ۔

عِطْفَاهُ: اطراف یہ خود پسندی کی طرف اشارہ ہے۔

تخریج: تخریج حدیث باب التوبہ رقم ۹/ ۲۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللغات: حبسه بر داه: اس کو لڑائی کے میدان میں حاضری سے اس کی چادروں نے روکا یعنی خوشحالی نے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات' باب التراجم میں دیکھیں۔

فوائد: (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاذ بن جبل کے اس دفاع کو برقرار رکھنا جو انہوں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا اور مسلمانوں کو غیبت سے بچانے کے لئے اس قسم کے اعمال کی شاندار توجیہ پیش کی گئی ہے۔

۲۵۶: بَابُ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغِيْبَةِ

اَعْلَمْ اَنَّ الْغِيْبَةَ تُبَاحُ لِغَرَضٍ صَحِيْحٍ شَرْعِيٍّ لَّا يُمْكِنُ الْوُصُوْلُ اِلَيْهِ اِلَّا بِهَا وَهُوَ بِسِتَّةِ اَسْبَابٍ : اَلْاَوَّلُ التَّظَلُّمُ فَيَجُوْزُ لِلْمَظْلُوْمِ اَنْ يَّتَظَلَّمَ اِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِيْ وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهٗ وِلَايَةٌ اَوْ قُدْرَةٌ عَلٰى اِنْصَافِهٖ مِنْ ظَالِمِهٖ فَيَقُوْلُ ظَلَمَنِيْ فُلَانٌ بِكَذَا' الثَّانِيْ الْاِسْتِعَانَةُ عَلٰى تَغْيِيْرِ الْمُنْكَرِ وَرَدِّ الْعَاصِيْ اِلَى الصَّوَابِ فَيَقُوْلُ لِمَنْ يَّرْجُوْا قُدْرَتَهٗ عَلٰى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ : فُلَانٌ يَّعْمَلُ كَذَا فَازْجُرْهُ عَنْهُ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَيَكُوْنُ مَقْصُوْدُهُ التَّوَصُّلَ اِلٰى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ يَقْصِدْ ذٰلِكَ كَانَ حَرَامًا ' اَلثَّالِثُ الْاِسْتِفْتَآءُ فَيَقُوْلُ لِلْمُفْتِيْ ظَلَمَنِيْ اَبِيْ ' اَوْ اَخِيْ اَوْ زَوْجِيْ ' اَوْ فُلَانٌ بِكَذَا فَهَلْ لَهٗ ذٰلِكَ ' وَمَا طَرِيْقِيْ فِي الْخَلَاصِ مِنْهُ وَتَحْصِيْلِ حَقِّيْ وَدَفْعِ الظُّلْمِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ ' فَهٰذَا جَآئِزٌ لِلْحَاجَةِ وَلٰكِنَّ الْاَحْوَطَ وَالْاَفْضَلَ اَنْ يَّقُوْلَ : مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَوْ شَخْصٍ اَوْ زَوْجٍ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ كَذَا' فَاِنَّهٗ يَحْصُلُ بِهِ الْغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ وَّمَعَ ذٰلِكَ فَالتَّعْيِيْنُ جَآئِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهٗ فِيْ حَدِيْثِ هِنْدٍ

باب: جو غیبت مباح ہے

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کسی بھی ایسے صحیح غرض شرعی کی بناء پر غیبت جائز ہے جس تک اس کے بغیر نہ پہنچا جا سکے اور اس کے چھ اسباب ہیں: (۱) ظلم' مظلوم کو جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے پاس ظلم کی شکایت و حکایت کرے یا اس کے سامنے یا حاکم مجاز کے سامنے ذکر کرے جو ظالم سے بدلہ لے سکتا ہو۔ اس طرح بیان کرے کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا۔ (۲) برائی کو روکنے میں مدد کرنے کے لئے اور گناہ گار کو درست راہ پر لانے کی غرض سے ہو پس اس طرح کہے اس کو جو منکر ہو تبدیل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس طرح کہے کہ فلاں آدمی یہ کام کر رہا ہے اس کو ڈانٹو اور اسی طرح کے الفاظ سے اس کا اصل مقصود یہ ہو کہ برائی کا ازالہ ہو جائے اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو پھر بھی شکایت حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ فتویٰ طلب کرے اور مفتی کو اس طرح کہے کہ میرے والد یا بھائی یا میرے خاوند یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے۔ کیا اس کو اس ظلم کا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میرے اس سے چھوٹنے اور اپنے حق کو پانے اور ظلم کو دور کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اور اسی طرح کے الفاظ کہے یہ ضرورتاً جائز ہے لیکن زیادہ احتیاط اور فضیلت اس میں ہے کہ مفتی کو اس طرح سوال کرے کہ ایسے مرد یا شخص یا خاوند کا کیا حکم ہے جس کا معاملہ اس طرح ہو؟ اس طرح بغیر متعین کرنے کے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر پھر تعین کرنا بھی جائز ہے جس طرح کہ ہم عنقریب حدیث ہند ذکر کریں گے۔ (۴) چوتھا مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ، اَلرَّابِعُ تَحْذِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيْحَتُهُمْ ، وَذٰلِكَ مِنْ وُّجُوْهٍ : مِنْهَا جَرْحُ الْمَجْرُوْحِيْنَ مِنَ الرُّوَاةِ وَالشُّهُوْدِ وَذٰلِكَ جَآئِزٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ ، وَمِنْهَا الْمُشَاوَرَةُ فِىْ مُصَاهَرَةِ اِنْسَانٍ اَوْ مُشَارَكَتِهٖ ، اَوْ اِيْدَاعِهٖ ، اَوْ مُعَامَلَتِهٖ ، اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ ، اَوْ مُجَاوَرَتِهٖ - وَيَجِبُ عَلَى الْمُشَاوَرِ اَنْ لَّا يُخْفِىَ حَالَهٗ ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِىَ الَّتِىْ فِيْهِ بِنِيَّةِ النَّصِيْحَةِ وَمِنْهَا اِذَا رَاٰى مُتَفَقِّهًا يَتَرَدَّدُ اِلٰى مُبْتَدِعٍ ، اَوْ فَاسِقٍ يَّاْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمَ ، وَخَافَ اَنْ يَّتَضَرَّرَ الْمُتَفَقِّهُ بِذٰلِكَ ، فَعَلَيْهِ نَصِيْحَتُهٗ بِبَيَانِ حَالِهٖ ، بِشَرْطِ اَنْ يَّقْصِدَ النَّصِيْحَةَ وَهٰذَا مِمَّا يُغْلَطُ فِيْهِ وَقَدْ يَحْمِلُ الْمُتَكَلِّمَ بِذٰلِكَ الْحَسَدُ ، وَيُلَبِّسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ ذٰلِكَ ، وَيُخَيِّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ نَصِيْحَةٌ فَلْيَتَفَطَّنْ لِذٰلِكَ وَمِنْهَا اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وِلَايَةٌ لَّا يَقُوْمُ بِهَا عَلٰى وَجْهِهَا : اِمَّا بِاَنْ لَّا يَكُوْنَ صَالِحًا لَّهَا ، وَاِمَّا بِاَنْ يَّكُوْنَ فَاسِقًا ، اَوْ مُغَفَّلًا ، وَنَحْوَ ذٰلِكَ - فَيَجِبُ ذِكْرُ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّهٗ عَلَيْهِ وِلَايَةٌ عَامَّةٌ لِيُزِيْلَهٗ وَيُوَلِّىَ مَنْ يَّصْلُحُ ، اَوْ يَعْلَمَ ذٰلِكَ مِنْهُ لِيُعَامِلَهٗ بِمُقْتَضٰى حَالِهٖ وَلَا يَغْتَرُّ بِهٖ ، وَاَنْ يَّسْعٰى بِهٖ اَنْ يَّحُثَّهٗ عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ اَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهٖ ، اَلْخَامِسُ اَنْ يَّكُوْنَ مُجَاهِرًا بِفِسْقِهٖ اَوْ بِدْعَتِهٖ ، كَالْمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ ، وَمُصَادَرَةِ النَّاسِ ، وَاَخْذِ الْمَكْسِ ، وَجِبَايَةِ الْاَمْوَالِ ظُلْمًا ، وَتَوَلِّى الْاُمُوْرِ الْبَاطِلَةِ - فَيَجُوْزُ ذِكْرُهٗ بِمَا يُجَاهِرُ بِهٖ ، وَيَحْرُمُ ذِكْرُهٗ بِغَيْرِهٖ

نصیحت کرنے کے لئے اور اس کے کئی طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ راویوں اور گواہوں پر جرح کرنا ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت واجب ہے۔ دوسرے کسی انسان کو داماد بنانے کے لئے مشورہ کرنا یا کسی کو اس کو شریک کار بنانے کے لئے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے لئے یا اس سے کوئی معاملہ کرنے کے لئے یا اس کے علاوہ اور کوئی اس کے پڑوس وغیرہ اختیار کرنے کے لئے ہو۔ اس صورت میں مشورہ دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی حالت کو بالکل نہ چھپائے بلکہ خیرخواہی کی نیت کے ساتھ اس کی تمام برائیاں ذکر کر دے۔ تیسرا یہ کہ جب کسی طالب علم کو کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرتا دیکھے اور خطرہ ہو کہ یہ طالب علم اس سے نقصان اٹھائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حالت کو بیان کر کے طالب عالم کو نصیحت کر دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ نصیحت مقصود ہو اور اس کے اندر بہت ساری غلطیاں کی جاتی ہیں کبھی تو ان غلطیوں کا باعث متکلم کا حسد ہوتا ہے اور شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیرخواہی ہے (حالانکہ یہ حسد کی کارروائی ہے) اس میں خوب بیدار مغزی کی ضرورت ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ اس کو عہدہ ملا ہو لیکن وہ اس کے حقوق کو صحیح انجام نہ دیتا ہو خواہ اس لئے کہ اس میں حکومت کی صلاحیت ہو یا نہیں یا اس لئے کہ وہ فاسق یا کم عقل ہے یا اسی طرح کی اور صورت ہو تو اس صورت میں اس کا تذکرہ ایسے آدمی کے سامنے کرنا ضروری ہے جو اس سے بڑے عہدے پر ہو تاکہ وہ اس کو تبدیل کر دے اور کسی ایسے آدمی کو جو مناسب ہو حاکم بنائے یا اس کو یہ بات بتلا دے تاکہ وہ اس نچلے حاکم کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق معاملہ کرے اور اس کے بارے میں دھوکے میں نہ رہے اور وہ یہ کوشش کرے یا تو وہ اس کو سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لئے آمادہ کرے یا اسے بدل ڈالے۔ (۵) کہ کوئی آدمی کھلے طور پر فسق و بدعت اختیار کرنے والا ہو مثلاً اعلانیہ شراب نوشی کرتا ہے اور لوگوں کا مال لیتا ہے اور ان سے

مِنَ الْعُيُوْبِ ، اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ لِجَوَازِهٖ سَبَبٌ اٰخَرُ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ ، السَّادِسُ التَّعْرِيْفُ اِذَا كَانَ الْاِنْسَانُ مَعْرُوْفًا بِلَقَبٍ ، كَالْاَعْمَشِ ، وَالْاَعْرَجِ ، وَالْاَصَمِّ ، وَالْاَعْمٰى ، وَالْاَحْوَلِ ، وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيْفُهُمْ بِذٰلِكَ ، وَيَحْرُمُ اِطْلَاقُهٗ عَلٰى جِهَةِ التَّنْقِيْصِ ، وَلَوْ اَمْكَنَ تَعْرِيْفُهٗ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ اَوْلٰى فَهٰذِهٖ سِتَّةُ اَسْبَابٍ ذَكَرَهَا الْعُلَمَآءُ وَاَكْثَرُهَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ، وَدَلَائِلُهَا مِنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ مَشْهُوْرَةٌ فَمِنْ ذٰلِكَ:

بھتہ وصول کرتا ہے یا ظلماً ٹیکس لیتا ہے اور غلط کاموں کی سرپرستی کرتا ہے تو اس کا تذکرہ کھلم کھلا ضروری ہے مگر اس کے دوسرے عیوب (مخفی) کا ذکر کرنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے جواز کی کوئی دوسری وجہ ثابت ہو جائے جن کا ہم نے ذکر کیا۔ (۶) مشہور نام سے پکارنا جب کوئی آدمی کسی لقب سے مشہور ہو مثلاً اعمش' اعرج' اصم' اعمٰی احوال وغیرہ تو مشہور نام سے ہی اس کا تذکرہ جائز ہے مگر تنقیص کے طور پر اس کا اطلاق حرام ہے۔

یہی چھ اسباب ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ان میں اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور ان کے دلائل صحیح احادیث میں مذکورہ ہیں اور جن میں سے چند احادیث یہ ہیں:

اللغات: یتظلم: اس کے ظلم کا ازالہ کرے۔ الرواۃ: حدیث کی سند کے لوگ۔ الشھود: گواہ۔ یلبس: خلط ملط کرتا ہے۔ اخذ المکس: صاحب قاموس نے کہا بیع میں مکس یمکس کا معنی مال وصول کرنا ہے۔ المکس: ظلم ونقص جاہلیت کے زمانے میں کچھ درہم سامان بیچنے والے سے لئے جاتے تھے یا وہ درہم جو صدقہ سے فراغت کے بعد صدقہ کرنے والا اس کو دے اس کو مکس کہتے ہیں۔ مصباح میں ہے مکس وصولی کو کہتے ہیں مگر مکس کا غالب استعمال اُس مال میں ہونے لگا جو بادشاہ کے حواری ظلماً وصول کریں۔
الاعمش: وہ شخص کہ جس کی نظر بہت زیادہ آنسوؤں کے بہنے سے بہت زیادہ کمزور ہو جائے۔

۱۵۳۲ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : "ائْذَنُوْا لَهٗ ، بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. اِحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِيْ جَوَازِ غِيْبَةِ اَهْلِ الْفَسَادِ وَاَهْلِ الرِّيَبِ.

۱۵۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو اجازت دے دو یہ خاندان کا ایک بہت برا آدمی ہے''۔ (بخاری ومسلم) بخاری نے اس روایت کا اصل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کو جائز ہونے کی دلیل بنایا۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الادب' باب ما لایجوز من اغتیاب اهل الفساد ومسلم فی البر' باب مراة من یتقی فحشه۔

اللغات: اخو العشیرۃ: قبیلے کا آدمی یعنی وہ بہت برا ہے جبکہ وہ انہی میں سے ہو۔

فوائد: امام نووی نے ذکر کیا کہ مشکوک اور مفسد لوگوں کی غیبت جائز ہے تاکہ ان کے ظاہر ہونے سے لوگ دھوکے میں مبتلا نہ ہوں۔

۱۵۳۳ : وَعَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَّفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ : قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ : هٰذَانِ الرَّجُلَانِ كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ.

۱۵۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے''۔ (بخاری)

اس حدیث کے راوی لیث بن سعد کہتے ہیں یہ دو آدمی منافقین میں سے تھے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب مایکون من الظن۔

اللغات: ما اظن فلانا و فلاناً یعرفان من دیننا شیئاً: یعنی حقیقت میں وہ اسلام کی کسی بات پر نہیں۔

فوائد: منافقین کی غیبت جائز ہے تا کہ ان کی ظاہری حالت سے ان لوگوں کو التباس نہ ہو جو ان کی حالت سے ناواقف ہوں۔

١٥٣٤ : وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : إِنَّ اَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ، وَاَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : "وَاَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسَآءِ" وَهُوَ تَفْسِيْرٌ لِرِوَايَةِ: لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" وَقِيْلَ مَعْنَاهُ : كَثِيْرُ الْاَسْفَارِ۔

۱۵۳۴: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ابوالجہم اور معاویہ دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاویہ تو مفلس ہے اس کے پاس مال نہیں اور ابوجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں رکھتا (یعنی مار پیٹ اور تشدد کرنے والا ہے)''۔ (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے درحقیقت **لَا يَضَعُ** کی تفسیر ہے بعض نے کہا اس کا معنی بہت زیادہ سفر کرنا ہے۔

تخریج: لم نرہ البخاری و قد ذکر صاحب منقتی الاخبار انه رواہ الجماعة الاالبخاری و مسلم فی کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها۔

اللغات: صعلوك: فقیر۔ عاتقه: یعنی کندھے اور گردن کا درمیانی حصہ۔

فوائد: منگنی کا پیغام دینے والے کے سامنے وضاحت جائز ہے اس طرح جس طرح پیغام دیا گیا اور اس میں اس کی غلطیوں کو چھپایا نہ جائے گا اور یہ غیبت نہ ہوگی۔

١٥٣٥ : وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَقَالَ : لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ، فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهُ مَا فَعَلَ : فَقَالُوْا : كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْهُ شِدَّةٌ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقِيْ: "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ" ثُمَّ دَعَاهُمُ

۱۵۳۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اس میں لوگوں کو سختی پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے کہا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر مت خرچ کرو یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو اس کی اطلاع دی آپؐ نے عبداللہ بن ابی کو پیغام بھیجا اس نے آپؐ کی قسم اٹھا کر کہا اس نے یہ نہیں کہا پس لوگ کہنے لگے۔ زید نے جھوٹ بولا میرے دل میں ان کی بات سے بہت رنج پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ میں اتار دی پھر نبی اکرم ﷺ نے ان (منافقین) کو بلایا تا کہ آپؐ ان کے لئے

النَّبِیُّ ﷺ لِیَسْتَغْفِرَلَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُ وْسَهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

استغفار کر دیں تو انہوں نے اپنے سروں کو استغفار سے بے رغبتی کرتے ہوئے پھیر دیا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب التفسیر' تفسیر سورة المنافقون ومسلم فی اول کتاب صفات المنافقین۔

اللغات: **عبدالله بن ابی سلول:** مدینہ کے منافقین کا لیڈر۔ **ینفضوا:** وہ منتشر ہو جائیں۔ **فاجتهد عینیه:** یعنی قسم اٹھائی اور تکرار سے قسم کو مؤکد کیا۔ **شدة:** دکھ۔ ﴿اِذَا جَآءَ كَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾۔ الایہ: **لووا روسهم:** استغفار سے بے رغبتی اور اعراض کرتے ہوئے اپنے سروں کو موڑتے۔

فوائد: خائن اور منافق لوگوں کے رازوں کا افشاء کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

۱۵۳۶ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدٌ امْرَاَةُ اَبِیْ سُفْیَانَ لِلنَّبِیِّ ﷺ :اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَا یَكْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا یَعْلَمُ قَالَ : "خُذِیْ مَا یَكْفِیْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۵۳۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے اور میری اولاد کے لئے کفایت کرے مگر وہ جو میں اس کے بغیر بتلائے لے لوں۔ آپ نے فرمایا: ''دستور کے موافق جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے کافی ہو جائے وہ لے لو''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب النفقات' باب نفقة المراة اذا غاب زوجها و البیوع' و باب من اجری امر الامصار علی ما یتعارفون و غیرهما ومسلم فی کتاب الاقضیة' باب قضیة هند۔

اللغات: **هند:** یہ ہند بن ربیعہ القرشیہ ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ اپنے خاوند کے مسلمان ہونے کے ایک رات بعد فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ **شحیح:** بخیل وحریص بغیر اسراف اور کمی کے۔

فوائد: (۱) میاں بیوی کو ایک دوسرے کی غیبت فتویٰ طلب کرنے کے وقت جائز ہے کیونکہ اس پر شریعت کے احکام کا دارومدار ہے۔ (۲) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ خاوند کے مال سے اپنا حق بغیر اس کی اجازت کے لے لے جبکہ وہ اس سلسلے میں رکاوٹ بنتا ہو۔

۲۵۷ :بَابُ تَحْرِیْمِ النَّمِیْمَةِ وَهِیَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَیْنَ النَّاسِ عَلٰی جِهَةِ الْاِفْسَادِ

باب: چغلی کی حرمت' چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ﴾ [ن:۱۱] وَقَالَ تَعَالٰی :﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ [ق:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بہت زیادہ طعنہ زنی کرنے والے اور چغل خور'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی انسان لفظ بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہے۔''

حل الآیات **هماز:** غیبت کرنے والا یا لوگوں کے لئے غیبت کرنے والا۔ **مشاء بنمیم:** لوگوں میں بہت زیادہ لگائی بجھائی اور بہت زیادہ فساد لوگوں کے درمیان پھیلانے والا۔

۱۵۳۷ : وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۳۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب' باب ما یکرہ من النمیمة و مسلم فی کتاب الایمان' باب غلظ تحریم النمیمة۔

اللغات: نمام: بہت زیادہ چغلی کرنے والا۔ نم فساد اور بگاڑ کے لئے کسی بات کی اشاعت کرنا اور جھوٹ سے کلام کو مزین کرنا۔

فوائد: وہ چغل خور جو چغلی کو حلال سمجھے جبکہ وہ یہ جانتا ہو کہ اس کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے تو جنت میں داخل نہ ہوگا اور اگر کسی نافرمان کی چغلی کھائے تو جنت میں اولین کامیاب ہونے والوں میں وہ شامل نہ ہوگا۔

۱۵۳۸ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ : "اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ! بَلٰى اِنَّهُ كَبِيْرٌ : اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهٰذَا لَفْظُ اِحْدٰى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ : مَعْنٰى : "وَيُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ" : اَيْ كَبِيْرٍ فِيْ زَعْمِهِمَا - وَقِيْلَ : كَبِيْرٍ تَرْكُهٗ عَلَيْهِمَا۔

۱۵۳۸: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: '' ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جا رہا کیوں نہیں بلکہ وہ بڑی بات ہی ہے پھر ایک ان دونوں میں سے چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے وقت اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یا ستر کا لحاظ نہیں رکھتا تھا''۔ (بخاری ومسلم)

یہ بخاری کی ایک روایت ہے کہ علماء نے فرمایا "وَيُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ" یعنی ان کے خیال میں بڑا نہیں تھا۔ بعض نے کہا ان کا چھوڑنا ان پر بھاری نہیں تھا۔

تخریج: رواہ البخاری فی الوضوء' الباب الذی بعد' باب ما جاء فی غسل البول و الجنائز' باب عذاب القبر من الغیبة و البول و' باب الجرید علی القبر وغیر هما ومسلم فی کتاب الطهارة' باب الدلیل علی نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه۔

اللغات: لا يستتر من بوله: یعنی لوگوں کی آنکھوں سے وہ پردہ نہیں کرتا تھا یا اپنے پیشاب سے وہ نہیں بچتا تھا۔ ایک اور روایت میں یہ ہے لا يستبرء من بوله: پیشاب سے وہ براءت نہ حاصل کرتا تھا اور نہ ہی اس وقت تک رکتا تھا کہ پیشاب والی جگہ میں جو کچھ ہے وہ صاف ہو جائے۔

فوائد: (۱) غیبت حرام ہے اور یہ وہ ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو مرتکب کے لئے عذاب قبر کا باعث ہے۔ پیشاب کے وقت چھپنا یعنی پردہ کرنا ضروری ہے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۲) عذاب قبر کا ثبوت بتلایا گیا اور اس کے منجملہ اسباب میں چغلی اور پیشاب سے نہ بچنا یا پیشاب کے وقت ستر کا لحاظ نہ کرنا ہے۔

۱۵۳۹ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيْمَةُ : الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۳۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں کہ عَضْهُ یا عِضْهُ کیا ہے؟ فرمایا وہ چغلی ہے لوگوں کے درمیان کسی کی بات

"اَلْعَضْهُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْهَاءِ عَلٰى وَزْنِ الْوَجْهِ، وَرُوِىَ الْعِضَةُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلٰى وَزْنِ الْعِدَةِ" وَهِىَ الْكَذِبُ وَالْبُهْتَانُ، وَعَلَى الرِّوَايَةِ الْاُوْلٰى: الْعَضْهُ مَصْدَرٌ يُقَالُ: عَضَهَهٗ عَضْهًا: اَىْ رَمَاهُ بِالْعَضْهِ۔

کرنا''۔ (مسلم)

اَلْعَضْهُ: عین مہملہ کے فتح اور ضاد معجمہ کے سکون اور ہاء کے ساتھ۔ الوجہ) کے وزن پر اور یہ لفظ عین کے کسرہ اور ضاد معجمہ کی فتح کے ساتھ بھی مروی ہے۔

"عِدَةِ" کے وزن پر جھوٹ بہتان کے معنی میں مستعمل ہے اور پہلی روایت کے لحاظ سے الْعِضَةُ مصدر ہے کہا جاتا ہے۔ عَضَهَهٗ عَضْهًا یعنی اس کو متہم کیا۔

تخریج: رواه مسلم فى كتاب البر، باب تحريم النميمة۔

فوائد: چغلی سے بچنا چاہئے یہ جھگڑے اور افتراق کا سبب ہے۔

۲۵۸ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيْثِ وَكَلَامِ النَّاسِ اِلٰى وُلَاةِ الْاُمُوْرِ اِذَا لَمْ تَدْعُ اِلَيْهِ حَاجَةٌ كَخَوْفِ مَفْسَدَةٍ وَّنَحْوِهَا

بَاب: لوگوں کی باتوں کو بلاضرورت بلافساد انگیزی وغیرہ کے حکام تک پہنچانے سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة:۲]

وَفِى الْبَابِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِى الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر''۔ (المائدہ)

گزشتہ باب والی احادیث بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

حل الآیات الاثم: گناہ۔ العدوان: ظلم

۱۵۴۰ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا يُبَلِّغُنِىْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِىْ عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ۔

۱۵۴۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچائے اس لئے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تم میں نکل کر آؤں اور اس حالت میں کہ میرا سینہ ہر ایک کے متعلق صاف ہو''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

تخریج: رواه ابوداؤد فى كتاب الادب، باب وقع من المجلس والترمذى فى ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبى صلى الله عليه وسلم۔

اللغات: لا يبلغنى من اصحابى عن احد: مجھے کوئی شخص میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچائے جس کو میں ناپسند کرتا ہوں یا جس کا نقصان اس کو پہنچے۔

فوائد: ستر پر آمادہ کیا گیا اور غلطیوں سے درگزر کرنے پر آمادہ کیا گیا اور آنحضرت ﷺ کی مسلمانوں کی اجتماعی سلامتی اور قوت و ربط کے لئے شدید خواہش ظاہر کی گئی۔

۲۵۹ :بَابُ ذَمِّ ذِی الْوَجْھَیْنِ!

بَابٌ: منافق کی مذمت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ وَھُوَ مَعَھُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا [النساء: ۱۰۸] الْاٰیَتَیْنِ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے (اپنی قدرت کے ساتھ) جب کہ وہ ناپسند بات پر رات گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں اُن کا احاطہ کرنے والے ہیں''۔

حل الآیات: یستخفون: چھپتے۔ یبیتون: غور کرتے اور اصل اس کی یہ ہے کہ رات کو ہو۔

۱۵۴۱ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ''تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُھُوْا وَتَجِدُوْنَ خِیَارَ النَّاسِ فِیْ ھٰذَا الشَّانِ اَشَدَّھُمْ کَرَاھِیَۃً لَّہٗ ، وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰٓؤُلَآءِ بِوَجْہٍ وَھٰٓؤُلَآءِ بِوَجْہٍ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۵۴۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو معدن (کانوں) کی طرح پاؤ گے۔ ان میں جو جاہلیت میں اعلیٰ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ ہیں جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کرلیں اور اس معاملہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر اُن کو پاؤ گے جو ان عہدوں کو ناپسند کرنے والے ہیں اور لوگوں میں بدترین وہ ہے جو ان کے پاس ایک چہرے سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اوّل' باب المناقب ومسلم فی کتاب فضائل الصحابۃ' باب خیار الناس۔

اللغات: **تجدون الناس معاون:** لوگوں نسب والے ہیں جن کی طرف وہ اپنی نسبت کرتے اور ان پر فخر کرتے ہیں۔ **فقھوا:** یہ قاف کے ضمہ اور کرہ دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ معنی احکام شریعت کا جاننا۔ **فی ھذا الشأن** یعنی امارت و خلافت میں۔

فوائد: (۱) جاہلیت میں اچھی اصل والے لوگ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اگر اسلامی احکام سیکھ لیں تو ان کی اصلیت و شرافت کو اور چاند لگ جائیں گے۔ (۲) منصب کا سب سے زیادہ اہل وہ ہے جو اس سے زیادہ بے رغبتی اختیار کرنے والا ہے کیونکہ اگر وہ حاکم بنا دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم رہے گا اور ان کو نافذ کرنے میں بہت زیادہ حریص ہوگا۔ (۳) **ذو الوجھن** سے وہ شخص مراد ہے جو ایک جماعت کے سامنے خود کو ان کا ساتھی اور دوسروں کا مخالف ظاہر کرے وہ بدترین لوگوں میں سے ہے۔ جو آدمی ہر گروہ کے پاس جائے اور اصلاح کے لئے کوشاں ہو وہ اچھا انسان ہے۔

۱۵۴۲ : وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لِجَدِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ، اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰی سَلَاطِیْنِنَا فَنَقُوْلُ لَھُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَکَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِھِمْ قَالَ : کُنَّا

۱۵۴۲: محمد بن زید سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے میرے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کو اس کے الٹ کہتے ہیں جو ہم باتیں کرتے ہیں اس وقت جب کہ ان کے ہاں سے نکلتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا

نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق شمار ہوتی تھی''۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الاحکام' باب مایکره من ثناء السلطان۔

اللغات: سلطاننا: اپنے حکمران۔ نقول لهم بخلاف ما نتکلم اذا اخرجنا من عندهم ہم ان کی موجودگی میں ان کی تعریف کرتے جبکہ باہر نکل کر ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ کنا نعدها نفاقا ہم اس کو نفاق عملی قرار دیتے تھے۔

فوائد: (۱) سچے ایمان والوں کی علامت یہ ہے کہ سامنے اور غیر موجودگی میں سچ بولتے ہیں باقی جو لوگ منہ پر تعریف اور پیچھے مذمت کرتے ہیں وہ بزدل منافق ہیں۔ (۲) مسلمان حاکم کے ساتھ اپنی پوری خیر خواہی ظاہر کرتا ہے اور عارضی منفعت والی ملاقات اس سے نہیں کرتا۔

۲٦٠ : بَابُ تَحْرِيْمِ الْكِذْبِ

باب: جھوٹ کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [الاسراء:٣٦] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:١٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں''۔ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو لفظ بھی انسان بولتا ہے مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے۔'' (ق)

حل الآیات: ولا تقف: نہ اتباع کرو۔

١٥٤٣ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۴۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ گناہ کی طرف لے جانے والا اور گناہ آگ تک پہنچانے والا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الادب' باب قول الله تعالیٰ: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ و مسلم فی کتاب البر' باب قبح الکذب و حسن الصدق۔

اللغات: الصدق: اپنے علم کے مطابق اطلاع دینا۔ یہ کذب کی ضد ہے۔ البر: یہ لفظ ہر خیر کو جامع ہے۔ صدیقا: سچائی کا عادی۔ الکذب خلافِ واقعہ بات کہنا۔ الفجور: فسق اور گناہوں میں مشغول ہو کر سرعام گناہ کرنا۔ ہر شر کا جامع نام ہے۔

فوائد: (۱) صدق کی طرف توجہ دینے اور اس کا اہتمام کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ جب وہ اس کی طرف راغب ہوگا تو اس سے ... (۲) کذب سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس میں تساہل پسندی اختیار نہ کرنا چاہئے۔ جھوٹ چیزوں میں

سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا اور سچ اشیاء میں سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (۳) واقعات کے سامنے بہادری پر سچ دلالت کرتا ہے جبکہ جھوٹ تردد بزدلی اور حالات کے بالمقابل بے یقینی پر دلالت کرتا ہے۔ (۴) کسی اچھے کام کی عادت ڈال لینا جو آدمی کی پہچان بن جائے یہ عمدہ اخلاق میں سے ہے۔

۱۵۴۴ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِّفَاقٍ حَتّٰى يَدَعَهَا :اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ مَعَ حَدِيْثِ اَبِي هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهٖ فِيْ بَابِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ۔

۱۵۴۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب وعدہ کرے تو بدعہدی کرے' جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے''۔ (بخاری و مسلم) یہ روایت وضاحت کے ساتھ بَابُ الْوَفَآ بِالْعَهْدِ میں گذری۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان' باب علامات المنافق ومسلم فی کتاب الایمان' باب لا یدخل الجنه الا المؤمنون و قد تقدم فی' باب الوفاء بالعھد۔

اللغات: اربع: چار خصلتیں۔ یدعها: ان کو چھوڑ دے۔ فجر: جھگڑنے میں مبالغہ کرے اور جھوٹی قسمیں اٹھائے۔

فوائد: (۱) ان خصلتوں سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ منافقین کی خصلتوں میں سے ہیں۔ (۲) یہ چار خصلتیں جب کسی انسان میں اکٹھی ہو جائیں تو وہ مکمل منافق ہے۔

۱۵۴۵ :وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ ، وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ صُبَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

"تَحَلَّمَ" : اَيْ قَالَ اِنَّهٗ حَلَمَ فِيْ نَوْمِهٖ وَرَاٰى كَذَا وَكَذَا وَهُوَ كَاذِبٌ– "وَالْاٰنُكُ" بِالْمَدِّ وَضَمِّ النُّوْنِ وَتَخْفِيْفِ الْكَافِ : وَهُوَ الرَّصَاصُ الْمُذَابُ۔

۱۵۴۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اس کو قیامت کے دن دو جو کے دانوں میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ہرگز نہیں کر سکے گا جس نے کسی ایسی قوم کی بات کی طرف کان لگایا جو اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو اس کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں پھونک نہیں سکے گا''۔ (بخاری)

تَحَلَّمَ : یوں کہنا میں نے نیند میں اس طرح اس طرح دیکھا ہے حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

وَالْاٰنُكُ: پگھلا ہوا سیسہ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب التعبیر' باب من کذب فی حلمه۔

اللغات: بحلم: خواب خواہ اچھا ہو یا برا اصل یہ ہے کہ برے خواب کو کہتے ہیں کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: **الرؤیا من اللہ و الحلم من الشیطن:** اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پراگندہ خیالات شیطان کی طرف سے ہے۔ **ان یعقد بین الشعیرتین و لن یفعل:** وہ دو جو کے درمیان گرہ لگائے مگر وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا یہ اس لئے تا کہ آگ میں اس کو دُگنا عذاب ہو کیونکہ دو جو کے درمیان گرہ لگانا ناممکن ہے۔ صب: ڈالا جائے گا۔

فوائد: (۱) جو جھوٹی خواب بنائے اس کے متعلق سخت وعید ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لوگوں پر جھوٹ بولنا ہے۔ (۲) جاسوسی اور خفیہ کسی کی باتیں سننے سے ڈرایا گیا۔ (۳) جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ (۴) تصویر بنانے والوں کے لئے سخت وعید سنائی گئی کیونکہ وہ قدرتِ الٰہی کے متعلق منازعت کرنے والے ہیں۔

١٥٤٦ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَمَعْنَاهُ يَقُوْلُ :رَاَيْتُ فِيْمَا لَمْ يَرَهُ.

۱۵۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے دیکھی نہ ہو''۔ (بخاری) معنی اس کا یہ ہے کہ یوں کہے میں نے دیکھا حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

تخریج: رواہ البخاری فی التعبیر، باب من کذب فی حلمہ۔

اللغات: افریٰ: سب سے بڑا جھوٹ۔ الفریٰ: جمع فریۃ، جھوٹ۔

فوائد: (۱) نیند یا بیداری میں جھوٹی تصاویر گھڑنے کی مذمت کی گئی۔

١٥٤٧ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ : "هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنْ رُّؤْيَا؟" فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُصَّ ، وَاِنَّهٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ : "اِنَّهٗ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتِيَانِ ، وَاِنَّهُمَا قَالَا لِيْ : انْطَلِقْ ، وَاِنِّيْ انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ، وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاْسَهٗ ، فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا ، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى!" قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا :سُبْحَانَ اللّٰهِ ! مَا هٰذَا؟ قَالَا لِيْ :اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا

۱۵۴۷: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے رہتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس وہ اپنا خواب آپ صلی اللہ علیہ کے سامنے پیش کرتا جس کو مشیت ایزدی شامل حال ہوتی کہ وہ بیان کرے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہمارا گزر ایک لیٹے ہوئے شخص پر ہوا اور دوسرا آدمی اس پر پتھر لے کر کھڑا تھا اچانک وہ پتھر اس کے سر پر مارتا اور اس کے سر کو کچل دیتا پتھر وہاں سے دور لڑھک جاتا وہ آدمی اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لاتا ابھی وہ واپس لوٹا نہیں تھا کہ اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا پھر وہ لوٹ کر اس کے ساتھ وہی کرتا جو پہلی مرتبہ کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا چلو چلو۔ ہم چل دیئے۔ ہم ایک آدمی

فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ وَمَنْخِرَهُ إِلَى قَفَاهُ ، وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُوْلَى" قَالَ : قُلْتُ : سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَانِ؟ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ ، فَأَحْسِبُ أَنَّهُ قَالَ : "فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ ، وَأَصْوَاتٌ فَاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا - قُلْتُ : مَا هَؤُلَاءِ ؟ قَالَا لِي : انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرَ مِثْلَ الدَّمِ ، وَإِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ ، وَإِذَا عَلَى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيرَةً ، وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ ، كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَغَرَ لَهُ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا ، قُلْتُ لَهُمَا : مَا هَذَانِ؟ قَالَا لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْآةِ أَوْ كَأَكْرَهِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآى فَإِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا ، قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا؟ قَالَا لِي : انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا

کے پاس سے گزرے جو چت لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کا زنبور لئے کھڑا ہوا تھا وہ اس کے چہرے کے ایک طرف کے کلّے کو گدی تک چیر دیتا اور اس کی ناک کو بھی گدی تک اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک (چیرتا) پھر دوسرے پہلو کی طرف جاتا تو اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کرتا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا ابھی وہ اس پہلو سے فارغ نہیں ہوتا کہ پہلے وہ درست ہو جاتا پھر دوبارہ اس کے ساتھ وہی عمل اختیار کرتا جو وہ پہلے کر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں۔ ہم چل دیئے چنانچہ ہمارا گزر تنور جیسی چیز کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بہت شور و شغب کی آوازیں تھیں۔ پس ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں جونہی نیچے آگ کی لپٹ ان کو پہنچتی تو اس وقت وہ شور مچاتے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں)۔ ہم چلتے رہے تو ہمارا گزر ایک نہر کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ خون کی طرح سرخ نہر اور اس نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کئے ہوئے تھے جب وہ تیرنے والا تیر کر اس آدمی کی طرف آتا جس کے پاس پتھر جمع تھے تو اپنا منہ اس کے سامنے کھولتا چنانچہ وہ اس کے سامنے پتھر لقمے کے طور پر ڈالتا پھر یہ جا کر تیرنے لگتا کچھ دیر بعد پھر لوٹ کر آتا جب بھی لوٹتا تو یہ اپنے منہ کو کھولتا تو وہ اس کو پتھر کا لقمہ کھلاتا میں نے ان دونوں کو کہا یہ کون ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے)۔ ہم چل دیئے ہمارا گزر ایک کریہہ المنظر آدمی کے پاس سے ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا جتنا کسی انتہاء درجہ کے قبیح آدمی کو تم نے دیکھا اس سب سے زیادہ قبیح کے پاس سے ہوا اس کے پاس آگ تھی جس کو وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ دونوں نے مجھ

مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيْعِ ، وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرَيِ
الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَادُ اَرٰى رَاْسَهٗ
طُوْلًا فِي السَّمَآءِ ، وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ
اَكْثَرِ وِلْدَانٍ مَا رَاَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ : مَا هٰذَا؟
وَمَا هٰؤُلَآءِ؟ قَالَا لِيْ : اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا
فَاَتَيْنَا اِلٰى دَوْحَةٍ عَظِيْمَةٍ لَّمْ اَرَ دَوْحَةً قَطُّ
اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ قَالَا لِيْ : اِرْقَ فِيْهَا ،
فَارْتَقَيْنَا فِيْهَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ
وَّلَبِنِ فِضَّةٍ ، فَاَتَيْنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ
لَنَا فَدَخَلْنَا هَا ، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ
خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَآءٍ! وَشَطْرٌ مِّنْهُمْ
كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَآءٍ! قَالَا لَهُمْ : اذْهَبُوْا فَقَعُوْا
فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ ، وَاِذَا هُوَ نَهْرٌ مُّعْتَرِضٌ
يَجْرِيْ كَاَنَّ مَآءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ ،
فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِيْهِ ، ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ
ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ
صُوْرَةٍ" قَالَ: قَالَا لِيْ : هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ
وَّهٰذَاكَ مَنْزِلُكَ فَسَمَا بَصَرِيْ صُعُدًا فَاِذَا
قَصْرٌ مِّثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَآءِ قَالَا لِيْ : هٰذَاكَ
مَنْزِلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمَا ، فَذَرَانِيْ
فَاَدْخُلَهٗ – قَالَا : اَمَّا الْاٰنَ فَلَا وَاَنْتَ دَاخِلُهٗ –
قُلْتُ لَهُمَا : فَاِنِّيْ رَاَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا؟ فَمَا
هٰذَا الَّذِيْ رَاَيْتُ؟ قَالَا لِيْ : اَمَا اِنَّا سَنُخْبِرُكَ :
اَمَّا الرَّجُلُ الْاَوَّلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ
رَاْسُهٗ بِالْحَجَرِ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَاْخُذُ الْقُرْاٰنَ
فَيَرْفُضُهٗ ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَاَمَّا
الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهٗ اِلٰى
قَفَاهُ وَمَنْخِرُهٗ اِلٰى قَفَاهُ فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْا مِنْ

کو کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے) ہم چل دیئے۔ پھر ہمارا گزر ایک گھنے باغ سے ہوا جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے تھے اور باغ کے درمیان میں ایک طویل قد آدمی تھا کہ اس کی طوالت کے باعث میں اس سر دیکھنے سے بھی قاصر تھا اور اس کے گرد بہت سے بچے تھے ایسے بچے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ اور یہ کون ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلئے (آگے چلئے)۔ ہم چلتے رہے۔ ہمارا گزر ایک بہت بڑے درخت کے پاس سے ہوا کہ جس سے بڑا اور خوبصورت درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا تو انہوں نے مجھے کہا اس پر چڑھئے ہم اس پر چڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شہر ہے جس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی جب ہم اس کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا پس ہم اس میں داخل ہوئے تو (وہاں) ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کا کچھ حصہ بہت خوبصورت تھا کہ اس طرح کا خوبصورت جسم کبھی دیکھا نہیں گیا اور جسم کا ایک حصہ بہت ہی بدصورت تھا کہ اس طرح کا بدصورت جسم کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے اس کو کہا تم اس نہر میں کود جاؤ۔ سامنے پانی کی نہر (باغ کے) عرض میں چل رہی تھی۔ اس کا پانی گویا خالص سفید دودھ تھا۔ وہ اس کے قریب جا کر اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی بدصورتی (ان سے زائل ہو) چکی تھی اور وہ نہایت حسین وجمیل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دونوں نے کہا یہ جنت عدن ہے۔ وہ تیرا مکان ہے (اس دوران) میری نگاہ اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادلوں کی مانند ایک محل نظر آیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ تیرے رہنے کی جگہ ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا اس وقت نہیں البتہ آپ اس میں داخل ہوں گے۔ میں نے ان دونوں کو کہا میں نے آج رات جو عجائبات ملاحظہ کیں یہ کیا ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ میں نے کیا دیکھا؟ دونوں نے مجھے کہا سنیں ہم آپ

بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكِذْبَةَ تَبْلُغُ الْاٰفَاقَ وَاَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ مِثْلِ بِنَآءِ التَّنُّوْرِ فَاِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَاِنَّهُ اٰكِلُ الرِّبَا ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيْهُ الْمَرْاٰةِ الَّذِيْ عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَاِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ ، وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهُ اِبْرَاهِيْمُ ، وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَرْقَانِيِّ "وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ" فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ" وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ"رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ "رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ" ثُمَّ ذَكَرَهُ وَقَالَ : "فَانْطَلَقْنَا اِلٰى نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَاِذَا ارْتَفَعَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادُوْا اَنْ يَخْرُجُوْا ، وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا ، وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ" وَفِيْهَا "حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ" وَلَمْ يَشُكَّ "فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ وَّبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ ، فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ فَرَدَّهُ

کو اطلاع کرتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپ اس حال میں آئے کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ وہ آدمی تھا جس نے قرآن کو حاصل کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز (ادا کئے بغیر) سو رہا۔ پھر وہ آدمی کہ جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ اس کے جبڑوں کو گدی تک اور اس کے نتھنے کو گدی تک اور آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا وہ ایسا آدمی ہے جو صبح گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ دنیا کے کناروں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ مرد اور عورتیں جو برہنہ حالت میں تنور جیسی عمارت میں تھے وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپ اس حالت میں آئے کہ وہ نہر میں تیرتا ہے اور اس کو پتھر کے لقمے دیئے جا رہے تھے وہ سود خور ہے پھر وہ کریہہ المنظر شخص جو آپ نے آگ کے پاس دیکھا' وہ اس آگ کو بھڑکا رہا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا وہ مالک ہے جو آگ کا نگران ہے اور وہ طویل القامت شخص جو باغ میں تھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور رہے وہ بچے جو ان کے اردگرد تھے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہوئے اور علامہ برقانی کی روایت میں ہے جو فطرت پر پیدا ہو۔ بعض مسلمانوں نے سوال کیا مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مشرکین کے بچے بھی (وہیں ہوں گے) پھر وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ بہت خوبصورت اور دوسرا نہایت بدصورت تھا وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے نیک اعمال اور برے اعمال ملا دیئے اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔

بخاری ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور وہ مجھے نکال کر مقدس سرزمین کی طرف لے گئے پھر آگے اسی طرح ذکر کیا پس ہم چلتے ہوئے ایک تنور جیسے سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ تنگ اور نیچے والا وسیع تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑکائی جا رہی تھی جب آگ بلند ہوتی تو وہ (لوگ جو اس کے اندر تھے) بھی اوپر کو اٹھتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ اور جب شعلوں کی بھڑک کم

حَيْثُ كَانَ ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ
يَرْمِيْ فِيْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ"
وَفِيْهَا "فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا
لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا ، فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ
وَّشَبَابٌ" وَفِيْهَا : "اَلَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ
فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى
تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ" وَفِيْهَا
: "اَلَّذِيْ رَاَيْتَهُ يُشْدَخُ رَاْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ
الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيْهِ بِالنَّهَارِ
فَيُفْعَلُ بِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ، وَالدَّارُ الْاُوْلٰى الَّتِيْ
دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ
فَدَارُ الشُّهَدَآءِ ، وَاَنَا جِبْرِيْلُ ، وَهٰذَا مِيْكَآءِ
يْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ ، فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا فَوْقِيْ
مِثْلُ السَّحَابَةِ ، قَالَا : ذَاكَ مَنْزِلُكَ ، قُلْتُ
دَعَانِيْ اَدْخُلْ مَنْزِلِيْ ، قَالَا :اِنَّهٗ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ
لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهٗ اَتَيْتَ مَنْزِلَكَ"
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهٗ "يَثْلَغُ رَاْسَهٗ" هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ
وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ اَيْ يَشْدَخُهٗ وَيَشُقُّهٗ –
قَوْلُهٗ "يَتَدَهْدَهُ" : اَيْ يَتَدَحْرَجُ –
"وَالْكَلُّوْبُ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّ اللَّامِ
الْمُشَدَّدَةِ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ – قَوْلُهٗ "فَيُشَرْشِرُ"
: اَيْ يَقْطَعُ : قَوْلُهٗ – "ضَوْضَوْا" وَهُوَ
بِضَادَيْنِ مُعْجَمَتَيْنِ : اَيْ صَاحُوْا قَوْلُهٗ
"فَيَفْغَرُ" هُوَ بِالْفَاءِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ : اَيْ
يَفْتَحُ – قَوْلُهٗ "الْمَرْآةِ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ : اَيِ
الْمَنْظَرِ ۔ قَوْلُهٗ : "يَحُشُّهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ
وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ :

ہو جاتی تو اس میں لوٹ جاتے اس میں عورتیں اور مرد برہنہ تھے اور
اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا گزر خون کی ایک نہر کے پاس سے
ہوا اور روایت میں شک وشبہ کے الفاظ کی گنجائش نہیں' نہر کے درمیان
میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی کھڑا تھا
پس وہ آدمی جو نہر کے درمیان میں (کھڑا) جب نہر سے نکلنے کا ارادہ
کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو وہیں لوٹا
دیتا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دونوں نے مجھے
درخت پر چڑھایا اور مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا کہ جس سے
زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں بوڑھے اور
جوان مرد تھے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو تم نے دیکھا کہ اس
کے جبڑے چیرے جا رہے ہیں وہ کذاب ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے
وہ باتیں اس کی قبول کر لی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے
کناروں تک پہنچ جاتی ہیں قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا
جاتا رہے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو آپؐ نے دیکھا اس
کا سر کچلا جا رہا ہے وہ وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ
رات کو اس سے سو رہا اور دن میں اس پر عمل نہ کیا قیامت تک اس کے
ساتھ ایسا کیا جاتا رہے گا وہ پہلا گھر جس میں آپؐ داخل ہوئے عام
مومنوں کا ہے اور یہ گھر شہداء کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ
میکائیل ہے تم اپنا سر اٹھاؤ دونوں نے کہا وہ تمہارا مکان ہے میں نے
کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مقام میں داخل ہو جاؤں دونوں نے
کہا تیری عمر باقی ہے جس کو آپؐ نے پورا نہیں کیا۔ جب آپؐ پورا
کریں گے تو آپؐ اپنے مکان میں تشریف لائیں گے"۔ (بخاری)

يَثْلَغُ رَاْسَهٗ: ثاء مثلثہ غین معجمہ کے ساتھ' اس کو چیر رہا تھا۔

يَتَدَهْدَهُ: لڑھکنا۔

كُلُّوْبُ: کاف کے فتح اور لام مشددہ کے پیش کے ساتھ مشہور
چیز ہے جس کو آنکڑا یا جہور کہتے ہیں۔

فَيُشَرْشِرُ: کاٹا جاتا ہے' اس کے ٹکڑے کر رہا ہے۔

ضَوْضَوْا: دونوں ضاد معجمہ کے ساتھ مراد' شور مچایا۔

اَیْ یُوْقِدُھَا "قَوْلُهٗ" رَوْضَةٍ مُّعْتَمَّةٍ" هُوَ بِضَمِّ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ التَّآءِ وَتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ : اَیْ وَافِيَةِ النَّبَاتِ طَوِيْلَتِهٖ - قَوْلُهٗ "دَوْحَةٌ" هِيَ بِفَتْحِ الدَّالِ وَاِسْكَانِ الْوَاوِ وَبِالْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ : وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ - قَوْلُهٗ "الْمَحْضُ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْحَآءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ :وَهُوَ اللَّبَنُ قَوْلُهٗ "فَسَمَا بَصَرِیْ" اَیْ ارْتَفَعَ : "وَصُعُدًا" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ : اَیْ مُرْتَفِعًا - "وَالرَّبَابَةُ" بِفَتْحِ الرَّآءِ وَبِالْبَآءِ الْمُوَحَّدَةِ مُكَرَّرَةً :وَهِيَ السَّحَابَةُ۔

فَيَفْغَرُ: فاء اور غین معجمہ کے ساتھ' اس کا منہ کھولتا ہے۔
الْمَرْآةُ: میم کے فتح کے ساتھ منظر یا نظارہ۔
يَحُشُّهَا: یاء کے فتح اور حاء مہملہ کے ضمہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ مراد وہ آگ جلا رہا ہے۔ بھڑکا رہا ہے۔ رَوْضَةٍ مُّعْتَمَّةٍ: کا میم کے پیش عین کے سکون تاء کے فتح اور میم کی شد کے ساتھ جس کی انگوری طویل اور وافر ہو۔ کافی نباتات والا۔ دَوْحَةٌ: دال کے فتح واؤ کے سکون اور حاء مہملہ کے ساتھ بہت بڑے درخت کو کہتے ہیں۔ الْمَحْضُ: میم کے فتح اور حاء مہملہ کے سکون اور ضاد معجمہ کے ساتھ دودھ کو کہتے ہیں۔ فَسَمَا بَصَرِیْ: میری نظر بلند ہوئی یا میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صُعُدًا: صاد اور عین کے ضمہ کے ساتھ بلند کے معنی میں ہے' بلندی والا یا بلند ہونے والے۔ رَبَابَةُ: راء کے فتح اور باء موحدہ مکررہ کے ساتھ' بادل

تخریج: رواہ البخاری فی التعبیر' باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح۔

اللغات: ذات غداۃ: ایک دن کی صبح۔ ذات کا لفظ زائد ہے۔ یہ شئی کی اضافت اپنی ذات ہی کی طرف ہے۔ حتی یصبح رأسه کما کان: اس کا سر صحیح ہو جاتا ہے جیسا کچلنے سے پہلے تھا۔ شدقه منہ کی ایک طرف۔ التنور: روٹی پکانے کی جگہ یہ زمین میں گڑھے کی شکل میں ہوتا ہے یا سطح زمین کے اوپر گڑھے کی صورت میں۔ لغط: جو کلام ظاہر نہ ہو بلکہ اس میں شور وشغب ہو۔ نور الربیع: پھول۔ شطر: آدھا۔ المحض خالص۔ جنة عدن: یہ عدن بالمکان سے لیا گیا جس کا معنی اقامت اختیار کرنا ہے۔ ہمیشہ اور باقی رہنے والا باغ۔ فذرانی: تم دونوں مجھے چھوڑ دو۔ یاخذ القرآن: اس کو یاد کرتا ہے۔ فیر فضه: اس کا دور کرنے میں سستی کرتا ہے تا آنکہ پھول بن جاتا ہے۔ الافاق: اطراف۔ تجاوز الله عنهم: اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا۔ نقب: پھٹی ہوئی جگہ۔

فوائد: (۱) یاد کرنے کے بعد قرآن مجید بھلانے سے ڈرایا اور قرآن مجید پر عمل چھوڑنے سے خبردار کیا گیا۔ (۲) فرض نماز سے سستی کرنے والے کے لئے سخت ڈراوا ہے۔ (۳) جھوٹ سے بچنا چاہئے اس سے آدمی سخت سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔ اسی طرح زنا اور سود خوری سے بھی بچنا چاہئے۔ (۴) رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ ومقام کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء کا مرتبہ ومقام بیان کیا گیا ہے۔ (۵) جنت کی نعمتیں اور دوزخ کا عذاب برحق ہے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ (۶) اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے آخرت کے بہت سے امور کو ملاحظہ فرمایا تھا۔

۲۶۱ :بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْكِذْبِ

باب: کذب کی قسم جو جائز ہے

اِعْلَمْ اَنَّ الْكِذْبَ وَاِنْ كَانَ اَصْلُهٗ مُحَرَّمًا فَيَجُوْزُ فِیْ بَعْضِ الْاَحْوَالِ بِشُرُوْطٍ قَدْ اَوْضَحْتُهَا فِیْ كِتَابِ : "الْاَذْكَارِ" وَمُخْتَصَرُ

اچھی طرح جان لو کہ اگرچہ جھوٹ اصل کے لحاظ سے حرام ہے۔ مگر بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے۔ جن کو وضاحت کے ساتھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر دیا ہے۔ اس کا

ذٰلِكَ :اَنَّ الْكَلَامَ وَسِيْلَةٌ اِلَى الْمَقَاصِدِ ' فَكُلُّ مَقْصُوْدٍ مَّحْمُوْدٍ يُمْكِنُ تَحْصِيْلُهٗ بِغَيْرِ الْكَذِبِ يَحْرُمُ الْكَذِبُ فِيْهِ ' وَاِنْ لَّمْ يُمْكِنْ تَحْصِيْلُهٗ اِلَّا بِالْكَذِبِ جَازَ الْكَذِبُ ثُمَّ اِنْ كَانَ تَحْصِيْلُ ذٰلِكَ الْمَقْصُوْدِ مُبَاحًا كَانَ الْكَذِبُ وَاجِبًا :فَاِذَا اخْتَفٰى مُسْلِمٌ مِّنْ ظَالِمٍ يُرِيْدُ قَتْلَهٗ اَوْ اَخْذَ مَالِهٖ وَاَخْفٰى مَالَهٗ وَسُئِلَ اِنْسَانٌ عَنْهُ وَجَبَ الْكَذِبُ بِاَخْفَائِهٖ – وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهٗ وَدِيْعَةٌ وَاَرَادَ ظَالِمٌ اَخْذَهَا وَجَبَ الْكَذِبُ بِاَخْفَائِهَا – وَالْاَحْوَطُ فِيْ هٰذَا كُلِّهٖ اَنْ يُّوَرِّيَ– وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ اَنْ يَّقْصِدَ بِعِبَارَتِهٖ مَقْصُوْدًا صَحِيْحًا لَيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ اِلَيْهِ وَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فِيْ ظَاهِرِ اللَّفْظِ وَبِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَا يَفْهَمُهُ الْمُخَاطَبُ ' وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَاَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكَذِبِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِيْ هٰذَا الْحَالِ – وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَآءُ بِجَوَازِ الْكَذِبِ فِيْ هٰذَا الْحَالِ بِحَدِيْثٍ۔

خلاصہ یہ ہے کہ کلام حصول مقاصد کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصد جو اچھا ہو اور اسے بغیر جھوٹ حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کے لئے جھوٹ کا استعمال حرام ہے اور اگر جھوٹ کے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ مباح ہے تو جھوٹ بولنا مباح ہوگا۔ (۲) اگر وہ واجب ہے تو جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اس کو جان سے مارنا یا اس کا مال چھیننا چاہتا ہو یا چھپانا چاہتا ہے۔ اب کسی شخص سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس کے معاملے کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہو اور کوئی ظالم اس کو لینا چاہتا ہو تو اس امانت کو چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ توریہ اختیار کیا جائے توریہ کا مطلب یہ ہے کہ ذو معنی کلام کیا جائے۔ جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی کلام سے صحیح مقصد کی نیت کرے۔ تاکہ وہ اس کی طرف نسبت کرنے میں جھوٹا نہ ہو۔ اگر ظاہراً اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جس کو مخاطب سمجھ رہا ہو' وہ جھوٹا ہو اور اگر توریہ کی بجائے وہ صاف جھوٹ بولے تب بھی اس حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہ ہوگا۔ اس قسم کے حالات میں جب جھوٹ بولنے کے جواز پر بحث ہوئی' علماء نے ام کلثومؓ کی روایت سے استدلال کیا:

حل العبارات: (۱) امام نووی رحمۃ اللہ کی کتاب "الاذکار' باب النھی عن الکذب و بیان اقسامه'کو ملاحظہ فرمائیے۔ (۲) جاز الکذب: ممنوع نہیں۔ یہاں جاز کا لفظ مباح کے معنی میں نہیں۔

۱۵۴۸ :وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ :زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ : "قَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ : تَعْنِي الْحَرْبَ ' وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَحَدِيْثَ

۱۵۴۸: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلح کرائے وہ خیر کو پہنچاتا ہے اور خیر کہتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ ام کلثوم کہتی ہیں میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں اتنی رخصت دیتے ہوں جتنی تین چیزوں میں دیتے تھے:

(۱) لڑائی۔ (۲) لوگوں میں صلح۔

الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا۔ (۳) آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے یا بیوی مرد سے۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلح' باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس مسلم فی البر ' باب تحریك الکذب و بیان المباح منه۔

اللغات: ام کلثوم: یہ عقبہ بن ابی معیط بن عبد شمس کی بیٹی ام کلثوم قرشی ہیں۔ حالات' باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ **لیس الکذاب:** شرعی لحاظ سے قابل مذمت نہیں۔ **فینمی:** پس پہنچا تا ہے۔ **حدیث الرجل الی امراته:** اس کے ساتھ ایسا وعدہ جس سے وہ خوش ہو۔

فوائد: کذب کی ایک قسم وہ ہے جس کی شرعی طور پر اجازت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے۔

۲۶۲ :الْحَثِّ عَلَى التَّثَبُّتِ فِيمَا يَقُوْلُهُ وَيَحْكِيهِ!

بَابٌ:قول وحکایت میں بات پر پختگی کی ترغیب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [الاسراء:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ [ق:۱۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہ ہو''۔ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''انسان جو لفظ بھی بولتا ہے اس پر ایک نگہبان تیار ہے۔'' (ق)

۱۵۴۹ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۴۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ وہ سنے وہ (آگے) بیان کردے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی المقدمة' باب النهی عن بکل ما سمع۔

فوائد: (۱) پختہ خبر دوسرے تک پہنچانی چاہئے ہر کہی جانے والی بات کی تصدیق نہ کر دینی چاہئے۔ (۲) علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں: باب میں مذکورہ حدیث و آثار کا مقصد یہ ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے کر دینے کے قابل نہیں کیونکہ آدمی بسا اوقات سچ جھوٹ سنتا ہے۔ اگر اس نے ہر سنی سنائی بات کر دی تو اس نے جھوٹ بولا اس لئے کہ اس نے انہونی بات کی اطلاع دی۔

۱۵۵۰ :وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ بِحَدِيْثٍ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكٰذِبِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۰: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے کوئی بات بیان کی اور اس کا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی المقدمة' باب وجوب الروایة من الثقات و ترك الکذابین۔

اللغات: فهو احد الکاذبین: ایک روایت میں کاذبین جمع مذکور ہے اور دوسری میں کاذبین تثنیہ مذکور ہے۔

فوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث کی پڑتال کرنی ضروری ہے اور روایت کرنے سے قبل اس کی صحت جانچ لینی چاہئے۔ (۲) کذاب کا لفظ ہر اس شخص پر بولا جاتا ہے جو خود جھوٹ گھڑے یا جھوٹ کو نقل کرنے اور پھیلانے میں معاونت کرے۔

١٥٥١ : وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ :يا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمُتَشَبِّعُ" هُوَ الَّذِيْ يُظْهِرُ الشِّبَعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانِ ، وَمَعْنَاهُ هُنَا اَنْ يُّظْهِرَ اَنَّهٗ حَصَلَ لَهٗ فَضِيْلَةٌ وَّلَيْسَتْ حَاصِلَةً۔ "وَلَابِسُ ثَوْبَيْ زُوْرٍ" اَيْ ذِيْ زُوْرٍ، وَهُوَ الَّذِيْ يُزَوِّرُ عَلَى النَّاسِ :بِاَنْ يَتَزَ يَّابِزِيِّ اَهْلِ الزُّهْدِ وَالْعِلْمِ اَوِ الثَّرْوَةِ لِيَغْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ - وَقِيْلَ غَيْرَ ذٰلِكَ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

۱۵۵۱: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے۔ کیا مجھے اس بات سے گناہ ہوگا کہ میں اس کے سامنے ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے وہ کچھ ملتا ہے جو واقعتاً مجھے نہیں ملتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ موٹ سیرابی ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے''۔ (بخاری ومسلم)

اَلْمُتَشَبِّعُ: جو سیرابی ظاہر کرے حالانکہ سیر نہ ہو۔ یہاں اس کا معنیٰ یہ ہے وہ ظاہر یہ کرے کہ اس کو فضیلت حاصل ہے حالانکہ اس کو حاصل نہیں۔ لَابِسُ ثَوْبَيْ زُوْرٍ :جھوٹ والے کپڑے پہننے والا وہ وہی شخص ہے جو لوگوں کے سامنے جھوٹ موٹ ظاہر کرے کہ وہ زاہدوں میں سے ہے یا اہل علم میں سے یا اہل مال میں سے ہے تاکہ لوگ اسکے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو جائیں حالانکہ اس میں ان میں سے کوئی خوبی بھی نہ ہو۔ بعض نے اسکا معنی اور بھی بیان کیا ہے۔

تخریج: رواه البخاری فی النکاح، باب المتشبع بما لم ینال ومسلم فی اللباس و الزینة، باب النهی عن التزویر فی اللباس۔

اللغات: ضرةٌ:سوکن اس کی جمع ضرات اور ضرائر ہے۔ جناح:گناہ۔

فوائد: (۱) اگر کوئی آدمی ایسی چیز ظاہر کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ جھوٹوں اور تزویر کرنے والے لوگوں میں شمار ہے۔ (۲) جہاں تک ممکن ہو ظاہر باطن کے مطابق ہونا چاہئے۔

۱۶۳ :بَابُ بَيَانِ غِلْظِ تَحْرِيْمِ شَهَادَةِ الزُّوْرِ

باب: جھوٹی گواہی کی شدید حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ [الحج:۳۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ [بنی اسرائیل:۳۶] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾[ق:۸۱] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر:۱۴] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم جھوٹی بات سے بچو''۔ (الحج)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں''۔ (بنی اسرائیل)
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''انسان جو بھی بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے''۔ (ق) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپ کا رب البتہ گھات میں ہے''۔ (الفجر)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہ جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر

الزُّوْرَ [الفرقان]

نہیں ہوتے''۔(الفرقان)

حل الآيات: قول الزور: باطل اور جھوٹی بات۔ لبالمرصاد: ان کے اعمال کی نگرانی کرتا اور اس پر ان کو بدلہ دیتا ہے۔ لا يشهدون الزور: باطل گواہی نہیں دیتے۔

١٥٥٢ : وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟" قُلْنَا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ : "اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَّكِئًا" فَجَلَسَ فَقَالَ : "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ ! فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا : لَيْتَهٗ سَكَتَ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۵۲: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتا دوں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپؐ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر اس کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپؐ خاموش ہو جائیں''۔(بخاری ومسلم)

تخريج: رواه البخاری فی كتاب الشهادات' باب ما قيل فی شهادة الزور ومسلم فی كتاب الايمان' باب بيان الكبائر و اكبرها۔

اللغات: انبئكم: میں تمہیں خبر دیتا اور بتلاتا ہوں۔ الاشراك بالله: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ کفر اپنی تمام اقسام سمیت مراد ہے۔ والدین کی نافرمانی یعنی ان کو ایذاء پہنچانا اور ان کی اطاعت نہ کرنا۔ وكان متكئا فجلس: آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ تاکہ بات کی اہمیت کے متعلق متنبہ کر دیں۔

فوائد: (۱) تحریک حقوق والدین کے باب میں جو افادات ذکر کئے وہ پیش نظر رہیں۔ اس ارشاد میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ آپ ﷺ کا الاوشهادة الزور' کو بار بار دہرانا اس بات کی نشاندہی کے لئے ہے کہ امت کے لئے یہ انتہائی خطرناک ہے اور قیامت کے دن جھوٹی گواہی والے کو سخت عذاب ہوگا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مبغوض ترین گناہ شرک' والدین کی نافرمانی' جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ شرک کی صف میں جھوٹی گواہی کو ذکر کرنا اس کی قباحت اور شناعت کو اور بڑھاتا ہے کیونکہ معاشرے میں اس سے بے شمار مفاسد اور بڑے نقصانات ہوتے ہیں۔

٢٦٤ : بَابُ تَحْرِيْمِ لَعْنِ اِنْسَانٍ بِعَيْنِهٖ اَوْ دَابَّةٍ

باب: کسی معین شخص یا جانور کو لعنت کرنا حرام ہے

١٥٥٣ : وَعَنْ اَبِیْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتِ ابْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ - قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ

۱۵۵۳: حضرت ابوزید بن ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی وہ اسی طرح ہے جیسا اس نے کہا۔ جس نے اپنی جان کو بغیر کسی چیز کے ساتھ قتل کر دیا اس کو اسی چیز کے ساتھ قیامت

بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ، وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُهٗ ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

کے دن عذاب دیا جائے گا۔ کسی آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں اور مؤمن کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کی طرح ہے'۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز' باب ما جاء فی قاتل النفس' و الادب' باب ما ینھی من السباب و اللعن و الایمان' باب من حلف بملة سوی الاسلام مع اختلاف فی بعض الالفاظ ومسلم فی الایمان' باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسه۔

اللغات: بیعة الرضوان: ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں یہ بیعت پیش آئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ الایة۔ **من حلف علی یمین بملّة غیر الاسلام:** مثلاً کسی نے اس طرح کہا قسم بخدا اگر تو ایسا کرے تو تُو یہودی یا نصرانی ہے تو وہ اسی طرح ہو گیا جب اس نے کہا جبکہ وہ اس دین کو اختیار کرنے کا عزم وارادہ رکھتا ہو تو وہ فی الحال کافر ہو جائے گا کیونکہ ارادہ کفر بھی کفر ہے اور اگر اپنے آپ کو روکنے کے لئے مبالغہ مقصود ہو مگر قطعاً یہودیت وغیرہ کا قصد نہیں تو پھر معصیت ضرور ہے اس سے استغفار ضروری ہے۔

فوائد: (۱) غیر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانے کی ممانعت ہے اور کسی بھی جان کو قتل کرنا حرام ہے۔ جو شخص خودکشی کرتا ہے اس کو قیامت کے دن اپنے نفس کو قتل کرنے کی وجہ سے مسلسل عذاب دیا جائے گا تاکہ اس کی سزا اس کے فعل کی جنس سے ہو۔ (۲) جس چیز کا انسان اختیار نہ رکھتا ہو اس کی نذر مان لینے سے نذر کا پورا کرنا لازم نہیں۔ (۳) مسلمان پر لعنت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ گناہ اس کے قتل کے مترادف ہے۔

١٥٥٤ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَکُوْنَ لَعَّانًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی سچے آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر' باب النھی عن لعن الدواب و غیرھا۔

فوائد: (۱) کثرتِ لعن کامل ایمان اور کمالِ تصدیق کے منافی ہے۔

١٥٥٥ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " لَا یَکُوْنُ اللَّعَّانُوْنَ شُفَعَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۵: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر' باب النھی عن لعن الدواب و غیرھا۔

فوائد: (۱) جو شخص لوگوں کو لعنت کرنے کی عادت بنالے وہ فاسق ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں اور قیامت کے دن اس کی شفاعت نہ کی جائے گی۔

١٥٥٦ : وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ : قَالَ

۱۵۵۶: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا تَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ – وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِالنَّارِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت اور غضب اور آگ کے ساتھ کسی پر لعنت مت کرو''۔ (ابوداوٗد، ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب' باب فی اللعن و الترمذی فی البر' باب ما جاء فی اللعنة۔

اللُّغَاتِ: لا تلاعنوا: تم باہمی ایک دوسرے کو لعنت مت کرو۔

فوائد: لعنت اللہ اور غضب اللہ اور جہنم میں جانے کی بددعا مت دی جائے تو یہ تمام بہت بڑی چیزیں ہیں۔

۱۵۵۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا الْبَذِیِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۵۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طعنہ زنی کرنے والا اور لعنت کرنے والا اور فحش گو اور زبان دراز مؤمن نہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی البر' باب ما جاء فی اللعنة۔

اللُّغَاتِ: لیس المؤمن: کامل الایمان۔ بالطعان: جو لوگوں کی مذمت و غیبت کر کے ان کی عزت خراب کرے۔ اللعان: بہت لعنت کرنے والا۔ الفاحش: اپنے کلام اور فعل میں فحش اختیار کرنے والا اور ان کے نسبوں میں طعنہ زنی کرنے والا۔ لعنت: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں۔ البذی: وہ فحش گو جو اپنی گفتگو میں بدکلامی کرنے والا ہو خواہ اس کی کلام میں سچائی ہو۔

فوائد: (۱) ان تمام خصلتوں کی مذمت کی گئی کیونکہ یہ مؤمن کے ایمان میں کمی پیدا کرتی ہیں یہاں تک کہ اس کے ایمان سے نکالنے کے قریب کر دیتی ہیں۔

۱۵۵۸ : وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ اِلَی السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَهْبِطُ اِلَی الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ، ثُمَّ تَاْخُذُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا ، فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَی الَّذِیْ لُعِنَ ، فَاِنْ كَانَ اَهْلًا لِذٰلِكَ وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰی قَآئِلِهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

۱۵۵۸: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ پس اس کے والے آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے والے بند کر لئے جاتے ہیں پھر دائیں اور بائیں جانب جاتی ہے جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق ہو ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے''۔ (ابوداوٗد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب' باب فی اللعن۔

اللُّغَاتِ: مساغاً: راستہ اور گنجائش۔

فوائد: (۱) لعنت کا اثر اگر گناہ کرنے والوں غیر معین لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو یعنی وہ اس کے مستحق نہ ہوں تو پھر اس کا نقصان خود اس کہنے والے کو ضرور پہنچے گا۔

١٥٥٩ : وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ ، وَامْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "خُذُوْا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ" قَالَ عِمْرَانُ : فَكَاَنِّيْ اَرَاهَا الْاٰنَ تَمْشِيْ فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا اَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٥٥٩: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے ۔ایک انصاری عورت' جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی' نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تنگی محسوس کی تو اس پر لعنت کی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مطعون ہے ۔عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا میں اس کو اب بھی لوگوں میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ اس اونٹنی کو کوئی رکھنے کے لئے تیار نہیں''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في كتاب البر' باب النهي عن لعن الدواب و غيرها۔

اللغات: ضجرت: اونٹنی کے تنگ کرنے تکلیف پہنچانے سے پریشانی ہوئی اور اُکتا گئی۔ خذوا ما عليها: اس کا کجاوہ اور سامان اتار لو۔

فوائد: (۱) حیوانات پر بھی لعنت کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ (۲) حیوانات کے سلسلے میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے اور ان کے معاملے میں احسان کرنا چاہئے۔

١٥٦٠ : وَعَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ نَضْلَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلٰى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ اِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَتَضَايَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ : حَلْ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهَا – فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٥٦٠: حضرت ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سواری تھی جس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا اچانک اس عورت نے پیغمبر ﷺ کو دیکھا اور پہاڑ کی وجہ سے رستہ تنگ ہو گیا تو اس لڑکی نے کہا (حَلْ) بمعنی حل۔ اے اللہ اس پر لعنت فرما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہو''۔ (مسلم)

قَوْلُهٗ "حَلْ" بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ : وَهِيَ كَلِمَةٌ لِزَجْرِ الْاِبِلِ – وَاعْلَمْ، اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ وَلَا اِشْكَالَ فِيْهِ بَلِ الْمُرَادُ النَّهْيُ اَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ وَلَيْسَ فِيْهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوْبِهَا فِيْ غَيْرِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بَلْ كُلُّ ذٰلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَآئِزٌ لَا مَنْعَ مِنْهُ ، اِلَّا مِنْ مُصَاحَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَا لِاَنَّ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ

حَلْ کا لفظ زبر کے ساتھ ہے ۔ یہ اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے بولا جاتا ہے ۔امام نووی فرماتے ہیں جان لو کہ یہ حدیث معنیٰ میں اشکال رکھتی ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ مقصد ممانعت سے صرف یہی ہے کہ وہ اونٹنی ان کے پاس نہ رہے اس میں اس کے فروخت کرنے' ذبح کرنے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے علاوہ سوار ہونے کی ممانعت نہیں بلکہ یہ سب تصرفات اس کے لئے جائز ہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس پر سواری کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ سارے تصرفات پہلے جائز تھے ان میں سے ایک کو روک دیا تو

كُلَّهَا كَانَتْ جَآئِزَةً فَمُنِعَ بَعْضٌ مِّنْهَا فَبَقِيَ الْبَاقِيْ عَلٰى مَا كَانَ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

بقیہ تصرفات اپنے حکم پر رہے"۔ واللہ اعلم

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر' باب النھی عن لعن الدواب وغیرھا۔

اللغات: جاریة: نوجوان عورت۔

فوائد: (۱) لعنت سے بچنا چاہئے۔ بدعتی اور فاسق لوگوں کی دوستی سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ وہ لعنتوں کا محل ہیں۔ (۲) حدیث میں کوئی ایسا اشارہ نہیں جس سے اونٹنی کا آزاد چھوڑنا معلوم ہوتا ہو کیونکہ اسلام میں سانڈ بنا کر چھوڑ دینا درست نہیں امام نووی رحمۃ اللہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

۲٦٥ :بَابُ جَوَازِ لَعْنِ اَصْحَابِ الْمَعَاصِيْ غَيْرِ الْمُعَيَّنِيْنَ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [ھود:١٨] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الاعراف:٤٤]

وَثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ" وَاَنَّهٗ قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ اٰكِلَ الرِّبَا" وَاَنَّهٗ لَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ وَاَنَّهٗ قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ " اَيْ حُدُوْدَهَا : وَاَنَّهٗ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ" وَاَنَّهٗ قَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ" "وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ" وَاَنَّهٗ قَالَ : "مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" وَاَنَّهٗ قَالَ : "اَللّٰهُمَّ الْعَنْ رِعْلًا ، وَّذَكْوَانَ ، وَعُصَيَّةَ : عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" وَهٰذِهٖ ثَلَاثُ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ وَاَنَّهٗ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ ، وَجَمِيْعُ

باب : غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت کرنا جائز ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے"۔ (ھود)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو"۔ (الاعراف)

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو بال ملانے والی ہیں اور ان عورتوں پر جو بال ملوانے والی ہیں" اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ لعنت کرے سودخور پر" اور اسی طرح آپؐ نے تصویر کھینچنے والوں پر لعنت فرمائی اور اسی طرح فرمایا: "اللہ کی لعنت ہو ان پر جس نے زمین کی حدود میں ردّ و بدل کیا" اور یہ بھی فرمایا: "اللہ کی لعنت ہو چور پر جو ایک انڈہ چراتا ہے" اور یہ فرمایا: "اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا" اور یہ فرمایا: "جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی لعنت" اور یہ فرمایا: "اے اللہ! لعنت کر رعل، ذکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی"۔ یہ تینوں عرب قبائل ہیں اور فرمایا: "اللہ کی لعنت ہو یہودیوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا" اور یہ فرمایا: "اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرنے والے

هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ فِي الصَّحِيْحِ : بَعْضُهَا فِيْ صَحِيْحَي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ ، وَبَعْضُهَا فِيْ اَحَدِهِمَا وَاِنَّمَا قَصَدْتُ الْاِخْتِصَارَ ، بِالْاِشَارَةِ اِلَيْهَا ، وَسَاَذْكُرُ مُعْظَمَهَا فِيْ اَبْوَابِهَا مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ ، اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرنے والی ہیں''۔

یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں ہیں بعض بخاری و مسلم دونوں میں ہیں اور بعض دونوں میں سے ایک میں مَیں نے مختصراً اشارہ کر دیا۔ ان میں زیادہ تر احادیث اپنے اپنے بابوں میں ذکر کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ

حل الآیات: اذن مؤذن :ایک منادی کرنے والا نداء دے گا۔ الواصله و المستوصلة :وہ عورت جو اپنے بالوں کو آدمی کے بالوں کے ساتھ لگائے۔ مستوصله: وہ عورت جو یہ مطالبہ کرے کہ اس کے بالوں کو ملایا جائے بالوں کا ملانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس کے مرتکب کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں اپنی بیوی اور غیر کا بھی فرق نہیں۔ بالوں کے ملانے کی حرمت میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی اور عورت کا اپنے آپ کو غیر حقیقی صورت میں محض خاوند کو دھوکہ دہی کے لئے پیش کرنا ہے۔ اس سے ایسے مفاسد بنتے ہیں جن کا انجام خطرناک ہے۔ من احدث فيها: جو مدینہ میں نئی چیز ایجاد کرے گا۔ محدثا: دین میں بدعت ایجاد کرنے والا جو اصل دین میں نہ ہو یا اس نے زندیق کو پناہ دی جو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔

۲۶۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

باب :مسلمان کو ناحق گالی دینا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [احزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا پس انہوں نے بہت بڑے بہتان اور گناہ کا ارتکاب کیا''۔ (الاحزاب)

حل الآیات: بهتانا: برا فعل یا سخت جھوٹ۔ مبينا: ظاہر۔

۱۵۶۱ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ ، وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو گالی دینا گناہ اور اس کا قتل (حلال سمجھ کر) کفر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: رواه البخارى فى الادب' باب ما ينهى من السباب و اللعن و فى الايمان و الفتن ومسلم فى الايمان' باب قول النبى صلى الله عليه وسلم المسلم فسوق۔

اللغات: سباب المسلم: اس کو گالی دینا اور اس کی عزت میں عیب لگانے والی بات کرنا۔ فسوق: اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنا ہے۔ قتاله کفر: اور اس کا قتل حرمت و گناہ میں کفر کی طرح ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کے ساتھ مقاتلہ سے مراد شدت باری اور زیادتی ہو اور ایک نسخے میں سباب المسلم کقتاله کے الفاظ موجود ہیں اور وہ روایت بھی بخاری و مسلم کی ہے۔

فوائد: (۱) مسلمان کو لعنت کرنے اور اس کے ساتھ لڑنے پر ڈانٹ پلائی گئی کیونکہ یہ کفران نعمت اور اخوت ایمانی کے حق کو پورا نہ کرنا ہے۔ ابو جریر طبری رحمۃ اللہ نے فرمایا لعنت و قتل میں مشابہت اس طرح ہے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں اور قتل زندگی سے دوری کو کہتے ہیں۔

١٥٦٢ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : "لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ اَوِ الْکُفْرِ ، اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ ، اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۶۲: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ وہ خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ (دوسرا) لعنت کا حقدار نہ ہوا''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب' باب ما ینهی من السباب و اللعن۔

اللُّغَاتُ: ارتدت :لوٹتی ہے۔

فوائد: علامہ ابن عسلان رحمتہ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں اس شخص کو فاسق قرار دیا گیا جو غیر فاسق کو فاسق کہے یعنی وہ خود اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا فاسق بن جانا بھی عین ممکن ہے' اگر وہ اس فسق پر اصرار کرے۔ (۲) جو شخص کسی مسلمان کو کافر قرار دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے کفر کا قصد کیا ہو اور اس کو حلال سمجھتا ہو۔

١٥٦٣ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْمُتَسَابَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مِنْهُمَا حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۶۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے کو گالی دینے والوں نے جو کہا اس میں گناہ اس پر ہے جس نے ابتداء کی یہاں تک کہ مظلوم حد سے گزر جائے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر' باب النهی عن السباب۔

اللُّغَاتُ: **المتسابان**: ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے۔ **ماقالا**: اس گالی کا گناہ جو ان دونوں نے دی۔ **یعتدی المظلوم**: بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے۔

فوائد: امام نووی رحمتہ اللہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو گالم گلوچ کا گناہ ان کے درمیان خصوصاً ابتداء کرنے والے کو ملے گا۔ مگر یہ کہ مظلوم بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے اور ظالم کو اس کے قول سے بڑھ کر ایذاء پہنچائے۔ (۲) بدلہ لینا جائز ہے لیکن صبر اور معاف کرنا افضل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ کہ جس نے صبر و عفو سے کام لیا تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔

١٥٦٤ : وَعَنْهُ قَالَ : اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ : "اِضْرِبُوْهُ" قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ - فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : اَخْزَاكَ اللّٰهُ ، قَالَ : لَا تَقُوْلُوْا هٰذَا ، لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۵۶۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو مارو''۔ ہم سے بعض ہاتھ سے مارنے والے تھے اور بعض جوتے سے اور بعض اپنے کپڑے سے جب وہ پٹائی کے بعد واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تمہیں رسوا کرے تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس طرح کہہ کر تم شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الحدود' باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر۔

اللُّغَاتُ: **قد شرب**: شراب پی۔ **اخزاك الله**: اللہ تعالیٰ تمہیں رسواء کرے اور ذلیل کرے۔ **لا تعینوا علیه الشیطان**: شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو۔ علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ شیطان کی مدد کی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس معصیت کو مزین کر

کے اس کو رسوا کرنا چاہتا ہے جب وہ بھی بددعا کرنے لگے تو گویا انہوں نے شیطان کو اس کے مقصد میں کامیاب کر دیا۔

فوائد: (۱) کوڑے کے علاوہ بھی پٹائی سے شراب کی حد قائم کی جا سکتی ہے۔ علماء کے اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں (۱) ان تمام میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ کوڑے لگائے جائیں۔ (۲) کپڑے اور ہاتھوں سے پٹائی کرنے پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ (۳) گناہ کرنے والوں کو ایسی بددعا نہ دینی چاہئے جو ان کو اللہ تعالیٰ سے دور کرے اور شیطان کی مددگار ثابت ہو۔ (۴) اسلام میں حدود کا درجہ تادیب کا ہے تعذیب کا نہیں۔

۱۵۶۵ :وَعَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر اس صورت میں (بچے گا) کہ اس (غلام) میں وہ حرکت ہو''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الحدود، باب قذف العبید ومسلم فی الایمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکہ بالزنا۔

اللغات: قذف :تہمت لگائی۔ الحد شرع میں مقرر شدہ سزا جو تہمت لگانے والے کے لئے مقرر کی گئی۔

فوائد: (۱) غلام و خادم پر ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے عذاب کا باعث ہوگا تا کہ عدلِ الٰہی کا کمال ظاہر ہو۔

۲۶۷ :بَابُ تَحْرِيْمِ سَبِّ الْاَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّمُصْلِحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

باب: بلا کسی حق اور مصلحت شرعی کے مردوں کو گالی دینا حرام ہے

وَهِيَ التَّحْذِيْرُ مِنَ الْاِقْتِدَآءِ بِهٖ فِيْ بِدْعَتِهٖ ، وَفِسْقِهٖ ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ فِيْهِ الْاٰيَةُ وَالْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ بدعات و فسق میں لوگ اس کی اقتداء سے بچ جائیں۔

ماقبل آیات و احادیث اسی باب سے بھی متعلق ہیں۔

۱۵۶۶ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۶۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُردوں کو گالیاں مت دو اس لئے کہ وہ اس عمل (کے نتیجہ) کو پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجا''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز، باب ما ینھی من سب الاموات، و فی الرقاق، باب سکرات الموت۔

اللغات: افضوا: پہنچ گئے۔ ما قدموا: جو انہوں نے اچھا یا برا عمل کیا۔

فوائد: مسلمان مردوں کو گالی سے منع کیا گیا جبکہ کافر مردوں کو گالی دینا درست ہے مگر ان کے بھی نام لے کر گالی جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی موت اسلام پر آئی ہو مگر وہ لوگ کہ جن کے متعلق شارع کی طرف سے نص موجود ہو کہ ان کی موت کفر پر آئی مثلاً ابولہب، ابوجہل وغیرہ۔

۲۶۸ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِيْذَآءِ

باب: کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بلا کسی قصور کے ایذاء پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا'' ۔(الاحزاب)

۱۵۶۷ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز کو چھوڑا'' ۔(بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان' باب المسلم من سلم المسلمون ومسلم فی کتاب الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام' و فی روایة مسلم زیادة و المؤمن من امنهُ الناس علی دمائهم و اموالهم۔

اللغات: **المسلم**: جو اسلام میں داخل ہوا اور زبان سے **لا اله الا الله محمد رسول الله** کی شہادت دی یہاں مراد کامل مسلم مراد ہے۔ **ویده**: حقیقی ہاتھ بھی مراد ہو سکتا ہے اور معنوی ہاتھ غلبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ **المهاجر**: جو اپنا وطن اور اہل وعیال چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے۔ **جهاد فی سبیل الله**: حدیث میں مراد کامل مہاجر ہے۔ **من هجر**: جو گناہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر۔

فوائد: (۱) ہر اس چیز سے دور رہنا چاہئے جو مسلمانوں کے لئے نقصان کا باعث ہو۔ (۲) کامل اسلام یہ ہے کہ گناہوں سے نفس کو پاک رکھے اور کمالِ ہجرت یہ ہے کہ گناہوں کو خیر باد کہہ کر اطاعتِ الٰہی سے مزین ہو جائے۔

۱۵۶۸ :وَعَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهٖ مَنِيَّتُهٗ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ، وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّؤْتٰى اِلَيْهِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ سَبَقَ فِيْ بَابِ طَاعَةِ وُلَاةِ الْاُمُوْرِ۔

۱۵۶۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو پسند ہو کہ وہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو اس کی موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو اپنے بارے میں پسند کرتا ہو کہ کیا جائے'' ۔(مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الامارة' باب الامر بالوفاء ببیعة الخلفاء فی حدیث طویل۔

اللغات: **یزحزح**: دور کر دیا جائے گا۔

فوائد: (۱) ایمان اور اچھے اعمال مداومت کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ موت آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ اور ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر یہ کہ تم مسلمان ہو۔ (۲) مسلمان کو دعوت دی گئی کہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرے جیسا وہ معاملہ اپنے ساتھ کرنا پسند کرتے ہیں۔

٢٦٩ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ

باب: باہمی بغض، قطع تعلقی اور بے رخی کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات:١٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ [المائدة:٥٤] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح:٢٩]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان آپس میں بھائی ہیں“۔ (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مؤمنوں پر نرمی برتنے والے اور کافروں پر سخت خو ہیں“۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور باہمی رحم دل ہیں“۔ (الفتح)

حل الآیات: **اذلة على المؤمنين:** ان پر مہربانی کرنے والے اور باہمی رحم کھانے والے۔ **اعزة على الكافرين** سخت۔ **اشداء على الكفار:** کفار پر سختی کرنے والے۔ **رحماء بينهم:** ایک دوسرے پر رحم اور نرمی کرنے والے۔

١٥٦٩ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "لَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَلَا تَقَاطَعُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۸: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اے لوگو! ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو، نہ باہمی حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، نہ باہمی تعلقات منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الادب، باب ما ینهی عن التحاسد و مسلم فی البر، باب النهی عن التحاسد۔

اللغات: **لا تباغضوا:** ایسے اعمال مت کرو جو دلوں میں بغض پیدا کرنے والے ہوں۔ **لا تحاسدوا:** ایک دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ کرو۔ **لا تدابروا:** تدابر ابدان سے یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے ملاقات کے وقت پیٹھ پھیر کر چلا جائے اس سے اعراض کرتے ہوئے یہاں مقصود اعراض اور قطع تعلقی ہے۔ **لا تقاطعوا:** تقاطع: خاص تعلق کو چھوڑ دینا جو بغض نفرت تک پہنچ جائے۔ **ان يهجر:** وہ چھوڑ دے۔

فوائد: (۱) ان باتوں سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ جدائی، کمزوری علیحدگی کو جنم دینے والی ہیں۔ (۲) مسلمان کو اس طرح چھوڑنا حرام ہے کہ اس کو سلام کرنا چھوڑ دے اور تین دن سے زائد اس پر اعراض کرے۔

١٥٧٠ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ : اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ

۱۵۷۰: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنے والا ہو مگر وہ آدمی (بخشش سے محروم رہتا ہے) کہ جس کے اور مسلمان بھائی کے

حَتّٰى يَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: "تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ يَوْمِ خَمِيْسٍ وَّاثْنَيْنِ" وَذَكَرَ نَحْوَهٗ۔

درمیان بغض ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دو کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کرلیں ان کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کرلیں''۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں جمعرات اور سوموار کو پیش کئے جاتے ہیں اور بقیہ سابقہ روایت کی طرح ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر' باب النھی عن الفحشاء والتھاجر۔

اللغات: شحناء: دشمنی وبغض۔ انظروا: مہلت دو اور ایک روایت میں ہے اترکوا: یعنی اس کو چھوڑے رکھو۔ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

فوائد: مقاطعہ بلاسبب کے ممنوع قرار دیا گیا جس سبب سے شرع درگزر کرے اور اس بات کو بیان کر دیا گیا کہ مسلمان کی دشمنی اور قطع تعلقی آخرت میں دخول جنت کے لئے رکاوٹ ہے۔

۲۷۰: بَابُ تَحْرِيْمِ الْحَسَدِ

بَاب: حسد کی ممانعت

وَهُوَ تَمَنِّيْ زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سَوَآءٌ كَانَتْ نِعْمَةَ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا۔

حسد کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا خواہ دینی نعمت ہو یا دنیوی یکساں حکم ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [النساء: ٥٤]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عنایت فرمائی ہے۔ (النساء)

وَفِيْ حَدِيْثُ اَنَسٍ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

اس میں حضرت انس والی سابقہ باب کی روایت بھی ہے۔

١٥٧١: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْ قَالَ الْعُشْبَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۵۷۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے کو حسد سے بچاؤ۔ پس حسد بلاشبہ نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا خشک گھاس کو''۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب' باب الحسد۔

اللغات: ایاکم والحسد: حسد سے بچو۔ حسد: اپنے دوست وساتھی سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا ہے۔ خواہ وہ نعمت دین کی ہو یا دنیا کی۔ یاکل الحسنات: یہ نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ العشب: گھاس

فوائد: (۱) حسد کی ممانعت کی گئی اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ اس سے نیکیاں ختم ہو جاتی اور جلدی سے باطل ہو جاتی ہیں جس طرح کہ آگ لکڑیوں اور گھاس کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

۲۷۱: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسَمُّعِ مَنْ يَّكْرَهُ اسْتِمَاعَهٗ

بَاب: جاسوسی (ٹوہ) اور اس آدمی کی طرح کہ جو سننے سے روکتا ہو کہ کوئی اس کی بات سنے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾ [الحجرات:١٢] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:٥٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم جاسوسی مت کرو''۔ (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو بلاقصور ایذاء دیتے ہیں پس تحقیق انہوں نے بہت بھاری بوجھ اٹھایا اور بہتان باندھا''۔ (الاحزاب)

حل الآیات: لا یجسسوا: مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے اور ان کی پوشیدہ باتیں ڈھونڈنے مت لگو۔

١٥٧٢ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ ، وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَافَسُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا كَمَا اَمَرَكُمْ - اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهُ ، وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هٰهُنَا ، التَّقْوٰى هٰهُنَا" وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهٗ ، وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَادِكُمْ ، وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ ، وَلَا اَعْمَالِكُمْ ، وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَفِیْ رِوَايَةٍ : لَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَاجَشُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ، وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّا تَقَاطَعُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا" وَفِیْ رِوَايَةٍ : "وَلَا تَهَاجَرُوْا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ ، وَرَوَى الْبُخَارِیُّ اَكْثَرَهَا۔

١٥٧٢: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ کیونکہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم جاسوسی مت کرو اور جاسوسی مت کرو۔ آپس میں حسد مت کرو' ایک دوسرے سے بغض مت کرو' ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ جس طرح اس نے حکم دیا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو رسواء کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے' تقویٰ یہاں ہے اور آپؐ نے اس وقت اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا مسلمان پر خون' عزت اور مال حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے اور نہ تمہاری شکلوں کو بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے آپس میں حسد مت کرو' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو' نہ جاسوسی کرو' نہ عیبوں کی ٹوہ میں لگو اور دھوکہ دینے کے لئے بولی مت بڑھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے باہمی حسد نہ کرو' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو' باہمی مقاطعہ مت کرو' نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ' نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ حسد کرو بلکہ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے نہ ایک دوسرے کو چھوڑو اور نہ ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرو۔ مسلم نے یہ تمام روایت بیان کی ہیں۔ بخاری نے اکثر کو روایت کیا۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب البر' باب تحریم ظلم اعلم المسلم و خذله والبخاری روی اکثره فی ابواب متفرقة کالنکاح و الوصایا و الاکراه و المظالم۔

اللغات: **ایاکم والظن**: بدگمانی سے بچو۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ نے فرمایا وہ تہمت جس کا کوئی سبب نہ ہو یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کسی پر زنا کی تہمت لگا دی جائے بغیر اس بات کہ اس کے اسباب ظاہر ہوں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں فرمایا اس سے مراد یہ نہیں کہ گمان وظن پر عمل چھوڑ دیا جائے جس ظن پر بہت سے اعمال کا دارومدار ہے بلکہ یہاں مراد وہ ظن ہے جس پر یقین کر کے بیٹھ جائے۔ اس سے اس شخص کو بھی ضرر پہنچتا ہے جس پر بدگمانی کی گئی اور یہی حکم اس ظن وگمان کا بھی ہے جو بلا دلیل دل میں آتا ہو۔ **ولا تجسسوا ولا تھسسوا**: ان دونوں میں ایک ایک تا کو حذف کر دیا گیا تا کہ تخفیف پیدا ہو جائے اصل میں یہ **تتجسسوا** اور **ولا تتحسسوا** ہے۔ اسی طرح نہی کے تمام صیغے جو اس کے بعد آ رہے ہیں۔ **التحسس**: عیوب وغیوب کے پیچھے پڑنا اور عام طور پر ہاتھ سے ہو تو اس کو تجس کہتے ہیں۔ **ولا تنافسوا**: کسی دوسرے کے حق کے سلسلے میں منفرداً حق کے خواہش مندمت بنو اور اس کے حصول میں مزاحم و آڑ مت بنو۔ **ولا یخذلہ**: اس کی مدد و اعانت بھی مت چھوڑو۔ **ولا یحقرہ**: اس کی توہین نہ کرے اور اس کی عظمت کو مہمل قرار نہ دے۔ **یحسب**: کافی ہے۔ **ولا تھاجروا**: وہ ایک دوسرے کو نہ چھوڑیں۔ **ولا تناجشوا**: یہ بخشش سے ہے۔ قیمت میں بغیر خریدنے کی نیت کے اضافہ کروانا تا کہ دوسرے کو دھوکہ ہو یہ بھی بغض وعداوت کا باعث ہے۔

فوائد: (۱) مسلمان کی عزت کی حفاظت کا حکم اور محض گمان سے عزت کے متعلق کسی بھی بات سے روک دیا گیا یا اس کی پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کے پیچھے پڑنے سے منع کیا گیا۔ (۲) اسلامی بھائی چارے کی کس قدر حفاظت' مزید یہ کہ اس کے عملی نشانات کی رعایت کی گئی اور یہ نشانات ظلم نہ کرنا' ذلیل نہ کرنا' کسی کو حقیر نہ قرار دینا اور تکبر نہ کرنا ہیں۔ (۳) مال' خون اور عزت کی عظمت وحرمت ذکر کر دی گئی۔ (۴) کسی کو تکلیف پہنچانے کے لئے مصنوعی بولی دے کر ریٹ بڑھانا ناجائز قرار دیا۔ (۵) اعتبار حقیقت کا ہے مظاہر کا اعتبار نہیں۔ (۶) کسی کے سودے پر سودا کرنا نفرت اور باہمی بغض کو پیدا کرتا ہے۔ (۷) ہر مسلمان دوسرے کے متعلق ذمہ داری رکھتا ہے۔

١٥٧٣ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِنَّكَ اِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْسَدْتَهُمْ اَوْ كِدْتَ اَنْ تُفْسِدَهُمْ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ' بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۵۷۳: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اگر تو لوگوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کو بگاڑ دے گا یا ان کے فساد کے قریب کر دے گا''۔ (ابوداؤد)

حدیث صحیح الاسناد ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی الادب' باب النهی عن التجسس۔

اللغات: **اتبعت عورات المسلمین**: تو ان کی جاسوسی کر کے گویا ان کی عزتوں کا پیچھا کرتا اور ان باتوں کو کھولتا ہے جس کے متعلق ان کو خطرہ ہے۔ **او کدت** قریب ہے۔

فوائد: (۱) مسلمانوں کی جاسوسی سے منع فرمایا اور دوسروں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑنے سے روکا کیونکہ اس سے فساد پھیلتا ہے۔

١٥٧٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اُتِيَ بِرَجُلٍ فَقِيْلَ لَهٗ : هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهٗ

۱۵۷۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو ان کے پاس لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ فلاں ہے جس کی

خَمْرًا فَقَالَ اِنَّا قَدْ نُهِيْنَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلٰكِنْ اِنْ يَّظْهَرْ لَنَا شَیْءٌ نَّاْخُذْ بِهٖ، حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ۔

ڈاڑھی سے شراب سے ٹپک رہی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: ہمیں لوگوں کے عیوب کی جاسوسی سے روکا گیا ہے لیکن جب ہمارے سامنے کوئی چیز کھل کر آئے گی تو ہم اس کو لیں گے۔ ابوداؤد نے ایسی سند سے بیان کیا جو شرط بخاری ومسلم پر ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب، باب فی النھی عن التجسس۔

اللغات: نهينا عن التجسس :ہمیں جاسوسی سے روکا گیا۔ احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ممانعت ہے جو قرآن وسنت میں وارد ہوئی ہے۔ ناخذ به :ہم اس کے مقتضاء کے مطابق معاملہ کرتے ہیں خواہ حد کی صورت میں ہو یا تعزیر کی شکل میں۔

فوائد: (۱) اسلام کے اوامر ونواہی کو مضبوطی سے تھامنے کی صحابہ میں کس قدر حرص تھی۔ (۲) شبہ کی بنیاد پر حد قائم نہ کردینی چاہیے۔ حد کو واجب کرنے والی چیز کی تاکید وتیقن پہلے ضروری ہے۔

۲۷۲ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ ظَنِّ السُّوْءِ بِالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

باب: بلاضرورت مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ [الحجرات:۱۲]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں''۔ (الحجرات)

حل الآیات: كثيراً من الظن: بدگمانی اہل خیر کے متعلق۔ اثم: گناہ ہے۔

۱۵۷۵ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۷۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ، بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: تخریج پہلے سابقہ باب میں رقم ۱۵۷۲ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: (۱) بدگمانی کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں مسلمانوں پر خواہ مخواہ جھوٹی تہمت لازم آتی ہے۔ (۲) اسلامی عقوبات کا دارومدار یقین پر ہے محض گمان پر نہیں۔ (۳) عدل مسلمانوں کے درمیان اعتبار کی بنیاد ہے مگر جبکہ اس کے الٹ کا ثبوت مہیا ہو جائے۔

۲۷۳ :بَابُ تَحْرِيْمِ احْتِقَارِ الْمُسْلِمِيْنَ

باب: مسلمانوں کی حقیر قرار دینے کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں

وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [الحجرات:١١] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [همزة:١]

اور مت طعنہ دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو۔ گناہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے۔ جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔'' (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' ہر طعنہ مارنے والے' عیب جو کے لئے ہلاکت ہے''۔ (ھمزہ)

حل الآیات: لا یسخر: مذاق نہ اڑائے۔ ولا تلمزوا: ایک دوسرے کو عیب مت لگاؤ۔ لا تنابزوا بالالقاب: برے القاب سے مت پکارو۔ طعان: لوگوں کے بہت عیب نکالنے والا۔

١٥٧٦ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَقَدْ سَبَقَ قَرِيْبًا بِطُوْلِهٖ۔

١٥٧٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' آدمی کو اتنی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر قرار دے''۔ (مسلم)

حدیث تفصیل سے پہلے گزر چکی۔

تخریج: حدیث کی شرح اور تخریج' باب النهی عن التجسس رقم ١٥٧٢/١ میں گزری۔

فوائد: (١) مسلمان کی تحقیر بہت بدترین حرکت ہے یہ کرنے والے کو برائی میں ڈبو دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس میں شدت کی بناء پر وہ اس پر بھی اکتفاء نہیں کرتا کہ دوسروں میں سے کوئی اس سے میل جول رکھے۔

١٥٧٧ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ : اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا ، وَنَعْلُهٗ حَسَنَةً فَقَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ- الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ ، وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٥٧٧: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: '' وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ایک ذرہ کی مقدار تکبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا خوبصورت ہو اور جوتا خوبصورت ہو تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرمایا: '' بے شک اللہ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں''۔ (مسلم)

وَمَعْنٰى "بَطَرُ الْحَقِّ" دَفْعُهٗ "وَغَمْطُهُمْ" : اِحْتِقَارُهُمْ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهٗ اَوْضَحَ مِنْ هٰذَا فِیْ بَابِ الْكِبْرِ۔

"بَطَرُ الْحَقِّ" حق کو نہ ماننا۔
"وَغَمْطُهُمْ" : لوگوں کو حقیر جاننا اور اس کی وضاحت اس سے بھی زیادہ باب الکبر میں گزر چکی ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان' باب تحریم الکبر و بیانہ۔

فوائد: (١) مذموم تکبر کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ تھوڑا سا تکبر بھی دخولِ جنت میں رکاوٹ ہے۔ تکبر کی حقیقت لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق کی طرف نہ جھکنا ہے۔ اس حدیث کی شرح' باب تحریم الکبر و الاعجاب رقم ٦١٢/١ میں گزر چکی۔

١٥٧٨ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ

١٥٧٨: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ - فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ، وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا۔ میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل برباد کر دیئے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر، باب النھی عن تقنیط الانسان من رحمتہ اللہ۔

اللغات: یتالی: قسم اٹھائے۔ **احبطت عملك**: تیرے عمل کا ثواب جاتا رہے گا۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت اپنے بندوں پر وسیع ہے۔ (۲) کسی مسلمان کو حقیر قرار دینے سے ڈرایا گیا ہے۔ (۳) ایسے کسی بھی حکم پر یقین کر کے نہ بیٹھ جائے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔ (مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں گناہ کو یقیناً نہیں بخشے گا)۔

۲۷٤ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

باب: مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ۱۰] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ [النور: ۱۹]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک مؤمن آپس میں بھائی ہیں''۔ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے''۔ (النور)

۱۵۷۹ : وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۵۷۹: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کر، کہیں اللہ اس پر رحم کر کے تمہیں مبتلا نہ کر دے''۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

وَفِي الْبَابِ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي بَابِ التَّجَسُّسِ : "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ" اَلْحَدِيْثُ۔

اس باب میں حدیث ابوہریرہ کی جو بَابُ التَّجَسُّسِ میں گذری ہے کہ ''ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور عزت حرام ہے''۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب صفة القيامة، باب لا تظهر الشماتة لا خيك فيما فيه الله و يبعليك

اللغات: الشماتة: دوسروں کی تکلیف پر خوش ہونا۔

فوائد: (۱) اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت فرمائی اور ایسا کرنے والے کی دینوی سزا ذکر کی گئی ہے۔

(۲) سچا مؤمن ایسی بات سے دکھ زدہ ہوتا ہے جس سے اس کے مسلمان بھائی کو دکھ پہنچے۔

٢٧٥ : بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:٥٨]

١٥٨٠ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

باب: ظاہر شرع کے لحاظ سے جو نسب ثابت ہیں ان میں طعن حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے بہتان اور کھلا عذاب اٹھایا''۔ (الاحزاب)

۱۵۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا سبب ہیں' نسب میں طعن اور میت پر نوحہ''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في كتاب الايمان' باب اطلاق اسم الكفر على العطن

اللغات: اثنتانه: اس سے مراد دو خصلتیں ہیں۔ هما بهم كفر اگران کو جانتے ہوئے حلال سمجھ کر کیا تو بالا جماع کفر ہے کیونکہ یہ دونوں جاہلیت کے کام ہیں۔ النياحة : رونے میں آواز بلند کرنا امام نووی فرماتے اس کے متعلق کئی قول ہیں ان میں سب سے زیادہ درست مطلب یہ ہے کہ یہ کفار کے اعمال اور جاہلیت کے اخلاق میں سے ہیں۔

فوائد: (۱) نوحہ اور نسب میں طعن کرنے کی حرمت اس قدرۃ شدت سے بیان کی گئی کہ ان کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ (تا کہ اس سے بچنے کا اہتمام کیا جائے)۔

٢٧٦ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ وَالْخِدَاعِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:٥٨]

١٥٨١ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهُ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهُ بَلَلًا - فَقَالَ : "مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ

باب: کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے جو انہوں نے کمایا' تکلیف دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا''۔ (الاحزاب)

۱۵۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا۔ وہ ہم میں سے نہیں' جس نے ہمیں دھوکا دیا' وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل فرمایا' پس آپؐ کی انگلیوں کو تری پہنچی تو فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس

الطَّعَامِ؟" قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: "اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا اس کو تو نے غلہ کے اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ (پھر فرمایا) جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الیمان فی بابی من حمل علینا السلاح و من غشنا

اللغات: **حمل علینا السلاح**: مسلمانوں کے خلاف بغاوت وخروج سے کنایہ ہے۔ **فلیس منا**: وہ ہمارے طریقے اور راستے پر نہیں۔ **غشنا**: کھوٹ کی کئی اقسام ہیں۔ (۱) کبھی کھوٹ معنوی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ باطل کو حق کا لباس پہنایا جائے۔ (۲) مادی کھوٹ سے مراد چیز کے عیب چھپا دینا' عمدہ اور ردی کو ملا دینا اور سامان میں کوئی ایسی چیز بڑھا دینا جس کا اس سے تعلق نہ ہوتا کہ اس چیز کا وزن زیادہ ہو جائے۔ **صبرة**: غلہ وغیرہ کا ڈھیر جو ناپ تول ہو۔ **اصابته السماء**: اس پر موسلا دھار بارش برسی۔

فوائد: (۱) مسلمان کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح لوگوں کے درمیان معاملات میں کھوٹ وملاوٹ حرام کی گئی ہے۔ فروخت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اگر چیز عیب دار ہو تو وہ اس کے عیب خریدار کے سامنے واضح کر دے۔ (۲) حکام پر بازاروں کی نگرانی لازم ہے اور ملاوٹ کرنے والوں کو سزا دینا ان کی ذمہ داری ہے کیونکہ ملاوٹ والے مال کو ناجائز ذرائع سے کھانے کے مرتکب ہیں۔ (۳) جو شخص جان بوجھ کر مسلمانوں کو نقصان پہچانے کے لئے ملاوٹ کرے اس کو امت کا دشمن اور امت کے خلاف بغاوت کرنے والا سمجھا جائے گا۔

۱۵۸۲: وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَنَاجَشُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۲: حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو'' (بخاری و مسلم)

تخریج: اس روایت کی تخریج باب ۲۷۱ روایت ۱۵۷۲' رواہ مسلم فی کتاب البر۔

اللغات: **لا تناجشوا**: سامان کی قیمت میں خریدنے کی نیت کے بغیر اضافہ کرنا تاکہ دوسرا زیادہ قیمت سے خرید لے

فوائد: (۱) نجش کو اس لئے حرام قرار دیا گیا کہ اس میں دھوکہ اور ملاوٹ ہے۔

۱۵۸۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۳: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے دھوکے کی غرض سے قیمت میں اضافہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب البیوع فی باب النجش و مسلم فی البیوع باب النھی عن النجش

فوائد: نجش جیسی قبیح حرکت سے روکا گیا کیونکہ اس میں دوسروں کا دھوکا ہوگا۔

۱۵۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ"

"اَلْخِلَابَةُ" بِخَآءٍ مُعْجَمَةٍ مَكْسُوْرَةٍ وَبَآءٍ مُوَحَّدَةٍ وَهِيَ الْخَدِيْعَةُ۔

۱۵۸۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس کے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا جس سے تو خرید و فروخت کرے اس کو کہو دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

اَلْخِلَابَۃُ: خاء معجمہ مکسورہ اور موحدہ کے ساتھ' دھوکہ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب البیوع' باب مایکرہ من الخداع و مسلم فی البیوع باب من یخدع فی البیع

اللغات: **ذکر رجل**: یہ حبان بن منقذ ہیں۔ **یخدع**: دھوکہ کیا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) مشتری کو خیار کا حق حاصل ہے اگر اس کو دھوکہ دیا جائے تو وہ سامان رد کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے شرط پہلے لگائی ہو۔

۱۵۸۵ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ، اَوْ مَمْلُوْكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

۱۵۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دیا۔ پس وہ ہم میں سے نہیں''۔ (ابوداؤد)

"خَبَّبَ بِخَاءٍ مُّعْجَمَةٍ ثُمَّ بَآءٍ مُوَحَّدَةٍ مُّكَرَّرَةٍ: اَیْ اَفْسَدَهُ وَخَدَعَهُ.

خَبَّبَ: اخاء معجمہ باموحدہ مکررہ کے ساتھ۔ یعنی اس کو دھوکہ دیا اور خراب کیا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد دی کتاب الادب، باب من خبب مملو کاً علی مولاہ

فوائد: (۱) عورتوں یا خدام کو ان کے خاوندوں یا آقاؤں کے خلاف بھڑکانا حرام ہے۔ اس طرح ان میں باہمی اختلاف ڈالنا بھی حرام ہے۔ (۲) مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ تعاون اور ایک دوسرے کی مدد پر قائم رہتا ہے۔

۲۷۷: بَابُ تَحْرِيْمِ الْغَدْرِ

باب: دھوکے کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ [المائدہ:۱] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا﴾ [الاسراء:۳۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو تم معاہدوں کی پابندی کرو!''۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں سوال ہوگا''۔ (الاسراء)

حل الآیات: العقود: مضبوط و پختہ معاہدات۔ العهد: تمام معاہدات میں جو باہمی طے کیا جائے یا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کا بندے کو مکلّف بنایا ہے۔ مسئولا: معاہدوں میں مطلوب جس سے دنیا و آخرت میں ان معاہدات کے متعلق سوال ہوگا۔

۱۵۸٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۸٦: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک ہے یہاں تک اس کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو دھوکہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو بکواس کرے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: تقدم تخریج و شرحه فی باب تحریم الکذب رقم ۲/۱۰۴۴

اللّغات: منافقاً: لغت میں نفاق ظاہر کا باطن کے خلاف ہونا شرع میں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) نفاق اعتقادی۔ اسلام ظاہر کرنا اور دل میں کفر چھپانا۔ (۲) نفاق عملی: منافقین جیسے اعمال کریں اور یہاں یہی مراد ہے۔ خصلہ: نفس میں رچی ہوئی حالت اس کو خلہ بھی کہا جاتا ہے۔ فجر: جھگڑے میں مبالغہ کرے۔

فوائد: (۱) یہ عادات اصل تو منافق کے لئے مناسب ہیں پس مؤمن کو ان سے دور رہنا اور اپنے دامن کو ان سے داغدار نہ کرنا چاہئے۔ (۲) اعلیٰ وعمدہ اخلاق قوی ایمان کے ساتھ تعلق کا مضبوط ذریعہ ہیں۔ جہاں ایمان ہوگا یہ اخلاق ہوں گے اور جہاں ایمان غائب ہوگا یہ اخلاق غائب ہوں گے۔ (۳) نفاق طبیعت میں بھی بری عادت ہے مگر تمام انسانوں پر اس کا اثر الٹ ہوتا ہے۔

۱۵۸۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ ' وَاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالُوْا : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' يُقَالُ : هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر دھوکہ باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ کہا جائے گا یہ فلاں کی بدعہدی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الایمان ' باب اثم الغادر و مسلم فی الجهاد باب تحریم الغدر

اللغات: غادر: معاہدے کو توڑنے والا۔ لواء: بڑا جھنڈا گاڑا جائے گا تا کہ اس کی خوب رسوائی ہو جائے اور اس کے معاملے کی برائی دوسروں کے سامنے آجائے اور اس مجمع عام میں اس کا دھوکہ ظاہر ہو جائے۔

۱۵۸۸ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَآءٌ عِنْدَ اِسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر دھوکہ باز کے لئے اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکے کی مقدار کے مطابق ہو گا۔ خبردار! کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہ ہو گی''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الجهاد ' باب تحریم الغدر

اللغات: استة: مراد دبر ہے اور اس کا تذکرہ اس کی تحقیر مزید اور برائی کا ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ امیر عامه: حاکم اعلیٰ یا اس کا نائب۔

فوائد: (۱) غداری کی حرمت شدیدہ کو بیان کیا۔ خاص طور پر جبکہ وہ حاکم اور مقتداء میں پائی جائے کیونکہ اس کو وعدہ توڑنے میں کوئی مجبوری نہیں وہ اس کو پورا کرنے کی کامل قدرت رکھتا ہے۔ اس کی وعدہ خلافی کا نقصان عام انسانوں کو پہنچنے والا ہے۔

۱۵۸۹ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى "ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ ' وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ ' وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۵۸۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی طرف سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا: (۱) وہ جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ دیا۔ (۲) وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی۔ (۳) وہ آدمی جس نے کسی کو مزدور بنایا اس سے پورا کام لیا' مگر اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب البیوع ' باب اثم من باع صرًا

اللغات: ثلاثه: مکلف لوگوں کی تین قسمیں ہیں خصمهم: جھگڑنے والا اور غالب آنے والا' یہ لفظ واحد' جمع مذکر ومؤنث پر یکساں استعمال ہوتا ہے۔ یوم القیامة: اس دن کو خاص طور پر ذکر کیا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ان کی طرف سے جھگڑنے والے ہیں۔ کیونکہ

وہ بدلہ دیئے جانے کا دن ہے۔ اعطی بی: میرا نام لے کر اپنے بھائی سے معاہدہ کیا ثم غدر: وعدہ توڑ دیا اور اس کو پورا نہ کیا یاد ہونے اور اختیار ہونے کے باوجود۔

فوائد: (۱) معاہدوں کو پورا کرنے پر برانگیختہ کیا گیا۔ آزاد آدمی کو فروخت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی اور مزدور کو اس کی مزدوری دینے کی تاکید کی گئی۔ (۲) ان تینوں کو خبردار کیا گیا اور سخت عذاب سے ڈرایا گیا۔ پھر ان میں سے جو پہلا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کی حرمت وعظمت کو توڑا۔ رہا دوسرا آدمی تو مراد اس سے اس پر مکمل قبضہ اور غلبہ ہے کہ اس کو کوئی اختیار نہ ہو۔ خرید وفروخت مراد نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت لینا اور کھانا مراد ہے۔ اس مفہوم کو ابوداؤد کی روایت سے تائید ملتی ہے۔ رجل اعتبه محررا: وہ آدمی جس نے آزاد کو غلام بنالیا۔ اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے جھگڑنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مسلمان آزادی اور قید میں برابر ہیں۔ پھر تیسرا شخص وہ اس دوسری قسم میں داخل ہے کیونکہ اس نے بلا بدل خدمات لی ہے اور یہ عین ظلم ہے اعاذنا الله منه

۲۷۸ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

باب: عطیہ وغیرہ پر احسان جتانا منع ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾ [البقرة:٢٦٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى﴾ [البقرة:٢٦٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذاء دے کر ضائع مت کرو''۔ (البقرة) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں''۔ (البقرة)

حل الآیات: لاتبطلو صدقاتکم: اسکے ثواب کو باطل نہ کرو۔ بالمن: منعم علیہ کو احسان شمار کرانا۔

١٥٩٠ : وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" قَالَ: فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مِرَارٍ – قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "الْمُسْبِلُ اِزَارَهُ" يَعْنِى الْمُسْبِلَ اِزَارَهُ وَثَوْبَهُ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخُيَلَاءِ"۔

۱۵۹۰: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے، نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آیت کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ تو ناکام و نامراد ہوئے یا رسول اللہ! مگر یہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (۱) ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔ (۲) احسان کر کے احسان جتلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''اپنی چادر اور کپڑے کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا''۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب غلظ تحریم اسبال الازار و المن

اللغات: لا یکلمهم الله: ایسا کلام نہیں فرمائیں گے جو ان کو خوش کرے، یہ غضب سے کنایہ ہے۔ ولا ینظر الیهم: رحمت و

مغفرت کی نگاہ ان پر نہ ڈالیں گے۔ المسبل: تکبر سے کپڑا لٹکانے والا۔ المنان: وہ آدمی جو دوسروں پر احسان کو کثرت سے جتلاتے ہیں۔ سلعته: سامان۔

فوائد: (۱) احسان جتلانا حرام ہے کیونکہ اس میں نعمت پانے والے کی تذلیل اور ایذاء اندوزی ہے۔ (۲) اگر تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکایا جائے تو حرام ہے اور اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (۳) فروخت کی خاطر جھوٹی قسم حرام ہے کیونکہ بخاری کی روایت کے مطابق اس سے مال کی بکری تو بڑھ جاتی ہے مگر برکت مٹ جاتی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے۔

۲۷۹ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

بَاب: فخر و سرکشی کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ [النجم: ۳۲] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [الشورىٰ: ٤٣]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے متعلق پاک بازی کا دعویٰ مت کرو۔ وہ تقوے والے کو خوب جانتا ہے''۔ (النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک گناہ ہے ان لوگوں پر جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں سرکشی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے''۔ (الشوریٰ)

حل الایات: فلاتزکوا انفسکم: ان کی تعریف اچھے اعمال پر مت کرو۔ انما السبیل: عقاب و سرا کے ساتھ۔ یبغون فی الارض: فساد کرتے اور ظلم کرتے ہیں۔

۱۵۹۱ : وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى اِلَىَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغِىَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَّلَا يَفْخَرُ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۹۱: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر بالکل سرکشی نہ کرے''۔ (مسلم)

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْبَغْىُ التَّعَدِّىْ وَالْاِسْتِطَالَةُ.

اہل لغت نے فرمایا: اَلْبَغْى : ظلم و زیادتی اور دست درازی

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الجنة، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة.

اللُّغَاتُ: اوحی الی ان تواضعوا: مجھے اور تمہیں تواضع کا حکم دیا اور اس میں زیادہ سے زیادہ تواضع کے لئے فرمایا گیا۔ یبغی: ظلم میں مبالغہ کرتا اور بہت بڑھتا ہے۔

فوائد: (۱) روایت میں فخر و بغاوت کی ممانعت ہے۔ مال و مرتبہ کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا یا اس دنیائے فانی کے کسی بھی سامان کی کسی چیز کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا۔

۱۵۹۲ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۵۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کہتا ہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوتا ہے'' ۔(مسلم)

وَالرِّوَايَةُ الْمَشْهُوْرَةُ "اَهْلَكُهُمْ بِرَفْعِ الْكَافِ وَرُوِيَ بِنَصْبِهَا ' ذٰلِكَ النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذٰلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهٖ، وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ ' فَهٰذَا هُوَ الْحَرَامُ وَاَمَّا مَنْ قَالَهٗ لِمَا يَرٰى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِيْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ ' وَقَالَهٗ تَحَزُّنًا عَلَيْهِمْ ' وَعَلَى الدِّيْنِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ ' هٰكَذَا فَسَّرَهُ الْعُلَمَآءُ وَفَصَّلُوْهُ۔

مشہور روایت اَهْلَكُهُمْ کاف کے ضمہ سے ہے۔اورزبر بھی پڑھی گئی ہے۔ یہ ممانعت اس کے لئے ہے جو یہ کلمہ خود پسندی کی بناء پر کہتا ہو اور لوگوں کو حقیر قرار دیتا ہو اور اپنے آپ کو ان سے بالا سمجھتا ہو۔ یہ صورت حرام ہے اور اگر کوئی شخص لوگوں کے دینی معاملات میں نقص دیکھ کر کہتا ہے اور بطور غم خواری کہتا ہے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

وَمِمَّنْ قَالَهٗ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَعْلَامِ : مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْخَطَّابِيُّ ' وَالْحُمَيْدِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَقَدْ اَوْضَحْتُهٗ فِيْ كِتَابِ : "الْاَذْكَارِ"۔

علماء رحہم اللہ نے اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے۔جن ائمہ کرام نے اس تفسیر کو اختیار کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مالک بن انس' خطابی' حمیدی وغیرہم۔ میں نے اس کی وضاحت کتاب الاذکار میں کی ہے۔

تخریج: رواه مسلم فی كتاب البر و الصلاة' باب النهى عن قول هلك الناس

اللغات: اهلكهم: ہلاکت میں سب سے بڑھ کر' یہ منصوب بھی ہے۔علامہ ابن عسلان نے فرمایا کہ فتحہ پر مبنی ہے۔رفع ونصب دونوں اعراب کے لقب ہیں۔

فوائد: خود پسندی اور دوسروں کو حقیر قرار دینا ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو کر نہ بیٹھ جانا چاہئے۔

۲۸۰ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْهِجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُوْرِ اَوْ تَظَاهُرٍ بِفِسْقٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

باب: تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے لئے آپس میں قطع تعلق کی حرمت کا بیان' البتہ بدعت اور فسق وغیرہ کی صورت میں قطع تعلق کرنے کی اجازت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات:۱۰]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک مسلمان بھائی بھائی ہے۔تم ان کے درمیان اصلاح کرو'' ۔(الحجرات)

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة:۲]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر'' ۔ (المائدہ)

حل الایات: ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان: برائی اور تعدی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ان میں مسلمان سے قطع تعلقی اور بغیر کسی سبب شرعی کے اس کو چھوڑنا ہے۔جیسا کہ احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

١٥٩٣ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَقَاطَعُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۹۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہمی ایک دوسرے سے مقاطعہ نہ کرو' ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ' آپس میں بغض نہ رکھو' ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب' ما نھی عن التحاسد و الباب الذی بعدہ و فی باب الھجرۃ

اللغات: :لا تقاطعوا: یہ اصل میں لا تتقاطعوا ہے مطلب یہ ہے کہ نہ چھوڑے اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو۔ ولا تدابروا: اعراض کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرے اور الگ نہ ہو۔ کونوا عباد اللہ اخوانا: آپس میں صلہ رحمی کرنے والے اور رحم کرنے والے کیونکہ اخوت کا تقاضا یہی ہے۔

فوائد: (۱) ان امور کی ممانعت اس لئے کی گئی ہے کیونکہ اس اسلامی اخوت کے منافی اور مخالف ہیں۔ ان میں سب سے اہم بلا کسی شرعی عذر کے علیحدگی اختیار کرنا ہے۔

١٥٩٤ :وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ : يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِیْ يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۹۴: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے کہ دونوں آپس میں ملیں اور ایک اس طرف منہ موڑ لے اور دوسرا اس طرف۔ ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب' باب الھجرۃ و فی الاستیذان و مسلم فی کتاب البر' باب تحریم الھجر فوق ثلاث

اللغات: :لایحل: جائز نہیں۔ یھجر اخاہ: بلاعذر مسلمان بھائی سے الگ رہے اور اس سے قطع تعلقی اختیار کرے۔ یعرض ھذا: ہٹ جائے اور اپنے چہرے کو اس سے پھیرے۔

فوائد: (۱) حدیث بالا میں بھائی کے لفظ سے تعبیر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں میں باہمی میل جول ہونا چاہئے قطع تعلقی اور انقطاع نہ ہونا چاہئے۔ (۲) انقطاع کرنے والوں میں زیادہ بہتر وہ ہے جو سلام وکلام میں ابتداء کرے اور بھائی چارے کو قائم کرے اور قطع تعلقی اسباب کو زائل کرے۔ (۳) تین روز سے زیادہ دوسرے مسلمان سے قطع تعلق حرام ہے۔ تین دن کی حد بندی کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ عرصہ کینوں کو دفن کرنے اور غلطیوں کو بھلانے اور سوچ وبچار کرنے کے لئے کافی ہے۔ (۴) مسلمان باہمی طور پر کینے کو بھلاتا اور صلح کی طرف جلدی کرتا ہے تاکہ فضیلت کو پالے۔ السلام علیکم کا کلمہ اسلام میں محبت واخوت کی رمز ہی تو ہے۔

١٥٩٥ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيْسٍ" فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِكُلِّ امْرِیءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، اِلَّا امْرَءًا

۱۵۹۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمل ہر سوموار اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانے والا نہ ہو۔ مگر وہ شخص کہ جس کے اور دوسرے

كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقُوْلُ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مسلمانوں کے درمیان بغض ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ان کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کرلیں"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی البر و الصلاۃ' باب النھی عن الشحناء و التھاجر

اللغات: :شحناء: دینوی معاملے کی وجہ سے بغض وعداوت۔

فوائد: (۱) بغض وعداوت دونوں جھگڑے والوں کے لئے حصول مغفرت سے محرومی کا ذریعہ ہے جب تک کہ دونوں صلح نہ کرلیں اور باہمی نفرت وعداوت کو ختم نہ کردیں۔

١٥٩٦ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ' وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۹۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے میں اور قطع تعلقی میں (کامیاب رہے گا)"۔ (مسلم)

"التَّحْرِيْشُ" : اَلْاِنْسَدَادُ وَتَغْيِيْرُ قُلُوْبِهِمْ وَتَقَاطُعِهِمْ۔

التَّحْرِيْش : فساد ڈالنا' دلوں کو بدلنا' آپس میں تعلقات منقطع کرنا۔

تخریج: رواہ مسلس فی کتاب صفة القیامة و الجنة و النار' باب تحریش الشیطان

اللغات: :یئس: یہ یأس میں ہے ناامید ہونا۔ ایک نسخہ میں أیس ہے معنی ایک ہی ہے۔ المصلون: مسلمان۔

فوائد: (۱) نماز کے منجملہ فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان جذبہ محبت کی محافظ اوران کے درمیان بھائی چارے کے روابط کو مضبوط بناتی ہے۔ (۲) شیطان اس بات کیلئے کوشاں رہتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں جھگڑے' لڑائیاں' بغض وعداوت' فتنے اور فساد برپا کرے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر ان سب چیزوں سے دور رہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے اور اس سے پناہ طلب کرے۔ (۳) یہ حدیث معجزات نبوت میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ پیش آنے والی بات کی خبر دی جو اسی طرح واقع ہوئی۔

١٥٩٧ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ۔

۱۵۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑا اور اسی حالت میں مرگیا تو وہ آگ میں جائے گا"۔ (ابوداؤد) بخاری اور مسلم کی شرط کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب' باب فیمن یھجراخاہ المسلم

اللغات: :فوق ثلاث: تین دن رات کے دوران وہ آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے سے سلام کلام نہیں کرتے۔

فوائد: (۱) جس آدمی نے اپنے مسلمان بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑا اور اس پر مصر رہا تو اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل فرمائیں گے تا کہ گناہ گار مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی عذاب چکھے۔

۱۵۹۸ : وَعَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ اَبِیْ حَدْرَدٍ الْاَسْلَمِیِّ وَیُقَالُ السُّلَمِیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ : "مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۵۹۸: حضرت ابی خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی ان کو سلمی بھی کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع کیا۔ اس نے گویا اس کا خون بہا دیا''۔ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب' باب من ھجرا خاہ سنة

اللغات: :**کسفك دمه**: گویا اس نے اس کے خون کو دشمنی سے بہایا۔

فوائد: (۱) قطع تعلقی سے ڈرایا گیا کیونکہ معنوی قتل مادی قتل سے کم نہیں۔

۱۵۹۹ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ ، فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْیَلْقَهُ وَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِی الْاَجْرِ ، وَاِنْ لَّمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ فَقَدْ بَآءَ بِالْاِثْمِ ، وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ – قَالَ اَبُوْدَاوُدَ : اِذْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ لِلّٰهِ تَعَالٰی فَلَیْسَ مِنْ هٰذَا فِیْ شَیْءٍ۔

۱۵۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مؤمن کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلق کو ترک کرے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کرنی چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہئے۔ پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترکِ تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اگر ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب باب فیمن یھجرا خاہ المسلم۔

اللغات: :**باء بالاثم**: گناہ اور برائیاں لے کر لوٹا۔ **المسلم**: یہ اسم فاعل ہے سلام میں ابتداء کرنے والا۔

فوائد: (۱) تین دن سے زیادہ بغیر کسی شرعی عذر کے کسی مسلمان سے قطع تعلقی حرام ہے۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان بھائی کو عتاب کے طور پر چھوڑنے سے متعلق ہے۔ اس کے لئے تین دن کی مدت رکھی گئی ہے۔ البتہ والد کے بیٹے کو اور خاوند کا بیوی کو چھوڑنا یا جن کا حکم انہی جیسا ہو ان پر تین دن کی قید نہیں بلکہ تین دن سے زیادہ بھی چھوڑنا جائز ہے جیسا نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک ماہ کے لئے چھوڑا۔ (۲) سلام کر لینے سے چھوڑنے کی تکمیل ہو جاتی ہے اگر دوسرے نے جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہ دیا تو بوجھ اسی کے ذمہ رہے گا۔ سلام کرنے والا قطع تعلقی کے گناہ سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ (۳) یہ وعید ان لوگوں کیلئے ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ورزی کی وجہ سے چھوڑے مثلاً ارتکابِ بدعت یا برسر عام معصیت کرنا ان حالات میں چھوڑنا نیکی ہے۔

۲۸۱ : بَابُ النَّهْیِ عَنْ تَنَاجِیْ اثْنَیْنِ دُوْنَ الثَّالِثِ بِغَیْرِ اِذْنِهٖ اِلَّا لِحَاجَةٍ

باب : دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر سرگوشی کرنے سے روکنے کا بیان' ہاں ضرورت کے پیش

وَّهُوَ اَنْ يَّتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهَا وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا اِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَّا يَفْهَمُهُ!

نظر اس طرح وہ دونوں گفتگو کریں کہ تیسرا آدمی ان کی بات سن نہ سکے اور یہی حکم ہے جب وہ دونوں ایسی زبان میں باتیں کریں جب تیسرا آدمی اس زبان کو سمجھ نہ سکے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ [المجادله:۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے''۔ (المجادلہ)

حل الایات: النجوی: آہستہ کلام، سرگوشی۔

۱۶۰۰ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ ، قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَاَرْبَعَةً؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ : كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِيْ فِي السُّوْقِ ، فَجَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّنَاجِيَهٗ وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اَحَدٌ غَيْرِيْ فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰى كُنَّا اَرْبَعَةً فَقَالَ لِيْ وَلِلرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِيْ دَعَا : اسْتَاْخِرَا شَيْئًا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ۔

۱۶۰۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری، مسلم و ابوداؤد) ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جب چار ہوں؟ فرمایا پھر تمہیں کوئی گناہ نہیں۔ امام مالک نے مؤطا میں عبداللہ بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے اس گھر کے پاس تھے، جو بازار میں ہے، اچانک ایک آدمی نے آ کر ان سے سرگوشی کرنا چاہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا میرے پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور آدمی کو بلایا یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے۔ تو آپؓ نے مجھے اور اس تیسرے آدمی کو جس کو بلایا تھا فرمایا۔ ذرا پیچھے ہٹو، بے شک رسول اللہؐ سے میں نے سنا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کرے۔

تخریج: رواه البخارى فى الاستيذان، باب لا يتناجى الثنان دون الثالث و مسلم فى كتاب السلام باب تحريم مناجدة الاثنين دون الثالث و ابو داؤد فى كتاب الادب، باب التناجى و مالك فى الموطا كتاب الكلام، باب ما جاء فى ضاجاة اثنين۔

اللغات: فلایتناجی: یہ لفظاً جملہ خبریہ ہے مگر معناً یہ نہی ہے کہ دو خفیہ کلام نہ کریں۔ عبداللہ بن دینار: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ اور ثقہ ہیں۔ یہ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ استأخر شیئا: تھوڑے پیچھے ہٹے اور یہ اس لئے تا کہ بلانے والا اپنا مقصد پالے۔

فوائد: (۱) اسلام اپنی ترتیب و تنظیم میں زندگی کی تمام اطراف کو اپنے اندر شامل کرنے والا ہے۔ اس روایت میں نبی اکرم ﷺ نے مجلس کے آداب کی تلقین فرمائی ہے۔ (۲) تیسرے کو چھوڑ کر دو کا بات کرنا یا چوتھے کو چھوڑ کر تین کا سرگوشی کرنا ممنوع ہے اور یہ اس وقت

ہے جب کہ سرگوشی اچھی بات ہو اور اگر سرگوشی بری بات کی ہو تو وہ دوسرے سے حرام ہے۔ خواہ تیسرا ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ۔ اے مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ دشمنی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی سرگوشی مت کرو۔ (۳) اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک آدمی کو کلام کے سننے یا سمجھنے سے دور چھوڑنا غم میں مبتلا کردے گا اور شک میں ڈال دے گا اور اگر اور بھی اس کے ساتھ ہو تو پھر گناہ نہیں اور سرگوشی کی ممانعت بھی نہیں۔

۱۶۰۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، مِنْ اَجْلِ اَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۰۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو دو تیسرے کے بغیر سرگوشی کریں یہاں تک کہ تم لوگوں سے مل جل جاؤ اس وجہ سے کہ وہ غمگین ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاستیذان، باب اذا کانوا اکثر من ثلاثہ فلا باس و مسلم فی کتاب السلام، باب تحریم مناجات الاثنین دون الثالث۔

اللغات: حتی تختلطوا: یہاں تک کہ تین زیادہ مجمع میں مل جائیں۔

فوائد: (۱) دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سوگوشی کرنا حرام ہے حرمت کی دلیل اس کا تیسرے کے لئے باعث غم وایذاء ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿والذین یوذون المؤمنین......﴾ جو لوگ مؤمن مردوں اور وعورتوں کو ایذاء بغیر کسی قصور کے پہنچاتے ہیں انہوں نے بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ ہے۔

۲۸۲: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيْبِ الْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْاَةِ وَالْوَلَدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ اَوْ زَائِدٍ عَلٰى قَدْرِ الْاَدَبِ!

باب: غلام، جانور، عورت اور لڑکے کو کسی شرعی سبب کے بغیر یا ادب سے زائد تکلیف دینے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ [النساء:۳۶]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''والدین کے ساتھ احسان کرو اور قرابت داروں اور یتیموں مسکینوں، قرابت والے پڑوسیوں اور پہلو کے پڑوسی اور پہلو کے ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں۔ احسان کرو بے شک اللہ پسند نہیں کرتے فخر والے متکبر کو''۔ (النساء)

حل الایات: وبالداین احسانا: ان پر خوب احسان کرو۔ احسان سے مراد ان سے بھلائی اور نرم روی ہے۔ بیذی القربیٰ: رشتہ دار۔ والجاری ذی القربی: پڑوس میں جو تمہارے قریب ہو یا رشتہ دار میں قریب ہو۔ والجار الجنب: دور کا رشتہ دار۔ والصاحب بالجنب: سفر و پیشہ کا ساتھی بعض نے کہا بیوی مراد ہے۔ ابن السبیل: مسافر جو ضرورت مند ہو جائے۔ وما ملکت ایمانکم: غلام لونڈی۔ مختالاً: متکبر۔

۱۶۰۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ

۱۶۰۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ: حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا اِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا' وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"خَشَاشُ الْاَرْضِ" بِفَتْحِ الْخَآءِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ هَوَامُّهَا وَحَشَرَاتُهَا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اس کو باندھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مرگئی اور اسی کی وجہ سے وہ آگ میں داخل ہوئی نہ اس نے خود کھلایا پلایا۔ کیونکہ وہ (بلی) بندھی ہوئی تھی اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لے۔ (بخاری ومسلم)

خَشَاشُ الْاَرْضِ : زخاء معجمہ کے فتح اور شین معجمہ مکررہ کے ساتھ' زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی اواخر کتاب الانبیاء و مسلم فی کتاب السلام' باب تحریم قتل الهرة

فوائد: (۱) حیوان کے ساتھ بھی نرمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کو بند کرنے اور بھوکا رکھنے کو حرام قرار دیا۔ (۲) اس حیوان کو باندھنا جائز ہے جسکے پالنے کا پورا اہتمام کرے۔

١٦٠٣ : وَعَنْهُ اَنَّهٗ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوْا طَيْرًا وَّهُمْ يَرْمُوْنَهٗ ' وَقَدْ جَعَلُوْا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِّنْ نَّبْلِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ' اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْغَرَضُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالرَّآءِ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّيْءُ الَّذِيْ يُرْمٰى اِلَيْهِ۔

١٦٠٣: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے ہوا جنہوں نے ایک پرندے کو نشانے کی جگہ رکھا ہوا تھا اور وہ اس کو تیر مار رہے تھے۔ پرندے والے کے لئے انہوں نے ہر خطا ہونے والا تیر دینا طے کر لیا تھا۔ جب انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کس نے یہ کیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ کس نے یہ کیا ہے' بے شک رسول اللہؐ نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو کسی روح والی چیز کو نشانہ بناتا ہے۔ (متفق علیہ)

الْغَرَضُ : نشانہ اور وہ چیز جس پر تیر چھوڑے جائیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الذبائح' باب مایکرہ من المثلة و مسلم فی کتاب الصید' باب النهی عن صید البهائم۔

اللغات: نصبوا طيراً: پرندہ کو نشانہ کے طور پر رکھا تھا۔ خاطئة: ہر وہ تیر جو نشانے سے خطاء کر جائے۔

فوائد: (۱) ذی روح کو نشانہ بنانے کی جگہ رکھنا ناجائز ہے کیونکہ اس میں بلاشرعی جواز کے حیوان کو ایذاء پہنچانا ہے۔ حدیث اس سلسلہ میں وضاحت کر رہی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اس کے کرنے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔

١٦٠٤ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَآئِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

١٦٠۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانوروں کو نشانے کے مقام پر باندھا جائے۔ (بخاری' مسلم)

وَمَعْنَاهُ :تُحْبَسَ لِلْقَتْلِ۔

مفہوم روایت کا یہ ہے کہ ان کو قتل کے لئے بند کر دیا جائے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الذبائح' باب مایکرہ من المثلة و مسلم فی کتاب الصید' باب النهی عن صبر البهائم۔

فوائد: (۱) حیوان کو پکڑ کر بند کر کے قتل کرنے کی ممانعت ہے علقمی کہتے ہیں کہ اس کی صورت یہ ہے کہ زندہ کو پکڑ لیا جائے پھر کوئی چیز اس کی طرف پھینکی جائے جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔

١٦٠٥ : وَعَنْ اَبِیْ عَلِیٍّ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مِّنْ بَنِیْ مُقَرِّنٍ مَالَنَا خَادِمٌ اِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا اَصْغَرُنَا فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُعْتِقَهَا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ – وَفِیْ رِوَايَةٍ "سَابِعَ اِخْوَةٍ لِّیْ"۔

۱۶۰۵: حضرت ابوعلی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور ہمارا ایک ہی خادم تھا۔ ہم میں سے ایک چھوٹے نے اس کو تھپڑ مارا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان' باب صحبة الممالیك۔

اللغات: سابع سبعة: سات میں سے ایک تھا۔ یہ سات بھائی تھے تمام کے تمام مہاجر صحابہ ہیں ان کے اس کمال میں کوئی اور ثانی نہیں۔ لطمها: تھپڑ مارا۔

فوائد: (۱) غلاموں کو سزا میں حد سے گزرنے پر سختی کی گئی بلکہ اس کے آزاد کرنے کو مستحب قرار دیا گیا تاکہ اس کی سزا وضرب کا کفارہ بن جائے۔

١٦٠٦ : وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِیْ : "اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ" فَلَمْ اَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ – فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ اِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ :"اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَنَّ اللّٰهَ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰی هٰذَا الْغُلَامِ" فَقُلْتُ لَا اَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهٗ اَبَدًا وَفِیْ رِوَايَةٍ : فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِیْ مِنْ هَيْبَتِهٖ– وَفِیْ رِوَايَةٍ : فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ ، فَقَالَ : "اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ۔

۱۶۰۶: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا پس میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابومسعود! جان لے میں غصے کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا۔ جب آواز قریب ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور فرما رہے تھے خبردار! اے ابومسعود اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں جتنی تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے کہا میں اس کے بعد کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اگر تو ایسا نہ کرتا تو تمہیں آگ اپنی لپیٹ میں لیتی یا تمہیں ضرور آگ چھوتی۔

(ان روایات کو مسلم نے بیان کیا)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان' باب صحبة الممالیك۔

اللغات: فلم افهم الصوت: آواز میں کہی جانے والی بات میں نہ سمجھ سکا۔ دنا: قریب ہوا۔ ابا مسعود: اے ابومسعود! حرف نداء کو اختصار کے لئے حذف کیا گیا۔ الفحتك النار: تجھے آگ جلا ڈالتی۔

فوائد: (۱) غلاموں اور نوکروں سے نرمی برتنی چاہئے خصوصاً اس وقت جب کہ ان کی کوئی غلطی بھی نہ ہو مگر جب غلطی کریں تو گناہ کی مقدار کے مطابق سزا کی اجازت ہے۔ (۲) صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم کے دلوں میں حضور ﷺ کا کس قدر رعب تھا اور کس قدر جلدی وہ آپ ﷺ کے ارشادات وفرامین پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔

١٦٠٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، اَوْ لَطَمَهُ، فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ اَنْ يُّعْتِقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی غلام کو ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اس کو تھپڑ مارا پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في الايمان، باب صحبة المماليك و كفارة من لطم عبيده۔

اللغات: حداً: مفعول لہ ہے یعنی حد کی بناء پر۔ حد اس سزا کو کہا جاتا ہے جس کو شرع نے مقرر کر دیا ہے۔ لم يأته: حد کے مناسب عمل نہیں کیا۔ كفارته: اس ناراضگی کے گناہ کو مٹانے والی ہے۔

فوائد: قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا اس بات پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ یہ آزاد کرنا فرض نہیں البتہ مستحب ضرور ہے۔ لیکن اس آزادی کا بدلہ اور اجر اس کے برابر نہیں ملتا جتنا بغیر کسی سبب کے غلام کو آزاد کرنے کا ملتا ہے۔

١٦٠٨ : وَعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْبَاطِ، وَقَدْ اُقِيْمُوْا فِي الشَّمْسِ، وَصُبَّ عَلٰى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ! فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْخَرَاجِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: حُبِسُوْا فِي الْجِزْيَةِ فَقَالَ هِشَامٌ: اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا" فَدَخَلَ عَلَى الْاَمِيْرِ فَحَدَّثَهُ فَاَمَرَ بِهِمْ فَخُلُّوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْاَنْبَاطُ" الْفَلَّاحُوْنَ مِنَ الْعَجَمِ۔

۱۶۰۸: حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر شام میں کچھ کاشت کاروں کے پاس سے ہوا۔ ان کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور اس کے سروں پر زیتون کا تیل ڈالا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا ان کو خراج نہ دینے کی سزا دی جا رہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے جزیہ کی وجہ سے ان کو قید کیا گیا۔ ہشام بن حکیم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں پھر وہ امیر کے پاس گئے اور اس کو یہ حدیث سنائی تو اس نے اس کے متعلق چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ (مسلم)

اَلْاَنْبَاطُ: عجمی کسان۔

تخریج: رواه مسلم في كتاب البر، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق۔

اللغات: يعذبون في الخراج: خراج نہ دینے کے سبب سزا دی جا رہی ہے۔ خراج: وہ ٹیکس ہے جو کفار پر ان کی زمینی آمدنی پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اشهد لسمعت: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ضرور سنا ہے۔ یہ قسم مقدر کا جواب ہے یا اشھد کا جواب ہے واقع و ثابت ہونے کی وجہ سے اس کو قسم کے قائم مقام لایا گیا۔ فخلوا: ان کی سزا موقوف کر دی گئی۔

فوائد: (۱) ناحق ضعفاء ومساکین کو دکھ نہ دینا چاہئے۔ (۲) صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم کرنے والے تھے۔ (۳) ظالموں کو ظلم سے ڈرانا اور خبردار کرنا چاہئے۔

۱۶۰۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُوْمَ الْوَجْهِ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ : وَاللّٰهِ لَا اَسِمُهُ اِلَّا اَقْصٰى شَيْءٍ مِّنَ الْوَجْهِ ، وَاَمَرَ بِحِمَارِهٖ فَكُوِيَ فِي الْجَاعِرَتَيْهِ ، فَهُوَ اَوَّلُ مَنْ كَوَى الْجَاعِرَتَيْنِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْجَاعِرَتَانِ" نَاحِيَةُ الْوَرِكَيْنِ حَوْلَ الدُّبُرِ۔

۱۶۰۹ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپؐ کو یہ بات ناپسند ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میں اس کو نہیں داغوں گا مگر چہرے کے اعضاء میں سے جو سب سے دور ہے چنانچہ اس گدھے کے سرینوں کو داغنے کا حکم دیا گیا۔ پس آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرینوں کو داغا۔

الْجَاعِرَتَانِ : سرینوں کی طرف

تخریج: راوہ مسلم فی کتاب اللباس، باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه و وسمه فیه۔

اللغات: موسوم الوجه: داغا ہو چہرہ تا کہ دوسروں سے ممتاز معلوم ہو۔

فوائد: (۱) حیوان کے چہرے پر داغ دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے فرمان پر کہ حیوان کے چہرے کو مت داغنا، پر فی الفور عمل کیا۔

۱۶۱۰ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَيْضًا : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ۔

۱۶۱۰ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے پر داغ لگائے گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو داغا ہے۔ (مسلم)

مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب اللباس، باب النهی عن ضرب الحیوان فی الوجه و وسعه فیه۔

فوائد: (۱) چہرے پر داغنا منع ہے۔ اسی طرح چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے کیونکہ چہرہ لطیف عضو ہے جو محاسن اور حواس کو جامع ہے اس پر داغ حواس کے زوال اور بدصورتی کا باعث بن جاتا ہے۔ (۲) یہ مارنے کی ممانعت عمومی ہے جو بیٹے، خادم بیوی کو تادیب کے طور پر سزا دینے کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح گوندنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کی تاثیر تو عام ضرب سے شدید تر ہے۔

۲۸۳ : بَابُ تَحْرِيْمِ التَّعْذِيْبِ بِالنَّارِ فِيْ كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى الْقَمْلَةِ وَنَحْوِهَا

باب : تمام حیوانات کو آگ کے ساتھ عذاب دینے کی حرمت کا بیان یہاں تک کہ چیونٹی بھی اس میں شامل ہے

۱۶۱۱ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

۱۶۱۱ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ بَعْثٍ فَقَالَ: "اِنْ وَّجَدْتُّمْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِرَجُلَیْنِ مِنْ قُرَیْشٍ سَمَّاھُمَا "فَاحْرِقُوْھُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ اَرَدْنَا الْخُرُوْجَ: "اِنِّیْ کُنْتُ اَمَرْتُکُمْ اَنْ تَحْرِقُوْا فُلَانًا وَفُلَانًا، وَاِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ فَاِنْ وَّجَدْتُّمُوْھُمَا فَاقْتُلُوْھُمَا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا پس فرمایا کہ اگر تم فلاں کو پاؤ' دو قریشی آدمیوں کے نام لئے تو ان کو آگ میں جلا ڈالو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ کے سوا اور کوئی نہ دے پس اگر تم ان کو پا لو تو قتل کر دو۔

(بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجھاد' باب لایعذب بعذاب اللہ

اللغات: فی بعث: لشکر میں جس کو بھیجا گیا تھا۔

فوائد: (ا) آگ سے جلانا ممنوع ہے اور قتل پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے خواہ کتنے ہی دشمن ہوں کیونکہ یہی انتہائی درجہ کی سزا ہے۔

١٦١٢ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِہٖ فَرَاَیْنَا حُمَّرَۃً مَّعَھَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا فَرْخَیْھَا فَجَآءَ تِ الْحُمَّرَۃُ تُعَرِّشُ فَجَآءَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ : "مَنْ فَجَعَ ھٰذِہٖ بِوَلَدِھَا رُدُّوْا وَلَدَھَا اِلَیْھَا" وَرَاٰی قَرْیَۃَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاھَا فَقَالَ : "مَنْ حَرَّقَ ھٰذِہٖ؟" قُلْنَا : نَحْنُ قَالَ : "اِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

قَوْلُہٗ "قَرْیَۃُ نَمْلٍ" مَعْنَاہُ مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ۔

١٦١٢: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ پس ہم نے اس کے دونوں بچوں کو لے لیا۔ سرخ چڑیا آ کر منڈلانے لگی۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو۔ آپ نے ایک چیونٹیوں کی بستی دیکھی جس کو جلا دیا گیا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا آگ سے عذاب دینا مناسب نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

قَرْیَۃُ نَمْلٍ: چیونٹیوں سمیت چیونٹیوں کی جگہ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجھاد و باب کراھیۃ حرق العدو بالنار۔

اللغات: حمرۃ: چڑیا جیسا پرندہ ہے۔ تعرش: ابن اثیر نہایہ میں فرماتے ہیں کہ تعریش تکلیف کی وجہ سے بلند ہونے اور اپنے پروں سے نیچے سایہ کرنے کو کہتے ہیں۔ من رزء ھذہ: کس نے اس کے بچے چھپا کر تکلف دی؟ فریۃ نمل: چیونٹیوں کی رہائش گاہ۔

فوائد: (ا) پرندوں کو تکلیف دینے اور ان کے بچے پکڑنے کی ممانعت کی ہے۔ اسی طرح چیونٹیوں اور دیگر حشرات کو جلانے کی ممانعت ہے۔ البتہ چیونٹیوں سے خالی سوراخ کا جلانا اس مین شامل نہیں۔ (۲) جس نے کسی انسان کو آگ سے قتل کر دیا تو اگر ولی بدلہ چاہے تو اس کو قصاص قتل کیا جائے گا خواہ تلوار سے ہو یا آگ سے۔

٢٨٤ :بَابُ تَحْرِیْمِ مَطْلِ الْغَنِیِّ

بَابٌ: مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں

بحقٍّ طلبه صاحبه
مال دار کا ٹال مٹول کرنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾ [النساء:٥٨] وَقَالَ تَعَالٰی: ﴿فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ﴾[البقرة:٢٨٣]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''خداتم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت واپس کر دے''۔

حل الآیات: الامانات: امانت کا لفظ تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کو شامل ہے۔ امن بعضکم بعضاً: اگر ایک دوسرے پر اطمینان بغیر رہن اور بغیر گواہوں کے ہو۔

١٦١٣ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ ، وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِیءٍ فَلْيَتْبَعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مَعْنٰى "اُتْبِعَ" : اُحِيْلَ ۔

۱۶۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اس کو اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (بخاری ومسلم)

اُتْبِعَ : سپرد کیا جانا۔

تخریج: رواه البخاری فی اوّل الحوالات و مسلم فی کتاب البیوع باب تحریم مطل الغنی

اللغات: مطل الغنی: مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یعنی مالدار کا ٹال مٹول کرنا مراد یہاں قدرت کے باوجود مستحق کو ادائیگی میں تاخیر کرنا ہے۔ الغنی: قرضے کو ادا کرنے کی قدرت رکھنے والا۔ ظلم: علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مطل کو ظلم قرار دینا اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے۔ علی ملئی: مالدار۔ فلیتبع: اس کے پیچھے لگ جائے اس سے وصول کرے۔

فوائد: (۱) مالدار کو قرضہ کی ادائیگی بلا عذر تاخیر کرنا حرام ہے (۲) سپرداری کو قبول کرنے کا حکم ہے امام رافعی کے بقول جب مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے تو جس پر قرضہ کی ادائیگی ڈالی جائے قرض خواہ اس کو قبول کر لے کیونکہ مسلمان کی یہی نشانی ہے کہ وہ ظلم سے بچتا ہے اس لئے خواہ مخواہ ٹال مٹول نہ کرے۔ (۳) لوگوں میں باہمی حسن معاملہ ہونا چاہئے۔

٢٨٥ : بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْاِنْسَانِ فِیْ هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا اِلَى الْمَوْهُوْبِ لَهٗ وَفِیْ هِبَةٍ وَّهَبَهَا لِوَلَدِهٖ وَسَلَّمَهَا اَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا وَكَرَاهَةِ شِرَآئِهٖ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهٖ مِنَ الَّذِیْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ اَوْ اَخْرَجَهٗ عَنْ زَكَاةٍ اَوْ كَفَّارَةٍ

باب: اس ہدیہ کو واپس لینے کی کراہت جس کو موہوب کی طرف سے سپرد نہیں کیا ہے نیز جو ہبہ اپنی اولاد کے لئے کیا ان کے سپرد کیا یا نہ کیا اس کو بھی واپس لینے کی حرمت اور جس چیز کا صدقہ کیا ہے اس سے خریدنے کی کراہت نیز جو مال بصورتِ زکوٰۃ یا کفارہ وغیرہ میں نکالا ہے اس میں واپس لوٹنے کی کراہت لیکن اگر وہ مال کسی

وَّنَحْوِهَا وَلَا بَأْسَ بَشِرَآئِهٖ مِنْ شَخْصٍ اٰخَرَ قَدِ انْتَقَلَ اِلَيْهِ

دوسرے انسان کی طرف منتقل ہو چکا ہے تو اس سے خریدنے کا جواز ہے

١٦١٤ :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَّذِیْ يَعُوْدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِیْ قَيْئِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ : "مَثَلُ الَّذِیْ يَرْجِعُ فِیْ صَدَقَتِهٖ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِیْءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ فَيَاْكُلُهٗ"

وَفِیْ رِوَايَةٍ :"اَلْعَآئِدُ فِیْ هِبَتِهٖ"

۱۶۱۴: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے ہبہ کو لوٹائے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو لوٹائے۔ (بخاری' مسلم)

ایک روایت میں ہے اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے کو واپس کرے اس کتے جیسی ہے جو قے کرے پھر اس کی طرف لوٹ کر اس قے کو کھالے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ہبہ کو لوٹانے والا اپنی قے کو لوٹانے والے کی طرح ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الھبة فی ابواب متعددة و مسلم فی کتاب البیوع' باب تحریم الرجوع فی الصدقة والھبة۔

اللغات: یعود فی ھبة: لوٹائے اپنے ہبہ کو۔

فوائد: (۱) امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث حرمت میں ظاہر ہے اور اس کو اجنبی آدمی کے ہبہ پر محمول کیا گیا ہے۔ اگر اپنے لڑکے یا دیگر اولاد میں سے کسی کو ہبہ کردے تو شرط ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے۔ (۲) علامہ ابن رقیق العیدؒ نے فرمایا تشبیہ میں شدت دو درجہ سے ہے۔ (ا) لوٹانے والے کو کتے سے تشبیہ دی۔ (ب) لوٹائی ہوئی چیز کو قے سے تشبیہ دی اور ہر دو قابل نفرت ہیں۔

١٦١٥ :وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِیْ كَانَ عِنْدَهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَبِيْعُهٗ بِرُخْصٍ ' فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ :"لَا تَشْتَرِهٖ ' وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ ' فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِیْ قَيْئِهٖ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ :"حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مَعْنَاهُ :تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلٰى بَعْضِ الْمُجَاهِدِيْنَ۔

۱۶۱۵: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں گھوڑے پر سوار کیا اس نے اس گھوڑے کو ضائع (کمزور) کر دیا پس میں نے اس کو خریدنے کا ارادہ کیا اور خیال یہ آیا کہ وہ اس کو سستا بیچ دے گا پس میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو مت خریدو اور اپنے صدقے کو مت واپس لو خواہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے میں دے دے اپنا صدقہ لوٹانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو واپس لوٹائے۔ (بخاری مسلم)

حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : کسی مجاہد پر صدقہ کیا۔

تخریج: رواہ البخاری فی الزکاة' باب ھل یشتری صدقته والھبة' باب لا یحل لا حدان یرجع فی ھبته و مسلم فی الھبات' باب کراھة شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق علیه۔

اللغات: فعزاعه الذی کان عنده: چارہ کھلا کر اس کا خیال نہ کیا اور نہ اسکی طرف توجہ دی۔ برخص: یعنی قیمت میں سستا ضعیف اور کمزور ہونے کی وجہ سے۔ فان العائد فی صدقته: یعنی صدقہ کو لوٹانے والے خواہ خرید کر ہی ہو۔

فوائد: صدقہ کوخرید کربھی واپس لوٹانے کی ممانعت ثابت ہورہی ہے۔

۲۸۶ :بَابُ تَاْكِيْدِ تَحْرِيْمِ مَالِ الْيَتِيْمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾[النساء:۱۰] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾[الانعام:۱۵۲] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾[البقرة:۲۷۵]

باب: یتیم کے مال کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے“۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو“۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آپؐ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپؐ ان سے کہہ دیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے۔ اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون اور اصلاح کرنے والا کون ہے“۔

حل الایات: یاکلون: تلف کرتے ہیں کھانے سے اس کو تعبیر اس لئے کیا کیونکہ عموماً لوگ کھا کر ہی تلف کرتے ہیں۔ ظلماً: اس حال میں کہ اس کو کھا کر ظلم کرنے والے ہیں۔ فی بطونهم ناراً: وہ پیٹ بھر کر وہ چیز کھا رہے ہیں جو ان کو آگ کی طرف لے جا رہی ہے۔ سیصلون سعیراً: وہ آگ میں داخل ہوں گے۔ الا بالتی هی احسن: مگر اس طریقے کے ساتھ جو طریقوں میں سب سے عمدہ ہو مثلاً مال کی حفاظت اور اس کو تجارت میں لگا کر۔ وان تخالطوهم: یعنی تم اپنا کھانا ان کے کھانے کے ساتھ ملا لو بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معاملات کو انجام دینے کے لئے ان کے مالوں میں سے کچھ اجرت تم حاصل کرو۔ والله یعلم المفسد من المصلح: یعنی اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جانتے ہیں جس کا ارادہ بگاڑنے یا اصلاح کرنے کا ہے چنانچہ اس کو اس کے ارادے کے مطابق بدلہ دیں گے۔

۱۶۱۶ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ؟" قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ :"الشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ، وَاَكْلُ الرِّبَا ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ ، وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْمُوْبِقَاتِ" :الْمُهْلِكَاتُ۔

۱۶۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو (۳) اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ حرام کیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے فرار اختیار کرنا۔ (۷) پاک دامن بھولی بھالی مؤمنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

الْمُوْبِقَاتِ: ہلاک کردینے والی چیزیں

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الوصایا فی باب قول الله تعالیٰ: ﴿ان الذین یا کلون اموال الیتمی﴾ و رواه فی باب الحدود و المحاربین و مسلم فی کتاب الایمان باب بیان اکبر الکبائر

اللغات: الشرك بالله: اللہ کے ساتھ کفر کرنا۔ التوی یوم الرجف: دشمن کے مقابلے کے وقت میدان سے بھاگنا۔ قذف

المحسنات: بھولی بھالی مؤمنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

فوائد: (۱) علامہ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث بتارہی ہے کہ سب گناہوں میں سب سے بڑا شرک ہے اور وہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ (۲) مسلمانوں کو بھلائی کے رستے کی طرف بھلائی کی گئی اور شرور اور قبائح سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۳) بعض دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں گناہ ہونے میں بڑے ہیں۔ (۴) جس بات سے اللہ کے رسول نے منع فرمایا اس میں لازماً نقصان اور بگاڑ پایا جاتا ہے حدیث کے اندر مذکورا عمال امت میں اتنا بڑا نقصان کرنے والے ہیں جن نقصانات کو شمار کرنا ممکن نہیں اور ان سے بچنے میں انسانیت اور امت گمراہی اور انحراف سے پاک رہ سکتی ہے۔

۲۸۷ :بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيْمِ الرِّبَا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ......اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ [البقرة: ۲۷۵-۲۷۸]

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ مِنْهَا حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهٗ۔

باب: سود کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی (پاگل کر دیا) بنا دیا ہو۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بیع سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو کچھ اس نے اس سے پہلے کیا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے دوبارہ کیا وہی آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں''۔ ...... اللہ عزوجل کے اس قول تک ......''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود میں سے باقی ہے اس کو چھوڑ دو''۔

احادیث اس سلسلے میں بہت ساری صحیح مشہور ہیں ان میں سے سابقہ باب میں حدیث ابو ہریرہ گزری۔

حل الایات: الربا: لغت میں اضافے کو کہتے ہیں شرع میں کسی مخصوص غیر معلوم عوض کا معاہدہ کرنا کہ شرح میں عقد کے وقت اس کا مماثل معلوم نہ ہو یا دونوں بدلوں میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو مؤخر کرنا۔ لایقومون: یعنی قبروں سے وہ کھڑے نہیں ہوں گے۔ یتخبطه: اس کو پچھاڑ کر زمین پر گرادے۔ من المس: مجنون بنا کر یا خبطی بنا کر یمحق الله الرباء: جس مال میں سود شامل کیا جائے اس کو مٹاتا ہے۔ یربی الصدقات: اللہ تعالیٰ اس مال کو بڑھاتا ہے جس سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ ذروا مابقی من الربا: اصل مالوں سے زائد جو مال تمہارا لوگوں کے ذمہ ہے۔

۱۶۱۷ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهٗ:

۱۶۱۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ میں یہ اضافہ فرمایا اور اس کی گواہی

"وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ"۔ دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر (لعنت فرمائی)۔

تخریج: رواه مسلم فی كتاب المساقاة، باب لعن اكل الربا و الترمذی فی ابواب البیوع، باب ما جاء فی اكل الربا۔

اللغات: اکل الربا: سود لینے سے مراد ہے خواہ وہ اس کو نہ کھائے۔ موکلہ: دینے والا خواہ نہ کھائے۔

فوائد: (۱) سود کی حرمت بیان کرنے میں سختی برتی گئی ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ اس کے لکھنے والے اور گواہوں پر بھی لعنت کی گئی ہے حالانکہ ان کو سود میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تو جو شخص خود لینے والا یا دینے والا وہ لعنت کا مستحق کیوں نہ ہوگا۔ (۲) اس قسم کے معاملہ سے انتہائی احتراز کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ایسے معاملے سے بھی جو سود کے لئے معاون بنے یا سود کی طرف رغبت کا باعث ہو یا سود کی طرف راہنمائی کرنے والا ہو۔ (۳) اسلام کا نظام تعاون اور قرض حسن پر قائم ہے۔ جمع کرنے اور اس میں ہٹ دھرمی کرنے کا نام نہیں۔

۲۸۸ : بَابُ تَحْرِيْمِ الرِّيَاءِ

باب: ریا کاری کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾ [البینة:۵] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَآءَ النَّاسِ﴾ [البقرة:۲۶۴] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [النساء:۱۴۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور نہیں ان کو حکم دیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر"۔ (البینۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ایسے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے"۔ (البقرۃ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور وہ لوگوں کو دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں"۔ (النساء)

حل الایات: حنفاء: سب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف جھکنے والے۔ المن: جس پر احسان کیا ہو اس کو نعمتیں گنائی جائیں۔ رءا الناس: لوگوں کو دکھلانے اور شہرت کے لئے۔ یراوون الناس: تاکہ لوگ ان کو دیکھیں اور اس پر ان کی تعریف کریں۔

۱۶۱۸ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ – مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِىَ غَيْرِىْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۱۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ شریک کر لیا تو میں اُس کو اور اِس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الزهد، باب من اشرك فی عمله غير الله۔

اللغات: اشرك فيه معي غيري: غیر اللہ کو دکھانے کا قصد کیا یا شہرت چاہی شاید کہ اس کو دکھلاوے سے مال مرتبہ یا تعریف میسر ہو جائے۔ ترکتہ و شرکہ: اجر سے اس کی محرومی اور ثواب کے ضائع ہونے سے کنایہ ہے۔

فوائد: علامہ ابن عسلان رحمۃ اللہ نے فرمایا ریا کو شرک کہا گیا یہ شرک خفی ہے اگر اصل ایمان کے لئے نقصان دہ نہیں مگر ثواب واجر کے حبط ہونے سے اور اجر سے محرومی کا باعث ضرور ہے۔

۱۶۱۹ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

۱۶۱۹ : حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ: "سب

يَقُوْلُ : "اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ :فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ :قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُّ۔ قَالَ : كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ :جَرِيْءٌ! فَقَدْ قِيْلَ ' ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ ' وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ ' وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ ' فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا ' قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ ' وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ ' قَالَ : كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ : عَالِمٌ! وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ :قَارِئٌ ! فَقَدْ قِيْلَ :ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ' وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا – قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ – قَالَ : كَذَبْتَ ' وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ :جَوَادٌ ! فَقَدْ قِيْلَ ' ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"جَرِيْءٌ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَكَسْرِ الرَّآءِ وَبِالْمَدِّ :اَيْ شُجَاعٌ حَاذِقٌ۔

سے پہلا شخص جس کا قیامت کے دن پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہو گا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جن کو وہ پہچان لے گا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری خاطر لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا لیکن تو نے اس لیے لڑائی کی تا کہ تمہیں بہادر کہا جائے وہ کہا جا چکا پھر حکم ہو گا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور دوسرا وہ آدمی جس نے علم (دین) حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن پڑھا پس اس کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم کو سیکھا اور اس کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے اس لئے علم سیکھا تا کہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن پڑھا تا کہ تمہیں قاری کہا جائے وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہو گا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ آگ میں ڈال دیا جائے۔ تیسرا وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت فرمائی اور اس کو کئی قسم کا مال دیا پس اس کو لایا جائے گا اللہ اپنی نعمتیں اس کو گنوائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا۔ پھر اللہ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ پسند کرتے تھے مگر میں نے اس میں آپ کی خاطر خرچ کیا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا یہ سب تو تُو نے اس لئے کیا تا کہ تمہیں سخی کہا جائے اور وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہو گا پس اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ (مسلم)

جَرِیْءٌ: بہت بڑا بہادر۔

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الامارة' باب من قاتل للریاء و السمعة الستحق النار۔

اللغات: يقضى يوم القيامه عليه: اس کے بارے میں فیصلہ ہو گا۔ فعرفه نعمته: اللہ تعالیٰ بندے کو وہ نعمت یاد دلائیں گے جو اس پر دنیا میں تھی۔ قاتلت فيك: تیری رضامندی کے لئے اور تیرے دین کی مدد کے لئے فقه قيل: دنیا میں وہ تجھے مل چکا جو تو نے ارادہ کیا۔ فسحب: اس کو کھینچا جائے گا۔ هو جواد: بہت بڑا سخی۔ جواد: وہ ہوتا ہے جو جس کو جو مناسب ہو وہ دے۔

فوائد: (۱) ریاکاری سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ سب سے اولین اعمال جن کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا ان میں یہ ریاکاری ہے تا کہ ریاکاروں کی خوب ذلت و رسوائی ہو۔ (۲) آخرت کی نجات کیلئے ظاہری عمل کافی نہیں بلکہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اخلاص ضروری ہے۔

١٦٢٠ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَاسًا قَالُوْا لَهُ : اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سَلَاطِيْنِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا :كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

١٦٢٠: حضرت بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کو کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں پھر ہم انہیں اس کے الٹ (یعنی سامنے ان کی تعریف کرتے اور بعد میں ان کی تضحیک کرتے ہیں) کہتے ہیں جو ہم اس وقت بات کرتے' جبکہ ہم ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کو رسول اللہ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب ذم ذی الوجھین ١٥٤٢/٢ میں کی جاچکی' ملاحظہ ہو۔

فوائد: (۱) حکام کے سامنے چاپلوسی اور جھوٹ کے متعلق خبردار کیا گیا کیونکہ یہ نفاق کی خصلتوں میں سے ہے۔

١٦٢١ : وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ ' وَمَنْ يُّرَآئِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَيْضًا مِنْ رِّوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

"سَمَّعَ" بِتَشْدِيْدِ الْمِيْمِ – وَمَعْنَاهُ اَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَآءً "سَمَّعَ" اللّٰهُ بِهٖ : اَيْ فَضَحَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ – وَمَعْنٰى :"مَنْ رَاءَ ى رَاءَ ى اللّٰهُ بِهٖ" اَيْ مَنْ اَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْظُمَ عِنْدَهُمْ" رَاءَ ى اللّٰهُ بِهٖ" اَيْ اَظْهَرَ سَرِيْرَتَهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ۔

١٦٢١: جندب بن عبداللہ بن سفیانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جس نے دکھلاوے کے لئے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کر دیں گے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے کوئی عمل کیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے پوشیدہ رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیں گے''۔ (بخاری ومسلم)

مسلم نے بھی اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا۔

سَمَّعَ اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے ظاہر کیا۔

سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ: اللہ قیامت کے دن اس کو رسوا کریں گے۔

رَاءَ ى اللّٰهُ بِهٖ : اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ راز مخلوق پر ظاہر فرما دیں گے۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الرقاق' باب الریاء و السمعة ومسلم فی الزهد باب تحریم الریاء۔

فوائد: ریاکاری اور دکھلاوے سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جو اس کا قصد کرے اللہ تعالیٰ اس کو رسواء کرتے ہیں۔

١٦٢٢ :وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" يَعْنِيْ رِيْحَهَا' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ – وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّشْهُوْرَةٌ۔

١٦٢٢ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایسا علم کہ جس سے اللہ کی رضامندی چاہی جاتی ہے اس لئے حاصل کیا تاکہ اس سے کوئی دنیاوی غرض پالے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا''۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

احادیث اس بات میں بہت اور معروف ہیں۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی کتاب العلم' باب فی طلب العلم لغیر الله۔

اللغات: عرضا: نہایہ میں فرمایا گیا عرض دنیا کے سامان کو کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) علم شرعی کے حصول میں بھی اخلاص کے چھوڑنے پر ڈرایا گیا ہے۔ (۲) دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنایا قیامت کے دن جنت کی نعمتوں میں سے اپنے آپ کو محروم کرنے کا ذریعہ ہے لیکن خوشبو سے ممانعت کا معنی جنت کے دخول سے ممانعت ہونا ضروری و لازم نہیں خواہ وہ داخلہ عذاب کے بعد ہو یا پہلے بلکہ یہ داخلہ بالکل ممکن ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح دنیا میں شراب پینے والے کو جنت کی شراب سے محروم قرار دیا گیا اور دنیا میں ریشم پہننے والے کو جنت کے ریشم سے محروم قرار دیا گیا۔ (۳) طالب علم کو دنیا کی خاطر علم کے حصول سے خبردار کیا گیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اس نے اپنی طلب کو ایک حقیر چیز سے معلق کر دیا اور اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کیا پس مناسب یہ قرار دیا گیا کہ یہ اس شرف سے محروم کر دیا جائے جس کا مستحق خالص نیت والا ہوگا۔

۲۸۹ : بَابُ مَا يُتَوَهَّمُ اَنَّهٗ رِيَآءٌ وَّلَيْسَ هُوَ رِيَآءً!

بَاب: جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق ریاء کا خیال ہو جائے جو واقعہ میں ریاء نہ ہو

١٦٢٣ : عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِىْ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ : تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۲۳ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا حکم ہے کہ کوئی آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ مؤمن کی جلدی ملنے والی خوشخبری ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب البر' باب اذا اثنی علی الصالح۔

اللغات: أرایت: مجھے بتلائیں۔ عاجل بشرىٰ المؤمن۔ یہ مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت ہے جس کا اس آیت میں اشارہ ہے۔ لهم البشرى فی الحياة الدنيا والاخره ......

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے لئے اعمال میں اخلاص اختیار کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے میں لوگوں کا تعریف وثناء کرنا مکروہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں کی زبان پر اس کی تعریف جاری کر دینا قبولیت کی دلیل اور سچی گواہی ہے اور فوز وفلاح کے لئے جلد میسر آنے کی گواہی ہے۔

۲۹۰ : بَابُ تَحْرِيْمِ النَّظْرِ اِلَى الْمَرْاَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ وَالْاَمْرَدِ الْحَسَنِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ

بَاب: اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش بچے کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ٣٠] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے پیغمبر (ﷺ) آپؐ مؤمنوں کو فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں''۔ (النور)

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾[الاسراء:٣٦] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [غافر:١٩] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر:١٤]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک کان' آنکھیں اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی''۔ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جس کو سینے چھپاتے ہیں''۔ (غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک آپؐ کا رب البتہ گھات میں ہے''۔ (الفجر)

حل الآیات: یغضوا من ابصارھم: محرمات کی طرف نگاہ ڈالنے سے نگاہوں کو روکا۔ الفواد: دل۔ کان عنہ مسئولا: اللہ تعالیٰ کان' آنکھ دل والوں سے پوچھیں گے کہ انہوں نے ان سے کیا کچھ کیا۔ خائنۃ الاعین: جس کی طرف دیکھنا حلال نہ ہو اس کی طرف نظر چرا کر دیکھنا۔ لبا لمرصاد: ان کے اعمال کی نگہبانی کرتا اور ان پر ان کو بدلہ دیتا ہے۔

١٦٢٤ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّرِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ۔

۱۶۲۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن آدم کے لئے جو زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اس کو ہر صورت میں پانے والا ہے۔ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' دونوں کانوں کا زنا سننا ہے' زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے' ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے' قدم کا زنا چل کر جانا ہے' دل کا زنا خواہش وتمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے''۔ (بخاری اور مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

بخاری کی روایت مختصر ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاستیذان باب زنا الجوارح و مسلم فی کتاب القدر' باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنی۔

اللغات: کتب: تقدیر میں لکھ دیا۔ مدرك۔ حاصل کرنے والا ہے۔ زناھجا النظر: ان چیزوں کو دیکھنا جن کا دیکھنا حلال نہیں۔ الاستماع: وہ کلام جس کا سننا حرام ہے۔ الکلام: جو زبان پر لانا درست نہ ہو۔ القلب یھوی: دل اس کی طرف میلان اختیار کرتا ہے جس شہوت کو نفس پسند کرتا ہے۔

فوائد: (۱) زنا اور اس کے محرکات سے بچنے کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لاتقربو الزنی.....﴾ الایۃ کہ تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ اس لئے کہ وہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔ علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ نے بعض علماء کا یہ قول نقل کیا کہ یہاں سبب کو مجاز اًمسبب کے طور پر ذکر کر کے دواعیہ زنٰی پر زنا کا اطلاق کیا گیا ہے اور یہ وہ لغزش ہے جس کی معافی کا اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا جب کہ شرمگاہ کی تصدیق نہ پائی جائے۔ جب فرج نے تصدیق کر دی تو اس وقت یہ لغزش نہ رہی بلکہ کبیرہ گناہ بن گیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کے لئے زنا کا حصہ مقدر ہے پس ان میں سے بعض وہ افراد ہیں کہ جن کا زنا حقیقی یعنی شرمگاہ کو شرمگاہ میں داخل کرنے سے ہوتا ہے اور بعض کا زنا مجازی یعنی محرمات کی طرف نظر کرنے سے ہوگا اور اسی طرح کی دیگر چیزیں جو مذکور ہیں یہ تمام زنا مجازی کی اقسام ہیں اور شرمگاہ ان کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے یعنی شرمگاہ سے وہ گناہ حقیقی بن جاتا ہے اگر دخول پایا گیا یا اسی طرح ہی مجازی رہا۔

١٦٢٥ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِى الطُّرُقَاتِ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ :نَتَحَدَّثُ فِيْهَا - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ" قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْاَذٰى ، وَرَدُّ السَّلَامِ ، وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَالنَّهْىُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۲۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''اے لوگو تم اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بیٹھنے کے سوا تمہارا چارۂ کار نہیں تو پھر راستے کو اس کا حق دو''۔ انہوں نے کہا راستے کا حق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نگاہ کا نیچا رکھنا' ایذاء سے اپنے ہاتھ کو باز رکھنا' سلام کا جواب دینا' بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا''۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: روه البخارى فى المظالم' باب افنية الدور و الجلوس على الصعدات و فى اوائل كتاب الاستيذان و مسلم فى كتاب اللباس باب النهى عن الجلوس فى الطرقات۔

اللغات: ایاکم: بچو اور دور رہو۔ **مالنا من مجالسنا بد**: ان میں بیٹھنے کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ **غض البصر**: محرمات سے نظر کا بچنا۔ **کف الاذی**: ایذاء کا دور کرنا اور ایذاء کے واقع ہونے سے منع کرنا۔ **المعروف**: ہر بھلائی و نیکی۔ **المنکر**۔ ہر برائی۔

فوائد: (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے گناہ میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہے (۲) عام راستے تمام لوگوں کی ملکیت ہیں اس میں کسی فرد کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ (۳) مسلم کا فرض ہے کہ وہ بھلائی کو پھیلانے اور اس کی طرف دعوت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ گزرنے والوں پر راستہ کو تنگ نہ کرے۔

١٦٢٦ : وَعَنْ اَبِىْ طَلْحَةَ زَيْدِ ابْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا بِالْاَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ : مَالَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ" فَقُلْنَا :اِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَاْسٍ :قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ وَنَتَحَدَّثُ قَالَ : "اِمَّا لَا فَاَدُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ ، وَرَدُّ السَّلَامِ ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الصُّعُدَاتِ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ : اَىِ الطُّرُقَاتِ۔

۱۶۲۶: ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ڈیوڑھیوں میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''تم نے راستوں پر یہ کیسی بیٹھکیں بنا لی؟'' ہم نے عرض کیا ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں اور بات چیت کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر ان مجالس کو ان کا حق دو''۔ صحابہ نے پوچھا' اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ''نگاہ کا نیچا رکھنا' سلام کا جواب دینا اچھی گفتگو کرنا''۔ (مسلم)

الصُّعُدَاتِ: راستے۔

تخريج: رواه مسلم فى كتاب السلام' باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام۔

اللغات: الافنية: جمع فناء' گھر کے سامنے وسیع جگہ۔ مقام علینا: ہمارے پاس آ کھڑے ہوئے۔ نتذاکر: مسائل علم میں باہم مذاکرہ کررہے تھے۔

فوائد: (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنا مباح اور جائز ہے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ راستے کا حق ادا کیا جائے اور اسلامی آداب کا لحاظ رکھا جائے۔ ان میں سے بعض اداب کا ذکر اس حدیث اور اس سے پہلے والی روایت میں موجود ہے مثلاً نگاہ کا نیچا رکھنا' تکلیف دینے سے اپنے آپ کو بچانا' سلام کا جواب دینا' اچھی گفتگو کرنا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

١٦٢٧ : وَعَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاَةِ فَقَالَ: "اصْرِفْ بَصَرَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۲۷: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الاداب' باب نظر الفجأۃ۔

اللغات: الفجاء: اچانک بلاقصد نگاہ پڑنا۔

فوائد: جس چیز کی طرف نظر کرنا حرام ہے اگر اس پر اچانک نظر پڑ جائے تو درست مگر جان بوجھ کر اس پر نگاہ جمانا جائز نہیں۔

١٦٢٨ : وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُوْنَةُ ، فَاَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "احْتَجِبَا مِنْهُ" فَقُلْنَا :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى : لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَفَعَمْيَا وَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ؟" رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۶۲۸: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہ بھی آپؐ کے پاس ہی تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم ملنے سے بعد کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہ دیکھتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم دونوں اس کو نہیں دیکھتی ہو''۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اللباس' باب فی قولہ تعالیٰ: ﴿وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن﴾ و الترمذی فی ابواب الادب' باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال۔

اللغات: میمونۃ: یہ حارث کی بیٹی ہلالیہ آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ابن ام مکتوم: ان کا نام عمرو بن قیس ہے۔ یہ مؤذن رسول ہیں یہ حضرت خدیجہؓ کے ماموں زاد ہیں۔ افعمیاوان: یہ عمیاء کا تثنیہ ہے۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو نابینا سے پردے کا حکم دیا کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے دوسری عورتوں کو اندھے سے پردہ لازم نہیں البتہ اس کے چہرے پر ان کو نگاہ ڈالنا جائز نہیں جبکہ وہ اجنبی ہو کیونکہ اس میں فتنہ کا احتمال ہے۔ (۲) عورت کو اجنبی مرد پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کو عدم مفسدہ کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے ان کے ہاں دلائل موجود ہیں۔

١٦٢٩ : وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۶۲۹: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ ، وَلَا يُفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَلَا تُفْضِى الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنی عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ ہی کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں ننگا لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحیض' باب تحریم النظر فی العورات

اللغات: الرجل: مرد چھوٹے بڑے سب کو شامل ہے۔ لایفضی: پہنچنا' انتہا کرنا۔ فی ثوب واحد: ایک کپڑے میں ننگے نہ لیٹیں۔

فوائد: (۱) مستور مقامات پر نظر ڈالنا جائز نہیں جب کہ جنس ایک ہو اور جنس مختلف ہو تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ (۲) اسلام نے ماحول کو کس قدر پاک رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور حتی الامکان زنا کا دروازہ بند کیا۔ (۳) ناف سے گھٹنے تک کا حصہ مرد کے لئے ستر ہے۔ اسی طرح لونڈی کا بھی حکم ہے اور آزاد عورت کیلئے جسم کا اتنا حصہ ہی ستر ہے مگر اپنی محرم خواتین اور محرم مردوں کے لئے باقی اجنبی کے لئے تو عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے مگر چہرہ اور ہتھیلیاں جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو ستر سے خارج ہیں۔ (۴) علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں بے ریش بچہ کی طرف نگاہ خواہ فتنہ کا خطرہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

۲۹۱ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْخَلْوَةِ بِالْاَجْنَبِيَّةِ

باب: اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الاحزاب:۵۳]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے سوال کرو''۔ (احزاب:۶۵)

حل الآیات: متاعاً: ضرورت کا سامان۔ حجاب: پردہ۔

۱۶۳۰ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ!" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ : اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ : "اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۳۰: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورت کے پاس آنے جانے سے اپنے آپ کو بچا''۔ اس پر ایک انصاری نے کہا: ''دیور کا کیا حکم ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیور تو موت ہے''۔ (بخاری و مسلم)

"اَلْحَمْوُ" قَرِيْبُ الزَّوْجِ كَاَخِيْهِ وَابْنِ اَخِيْهِ وَابْنِ عَمِّهِ۔

اَلْحَمْوُ: خاوند کا قریبی رشتہ دار۔ بھتیجا' بھائی' چچا زاد بھائی۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب النکاح' باب لایخلون رجل بامراۃ و مسلم فی کتاب السلام' باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ

اللغات: ایاکم: بچو۔ الدخول علی النساء: اجنبی عورتوں کے پاس خلوت یا جب وہ کپڑے اتارے ہوئے ہوں جانا۔

فوائد: (۱) اسلام مسلمانوں کی اجتماعی سلامتی کا بہت زیادہ خواہاں ہے اس لئے شر کے دروازے کو بند کرتا اور زنا کے اور دوائی زنا سے بھی روکتا ہے۔ (۲) خاوند کے محرم رشتہ داروں کے علاوہ باقی تمام کے ساتھ عورت کا خلوت میں بیٹھنا منع کیا گیا۔ امام نووی نے فرمایا کہ قریب سے خطرہ دور کی بہ نسبت زیادہ ہے اور شر کی اس سے توقع ممکن ہے اور فتنہ کا خطرہ زیادہ ہے کیونکہ عورت تک پہنچنے اور اس کے ساتھ بغیر انکار کے خلوت کی قدر رکھتا ہے۔ بخلاف اجنبی کے علامہ قاضی ایاز فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خاوند کے بھائی کے ساتھ خلوت فتنہ اور ہلاکت تک پہنچنے والی ہے اور اس فتنہ کو موت کی ہلاکت سے تعبیر کر کے کلام میں شدت کرنا مقصود ہے۔

۱۶۳۱ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَخْلُوَنَّ اَحَدُكُمْ بِامْرَاَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۳۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی بغیر محرم کے کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاري في كتاب النكاح، باب لايخلون رجل الراة و مسلم في كتاب الحج باب سفر المراة مع محرم۔

اللغات: :بامرأة: یعنی اجنبی عورت۔ **ان مع ذی محرم:** یعنی جو عورت کا محرم ہوتا کہ خلوت کی پریشانی نہ ہو۔

فوائد: اجنبی عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے کیونکہ یہ برائی پر آمادہ کرنے اور بے حیائی میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔

۱۶۳۲ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِیْ اَهْلِهٖ فَيَخُوْنُهٗ فِيْهِمْ اِلَّا وَقَفَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَاْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهٖ مَا شَاءَ حَتّٰى يَرْضٰى" ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "مَا ظَنُّكُمْ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۲: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھروں میں رہنے والے لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ پیچھے رہنے والا کوئی آدمی جو کسی مجاہد کے گھر میں اس کا نائب بنے پھر اس میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر وہ مجاہد اس کی نیکیاں جتنی چاہے گا لے لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا پھر ہماری توجہ پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في كتاب الامارة باب حرمة نساء المجاهدين۔

اللغات: **يخلف رجلا من المجاهدين في اهله:** یعنی اس کی طرف سے ان کی ضروریات کا ذمہ دار ہو۔

فوائد: (۱) مسلمانو کے درمیان ایک دوسرے کی کفالت پر آمادہ کیا گیا اور دوسروں کی سلامتی کا خواہاں بننے کا حکم دیا گیا۔ (۲) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ خیانت سے خبردار کیا گیا کیونکہ مجاہدین دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور بیٹھنے والوں کی طرف سے مدافعت کر رہے ہیں اس لئے کسی بھی بیٹھنے والے کے لئے جائز نہیں کہ ان کی عورتوں میں سے کسی عورت پر خاوند کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہاتھ ڈالے۔ (۳) مجاہدین کی عورتوں پر زیادتی کرنے والا قیامت کے دن نیکیوں سے خالی کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہونے والوں اور خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ (۴) اسلام مجاہدین اور غائبین کے اہل و عیال کی امن و سلامتی کا احاطہ کرنے والا ہے۔

۲۹۲ :بَابُ تَحْرِيمِ تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَتَشَبُّهِ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ فِيْ لِبَاسٍ وَّحَرَكَةٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ!

باب: مردوں کوعورتوں کے ساتھ اورعورتوں کو مردوں کے ساتھ لباس اورحرکات وسکنات میں مشابہت حرام ہے

۱۶۳۳ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پرلعنت فرمائی جوعورتوں کے مشابہ حرکات کرتے ہیں اورایسی عورتوں پرلعنت فرمائی جومردوں جیسی حرکات کرتی ہیں ایک اور روایت میں کہ رسول اللہؐ نے ان مردوں کوملعون قرار دیا جوعورتوں کے ہم شکل بنتے ہیں اور ان عورتوں کوملعون قراردیا جومردوں کی ہم شکل بنتی ہیں'' ۔(بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی اللباس' باب المتشبهین بالنساء والحدود' باب نفی اهل المعاصی والمخنثین۔

اللغات: المخنثین: جمع مخنث یہ خنث سے اسم مفعول ہے اوروہ نرمی عاجزی اورانکساری کو کہتے ہیں مراداس سے وہ لوگ ہیں جوعورتوں کے خاص معاملات میں ان سے مشابہت اختیار کریں اوراسی طرح عورتوں کے لئے بھی مردوں کی مشابہت عادی اورطبعی امور میں ناجائز ہے۔(۲) علماء نے فرمایا حدیث :'' لعنت کے الفاظ یہ ثابت کررہے ہیں کہ یہ مشابہت کرنا کبیرہ گناہ ہےاوراس حرمت کی حکمت یہ ہے کہ مشابہت اختیارکرنے والامرد یاعورت اپنے آپ کواس فطرت اورطبیعت سے جس پررب العالمین نے اس کو پیدا کیا اس سے نکالنا چاہتا ہے۔(۳) آج کل مردوں کے لمبے لمبے بال اورتنگ لباس کا پہننا اورعورتوں کی زینت والی چیزوں میں اوران کی گفتگواور پاپوش میں تقلید کرنا اسی طرح عورتوں میں بالوں کا چھوٹا کرانا اورمردوں جیسے کپڑے پہننا یہ بلاشبہ تخنث اورتشبہ میں داخل ہےاورآنے والے خطرے کا الارم ہےاورامت کوخبردارکررہا ہے کیونکہ یہ فطرت کے راستوں سے خروج اور دونوں جنسوں کے اپنے فرائض واجبات سے غفلت کی علامت ہےاورفقط اس اندھی تقلید کا نتیجہ ہے جس میں یہ امت اوراس کے نوجوان لڑکے اورلڑکیاں مبتلا ہو گئے۔اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے۔ولاحول ولاقوة الابالله۔

١٦٣٤ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ ' وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۳۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس آدمی پر جوعورت کا لباس پہنے اوراس عورت پرلعنت فرمائی جومرد کا سالباس پہنے۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج:رواه ابو داؤد فی اللباس باب لباس النساء۔

اللغات: لبسة المرأة و لبسة الرجل: یعنی وہ لباس جوان میں سے ہرایک کے ساتھ خاص ہو۔

فوائد: (۱) مرد کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جوعورت کیلئے خاص ہواسی طرح عورت پرحرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو مردوں کے ساتھ خاص ہو۔(۲) لباس میں مرد کا عورت کی نقل کرنا یاعورت کا مرد کی نقل کرنا۔درحقیقت فطرتِ انسانی سے انحراف ہےاور ہردوجنسوں کوجوعظمت دی گئی اس کا گرانا ہےاوراحمقانہ تقالید پر چلنا اورفطرت کی حکمت مٹانا ہے قطع نظراس کے یہ اسلام کے طریقے اور

سنت نبوی سے نکلنا بھی ہے۔

١٦٣٥ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ ، وَنِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ ، رُؤُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَآئِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰى "كَاسِيَاتٌ" اَىْ مِنْ نِّعْمَةِ اللّٰهِ "عَارِيَاتٌ" مِنْ شُكْرِهَا وَقِيْلَ مَعْنَاهُ : تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهٗ اِظْهَارًا لِجَمَالِهَا وَنَحْوِهٖ - وَقِيْلَ :تَلْبَسُ ثَوْبًا رَقِيْقًا يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا وَمَعْنٰى "مَائِلَاتٌ" قِيْلَ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهٗ- "مُمِيْلَاتٌ" اَىْ يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فِعْلَهُنَّ الْمَذْمُوْمَ - وَقِيْلَ : مَائِلَاتٌ يَمْشِيْنَ مُتَبَخْتِرَاتٍ ، مُمِيْلَاتٌ لِاَكْتَافِهِنَّ - وَقِيْلَ : مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمِيْلَآءَ ، وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا - "وَمُمِيْلَاتٌ" يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ "رُءُ وْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ" : "اَىْ يُكَبِّرْ نَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ اَوْ عِصَابَةٍ اَوْ نَحْوِهَا۔

۱۶۳۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا دوقسمیں آگ والوں کی ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں ہونگی)۔ایک گروہ وہ ہے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔(۲) عورتوں کا وہ گروہ جو لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی' لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی' خود مائل ہونے والی۔ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کہانوں جیسے ہوں گے۔وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنے اتنے فاصلے پر پائی جائے گی۔(مسلم)

كَاسِيَاتٌ :اللہ کی نعمت کا لباس پہننے ہوئے۔اَلْعَارِيَاتُ :نعمت کے شکر سے عاری۔بعض نے کہا اپنے جسم کے بعض حصے کو چھپائے اور بعض کو خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے کھولے۔بعض نے کہا وہ ایسا کپڑا پہنے جو ان کے جسم کی رنگت تک کو ظاہر کرے۔مَائِلَاتٌ :اللہ کی اطاعت اور اس کی حفاظت کو لازم نہ قرار دینے والی۔مُمِيْلَاتٌ : ایسی عورتیں جو اپنے مذموم فعل سے دوسروں کو واقف کراتی ہیں۔ بعض نے کہا مَائِلَاتٌ ناز وانداز سے چلنے والی اور مُمِيْلَاتٌ اپنے کندھوں کو مٹکانے والی۔بعض نے کہا مُمِيْلَاتٌ :وہ ایسی کنگھی پٹی کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار عورتوں کی کنگھی پٹی ہے اور مُمِيْلَاتٌ :دوسروں کی کنگھی بھی اسی طرح کرنے والی۔اور رَءُ وْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ :اپنے سروں کو کوئی چیز لپیٹ کر اونچا کرنے والی ہوں گی۔

تخریج:رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ' باب النساء الکاسیات العاریات' المائیلات المغیلات۔

اللغات: **من اهل النار**:یعنی وہ لوگ جن کو آگ میں عذاب دیا جائے گا اور اس میں طویل مدت تک اس میں رہیں گے یا ہمیشہ رہیں گے۔**لم ارهما**:یعنی میرے زمانے میں وہ نہیں پائے گئے۔**سیاط**:جمع سوط لاٹھی وغیرہ جس سے لوگوں کو مارا جائے۔**کاذنا باب البقر**:یعنی گائے کی دموں کے مشابہ ہوں گے۔**یضربون بها الناس**:یعنی ان سے لوگوں کو ظلم وزیادتی کی وجہ سے ماریں گے حدود وقیاس میں نہیں۔**قاسیات عاریات**:مصنف کے تذکرے کے مطابق اس کی نسبت اس لباس کی طرف کی گئی ہے جو تنگی میں جسم کے حجم کو ظاہر کرے اور اس کی مثال وہ لباس بھی ہے جو کہ اگرچہ کھلا اور نرم ہو لیکن چلنے میں ستر کو ظاہر کرے یا ہوا کے چلنے کے وقت ستر کو کھول دے یا اسی طرح وہ چمکدار کڑھا ہوا لباس جو اپنی چمک سے نظروں کو کھینچے اور متوجہ کرے۔بدمعاش آدمیوں کو اس تخیل میں مبتلا کر

دے کہ وہ عورت کو ہر پردے سے ننگا خیال کریں۔مائیلات ممیلات: گزشتہ جو قسمیں ذکر کی گئی ان کے ساتھ ساتھ مردوں کی طرف خود میلان اختیار کرنے والیاں ہوں اور اپنی زینت اور سجاوٹ کو ظاہر کر کے ان کے میلان کو اپنی طرف متوجہ کرنے والیاں ہوں۔کاسنمة البخت: مصنف کے بیان کے مطابق اس میں ان عورتوں کی طرف اضافت کی گئی جو اپنے بالوں کو جمع کرنے والی اور بال ان کے ساتھ ملانے والیاں ہیں تاکہ زیادہ ظاہر ہوں یا عاریتاً مانگ کر بال لگانے والیاں۔بخت: لمبی گردن والے اونٹوں کی ایک قسم ہے۔لایدخلن الجنة: یعنی کامیاب ہونے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گی اگر ان چیزوں کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتی تھیں اور جنت میں بالکل داخل نہیں ہوں گی اگر ان کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتی تھیں۔لایجدن ریحھا: وہ جنت کی خشبو نہ پائیں گی یہ دوری میں مبالغہ کو کنایہ بیان کیا گیا۔کذا و کذا: مسافت معینہ سے کنایہ ہے اور بعض روایات میں یہ ہے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔البغایه: جمع بغی کی زانیہ عورت اس کنگھی کو اس کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ سے اس کے طرز عمل پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔

فوائد: (۱) لوگوں کو مارنا اور ایذاء دینا ان کے کسی گناہ و جرم کے بغیر حرام ہے۔وہ لوگوں کو خواہ مخواہ تہمتوں میں پکڑ کے غلاموں کی طرح کوڑے لگائیں گے اور ظلم کے طور پر ان کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائیں گے۔یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔جو دین سے نکلنے والے اور ہر اچھے اخلاق سے عاری ہوں گے اور ان کی سزا بلاشبہ دنیا میں ذلت اور قیامت کے دن آگ میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے۔(۲) اس روایت میں عورت کو خبردار کیا گیا اور نفرت دلائی گئی کہ وہ اس عزت کو توڑے اور اس عظمت سے نکلے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت کے لئے مقرر فرمائی۔اسی طرح عورت کو اس پردہ کے اتار پھینکنے سے خبردار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرما کر اسکی شرافت کا نشان' کرامت کی علامت اور اسکی حفاظت و محفوظیت کا ضامن بنایا۔(۳) مسلمان عورت کو اللہ تعالیٰ کے حکم لازم پکڑنے پر آمادہ کیا اور ہر ایسی چیز سے دور رہنے کا حکم فرمایا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اس کے دردناک عذاب کا حقدار بنا دے اور جہنم میں ہمیشہ پڑا رہنے والا بنائے۔(۴) اس حدیث میں امت کے اس طبقہ کے لے سخت وعید اور ڈراوا ہے جو آج اس بے پردگی اور عریانی میں مبتلا ہو چکی ہے جس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا تھا۔امت کے مردوں میں زنانہ پن اور عورتوں میں مردوں کی مشابہت رائج ہو چکی ہے اور وہ یہ سب کچھ گرنے والے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو کر کر رہے ہیں۔جس کنارے کا گرنا اور ان کا گڑھے میں پڑنا لازم ہے۔بلکہ اس کے علاوہ بھی امت میں انتشار پھیل چکا ہے اور اچکنے والوں کی کثرت سے ظلم' تعدی' غضب' حقوق و نفوس اور ناحق سلب اموال و انفس رواج پا گیا۔(اعاذنا اللہ منہ)

۲۹۳ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكُفَّارِ

باب: شیطان اور کفار کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے

١٦٣٦ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے۔(مسلم)

١٦٣٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يَأْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۷: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے ہر گز نہ کھائے اور نہ پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الاشربة' باب آداب الطعام و الشراب و احکامھا ۔

فوائد: (۱) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا مکروہ ہے کیونکہ یہ شیطانی عادت ہے اور اس کا فعل ہے۔ پس گویا اس سے مشابہت پیدا ہو گئی۔ (۲) ہر اچھا عمل کھانے پینے پر قیاس کیا جائے گا اس میں دائیں جانب مسنون اور بائیں ہاتھ کا استعمال مکروہ ہوگا۔ اس کے برعکس ہر خسیس عمل میں بائیں ہاتھ کا استعمال مسنون اور دائیں کا استعمال مکروہ ہوگا۔ شیطان اس کا الٹ کرتا ہے کیونکہ وہ خود گندہ اور خسیس ہے (۳) ہر شیطانی فعل جو فعل شیطانی عمل کی طرف لے جانے والا ہو اس کا کرنا مکروہ ہے اور خسیس حرکت ہے۔ (۴) اسلام کے آداب کے بیان میں عجیب طرز اختیار کیا گیا ہے۔ اسلام کس قدر بشری مصالح کا خواہاں اور دلدادہ ہے۔

۱۶۳۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اَلْمُرَادُ : خِضَابُ شَعْرِ اللِّحْیَةِ وَالرَّاْسِ الْاَبْیَضِ بِصُفْرَةٍ اَوْ حُمْرَةٍ ، وَاَمَّا السَّوَادُ فَمَنْهِیٌّ عَنْهُ ، کَمَا سَنَذْکُرُهٗ فِی الْبَابِ بَعْدَهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

۱۶۳۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ سر کے بالوں (اور ڈاڑھی) کے بالوں کو نہیں رنگتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو (داڑھی اور سر کے بالوں کو رنگو)''۔ (بخاری و مسلم)

مرد ڈاڑھی اور سر کے بالوں کی سفیدی کو زردی یا سرخی سے رنگنا ہے۔ رہی سیاہی کی ممانعت تو وہ ہم عنقریب ان شاء اللہ اس کو بعد والے باب میں ذکر کریں گے۔

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس باب الخضاب و مسلم فی اللباس و الزینة' باب مخالفة الیهود فی الصبغ۔

اللغات: الخضاب: مہندی وغیرہ یہ مصدر ہے خضب و ضبغ: کا ایک معنی ہے۔ بعض نے کیا جب حناء کو استعمال کریں تو خضب کا لفظ بولتے ہیں اور جب کوئی دوسری استعمال کریں صبغ بولتے ہیں۔

فوائد: (۱) مہندی وغیرہ سے بڑھاپے کی سفیدی کو رنگنا چاہئے خواہ سفیدی داڑھی میں ہو یا سر میں۔ (۲) مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی عادی چیزوں کی مخالفت کا حکم دیا اور اس طرح ان کی خصوصی حالت ولباس وغیرہ میں بھی یہی حکم ہے۔ (۳) مسلمان کی شخصیت دوسروں سے لباس' طرز و تمدن میں نمایاں ہونی چاہیے۔ (۴) مسلمانوں کو سنت نبوی کو لازم پکڑنا چاہیے غیر مسلموں کے افعال واطوار میں ان کی نقل نہ اتارنی چاہیے۔

۲۹۵ : بَابُ نَهْیِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهَا بِسَوَادٍ

باب : مرد عورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو رنگنے کی ممانعت

۱۶۳۹ : عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اُتِیَ بِاَبِیْ قُحَافَةَ وَالِدِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْیَتُهٗ کَالثَّغَامَةِ بَیَاضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۶۳۹ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ کو فتح مکہ کے دن (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں) لایا گیا اس حال میں کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال شغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے اس پر

ﷺ : "غَيِّرُوْا هٰذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' سفیدی کو بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس و الزینة' باب صبغ الشعر و تغیر الشیب۔

اللغات: :ابو قحافه: ان کا نام عثمان بن عامر ہے۔ ابوبکر صدیق ؓ کے والد ہیں۔ ان کو ابوبکر صدیق ؓ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کی خدمت میں لائے پس انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ الثغامة: اس کا واحد ثغام ہے یہ پہاڑوں پر پائی جانے والی ایک جڑی بوٹی ہے۔ خشک ہو کر یہ سفیدی میں برف کی طرح ہو جاتی ہے۔ بڑھاپے کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ سفید پھلوں اور پھول والا درخت ہے۔

فوائد: (۱) بڑھاپے کے بالوں کو اپنی حالت پر چھوڑ نا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ مہندی وغیرہ سے اس کا رنگ بدل دیا جائے البتہ سیاہ رنگ کا استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں دھوکا اور تخلیق باری تعالیٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے دشمنوں کو ڈرانے کیلئے جہاد کے موقع پر یہ درست ہے۔

۲۹۶ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّاْسِ دُوْنَ بَعْضٍ وَّاِبَاحَةِ حَلْقِ كُلِّهَا لِلرَّجُلِ دُوْنَ الْمَرْاَةِ

باب: سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان اور مردوں کے لئے تمام بال منڈانے کی اجازت البتہ عورت کے لئے اجازت نہیں

۱٦٤٠ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۴۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا (قزع کا معنی کچھ کو مونڈ نا اور کچھ کو چھوڑ دینا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس' باب الفزع و مسلم فی اللباس و الزینة' کراھة القزع۔

اللغات: :القزع: اس کا معنی وہی ہے جو شروع باب میں ذکر ہوا۔ قزع سحاب: یعنی بادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے ساتھ مشابہت ہے اس کا واحد قزعة ہے۔

۱٦٤١ : وَعَنْهُ قَالَ :رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَاْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: "اِحْلِقُوْهُ كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْهُ كُلَّهٗ". رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

۱۶۴۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے بعض بال مونڈ دیئے گئے اور بعض سر کے بال چھوڑ دیے گئے پس آپ ؐ نے ان کو اس سے ممانعت فرمائی اور فرمایا: ''اس کے سب بالوں کو مونڈ دو'' ۔ (ابو داؤد) بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الترجل' باب الزوابة۔

فوائد: گزشتہ روایت سمیت۔ (۱) بعض سر کے بالوں کو مونڈھنا اور بعض کو چھوڑ نا ممنوع ہے۔ یہ ممانعت کراہت شدیدہ کی علامت ہے

اس میں حکمت یہ ہے کہ فطری شکل کو اس میں بگاڑنا بھی لازم ہوتا ہے اور اہل کتاب کی مشابہت بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ یہود کے احبار و رہبان کی عادت ہے۔ اسی طرح فساق و فجار کی علامت ہے۔ البتہ علاجاً یہ درست ہے یا کسی عذر کی خاطر۔ (۲) سر کے تمام بالوں کو مونڈھنا جائز ہے اور تمام بالوں کو چھوڑنا بھی جائز ہے بشرطیکہ ان کی حفاظت وصفائی کا لحاظ کیا جائے اور عورتوں سے مشابہت نہ اختیار کی جائے۔

١٦٤٢ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمْهَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ : "لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِيْ بَعْدَ الْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ : "اُدْعُوْا لِيْ بَنِيْ اَخِيْ" فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّنَا اَفْرُخٌ فَقَالَ : "اُدْعُوْا لِيَ الْحَلَّاقَ" فَاَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوْسَنَا' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

۱۶۴۲: حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی پر آج کے دن کے بعد مت رونا۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بھتیجوں کو بلاؤ پس ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چوزے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بال مونڈنے والے کو بلاؤ'' پھر اس کو حکم دیا کہ اس نے ہمارے سروں کو مونڈ دیا۔ (ابوداؤد) بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الترجل' باب حلق الراس۔

اللغات: اخی: یہاں مراد چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالبؓ جبکہ ان کی شہادت کی خبر غزوہ موتہ سے آئی۔ بنی اخی: وہ محمد' عبداللہ' عوف رضی اللہ عنہم ہیں۔ افرخ: جمع فرخ' چوزہ یہ تشبیہ دی کہ وہ چھوٹے چھوٹے ہیں اور ان کے والد کی موت کا غم ان کو پہنچا ہے (جیسے پرندہ مرجائے اور اس کے بچے اڑنے کے قابل نہ ہوں)۔ فحلق روسنا: ظاہر لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام بال منڈوادیئے گئے۔

فوائد: (۱) بچوں کے تمام بال منڈوادینے چاہئیں۔ (۲) اہل میت کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا چاہئے اور خاص کر شہداء کے اہل و عیال اور ان کو ایسے افعال کی طرف دعوت دے جو غم و رنج کو زائل کرنے والے ہوں۔ (۳) کسی بھی فعل حرام مثلاً گریبان پھاڑنا' رخساروں کو پیٹنا وغیرہ کے ارتکاب کے بغیر میت پر رونا جائز ہے۔ میت پر غم و افسوس کی مدت تین دن ہے۔ بیوی کے علاوہ اور کسی کو تین دن سے زائد غم کرنے کی اجازت نہیں۔ (۴) تین دن بعد رونا (ان شرائط کے ساتھ) درست ہے۔ رونے کی ممانعت کراہت تنزیہ کے درجہ میں ہے۔

١٦٤٣ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۶۴۳: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال مونڈھے۔ (نسائی)

تخریج: رواہ انسائی فی کتاب الزینۃ' باب النھی عن حلق المراۃ راسھا۔

فوائد: عورت کو اپنے بال مونڈھنا جائز نہیں کیونکہ یہ مثلہ کی ایک قسم ہے البتہ اگر دوائی کے لئے منڈوائے جائیں مطلقاً جائز ہیں۔

۲۹۷ :بَابُ تَحْرِيْمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوِشْرِ وَهُوَ تَحْدِيْدُ الْاَسْنَانِ

باب: مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور دانتوں کا باریک کرانا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّآ اِنٰثًا وَّاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ: لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ [النساء:۱۱۷]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ کے سوا مؤنث چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ نے اُس پر لعنت فرمائی اور اس نے کہا کہ میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوں میں مبتلا کروں گا اور ان کو حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان (بطور نذر) چیریں گے اور ضرور انہیں میں حکم دوں گا وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو تبدیل کریں گے''۔ (النساء: ۱۱۷)

حل الایات: ان نافیہ ما کے معنی میں ہے یدعون: وہ عبادت کرتے ہیں۔ اناساً: بت ہر قبیلے کا الگ بت تھا اور اسی کی مناسبت سے اس کا مؤنث نام تجویز کرتے اور ان میں کچھ بتوں کے نام کا لفظ بھی مؤنث مثلاً عزیٰ، اساف، نائلہ وغیرہ۔ شیطاناً مریداً: سرکش جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنے والا ہو۔ حقیقتاً: شیطان نے ہی لوگوں کو بتوں کی عبادت کا حکم دیا اور اسی کی کافر پوجا کرتے ہیں نہ کہ بتوں کی۔ (بت تو ظاہر دکھلاوا ہیں)۔ لاتخذن: میں ان کو اپنا پیرو بناؤں گا۔ نصیبا مفروضا: معین تعداد۔ لامنینھم: تمناؤں کا وسوسہ ڈالوں گا کہ وہ عنقریب اپنی تمنا کو پالیں گے اگرچہ وہ معاصی کے مرتکب ہیں۔ اپنے اعمال سے ان گناہوں کا تدارک کرلیں گے کیونکہ زندگی بہت لمبی ہے۔ جنت و دوزخ کے متعلق ان کو شک میں مبتلا کر کے ان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ فلیبتکن اذان الانعام: وہ جانوروں کے کان چیریں گے۔ یہ جاہلیت کے اس رواج کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ان پر سواری کو حرام سمجھے اور ان کو بحیرہ، سائبہ وغیرہ کہتے۔ فلیغیرن خلق اللہ: وہ اصل خلقت کو تبدیل کریں گے ان افعال کو انجام دے کر جن کا تذکرہ آئندہ روایات میں آرہا ہے۔

١٦٤٤ : وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ اَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَاِنِّيْ زَوَّجْتُهَا اَفَاَصِلُ فِيْهِ؟ فَقَالَ : "لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ "الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ"۔

۱۶۴۴: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یارسول اللہ! میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں بوجہ حصبہ (جلد کی) بیماری کے۔ میں نے اس کی شادی کرنی ہے کیا میں اس موقعہ پر اس کے بال جڑوا سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور جڑانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں اَلْوَاصِلَةُ اور اَلْمُسْتَوْصِلَةُ کے الفاظ ہیں مگر مطلب ایک ہے۔

قَوْلُهَا "فَتَمَرَّقَ" هُوَ بِالرَّآءِ وَمَعْنَاهُ : انْتَثَرَ وَسَقَطَ – وَالْوَاصِلَةُ الَّتِيْ تَصِلُ شَعْرَهَا اَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا بِشَعْرٍ اٰخَرَ – "وَالْمَوْصُوْلَةُ" : الَّتِيْ يُوْصَلُ شَعْرُهَا – "وَالْمُسْتَوْصِلَةُ" الَّتِيْ تَسْاَلُ مَنْ يَّفْعَلُ لَهَا

فَتَمَرَّقَ : گر گئے، بکھر گئے۔

اَلْوَاصِلَةُ : بال جوڑنے والی اپنے بالوں کو یا دوسری عورت کے بالوں کو اور کے ساتھ۔

اَلْمَوْصُوْلَة : جس کے بال جوڑے جائیں۔

اَلْمُسْتَوْصِلَة : جو بال جوڑنے کا سوال اور مطالبہ کرے۔

ذَالِكَ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهٗ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت ہے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی اللباس' باب الموصلة الشهر و مسلم فی اللباس والزينة' باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة۔

اللغات: **الحصبة**: پھوڑا جو جسم پر نکلتا ہے بعض نے کہا یہ جدری کی بیماری ہے۔ **و انی زوجتها**: اس میں وصل کے متعلق سوال کا ذکر کیا گیا اور وہ خاوند کے لئے اس کا خوبصورت بنانا ہے۔

١٦٤٥ : وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِيْ يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْ مِّثْلِ هٰذِهٖ - وَيَقُوْلُ : "اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۶۴۵ : حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حج والے سال منبر پر یہ بات سنی اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا جو انہوں نے اپنے پہرے دار کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پس فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان (بے حیائی کے) کاموں کو پکڑ لیا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی اللباس باب وصل الشعر و مسلم فی اللباس والزينة باب تحريم فی الواصلة والمستوصلة۔

اللغات: **حميد بن عبدالرحمن بن عوف**: یہ بڑے ثقہ تابعی ہیں ان کی وفات ایک سو پانچ ہجری میں ہوئی۔ **عام حج**: اس سے مراد ۵۱ھ ہے۔ **علی المنبر**: منبر نبوی مراد ہے۔ **قصه**: بالوں کا گچھا بعض کہتے ہیں وہ پیشانی کے بال تھے۔ انہی کو غرہ کہا جاتا ہے۔ **حرسی**: پہرے دار۔ امیر کے غلام کو بھی کہتے ہیں۔ **این علماء کم**: یہ استفہام انکاری ہے۔ ان کے انکار نہ کرنے اور چشم پوشی کرنے کی وجہ سے۔ **اتخذها نساؤهم**: ان کے علماء نے ان پر انکار نہ کیا۔

فوائد: اس سے ماقبل روایت سمیت (۱) کسی کے بالوں سے کچھ بال ملانا یا مکمل طور پر دوسرے کے بال رکھنا۔ آج کل اس کو بارو کہ (وگ) کہتے ہیں۔ بعض علماء تو اس کو مکمل طور پر حرام کہتے ہیں۔ بعض نے اس طرح تفصیل کی ہے کہ اگر ملانا طبیعی بالوں سے ہو تو یہ قطعی حرام ہے اور اگر بال مصنوعی ہوں تو یہ عورت کیلئے اس کے خاوند کی اجازت سے جائز ہیں اور کسی دوسرے فرد کیلئے یہ فعل مطلقاً جائز نہیں۔ پس مردوں کیلئے اس کی تحریم مطلق ثابت ہے۔ (۲) حضرت معاویہؓ والی روایت سے تمام حکام کے لئے لازم ہے کہ برے کام کو وہ روکیں اور ان کے ختم کرنے کی کوشش کریں اور جو اس کی اہلیت کے باوجود اس میں کوتاہی کرنے والے ہوں' ان کو ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے عمومی عذاب اور ہلاکت کا سبب' منکرات کا لوگوں میں رواج پکڑنا اور خاص لوگوں کا ان کو نہ روکنا ہے۔ (۴) امت کو سخت متنبہ کیا گیا اس بات سے کہ اس میں مخالفین پھیلیں اور معاصی واقع ہوں خاص کر عورتوں کی بے حجابی اور ان کا بازاروں میں مٹرگشت اور ایسے کاموں کا ارتکاب جو بالوں کے ملانے سے بھی بدتر ہو۔ عام لوگ اس پر بالکل خاموش ہیں اور دوسروں کو اس سے روکنے کے لئے تیار نہیں۔ ولا حول ولا قوة الابالله۔

١٦٤٦ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۶۴۶ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی اور گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی اللباس' باب المستوشمة و مسلم فی اللباس وازینة' باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة۔

اللُّغَاتُ :الواشمه: یہ وشم سے فاعلة کا وزن ہے۔اس کا معنی جلد میں کسی چیز کو چبھونا تا کہ خون نکل آئے اور پھر اس جگہ کو سرمہ یا نیل سے بھر دیا جائے۔ وہ نیل وغیرہ اس میں پیوست ہو جائے۔ المستوشمه: وہ عورت جو دوسروں کے لئے بھی خواہاں ہو کہ دوسری عورت گوندنی کروائے یا وہ عورت جس کی گوندی کی جائے۔

فوائد:(۱) بالوں کا جوڑنا حرام ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔اس کا ارتکاب کرنے والے کو توبہ لازم ہے اور گوندنی مردوں اور عورتوں ہر دو کو حرام ہے (۲) علماء شافعیہ رحمہم اللہ نے فرمایا گوندنی والا مقام نجس ہے اس کا ازالہ ضروری ہے جب کہ کسی ضرر فاحش کے بغیر ازالہ ممکن ہو۔اس کے ازالہ میں دیر کرنا حرام ہے البتہ معذوری اور ضرر فاحش والی صورت مستثنیٰ ہے۔

١٦٤٧ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ' وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ ' الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ! فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ :وَمَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْمُتَفَلِّجَةُ" هِيَ : الَّتِيْ تَبْرُدُ مِنْ اَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيْلًا وَّتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ - وَالنَّامِصَةُ :الَّتِيْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتُرَقِّقُهٗ لِيَصِيْرَ حَسَنًا وَّالْمُتَنَمِّصَةُ الَّتِيْ تَاْمُرُ مَنْ يَّفْعَلُ بِهَا ذٰلِكَ۔

۱۶۴۷: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گوندنی کرنے والی اور گوندوانے والی اور پلکوں کے بال کھلوانے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ کروانے والی اور اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت کو تبدیل کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔ پس ایک عورت نے اس سلسلے میں آپ سے بحث کی تو آپ نے فرمایا میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسولؐ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ نے فرمایا:"اور جو تمہیں رسول دیں اس کو اختیار کرو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ (بخاری ومسلم)

مُتَفَلِّجَةُ: اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے دانتوں پر اس لئے ریتی لگواتی ہے تاکہ ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور ان میں حسن پیدا ہو جائے اور اسی کو "وشر" کہا جاتا ہے۔ نَامِصَةٌ :اس عورت کو کہتے ہیں جو اَبرو کے بالوں کو لیتی ہے اور ان کو باریک کرتی ہے تاکہ وہ ابرو حسین ہو جائے۔ مُتَنَمِّصَةٌ :وہ عورت جو کسی کو یہ کام کرنے کے لئے کہے۔

تخریج:رواه البخاری فی اللباس' باب المتفلجات للحسن و مسلم فی اللباس وازینة' باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة

اللُّغَاتُ :فقالت له امراة فی ذلك: یہ ام یعقوب تھی مراد یہ ہے کہ ام یعقوب نے ان کو عورتوں کے لعنت کے سلسلے میں ملامت کی۔ھو ای اللعن: کہ لعنت کتاب اللہ میں کیا موجود ہے؟فی کتاب الله: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے رک جانے کا حکم دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے۔

فوائد: (۱) کسی بھی تخلیق باری کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے' خواہ وہ تبدیلی اضافہ سے ہو یا کمی سے یا خوبصورتی بنانے کے لئے ہو یا بدصورتی (کھال پہن کر بہرو پیا بننا) البتہ اگر کوئی عمدہ فائدہ میسر آتا ہو تو پھر کمی و اضافہ درست ہے۔ یہ اس تبدیلی کا حکم ہے جو باقی رہنے والی ہو۔ اس قسم میں دانتوں کا فاصلہ کروانا اور گوندنی ہے اور جو باقی نہ رہے مثلاً مہندی لگانا تو علماء نے اس کی اجازت دی جب کہ کسی اجنبی کو اس کی اطلاع نہ ہو (۲) چہرے کے حصہ ابرو سے بالوں کا لینا حرام ہے اور حناء وغیرہ سے دھاگے وغیرہ سے اکھاڑنا میں حرمت زیادہ اور اس میں مرد و عورت کا حکم برابر ہے عورتوں کا تذکرہ احادیث میں خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ عورتیں اس کا ارتکاب کثرت سے کرتی ہیں۔ (۳) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے چہرے پر ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال اگر آئیں تو ان کو دور کرے۔ (۴) دانتوں میں فاصلہ کروانا حرام ہے۔ یہ فعل عموماً بوڑھی عورتیں حسن کی خاطر کرواتی ہیں اور چھوٹی عمر ظاہر کرنے کیلئے کرتی ہیں اور اگر عورت کی عمر زائد ہو تو یہ مثلہ ہے یا کثرت کی طالب ہو تو ان میں سے کسی چیز کا کاٹنا اور کھینچنا جائز نہیں البتہ اگر انکے باقی رکھنے میں ایذاء ضرر ہو جائز ہے۔

۲۹۸ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا وَعَنْ نَتْفِ الْاَمْرَدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ اَوَّلِ طُلُوْعِهِ

بَاب: مرد کا ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا اکھاڑنا' بے ریش کا ڈاڑھی کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے

۱٦٤٨ :عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ' فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ"' حَدِيْثٌ حَسَنٌ ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ ' وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدَ حَسَنَةٍ - قَالَ التِّرْمِذِيُّ :هُوَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱٦۴۸: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بڑھاپے کے) سفید بالوں کو مت اکھیڑو کیونکہ قیامت کے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے''۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی) عمدہ سند کے ساتھ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الترجل' باب نتف الشیب و الترمذی فی ابواب الادب و النسائی فی الزینۃ' باب النھی عن نتف الشیب۔

اللغات: نور المسلم: اس کی رونق' اسلامی فطرت کا حسن اور اسکے چہرے کی روشنی ہے۔

فوائد: (۱) بالوں میں سے سفید بالوں کا اکھاڑنا جہاں بھی ہوں ممنوع ہے کیونکہ یہ لمبی عمر اور بڑھاپے کی علامت ہے اور آخرت کے گھر کی طرف منذر ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ اسلام کی حالت میں جس کے بال سفید ہوئے اللہ تعالیٰ کو اسے عذاب دیتے ہوئے حیاء آتی ہے۔

۱٦٤٩ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱٦۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے (کوئی) ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو وہ (امر) مردود ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الاقضیۃ' باب نقض الاحکام الباطلہ ورد محدثات الامور۔

اللغات: لیس علیہ امرنا: ہمارے دین کی کوئی دلیل اس پر دلالت نہیں کرتی اور نہ ہی ہماری شریعت کا کوئی اصول اس کا ساتھ دیتا ہے۔فھو رد: وہ مردود اور غیر مقبول ہے۔

فوائد: جب نیا کام خلاف شرع اور خلاف اصول شرع ہو وہ مردود' ناقابل اعتبار اور غیر مقبول ہے۔ بلکہ کرنے والے کا مواخذہ ہوگا ان میں سے وہ کام جو لوگوں نے ایجاد کر رکھے ہیں ڈاڑھیوں کا مونڈوانا اور چہرے کے بالوں کا نوچنا اسی طرح سفید بالوں کا نوچنا اور سیاہ رنگ سے بالوں کو سیاہ کرنا اس کے علاوہ بھی بہت سی بدعات ہیں جو اسلام کے قواعد وضوابط اور احکام آداب کے خلاف ہیں۔

۲۹۹ :بَابُ كَرَاهَةِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ!

باب: دائیں ہاتھ سے استنجاء اور شرمگاہ کا بلاعذر چھونا مکروہ ہے

١٦٥٠ :عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْخُذَنَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِيْنِهٖ ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِى الْاِنَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِى الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ۔

۱۶۵۰ : حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنے آلہ تناسل کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے۔اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے''۔ (بخاری ومسلم)

اس باب میں بہت ساری صحیح احادیث ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الوضوء' باب لا یمسك ذکرہ بیمینہ اذا بال و مسلم فی الطھارۃ باب النھی عن الاستنجاء بالیمین

اللغات: لایاخذن: نہ تھامے اور پکڑے۔یستنجی: پیشاب و پاخانہ کے اثر کو زائل کرنا۔

فوائد: (۱) استنجاء کرتے ہوئے دایاں ہاتھ کو استعمال کرنا اور عضو تناسل کو دائیں ہاتھ سے چھونا۔اسی طرح کا ہر گندا کام دائیں ہاتھ سے مکروہ ہے کیونکہ یہ ہاتھ مکرم اور کھانے اور افعال خیر کے لئے ہے۔(۲) پانی پینے کے دوران برتن میں سانس لینا مکروہ ہے (۳) بائیں ہاتھ میں کوئی تکلیف ہو تو دائیں ہاتھ کا استعمال گندگی کے ازالہ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔(۴) اسلام کمال نظافت کا خواہاں ہے اور گندگی سے دوری کو پسند کرتا ہے دایاں ہاتھ معزز کام کے لئے مثلاً کھانا' پینا' لکھنا مصافحہ وغیرہ کے لئے اور ناپسند امور کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے۔

۳۰۰ :بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِىْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ خُفٍّ وَّاحِدٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ وَّكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِمًا لِغَيْرِ عُذْرٍ

باب: ایک جوتا اور ایک موزہ پہن کر بلاعذر چلنا مکروہ ہے اور جوتا اور موزہ بلاعذر کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے

١٦٥١ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

۱۶۵۱ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایک پاؤں میں جوتا پہن کر مت چلے یا دونوں جوتے پہن لے یا دونوں اتار دے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں یا دونوں پاؤں کو ننگا کر دے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی اللباس' باب لایمشی فی نعل واحد و مسلم فی اللباس والزینۃ' باب اذا انتعل فلیبداء بالیمین۔

اللغات: ینعلھما جمیعاً: دونوں پاؤں میں جوتا پہنے۔ لیخلعھما: دونوں پاؤں سے جوتا اتار دے اور موزے کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۶۵۲ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْاُخْرٰى حَتّٰى يُصْلِحَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط دوسرے جوتے کے ساتھ نہ چلے۔ جب تک کہ اس کو درست نہ کروائے''۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ' باب اذا انتعل فلیبداء بالیمین۔

اللغات: الشسع: ایسا چلنا جس میں جوتا قدم سے رکا رہے اور پاؤں کی پشت پر ہی ہو۔ یصلحھا: پاؤں میں دوسرے کو درست کر کے پہن لے۔

فوائد: ماقبل حدیث سمیت۔(۱) ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے میں جوتا نہ ہو اس حالت میں چلنے کو مکروہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ یہ بدزیب' وقار کے خلاف اور بعض اوقات لوگوں کے ہنسی مذاق کا سبب ہے جیسا کہ اس سے چلنے میں مشکل پیدا ہوتی ہے اسی طرح بعض اوقات زمین پر لڑھک کر گرنے کا باعث بھی بن جاتا ہے اگر کہیں اس سلسلہ میں پوری احتیاط ہو تو پھر ایک پاؤں میں جوتا پہننے میں کراہت نہیں رہے گی۔

۱۶۵۳ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۶۵۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

تخریج:رواہ ابو داؤد فی اللباس' باب الانتعال۔

اللغات: ینتعل: جوتے میں اپنا پاؤں داخل کرے۔

فوائد: (۱) کھڑے ہونے کی حالت میں جوتا پہننا مکروہ جب کہ بیٹھ کر مستحب ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ پہننے میں ہاتھوں کی معاونت کی ضرورت ہوتا کہ وہ کبڑا ہو قبیح حالت ظاہر نہ کرے اور کبھی اس حالت میں زمین پر بھی آ گرتا ہے جب جوتے میں ہاتھ کی معاونت کی ضرورت نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (۲) شریعت اسلامیہ نے آداب کا بھی کس قدر اہتمام کیا یہاں تک کہ جوتا پہننے کی کیفیت میں بھی احکام بتلائے تا کہ مسلمان اچھی حالت میں ظاہر ہوں۔

۳۰۱ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ

بَاب: آگ کو سونے کے وقت جلتا ہوا

فِی الْبُیُتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِہٖ سَوَآءٌ کَانَتْ فِیْ سِرَاجٍ اَوْ غَیْرِہٖ

چھوڑنے کی ممانعت خواہ وہ دِیا ہو یا دوسری کوئی چیز

۱۶۵۴ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَتْرُکُوا النَّارَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ حِیْنَ تَنَامُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوتے وقت اپنے گھروں میں (آگ کو) جلتا ہوا مت چھوڑو''۔ (مسلم' بخاری)

تخریج:رواہ البخاری فی الستیذان' باب لاتترك النار فی البیت عند النوم و مسلم فی الاشربۃ باب الامر بتغطیۃ الاناء و ابکاء البقاء۔

۱۶۵۵ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَھْلِہٖ مِنَ اللَّیْلِ ' فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِشَاْنِھِمْ قَالَ : "اِنَّ ھٰذِہِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّکُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْھَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۶۵۵: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکان مدینہ منورہ میں گھر والوں سمیت جل گیا۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حالت بیان کی گئی تو فرمایا: ''بے شک یہ آگ تمہارے لئے تمہاری دشمن ہے پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھادو''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی الستیذان' باب لاتترك النار فی البیت عند النوم و مسلم فی الاشربۃ باب الامر بتغطیۃ النار۔

اللغات: من اللیل: رات کے کسی حصہ میں۔ بشانھم: جو معاملہ ان پر گزرا۔ ان ھذا النار عدولکم: یہ دشمن کی طرح کیونکہ اس میں مال کو تلف کرنے اور ابدان کو ہلاک کرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

۱۶۵۶ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : "غَطُّوا الْاِنَآءَ ' وَاَوْکُوا السِّقَآءَ ' وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِؤُا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَحِلُّ سِقَآءً وَّلَا یَفْتَحُ بَابًا وَّلَا یَکْشِفُ اِنَآءً – فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اَحَدُکُمْ اِلَّا اَنْ یَّعْرِضَ عَلٰی اِنَائِہٖ عُوْدًا ' وَیَذْکُرَ اسْمَ اللّٰہِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَۃَ تُضْرِمُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ بَیْتَھُمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْفُوَیْسِقَۃُ" اَلْفَارَۃُ – "وَتُضْرِمُ" : تُحْرِقُ۔

۱۶۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''برتنوں کو ڈھانپ دو' مشک کا منہ باندھ دیا کرو' دروازوں کو بند کر دیا کرو اور دِیا بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان مشکیزے کے بند کو نہیں کھولتا اور نہ ہی بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ برتن کا ڈھکن اٹھاتا ہے۔ اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو پھر برتن کے اوپر لکڑی رکھ دیا کرو اور اللہ کا نام لو اس لئے کہ چوہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے''۔ (مسلم)

فُوَیْسِقَۃُ : چوھا۔
تُضْرِمُ : وہ جلاتا ہے۔

تخریج:رواہ مسلم فی الشربۃ' باب الامر بتخطیۃ الاناء والبکاء والسقاء۔

اللغات: او کئو: یہ لفظ وکاء ہے جس کا معنی باندھنا ہے۔ وکاء اس دھاگے یا رسی کو کہتے ہیں جس سے برتن کو باندھتے ہیں۔

السقاء: شک ۔ لایحل سقاء: مشک کا بند نہ کھولے ۔ یعرض: چوڑائی میں رکھ دے ۔ تضرم: شعلہ مارتی اور بھڑکتی ہے یعنی اس کا سبب بنتی ہے کہ دیئے کی بتی کو کھینچ کر سامان میں ڈال دیتی ہے جس سے آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

فوائد: (۱) نیند کی حالت میں کسی بھی جلتی ہوئی چیز کو چھوڑنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ بعض اوقات یہ مکان سمیت گھر والوں کو جلا ڈالتی ہے ۔ خواہ آگ روشنی کے لئے ہو مثلاً دیا' موم بتی یا تاپنے کے لئے انگیٹھی' چولہا وغیرہ ۔ اگر انجام کا پورا خیال کر کے انتظار کیا گیا تو پھر کراہت نہیں ۔ مگر پھر بھی افضل بجھانا ہے ۔ ایسی چیز میں مشغول ہونا مکروہ جس کی نگرانی میں غفلت ہو سکتی ہے ۔ (۲) کھانے کے بعد برتنوں کو ڈھانپ دینا چاہئے اور پانی والے برتنوں کے بندھنوں کو مضبوطی سے باندھ دینا چاہئے یا کم از کم ان کو ڈھانپ دینا چاہئے اس سے وہ حشرات الارض اور گرد و غبار سے بچ جائیں گے ۔ (۳) گھروں کے دروازوں اور بالا خانوں کو نیند کے وقت احتیاطاً بند کر دینا چاہئے تاکہ فساق و فجار اور چوروں اور ہر ایسے خطرے سے جس کا امکان ہے حفاظت رہے ۔ تاکہ نفس کو اطمینان اور سکون اور نیند کی راحت میسر آ سکے ۔ (۴) شیطان غفلت کے اوقات میں مختلف انسانوں سے مختلف حرکات کرواتا ہے ۔ حشرات الارض کو ایذاء کے لئے برانگیختہ کرتا ہے ۔ اس لئے ہر متوقع شر سے بچنے کے لئے حفاظتی اقدام اٹھانا ضروری ہے ۔ (۵) اشیاء کو رکھنے اور اٹھانے کے وقت بسم اللہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

۳۰۲ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلُّفِ وَهُوَ فِعْلٌ وَّقَوْلٌ مَالَا مَصْلِحَةَ فِيْهِ بِمَشَقَّةٍ

باب : تکلف کی ممانعت' قول جو مشقت سے کیا جائے مگر اس میں مصلحت نہ ہو

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ [ص:۸٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں ہوں''۔ (ص)

حل الایات: آیت سے مراد یہ ہے کہ میں تم سے اپنی دعوت پر کوئی دینوی مزدوری نہیں مانگتا کیونکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تکالیف ایسی چیزوں کے لئے اٹھاتے ہیں جو بے فائدہ ہوں ۔ آپ ﷺ سے تکلف کی نفی تکلف کے قابل مذمت ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔

۱٦٥٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ'' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۵۷: حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الاعتصام' باب ما کره من کثرة السوال و تکلف مالا یعنیه

فوائد: تکلف سے منع فرمایا گیا ہے اور امور مادیہ ہوں یا معنویہ ہر دو میں تکلف سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

۱٦٥٨ : وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ : يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ : اَللّٰهُ اَعْلَمُ ، فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ

۱۶۵۸: حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو کوئی چیز مانگنا ہے تو اسے کہہ دینی چاہئے اور جو چیز وہ نہیں جانتا تو اس کے بارے میں یوں کہے اللہ اعلم یہ بھی علم میں سے ہے کہ کوئی آدمی

يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِمَا لَا يَعْلَمُ :اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ ﷺ : "قُلْ مَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

جس چیز کے بارے میں نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا: فرما دیجئے میں تم سے کوئی اس پر اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں متکلفین میں سے ہو۔ (بخاری)

تخریج:رواہ البخاری فی التفسیر سورہ ص' باب قولہ تعالٰی:﴿وما انا من المتکلفین﴾

فوائد:(۱) علمی مسائل میں بھی تکلف سے کام نہ لینا چاہئے۔ بعض اوقات آدمی سے کسی غیر واضح بات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو اس کے جواب کے لئے تکلف کرتا ہے بسا اوقات اسکا بیان حقیقت سے دور نکل جاتا ہے۔ (۲) کوئی بات علم کے متعلق نہ کہے اور نہ ہی فتویٰ کی جرأت کرے جب تک کہ اس کو اس کی کہی بات پر پورا یقین نہ ہو۔ (۳) عالم کی قدر و منزلت کے متعلق تنقیص نہ کرے بعض امور کے سلسلہ میں اس کی جہالت اور عدم معرفت کا اظہار کرے۔ (۴) عدم تکلف میں رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کی پیروی اختیار کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

۳۰۳ :بَابُ تَحْرِيْمِ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَطْمِ الْخَدِّ وَشَقِّ الْجَيْبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ وَحَلْقِهٖ وَالدُّعَآءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ

بَابٌ: میت پر نوحہ کرنا' رخسار پیٹنا' گریبان پھاڑنا' بال نوچنا اور منڈوانا' ہلاکت و تباہی کا واویلا کرنا حرام ہے

۱۶۵۹ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ :"مَا نِيْحَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۵۹: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (اگر زندگی میں اس کا اپنا عمل ایسا ہو)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی الجنائز' باب مایکرہ فی النیاحۃ علی المیت و مسلم فی الجنائز' باب المیت یعذب ببکاء و اھلہ۔

اللغات: بما ینح:نوحہ کرنے کے باعث۔ماینح۔:نوحہ کرنے کے وقت تک نوحہ بلند آواز سے میت پر رونا اور میت کی صفات اور اس کے مشابہ چیزیں ذکر کرنا۔

فوائد:(۱) میت پر نوحہ حرام ہے۔ میت کو قبر میں اس کے اہل و عیال کے نوحہ کے سبب عذاب دیا جاتا ہے البتہ جس میت کو نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اس کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے نوحہ کی وصیت کی اور انہوں نے اس وصیت کو پورا کیا اس لئے اس کی طرف نسبت کی گئی۔ دوسرے علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ جس نے نوحہ نہ کرنے کی وصیت نہیں کی کیونکہ ایسے حالات میں ان کو وصیت واجب تھی۔ (۳) بعض نے فرمایا اس عذاب سے مراد میت کی رقت و شفقت ہے جب کہ وہ ان کو اس پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے سنتا ہے۔

۱۶۶۰ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " لَيْسَ مِنَّا مَنْ

۱۶۶۰: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ہم میں سے نہیں جس نے

ضَرَبَ الْخُدُوْدَ ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو پھاڑا اور جاہلیت کا بول بولا کیا"۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز' باب لیس منا من شق الجیوب و مسلم فی الایمان' باب تحریم ضرب الخدود۔

اللغات: لیس منا: وہ ہمارے طریقہ وراستہ پر نہیں۔ **الجیوب**۔: جمع جیب گردن کی ایک طرف سے کپڑے کا پھاڑنا اور کھولنا اور تعبیر شق سے اس لئے فرمائی گئی کیونکہ عموماً کپڑا اسی مقام سے پھاڑا جاتا ہے۔ **دعوی الجاھلیه**۔ ہائے میرے سہارے' اے مرنے والے' اولاد' ہائے عورتوں کا رانڈ ہونا! ہائے گھر کے سہارے اسی طرح کے الفاظ۔

فوائد: (۱) روایت میں جو ذکر ہوا' کہ کرنے کی ممانعت کی اور اس کو ان کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جو مرتکب کو بعض اوقات اسلام سے خارج کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ناراضگی اور اعتراض ہے۔ قضاء الٰہی سے بیزاری کا اظہار پایا جاتا ہے۔

۱۶۶۱ : وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ : وَجِعَ اَبُوْمُوْسٰی فَغُشِیَ عَلَیْهِ وَرَاْسُهٗ فِیْ حِجْرِ امْرَاَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَاَقْبَلَتْ تَصِیْحُ بِرَنَّةٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْهَا شَیْئًا - فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ: اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ بَرِیْءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"الصَّالِقَةُ" الَّتِیْ تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّیَاحَةِ وَالنَّدْبِ "وَالْحَالِقَةُ" الَّتِیْ تَحْلِقُ رَاْسَهَا عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ "وَالشَّاقَّةُ" الَّتِیْ تَشُقُّ ثَوْبَهَا۔

۱۶۶۱: حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ بیمار ہوئے اور ان پر غشی طاری ہوگئی اس حالت میں کہ ان کا سر گھر والوں میں سے ایک عورت کی گود میں تھا۔ وہ عورت آواز سے رونے لگی مگر آپ اسے غشی کے باعث نہ روک سکے۔ پس جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں ان سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے اللہ کے رسول نے بیزاری کا اظہار کیا۔ بے شک رسول اللہؐ نے نوحہ کرنے والی' بال مونڈنے والی اور گریبان پھاڑنے والی عورت سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ الصَّالِقَةُ: وہ عورت' جو نوحے اور بین کے لئے اپنی آواز بلند کرے۔ الْحَالِقَةُ: وہ عورت جو اپنے سر کے بال مصیبت کے وقت مونڈے یا مونڈوائے۔ الشَّاقَّةُ: وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز' باب ما ینہی [illegible] عند المصیبة و مسلم فی الایمان' باب تحریم ضرب الخودو۔

اللغات: ابو بردہ: یہ ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام عامر یا حراث ہے۔ **حجر**: گود۔ **امراۃ**۔: یہ ان کی بیوی ام عبداللہ صفیہ بنت ابی دوم ہیں۔ **فاقبلت**: شروع ہوئی۔ **الرنة**: چیخ اور بلند آواز۔ **آفاق**۔: بیہوشی جاتی رہی۔ **الصالقه**: یہ صلق سے ہے زوردار آواز۔ **الندب**: میت کے اوصاف شمار کرنا۔ **الحالقه**: یہ بالوں کے باندھنے اور کاٹنے کو شامل ہے۔

فوائد: (۱) ان چیزوں سے سخت نفرت دلائی گئی مثلاً نوحہ میں آواز بلند کرنا' میت کے اوصاف بیان کر کے رونا' بالوں کا غم کی وجہ سے منڈوانا یا کاٹنا یا گریبان پھاڑنا' یا بالوں کا لمبا کرنا جیسا بعض جہلا کرتے ہیں اسی طرح میت پر غم کے دیگر الفاظ۔ (۲) یہ تعبیر کہ رسول اللہ ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں اس کی شدید حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ کمال ایمان اور رضاء بالقضاء کے منافی ہیں۔

۱۶۶۲ : وَعَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :

۱۶۶۲: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس پر نوحہ کیا گیا

مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قیامت کے دن اس کو نوحہ کے سبب عذاب ہوگا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الجنائز' باب مایکره من النیاحة و مسلم فی الجنائز' باب المیت یعذب ببکاء اهله۔

فوائد: (۱) میت کو اس کے اہل و عیال کے نوحہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اس روایت کو اسی شخص سے متعلق قرار دیا گیا ہے جس نے اپنے بعد نوحہ کی وصیت کی ہو۔

١٦٦٣ : وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ "بِضَمِّ النُّوْنِ وَفَتْحِهَا" رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ لَّا نَنُوْحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۳: حضرت اُم عطیہ نسیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے وقت یہ وعدہ کیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الجنائز باب ما ینهی عن النوح و البکاء و مسلم فی الجنائز' باب التشدید فی النیاحة۔

اللغات: عند البیعة: جب عورتوں سے بیعت لی۔ یا مدینہ کی طرف آپ ﷺ نے ہجرت کی۔

فوائد: (۱) نوحہ جاہلیت کی عادات میں سے ہے۔ ایسی عادات سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔ اس پر صحابیات نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کے وقت باقاعدہ اقرار کیا۔

١٦٦٤ : وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ اُخْتُهُ تَبْكِيْ وَتَقُوْلُ : وَاجَبَلَاهُ ، وَاكَذَا ، وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ حِيْنَ اَفَاقَ : مَا قُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ اَنْتَ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۶۴: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی ان کی بہن روتے ہوئے کہنے لگی۔ ہائے میرے پہاڑ اور ہائے ایسے اور ایسے ان کی صفات بیان کرنے لگی۔ ان کو جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا جو تُو نے کہا تو اس کے بارے میں مجھ سے کہا جائے گا۔ کیا تو ایسا ہی ہے؟ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی المغازی باب غزوه موتة من ارض الشام۔

اللغات: اخته: ان کا نام عمرہ بنت رواحہ ہے یہ نعمان بن بشیرؓ کی والدہ ہیں۔ **تعدد علیه:** جاہلیت کے انداز سے ان کی صفات ذکر کرنے لگیں۔ **شیئا:** بعض وہ صفات جو انہوں نے ذکر کیں۔ **قیل لی:** ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مراد فرشتے ہیں۔ **انت کذلک:** یعنی کیا تو اسی طرح ہے جیسا وہ بیان کرتے ہیں؟ یہ استفہام انکاری ہے۔ متنبہ اور خبردار کرنے کے لئے ہے۔

فوائد: (۱) میت وغیرہ کے لئے ندبہ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ خاص طور پر ایسی صفات جو اس میں نہ پائی جاتی ہوں ان کا تذکرہ کرنا وہ میت کی برائی و مذمت ہے کیونکہ اس پر میت کو متنبہ کیا جاتا اور ملامت کی جاتی ہے۔

١٦٦٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اشْتَكٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَكْوٰى فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُهُ مَعَ عَبْدِ

۱۶۶۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی

الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ وَجَدَهٗ فِیْ غَشْیَةٍ فَقَالَ: "اَقُضِیَ؟" قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ - فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُکَآءَ النَّبِیِّ ﷺ بَکَوْا قَالَ: "اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِهٰذَا" وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِهٖ اَوْ یَرْحَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اللہ عنہم سمیت تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں داخل ہوئے تو ان کو بے ہوشی میں پایا تو آپؐ نے پوچھا کیا ان کی وفات ہوگئی ہے؟ اس پر انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو لوگ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں یا رحم کرتے ہیں اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا یعنی بین کرنے سے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز، باب البکاء عند المریض و مسلم فی الجنائز، باب البکاء علی المیت۔

اللغات: مشکونی: بیماری جس کی وجہ سے بیمار تھے۔ یعودہ: عیادت کرنا۔ غشیة: ایک مرتبہ غشی آنا۔ قضی: فوت ہو گیا۔ الا: یہ حرف تنبیہ اور ابتداء ہے۔ یعذب بھذا: اس کے سبب عذاب دیا جاتا ہے کیونکہ حرم فعل نوحہ یا ندبہ میں مبتلا ہوا۔ اویرحم: اس پر رحم کیا جائے گا اگر کوئی صحیح ودرست کلمہ کہا مثلاً و لا قوۃ الا باللہ یا و انا للہ و انا الیہ راجعون۔

فوائد: (۱) آنکھ سے رونا اور دل میں مصائب کے وقت غم کرنا جائز ہے اس پر کوئی سزا و عذاب نہیں جیسا کہ اس پر کوئی ثواب بھی نہیں کیونکہ یہ فطری معاملہ ہے۔ باقی ثواب و عذاب کا معاملہ ایسی چیز سے متعلق ہے جو ناراضگی، اکتاہٹ اور رضاء و تفویض پر دلالت کرے۔ (۲) مریض سے مرض کے متعلق پوچھنا اور اسکی تیمارداری کرنا مستحب ہے۔ یہ مسلمان کا دوسرے پر حق بھی ہے۔ (۳) اس سے آپ ﷺ کے کمال فضیلت، کمال تواضع، اپنے اصحاب پر انتہائی شفقت اور خوب خبر گیری ظاہر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ موقعہ بموقعہ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانا، ان کے سامنے مشکوک اور قابل التباس امور کو اچھی طرح واضح کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (۴) تعلیم میں آپ کا عمدہ انداز و اسلوب اور سامعین کو ارشاد کی طرف مناسب انداز سے متوجہ کرنا ظاہر ہو رہا ہے۔

١٦٦٦: وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "النَّآئِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَعَلَیْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۶۶: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی قمیص اور خارش کی ذرہ ہو گی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الجنائز، باب التشدید فی النیاحة۔

اللغات: سربال: قمیص۔ قطران: سیاہ رنگ کا بدبودار مواد جس کو بہت جلد آگ لگتی ہے۔ درع: قمیص کی ایک قسم۔ جرب: خارش۔

فوائد: (۱) نوحہ کرنے پر ڈانٹ پلائی گئی اور اس سے توبہ کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) نوحہ کرنے والی عورتوں کو جو سخت سزا ملے گی اس کا ذکر فرمایا۔ ان کے آنسو ان پر آگ کو اور تیز کرنے والے ہوں گے اور جن کپڑوں کو اس سے پھاڑا ہے اور وہ اس پہ بیماری و مصیبت

بن کر چمٹ جائیں گے۔

١٦٦٧ : وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ التَّابِعِيِّ عَنِ امْرَاَةٍ مِّنَ الْمُبَايِعَاتِ قَالَتْ : كَانَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ لَّا نَعْصِيَهٗ فِيْهِ ' اَنْ لَّا نَخْمِشَ وَجْهًا وَّلَا نَدْعُوَ وَيْلًا ' وَّلَا نَشُقَّ جَيْبًا وَّاَنْ لَّا نَنْشُرَ شَعْرًا ' رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۶۶۷: حضرت اُسید بن ابی اسید رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے بیان کرتے ہیں۔ ہم سے جو معاہدہ لیا گیا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ہم آپؐ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور چہرے کو نہ نوچیں گی اور ہلاکت کی بددعا نہ کریں گی اور نہ گریبان کو پھاڑیں گی اور نہ ہی بالوں کو بکھیریں گی۔ (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی الجنائز باب فی النوح

اللغات: اسید: یہ صغار تابعین میں سے ہیں۔ المبایعات: وہ عورتیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی۔ الانخمش: ہم ناخنوں سے چہرے کو زخمی نہ کریں۔ اس زخم کے نشان پر بھی خمش کا لفظ بولا جاتا ہے۔ لاندعو ویلاً: یاویلاہ ہائے ہلاکت وغیرہ کے الفاظ نہ کہیں۔ یہ نوحہ اور ندبہ کے الفاظ ہیں۔ تنتشر شعراً: بال نہ بکھیریں اور اڑائیں نوچیں مصائب کے وقت عموماً عورتیں یہ کرتی ہیں۔

فوائد: یہ جاہلیت کی خصلتوں میں سے ہیں اور یہ ممنوع نوحہ ہے۔ اسلئے ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس قسم کی تمام باتوں سے گریز کرنا چاہئے۔

١٦٦٨ : وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَّيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ فَيَقُوْلُ : وَاجَبَلَاهُ ' وَاسَيِّدَاهُ ' اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ اِلَّا وُكِّلَ بِهٖ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهٖ اَهٰكَذَا كُنْتَ'' رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

''اَللَّهْزُ'' : اَلدَّفْعُ بِجَمْعِ الْيَدِ فِي الصَّدْرِ۔

۱۶۶۸: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہوئے کہتے ہیں ہائے میرے پہاڑ' ہائے میرے سردار یا اس طرح کے بڑے الفاظ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے سینے پر مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو اسی طرح تھا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

اَللَّهْزُ : سینے پر ہاتھوں سے مکہ مارنا

تخریج: رواه الترمذی فی الجنائز' باب ماجاء فی کراهية البكاء علی الميت

اللغات: مامن میت: ہر میت من حرف یہاں تاکید کے لئے زائد لگایا گیا ہے۔ واسیداہ: یہ ھا سکتہ کی مندوب کے آخرت میں والتغراق لگائی گئی ہے۔ وا یہ ندبہ کے الفاظ میں سے ہے۔ یہاں سید سے مراد سہارا اور پناہ گاہ ہے اور الف ندبہ کے لئے لگائی گئی ہے۔ نحو ذلك: اسی طرح نوحہ وندبہ کی عبارات۔ اهكذا انت؟: توبیخ وتنبیہ کے لئے استفہام انکاری ہے۔

فوائد: (۱) میت پر ندبہ ممنوع ہے کیونکہ یہ اس کی ایذاء اور عذاب کا سبب ہے۔

١٦٦٩ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ

۱۶۶۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو باتیں لوگوں میں ایسی ہیں جو لوگوں میں

هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

کفر کا سبب ہیں: (۱) نسب میں طعن۔ (۲) میت پر نوحہ۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب تحریم الطعن فی الانساب الثابتة ۱/ ۱۵۸۰ میں ملاحظہ فرمائی

فوائد: (۱) شرعاً جو نسبت ثابت ہو اس میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ ہر دو ایسے گناہ ہیں جو مرتکب کو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ خلود فی النار کا سبب بنتے ہیں جب کہ حلال سمجھ کر کرے۔ (۲) ان دو خصلتوں سے روکا گیا جو مسلمانوں میں کثرت سے پائی جاتی ہیں اور بلا خوف و خطران کو کرتے چلے جاتے ہیں۔

٣٠٤ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتْيَانِ الْكُهَّانِ وَالْمُنَجِّمِيْنَ وَالْعُرَّافِ وَاَصْحَابِ الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصٰى وَبِالشَّعِيْرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

باب: کاہنوں' نجومیوں' قیافہ شناسوں' رملیوں اور کنکریاں اور جو پھینک کر منتر کرنے والوں' پرندہ اُڑا کر بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس جانے کی ممانعت

١٦٧٠ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُنَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ – فَقَالَ : "لَيْسُوْا بِشَيْءٍ" فَقَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَنَا اَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَقَالُوْا حَقًّا– فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ ، فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا آپؐ نے فرمایا ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بتاتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سچی بات ہے جسے جنّ فرشتوں سے اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے''۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ" وَهُوَ السَّحَابُ "فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهٗ فَيُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ"

بخاری کی روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں فیصل شدہ بات کا تذکرہ کرتے ہیں شیطان چوری چھپے سن لیتا ہے اور سن کر کاہن کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ پس وہ اپنی طرف سے دس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

قَوْلُهٗ "فَيَقُرُّهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَآءِ وَضَمِّ

فَيَقُرُّهَا : ی یہ لفظ یاء کی زبر قاف اور راء کے پیش کے ساتھ

الْقَافِ وَالرَّآءِ : اَیْ یُلْقِیْھَا "وَالْعَنَانُ" بِفَتْحِ الْعَیْنِ۔ ہے۔ یعنی وہ اس کا القاء کرتا ہے' اس کو ڈالتا ہے۔
الْعَنَانُ : بادل۔

تخریج:رواہ البخاری فی بدء الخلق' باب ذکر الملائکۃ و مسلم فی کتاب السلام' باب تحریم الکھانۃ و اتیان الکھان و الروایۃ الثانیۃ للبخاری رواھا فی باب الملائکۃ۔

اللُّغَاتِ: **عن الکھان**: کاہنوں کی گفتگو کہ ایسا ہوگا۔ یہ کاہن کی جمع ہے جو مستقبل کی اطلاعات کی خبر دے یا زمین کے دور نزدیک مقامات جو مخفی ہیں ان کے متعلق اطلاع ہے۔**لیس بشئی**:حقیقت وسچائی سے اسکا کوئی تعلق نہیں۔**یحدثونا**:یہ اصل میں **یحدثوننا** ہے ایک نون کے حذف والی لغت بھی درست ہے۔**حقاً**:انکے کہنے کے مطابق واقع ہوجاتا ہے۔**تلك الکلمه**:انکی وہ کلام جو واقع کے مطابق ہوئی۔**یخطفھما**:اچک لیتا ہے' جلدی سے لے لیتا ہے۔**ولیه**:وہ جو کہان کے کام کرتا ہے۔**فتذکر الامر**:وہ ایک دوسرے کو اطلاع دیتے ہیں۔**یسترق السمع**:خفیہ طور پر سنتا ہے۔**فیوحیه**۔ اس کو کہتا ہے اور القاء کرتا ہے۔

فوائد:(۱) کاہنوں کی تصدیق کرنے کی ممانعت فرمائی اور بتلایا گیا ہے کہ ان کے اقوال جھوٹ وفریب کے ہوتے ہیں بعض اوقات خواہ صحیح بھی نکل آئیں۔(۲) کاہن کی جو بات سچی نکلتی ہے وہ جنات کی وہ چرائی ہوئی بات ہے جو فرشتوں سے سن کر وہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ آسمان دنیا کے نیچے خاص مقامات پر بیٹھنے اور وہاں بیٹھ کر ملاءاعلیٰ کی گفتگو سن لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے یہ روک دیا گیا۔اب وہ خبریں چرانے لگے اور اس پر شہاب ثاقب ان پر پھینکے جانے لگے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا: ﴿الا من استرق اسمع فاتبعه شھاب......﴾

۱۶۷۱ : وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِیْ عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ وَرَضِیَ عَنْھَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ فَصَدَّقَهٗ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۷۱: حضرت صفیہ بنت ابی عبید ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ مطہرہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عراف (غیبی خبروں کا چینل) اور اس سے کسی چیز کے بارے پوچھ کر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوگی۔(مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب السلام' باب تحریم الکھانۃ و اتیان الکھان

اللُّغَاتِ: **صفیه بنت ابی عبید**:یہ عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی ہے۔ان کے والد ابوعبید بن مسعود ثقفی ہیں۔ **عن بعض ازواج النبی ﷺ**۔ آپ ﷺ کی کسی زوجہ محترمہؓ سے ہے اور مسلم کی روایت میں حفصہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ **عرافا**: جو چوری کے مقامات کو جاننے کا مدعی ہو اور اسی طرح کی دیگر اشیاء واسباب ومقدمات کے ساتھ ان میں کچھ معلومات رکھنے کا دعوے دار ہو۔کبھی اس کے فعل کو کہانت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا یہ عمل اسی کے مشابہ ہے۔**لم تقبل له صلاۃ**:اس کی نماز کا ثواب نہ ملے گا' اگرچہ فرض ذمہ سے اتر جائے گا۔

فوائد:(۱) عرافین سے کام لینے اور ان کے پاس آنے جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔(۲) کسی بھی کام کے سلسلے میں ان کی معاونت سے ممانعت کی گئی ہے۔(۳) عرافین کی بات سچا سمجھنے کی وجہ سے جس نیک عمل کا ثواب باطل ہوجاتا ہے ان میں سے ایک نماز بھی ہے کیونکہ یہ ارتداد اسلام اور شرک کی ایک قسم ہے۔اس لئے کہ ان کی بات میں علم غیب کا دعویٰ اور کذب وافتراء پایا جاتا ہے۔

۱۶۷۲ : وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِیَ

۱۶۷۲: قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اَلْعَافِيَةُ ، وَالطِّيَرَةُ ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ ، وَقَالَ الطَّرْقُ : هُوَ الزَّجْرُ : اَیْ زَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ اَنْ يَّتَيَمَّنَ اَوْ يَتَشَآءَمَ بِطَيَرَانِهٖ فَاِنْ طَارَ اِلٰى جِهَةِ الْيَمِيْنِ تَيَمَّنَ وَاِنْ طَارَ اِلٰى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَاءَ مَ- قَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَالْعِيَافَةُ : الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهِرِيُّ فِي الصِّحَاحِ : الْجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''پرندوں کو اڑانا اور بدفالی پکڑنا اور رمل کرنا شیطانی کام ہیں''۔(ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

طَرْقُ: پرندے کو اڑانا ہے وہ دائیں جانب اڑیں تو اس سے نیک فال لی جائے اور اگر بائیں جانب اڑیں تو اس سے بدفالی پکڑی جائے۔

نیز ابوداؤد نے بیان کیا کہ عَیَافَة کا معنی لکیر کھینچنا ہے۔

جوہری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ اَلْجِبْتُ ایسا کلمہ ہے جس کا اطلاق 'بت' کاہن' اور جادوگر وغیرہ پر ہوتا ہے۔ کاہن اور جادوگر ہے۔

تخریج:رواه ابو داؤد فی کتاب الطب' باب فی الخط و زجر الطیر

اللغات: **العیافة**: خط کھینچنا۔ اس کی تفسیر حضرت معاویہؓ والی روایت ۱۶۷۴ میں ہے۔ نہایہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ خط سے مراد وہ جو پھر تیلا کھینچا کرتا تھا۔ یہ علم ہے جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ضرورت مند آدمی پھرتیلے کے پاس آ کر اس کو مٹھائی پیش کرتے۔ پس وہ کہتا بیٹھ جاؤں میں تیرے لئے خط کھینچتا ہوں۔ اس ماہر کے سامنے اپنا ایک غلام ہوتا جس کے پاس ایک سلائی ہوتی تھی۔ پھر وہ ماہر نرم زمین پر آ کر اس سلائی سے جلدی جلدی اتنے خط کھینچتا جو گنے نہ جاسکتے۔ پھر وہ ایک طرف سے دو دو خط مٹاتا' تھوڑی تھوڑی مہلت کے ساتھ مٹاتا جاتا اور اسکا غلام شگون کے طور پر کہتا۔ میرا بیٹا ظاہر ہے تم دونوں جلدی بیان کردو۔ اگر دو خط رہ جاتے تو یہ کامیابی کی علامت شمار ہوتے اور اگر ایک خط رہ جاتا تو یہ ناکامی کی علامت سمجھا جاتا۔ علامہ حربی فرماتے ہیں کہ خط کی اصل یہ ہے کہ تین خط کھینچے جائیں پھر ایک جو یا گٹھلی کو ان خطوط پر مارا جائے اور کہا جائے کہ ایسے ایسے واقع ہوگا۔ یہ کہانت کی ایک قسم ہے۔ شارح کہتے ہیں کہ میرے نزدیک خط سے مراد وہ معروف علم ہے کئی لوگوں کی اس سلسلہ میں بہت سی تصانیف ہیں۔ یہ اب تک مروج ہے اس میں ان کی کئی بناوٹیں' اصطلاحات اور اسماء اور بہت اعمال ہیں جن سے اندرونی بات کو نکالتے ہیں اور بہت سی ان میں درست نکلتی ہیں۔ النهایه:
العیافة: پرندے کو ہنکانا اور ان کے ناموں اور آوازوں اور گزرنے سے شگون لینا عربوں میں یہ چیز بہت پائی جاتی تھی چنانچہ ان کے اشعار میں کثرت کے ساتھ یہ موجود ہے۔ چنانچہ عاف' **یعیف عیفًا** اس وقت کہتے ہیں جب ڈانٹا' جانچا اور گمان کیا جائے۔ بنو اسد قبیلہ کے لوگ عیافہ کا ذکر کر کے اس کی تعریف کرتے۔ ابوداؤد کا قول **العیافة** اس کا ذکر حدیث خامس (۵) میں آئے گا اور خط کی اس تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عیافہ سے الگ چیز ہے۔ **کذا فی النهایه الطیرة**: کسی چیز سے شگون لینا۔ یہ تطیر کا مصدر ہے۔ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ پرندے سے شگون لینے کا نام نہیں بلکہ ہر چیز سے شگون لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ **کذا فی النهایه۔ الطرق**: کنکری پھینکنے کی ایک قسم ہے جو عورتوں میں مروج ہے۔ بعض نے کہا یہ رمل کا خط ہے عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔ **الجبت**: ان مذکورہ چیزوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح ہر باطل پر بھی بولا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) یہ تینوں امور اپنے معنی کے لحاظ سے باطل ہیں اور کہانت کی قسم میں سے ہیں جس کے اہل جاہلیت عادی تھے۔ اسلام نے آ کر اس کی نفی کی اور ان کو ناجائز و باطل قرار دیا اور واضح کیا کہ کسی نفع کے حاصل ہونے یا نقصان کو دور کرنے میں ان چیزوں کا قطعاً کوئی

دخل نہیں اور یہ بات ثابت کردی کہ ان کی عادت ڈالنا یا ان کی تصدیق کرنا شرک و گمراہی کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں ظن تخمین کے ساتھ ساتھ افتراء اور ادعاء غیب ہے۔ آج کل بہت سے لوگ اس قسم کی چیزوں کے عادی ہیں اور ان کی تصدیق کرتے اور اس کی بنیاد پر تصرف کرتے ہیں۔ لوگوں کو ان چیزوں سے ہٹ کر کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہدی نبوت کی اتباع کرنی چاہئے۔ اسی میں اطمینان' سلامتی' توکل اور رضا الٰہی ہے

۱۶۷۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ وَمَا زَادَ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۳ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے تھوڑا سا علم نجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا اور اس میں جتنی زیادتی کی اتنا ہی اس نے جادو کو بڑھایا''۔ (ابوداود) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطب' باب فی النجوم۔

اللغات: اقتبس: حاصل کرنا۔ **علماسن النجوم**: اس پر متحرک کرنے والے امور جان لے اور حوادث کے چلانے کا جن میں تذکرہ ہو۔ شعبہ حصہ عادت۔ **السحر**: مفتاح میں ہے کہ عرف شرع ہر وہ چیز جس کے اسباب مخفی ہوں اور حقیقت کے خلاف ان کو تخیل میں پیش کیا جائے اور دھوکے اور ملمع سازی کی طرح ہو جائے۔ دوسروں نے کہا سحر باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کو کہتے ہیں۔ **زاد ما زاد**: جتنا علم نجوم زیادہ حاصل کیا' اتنا سحر میں اضافہ کیا۔

فوائد: نجوم کی اشکال کے مختلف ہونے کے باوجود تمام سے ممانعت ہے اور منجمین کی تصدیق کی ممانعت ہے۔ یہ بتلا دیا کہ یہ جادو کی قسم ہے اور ان کبائر میں سے ہے جو شرک کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں۔ (۲) علم نجوم سے علم افلاک مراد نہیں ہے علامہ ابن عسلان نے امام خطابی سے نقل کیا کہ علم نجوم جس کی ممانعت ہے وہ ہے جن کا اہل نجوم کائنات کے حوادث مستقبلہ کے متعلق مدعی ہیں کہ زمانہ مستقبل میں واقع ہوں گے۔ مثلاً ہواؤں کے اوقات' بارش کا آنا' قیمتوں کی تبدیلی وغیرہ (۳) وہ چیزیں جن کے پالینے کے وہ دعوے دار ہیں ستاروں کے اپنے اپنے مراکز میں ہونے اور ان کے جمع ہونے اور جدا ہونے کی حالت میں (۴) یہ دعویٰ کہ ستاروں کی سفلیات میں تاثیر ہے اور وہ اسی تاثیر کے ساتھ چلتے ہیں یہ غیب دانی پر بے جا اصرار ہے اور ایسے علم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ باقی وہ علم نجوم ہے جو مشاہدہ سے معلوم ہوا اور وہ خبر جس سے زوال کا علم ہوا اور جہت قبلہ معلوم ہو وہ ممنوع میں داخل نہیں کیونکہ اس کا اول مدار سایہ اور ستارے دوسرے نمبر پر ہیں۔

۱۶۷۴ : وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْاِسْلَامِ ' وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ : "فَلَا تَاْتِهِمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُوْنَ؟ قَالَ : "ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

۱۶۷۴ : حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت کا زمانہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہم میں بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان کے پاس مت جاؤ''۔ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ آدمی بدشگونی' فعال کیلئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ وہ چیز ہے جس کو وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں۔

فَلَا يَصُدُّهُمْ" قُلْتُ : وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

پس یہ چیز ان کو کاموں سے نہ روکے"۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک پیغمبر خط کھینچتے تھے۔ جس کا خط ان کے مواقف ہوتو وہ وہی خط ہے"۔ (مسلم)

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب الوعظ والاقتصاد ۷۰۱/۳ میں ملاحظہ ہو

اللغات: **یاتون الکھان:** ان سے پوشیدہ معاملات دریافت کرتے ہیں۔ **ذلك شئی یجدونه فی صدورھم:** یہ ایک خلقی و فطری بات ہے جس کو دور کرنے کے وہ ذمہ دار نہیں۔ **فلا یصدھم:** یہ بات ان کو ایسے کام سے رکاوٹ نہیں بن سکتی جس کا وہ پختہ ارادہ کر چکے وہ اس کے مقتضیٰ پر عمل نہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

فوائد: (۱) مسلمان پر پہلی مرتبہ میں جو شگون ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ قابل مواخذہ نہیں۔ اسے چاہئے کہ وہ اس کو دور کرے اور نہ اس کو تسلیم کرے اور نہ اسکے مقتضیٰ پر عمل کرے۔ (۲) خط کی ایک ایسی قسم ہے جو حرام نہیں اور وہ وہی ہے جس میں غیب کا دعویٰ نہیں بلکہ معلوم اسباب اور مقدمات کی بنیاد پر کسی بھی معاملے کی معرفت و پہچان ہے۔

١٦٧٥ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۷۵: حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت' بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا۔ (بخاری مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع' باب ثمن الکلب و مسلم فی البیوع' باب تحریم ثمن الکلب۔

اللغات: **ثمن الکلب:** کتے کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت لینا۔ **مھر البغی:** زانیہ کی آمدنی اس کو مہر اسلئے کہا کہ اپنے آپ پر قابو دینے کی قیمت ہی تو ہے۔ جیسا کہ مہر (مگر یہ ناجائز طریقے سے قدرت دینے کی وجہ سے حرام ہے)

فوائد: (۱) کتے کی خرید و فروخت حرام ہے اور تمام حالات میں اسکی مثل سے کوئی ضمان نہیں ہے۔ (۲) کتے کی قیمت' کسی عورت کی کمائی کاہن کی آمدنی یہ تمام خبیث آمدنیاں ہیں۔ جن کا کھانا بھی حلال نہیں اور نہ ہی اس کے مالک بنتے ہیں۔ ہر مال حرام اور حرام قیمت کا یہی حکم ہے۔ (۳) کتے کی قیمت یا کسی عورت کی آمدنی وغیرہ کسی کو عطیہ کے طور پر دینا بھی جائز نہیں کیونکہ جس کا لینا حرام ہو اس کا دینا بھی حرام ہے۔

٣٠٥ : بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

باب: شگون لینے کی ممانعت

فِيْهِ الْاَحَادِيْثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

گزشتہ باب میں بیان کی گئی احادیث کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔

١٦٧٦ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ" قَالُوْا : وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ : "كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۷۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ بدشگونی کوئی چیز ہے۔ فعال البتہ مجھے پسند ہے"۔ صحابہ نے فرمایا: فعال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اچھی بات"۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الطب' باب انفال و مسلم فی السلام' باب الطیرۃ و الفال و ما یکون فیه الشئوم۔

اللغات: لاعدوی: مرض بیمار سے صحیح کی طرف منتقل نہیں ہوتا یا یہ مرض کا سبب نہیں۔ لاطیرۃ: پرندے وغیرہ اڑا کر شگون مت لو۔ انفال: کوئی اچھی کلام سن کر اس کو خوشخبری قرار دے۔ مثلاً کوئی بیمار تھا اس نے سنا یاسالم یامعافی اے صحت مند وتندرست۔ پس اس کے ذہن میں بیٹھ جائے کہ وہ اس کی وجہ سے صحت مند ہوا۔ وما الفال: صحابہ کرام نے اس فال کی حقیقت دریافت کی جو آپ ﷺ کو پسند تھا تاکہ وہ اس میں آپ ﷺ کی اتباع کریں۔ کلمة طيبة: وہ اچھی کلام جو دل میں اطمینان اور اچھا گمان پیدا کرے۔

فوائد: (۱) مریض سے صحت مند کو بیماری لگنے کا اعتقاد رکھنا خواہ بیمار سے میل جول اختیار کرنے کی وجہ سے ہو یہ غلط اعتقاد ہے۔ کسی چیز کا دوسری میں اثر تقدیر الٰہی کے سوانہیں ہوسکتا۔ (۲) مرض کو منتقل کرنے کا سبب نہ بننا چاہئے مثلاً صحت مند لوگ بیماروں سے خوہ مخواہ اختلاط اختیار کریں جبکہ یہ واضح معلوم ہو جائے کہ جراثیم ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ (۳) بدشگونی سے منع کیا گیا اور اچھا گمان کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن ہے اسی لئے آپ ﷺ کو یہ پسند تھا (۴) ایسے کلمات بولنے چاہئیں جو نفس میں خوشی اور امید پیدا کریں اور ایسی کلام کی طرف کان لگانے پر آمادہ کیا گیا۔ ایسے کلمات کو ناپسند کیا گیا جو نفس کو برے معلوم ہوں اور بدشگونی پیدا کرنے والے ہوں اور ان کے سننے سے نفرت دلائی گی۔

١٦٧٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ – وَإِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ، وَالْفَرَسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں نہ بدشگونی ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الطب باب، الطیرة و مسلم فی السلام، باب الطیرة و الفال۔

اللغات: الشئوم: برائی۔ التشاؤم: بدشگونی لینا۔

فوائد: (۱) مذکورہ کاموں میں کبھی برائی کی توقع کی جاتی ہے۔ جب کوئی آدمی ان میں سے کسی چیز میں بدشگونی کرے تو اس چیز کو چھوڑ کر دوسری اختیار کرلے۔ بعض نے کہا عورت کی نحوست کا مطلب اس کا بچہ جننے کے قابل نہ ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست کا مطلب اس پر جہاد نہ کرنا ہے۔ گھر کی نحوست کا مطلب برا پڑوسی میسر آنا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ گھر کی نحوست اس کے صحن کا چھوٹا ہونا اور پڑوسیوں کا برا ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست اس پر سواری کا ممنوع ہونا اور عورت کی نحوست اس کا بانجھ پن اور بداخلاق ہونا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ (۲) عورت جس کو دیکھے اور اس کا دیکھنا تمہیں برا معلوم ہو یا وہ اپنی زبان تمہارے متعلق استعمال کرے۔ (۳) نکما گھوڑا اگر تم اس کو مارو تو وہ تمہیں تھکا دے اور اگر اسی طرح چھوڑے تو سفر میں ساتھیوں کے ساتھ نہ ملائے (۴) وہ گھر جو تنگ اور کم سہولت والا ہو۔ (۵) ان کے علاوہ کسی شے یا زمان ومکان میں نحوست نہیں جن سے بعض لوگ بعض اوقات نحوست مراد لیتے ہیں۔

١٦٧٨ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ "كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۸: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے وایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی الطب، باب فی الطیرة۔

فوائد: (۱) پرندہ اڑا کر شگون لینا مکروہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہر چیز میں بدشگونی سے منع فرمایا اور ہر چیز کے متعلق اچھا گمان کرنے کے

طرزِعمل اختیار کرنے کی رغبت دلائی۔

۱۶۷۹ : وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : "اَحْسَنُهَا الْفَالُ - وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَاى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ : اللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۶۷۹: عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان میں سب سے بہتر تو فال یعنی اچھا خیال کرنا ہے اور بد فال کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ جب تم میں کوئی ناپسند چیز دیکھے تو اس طرح کہے اے اللہ! آپ ہی بھلائیاں لانے والے ہیں اور آپ ہی برائیاں دفع کرنے والے ہیں اور برائیوں سے پھرنا اور بھلائی کی قوت آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطب باب فی الطیرة۔

اللغات: لاترد مسلماً: اس کو کسی چیز نے بدشگونی لینے والا مت بنا خصوصاً ان چیزوں کے متعلق جن میں کوئی نحوست نہیں۔ کہ ان میں نحوست گمان کر کے اپنے پختہ ارادہ کو چھوڑ بیٹھے کیونکہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مایکرہ: جس سے عادتاً لوگ شگون لیتے ہوں۔ بالحسنات: ایسی چیزیں جو نفس کو پسند اور خوش کرنے والی ہوں۔ السیئات: جو نفس کو ناپسند ہوں۔

فوائد: (۱) الطیرۃ کا لفظ بدشگونی اور اچھے خیال پر بھی بولا جاتا ہے۔ مسلمان کو چاہئے جس سے شر کا امکان ہو۔ مستحب یہ ہے کہ ایسا خیال آنے پر یہ دعا پڑھنی چاہئے جس سے عادتاً لوگ بدشگونی لیتے ہیں یا ان کے دلوں میں اس کے متعلق کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہے۔

۳۰۶ : بَابُ تَحْرِيْمِ تَصْوِيْرِ الْحَيَوَانِ فِيْ بِسَاطٍ اَوْ حَجَرٍ اَوْ ثَوْبٍ اَوْ دِرْهَمٍ اَوْ دِيْنَارٍ اَوْ مَخَدَّةٍ اَوْ وِسَادَةٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ وَتَحْرِيْمِ اتِّخَاذِ الصُّوْرَةِ فِيْ حَائِطٍ وَّسَقْفٍ وَّسِتْرٍ وَعِمَامَةٍ وَّثَوْبٍ وَّنَحْوِهَا وَالْاَمْرِ بِاِتْلَافِ الصُّوْرَةِ

باب: حیوان کی تصویر قالین' پتھر' کپڑے' درھم' بچھونا' دینار یا تکیے وغیرہ پر حرام ہے اور دیوار' چھت' پردے' پگڑی' کپڑے وغیرہ پر تصاویر بنانا حرام ہے ان تمام تصاویر کو مٹانے کا حکم ہے

۱۶۸۰ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَةَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ:

۱۶۸۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ یہ تصویر بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان کو کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان کو

اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

زندہ کرو"۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی اللباس' باب عذاب المصورین و مسلم فی اللباس والزینة' باب لاتدخل الملائکة بیتا فیه کلب ولا صورة

اللغات: هذا الصورة:روح والی چیز کی تصاویر۔احیوا ما خلقتم:اس میں روح ڈالو جس کو تم نے تخلیق باری تعالیٰ کے مشابہہ بنایا اور مطالبہ ان کا عجز ظاہر کرنے کے لئے ہوگا۔

فوائد:(۱) تصاویر بنانے کی شدید ممانعت اور تاکید سے حرمت ذکر فرمائی۔قیامت کے دن ایسے مصور کو عذاب دیا جائے گا اور اس کی ابتداء اس میں روح ڈالنے کے مطالبہ سے ہوگی جس پر اس کو کبھی قدرت نہ ہو سکے گی۔(۲) اگر ضرورۃً تعلیمی وسفری دستاویزات کے لئے تصویر بنوانی پڑے یا مرض کی تشخیص کے لئے تو پھر اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس تصویر کو مقصود ومنتہی مت سمجھے۔ضرورتیں محظورات کو مباح کرتی ہیں مگر اپنی حدود سے تجاوز کر کے فخر ومباہات اور نفع مندی کا باعث نہیں بن سکتی کیونکہ فخر ومباہات تو حرام ہے۔

١٦٨١ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِّيْ بِقِرَامٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَلَوَّنَ وَجْهُهُ! وَقَالَ: "يَا عَآئِشَةُ ' اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ! قَالَتْ : فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً اَوْ وِسَادَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۱:حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے میں نے ایک طاقچے (ڈیوڑھی) کو پردہ کے ساتھ' جس پر تصاویر تھیں' ڈھانپا ہوا تھا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپؐ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا:"اے عائشہ! لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت کرنے والے ہیں"۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کو کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنالئے۔(متفق علیہ)

"اَلْقِرَامُ" بِكَسْرِ الْقَافِ هُوَ : السِّتْرُ "وَالسَّهْوَةُ" بِفَتْحِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ : الصُّفَّةُ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ وَقِيْلَ هِيَ : الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الْحَآئِطِ۔

اَلْقِرَامُ: قاف کے کسرہ کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔

سَهْوَة :سین مہملہ کے فتحہ کے ساتھ' وہ المارى جو گھر کے سامنے ہوتی ہے اور بعض نے کہا وہ روشن دان جو دیوار میں ہوتا ہے۔

تخریج:رواه البخاری فی اللباس' باب ما وطئی فن التصاویر و مسلم فی اللباس والزینة باب لا تدخل الملائکة..الخ و انظره فی باب الغضب اذا انتهکت حرمات الشرع رقم ٢ / ٦٥٠

اللغات: تلون وجهه:آپ کا چہرہ بدل گیا یہ غضب کی علامت تھی۔یضاهون بخلق الله۔:اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اس کی مخلوقات کی تصاویر بنا کر۔فقعطناه:اس طرح کاٹا کہ حرام تصویر زائل ہوگئی یا احترام ختم ہوگیا مثلاً سر کاٹ دیا۔

فوائد:(۱) تصاویر بنانے کی ممانعت معلوم ہورہی اگر تعظیم والی صورت ہو تو حرمت اور بڑھ جاتی ہے جیسا کہ پردے پر لٹکی ہو یا چوکھٹے میں ہو۔(۲) حرمت کا حکم تصویر بشکل مجسمہ ہو یا کاغذ وغیرہ پر عام ہے احادیث کا مجموعی مفہوم اسی پر دلالت کرتا ہے اس میں تخصیص کی ضرورت نہیں۔(۳) لوگوں کی تصاویر لٹکانے اور اس کی تعظیم کے حرام ہونے کے متعلق خبردار کرنا چاہئے اور خاص کر ان کا قبور پر بنا' قبور پر رکھنا یہ ایسی بدعات میں سے ہے جس کا انکار ضروری ہے۔

١٦٨٢ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهُ فِيْ جَهَنَّمَ" قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَالَا رُوْحَ فِيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: '' تمام مصور آگ میں جائیں گے اور اس کی ہر تصویر جو اس نے بنائی اس کے بدلے میں ایک جان دی جائے گی جو اس کو جہنم میں سزا دے گی ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم نے تصویر ضرور بنانی ہو تو درخت اور غیر ذی روح کی بناؤ۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی البیوع باب بیع التصاویر بلفظ غیر ھذا للفظ' وکذلک رواه فی باب التصاویر من کتاب اللباس مسلم فی اللباس و الزینة باب لاتدخل الملائکة..الخ

اَللُّغَاتِ :بکل صورة: ہر تصویر کے سبب یا اس کے بدلے۔فاصنع: تصاویر بناؤ۔

فوائد:(۱) تصویر کبیرہ گناہ ہے۔تصاویر بنانے والے کو اسی قدر عذاب قیامت کے دن ہوگا جتنی مقدار میں اس نے تصاویر بنائیں۔ (۲) جو آدمی تصویر کو حلال سمجھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ حرام ہے اور اس کی حرمت پر اتفاق ہے پس وہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اور جو اس طرح نہ سمجھتا ہو وہ عرصہ دراز تک آگ میں رہے گا۔(۳) ایسی تصاویر اور تشبیہ جو کسی درخت یا پہاڑ یا نہر وغیرہ کی ہو جن میں روح نہیں وہ جائز ہیں۔

١٦٨٣ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو اس کو قیامت کے دن اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ ڈال نہیں سکے گا''۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی اللباس باب من صور صورة کلف .. الخ و مسلم فی اللباس و الزینة باب لاتدخل الملائکة ...الخ

اَللُّغَاتِ :کلف:اس کو دلانے اور اس کا عجز ظاہر کرنے کے لئے اس کو تکلیف دی جائے گی۔و لیس بنافخ: وہ اسکی طاقت نہ رکھ سکے گا پس حکم نہ ماننے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔

١٦٨٤ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''لوگوں میں سب سے سخت عذاب قیامت کے دن مصوروں کو ہو گا''۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی اللباس' باب عذاب المصورین یوم القیامة و مسلم فی اللباس و الزینة باب لاتدخل الملاکة۔

فوائد:(۱) تصویر سے نفرت دلائی گئی ہے اور مصورین کے عذاب کا ذکر کیا گیا۔

١٦٨٥ : وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِی! فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً ' اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا ہے پس ان کو چاہئے کہ ایک ذرّہ بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جَو (کا دانہ ہی) بنا کر دکھائیں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس' باب نقض الصور و مسلم فی اللباس و الزینۃ' باب لاتدخل الملائکۃ..الخ

اللغات: من اظلم: وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ یخلق کخلقی: اور ایسی چیز بناتا ہے جو میری تخلیق کے مشابہہ ہے۔ فلیخلقوا: وہ حقیقی طور پر بنادیں اور عدم سے وجود دینا ہے۔ ذرہ: سرخ چھوٹی چیونٹی یا وہ چھوٹا جز جس کے ظاہر میں اجزاء نہ ہوسکیں۔

فوائد: (۱) مصورین کے عمل کی انتہائی برائی ذکر فرمائی کیونکہ یہ تخلیق باری تعالیٰ کی مشابہت پر جرأت کے مترادف ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اس سے اپنے کو عاجز مانتے ہیں۔ (۲) کسی چیز کی ایجاد سے مخلوق عاجز ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت رکھنے والی ہے خواہ کتنا چھوٹا حیوان کیوں نہ ہو اور یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ ہے کہ باوجود اتنی مخالفتوں اور دشمنیوں کے کوئی بنانے کی جرأت نہ کرسکا۔

١٦٨٦ :وَعَنْ اَبِی طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۶: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس' باب التصاویر و مسلم فی اللباس و الزینۃ باب لاتدخل الملائکۃ بیتاً...الخ

اللغات: الملائکۃ: رحمت کے فرشتے مراد ہیں عام فرشتے نہیں کیونکہ حفاظتی فرشتے اس سبب سے الگ نہیں ہوتے۔ بیتاً: ہرجگہ۔

١٦٨٧ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ اَنْ يَّاْتِيَهُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتّٰی اشْتَدَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جِبْرِيْلُ فَشَكَا اِلَيْهِ ' فَقَالَ :اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۶۸۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جبرائیل نے آنے کا وعدہ کیا پس انہوں نے دیر کر دی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات گراں گزری۔ پس آپؐ باہر نکلے تو جبرائیل آپؐ کو ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شکوہ کیا تو جبرائیل نے فرمایا: ''ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو''۔ (بخاری)

"رَاثَ" اَبْطَاَ ' وَهُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ۔

"رَاثَ" : اس نے تاخیر کی۔ یہ لفظ تائے مثلثہ کے ساتھ ہے۔

تخریج: رواہ البخاری اللباس باب لاتدخل الملائکۃ بیتاً فیہ صورۃ۔

اللغات: ان یاتیہ: ایک مقررہ وقت میں ان کے پاس آئے۔ اشتد علیہ: طویل انتظار کی وجہ سے پریشانی محسوس کی یا نہ آنے کی وجہ سے ان کو جو غم ہوا تھا۔ فخرج: اس جگہ سے نکلے جہاں انتظار کرتے تھے۔ فشکا: تاخیر پر عتاب و ناراضی ظاہر کی۔

١٦٨٨ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ

۱۶۸۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے کسی ٹائم میں آنے کا وعدہ کیا کہ وہ اس وقت میں

السَّلَامُ فِيْ سَاعَةٍ اَنْ يَّأْتِيَهٗ فَجَآءَ تْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَاْتِهٖ قَالَتْ : وَكَانَ بِيَدِهٖ عَصًا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ :مَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَا رُسُلُهٗ" ثُمَّ الْتَفَتَ فَاِذَا جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ - فَقَالَ : "مَتٰى دَخَلَ هٰذَا الْكَلْبُ؟ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ مَا دَرَيْتُ بِهٖ ' فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَجَآءَ هُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ- فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَعَدْتَنِيْ فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَاْتِنِيْ" فَقَالَ: مَنَعَنِيَ الْكَلْبُ الَّذِيْ كَانَ فِيْ بَيْتِكَ اَنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ- رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

آئیں گے لیکن وہ نہ آئے اور وقت آ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے یہ فرماتے ہوئے پھینک دیا کہ نہ اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی کہ کتے کا بچہ آپؐ کی چارپائی کے نیچے تھا اس پر آپؐ نے فرمایا: ''یہ کتا کب داخل ہوا؟'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ آپؐ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا پس اس کو نکال دیا۔ تو اسی وقت جبرائیلؑ آ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ نے مجھ سے وعدہ کیا اور میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے''۔ انہوں نے جواب دیا مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا۔ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی اللباس و الزینة' باب لاتدخل الملائكة بیتاً..الخ

اللغات: ساعة:مقررہ وقت۔قالت: عائشہؓ نے کہا۔ رسله: قاصد۔ مراد فرشتے ہیں۔ جرو: کتے یا درندے کا بچہ۔ بعض نے کہا ہر چیز کا چھوٹا۔ یہ جرو جیم کے کدہ' فتحہ وضمہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ فجلست لك: میں نے آپ کا انتظار کیا۔

فوائد: (۱) تصاویر بنانا ایسا خبیث عمل ہے جس سے فرشتوں کو نفرت ہے اور تصاویر کا کسی مقام پر پایا جانا رحمت سے محرومی کا سبب ہے اور کتے کا بھی یہی حکم ہے (۲) فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا سبب اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر شدت سے انکار کرنا ہے اور اسلئے بھی کہ کتے میں شدید بدبو اور گندگی پائی جاتی ہے۔

۱۶۸۹ :وَعَنْ اَبِي التَّيَّاحِ حَيَّانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ :قَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا ' وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهٗ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۸۹: حضرت ابی التیاح حیان بن حصین کہتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اسی کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تو جس تصویر کو دیکھے اس کو مت چھوڑ۔ یہاں تک کہ اس کو مٹا دے اور کسی بلند قبر کو پائے تو اسے برابر کر دے۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی الجنائز' باب الامر تبسویة القبور۔

اللغات: حیان بن حصین: یہ ثقہ تابعی ہیں۔علی رضی اللہ عنہ: یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ خلیفہ رابع ہیں۔ طمستها: اس کو مٹا کر دور کر دے۔ مشرفا: بلند۔ سویته: زمین کے برابر کر دو۔

فوائد: (۱) تصویر ان برائیوں میں سے ہے کہ حکام پر لازم ہے کہ ان سے لوگوں کو روکیں اور ان کو مٹائیں۔ (۲) زمین سے قبروں کو بلند کرنا اور قبور کو تعمیر کرنا یہ بھی ممنوع ہے حکام کو لازم ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے روکیں۔

۳۰۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ

باب: کتا رکھنے کی حرمت مگر شکار'

اِلَّا لِصَیْدٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ اَوْ زَرْعٍ

چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے

۱۶۹۰ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : "مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ صَیْدٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ فَاِنَّہٗ یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ :"قِیْرَاطٌ۔

۱۶۹۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے کتا پالا سوائے شکار کے لئے یا چوپائیوں کی حفاظت کے لئے تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جاتے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی الذبائح' باب من اقتنی کلبا لیس بکلب صیدٍ و مسلم فی البیوع باب الامر بقتل الکلاب۔

اللغات: اقتنٰی:یہ قنیۃ سے ہے اس کا معنی تجارت کیلئے کسی چیز کا بنانا اور تیار کرنا۔ الماشیہ:اونٹ' بکریاں' گائیں۔ کلب الماشیہ: جو چوپایوں کی حفاظت کے لئے رکھا جائے۔ قیراطان: دو قیراط۔ قیراط کسی چیز کا چوبیسواں جزو۔

۱۶۹۱ : وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :مَنْ اَمْسَکَ کَلْبًا فَاِنَّہٗ یَنْقُصُ مِنْ عَمَلِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ اِلَّا کَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِیَۃٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ :"مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا لَیْسَ بِکَلْبِ صَیْدٍ ' وَّلَا مَاشِیَۃٍ ' وَّلَا اَرْضٍ ' فَاِنَّہٗ یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ قِیْرَاطَانِ کُلَّ یَوْمٍ۔

۱۶۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کتے کو باندھا اس کے عمل میں سے ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ مگر شکاری یا مویشیوں کی حفاظت والا کتا''۔ (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے لئے ہو اور نہ چوپائیوں اور زمین کی حفاظت کے لئے تو اس سے اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

تخریج:رواہ البخاری فی المزارعۃ' باب اقتناء الکلب للحرث و مسلم فی البیوع' باب الامر بقتل الکلاب ..الخ

اللغات: امسک:پالا۔ ولا ارض: زمین کی حفاظت کے لئے نہ ہو خواہ گھر ہو یا کھیتی۔

فوائد: (۱) بلاضرورت کتا پالنے کو حرام قرار دیا گیا اور شکار' مویشیوں کی حفاظت' کھیتوں کی نگرانی' گھروں کی حفاظت کے لئے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے۔ (۲) بلاضرورت کتے پالنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے علماء نے اس ثواب کی کمی کا سبب ذکر فرمایا کہ کتے جو غلاظت کرتے ہیں اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات عبادت میں ایسا نقص واقع ہو جاتا ہے جو اس کے ثواب کو کم کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ثواب میں کمی کی وجہ سے مہمان کو بھونکنا اور سائل پر غرانا ہے۔ (۳) ایک قیراط اور دو قیراط والی روایات میں مطابقت اس طرح ظاہر کی کہ اس کو رکھنے کی وجہ سے گندگی کم ہوگی تو ایک قیراط ثواب کم ہوگا اور زیادہ ہوگی تو دو قیراط کم ہوگا یا شہروں والوں کا ثواب دو قیراط کم ہوتا ہے اور دیہات والوں کا ایک قیراط کیونکہ ان کو ضرورت کسی حد تک زیادہ ہے۔ بعض نے دیگر وجوہ بھی بیان فرمائی ہیں۔

۳۰۷ :بَابُ کَرَاھِیَۃِ تَعْلِیْقِ الْجَرَسِ فِی الْبَعِیْرِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الدَّوَآبِّ وَکَرَاھِیَۃِ اسْتِصْحَابِ الْکَلْبِ

باب: سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی باندھنا مکروہ ہے اور

وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے

١٦٩٢ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ اَوْ جَرَسٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ' باب کراھیۃ الکلب والجرس فی السفر وھو فی ابی داؤد باب تعلیق الاجراس۔

اللغات: لاتصحب: حفظ کے علاوہ فرشتے جو رحمت' استغفار' حفظ کے ہیں وہ ساتھ نہیں چلتے۔ رفقة: سفر کے ساتھی۔ فیھا کلب: وہ کتا جس کی شرعاً اجازت نہ وہ۔ جرس: وہ گھنٹی جو جانوروں کے گلے میں باندھی جاتی ہے تاکہ ان کی حرکت کرنے سے آواز پیدا ہو یہ جرس سے لیا گیا جس کا معنی مخفی کلام ہے۔

١٦٩٣ : وَعَنْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اَلْجَرَسُ مِنْ مَّزَامِيْرِ الشَّيْطَانِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۶۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گھنٹی شیطان کا باجا ہے''۔ (ابوداؤد) شرط مسلم پر صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجھاد باب تعلیق الاجراس وھو فی مسلم فی کتاب اللباس والزینۃ' باب کراھیۃ الکلب والجرس فی السفر۔

اللغات: منرامیر: جمع مزمار' آلہ غناء خواہ گانا بانسری وغیرہ سے ہو۔

فوائد: (۱) کتوں کو پالنے اور ساتھ رکھنے کی ممانعت ہے اور گھنٹیاں یا ان کی مثل آواز والی چیزیں جانوروں کے گلے میں لٹکانے کو مکروہ ناپسند قرار دیا گیا تاکہ ملائکہ کے ساتھ چلنے کی برکت سے محروم نہ ہو۔ خاص کر سفر کے جانوروں پر لٹکانا زیادہ باعث کراہت ہے کیونکہ مسافر کو فرشتوں کی معیت اور برکت وحفاظت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کراہت کا سبب ملائکہ کی نفرت ہے اور یہ گانے کا آلہ ہے جس کی طرف شیطان کو انس ورغبت ہے اور اس سے وہ لوگوں کو غفلت میں ڈالتا ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملائکہ کی دوستی پر حریص ہوں اور جس سے ملائکہ کو نفرت و دوری ہو اس سے دور رہے۔

٣٠٨ :بَابُ كَرَاهَةِ رُكُوْبِ الْجَلَّالَةِ وَهِيَ الْبَعِيْرُ اَوِ النَّاقَةُ الَّتِيْ تَاْكُلُ الْعُذْرَةَ ، فَاِنْ اَكَلَتْ عَلَفًا طَاهِرًا فَطَابَ لَحْمُهَا زَالَتِ الْكَرَاهَةُ

باب: گندگی کھانے والے اونٹ یا اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس اگر وہ پاک چارا کھانے لگے تو اس کا گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے

١٦٩٤ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَلَّالَةِ فِي

۱۶۹۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سوار ہونے

الْاِبِلِ اَنْ يُّرَكَبَ عَلَيْهَا - رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

سے منع فرمایا۔(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخريج:رواه ابو داؤد فی الجهاد' باب ركوب الجلالة۔

فوائد:(۱) گندگی کھانے والے اونٹ پرسواری کومکروہ قرار دیا گیا۔ بقول نووی رحمۃ اللہ یہ کراہت اس مراد ہوگی جبکہ گندگی کی عادت پڑ جائے اور گندگی کی بدبو اس کے گوشت پر غالب ہو جائے۔ عذرہ انسان کی گندگی کو کہتے ہیں۔(۲)اسلام طہارت و نظافت کا کتنا خواہاں' گندگی سے کس قدر نفرت کرنے والا اور نفوس انسانی جن نجاسات کو برا سمجھنے والے ہیں اس سے دور رہنے والا۔

۳۰۹ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْاَمْرِ بِاِزَالَتِهٖ مِنْهُ اِذَا وُجِدَ فِيْهِ ' وَالْاَمْرُ بِتَنْزِيْهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الْاَقْذَارِ

باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اس کو دُور کرنے کا حکم جب وہ مسجد میں پایا جائے' گندگیوں سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم

۱۶۹۵ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تُرَابًا اَوْ رَمْلًا وَّنَحْوَهٗ فَيُوَارِيْهَا تَحْتَ تُرَابِهٖ- قَالَ اَبُو الْمُحَاسِنِ الرُّوْيَانِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْبَحْرِ : وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا اِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ اَمَّا اِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبَلَّطًا اَوْ مُجَصَّصًا فَدَلَكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهٖ اَوْ بِغَيْرِهٖ كَمَا يَفْعَلُهٗ كَمَا يَفْعَلُهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْجُهَّالِ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيْئَةِ وَتَكْثِيْرٌ لِلْقَذَرِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَنْ يَّمْسَحَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ بِثَوْبِهٖ اَوْ بِيَدِهٖ اَوْ غَيْرِهٖ اَوْ يَغْسِلَهٗ۔

۱۶۹۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مسجد میں تھوکنا منع ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے''۔(بخاری ومسلم)

اور مقصد یہ ہے کہ جب مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہے تو مٹی کے نیچے تھوک کو چھپا دیا جائے چنانچہ ابوالمحاسن رویانی نے اپنی کتاب البحر میں ایسے ہی ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تھوک کے دفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیا جائے لیکن جب مسجد پختہ چونا گچ ہو تو تھوک کے جھاڑو کے ساتھ وہیں مل دیا جائے جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ اسی طرح کرتے ہیں تو یہ دفن کرنا نہیں ہے بلکہ گناہ میں زیادتی ہے اور مسجد کو مزید گندہ کرنا ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) یا اپنے ہاتھ وغیرہ سے اس کو صاف کر ڈالے یا دھو ڈالے۔

تخريج:رواه البخاری فی الصلاة' باب كفارة البزاق فی المسجد و مسلم فی كتاب المساجد' باب النهی البصاق فی المسجد۔

اللغات: البصاق:تھوک یہی معنی بزاق کا بھی ہے۔انسان کے منہ سے خارج ہونے والالعاب۔یواديها:یہ موادات سے ہے۔

اس کا معنی غائب کرنا ہے۔**علامہ ابو المحاسن رویانی**:ان کا نام عبدالواحد بن اسماعیل بن احد ہے یہ مذہب شافعی کے ثقہ ائمہ میں سے ہیں۔ان کی ولادت ۴۱۵ھ میں اور وفات طبرستان میں ۶۳۰ھ محرم میں شہادت سے ہوئی۔رویانی یہ رویان کی طرف نسبت ہے۔ طبرستان کے اطراف کا ایک شہر ہے۔**مداسة**: جوتا وغیرہ

۱۶۹۶ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا اَوْ بُزَاقًا اَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں رینٹھ یا تھوک یا بلغم دیکھی تو اس کو کھرچ دیا۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی کتاب الصلاة باب حك البزاق بالید و مسلم فی کتاب المساجد' باب النهی عن البصاق فی المسجد۔

اللغات: النخامة: ناک سے نکلنے والی رینٹھ یا بلغم جو سینے سے نکلے۔او کا لفظ شک یک لئے لایا کہ جس کو کریدا گیا وہ تھوک تھا یا بلغم یا رینٹھ۔**فحکمه**:اس کو رگڑ کر دور کر دیا۔ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خشک ہو چکا تھا۔

۱۶۹۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقِرَآءَةِ الْقُرْآنِ' اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں اس پیشاب یا گندگی کے لائق نہیں۔ بے شک وہ اللہ کی یاد کے لئے ہیں اور قرآن کی قراءت کے لئے ہیں یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مسلم)

تخریج:رواه مسلم فی کتاب الطهارة باب' وجوب غسل البول وغیره من النجاسات اذا حصلت فی المسجد۔

اللغات: **لاتصلح**:لائق ومناسب نہیں۔مناسب یہ ہے کہ ان کو مسجد میں نہ کیا جائے۔**من هذا البول**: یہ پیشاب جیسا کہ اس دیہاتی نے مسجد میں کر دیا۔وہی حدیث کا مخاطب ہے۔**انما هی لذکر الله**: یہ اس کے لئے بنائی گئی ہیں یہ انہی کاموں کے لائق ہے جو ان کے مناسب ہیں۔**او کما قال**: یہ لفظ اس لئے لائے تا کہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ ک نسبت نہ ہو جائے۔ممکن ہے کہ آپ نے یہ لفظ نہ فرمائے ہوں۔

فوائد:(۱) تھوک وغیرہ گندی چیزیں مسجد میں ڈالنا حرام ہے اور اگر وہ آلودگی گندگی ہو تو حرمت اور زیادہ شدید ہو جائے گی۔ جو آدمی مسجد میں گندگی ڈالے گا وہ گنہگار ہو گا اور اسکا گناہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک گندگی باقی رہے گی مناسب یہ ہے کہ اسکے دور کرنے کی جلد کوشش کرے اور اپنے اس فعل پر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے۔(۲) مسلمان پر لازم ہے کہ جو گندی چیز مسجد میں دیکھے اسکو فوراً زائل کرے۔اگر وہ گندی چیز نجاست ہے تو اسکا ازالہ فرض ہے۔اگر دوسری ہے تو بہتر اور مناسب ہے (۳) مساجد کی نظافت کی طرف خوب توجہ دینی چاہئے اور مساجد کو ذکر اللہ' قرآۃ القرآن اور صلوٰۃ' حصول احکام دین' تعلیم عام نافع وغیرہ عبادات سے آباد کرنا چاہئے۔

۳۱۰ :بَابُ كَرَاهَةِ الْخُصُوْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيْهِ

باب: مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا'

وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَآءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

خرید وفروخت اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات بھی مکروہ ہیں

۱٦٩٨ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ : لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو آدمی کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنیں تو اس کو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز اللہ تجھے نہ لوٹائے یہ مسجد اس لئے نہیں بنی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد' باب النھی عن نشه الضالة فی المسجد۔

اللُّغَات: ینشد ضالة: گم شدہ کو تلاش کرے اور اس کے متعلق پوچھے۔ الضالہ: ضائع ہونے والی ہر چیز مال' حیوان وغیرہ۔ عرب کے ہاں ضل الشئی اس وقت بولتے ہیں جب کوئی چیز ضائع ہوجائے۔

۱٦٩٩ : وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيْعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا : لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ : وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّهَا عَلَيْكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔

۱۶۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی آدمی کوئی چیز مسجد میں بیچ رہا ہے یا خرید رہا ہے تو یوں کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ جب تم کسی کو دیکھو وہ گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو کہو اللہ تیری گمشدہ چیز کو واپس نہ کرے۔ (ترمذی)

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب البیوع' باب عن البیع فی المسجد۔

اللُّغَات: یبتاع: خرید رہا ہے۔

۱۷۰۰ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ : مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا وَجَدْتَ ، إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۰: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا اور کہا کہ کون ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتا دے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو نہ پائے بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئیں جس کے لئے بنائی گئیں''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب انھی عن نشد الضالة فی المسجد۔

اللُّغَات: دعا الی: بتلائے خبر دے لما بنیت له: جس چیز کے لئے یہ بنائی گئی ہیں مثلاً ذکر' تعلیم' علم' قرآن۔

۱۷۰۱ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّرَآءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ تُنْشَدَ

۱۷۰۱: حضرت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید وفروخت سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا

فِيهِ ضَالَّةٌ اَوْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

کہ گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس کے اندر (غیر شرعی) شعر پڑھے جائیں۔(ابوداؤد وترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج:رواه ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب التحلق یوم الجمعة قبل الصلاة والترمذی فی ابواب الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة البیع والشراء و انشاد الضالة والشعر فی المسجد۔

اللغات: **ان ينشد فيه شعر**:اس میں ایسا شعر کہا جائے جو علوم شرعیہ اسلامیہ سے متعلق نہ ہو۔

فوائد:(۱) میں دنیاوی امور کی ممانعت کی گئی مثلاً خرید وفروخت، گم شدہ چیز کی تلاش، شعروشاعری ان چیزوں کی ممانعت کراہت کی حد تک رہے گی اگر ان سے نمازی کو تشویش، قاری قرآن یا مدرس علم وذکر وعابد کو خلل نہ پڑتا ہو اور اگر ان کو خلل واقع ہو تو پھر نہی تحریم کے لیے ہے۔(۲) مطلوب کے حاصل ہونے کی بجائے ان افعال کے کرنے والے کو بددعا دی گئی اور ایسا کرنا ہر اس آدمی کو مستحب ہے جو ایسا فعل کرتا دیکھے یا سنے یا جانے۔(۳) مساجد آخرت کے بازار ہیں۔ دنیا کے بازار نہیں۔ مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ ان کو ہر ایسی چیز سے پاک رکھا جائے جس کا آخرت سے تعلق نہ ہو۔(۴) مسلمانوں کی مصلحتوں کے متعلق مساجد میں گفتگو ممنوع نہیں اور ایسے معاملات جو مسلمانوں کے دینی اور اجتماعی فائدے سے متعلق ہوں۔

۱۷۰۲ : وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ : "اِذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ"، فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ :مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا؟ فَقَالَا :مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ :لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۰۲:حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا مجھے کسی شخص نے کنکری ماری۔ میں نے جب نگاہ اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔آپ نے پھر فرمایا کہ جا کر ان دونوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم کون ہو اور کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں اور اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو تم دونوں کو ضرور سزا دیتا۔تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (بخاری)

تخریج:رواه البخاری فی کتاب الصلاة، باب فرع الصوت فی المساجد۔

اللغات: **فحصبني**:میری طرف کنکری پھینکی۔**الطائف**:مکہ مکرمہ سے تین مراحل پر واقع ایک بڑا شہر ہے۔**فی مسجد رسول الله ﷺ**:خصوصی تذکرہ مسجد نبوی کا زائد فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔حکماً تمام مساجد اس میں شامل ہیں۔

فوائد:(۱) مسجد میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے خواہ ذکر کی ہو یا قرآءۃ قرآن کی۔اگر اس سے نمازیوں کو تشویش پیدا ہو تو یہ حرام ہے اور اگر اس سے جھگڑا پیدا ہو تو کراہت وحرمت مزید شدید ہو جائے گی۔(۲) مسجد میں کسی کو متنبہ کرنے کے لئے اشارہ کرنا چاہئے یا کوئی کنکری وغیرہ پھینکے تاکہ مسجد میں اس کی آواز بلند نہ ہو۔(۳) مسجد میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ اسلام کے عظیم مقاصد میں سے ہے۔اسی میں اس آدمی کو روکنا بھی شامل ہے جو آداب مسجد کی خلاف ورزی کرے۔(۴) جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی مخالفت کرے اس کو بدنی سزا دینا جائز ہے۔(۵) اللہ تعالیٰ کے گھر اس کی عبادت وطاعت کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔اس لئے ان کی نگہبانی ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿فی بیوت اذن الله ان ترفع و یذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو﴾ الایۃ۔وہ روشنی ان گھروں میں ملتی ہے جن کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ان میں صبح وشام ایسے لوگ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جن کو کوئی تجارت اور خرید و

فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرسکتی۔ وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے اور اپنے فضل سے اضافہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔ (النور)

۳۱۱ :بَابُ نَهْيِ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا اَوْ كُرَّاثًا اَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَآئِحَةٌ كَرِيْهَةٌ عَنْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَآئِحَتِهِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ

بَاب: لہسن پیاز، گندنا (لہسن نما ترکاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر

۱۷۰۳ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ- فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ مَسَاجِدَنَا"۔

۱۷۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ درخت یعنی لہسن کھائے تو وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے''۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں جمع کا لفظ مَسَاجِدُنَا ہے۔

تخریج:رواہ البخاری فی ابواب صفۃ الصلاۃ باب ماجاء فی الثوم النیء و مسلم فی کتاب المساجد، باب نھی من اکل ثوماً او بصلا۔

اَللُّغَاتُ :یعنی الثوم: یہ جملہ حدیث میں داخل کیا گیا ہے۔ الثوم: لہسن، بدبودار پودا۔

۱۷۰٤ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا ، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جس نے اس درخت (لہسن) سے کھایا ہو وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ پڑھے اور نہ وہ ہمارے قریب آئے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الثوم النیء ومسلم فی المساجد باب نھی من اکل ثوماً وابصلاً۔

اَللُّغَاتُ :ھذا الشجرہ: لہسن قرینہ کی وجہ سے معلوم ہو جانے کی بناء پر نام نہیں لیا گیا۔

۱۷۰٥ :وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا ، اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۰۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لہسن پیاز کھایا ہو وہ ہم سے الگ ہو جائے یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ ، وَالثُّوْمَ، وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْا اٰدَمَ"۔

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں : جو پیاز، لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتوں کو اس چیز سے ایذاء پہنچتی ہے جس سے اولاد آدم کو ایذاء پہنچتی ہے۔

تخریج:رواہ البخاری فی ابواب صفۃ الصلاۃ' باب ماجاء فی الثوم النیء ومسلم فی کتاب المساجد باب نھی من اکل ثوماً وابصلاً۔

اللغات: اوبصلاً: پیاز'او کا لفظ تنویع یعنی اقسام کو بیان کرنے کیلئے ہے اس لئے ہر بدبودار چیز کو اس پر قیاس کریں گے اسی کی مثل مولی ہے کیونکہ اس کے کھانے سے بدبو اور ڈکار آتے ہیں۔الکراث: گندنا' جنگلی پیاز۔

١٧٠٦ :وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا اَنَّهٗ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ : ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا اَرَاهُمَا اِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ : اَلْبَصَلَ ' وَالثُّوْمَ ' لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ اَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ اِلَى الْبَقِيْعِ، فَمَنْ اَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٠٦: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا تو اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی بے شک اے لوگو! تم دو ایسے درخت کھاتے ہو جن کو میں برا خیال کرتا ہوں ان میں سے ایک پیاز اور دوسرا لہسن۔ تحقیق! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب ان کی بدبو مسجد میں کسی آدمی سے آپؐ محسوس فرماتے تو آپؐ حکم دیتے کہ اس کو بقیع کی طرف نکلوا دیا جائے۔ پس جو ان دونوں کو کھائے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کرے۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب المساجد' باب نھی من اکل ثوماً اب وصلاً۔

اللغات: لا اراھما: میں ان کو نہیں جانتا۔ خبیثتین: خبیث کا لفظ حرام پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ زنا اور رڈی اور بدذائقہ چیز پر بھی بولا جاتا ہے مثلاً لہسن' پیاز اور ان موذی جانوروں کو بھی عرب لوگ خبائث کہتے تھے مثلاً سانپ' بچھو وغیرہ۔ البقیع: مدینہ شریف کا قبرستان۔ فلیمتھا: اس کی بدبو زائل کرے۔

فوائد: (۱) جو آدمی مسجد میں جانا چاہتا ہو۔ اس کو لہسن' پیاز اور ہر بدبودار چیز کا استعمال ممنوع ہے اور نہی کراہت تحریمیہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر اس طرح پکا کر کھایا جائے کہ بدبو ختم ہو جائے تو کراہت نہ رہے گی۔ (۲) مؤمن عمدہ خوشبو والا ہونا چاہئے اور خاص کر جبکہ اجتماعات میں حاضر ہو یا عبادات کے مقامات میں ہوتا کہ لوگ اس سے گھن نہ کھائیں اور اس کے قریب بیٹھنے کو ناپسند نہ کریں۔ (۳) مساجد کی صفائی کا خاص خیال کرنا چاہئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے اچھے کپڑے استعمال کرنے چاہئیں اور کام کاج کے کپڑے بھی جن سے بدبو نکلتی ہے۔ ان کو اتار دینا چاہئے۔ لہسن پیاز پر دھوئیں کو بھی قیاس کیا جائے گا کیونکہ تمباکو وغیرہ کا دھواں جو ہمیشہ استعمال کرے اس کے منہ کی بدبو لوگوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ (۴) اسلام نے الفت بڑھانے والی چیزوں کی ترغیب دی اور دوری پیدا کرنے والی چیزوں سے نفرت کا اظہار کیا اور ان کی حوصلہ شکنی کی۔ (۵) حکام کا فرض ہے کہ مساجد کی نگہبانی کریں اور ان کی صفائی کا خیال رکھیں اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں۔

٣١٢ :بَابُ كَرَاهَةِ الْاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ لِاَنَّهٗ يَجْلِبُ النَّوْمَ فَيَفُوْتُ اسْتِمَاعُ

باب: جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی اور خطبہ سننے

الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضُ الْوُضُوْءِ!

سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا

۱۷۰۷ : عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ' وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۰۷: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو گھٹنوں کو سینے کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد' ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ' باب الاحتبار و الامام یخطب والترمذی فی ابواب الصلاۃ' باب ماجاء فی کراھیۃ' الاحتباء و الامام یخطب۔

اللغات: الحبوۃ: یہ اسم مصدر ہے احتباء سے۔ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا اور پشت اور گھٹنوں کو ہاتھ یا کسی پٹکے سے باندھنا۔

فوائد: (۱) خطبہ کے دوران گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع کیا کیونکہ اس سے نیند غالب آ کر خطبہ سے محرومی ہو جائے گی حالانکہ خطبہ واجب ہے اور بعض اوقات وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے جو کہ نماز کے لئے شرط ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ خطبہ کے وقت میں جاگ کر جمعہ کا مقصد حاصل کر لے اور مسجد سے فائدہ پا کر جانے والا بنے۔

۳۱۳: بَابُ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحَجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ عَنْ اَخْذِ شَيْءٍ مِّنْ شَعْرِهٖ اَوْ اَظْفَارِهٖ حَتّٰى يُضَحِّيَ

باب: جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ آ جائے تو اسے اپنے بال و ناخن نہ کٹوانے چاہئیں

۱۷۰۸ : عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ يَذْبَحُهٗ فَاِذَا اَهَلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے ذبیحہ ہو تو وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں میں سے کوئی چیز ہرگز نہ کاٹے۔ یہاں تک کہ وہ قربانی کرے''۔ (مسلم)

تخریج: راواہ مسلم فی کتاب الاصنامی' باب نھی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ۔

اللغات: ذبح: ذبیحہ چوپایوں سے۔ ملا یأخزن: وہ نہ کٹوائے۔

فوائد: (۱) جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو تو عشرہ ذی الحجہ داخل ہونے کے بعد وہ اپنے بال و ناخن نہ کٹوائے۔ کٹوانے میں کراہت ہے۔ اس میں تو حکمت یہ ہے کہ مغفرت کے تمام اجزاء کو شامل ہو جائے۔ جب وہ قربانی کرے جیسا کہ حج کی قربانی ہوتی ہے جب بال و ناخن کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے بیماری یا زخم تو کراہت زائل ہو جائے گی۔

۳۱۴ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ بِمَخْلُوْقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلَآئِكَةِ وَالسَّمَآءِ وَالْاٰبَآءِ وَالْحَيَاةِ وَالرُّوْحِ وَالرَّأْسِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالْاَمَانَةِ وَهِيَ مِنْ اَشَدِّهَا نَهْيًا

بَابٌ: مخلوقات کی قسم جیسے پیغمبر' کعبہ' ملائکہ' آسمان' باپ' دادا' زندگی' روح' سر' بادشاہ' کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی یا قبر' امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت وقبر کی تو ممانعت سب سے بڑھ کر ہے

۱۷۰۹ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْهَاكُمْ اَوْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ ' فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحِ : فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ ' اَوْ لِيَسْكُتْ"۔

۱۷۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تم اپنے باپوں کی قسم اٹھاؤ جس کو بھی قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری ومسلم)

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ جو شخص قسم اٹھانا چاہتا ہو وہ نہ قسم اٹھائے مگر اللہ ہی کی یا خاموش رہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان' باب لا تدخلوا بابائکم و فی الشھادات وغیرھا و مسلم فی الایمان باب النھی من الحلف بغیر اللہ تعالی و الروایۃ الثانیۃ عند مسلم فی الایمان و النذر۔

اللغات: تحلفوا: یہ حلف سے ہے اور قسم کو کہتے ہیں۔ لیصمت: وہ خاموش رہے اور دوسری روایت اس کی وضاحت کر رہی ہے۔

فوائد: (۱) قسم فقط اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی ہو سکتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کی مثلاً قدرت' علم وغیرہ۔ (۲) تمام مخلوق کی قسم حرام ہے قسم خاص قسم کی تعظیم ہے اور وہ خاص تعظیم اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

۱۷۱۰ :وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ : وَلَا بِاٰبَآئِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الطَّوَاغِيْ" جَمْعُ طَاغِيَةٍ ' وَهِيَ الْاَصْنَامُ- وَمِنْهُ الْحَدِيْثُ : "هٰذِهِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ "اَيْ صَنَمُهُمْ وَمَعْبُوْدُهُمْ - وَرُوِيَ فِيْ غَيْرِ مُسْلِمٍ- "بِالطَّوَاغِيْتِ" جَمْعُ طَاغُوْتٍ ' وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ۔

۱۷۱۰: حضرت عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بتوں کی قسمیں مت اٹھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی''۔ (مسلم)

الطَّوَاغِیْ جمع طَاغِیَۃٍ :بت اور اسی کے بارے میں حدیث ہے۔ ھٰذِہٖ طَاغِیَۃُ دَوْسٍ کہ یہ دوس کا بت اور معبود ہے۔

مسلم کے علاوہ روایت میں طواغیت کا لفظ ہے جس کا واحد طاغوت ہے اس کا معنی شیطان اور بت ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب من حلف باللات و العزی

اللغات: :الطواغی: صاحب نہایہ فرماتے ہیں کہ طواغی سے مراد کفروسرکشی میں بہت بڑھے ہوتے وہ سرداران شرک وکفر ہیں۔
الطاغوت: ہر باطل کو کہا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) باپ دادا' سرداراصنام اور جوان کے مشابہہ باطل چیزیں ہیں ان کی قسم اگر تعظیم کی نیت سے ہوتو حرام وکفر ہے خاص طور پر جن کو مقدس قرار دے کران کی عبادت کی جاتی ہے۔

۱۷۱۱ : وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۷۱۱: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داوٴد فی الایمان و النذر' باب کراھیۃ الحلف بالامانۃ۔

اللغات: :**الامانۃ:** علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں اس سے مراد فرائض اسلام نماز' حج' وغیرہ ہیں۔ **فلیس منا:** وہ ہمارے طریقے کا پیروکارنہیں۔

فوائد: (۱) امانت کی قسم اٹھانا حرام ہے علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ امام سیوطی نے امام خطابی سے نقل کیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم اللہ تعالیٰ کے نام سے منعقد ہوتی ہے یا اس کی صفات سے امانت ان صفات میں سے نہیں بلکہ یہ اس کے احکام میں سے ایک حکم ہے اور فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اس لئے اس سے روکا گیا کہ اس کا حلف اس کو اسماء باری تعالیٰ کے برابر نہ ظاہر کرے۔ (۲) امام ابوحنیفہ اوران کے شاگردوں رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اس طرح قسم کھائی و امانۃ اللہ کہ اللہ کی امانت کی قسم تو یہ قسم بن جائے گی اور توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ نہ یہ قسم بنے گی اور نہ کفارہ ہوگا۔

۱۷۱۲ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ : "اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ ، فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ، وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۷۱۲: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اسلام سے بیزار ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اس طرح ہو گیا جس طرح اس نے کہا۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر اسلام کی طرف ہرگز صحیح سالم نہیں لوٹے گا''۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الایمان و النذور' ماجاء فی الحلف بالبرأۃ۔

اللغات: :**فقال انی بری ء من الاسلام:** اگر بات اس طرح نہ ہو یا اگر میں ایسا نہ کروں تو میں اسلام سے بری۔ **فھو کما قال:** وہ اسلام سے بیزار ہو چکا کیونکہ اس نے قصداً ایسا کہا۔ **سالمًا:** اسلام میں خلل کی وجہ سے۔

فوائد: (۱) ان الفاظ اوراسی طرح کے الفاظ سے قسم اٹھانا ممنوع ہے مثلاً اس طرح کہے اگر وہ ایسا کرے تو وہ کافر ہے۔ وہ فلاں دین میں ہے اگر اس طرح ہو۔ علماء نے فرمایا اگر اس نے یہ قسم اٹھائی اور کفر کا پختہ ارادہ کیا تو جس چیز سے اس نے معلق کیا اگر وہ پیش آ گئی تو وہ فی الحال کافر ہے اور اگر اس نے قسم اٹھائی ہوئی چیز سے ہمیشہ کیلئے باز رہنا مقصود ہے اور کوئی مقصد نہیں کافر نہ ہوا۔ لیکن یہ لفظ بہت برا ہے اس سے استغفار کرنا ضروری ہے۔ اسلام خلل پہنچ جانے کے سبب سے اصلاح کے لئے شہادتین کا اقرار مستحب ہے۔ (۲) امام شافعیؒ نے فرمایا یہ قسم نہیں اور نہ اس پر کفارہ ہے البتہ کہنے والا گنہگار ہے۔ دوسرے علماء نے فرمایا کیونکہ یہ کفر ہے اس لئے تجدید اسلام ضروری ہے۔

١٧١٣ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ : لَا وَالْكَعْبَةِ ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللّٰهِ ، فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ قَوْلَهٗ "كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ" عَلَى التَّغْلِيْظِ ، كَمَا رُوِيَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"اَلرِّيَآءُ شِرْكٌ"۔

۱۷۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کعبہ کی قسم! آپ نے اسے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم مت اُٹھاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا''۔(ترمذی) حدیث حسن ہے۔

بعض علماء نے کفر یا شرک کو تغلیظ (سخت تنبیہ) قرار دیا جیسا کہ دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء کو شرک فرمایا۔

تخریج:رواہ الترمذی فی الایمان و النذور' باب ماجاء فی کراهية الحلف بغير الله۔

اللغات: کما روی......الخ۔ کہ ریا گناہ ہے مگر ایمان سے خارج نہیں کرتا لیکن نفرت دلانے کے لئے شرک سے تعبیر کیا گیا۔

فوائد:(۱) غیر اللہ اور اس کی صفات کی قسم ممنوع ہے۔اس نہی میں جہاں حدیث میں مذکورہ چیزیں داخل ہیں وہاں شرف' اولاد' رحمت والد وغیرہ بھی شامل ہیں۔جس طرح کے مقدس مقامات اور مقدس ہستیاں انبیاء اور صالحین شامل ہیں۔(۲) جس نے غیر اللہ اور اس کی صفات کے قسم اٹھائی اور اعتقاد وارادہ مخلوق تعظیم کا کیا جس طرح کے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی ہے تو اس نے کفر کیا۔ ظاہر حدیث کا یہی محل ہے۔

٣١٥ :بَابُ تَغْلِيْظِ الْيَمِيْنِ الْكَاذِبَةِ عَمْدًا

باب: جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانے کی شدید ممانعت

١٧١٤ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :"مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ" قَالَ :ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ :"اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ، وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا" اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ – مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۱۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے کسی کے مال پر ناحق قسم اٹھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوں گے''۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے اس کی تصدیق میں کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا......﴾ ''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول خریدتے ہیں......'' (آل عمران)۔(بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الماقاة باب الخصومة فی البئر و کذلك فی الایمان ومسلم فی الایمان ' باب وعید من اقتطع حق مسلم

اللغات: بغیر حقه: ناحق قسم اٹھائی تا کہ اس سے مسلمان کا مال حاصل کرے۔غضبان: انتقام لینا۔مصداقه: جس پر وہ صادق آئے۔

١٧١٥ : وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِيَاسِ ابْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ : وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ : "وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۱۵: حضرت ابو امامہ اَیاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ساتھ مارا پس اللہ نے اس کے لئے آگ کو واجب کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا''۔ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علی وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ معمولی چیز بھی ہو؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خواہ پیلو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الایمان، باب وعید من اقتطع مسلم بیمینه۔

اللغات: اقتطع: لینا۔ مسلم: مسلمان اور اس کا حلیف۔ بیمینه: جھوٹی قسم جس کو وہ خود جھوٹا سمجھتا ہے۔ قضیبا: ٹہنی۔ اراك: پیلو کا درخت۔

١٧١٦ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الْكَبَآئِرُ : اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۱۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا''۔ (بخاری)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ : اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْكَبَآئِرُ؟ قَالَ : "اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ" قَالَ : ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ : "الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ : وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ : "الَّذِیْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ!" يَعْنِیْ بِيَمِيْنٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ۔

اور ان ہی کی ایک روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا''۔ اس نے پوچھا پھر کیا؟ آپؐ نے جواب دیا: ''جھوٹی قسم''۔ اس نے سوال کیا: جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ قسم کہ جو کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے اٹھائے''۔ (مسلم) یعنی ایسی قسم جس میں وہ جھوٹا ہو۔

تخریج: رواه البخاری فی الایمان و النذور، باب الیمین الغموس وفی غیره من الکتاب۔

اللغات: الیمین الغموس: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، اس کا نام اس لئے ہے کیونکہ اس کا کرنے والا گناہ میں غوطہ زنی کرتا ہے۔
قلت: اس کے کہنے والے عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ الذی یقتطع: وہ قسم جو قطع کرے۔

فوائد: جان بوجھ کر جھوٹی قسم حرام ہے اور اس سے بچنا چاہئے خاص کر جب کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے کے لئے ہو یا صاحب حقوق تلف کرنے کے لئے ہو۔ (۲) جھوٹی قسم ان کبیرہ گناہوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب کا باعث ہیں اور یہ شرک باللہ، قتل نفس اور والدین کی نافرمانی وغیرہ گناہ کی صف میں ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک ظلم، باطل اور حقوق کا ضیاع ہے (۳) یمین غموس پر کفارہ کے سلسلہ میں شوافع کفارہ کو لازم کرتے ہیں جبکہ احناف کسی قسم کے کفارہ کے قائل نہیں البتہ جھوٹ ہونے کی وجہ سے توبہ اور حق والوں کو ان کے حقوق لوٹانے کو لازم قرار دیتے ہیں۔

٣١٦ :بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اَنْ يَّفْعَلَ ذٰلِكَ الْمَحْلُوْفَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ!

بَاب: جو آدمی کسی بات پر قسم اُٹھائے پھر دوسری صورت میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے یہی مستحب ہے

١٧١٧ :عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۱۷: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر دوسری چیز کو اس سے زیادہ بہتر پاؤ تو اس کو کرلو جو کہ بہت بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری ومسلم)

تخريج:رواه البخاري في الايمان' باب قول الله ﴿لا يواخذ كم الله ياللغو﴾ و مسلم فى كتاب الايمان باب مذب من حلف يميناً فرای..الخ وانظره فى باب النهى عن طلب الامارة رقم ١/٦٧٤

اللُّغَاتُ: واذا خلقت على يمين: واؤ کے ساتھ ذکر کیا تا کہ معلوم ہو کہ یہ ماقبل حدیث کا جزء ہے۔ والحلف: قسم یہ لفظ تاکید کے لئے لائے ابن مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا یمین مقسم به اور مقسم عليه کے مجموعہ کو کہتے ہیں لیکن یہاں مراد مقسم عليه ہے گویا کل بول کر جزء مراد لیا گیا۔ غیرھا: قسم کو پورا کرنے کی بجائے دوسرا فعل اور یہی مقسم عليه ہے۔ فات: تم کرو۔ کفر: کفارہ ادا کرو عنقریب وضاحت آئے گی۔ لغة: کفر اللہ کا معنی گناہ کا مٹانا ہے۔ اس کو کفارہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ قسم ٹوٹنے والے گناہ کا یہ مٹانے والا بن گیا۔ حنث باليمين: کا معنی قسم توڑنا۔

١٧١٨ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۱۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو اس سے زیادہ بہتر پایا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے جو کہ زیادہ بہتر ہو"۔ (مسلم)

تخريج:رواه مسلم فى كتاب الايمان'باب قوله تعالى :﴿لا يواخذ كم الله باللغو......﴾

١٧١٩ :وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ ثُمَّ اَرٰى خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ وَاَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۱۹: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو میں ایسی چیز پر قسم نہ اٹھاؤں گا کہ پھر میں اس سے بہتر پالوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہ کام کروں گا جو زیادہ بہتر ہے"۔ (بخاری مسلم)

تخريج:رواه البخاری فى كتاب الايمان باب' قول الله :﴿لا يواخذ كم الله باللغو......﴾و مسلم فى كتاب الايمان باب قوله تعالى :﴿لا يواخذ كم الله باللغو......﴾

١٧٢٠ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "لَاَنْ يَلَجَّ اَحَدُكُمْ فِیْ يَمِيْنِهٖ فِیْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ اَنْ يُعْطِیَ كَفَّارَتَهُ الَّتِیْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ "يَلَجَّ" بِفَتْحِ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الْجِيْمِ : اَیْ يَتَمَادٰی فِيْهَا وَلَا يُكَفِّرَ - وَقَوْلُهٗ : "اٰثَمُ" هُوَ بِالثَّآءِ الْمُثَلَّثَةِ :اَیْ اَكْثَرُ اِثْمًا۔

١٧٢٠: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم پر اڑا رہے تو وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا''۔(بخاری ومسلم)

يَلَجَّ : لام کے فتح اور جیم کی شد کے ساتھ یعنی وہ اس میں اصرار کرے اور اس کا کفارہ نہ دے۔

اٰثَمُ : گناہ میں زیادہ۔ یہ لفظ ثاء مثلثہ کے ساتھ ہے۔

تخریج:رواه البخاری فی فاتحة الكتاب الايمان و مسلم فی الايمان باب الاصرار علی اليمين۔

اللغات: يلج :علامہ عاقولی فرماتے ہیں کہ اسکا معنی یہ ہے کہ کسی چیز پر آدمی قسم کھالے اور پھر دوسرا فعل اس سے بہتر پائے مگر پھر بھی قسم پر قائم رہے اور نہ توڑے اور نہ کفارہ دے۔ابن عسلان فرماتے ہیں کہ وہ قسم کا مقررہ کفارہ ادا کرے جو قسم توڑنے پر لازم آتا ہے۔

فوائد:(۱)اس وقت قسم توڑ دینے کا حکم دیا گیا جبکہ دوسرا عمل اس سے زیادہ بہتر ہو اور یہ حکم مقسم علیہ کے اعتبار سے مختلف ہوگا مثلاً اگر اس نے واجب کو چھوڑنے کی قسم اٹھائی یا فعل حرام کرنے کی قسم اٹھائی تو ایسی قسم کو توڑنا فرض ہے۔اگر کسی مستحب کے ترک یا مکروہ کے کرنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مستحب ہے اور اگر مباح کے چھوڑنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مناسب ہے۔(۲) جب قسم توڑ دی تو کفارہ لازم ہو گیا۔قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے سے ادا ہوگا یا نہیں۔ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں پہلے کفارہ دینا جائز نہیں کیونکہ وہ واو جو ان احادیث میں وارد ہوئی جن میں کفارے کا ذکر ہے وہ ترتیب کے لئے نہیں اور قسم ٹوٹنا کفارے کا سبب ہے۔مسبب سبب سے پہلے نہیں ہوتا۔جمہور علماء نے فرمایا احادیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کفارہ پہلے دینا بھی جائز ہے کیونکہ اصل سبب قسم ہے اور وہ پہلے منعقد ہو چکا۔پس تقدیم سبب لازم نہ آیا امام شافعیؒ فرماتے ہیں اگر کفارہ صوم سے ہو تو تقدیم جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔(۳) اگر آدمی قسم پر اصرار کر کے باوجودیکہ دوسری صورت افضل ہو تو یہ محض ضد بازی اور گناہ میں اضافہ ہے۔(۴) امور شرعیہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اپنانا چاہئے۔

٣١٧ :بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَغْوِ الْيَمِيْنِ وَاَنَّهٗ لَا كَفَّارَةَ فِيْهِ وَهُوَ مَا يَجْرِیْ عَلَی اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِيْنِ كَقَوْلِهٖ عَلَی الْعَادَةِ لَا وَاللّٰهِ ، وَبَلٰی وَاللّٰهِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

باب : لغو قسمیں معاف ہیں اور اس پر کوئی کفارہ نہیں لغو قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو مثلاً لَا وَاللّٰهِ، بَلٰی وَاللّٰهِ وغیرہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مواخذہ

الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ' ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ﴾ [المائدة:۸۹]

فرمائیں گے جوتم مضبوطی سے باندھ لو پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانے درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا' پس جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھا لو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو''۔ (المائدہ)

حل الایات: لایؤاخذ کم: تمہیں سزا نہیں دیتے اور کفارے کا مطالبہ نہیں کرتے۔ باللغو فی ایمانکم: لغو ایسی کلام جو نا قابل اعتبار ہو۔ یمین لغو: کسی بات پر اپنے کو سچا گمان کر کے قسم اٹھانا مگر واقعہ میں وہ جھوٹا ہو۔ یا اس کی زبان پر قسم کا لفظ بلا قصد جاری ہو۔ عقدتم الایمان: قصداً جو قسمیں پکی کی ہیں۔ اس کو فقہاء یمین منعقدہ کہتے ہیں اور وہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا ہے۔ من اوسط ماتطعمون اهليكم: درمیانی قسم کا کھانا درمیانے درجے کا کھانا۔ جیسا تم اپنے اہل و عیال کو بغیر بخل اور بغیر اسراف و فضول خرچی کھلاتے ہو۔ تحرير رقبه: غلام کا آزاد کرنا۔ اذا حلفتم: جب قسم کھالو۔ و احفظوا ايمانكم: اس کی حفاظت کرو کہ ہر بات پر قام مت اٹھاؤ جب قسم اٹھالو تو پوری کرو جس حد تک ممکن ہو اور جب ٹوٹ جائے تو کفارہ دو۔

۱۷۲۱ :وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ : لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ'' فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ : لَا وَاللّٰهِ 'وَ بَلٰى وَاللّٰهِ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۷۲۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آیت: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا'' ایک آدمی کے بارے میں اتری۔ جو بات بات پر لا واللہ بلی واللہ بھی کہتا تھا۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخارى فى تفسير سورة المائده' باب ﴿يايها الرسول بلغ ماانزل اليك﴾۔

اللغات: لا والله وبلى الله: یعنی اسی طرح کے الفاظ جو عام زبانوں پر بلا قصد جاری ہوتے ہیں۔

فوائد: (۱) آیت کے فوائد ملاحظہ ہوں (۲) قسم کی تین قسمیں ہیں:

(ا) الغموس: جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانا اس کا حکم ذکر کر دیا۔ (ب) اللغو: جس میں نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ بلا قصد زبان پر آنے والی قسمیں۔ (ج) المنعقدہ: وہ جس کا اٹھانے والے مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھائے۔ اگر یہ قسم توڑ دی جائے تو کفارہ لازم ہے۔ کفارہ (اول) تین چیزیں ہیں (ا) دس مساکین کو دو وقت کا کھانا (ب) دس مساکین کے کپڑے (ج) ایک گردن آزاد کرنا تین او کے لفظ کے ساتھ آئے جو تخییر کے لئے آتا ہے۔ (دوم) اگر ان تین کاموں سے عاجز ہو جائے تو تین دن کے روزے روزہ صرف اس وقت جائز ہے جب کہ وہ کھانا کھلائے یا کپڑے دینے یا گردن آزاد کرنے سے عاجز ہو جائے۔ ان روزوں میں تتابع جمہور کے نزدیک شرط نہیں۔ البتہ احناف کے نزدیک شرط ہے۔ کپڑے کی مقدار عندالشوافع جس کو کپڑا کہہ سکیں مثلاً قمیص یا پاجامہ' اور احناف کے نزدیک عرف میں جسکو کپڑا کہا جائے اور وہ ہے جس سے جسم کا اکثر حصہ ڈھنپ جائے اور حنابلہ' مالکیہ کے نزدیک اتنی مقدار جس میں نماز صحیح ہو سکتی ہو۔

۳۱۸ :بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا

باب: خرید و فروخت میں قسمیں اُٹھانا مکروہ ہے خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو

۱۷۲۲ :عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اَلْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''قسم سودے کے لئے تو (اگرچہ) فائدہ مند ہے لیکن کمائی کی برکت کو مٹانے والی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی البیوع' باب یمحق اللہ الربا و یربی الصدقات و مسلم فی البیوع' باب النھی عن الحلف فی البیع۔

اللغات: منفقة للسلعة: بکری کا سبب ہے۔السلعه: سامان۔ممحقة: کم کرنے اور برکت مٹانے والا۔ الکسب: نفع۔ والبرکة: اضافہ اور بڑھوتری۔

۱۷۲۳ :وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِی الْبَيْعِ ، فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۲۳: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ پس سودہ تو زیادہ بکتا ہے لیکن اس سے برکت مٹ جاتی ہے''۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی البیوع باب النھی عن الحلف فی البیع۔

فوائد:(۱) معاملات میں قسم اٹھانے سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے سامان کی فروخت کا آلہ کار بنانے کے مترادف قرار دیا گیا اور حصول نفع اور دنیا کے قلیل سامان کے لئے ذات باری تعالیٰ کو استعمال کرنا لازم آتا ہے (۲) معاملات میں سچی قسم اٹھانا مکروہ ہے۔جھوٹی قسم حرام' کبیرہ گناہ اور یمین غموس ہے۔

۳۱۹ :بَابُ كَرَاهَةِ اَنْ يَّسْاَلَ الْاِنْسَانَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعِ مَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَتَشَفَّعَ بِهٖ

باب: اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کر دیا جائے

۱۷۲٤ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُسْاَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۷۲۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر جنت کے سوا اور کوئی چیز نہ طلب کی جائے''۔ (ابوداؤد)

تخریج:رواہ داؤد فی الزکاۃ' باب کراھیۃ المسالۃ بوجہ اللہ تعالیٰ۔

اللغات: لا یسال: نہ مانگے۔بوجه الله: اللہ کا واسطہ دے کر مثلاً اس طرح کہے میں اللہ کا واسطہ دے کر فلاں چیز مانگتا ہوں۔

فوائد:(۱) دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا وسطہ دینا مکروہ ہے (۲) اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر آخرت کی ہر نعمت مانگنی جائز ہے۔

١٧٢٥ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ ، وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ بِهٖ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنَّكُمْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ" حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَآئِيُّ بِاَسَانِيْدِ الصَّحِيْحَيْنِ۔

۱۷۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ دو اگر تم میں اس کا بدلہ دینے کی طاقت نہ ہو اس کے لئے دعا کرو۔ یہاں تک کہ یقین کرلو اس کا بدلہ تم نے ادا کر لیا''۔ (ابوداؤد اور نسائی) صحیحین کی سندوں کے ساتھ۔

تخریج: رواه ابو داؤد فی اواخر الزكاة باب عطية من سال بالله عزوجل والنسائی فی الزكاة' باب من سال بالله عزوجل۔

اللغات: اسعاد: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ طلب کی یا کسی چیز سے بچنے کا سوال کیا۔ فاعیذوہ: اس کو پناہ دو۔ صنع: کرے۔ معروفا: احسان ہر طرح کا۔ کافئوہ: اس کا بدلہ اسی قسم کے احسان یا اس سے بہتر احسان سے دو۔

فوائد: (۱) جو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ یا حمایت طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوال کرنے والے جو مسئول متعلق جس طرح کا علم ہے اس کا حکم اسی کے مطابق ہے۔ اگر وہ جانتا ہے کہ مسئول سے جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگا جائے گا تو اسکے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جلد دے گا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو غنیمت سمجھے گا تو سوال جائز ہے۔ اگر چہ اس قسم کا سوال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ ایک دنیوی غرض کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کا نام استعمال کر رہا ہے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کے نام سے سوال سے منہ منوڑ لے گا اور اکتا جائے گا اور سوال کا رد کرنا بالکل ممکن ہے تو ایسے شخص سے سوال حرام ہے۔ (۳) جس سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کوئی چیز مانگی جائے وہ سائل کو رد نہ کرے اور دینے سے باز نہ رہے بلکہ خوشدلی اور شرح صدر سے بغیر کسی بدلے کے دے دے۔ (۴) دعوت کے قبول کرنے کے متعلق مفصل بحث گزر چکی۔ (۵) مسلمانوں کا اخلاق یہ ہے کہ وہ احسان کے مقابلے میں احسان کرے اور احسان کا اعتراف کرے خواہ دعا ہی کے ساتھ ہو۔

٣٢. بَابُ تَحْرِيْمِ قَوْلِ شَاهَنْشَاهُ لِلسُّلْطَانِ لِاَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَلَا يُوْصَفُ بِذٰلِكَ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى

باب: کسی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے کیونکہ اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا

١٧٢٦ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ تُسَمّٰى مَلِكُ الْاَمْلَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَلِكَ الْاَمْلَاكِ

۱۷۲۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے زیادہ ذلیل ترین نام اللہ کے ہاں اس شخص کا ہے جس کا نام بادشاہوں کا بادشاہ (یعنی شہنشاہ) رکھا جائے''۔ (بخاری و مسلم) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مَلِكُ

مِثْلُ شَاهَنْشَاهِ۔ الْاَمْلَاكِ شہنشاہ کی طرح ہے۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب البغض الاسماء الی اللہ ومسلم فی کتاب الادب، باب تحریم السمی بملک الملوک۔

اللغات: اخنع: بہت ذلیل ہے یہ خنوع سے ہے جس کا معنی ذلت ہے۔ تسمی: اس نے اپنا نام رکھا یا دوسروں نے اس کا نام رکھا اور اس کو قرار دیا۔

فوائد: (۱) مخلوقات کو عظمت و تقدیس کے اوصاف سے موصوف نہیں کیا جا سکتا جو عظمتیں حق تعالیٰ ہی کے لائق ہیں وہ صفات جو بندے کو وصف ذاتی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور غلامی میں لانے والی ہیں۔

۳۲۱ : بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ وَّنَحْوِهٖ

باب: کسی فاسق و بدعتی کو سیّد وغیرہ کے معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے

۱۷۲۷ : عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اَسْخَطْتُّمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۷۲۷: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کو سید مت کہو اگر وہ شخص سردار ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا''۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج:رواہ ابو داؤد فی الادب، باب لا یقول المموللك ربی و ربتی۔

اللغات: ان یکن سیداً: دوسروں سے بڑے مرتبہ والا۔ اسخطتم: تم نے ناراض کیا۔

فوائد: (۱) احترام و قدر کے اوصاف سے منافق کو پکارنا حرام ہے۔ اگر کسی نے عظمت کے الفاظ سے اس کو آواز دی تو اس نے غضب الٰہی کو دعوت دی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی تعریف کر رہا ہے جو توہین کا مستحق ہے۔ (۲) فاسق اور کافر، مشرک، ملحد، مبتدع، کتاب و سنت کا مخالف سب کا یہی حکم ہے۔ (۳) احترام اور قدر کا حقدار وہ ہے جو اللہ کے لئے اطاعت سے تواضع کرنے والا اور اس کی حدود کو لازم پکڑنے والا ہے۔

۳۲۲ : بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمّٰى!

باب: بخار کو گالی دینے کی کراہت

۱۷۲۸ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّآئِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ : "مَالَكِ يَا اُمَّ السَّآئِبِ – اَوْ يَا اُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِيْنَ؟" قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا ! فَقَالَ : "لَا تَسُبِّى الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِىْ اٰدَمَ كَمَا تُذْهِبُ

۱۷۲۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب یا ام مسیّب کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''اے ام سائب تمہیں کیا ہوا یا اے ام مسیّب تمہیں کیا ہوا تم کانپ رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تو بخار کو گالی مت دے اس لئے کہ یہ اولاد آدم کی غلطیاں اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو

الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

" تُزَفْزِفِيْنَ " اَیْ تَتَحَرَّكِيْنَ حَرَكَةً سَرِيْعَةً وَمَعْنَاهُ : تَرْتَعِدُ وَهُوَ بِضَمِّ التَّآءِ وَبِالزَّآیِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْفَآءِ الْمُكَرَّرَةِ ، وَرُوِیَ اَيْضًا بِالرَّآءِ وَالْمُكَرَّرَةِ وَالْقَافَيْنِ۔

دور کرتی ہے''۔(مسلم)

تُزَفْزِفِيْنَ : تو تیزی کے ساتھ کانپ رہی ہے۔ یہ لفظ تاء کے پیش زائے مکرر اور فائے مکرر کے ساتھ ہے۔ اور رائے مکرر اور دو قاف کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب البر والصلۃو الادب' باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ۔

اللغات: الحمی: بخار۔ خطایا: صغیرہ گناہ جو حقوق سے متعلق ہو۔ الکبیر: لاٹھی۔ خبث الحدید: لوہے کی خرابیاں زنگ وغیرہ۔

فوائد: (۱) تکالیف اور بیماریاں مؤمن کے گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ (۲) بیماریوں کو گالی دینے کی کراہت ظاہر کی گئی کیونکہ اس میں تقدیر الٰہی سے بیزاری کا اظہار ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیماریوں کو اپنے اوپر تسلط دے اور علاج معالجہ نہ کرے۔

۳۲۳ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيْحِ وَبَيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوْبِهَا

باب: ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

۱۷۲۹ : عَنْ اَبِی الْمُنْذِرِ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ ، فَاِذَا رَاَيْتُمْ مَّا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۷۲۹: حضرت ابو منذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''تم ہوا کو گالیاں مت دو جب تم وہ چیز دیکھو جس کو تم ناپسند کرتے ہو (یعنی آندھی وغیرہ) تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ ...... ''اے اللہ ہم آپ سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کے لئے اس کو حکم دیا گیا ہے اور اس ہوا کے شر سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ اس میں شر ہے۔ اس سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے اس کا حکم ہوا اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج:رواہ الترمذی فی الفتن' باب ماجاء فی فضل الفقر۔

اللغات: ماتکرھون: اس کے تیز چلنے کی وجہ سے جو تم ناپسند کرتے ہو۔ خیر ھذا الریح: وہ بھلائی جو اس سے پیدا ہونے والی ہو مثلاً ان بادلوں کا جمع کرنا جن سے بارش ہوتی ہے۔ مافیھا: وہ بھلائی جو اس میں ہے مثلاً کشتیاں چلنا وغیرہ۔ نعوذ: ہم پناہ طلب کرتے ہیں۔ شرھذہ الریح: اس کی برائی کیونکہ وہ آندھی یا مہلک ہوا ہے۔ مافیھا: جو اس سے تباہی ہوتی ہے۔ ما امرت بہ: مجرمین کی ہلاکت مثلاً ریح عاد جو جس پر گزری اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

۱۷۳۰ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : الرِّيْحُ

۱۷۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہوا اللہ کی رحمت ہے یہ

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ، تَأْتِيْ بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِيْ بِالْعَذَابِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَلَا تَسُبُّوْهَا ، وَاسْئَلُوا اللّٰهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

رحمت لاتی اور عذاب کو دُور کرتی ہے۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو گالی مت دو اور اللہ سے اس کی خیر مانگو اور اس کے شر سے پناہ مانگو"۔(ابوداؤد)
صحیح سند کے ساتھ۔

قَوْلُهُ ﷺ : "مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ" هُوَ بِفَتْحِ الرَّآءِ :اَیْ رَحْمَتِهٖ بِعِبَادِهٖ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ" راء کے فتح کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت جو اس کے بندوں پر ہے۔

تخریج:رواہ ابو داؤد فی الادب' باب مایقول اذا اھاجت الریح۔

۱۷۳۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب ہوا چلتی تو فرماتے: "اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا طالب ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ بھیجا گیا ہے"۔(مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی صلوٰۃ الاستسقاء' باب التعوذ عند رؤیۃ الریح۔

اللغات :عصفت: تیز ہوا چلی۔

فوائد:(۱) کائنات کی ظاہر چیزیں ہوا وغیرہ کو گالی دینا مکروہ حرکت ہے کیونکہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں اس سلسلہ میں جس کے لئے ان کی تخلیق ہوئی۔(۲) کائنات کی نظر آنے والی چیزیں یہ قدرت باری تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور اللہ کی آیات میں سے ہیں۔ان میں خیر و رحمت ان لوگوں کیلئے ہوتی ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اور ان کے لئے ہلاکت و تباہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہیں۔(۳) کائنات کی ظاہری چیزوں سے جب خوف و خطرہ نظر آئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑانا اور عاجزی کرنا چاہئے۔(۴) ہواؤں میں بہت سے فوائد پنہاں ہیں مثلاً رزق و بدن کی برکت اور ان میں کھلا ہوا شر بھی ہے مثلاً کھیتی و نسل کی بربادی پس مسلمانوں کیلئے مناسب یہ ہے کہ اسکے خیر سے نفع اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اور شر سے حفاظت کا سوال کرے۔(۵) مستحب یہ ہے کہ یہ دعا تیز ہوا کے وقت مانگے۔(۶) مسلمانوں کے لئے مناسب ہی نہیں کہ وہ سب و شتم کرے خواہ کوئی حیوان ہو یا جماد۔

۳۲۴ :بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيْكِ

باب: مرغے کو گالی دینے کی کراہت

۱۷۳۲ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَاِنَّهُ يُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

۱۷۳۲: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مرغے کو گالی مت دو اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے"۔(ابوداؤد)
سند صحیح کے ساتھ۔

تخریج:رواہ ابو داوٗد فی الادب،باب ماجاء فی الدیك والبھائم۔

فوائد:(۱)مرغ کوگالی دینے کی کراہت ذکر کی گئی ہے کیونکہ وہ سونے والوں کو بیدار کرتا اوران کو جگاتا ہے۔پس وہ نماز وتہجد کی طرف جلد جاتے ہیں۔(۲)مرغ کی آواز سن کر تنگ پڑنا مکروہ ہے۔(۳)مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ چیز جواللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی معاون ہواوراس کیلئے خبردار کرنے والی ہواس کی طرف رغبت کرے۔

۳۲۵ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

١٧٣٣ :عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ اَثَرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ:"هَلْ تَدْرُوْنَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ - قَالَ :قَالَ :اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِىْ مُؤْمِنٌ بِىْ وَكَافِرٌ ، فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِىْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ ، وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِىْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالسَّمَآءُ هُنَا :الْمَطَرُ.

باب: یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی

۱۷۳۳:حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔اس رات بارش ہوئی تھی۔جب آپ ﷺ نے چہرہ پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:''کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟'' انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اچھی طرح جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:''اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے میرے ساتھ ایمان کی حالت میں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے۔جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی پس وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر ستاروں کی فلاں قسم سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے''۔

اَلسَّمَآءُ :بارش۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب یستقبل الامام الناس اذا مسلم و رواہ فی الستسقاء و المغازی و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مصرنا بالنوء۔

اللغات: بنوء:یہ مصدر ہے ناء النجم ینوء:جب ستارہ ڈوب جائے غائب ہوجائے۔بعض نے کہا طلوع ہونا اور اٹھنا۔**کذا و کذا**:یہ ان ستاروں سے کنایہ ہے جن کی طرف بارش کی نسبت کی جاتی ہے۔

فوائد :(۱)تمام اشیاء میں فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے مناسب ہے کہ حوادث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔(۲)اسباب کو ایجاد اشیاء کا سبب حقیقی قرار دینا کفر وشرک ہے۔(۳)حوادث کی آنکہ اسباب کی طرف نسبت اس طور پر درست ہے کہ ان میں مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانا جائے۔اگر چہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو موجد ہیں اس کی نعمت کی ناشکری ہے۔اہل جاہلیت جب کسی ستارے کو طلوع وغروب کے وقت بارش پاتے تو اس کی نسبت اس ستارے کی طرف کرتے۔بعض صحابہ کرامؓ نے بھی معلوم ہونے سے قبل اس کو ذکر کیا تو سخت تنبیہ کے ساتھ ان کو منع کر دیا گیا۔

۳۳۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرُ

بَاب: کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے

١٧٣٤ :عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا اَحَدُهُمَا ، فَاِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس کلمے کو ان دونوں میں سے ایک لے کر لوٹتا ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا تو وہ کافر ہے وگرنہ کفر کا کلمہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے''۔ (بخاری اور مسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب من کفر اخاہ من غیر تأویل و مسلم فی الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر۔

اللغات: الرجل: مکلّف خواہ مرد ہو یا عورت۔ باء بها: اسی کے مقصد میں ملوث ہو کر لوٹا۔ فان کان کما قال: اگر وہ واقعہ میں کافر تھا تو کہنے والا مجرم نہ ہو۔ والا: اور اگر وہ کافر نہ تھا۔ رجعت علیه: تو کافر کا فتویٰ اسی پر لوٹ آئے گا۔

١٧٣٥ : وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"حَارَ" :رَجَعَ۔

۱۷۳۵: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا عدو اللہ کہا اور وہ اس طرح نہیں تھا تو وہ کلمہ اس پر لوٹ آئے گا''۔ (بخاری اور مسلم)

حَارَ: معنی لوٹا۔

تخریج:رواہ ابخاری فی کتاب الادب، باب ما ینھی السباب واللعن، بلفظ مقارب لھذا اللفظ۔

اللغات: دعا رجلاً بالکفر: اس کو کافر کہہ کر پکارا یا کفر والی صفت اسکے متعلق ذکر۔ لیس کذلك: تو وہ کافر یا اللہ کا دشمن نہ بنے گا۔ حاز علیه: تو آواز دینے والے یا بیان کرنے والے پر کفر لوٹے گا۔

فوائد: (۱) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا ایسا لفظ بولنا جس میں کفر کا مفہوم ہو حرام ہے (۲) جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا اور بلا دلیل اسکے کفر کا معتقد ہوا تو وہ خود کافر ہوا کیونکہ اس نے ایمان کو کفر قرار دیا۔

۳۳۷ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفُحْشِ بَذَاءِ اللِّسَانِ!

بَاب: فحش و بدکلامی کی ممانعت

١٧٣٦ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا الْبَذِيِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن نہ طعنہ دینے والا، نہ لعنت کرنے والا، نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج:رواه الترمذی فی ابواب البر و الصلة' باب ماجاء فی اللعنة۔

اللُّغَاتُ: **لیس المؤمن**: کامل الایمان۔ **الطعان**: یہ طعن سے مبالغہ ہے نسب میں عیب نکالنا یا مذمت کرنا۔ **اللعان**: یہ لعن سے مبالغہ ہے۔ لعنت رحمت سے دور کرنے کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ دوسروں کو ملعون کہنا۔ **الفاحش**: یہ فحش سے ہے بری بات کو کہتے ہیں۔ **البذی**: یہ بذاء سے ہے وہ گفتگو میں حماقت و بے حیائی کی باتیں کرنا خواہ اس کی بات سچی ہو۔

فوائد: (۱) کمالِ ایمان مذموم اخلاق سے علیحدگی اور اخلاق حمیدہ سے مزین ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۲) لعن' طعن سب وشتم اور فحش گوئی سے دور رہنے کی تاکید کی گئی کیونکہ یہ نقص ایمان کی دلیل ہے۔

۱۷۳۷ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَا كَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْ ءٍ اِلَّا شَانَهٗ ' وَمَا كَانَ الْحَيَآءُ فِیْ شَیْ ءٍ اِلَّا زَانَهٗ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فحش گوئی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عیب دار کرتی اور حیا جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے''۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج:رواه الترمذی فی ابواب البر و الصلة' باب ماجاء فی الفحش و التفحش۔

اللُّغَاتُ: **ماکان**: جو پایا جائے۔ **شانه**: یہ شین سے نقص وعیب کو کہتے ہیں۔ **زانه**: یہ زین سے زینت اور یہ شین کا عکس ہے۔

فوائد: (۱) فحش باتیں ترک کرنے پر برانگیختہ کیا گیا کیونکہ بدگو آدمی ہر عیب دار اور ناقص چیز میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۲) حیا سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی ترغیب دی کیونکہ یہ انسان کو قابل ملامت افعال ترک کراتا ہے اور حیاء دار آدمی عیب ونقص کے اختیار کرنے سے اپنے دامن کو بچائے گا۔

۳۲۸ :بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيْرِ فِی الْكَلَامِ وَالتَّشَدُّقِ فِيْهِ وَتَكَلُّفِ الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِیِّ اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْاِعْرَابِ فِیْ مُخَاطَبَةِ الْعَوَّامِ وَنَحْوِهِمْ

بَاب: گفتگو میں بناوٹ کرنا اور باچھیں کھولنا' قدرتِ کلام ظاہر کرنے کے لئے تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ اور اعراب کی باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت

۱۷۳۸ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ :الْمُبَالِغُوْنَ فِی الْاُمُوْرِ۔

۱۷۳۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا: ''معاملات میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے'' یہ بات تین مرتبہ فرمائی ۔ (مسلم)

مُتَنَطِّعُوْنَ :معاملات میں مبالغہ کرنا۔

تخریج:رواه مسلم فی کتاب العلم' باب هلك المتنطعون۔

اللغات: المتنطعون: علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ بحث میں تعمق وتکلف اختیار کرنے والے غیر مقصود چیزوں میں گھسنے والے ان چیزوں میں مصروف ہونے والے جن تک لوگوں کی عقلیں نہیں پہنچتیں۔ علامہ ابن اثیر نہایہ میں فرماتے ہیں کلام میں گہرائی اور غلو اختیار کرنے والے اور چبا چبا کر باتیں کرنے والے۔ یہ لفظ نطع سے نکلا ہے اور وہ منہ کے بالائی غار کو کہتے ہیں۔ پھر ہر قولی اور فعلی گہرائی میں استعمال ہونے لگا۔ حدیث میں اس جملہ کو تین بار نفرت دلانے کے لئے دہرایا گیا۔

فوائد: (۱) قول وفعل میں غلو کرنے سے نفرت دلائی گئی اور ایسے امور کے اختیار کرنے کا حکم دیا مناسب انداز سے چلنے والے ہوں اور ان میں تکلف کی ضرورت نہ ہو۔

۱۷۳۹ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح متحرک کرتا ہے جس طرح گائیں اپنی زبان کو حرکت دیتی ہے'' (یعنی تصنع اختیار کرتے ہیں)۔ (ابوداود) ترمذی حدیث حسن۔

تخریج: رواه ابو داوٗد فی کتاب الادب' باب ماجاء فی المتشندق فی الکلام و الترمذی فی ابواب الادب' باب ماجاء فی الفصاحة البیان۔

اللغات: یتخلل بلسانه کما یتخلل البقرة: کلام میں اسطرح باچھیں کھولتا ہے اور اسکو پیٹتا ہے جس طرح گھائے گھاس کو اپنی زبان سے لپیٹتی ہے۔

۱۷۴۰ : وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ ، وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ' اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا ' وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ' وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ' الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ' وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ – وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهٗ فِيْ بَابِ حُسْنِ الْخُلُقِ۔

۱۷۴۰: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب مجلس والے وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باچھیں کھول کر باتیں کرنے والے' تکلف سے باتیں کرنے والے اور منہ بھر کر باتیں کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔ اس کی تشریح کے باب حسن خلق میں گزر چکی ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب البر و الصلة' باب ماجاء فی معالی الاخلاق۔

اللغات: الثرثارون: جمع ثرثرہ ہے اور وہ کثرت کلام کو کہتے ہیں اور اس کو تکلف سے دہرانا۔ المتشدقون: جمع متشدق یہ تشدق سے ہے وضاحت کے لئے باچھ کھولنا' اشدق منہ کی ایک جانب کو کہتے ہیں اور تقعر کا لفظ بھی اسی طرح ہے گلا پھاڑ کر بات کرنا۔ المتفهیقون: جمع متفیهق وہ شخص جو منہ بھر کر کلام کرے اور منہ کو کھولے اور یہ فهق سے ہے اس کا معنی بھرنا ہے۔

فوائد: (۱) کلام میں باچھیں کھولنے اور منہ بھر کر کلام کثرت سے کلام بغیر طلب ترک کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ روایات کا ظاہر تو

حرمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اسکو رسوا کرنے کا سبب ہے اور رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن اس کی دوری کا ذریعہ ہیں۔ یہ دوری محرومی و تذلیل کے لئے ہوگی اور قیامت کے دن تذلیل اسی کی ہوگی جس نے کسی حرام کا ارتکاب کیا ہوگا۔ (۲) مسلم پر لازم ہے کہ وہ اپنی عادت وطبیعت کے مطابق گفتگو کرے اور فصاحت ظاہر کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر اور اپنی بلاغت اور قادر الکلامی جتلانے کے لئے تکلف سے کام نہ لے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ کلام و بیان واضح کرے اور عام فہم کلمات استعمال کرے۔ (۳) مسلمان کے کمال اخلاق میں سے یہ ہے کہ اپنی کلام اور بات میں تواضع سے کام لے۔

۳۲۹ :بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهٖ خَبُثَتْ نَفْسِيْ

بَاب: میرا نفس خبیث ہوا کہنے کی کراہت

۱۷۴۱ : عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَالَ الْعُلَمَآءُ :مَعْنٰى خَبُثَتْ غَثِيَتْ ، وَهُوَ مَعْنٰى "لَقِسَتْ"، وَلٰكِنْ كَرِهَ لَفْظَ الْخُبْثِ۔

۱۷۴۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ لفظ نہ کہے: میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ یوں کہے میرا نفس غافل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم) علماء نے فرمایا کہ ''خبثت'' کا معنی یہ ہے کہ نفس کا سکون غارت ہو گیا ہے اور یہی معنی ''لقست'' کا ہے لیکن صرف خباثت کے لفظ کو ناپسندیدہ سمجھا ہے۔

تخریج:رواہ البخاری فی الادب باب لایقل خبثت نفسی و مسلم فی کتاب الادب من الالفاظ، باب کراھة قول الانسان، خبثت نفس۔

فوائد:مسلمان کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے نفس کو خباثت سے موصوف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دی یہ اس روایت میں بات کے آداب اور اچھے الفاظ کے استعمال اور بری کلام ترک کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

۳۳۰ :بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْمًا

بَاب: انگور کو کرم کہنے کی کراہت

۱۷۴۲ :عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ – وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ – وَفِيْ رِوَايَةٍ :فَاِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ" – وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: "يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۷۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انگور کو کرم نہ کہو، کرم تو مسلمان ہے''۔ (بخاری و مسلم)

یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کرم مومن کا دل ہے۔

دونوں کی روایت میں ہے لوگ کہتے ہیں الکرم : بے شک وہ تو مومن کا دل ہے۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ انما الکرم تلب المؤمن و مسلم فی کتاب الادب من

الالفاظ' باب کراھة تسمیة الغیب کرماً۔

اللغات :لاتسموا:اس کا نام مت رکھو یعنی اس پر اس لفظ کا اطلاق نہ کیا کرو۔فان الکرم المسلم: کرم سے نکلے ہوئے لفظ کا حقدار مسلمان ہے۔ومثله:اسی طرح انما الکرم قلب المؤمن کا مطلب ہے۔

١٧٤٣ :وَعَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :"لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا :الْعِنَبُ ، وَالْحَبَلَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْحَبَلَةُ " بِفَتْحِ الْحَآءِ وَالْبَآءِ وَيُقَالُ اَيْضًا بِاِسْكَانِ الْبَآءِ۔

۱۷۴۳: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کرم مت کہو بلکہ انگور کو العنب اور حبل کہہ کر پکارا کرو''۔(مسلم)

الْحَبْلَه:انگور کی بیل

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب الادب من الالفظ' باب کراھیة تسمیة العنب کرماً۔

اللغات :الحبلة:انگور کی بیل۔

فوائد:(۱)انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے۔یہاں نہی کراہت تنزیہی کے لئے ہے کیونکہ لغت میں کرم کا لفظ اس کے لئے مستعمل ہے۔یہ لفظ انگور کو کچھ ایسی تعریف مہیا کرتا ہے جو نیک مؤمن کی خصوصیات میں سے ہے۔اسی لئے اس سے روک دیا گیا اور ایسا نام تجویز کیا گیا جس میں تعریف نہ ہو اور نام کی تعیین کے سوا کوئی زائد وصف نہ ہو۔علامہ ابن جوزیؒ نے جامع المسانیہ میں فرمایا کرم نام رکھنے سے اس لئے روکا گیا کیونکہ عرب اس کو کرم اس لئے کہتے تھے کہ شراب پینے والوں کے دل میں سخاوت کی لہر پیدا کرتی تھی۔تو شراب کی مذمت کی تاکید کرتے ہوئے ایسے مدحیہ الفاظ کو انگور کے لئے استعمال کرنے سے روکا گیا۔(۲)اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ مؤمن کا دل اس نام کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس میں نور ایمان پایا جاتا ہے ابن عسلان نے اسی طرح نقل کیا۔

٣٣١ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْاَةِ لِرَجُلٍ اِلَّآ اَنْ يُّحْتَاجَ اِلٰى ذٰلِكَ لِغَرْضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهٖ

باب: کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف غرضِ شرعی کے علاوہ بیان کرنے کی ممانعت ہے غرضِ شرعی نکاح وغیرہ ہے

١٧٤٤ :عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۴: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت دوسری عورت کے متعلق اپنے خاوند کو اس کے اوصاف اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے''۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی النکاح' باب لا تباشر المراة المراة۔

اللغات :لاتباشر:یہ تباشرة سے ہے اصل میں تو التقاء البشرتین کو کہتے ہیں یعنی دو چمڑوں کا ملنا اور چمڑے کی طرف دیکھنے سے بھی کنایہ ہوتا ہے مگر یہاں اصل کنایہ دونوں مراد ہیں۔مطلب یہ ہوا کہ نہ تو اس کی طرف دیکھو اور نہ اسکے چمڑے کو چھوا اپنے چمڑے

سے اس طرح کہ اس کی نرمی اور گداز تمہیں محسوس ہو اور اس کے ظاہری اور باطنی محاسن معلوم ہوں۔ کانه بينظر اليها: دقیق وصف بیان کرنے کی وجہ سے گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

فوائد: (۱) کسی عورت کے محاسن کسی اجنبی کے سامنے بیان نہ کرنے چاہیں کیونکہ وصف دیکھنے اور مشاہدہ کرنا کے حکم میں ہے۔ اجنبی آدمی کو غیر محرم عورت کو دیکھنا اور نظر کرنا حرام ہے۔ اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ کہیں وہ عورت اس مرد کے دل میں پسند آ جائے اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ بعض اوقات بیان کرنے والی عورت اس کی بیوی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ اس کو طلاق دے کر اس عورت کی طرف راغب ہو جائے۔ اس میں بے شمار مفاسد ہیں جن کا انجام خطرناک ہے۔ (۲) ایسے اوصاف کا ذکرہ نہ کرنا چاہیے جو دونوں جنسوں میں فتنہ کو ابھارنے والے ہوں۔ درحقیقت یہ مفاسد کی روک تھام کے لئے کیا گیا البتہ نکاح کا ارادہ ہو تو وہ صورت مستثنیٰ ہے۔ (۳) مسلمان عورتوں پر لازم ہے کہ نیکی اختیار کریں۔ اپنی زینت اور خوبصورتی کے مقامات ان عورتوں کے سامنے نہ ظاہر کریں جو ان کے محاسن اپنے خاوندوں کے سامنے بیان کرنے سے باز نہ رہیں گی۔

۳۳۲: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ

باب: انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے بلکہ کہے ضرور بخش دے

۱۷۴۵ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ ، لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ" — وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ : وَلٰكِنْ لِّيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَتَعَاظَمُهٗ شَيْءٌ اَعْطَاهُ۔

۱۷۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص ہرگز اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ سوال پختہ یقین کے ساتھ کرے اس لئے کہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پختہ عزم کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ طلب کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا دے دینا کچھ بڑی چیز نہیں ہے۔

تخریج: رواه البخاری فی الدعوات' باب ليعزم المسالة و مسلم فی کتاب الدعا' باب العزم بالدعا۔

اللغات: ليعزم المسالة: علماء نے فرمایا عزم المسئله کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طلب اور یقین میں کمزوری نہ دکھائے اور مشیت کے ساتھ معلق بھی نہ کرے۔ بعض نے کہا کہ اسکا مطلب قبولیت کے متعلق احسن ظن رکھنا ہے۔ نہایہ میں ہے کہ قطعیت اور یقین سے دعا کرے۔ لا مکره له: تعلیق سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مشیت کا استعمال اس کے متعلق ہوتا ہے جس کی طرف اکراہ کی نسبت کی جا سکتی ہوتا کہ اس سے بات کو ہلکا کرنے کیلئے دیا جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ چیز اس سے اسکی رضامندی کے بغیر طلب نہیں کی جا سکتی اور ذات باری تعالیٰ اس سے پاک و بری ہے۔ و ليعزم و يعظم الرغبة: پختہ ارادہ کرے۔ بہت بڑی رغبت اختیار کرے اور اپنے مطلوب کے حاصل کرنے میں مبالغہ کرے۔ لايتعاظم شی اعطاء: کوئی دنیا یا آخرت کا مطلوب نہیں جس کو دنیا اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل ہو۔

۱۷۴۶ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ

۱۷۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلْیَعْزِمِ الْمَسْاَلَۃَ، وَلَا یَقُوْلَنَّ: اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّہٗ لَا مُسْتَکْرِہَ لَہٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پختہ یقین سے سوال کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے دے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الدعوات' باب لیعزم المسالۃ و مسلم فی کتاب الدعاء' باب العزم بالدعاء۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ سے طلب و دعا میں یقین کامل ہونا چاہئے اور اللہ کی مشیت پر مطلوب کو معلق نہ کرے یہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں مطلوب کے حصول میں بے نیازی کا ابہام پایا جاتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے ہاں اس کا حصول اور عدم حصول برابر ہے نیز وہ مطلوب منہ سے بے نیاز ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تخفیف لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زبردستی کون کرسکتا ہے اور اس پر کائنات کی کون سی چیز مشکل ہے۔ (۲) علامہ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں کسی کو اس طرح کہنا جائز نہیں **اللھم اعطنی ان شئت وغیرہ ذلک** خواہ امور دینیہ سے متعلق ہو یا دینوی سے کیونکہ یہ ناممکن کلام ہے۔ اس کے کہنے کی کوئی وجہ نہیں اللہ تعالیٰ تو جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور یہاں کراہت اس وقت ہے جب کہ استغناء سمجھ کر یہ الفاظ کہے جائیں اور اگر پھر بھی ایسے الفاظ بطور تبرک کے کہے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ پھر بھی ایسے الفاظ نہ لانا ہی اولیٰ افضل ہے۔ (۳) دعا میں خوب کوشش کرنی چاہئے اور طلب میں زاری کرنے چاہئے' خواہ دنیا کی خیر ہو یا آخرت کی اور قبولیت کی امید ساتھ ساتھ ہو اور اس کی رحمت سے قطعاً مایوسی نہ ہونی چاہئے کیونکہ وہ سخی ہے کسی سائل کو مسترد نہیں فرماتا۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کے کسی حق میں اپنی طرف سے کوتاہی پائے تو یہ کوتاہی اس کو دعا سے رکاوٹ نہ بننی چاہئے کیونکہ وہ معاف کرنے والا مہربان ہیں۔ البتہ اپنی کوتاہی کو دور کرنے کی ضرور کوشش کرے۔

۳۳۴ : بَابُ کَرَاھَۃِ قَوْلِ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ!

بَاب : جو اللہ اور فلاں چاہے کہنے کی کراہت

۱۷۴۷ : عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ ، وَلٰکِنْ قُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ" رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

۱۷۴۷ : حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں : "اس طرح مت کہہ کہ جو اللہ اور فلاں چاہے بلکہ اس طرح کہہ کہ جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داوٗد فی کتاب الادب' باب مالایقال خبثت نفسی۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی مشیت اور انسان کی مشیت کو واو عطف سے ذکر کرنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ اس سے وقت مشیت میں مشارکت کا وہم ہوتا ہے۔ حالانکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی اور قدیم ہے اور بندے کی مشیت حادث و ممکن ہے (۲) ثم کے حرف عطف کرنے میں کراہت نہیں کیونکہ وہ ترتیب و تراضی کے لئے بنایا گیا ہے یعنی مشیت انسان یہاں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بعد واقع ہوگی۔ (۳) ضروری ہے کہ لوگوں کو ان کی عبادات کی تصحیح کی جائے مثلاً **لیس لنا الا اللہ و انت اعتمدنا انا اللہ وعلیك** ان عبادات کو ثم کے ساتھ لانا چاہئے۔

۳۳۵ : بَابُ کَرَاھَۃِ الْحَدِیْثِ

بَاب : عشاء کی نماز کے بعد

بَعْدَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ — گفتگو کی ممانعت

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ يَكُوْنُ مُبَاحًا فِیْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ وَفِعْلُهٗ وَتَرْكُهٗ سَوَآءٌ ' فَاَمَّا الْحَدِيْثُ الْمُحَرَّمُ اَوِ الْمَكْرُوْهُ فِیْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ اَشَدُّ تَحْرِيْمًا وَكَرَاهَةً – وَاَمَّا الْحَدِيْثُ فِی الْخَيْرِ كَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِيْنَ ' وَمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ ' وَالْحَدِيْثِ مَعَ الضَّيْفِ' وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ ' وَنَحْوِ ذٰلِكَ ' فَلَا كَرَاهَةَ فِيْهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ ' وَكَذَا الْحَدِيْثُ لِعُذْرٍ وَّعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيْهِ وَقَدْ تَظَاهَرَتِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهٗ۔

مراد اس سے وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں درست ہو اور اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہو۔ رہی ناجائز یا مکروہ بات تو وہ دوسرے وقت میں تو ناجائز ہے ہی اس وقت اس کی حرمت اور ناپسندیدگی مزید بڑھ جائے گی۔ رہی بھلائی کی باتیں جیسے علمی مذاکرات' نیک لوگوں کی حکایتیں' اہل اخلاق کی باتیں' مہمان کے ساتھ گفتگو' ضرورت مند کے ساتھ بات چیت وغیرہ تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے کوئی کراہت نہیں ہے یا عارضے کی وجہ سے کوئی بات' اس میں بھی کوئی کراہت نہیں اور بہت ساری احادیث میں یہ باتیں ثابت ہیں۔

١٧٤٨ : عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعَشَآءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۴۸: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب مواقيت الصلاة' باب مایکره من النوم قبل العشاء و مسلم فی کتاب المساجد' باب استحباب التكبير بالصبح۔

اللغات: قبل العشاء: نماز عشاء سے پہلے۔ الكلام المباح على ماذكر بعدها: عشاء کی نماز کے بعد اس کے وقت میں۔

فوائد: (۱) نماز عشاء کے ادا کرنے سے پہلے سونا اس لئے مکروہ قرار دیا گیا کیونکہ بسا اوقات انسان فجر سے پہلے بیدار نہیں ہو سکتا اس طرح نماز عشاء فوت ہو جاتی ہے۔ (۲) عشاء کی نماز کے بعد سونا چاہئے اور اپنے آپ کو مباح کلام میں مشغول نہ کرنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات یہ قیام لیل میں بیدار نہ ہونے کا باعث بن جاتا ہے یا نماز صبح کی فضیلت اوّل وقت میں ادا کرنے کی فوت ہو جاتی ہے۔ یا نماز فجر ہی سرے سے فوت ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ اس دن کا اختتام افضل الاعمال نماز پر ہونا چاہئے۔ اس لئے عشاء پڑھ کر سو جائے۔ (۳) کلام مباح کی طرح ہر غرض شرعی سے خالی عمل یہی حکم رکھتا ہے۔ البتہ لہو ولعب اور جو چیزیں نماز کو فوت کرنے کے باعث بننے والی ہوں وہ تو حرام ہیں کیونکہ وہ جان بوجھ کر وقت سے مؤخر کرنے کے مترادف ہے۔

١٧٤٩ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَآءَ فِیْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ : "اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ؟ فَاِنَّ عَلٰى رَاْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى

۱۷۴۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا تمہارے خیال میں یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا: "بے شک سو سال کے آخر میں ان میں سے کوئی بھی شخص

ظَهْرِ الْاَرْضِ الْيَوْمَ اَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نہیں رہے گا جو اس وقت زمین پر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العلم' باب السمر فی العلم و مسلم فی کتاب فضائل الصحابۃ' باب قولہ ﷺ لا تاتی مائۃ سنۃ و علی الارض نفس۔

اللغات: آخر حیاتہ: زندگی کے آخری ایام اور بعض روایات میں ہے کہ وفات سے ایک ماہ قبل کی بات۔ ارایتکم: مجھے بتلاؤ یہ استفہام تعجبی ہے۔ مائۃ سنۃ: اس رات کے بعد جو سو سال آئیں گے۔ ممن ھو علی ظھر الارض: بعض نے کہا عام لوگ مراد ہیں۔ بعض نے کہا جنہوں نے آپ کو دیکھا وہ مراد ہیں اور وہ مراد ہیں جو آپ کو پہنچانتے ہیں اور یہ اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔ تحریر و ضبط کے مطابق موجودین میں سب سے آخری ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ تھے۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ صحابہ کرامؓ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے حاصل اقوال یہ نکلے گا کہ یہ ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی اور یہ اس ارشاد کے بعد سو سال کا اختتامی سال ہے۔

۱۷۵۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمُ انْتَظَرُوا النَّبِيَّ ﷺ فَجَآءَ قَرِيْبًا مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى بِهِمْ يَعْنِي الْعِشَآءَ قَالَ : ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ: "اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا ، وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۷۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کا انتظار کیا۔ آپؐ رات کا آدھا حصہ گزرنے کے بعد تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا: ''خبردار! بے شک کچھ لوگوں نے نماز پڑھی پھر وہ سو گئے اور تم اس وقت سے نماز ہی کے اندر ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری قبل' باب مواقیت الصلاۃ و فضلھا باب السمر فی الفقہ و الخیر العشاء۔

اللغات: شطر اللیل: نصف رات۔ فی صلاۃ: ان کو نماز کا اجر مل جائے گا۔ ما انتظر تم: تمہارے انتظار کا زمانہ۔

فوائد: (۱) بات کرنے کا جواز بلکہ نماز عشاء کے بعد اسکا مستحب ہونا۔ جب وہ خیر و بھلائی کی بات ہو اور اس میں شرعی مصلحت ہو مثلاً تعلیم و تعلم جو احادیث میں ہے اور اس میں سے وہ باتیں جن کو مصنف نے ذکر کیا اور بیوی سے بات چیت ہنسی مذاق اس کے اکرام اور مانوس کرنے اور مہربانی ظاہر کرنے کے لئے۔ (۲) دوسری روایت میں آپ ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے اور آپ ﷺ نے جس طرح خبر دی اسی طرح واقعہ ہوا۔ (۳) تیسری روایت میں مسجد کی طرف جلدی جانے پر آمادہ کیا گیا اور نماز کا انتظار کرنے پر آمادہ کیا گیا تا کہ زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل ہو۔

۲۳۶ : بَابُ تَحْرِيْمِ امْتِنَاعِ الْمَرْاَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا اِذَا دَعَاهَا وَلَمْ يَكُنْ لَّهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌّ

بَاب: جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو عذر شرعی کے بغیر اس کے نہ جانے کی حرمت

۱۷۵۱ : عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ

۱۷۵۱: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر

اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى تَرْجِعَ۔

دے پس خاوند اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں''۔ (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے خاوند کے بستر پر لوٹنے تک کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی بدء الخلق' باب اذا قال احد کم آمین الخ و مسلم فی کتاب النکاح' باب تحریم امتناعها عن فراش زوجها۔

اللغات: فراشه: ساتھ لیٹنے کے لئے بعض نے کہا یہ جماع سے کنایہ ہے۔ فابت: اس نے انکار کر دیا وہ نہ گئی۔ لعنتها الملائكة: فرشتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔ یہ مستحق سزا ہونے سے کنایہ ہے۔ تصبح: اپنی انکار کو ترک کر کے اس کے پاس چلی جائے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ صبح سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر بستر کی طرف دعوت رات کے اوقات میں ہی ہوتی ہے

فوائد: (۱) خاوند کے بیوی پر کچھ حقوق ہیں جن میں عورت کا رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔ (۲) عورت کا فرض ہے کہ جب خاوند اس کو بستر پر سونے اور فطری حاجت کے لئے بلائے تو وہ اس کو قبول کرے اور بلا عذر شرعی مثلاً مرض وغیرہ اس کو اس سے باز رہنا جائز نہیں یا حیض کی حالت میں ہو یا فرضی عبادت میں مصروف ہو مثلاً روزہ رمضان۔ (۳) اگر بلا عذر شرعی عورت باز رہی تو اللہ کی طرف سے سزا اور فرشتوں کی لعنت کی حقدار ٹھہرے گی مگر جب وہ اس بات کو قبول کر لے۔ رات کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ اس میں رغبت زیادہ ہوتی ہے اسلئے اس کی بات کو قبول کرنا بھی واجب ہے۔ (۴) اگر عورت کو معلوم ہو کہ اس کا خاوند رک جانے سے ناراض نہ ہوگا تو حکم نہ لگے گا۔ البتہ اولیٰ و افضل پھر بھی یہی ہے کہ وہ اس کی بات کو مانے تا کہ محبت والفت و مہربانی میں اضافہ ہو۔

۳۳۷ : بَابُ تَحْرِيْمِ صَوْمِ الْمَرْاَةِ تَطَوُّعًا وَّزَوْجُهَا حَاضِرٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

باب: عورت کو خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا حرام ہے

۱۷۵۲ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ، وَلَا تَاْذَنَ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۲ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی روزہ رکھے) نہ ہی اس کے لئے اجازت ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی النکاح 'باب لاتاذن المراة فی بیت زوجها و مسلم فی کتاب الزکاة باب ما انفق العبد من مال مولاه۔

اللغات: تصوم: نفلی روزہ جو واجب نہیں۔ شاهد: موجود غیر مسافر۔ لا تاذن فی بیته: اپنے گھر میں داخلے کی اجازت نہ دے۔

فوائد: (۱) بیوی کے لئے ایسی نوافل میں سے اختیار کرنا جائز نہیں جو خاوند کو حق تمتع سے باز کر دے جب کہ خاوند موجود ہو اور وہ اس کی اجازت نہ دیتا ہو کیونکہ نفل سے خاوند کا حق مقدم ہے کیونکہ تمتع میں اس کی عزت و عصمت کی حفاظت ہے جو کہ نفلوں سے مقدم ہے اگر اس نے نفل شروع کر دیئے تو خاوند کو اس کے نفل تڑوانا جائز ہے۔ (۲) عورت کے لئے ناجائز ہے کہ وہ خاوند کے گھر میں ان کو داخل کر لے جن کو خاوند پسند نہ کرتا ہو۔ خواہ وہ عورت کے محرم ہی کیوں نہ ہوں البتہ اگر خاوند فعلاً یا قولاً اجازت دے دے۔

٣٢٨ :بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَامُوْمِ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ اَوِ السُّجُوْدِ قَبْلَ الْاِمَامِ

باب: امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت

١٧٥٣ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ : "اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهُ رَاْسَ حِمَارٍ ' اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کیا وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنا دے''۔ (بخاری و مسلم)

تخريج:رواه البخارى فى ابواب صلاة الجماعة' باب اثم من رفع راسة قبل الامام و مسلم فى الصلاة' باب النهى عن سبق الامام بركوع او سجود و نحوها۔

اللغات: اما:حروف ابتداء میں سے ہے اور حرف تنبیہ بھی ہے۔ **يخشى**: ایسا خوف جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ملا ہوا ہو۔ **يجعل**: کر دے ہو جائے۔ **راسه راس حمار او صورته صورة حمار**: بعض نے کہا یہ کودن بنانے سے کنایہ ہے کہ کند ذہنی میں گدھے جیسا ہو جائے بعض نے کہا ظاہر کے مطابق اسکو گدھا بنا دیا جائے یہ بالکل ممکن ہے اس میں عقل کے خلاف کوئی بات نہیں اور نہ ہی نقل اس کو مسترد کرتی ہے۔ اس کو علامہ ابن حجر ہیثمی نے اپنی معجم میں راجح قرار دے کر بعض واقعات بھی نقل کئے۔ اعاذنا الله تعالىٰ:

فوائد: (۱) عملاً امام سے کسی رکن میں سبقت کرنا حرام ہے مثلاً رکوع' سجدہ یا قیام وغیرہ۔ اس کے حرام ہونے کی ثبوت وعید شدید ہے یہ مسخ کی سزا سخت سزاؤں میں سے ہے۔ (۲) گناہ کے باوجود نماز درست ہوگی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا صحیح نہ ہوگی۔ (۳) اس چیز کی حرمت ذکر فرمائی جو یہ حرکت جان بوجھ کر حکم کو جانتے ہوئے کر لے۔ (۴) امام کی اتباع یہ کمال نماز میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جلد قبول ہونے والی ہے۔

٣٢٩ :بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْخَاصِرَةِ فِى الصَّلٰوةِ

باب: نماز میں کوکھ (پہلو) پر ہاتھ رکھنے کی حرمت

١٧٥٤ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَصْرِفِى الصَّلٰوةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج:رواه البخارى فى ابواب العمل فى الصلاة' باب الخصر فى الصلاة و مسلم فى كتاب المساجد و مواضع الصلاة' باب كراهة الاختصار فى الصلاة و اللفظ للبخارى۔

اللغات: **الخصر**: کولہا۔ خاصرہ کا بھی یہی معنی ہے۔ یہاں مراد مصدر ہے کولہے پر ہاتھ رکھنا۔

فوائد: (۱) نمازوں میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ علامت تکبر ہے اس لئے حدیث میں اسکو اہلِ نار کا فعل قرار دیا گیا۔ طبرانی و بیہقی۔ اگر عذر ہو تو کراہت جاتی رہتی ہے جیسا پہلو میں درد والا درد کی وجہ سے اپنا ہاتھ کوکھ پر رکھے۔

۳۴۰ :بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتُوْقُ اِلَيْهِ اَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ الْاَخْبَثَيْنِ وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

بَاب: کھانے کی دِل میں خواہش ہوتو کھانا آ جانے اور پیشاب و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت

۱۷۵۵ :عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ ، وَّلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۵۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: '' کھانے کی موجودگی میں نماز درست نہیں اور نہ اس وقت جب کہ پیشاب و پاخانے کی شدید حاجت ہو''۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب المسجد' باب کراھة الصلاة بحضرة الطعام۔

اللغات: **لا صلاة**: یہ نفی معنی نہی ہے۔ ہرگز نماز نہ پڑھے۔ **بحضرة طعام**: کھانا آ جائے یا قریب ہو کھانے کی خواہش ہو اور اس کی خوشبو آ رہی ہو۔ **یدافعه الاخبثان**: بول براز کی حاجت ہو۔

فوائد:(۱) بھوک یا پیاس کی حالت میں کھانے یا مشروب کی موجودگی میں نماز کھانا کھانے سے پہلے مکروہ ہے کیونکہ اس میں نماز کا خشوع ختم ہو جائے گا اور غیر نماز میں دل مشغول ہوگا۔ (۲) پیشاب و پاخانہ کی جب حاجت ہو تو فراغت سے قبل نماز مکروہ ہے کیونکہ ذہین میں تشویش رہے اور یہ تشویش نماز کی خشوع سے مانع بن جائے گی۔ (۳) وقت تنگ ہو تو کراہت نہ ہوگی اور وسعت کی صورت میں کراہت قائم رہے گی۔

۳۴۱ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصْرِ اِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

بَاب: نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنے کی ممانعت

۱۷۵۶ :عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ لِيْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ : لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ ، اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۵۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جو اپنی نماز میں اپنی آنکھیں (نگاہیں) آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کا لہجہ سخت کر لیا یہاں تک کہ فرمایا ''وہ اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی''۔ (بخاری)

تخریج:رواہ البخاری فی الاذان' باب رفع البصر الی السماء فی الصلاة۔

اللغات: **مابال**: کیا حال ہے۔ **فاشتد قوله فی ذلك**: آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے میں آپ کا قول دوبارہ لوٹانے سے یا زجر توبیخ میں مبالغے سے سخت ہوا۔

فوائد:(۱) نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکروہ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کیونکہ اس میں ادب کی مخالفت ہے اور عدم خشوع تو ظاہر ہے۔ (۲) نماز سے باہر یا سوچ و بچار کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مستحب ہے۔

۳۴۲ :بَابُ كَرَاهَةِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ!

بَابٌ: نماز میں بلا عذر متوجہ ہونے کی کراہت

۱۷۵۷ :عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ : "هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

۱۷۵۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ''جھپٹ ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے اُچک کر لے لیتا ہے''۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی الاذان' باب الالتفات فی الصلاۃ۔

اللّغات: الالتفات: میں ممانعت کی حکمت دریافت کی۔ اختلاس: غفلت میں کسی چیز کا اچکنا۔

۱۷۵۸ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۷۵۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ کرنے سے بچاؤ۔ نماز میں اِدھر اُدھر توجہ ہلاکت ہے۔ اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل میں اجازت ہے فرض میں نہیں''۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الصلاۃ' باب ما ذکر فی الالتفات فی الصلوۃ۔

اللّغات: ایاك: میں تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ هلكة ہلاکت کا سبب۔ لابد: اس کے علاوہ چارہ کار نہیں۔ التطوع: نوافل۔

فوائد: (۱) نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی کراہت بتلائی کیونکہ یہ غفلت کی علامت ہے اور خشوع میں کمی کرنے والی ہے اس لئے یہ شیطان کا اچکنا ہے۔ وہ نماز کی غفلت کو غنیمت سمجھتا ہے اور یہ ہلاکت کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ عبادت کے دوران وہ اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے والا ہے اور وسوسہ شیطانی کی پیروی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ مکروہات کو معمولی قرار دینا اور ان میں مبتلا رہنا محرمات میں مبتلا کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب تک پہنچانے والا ہے۔ (۲) چہرے سے معمولی توجہ حرام نہیں کیونکہ اس میں کسی رکن کا ترک اور شرط کا چھوڑنا لازم نہیں آتا اور نہ کوئی ایسا فعل ہے جو نماز کو باطل یا حرام کرنے والا ہو۔ (۳) اگر متوجہ ہونا کسی عذر کی وجہ سے ہو تو التفات میں کراہیت نہیں احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ حنین میں رات کے وقت ایک جاسوس دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے تو اس کی وجہ سے توجہ فرمائی۔ (۴) نوافل میں اِدھر اُدھر توجہ میں کراہیت کم ہے کیونکہ شریعت نے فرائض کا جتنا اہتمام فرمایا نوافل کا اہتمام اس کی بنسبت کم ہے۔ (۵) یہ تمام صورتیں جو کا ذکر ہوا ان کا یہ حکم اس وقت ہے جب کہ چہرے سے متوجہ ہو اور اگر سینے سے متوجہ ہو تو حرام ہے اس سے نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ اس سے شروط نماز میں سے استقبالِ قبلہ والی شرط میں شدید خلل واقع ڈال دیا۔

۳۴۳ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَى الْقُبُوْرِ

بَابٌ: قبور کی طرف نماز کی ممانعت

۱۷۵۹ :عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ كَنَّازِ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :"لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ ، وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۵۹: حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

تخریج:رواه مسلم فی الجنائز'باب النهی عن الجلوس علی القبر و الصلاة الیه۔

فوائد:(۱) اگر قبر کی طرف منہ کرنے کا قصد ہو تو نماز حرام ہے اور اگر قصد نہیں ہے تو نماز مکروہ ہے جب کہ قبر اور اس کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو جائے۔(۲) قبر پر بیٹھنا حرام ہے کیونکہ اس میں انسان کی توہین ہے جس کو اللہ نے عزت دی۔ بیٹھنے کے ہم معنی چیزیں اسی کا حکم رکھتی ہیں۔امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے اور اس پر بیٹھنا' ٹیک لگانا تکیہ بنانا سب حرام ہیں۔

۳۴۴ :بَابُ تَحْرِيْمِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّیْ

بَابٌ: نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت

۱۷۶۰ : عَنْ اَبِی الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" قَالَ الرَّاوِیْ : لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا ، اَوْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۰: حضرت ابو جہیم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) تک کھڑا ہونا زیادہ بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ راوی کہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (بخاری و مسلم)

تخریج:رواه البخاری فی الصلاة' باب اثم المار بین یدی المصلی و مسلم فی الصلاة' باب منع المار بین ید المصلی۔

فوائد:(۱) نمازی کے سامنے سے گزرنا حرام ہے۔ اگر مسجد ہو تو اس کے اور سجدے کی جگہ کے درمیان سے گزرنا حرام ہے اور اگر غیر مسجد ہو اور وہ سترہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے اور سترہ کے درمیان سے گزرنا حرام ہے اور اگر وہ سترہ ہو جو گڑھی ہوئی ہو اور کبھی کوئی آدمی اس کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو وہ بھی سترہ ہے۔ یا خطاً زمین پر کھینچنے والا ہو (مگر خط کا کوئی فائدہ نہ ہوگا جو سترے سے مقصود ہے) سترہ اس وقت معتبر ہوگا جب کہ اس کے اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو تقریباً ڈیڑھ میٹر بنے گا۔ اگر اس سے زیادہ ہے تو سترہ کے اندر سے گزرنا حرام نہیں اور اوپر والی تمام صورتوں میں نماز نفل و فرض کا کوئی فرق نہیں۔

۳۴۵ :بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوْعِ الْمَاْمُوْمِ فِیْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوْعِ الْمُؤَذِّنِ فِیْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ كَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةَ تِلْكَ الصَّلٰوةِ اَوْ غَيْرِهَا

بَابٌ: جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے تو مقتدی کے لئے ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں

١٧٦١ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز سوائے فرض کے جائز نہیں''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب صلاة المسافرین' باب کراهة الشروع نافلة بعد شروع المؤذن۔

اللغات: القیمت الصلاة: فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے۔ فلاصلاة: کوئی نماز درست نہیں۔ الکتوبة: وہ فرض نماز جس کے لئے اقامت کہی گئی ہے۔

فوائد: (۱) جب فرض نماز کی اقامت شروع ہو جائے یا اقامت قریب ہو تو نفلی نماز میں شروع ہونا مکروہ ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ تمام نمازوں کا حکم ہے۔ امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہما اللہ نے فرمایا کہ نماز صبح میں صبح کی سنن باوجود جماعت کھڑی ہو جانے کے ادا کر لینا چاہئے جب تک کہ رکعت اولیٰ کے فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہو۔ اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ کمال فرض کی نگہداشت ہو سکے اور وہ نماز کو اس طرح سے شروع کرے کہ تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ فوت نہ ہونے پائے اور ائمہ کے اختلاف کے چکر سے بھی نکل آئے۔

٣٤٦ :بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيْصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ اَوْلَيْلَتِهٖ بِصَلٰوةٍ

باب: جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت

١٧٦٢ :عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَخُصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِیْ صَوْمٍ يَصُوْمُهٗ اَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جمعہ کی رات کو راتوں میں سے قیام کے لئے خاص نہ کرو اور نہ ہی دنوں میں جمعہ کے دن کو روزوں کیلئے خاص کرو مگر یہ کہ جمعہ کا دن اِن دنوں میں آ جائے جس میں تم میں سے کوئی روزہ رکھتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی الصیام' باب کراهة صیام یوم الجمعه منفردا۔

اللغات: بقیام: قیام شرعی مراد ہے اور وہ نماز تہجد ہے۔ الا ان یکون فی صوم یوصومه احد کم: مگر یہ کہ جمعہ کا اسکے عادۃً روزوں کے ایام میں آ جائے یا نذر کے روزوں میں آ جائے مثلاً جس نے ایک دن رزوہ ایک دن افطار کی عادت بنالی ہو یا عاشورہ کے روزے رکھے یا اسی طرح ایام بیض کے روزے ہوں۔

١٧٦٣ : وَعَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : "لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۶۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا: ''ہرگز کوئی آدمی تم میں سے جمعہ کے دن (خاص کر کے) روزہ نہ رکھے مگر ایک دن پہلے یا ایک بعد کا اس کے ساتھ ملا لے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الصوم' باب صوم یوم الجمعة و مسلم فی الصیام' باب کراهة صیام یوم الجمعة منفرداً

اللغات: الا یوما قبله او بعده: مگر یہ کہ ایک دن اس سے پہلا یا بعد کا روزہ رکھ لے اور وہ جمعرات اور ہفتہ ہوں۔

١٧٦٤ : وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ : سَاَلْتُ

۱۷۶۴: محمد بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

جَابِرًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَھَی النَّبِیُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَۃِ؟ قَالَ :نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم' باب صوم یوم الجمعۃ و مسلم فی الصیام' با کراھۃ یوم الجمعۃ منفرداً

اللغات: محمد بن عباد: یہ درمیانہ درجے کے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ بنی مخزوم میں سے ہیں اور مکہ کے رہنے والے ہیں۔ صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ صوم یوم الجمعہ: صرف جمع کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا۔

۱۷۶۵ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ جُوَیْرِیَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلَیْھَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَھِیَ صَائِمَۃٌ قَالَ : "اَصُمْتِ اَمْسِ؟" قَالَتْ لَا قَالَ :"تُرِیْدِیْنَ اَنْ تَصُوْمِیْ غَدًا؟" قَالَتْ :لَا – قَالَ :"فَاَفْطِرِیْ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۷۶۵: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے جبکہ جمعہ کا دن تھا اور میں روزے سے تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل آئندہ تم روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟۔ ام المؤمنین نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''روزہ افطار کرلو''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی اصلوم' باب صوم یوم الجمعۃ۔

اللغات: امس: کل گزشتہ۔ غدا: کل آئندہ۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے۔ علماء نے اس ممانعت کی کئی وجوہات بیان فرمائیں ہیں ان میں سب سے واضح تر یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے لئے کیونکہ انہوں نے ہفتہ اور اتوار کو اپنی طرف سے خاص کر رکھا تھا تا کہ مسلمانوں کا طریق عبادت ان دونوں دنوں سے زیادہ عزت والے دن کے متعلق بالکل الگ تھلگ رہے۔ یہ ممانعت تحریمی نہیں بلکہ ممانعت کراہت ہی کے لئے ہو گی کیونکہ حرمت کی وجہ کوئی بھی پائی نہیں جاتی جیسا کہ عید الاضحیٰ کے روزہ میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض لازم آتا ہے۔ (۲) دونوں حالتوں میں جمعہ کے دن کی کراہت نہ رہے گی مثلاً نذر وغیرہ کے روزوں میں جمعہ کے دن کا روزہ آ گیا یا عشرہ ذی الحجہ کے روزوں میں اس کا روزہ آ گیا۔ (۳) ایک دن قبل جمعرات کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے یا ایک دن بعد ہفتہ کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے۔ (۴) جس نے اکیلا جمعہ کا روزہ شروع کیا اس کو افطار کر لینا مستحب ہے۔

۳۴۷ :بَابُ تَحْرِیْمِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ وَھُوَ اَنْ یَّصُوْمَ یَوْمَیْنِ اَوْ اَکْثَرَ وَلَا یَاْکُلَ وَلَا یَشْرَبَ بَیْنَھُمَا

باب: روزے میں وصال کی حرمت' اور وصال یہ ہے کہ دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے اور درمیان میں کچھ نہ کھائے پیئے

۱۷۶۶ :عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَعَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْوِصَالِ ' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۷۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسلسل) کے روزے سے ممانعت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم' باب الوصال و باب التنکیل لمن اکثر من الوصال و مسلم فی الصیام' باب النھی

عن الوصال فی الصوم۔

۱۷۶۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوْا: اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: "اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ، اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ - وَھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔

۱۷۶۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی تو مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''بے شک میں تم جیسا نہیں۔ بے شک مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے''۔ بخاری ومسلم۔ بخاری کے لفظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب الوصال و مسلم فی الصوم، باب النھی عن الوصال فی الصوم۔

اللغات: انك تواصل: آپ ﷺ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ یہ حکمت کے متعلق سوال ہے کہ ہمیں ممانعت فرمائی اور آپ ﷺ خود ملا کر روزہ رکھتے ہیں اور ہم تو آپ ﷺ کی اتباع سے مامور ہیں۔ لست مثلکم: مکلف ہونے اور طاقت کے لحاظ سے تم جیسا نہیں۔ انی اطعم و اسقی: مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ جمہور علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس قوت سے کنایہ ہے جو کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ وہ قوت عنایت فرما دیتے ہیں۔ گویا میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

فوائد: (۱) روزے میں وصال امت کے لئے جمہور کے نزدیک حرام ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کو تکلیفی سلسلہ میں وہ خصوصیات حاصل ہیں جن کی بناء پر بعض اوقات آپ ﷺ پر کچھ چیزیں واجب ہوتی ہیں اور امت پر وہ واجب نہیں اور آپ ﷺ کے لئے کچھ ایسی چیزیں جائز ہیں جو دوسروں کے لئے جائز نہیں اور آپ ﷺ پر بعض چیزیں حرام ہیں مگر امت کے لئے وہ مباح ہیں یہ آپ ﷺ کے ابتلاء وشرف میں اضافہ کے لئے ہے۔ ان خصوصیات میں آپ ﷺ کی اقتداء درست نہیں۔ (۳) ملا کر مسلسل روزے رکھنا یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ کو قوت وصبر اور برداشت کا وہ ملکہ عنایت کیا گیا جو دوسروں کو نہ ملا۔

۳۴۸ : بَابُ تَحْرِیْمِ الْجُلُوْسِ عَلٰی قَبْرٍ

باب: قبر پر بیٹھنے کی حرمت

۱۷۶۸ : عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: "لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کا اثر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الجنائز، باب النھی عن الجلوس علی القبرہ والصلاۃ الیہ۔

اللغات: فتخلص: پہنچ جائے یا اس کی گرمی پہنچ جائے۔ خیر لہ: نقصان میں ان کی بنسبت کم ہے۔

فوائد: (۱) قبر پر بیٹھنا حرام ہے جیسا حدیث ۱۷۵۹ کی شرح میں گزرا۔ علامہ ابن حجر ہیثمیؒ نے کراہیت کو ترجیح دی یہ اور ممانعت والی شدید وعید کو اس بیٹھنے پر محمول کیا جو پیشاب کرنے یا پاخانہ کے لئے ہو اور وہ بالاجماع حرام ہے (۲) مُردوں کی قبور کا احترام کرنا چاہئے اور ان کی توہین نہ کرنی چاہئے اور نہ ان پر بیٹھنا چاہئے جس طرح کہ ان کی تعظیم میں بھی ان پر تعمیر کر کے چونا گچ لگا کر درست نہیں جیسا اگلے باب میں ہے۔

٣٤٩ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

بَاب: قبروں کو چونا گچ کرنے اوران پر تعمیر کرنے کی ممانعت

١٧٦٩ :عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ ' وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٦٩: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج:رواه مسلم فی الجنائز' باب النهی عن تجصیص البر و البناء علیه۔

اللغات: تجصیص:چونا کرنا۔یبنی علیه:قبر پر قبہ وغیرہ بنانا۔

فوائد:(۱) قبر کو چونا گچ کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بلا فائدہ مال کو ضائع کرنا اور اگر اسراف کی حدتک پہنچ جائے تو یہ حرام ہے۔مثلاً ملمع اور زینت کرنا آج کل مزارات اولیاء اس کا نمونہ نہیں۔(۲) قبر پر تعمیر اس لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں تعظیم کا اشتباہ اور ضیاع مال ہے (۳) قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے پہلے باب میں یہ گزرا۔

٣٥٠ :بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيْمِ اِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهٖ

بَاب: غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے میں شدت حرمت

١٧٧٠ :عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

١٧٧٠: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو غلام بھاگ گیا اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہوگئی''۔ (مسلم)

تخریج:رواه مسلم فی الایمان ' باب تسمیة العبد الابق کافراً

اللغات: عبد:غلام مملوک۔ابق:مالک کی خدمت سے بھاگ گیا۔برئت منه الذمة:اسلام کی ذمہ داری سے وہ نکل گیا۔

١٧٧١ :وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ :"اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَقَدْ كَفَرَ"۔

١٧٧١: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی'' ایک روایت میں ہے کہ ''اس نے گویا کفر کیا''۔

تخریج:رواه مسلم فی الایمان باب تسمیة العبد الابق کافراً

اللغات: لم تقبل له صلاة:اس کی نماز مقبول نہیں اس پر ثواب نہ ملے گا۔فقد کفر :اس آقا کی ناشکری کی اور اس کا حق ادا نہ کیا یا اسلام کی نعمت کی ناشکری کی اگر اس نے فرار ہونے کو حلال سمجھ کر کیا۔

فوائد:(۱) غلام کا بھاگنا حرام ہے کیونکہ اس میں وعدے کو توڑنا اور احسان کا انکار ہے اور چونکہ غلام نہیں اس لئے یہ سلسلہ نہیں (۲) جو خدمت وغیرہ کے عمل کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اس کی اپنی ذمہ داری کی وفا کرنی ضروری ہے۔(۳) احسان کے بدلے احسان پر آمادہ کیا گیا۔

۳۵۱ :باب تحريم الشفاعة في الحدود

باب: حدود میں سفارش کی حرمت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ [النور:۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والا مرد اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی اس حد کے نافذ کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آنی چاہئے اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو''۔(النور)

حل الایات: ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دین میں پختگی اختیار کی جائے اس کے احکامات کو پورا کرنے میں خوب ہمت وکوشش سے کام لیا جائے۔

۱۷۷۲ : وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا : مَنْ يُّكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا : وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى؟" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ : "اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِيْ رِوَايَةٍ : "فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ " فَقَالَ : "اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟" فَقَالَ اُسَامَةُ اسْتَغْفِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - قَالَ ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا۔

۱۷۷۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخذومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی بڑا اہم معلوم ہوا تو انہوں نے آپس میں کہا اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کون کلام کرے؟ دوسروں نے کہا کوئی بھی اس کی جرأت سوائے اسامہ بن زید کے نہیں کرے گا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں چنانچہ اسامہ نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا: ''بے شک تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑے رتبے والا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اللہ کی قسم ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا''۔(بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے حضورؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پھر آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم اے اسامہ! اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟'' اسامہ نے کہا یا رسول اللہؐ میرے لئے استغفار فرمائیے۔ پھر اس عورت کے بارے میں حکم دیا چنانچہ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تخريج: رواه البخاری فی اواخر کتاب الانبیاء و رواه ایضا فی الحدود باب کراهة الشفاعة فی الحد و مسلم فی کتاب الحدود، باب قطع السارق و الشریف

اللغات: اهمتهم: ان کو فکر میں مبتلا کر دیا۔ المخزومیه: یہ بنی مخزوم کی طرف نسبت ہے یہ قریش قبیلہ کی ایک شاخ ہے اس عورت نے غزوہ فتح کے موقع پر ایک چادر اور کچھ زیور چرائے تھے۔ یجتری: جسارت کرنا۔ حب: محبوب۔ حد: شرع میں مقررہ سزا۔ فاختطب: خطبہ دیا جس طرح بخاری کی روایت میں آیا ہے۔ الشریف: بلند مرتبہ والا۔ الضعیف: کمزور۔ فتلون۔ غیظ وغضب سے

چہرہ سرخ ہوگیا۔

فوائد: (۱) جب حد کا معاملہ حاجب عدالت تک پہنچ جائے تو سفارش ممنوع ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آدمی لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشہور و معروف ہو اس کی مطلقاً شفاعت نہیں خواہ امام تک بات پہنچے یا نہ پہنچے۔ (۲) چوری کی حد میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں۔ اسی طرح دوسری حدود میں۔ (۳) قوم میں خواہ کسی کا کتنا مرتبہ و مقام ہو مگر حد قائم کرنے کی صورت میں اس سے کسی رعایت و محبت کا معاملہ نہ ہوگا بشرطیکہ حد لازم ہو جائے۔ (۴) حدود میں سفارش قبول نہ کی جائے گی اور نہ تخفیف میں میانہ روی ہوگی۔ مقرر شدہ حدود نہ تبدیل ہو سکتی ہیں اور نہ تبدیل کوئی کر سکتا ہے۔ (۵) گزشتہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۶) حدیث میں حضرت اسامہؓ کا حضور ﷺ کی نگاہ میں مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

۳۴۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَآءِ وَنَحْوِهَا

باب: لوگوں کے راستے اور سائے اور پانی وغیرہ کے مقامات پر پاخانہ کرنے کی ممانعت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ [الاحزاب:۸۵]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذاء پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کو اٹھایا''۔ (الاحزاب)

۱۷۷۳: وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ" قَالُوْا: "وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: "الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ ظِلِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں جو لعنت کا سبب ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا وہ چیزیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ایک راستے میں پاخانہ کرنا' دوسرا سایہ میں پاخانہ کرنا''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الطهارة' باب النهی عن تخلی فی الطرق۔

اللغات: اتقو اللاعنين: یہ ایسے کاموں سے بچو جو لوگوں کی لعنت کا باعث بنتے ہیں۔ یتخلی: پاخانہ کرے۔

فوائد: (۱) جمہور نے نہی کو کراہت تنزیہ قرار دیا ہے شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں کہ کراہت کو تحریمی قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذاء پہنچتی ہے اور ظاہر حدیث حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور منقول ہے کہ کرنے والے کے مستحق لعنت ہونے کی وجہ سے یہ کبائر میں ہے۔ (۲) سیاہ کے نیچے ممانعت اس وقت ہے جبکہ وہ جائز اجتماع کے لئے بنایا ہوا مقام ہو۔ اگر وہ مقام جوابازی' غیبت اور تفریق بین المسلمین کے لئے ہو تو پھر وہاں پیشاب کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ جو سائے کا حکم ہے دھوپ والے مقام کا حکم سردیوں میں یہی ہے۔ (۳) اسلام نے نظافت کا بہت لحاظ رکھا اور امراض اور وباؤں سے حفاظت کا اہتمام کیا اور لوگوں کے شعور کی رعایت کی اور خیر پر ان کے اجتماع کا احترام برقرار رکھا۔

۳۵۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهٖ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

باب: کھڑے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت

١٧٧٤ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۴: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطھارۃ' باب عن البول فی الماء الداکد۔

اللغات: الداکد: نہ چلنے والا پانی۔

فوائد: (۱) کھڑے پانی میں خواہ کثیر ہی ہو پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ممانعت اس وقت تو تنزیہی ہے جبکہ پانی اس کی ملکیت ہو یا اس کیلئے مباح ہو۔ جب پانی بہنے والا یا کسی دوسرے کی ملکیت ہو تو حرام ہے اور پاخانہ کی کراہت غلیظ شدید ہونے کی وجہ سے زیادہ ہے۔

٢٥٤ : بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيْلِ الْوَالِدِ بَعْضَ اَوْلَادِهٖ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْهِبَةِ

باب: والد کو اپنی اولاد کے سلسلہ میں ہبہ میں ایک دوسرے پر فضیلت دینے کی کراہت

١٧٧٥ : عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِيْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟" فَقَالَ : لَا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "فَارْجِعْهُ" وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟" قَالَ : لَا - قَالَ : "اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا فِيْ اَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ اَبِيْ فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ - وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "يَا بَشِيْرُ اَلَكَ وَلَدٌ سِوٰى هٰذَا؟" فَقَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : "اَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهٗ مِثْلَ هٰذَا؟ قَالَ : لَا ، قَالَ "فَلَا تُشْهِدْنِيْ اِذًا فَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ : لَا تُشْهِدْنِيْ عَلٰى جَوْرٍ " وَفِيْ رِوَايَةٍ : "اَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ؟" ثُمَّ قَالَ : "اَيَسُرُّكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَآءً؟" قَالَ بَلٰى ، قَالَ : "فَلَا اِذًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۵: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو اس جیسا عطیہ دیا؟'' تو انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے واپس لے لو'' اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے ایسا سارے لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو''۔ میرے والد لوٹ آئے اور وہ عطیہ واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بشیر کیا تیرے اس کے سوا اور لڑکے بھی ہیں؟'' انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: ''کیا سب کو تو نے اس جیسا غلام دیا؟'' انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''پھر مجھے گواہ مت بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ میرے علاوہ اور کسی کو گواہ بناؤ''۔ پھر فرمایا: ''کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تیرے ساتھ احسان میں سب برابر ہوں؟'' انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا ''پھر ایسا مت کرو''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الھبۃ' باب الھبۃ للولد و باب الاشھاد فی الھبۃ و مسلم فی کتاب الھبات' باب

كراهة تفضيل بعض الاولاد فى الهبة۔

اللغات: انی نحلت: میں خاص کر کے دیا۔ فارجعه: اس کو واپس کرو۔ جور: ظلم۔

فوائد: (۱) تمام معاملات میں اسلام اور اسکے علماء کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی حال تھا جب ان کو کسی معاملے میں اشکال پیدا ہوتا یا کسی چیز کو کرنا چاہتے۔ (۲) والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی رعایت میں انصاف سے کام لیں خواہ اولاد مذکر ہو یا مؤنث اور بعض اولاد کو بعض پر فضیلت نہ دیں کیونکہ اس سے ایسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو خاندانوں کی جڑوں کو اکھیڑ دیتی ہیں۔

۲۵۵ :بَابُ تَحْرِيْمِ اِحْدَادِ الْمَرْاَةِ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرَةَ اَيَّامٍ

باب: کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ نہیں کر سکتی البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے

۱۷۷۶ : عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْهَا اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةُ خَلُوْقٍ اَوْ غَيْرِهٖ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ :وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ :لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" قَالَتْ زَيْنَبُ :ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ تُوُفِّيَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ :اَمَا وَاللّٰهِ مَا لِيْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: "لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۶: حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان بن حرب کی وفات ہوئی تو انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خلوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر مل لی پھر کہا: ''اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن''۔ پھر میں زینب بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی جبکہ ان کے بھائی نے وفات پائی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور پھر اس میں سے کچھ لگائی پھر کہا: ''خبردار! اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس بات کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ ایسی عورت کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: رواه البخاری فی كتاب الجنائز' باب المراة على زوجها' وفی كتاب الطلاق' باب تحد المراة على زوجها

اربعة اشهر و عشرا و رواہ مسلم فی کتاب الطلاق' باب و جوب الاحداد فی عدة الوفاة۔

اَللُّغَاتُ :ام حبیبہ:ام المؤمنین رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب امویہ ہیں۔تراجم دیکھیں۔ **خلوق**:خوشبو میں جوان کی عادت تھی۔**تحیدہ** :یہ احدت المراۃ علی زوجھا تحد و تحید سے موخوذ ہے جب وہ اپنے خاوند پرغم کرے اورغم کے کپڑے پہنے اور زینت کو چھوڑے۔**فوق ثلاث**: تین رات سے زائد۔

فوائد:(۱)عورت کو خاوند کے علاوہ دوسرے کسی بھی رشتہ دار پر تین دن سے زیادہ صدمہ کرنے کی اجازت نہیں۔(۲)عدت کے ایام میں عورت کو خاوند پرغم کرنا واجب ہے اور وہ چار ماہ دس دن رات ہیں۔(۳)اس میں حکمت یہ ہے تا کہ رحم کی صفائی کا یقین ہو جائے اور عورت پر تہمت اور بدگمانی پیدا نہ ہو۔(۴)شریعت نے عظیم خاوند کے حق کو بیوی پر اس کی وفات کے بعد بھی تسلیم کیا اور اسلام میں بیوی اور خاوند کے مضبوط تعلق کی اہمیت کو واضح کیا۔

۳۵٦ :بَابُ تَحْرِيْمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِىْ وَتَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَالْخِطْبَةِ عَلٰى خِطْبَتِهٖ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ اَوْ يَرُدَّ

بَابٌ:شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا' قافلوں کو آگے جا کر ملنا اور مسلمان بھائی کی بیع پر بیع اور اس کی منگنی پر منگنی کرنے کی حرمت

مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا رَدّ کرے

۱۷۷۷ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّاِنْ كَانَ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ:''کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے خواہ اس کا وہ حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو''۔(بخاری ومسلم)

تخریج :رواہ البخاری فی کتاب البیوع' باب لا یشتری حاضر لباد بالسمرة و مسلم فی البیوع باب تحریم بیع الحاضر للبادی۔

اَللُّغَاتُ :**الحاضر**:شہر یا قصبہ میں مقیم۔**البادی**: جنگل میں قیام پزیر۔**ان یبیع لباد**:کوئی دیہاتی ضرورت والا سامان لے کر شہر آئے تا کہ اس کو اسی دن کے بھاؤ سے فروخت کرے تو شہری تاجر اس کو کہے یہ میرے پاس چھوڑ دو میں اس کو تیرے لئے تدریجاً بیچ دوں گا۔تو یہ حرکت حرام ہے کیونکہ اس میں اس کو نقصان پہنچتا ہے۔اگر بدوی ایسا سامان لایا جس کی عام ضرورت نہیں پڑتی یا ضرورت تو پڑتی ہے مگر وہ چیز عام ملتی ہے اور وہ اس کو تدریجاً بیچنا چاہتا ہے تو شہری تاجر نے کہا میں تدریجاً فروخت کا ذمہ دار ہوں یا اس کو کہا موجودہ بھاؤ پر فروخت کرنے کے لئے تم مجھے وکیل بنا کر اختیار دے دو تو یہ بیع حرام نہیں۔

فوائد:(۱)شہری کی دیہاتی کے لئے بیع کرنے کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں بھاؤ کا دھوکا ہے۔اسی طرح اگر شہری سامان لایا اور دیہاتی نے اس کو اس طرح لے لیا تو پھر حکم اسی طرح ہے۔(۲)حدیث میں ممانعت حرمت کو ظاہر کر رہی ہے۔

۱۷۷۸ :وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :لَا تَتَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى الْاَسْوَاقِ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تجارتی قافلے کے سامان کو آگے جا کر مت ملو یہاں تک کہ اس کو اتار کر بازاروں میں لایا جائے''۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی البیوع' باب النهی عن تلقی الرکبان و مسلم فی البیوع' باب تحریم تلقی الجلب۔

اللغات: السلع: فروخت کے لئے لایا جانے والا سامان یہاں تک کہ اس کو بازار میں لایا جائے۔ **حتی یمهبط بها الی الاسواق**: وہ سامان بازار میں آ کر بھاؤ معلوم ہو۔

فوائد:(۱) آگے جا کر ملنا حرام ہے اور حرمت کی شرط یہ ہے کہ آگے جا کر ملنے کی ممانعت بھی موجود ہو اور لانے والے کی طرف سے مطالبہ کے بغیر ہی آگے جانے والا خریدے اور شہر میں اس کے آنے اور بھاؤ کا معلوم کرنے سے پہلے ہی خرید لے خواہ اس نے آگے مل کر خریدنے کا ارادہ کیا ہو یا نہ جیسا کہ شکار کرنے نکلا اور قافلہ سے خرید لیا۔(۲) حرمت میں حکمت یہ ہے کہ سامان والے کو نقصان پہنچانا اور دھوکا لازم آتا ہے جو کہ دونوں ممنوع ہیں۔

۱۷۷۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ ، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ" فَقَالَ لَهُ طَاوُسٌ :مَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ؟ قَالَ :"لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تجارتی قافلے کو آگے جا کر مت ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے''۔ طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا ''سودا نہ کرنے کا مطلب کیا ہے؟'' انہوں نے فرمایا کہ ''وہ اس کا دلال نہ بنے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی البیوع' باب یبیع حاضر لباد بغیر اجر' وفی الاجارة' باب اجر السمسرة و مسلم فی البیوع' باب تحریم بیع الحاضر للبادی۔

اللغات: دلال: خرید وفروخت کرنے والا۔

فوائد:(۱) اس میں بھی قافلے کو آگے جا کر سودا کرنے شہری کی دیہاتی کے لئے خریداری کی حرمت ذکر کی گئی کیونکہ اس میں پہلی صورت میں قافلے والوں کو نقصان اور دوسری صورت میں لوگوں کو نقصان ہے اور اس کا بیان گزرا۔

۱۷۸۰ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ ، وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ ، وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفَاَ مَا فِيْ اِنَائِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ :نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّيْ وَاَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْاَعْرَابِيِّ ، وَاَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا وَاَنْ يَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ ، وَنَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ''کوئی دیہاتی کسی شہری کے لئے سودا کرے' دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے سے' اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنے سے' اور منگنی پر منگنی کا پیغام دینے سے' عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا سوال کرنے سے تاکہ جو اس کے برتن میں ہے وہ اپنے برتن میں پلٹ لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے قافلے کو آگے جا کر ملنے' شہری کو دیہاتی کے لئے خریدنے' عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کی شرط لگانے' آدمی کو اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے' دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے اور کئی دن کا دودھ جمع کر کے فروخت سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی البیوع' باب هل یبیع حاضر لباد' فی ابواب متفرقه غیره و مسلم فی البیوع تحریم بیع

الرجل علی بیع اخیہ۔

اللغات: :لاتناجشوا: اصل میں تتناجشوا تخفیف کے لئے ایک تاء کو حذف کر دیا۔النجش: دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے سامان کی قیمت بڑھانا خود خریدنا مقصود نہ ہو۔لتکفاء: تا کہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے وہ انڈیل لے۔ یہ اس کے ساتھ نکاح کے ساتھ کنایہ ہے یا اس کو وہ خرچہ اور عمدہ رہائش میسر ہو جائے جو اس مطلقہ کو حاصل ہے۔التلقی: قافلہ کو آگے جا کر ملنا۔یبتاع المھاجر شھری للعرابی: دیہاتی جو فروخت کے لئے اپنا سامان شہر لا رہا ہو۔ان یستام: بیع کی قیمت میں اضافہ کرے اس کے بعد رضامندی ہو چکی اور اس کی قیمت پر اتفاق ہو چکا۔التصویة: دودھ والے جانور کا دودھ کئی ٹائم چھوڑنا تا کہ دودھ تھنوں میں زیادہ جمع ہو جائے اور مشتری اس کا دودھ زیادہ خیال کر کے رغبت سے خرید لے۔

فوائد: (۱) بیع کی ان مذکورہ صورتوں میں سے اس لئے منع کیا گیا کیونکہ ان میں ایذاء دھوکا اور نقصان دہی ہے۔(۲) ہر ایسی صورت بیع سے منع کیا جس میں لوگوں کو تنگی اور نقصان دہی پائی جائے۔(۳) اسلام نے ایسی چیزوں سے دور رہنے کا حکم دیا جس سے خاندان مخالفت اور اختلاف پیدا ہوتا ہے دل کینے اور برائی سے بھر جاتے ہیں۔

۱۷۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ ' وَلَا يَخْطِبْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّآ اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

۱۷۸۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے دوسرے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے''۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی البیوع فی' باب لایبیع حاضر لبادبا سمسرۃ' وفی ابواب متفرقہ غیرہ' وفی النکاح' باب لایخطب علی خطبة اخیہ ومسلم فی ابیوع' باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ۔

اللغات: :عی خطبة اخیہ: منگنی کرنا۔خطبه: بات اور کلام آخر سے مراد عہد وحرمت والے بھائی پس مسلمان وذمی دونوں کو شامل ہے۔غالب استعمال کے طور پر اخ کا لفظ کہا گیا کیونکہ اس نے جلد اتباع اور بات ماننے میں دعویٰ کیا۔

فوائد: (۱) بیع علی البیع کی ممانعت کی گئی جس کی وضاحت پہلے کر دی گئی۔(۲) منگنی پر منگنی کرنے کی ممانعت کی گئی اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجے اور وہ قبول کر لے دونوں کا نکاح پر اتفاق ہو جائے اور باہمی رضامندی ہو جائیں یا رضامندی کی علامات ظاہر ہو جائیں اور صرف عقد نکاح باقی رہ جائے۔ پھر یہ دوسرا آئے اور اس تمام حالت کو جانتے ہوئے منگنی کا پیغام دے یہ حرام ہے اس لئے کہ اس میں تکلیف دینا' انقطاع پیدا کرنا لازم آتا ہے۔اسلئے حدیث میں منگنی پر منگنی کی اباحت کو منگیتر اول کو چھوڑ دینے یا دوسرے منگیتر کے اجازت دینے پر مشروط فرمایا گیا۔چھوڑنے کے مفہوم اور اجازت میں ہر ایسی صورت شامل ہے جس سے وہ معرض شمار ہو مثلاً زمانہ طویل گزر گیا یا اتنا زمانہ وہ غائب ہو گیا جس سے نقصان ہو رہا ہے۔ یا لڑکی والوں نے قبولیت سے رجوع کر لیا۔
(۳) کسی عورت کی منگنی کے پیغام کو قبول کرنا بھی حرام ہے جبکہ دوسری عورت کی منگنی کا سلسلہ اس کو معلوم ہو دونوں میں یکساں حکم ہے۔

۱۷۸۲ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اَلْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ ' فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّبْتَاعَ عَلٰى بَيْعِ

۱۷۸۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن مؤمن کا بھائی ہے کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ یہ حلال

اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَذَرَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے کہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ چھوڑ دے"۔(مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب النکاح، باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه۔

فوائد: (۱) پہلی حدیث کے فوائد کہ منگنی پر منگنی اور بیع پر بیع حرام ہے۔(۲) اسلام مسلمانوں میں باہمی الفت کا بہت خواہاں ہے۔ان تفرقہ کو ناپسند کرتا اور دوسروں کی عزت کا نگہبان ہے۔

۲۵۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ فِيْ غَيْرِ وُجُوْهِهِ الَّتِيْ اَذِنَ الشَّرْعُ فِيْهَا

بَابٌ: شریعت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی ممانعت

۱۷۸۳: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْضٰى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضٰى لَكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهٗ۔

۱۷۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق تین باتوں کو پسند اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جن تین باتوں کو وہ تمہارے متعلق پسند کرتا ہے وہ یہ ہیں: (۱) تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کے شریک نہ ٹھہراؤ۔ (۲) تم اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر تھامے رکھو اور (۳) اختلاف و تفرقہ نہ ڈالو اور وہ تین ناپسندیدہ باتیں یہ ہیں: (۱) بے سود بحث و تکرار (۲) کثرت سے سوال کرنا (۳) مال کو بے فائدہ ضائع کرنا۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے گزری۔

تخریج: اس حدیث کی روایت تخریج، باب تحریم الحقوق رقم ۲۴۲ میں گزر چکی۔

اللغات: و ان تعتصموا: مضبوطی سے تھام لو۔ بحبل الله: دین اور جماعت کو مضبوطی سے تھامنے سے کنایہ ہے۔ قیل و قال: غیر مفید کلام۔ کثرة السوال: جھگڑے اور ضد کے طور پر غیر ضروری سوال۔ اضاعة المال: حرام راستوں میں مال کا اڑانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مال کو گزر اوقات کے انتظام کا ذریعہ بنایا اور زندگی کی بقا کا سبب بنایا ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی مخلصانہ عبادت پر آمادہ کیا گیا جس میں کسی غیر کی ذرہ بھر شرکت نہ ہو اور دین کے احکامات کو مضبوطی سے تھامنے اور مسلمانوں کی وحدت کو باقی رکھنے پر برانگیختہ کیا گیا۔ (۲) غیر مفید اور لایعنی کلام کو ترک کرنے کا حکم دیا اور بہت زیادہ سوال جن کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ (۳) مال کو غیر مشروع طریق میں خرچ کرنے اور فضول بکھیرنے سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔

۱۷۸۴: وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فِيْ كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ

۱۷۸۴: حضرت وراد، جو مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے، روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط میں لکھوایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے

مَكْتُوْبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ : اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطِىَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" وَكَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ : وَاِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ ، وَوَاْدِ الْبَنَاتِ ، وَمَنَعَ وَهَاتِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ شَرْحُهٗ۔

آخر میں فرمایا کرتے تھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ...... "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اس کی ہے تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے اے اللہ جو آپ دیں اس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جو آپ روک دیں اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلے میں کام نہیں دے سکتا" اور یہ بھی لکھا کہ "رسول اللہ ﷺ قیل وقال، کثرتِ سوال، ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے"۔ (بخاری ومسلم) تشریح گزر چکی۔

تخریج:رواہ البخاری فی الرقاق، باب ما یکرہ من قیل و قال ومسلم اقضیۃ، باب النھی کثرۃ المسائل۔

اللغات: دبر: بعد، پیچھے۔ ذاالجد: حصہ اور غنی والا۔ **عقوق الامھات**: ان سے ایسا سلوک کیا جائے جس سے ان کو تکلیف ہو خواہ وہ کلام ہو یا فعل۔ **وادالبنات**: بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں فقر وعار کی وجہ سے اس طرح کرتے تھے۔ **ومنع**: واجبات کی ادائیگی سے روکنا۔ **وھات**: جس چیز کا استحقاق نہ ہو اس کا مطالبہ کرنا یا سوال میں اصرار کرنا۔

فوائد:(۱) تدوین حدیث کا سلسلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے شروع ہے۔ (۲) والدین کی نافرمانی سے منع کیا گیا۔ ماؤں کو خاص کرنے کی وجہ ان کی کمزوری اور حاجت مندی ہے اور عام طور پر نافرمانی انہی کی کی جاتی ہے۔ (۳) واجبات کی ادائیگی سے باز رہنے کی ممانعت کی گئی۔ حقوق اور غیر حقوق کے سوال میں اصرار کرنے سے روکا گیا۔

۳۵۸ :بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِشَارَةِ اِلٰى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهٖ سَوَآءٌ كَانَ جَادًّا اَوْ مَازِحًا وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوْلًا

باب: کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی ممانعت خواہ مزاحاً ہو یا قصداً اور ننگی تلوار لہرانے کی ممانعت

۱۷۸۵ :عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"لَا يُشِرْ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِىْ يَدِهٖ فَيَقَعَ فِىْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔"وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ ، قَالَ : قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ :"مَنْ اَشَارَ اِلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَنْزِعَ وَاِنْ كَانَ

۱۷۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص دوسرے مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ اس کو معلوم نہیں کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے جس سے وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے"۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا بے شک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ خواہ اس کا وہ

اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ" قَوْلُهُ ﷺ : "يَنْزِعَ" ضُبِطَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ وَبِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهْمَلَةِ يَرْمِيْ ، وَبِالْمُعْجَمَةِ اَيْضًا يَرْمِيْ وَيُفْسِدُ وَاَصْلُ النَّزْعِ : الطَّعْنُ وَالْفَسَادُ۔

ماں باپ سے حقیقی بھائی ہو"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول يَنْزِعَ اور کو عین مہملہ زاء مکسورہ نیز يَنْزَغُ غین معجمہ اس کے فتحہ کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے' عین مہملہ کی شکل میں معنی یہ ہے کہ وہ پھینکتا ہے اور غین معجمہ کی شکل میں پھینکنے اور فساد کرنے کا معنی ہے جب کہ "نَزَعَ" کا اصل معنی نیزہ مارنا اور فساد کرنا ہے۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الفتن' باب قول النبی ﷺ من حمل علینا الصلاح فلیس منا ومسلم وی کتاب البر' باب انهی الاشارة بالسلاح الی مسلم۔

اللغات: الی اخیه: مسلمان بھائی مراد ہے اور ذمی بھی اسی حکم میں ہے۔ اس کو معاہدہ کی جوہ سے ڈرانا اور دھمکانا حرام ہے۔ بالسلاح: جس چیز سے میدان جنگ میں لڑائی کی جائے اور مدافعت کی جائے۔ فیقع: وہ سونتا ہوا ہتھیار گر پڑے۔

فوائد: (۱) اسلام نے انسان کی سلامتی بہت زیادہ حرص وخواہش کی ہے اور اسکی عظمت کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ (۲) مسلمان کو مذاق وو قار سے ڈرانا ممنوع ہے کیونکہ اس کا ڈرانا حرام ہے۔ ممکن ہے ہتھیار اس سے سبقت کر جائے۔ اس حدیث کی تطبیق موجودہ حالات میں خود سمجھ آ رہی ہے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہتھیار چلانے کے خطرات ہی نہیں بلکہ کثرت سے واقعات شب وروزہ مشاہدہ میں آ رہے ہیں۔

۱۷۸۶ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُوْلًا ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۸۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تلوار سانتی ہوئی (ننگی) پکڑائی جائے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواه ابو داوٗد فی الجهاد' باب النهی ان یتعاطی السیف مسلولا و الترمذی فی ابواب الفتن' باب النهی عن تعاطی السیف مسلولا۔

اللغات: یتعاطی: لینا۔ مسلولا: نیام سے باہر سونتی ہوئی۔

فوائد: (۱) سونتی ہوئی تلوار پکڑنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ لینے والا بعض اوقات لینے میں غلطی کرتا ہے جس سے اس کا ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ زخمی ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔ (۲) چاقو کا بھی تلوار والا حکم ہے۔ اس کو کھول نہ پھینکے اور دینا اس طریقہ سے چاہئے کہ تیز دھار پھل کو پچھلی جانب سے ہاتھ میں تھام کر دے اور دستہ جد کو پکڑوانا ہوا اس کی طرف رکھے تاکہ وہ دستے کو تھام لے۔

۳۵۹ : بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْاَذَانِ اِلَّا لِعُذْرٍ

باب: مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے نکلنے کی کراہت مگر

حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوْبَةِ

عذر کی وجہ سے جائز ہے

١٧٨٧ : عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ : كُنَّا قُعُوْدًا مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی الْمَسْجِدِ ' فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِیْ فَاَتْبَعَهٗ اَبُوْ هُرَيْرَةَ بَصَرَهٗ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ' فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ : اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۷: حضرت ابی شعثاء کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی۔ مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ نے اس کو دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم في المساجد' باب النهى عن الخروج من المسجد اذا اذن مؤذن۔

اللغات: قعودا: جمع قاعدہ بیٹھنے والا۔ **فاتبعه ابو هريره بصره**: ابوہریرہؓ کی نگاہ نے اس کا پیچھا کیا تا کہ اس کا مقصد دیکھیں۔

فوائد: (۱) مسجد کو اذان ہوجانے کے بعد فرضی نماز کے ادا کرنے سے پہلے بلا عذر نکلنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ نے جو ممانعت فرمائی اس کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔

٣٦٠ : بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيْحَانِ لِغَيْرِ عُذْرٍ!

بَاب: بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد کرنے کی کراہت

١٧٨٨ : عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدَّهٗ' فَاِنَّهٗ خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ' طَيِّبُ الرِّيْحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو ریحان پیش کی جائے پس وہ اس کو واپس نہ کرے وہ ہلکی پھلکی چیز ہے' عمدہ خوشبو والی ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم كتاب الالفاظ' باب استعمال لسمك و انه اطيب الطيب و كراهة رد الريحان و الطيب۔

اللغات: ریحان: خوشبودار نباتات' اور طیب بھی اس کی طرح ہے۔ **المحمل**: اٹھائی۔

١٧٨٩ : وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ ' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

۱۷۸۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہ فرماتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: رواه البخاری فی كتاب الهبة' باب ما لا ير دمن الهدية۔

فوائد: (۱) خوشبو کا عطیہ قبول کرنا مستحب ہے کیونکہ اس کے اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں اور قبول کرنے میں کوئی احسان نہیں۔ (۲) خوشبو کا استعمال مستحب ہے اور دوستوں کا اس پر پیش کرنا بھی مستحب ہے۔ اس وقت جبکہ مجمع اور جماعت ہو تو استعمال کرنا زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ (۳) آنحضرت ﷺ کے کمال اور اخلاق و خوشبو کی طرف رغبت میں ظاہر ہوتا ہے اور مسترد نہ کرنے میں۔

٣٦١ : بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ

بَاب: مُنہ پر تعریف کرنا اُس کے لئے مکروہ ہے

فِی الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ مِنْ اِعْجَابٍ وَّنَحْوِهٖ، وَجَوَازِهٖ لِمَنْ اُمِنَ ذٰلِكَ فِیْ حَقِّهٖ!

جس کے خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو
جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو
اس کے حق میں جائز ہے

۱۷۹۰ : عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَّيُطْرِيْهِ فِی الْمِدْحَةِ فَقَالَ : "اَهْلَكْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْاِطْرَآءُ" الْمُبَالَغَةُ فِی الْمَدْحِ۔

۱۷۹۰: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا" یا "تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی"۔ (بخاری ومسلم)

اَلْاِطْرَآءُ :تعریف میں مبالغہ۔

تخریج: رواه البخاری فی الشهادات' باب مایکره من الاطناب فی المدح و فی الادب' باب مایکره من التمارح ومسلم فی الزهد' باب النهی عن المدح۔

اللغات: المارحة:ایک قسم کی تعریف۔قطعتم ظهر الرجل: ہلاکت میں ڈالنے سے کنایہ ہے کیونکہ یہ خود پسندی پر آمادہ کرے گی جو کہ مہلک ہے۔

فوائد: (۱)ایک قسم کی تعریف کرنے کی ممانعت اور یہ اسکے لئے ہے جس کے غرور میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہوا اور خود پسندی کا شکار ہونے کا خطرہ ہو۔ اگر یہ بات نقصان نہ دے بلکہ فائدہ دے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۷۹۱ :وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَثْنٰی عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "وَيْحَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ" يَقُوْلُهٗ مِرَارًا "اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ :اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يَرٰی اَنَّهٗ كَذٰلِكَ وَحَسِيْبُهُ اللّٰهُ، وَلَا يُزَكّٰی عَلَی اللّٰهِ اَحَدٌ"۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۷۹۱: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیا گیا پس ایک آدمی نے اس کی اچھی تعریف کی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپؐ نے اس کو کئی مرتبہ فرمایا اگر تم نے ہر صورت میں تعریف کرنی ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا ہے اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو۔ اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاک بازی کا دعویٰ مت کرے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی الشهادات' باب اذا زکی رجل رجلا کفاه و فی الادب باب ما یکره من التمارح و مسلم فی الزهد' باب النهی المدح

اللغات: ویحك: یہ مفعول مطلق ہے۔ یہ کلمہ بطور شفقت کہا اس کے متعلق جو کسی ایسے کام میں مبتلا ہو جس کا مستحق نہ تھا۔ لا محالة: بہرحال۔احسبه: میرے خیال میں ۔حسیبه الله: ان کا محاسبہ کرے گا جو کچھ اس کی تعریف میں جانتا ہو اس میں جھوٹ نہ

بولے۔ اگر وہ اس کے خلاف گمان کرتا ہو تو گناہ میں مبتلا ہوگا۔ ولا یزکی: تعریف نہ کرے اور عیوب سے قطعی طور پر اس کی طہارت ب براءت نہ کرے۔

فوائد: (۱) لوگوں کی جھوٹی تعریف اس بات سے نہ کرے جو ان میں نہ ہو۔ اگر ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو تو غالب گمان کے ساتھ تعریف کرے کہ یہ بات میرے گمان میں ان میں پائی جاتی ہے اور اس طرح کہے میرا خیال ہے کیونکہ ان کی حقیقت حال کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۷۹۲ : وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَجَعَلَ يَحْثُوْ فِيْ وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ : فَقَالَ لَهٗ عُثْمَانُ : مَا شَاْنُكَ؟ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا رَاَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۹۲: حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ' مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصداً گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ فِي النَّهْيِ، وَجَآءَ فِي الْاِبَاحَةِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ صَحِيْحَةٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ : وَطَرِيْقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ اَنْ يُّقَالَ : اِنْ كَانَ الْمَمْدُوْحُ عِنْدَهٗ كَمَالُ اِيْمَانٍ وَّيَقِيْنٍ، وَّرِيَاضَةُ نَفْسٍ، وَّمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتَتِنُ وَلَا يَغْتَرُّ بِذٰلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهٖ نَفْسُهٗ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَّلَا مَكْرُوْهٍ، وَّاِنْ خِيْفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ كُرِهَ مَدْحُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ كَرَاهَةً شَدِيْدَةً، وَعَلٰى هٰذَا التَّفْصِيْلِ تُنَزَّلُ الْاَحَادِيْثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِيْ ذٰلِكَ - وَمِمَّا جَآءَ فِي الْاِبَاحَةِ قَوْلُهٗ ﷺ لِاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : "اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" : اَيْ مِنَ الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيْعِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُوْلِهَا - وَفِي الْحَدِيْثِ الْاٰخَرِ : "لَسْتَ مِنْهُمْ" : اَيْ لَسْتَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْبِلُوْنَ اُزُرَهُمْ خُيَلَاءَ وَقَالَ لِعُمَرَ : "مَا

یہ احادیث تو ممانعت کی ہیں اور بہت ساری صحیح احادیث اس کے جواز کی بھی ہیں علماء نے ان احادیث کو اس طرح جمع کیا کہ اگر ممدوح شخص ایمان و یقین میں کامل ہو اور ریاضت نفس اور پوری معرفت بھی اس کو حاصل ہے وہ تعریف سے فتنے میں مبتلا نہ ہو اور وہ دھوکے میں پڑے اور نہ ہی اس کا نفس اس کے ساتھ کھیلے تو اس وقت تعریف منہ پر نہ حرام ہے نہ مکروہ اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں کسی کا خطرہ ہو تو پھر سامنے تعریف کرنا منع ہے اور اس تفصیل پر احادیث مختلف جمع ہو جائیں گی۔ جواز کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ "مجھے اُمید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کو جنت کے سب دروازوں میں سے پکارا جائے گا"۔ اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا "تو ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر کی وجہ سے چادر ٹخنوں کے نیچے لٹکاتے ہیں"۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا

رَاكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ" وَالْاَحَادِيْثُ فِي الْاِبَاحَةِ كَثِيْرَةٌ وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِّنْ اَطْرَافِهَا فِيْ كِتَابِ الْاَذْكَارِ۔

ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر اور راستے اختیار کرتا ہے''۔
اس باب میں اباحت کے جواز کی بہت ساری روایات جن میں سے کچھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر کی ہیں۔

تخریج:رواہ مسلم في الزهد' باب النهي عن المدح۔

اللغات: عمد: قصد کیا۔ جثا: گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ یحثو: وہ پھینکتا ہے۔ الحصباء: کنکریاں۔

فوائد:(۱) تعریف کرنے والوں کی بت کی طرف کان نہ لگانے چاہئیں اور ان کی تعریف پر ان کو بدلہ نہ دینا چاہئے۔ بعض نے کہا ان کو کنکریاں مارنا اور مٹی پھینکنا بھی جائز ہے۔(۲) حقیقت میں یہ سد ذرائع کے باب سے ہے تاکہ تعریف جھوٹ اور کمائی کا ذریعہ نہ بن جائے اور ممدوح خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو۔

۳۶۲ :بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوْجِ مِنْ بَلَدٍ وَّقَعَ فِيْهَا الْوَبَآءُ فِرَارًا مِّنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُوْمِ عَلَيْهِ!

بَابٌ: اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے (کی کراہت) جہاں وباء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے وباء ہو وہاں آنے کی کراہت

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ [النساء:۷۸] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة:۱۹۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پا لے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعہ میں ہو''۔(النساء)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو''۔(البقرۃ)

حل الایات: بروج: قلعے۔ مشیدۃ: مضبوط بلند۔ التھلکۃ: ہلاکت۔

۱۷۹۳ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ اُمَرَآءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ – فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ – قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :فَقَالَ لِيْ عُمَرُ :اُدْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَآءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا – فَقَالَ بَعْضُهُمْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَّلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ

۱۷۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب جب شام کی طرف تشریف لے گئے جب آپ مقام سرغ میں پہنچے تو آپ کو لشکروں کے امراء' ابوعبیدہ اور ان کے اصحاب ملے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہاجرین اوّلین کو بلا لاؤ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے مشورہ کیا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے پس انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ آپ اس کام سے رجوع کریں۔ دوسروں نے کہا آپ کے پاس بقیہ لوگ اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم نہیں خیال کرتے کہ آپ ان سے آگے بڑھ کر اس وباء میں جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم میرے پاس

عَنْهُ- وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ - فَقَالَ :ارْتَفِعُوْا عَنِّىْ - ثُمَّ قَالَ :ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ :ارْتَفِعُوْا عَنِّىْ - ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِىْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَّشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِّنْ مُّهَاجِرَةِ الْفَتْحِ ، فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوْا : نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَآءِ ، فَنَادٰى عُمَرُ فِى النَّاسِ :اِنِّىْ مُصَبِّحٌ عَلٰى ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ ، فَقَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ : اَفِرَارًا مِّنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ :لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ! وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهٗ ، نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ ، اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهٗ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَّالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ، وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟ قَالَ :فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِىْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ ، فَقَالَ : اِنَّ عِنْدِىْ مِنْ هٰذَا عِلْمًا ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ :"اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ". فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے اٹھ جاؤ۔ پھر مجھے کہا کہ انصار کو بلاؤ پس میں نے ان کو بلایا اور آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور اس طرح اختلاف کیا جیسا کہ انہوں نے کیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: میرے پاس قریش کے بوڑھے لوگوں میں سے بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی۔ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف کیا بلکہ سب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ جائیں اور اس وباء کی طرف آگے نہ بڑھیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ ہم صبح واپسی کے لئے سوار ہوں گے تم بھی تیاری کر لو۔ اس پر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ یہ بات اے ابوعبیدہ تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف ناپسند کرتے تھے)۔ آپؓ نے فرمایا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں تم یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں کہ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا قہر زدہ۔ کیا ایسا نہیں کہ اگر آپ اونٹوں کو سرسبز حصے میں چرائیں گے تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ قحط زدہ حصہ میں جائیں تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے غائب تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن عوف ایک ایسی شخصیت معلوم ہوتے ہیں (یعنی شاید انہیں علم ہو) انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم کسی زمین کے بارے میں وباء کا سن لو تو وہاں مت جاؤ اور اگر وباء ایسے علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے راہِ فرار اختیار نہ کرو۔ پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف کی کہ (ان کی رائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مشابہ نکلی) اور آپ وہیں سے لوٹ آئے۔ (بخاری ومسلم)

وَالْعُدْوَۃُ :جَانِبِ الْوَادِیْ۔ اَلْعُدْوَۃُ : وادی کا کنارہ۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الطب' باب ما یذکر فی الطاعون و مسلم فی کتاب السلام' باب الطاعون و الطیرۃ و الکھانۃ۔

اللغات: سرغ: حجاج شام کا ایک ٹھہرنے کا مقام ہے مدینہ سے اس کا فاصلہ تیرہ مرحلہ ہے۔ علامہ دمامنی یہ تبوک کی بستی ہے شام سے قریب ہے۔ **الاخبار**: علامہ نووی فرماتے ہیں یہ اہل شام کے پانچ شہر ہیں۔ فلسطین' اردن' دمشق' حمص' نسرین۔ **الوباء**: طاعون' طاعون وبائی موت ہے موت میں مبتلا کرنے والا مرض ہے پھر اس کا نام طاعون رکھا گیا۔ **المھاجرین الاولین** جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی۔ **لامر**: دشمن سے لڑائی۔ **سلکو اسبیل المھاجرین**: اختلاف والے میں ان کے راستے کو اختیار کیا۔ **مھاجرۃ الفتح**: بعض نے کہا وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ بعض نے کہا جنہوں نے فتح مکہ کے موقعہ پر اسلام قبول کیا اور اس کے بعد ہجرت کی۔ **مصبح علی ظھرہ**: سفر کرنے اور لوٹنے والا ہوں۔ **خصبۃ**: گھاس اور چراگاہوں والی۔ **جدبۃ**: قحط زدہ جس میں چراگاہ نہ ہو۔

۱۷۹٤ : وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ : "اِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُوْنَ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ فِیْهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۷۹۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی زمین میں وبا پھیلنے کا سنو تو اس میں مت داخل ہو اور جب ایسی زمین میں واقع ہو جائے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے مت نکلو''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الطب' باب ما یذکر فی الطاعون و مسلم فی السلام' باب الطاعون و الطیرۃ والکھانۃ۔

فوائد: (۱) امام المسلمین کو شوریٰ سے عوام کے لئے مشورہ کرنا چاہئے۔ البتہ شوریٰ کی رائے امام پر لازم نہیں۔ (۲) جہاں وباء ہو وہاں داخلہ ممنوع ہے اور جہاں ہو وہاں سے بھاگنا مکروہ ہے۔ یہ بات حفظان صحت کے سلسلہ میں معروف ہے۔ یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں کیونکہ اسباب کو اختیار کرنا اور ہلاکت کے مقامات سے دور رہنا توکل علی اللہ کے نتائج میں سے ہے۔ (۳) مرض میں باذن اللہ تعدیہ اور انتشار ثابت ہے بذات خود بیماری میں تعدیہ نہیں ہے۔ (۴) انسان جو کچھ کرتا ہے اور جو کچھ چھوڑتا ہے یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے البتہ انسان اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ خطرے کے مواقع سے بچتا رہے۔ (۵) قیاس مشروط و جائز ہے۔ (۶) امت کے قائدین اور حکام پر لازم ہے کہ وہ امت کو اس راستے پر چلائیں جس میں امت کی سلامتی ہو اور تفریط میں انکو مبتلا نہ کریں یا ہلاکت کی طرف ان کو دھکیلیں۔

۳۶۳ : بَابُ التَّغْلِیْظِ فِیْ تَحْرِیْمِ السِّحْرِ

بَابٌ : جادو کی حرمت میں شدت (سختی) کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرۃ:۲: ۱۰۲] الایۃ.

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ''سلیمان علیہ السلام نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے''۔ (البقرۃ)

حل الایات: وما کفر سلیمان: انہوں نے جادو نہیں کیا سحر کو تغلیظاً کفر سے تعبیر فرمایا کیونکہ وہ کفر تک پہنچانے والا ہے جبکہ وہ اسکو حلال سمجھے۔ السحر: اس کا طلاق لطافت اور جمال پر بھی ہوتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے طبیعة ساحرة: اور کسی چیز کو اس شکل سے دوسری شکل میں بدلنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ دیکھنے والے کے دیکھنے کا مطابق ہوتا ہے۔ بعض نے کہا سحر صرف تخیل ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بعض نے کہا اس کی حقیقت تو عادت کے خلاف ہوتی ہے مگر اسکا مقابلہ ممکن ہے۔ سحر کبیرہ گناہ ہے بعض نے کہا کفر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ساحر خیال کرتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا پس یہ شرک باللہ کی قسم بن گئی۔

١٧٩٥ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: "اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ ، وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ، وَاَكْلُ الرِّبَا ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ ، وَالتَّوَلِّیْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' کسی کی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے البتہ حق کے ساتھ جائز ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' میدان جنگ سے بھاگنا اور بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الوصایا فی' باب قول الله تعالی ان الذین یاکلون اموال الیتمی و رواه فی' باب الحدود و المحاربین و مسلم فی کتاب الایمان باب بیان اکبر الکبائر۔

اللغات: الموبقات: ہلاکت میں ڈالنے والی۔ التولی یوم الزحق: میدان جنگ سے بھاگنا۔ قذف المحصنات: پاک دامن پر تہمت زنا۔ الغافلات: بے حیائی سے بے خبر متہم کیا حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔

فوائد: (۱) یہ امور اس لئے حرام ہیں کیونکہ یہ ایسے مہلکات سے ہیں جو عذاب کا باعث ہیں اس کا بیان باب اموال الیتیم میں گزرا۔ (۲) جادو کی حرمت میں شدت کا اندازہ تاکید کے لئے اختیار کیا۔

٣٦٤ : بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْمُسَافِرَةِ بِالْمُصْحَفِ اِلٰی بِلَادِ الْكُفَّارِ اِذَا خِیْفَ وُقُوْعُهٗ بِاَیْدِی الْعَدُوِّ

باب: قرآن مجید کو کفار کے علاقوں کی طرف لے کر سفر کرنے کی ممانعت جبکہ قرآن مجید کا دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا خطرہ ہو

١٧٩٦ : عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۶: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ قرآن ساتھ لے کر (اگر بے حرمتی کا خطرہ ہو تو) دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الجهاد' باب السفر بالمصاحف الی الارض العدو ومسلم فی کتاب الامارة' باب النهی ان یسافر بالمصحف الی الارض الکفار۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کو ساتھ لے کر دشمنوں کے علاقوں کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔ جبکہ خدشہ یا غالب گمان ہو کہ قرآن مجید انکے ہاتھوں میں آ جائیگا اور یہ اسلئے تاکہ وہ قرآن کی توہین نہ کریں اور اگر امن ہو تو اسکو لے کر سفر کرنا مکروہ ہے۔ احتیاطاً اور سد ذرائع کے طور پر۔

٣٦٥ :بَابُ تَحْرِيْمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَاِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَآئِرِ وُجُوْهِ الْاِسْتِعْمَالِ

بَاب: کھانے پینے اور دیگر استعمالات میں سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت

١٧٩٧ :عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ :"اِنَّ الَّذِيْ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ"۔

۱۷۹۷: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الشربة' باب انیة الفضه و مسلم فی کتاب اللباس و الزینة' باب تحریم استعمال وفی الذھب والفضة۔

اَللُّغَات: یجرجر: مصباح میں فرمایا کہ فلاں نے پانی حلق میں گھونٹ گھونٹ کر کے مسلسل ڈالا جب کہ وہ پانی مسلسل گھونٹ گھونٹ کر کے آواز کے ساتھ حلق میں لے جائے۔ یہ جرجرہ کا لفظ اس غٹ غٹ کی آواز سے کنایہ ہے مراد اس سے آگ کا اس کے پیٹ میں ڈالا جاتا ہے۔

١٧٩٨ :وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيْرِ ، وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ : "هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:"لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا"۔

۱۷۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے ریشم اور باریک ریشم، سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ (چیزیں) ان کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے جنت میں ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم موٹے ریشم کو مت پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پیو اور نہ اس کے پیالوں میں کھاؤ۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الاشربة' باب الشرب فی انیة الفضة و مسلم فی کتاب اللاب و الزینة' باب تحریم استعمال اناء الذھب۔

اَللُّغَات: الدیباج: ریشم کی ایک قسم ہے بعض نے کہا موٹا ریشم اور بعض نے کہا تانا و بانا جس کپڑے میں ریشم ہو۔ لھم: کفار کے لئے۔ صحاف: جمع صحفة کھانے کا برتن جس سے پانچ آدمی سیر ہوں۔

۱۷۹۹ :وَعَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ : كُنْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِّنَ الْمَجُوْسِ ، فَجِيْءَ بِفَالُوْذَجٍ عَلٰى اِنَاءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَلَمْ يَاْكُلْهُ فَقِيْلَ لَهٗ حَوِّلْهُ ، فَحَوَّلَهٗ عَلٰى اِنَآءٍ مِّنْ خَلَنْجٍ وَّجِيْءَ بِهٖ فَاَكَلَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ.

"اَلْخَلَنْجُ" :اَلْجَفْنَةُ.

۱۷۹۹: حضرت انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے ایک گروہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا تو حضرت انسؓ نے اسے نہ کھایا۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ اس کو بدل دیں۔ انہوں نے لکڑی کے پیالے میں تبدیل کیا اور ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کھا لیا۔ (بیہقی) صحیح سند کے ساتھ۔

اَلْخَلَنْجُ :پیالا۔

تخریج:رواہ البیھقی۔

اللغات: فالوذج:صلوئی کی ایک قسم۔ خلنج:ایک درخت کی لکڑی کا بنا ہوا برتن۔ الجفنة: یہ برتن صحفہ سے بڑا ہوتا ہے۔

فوائد:(۱) سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے خواہ کھانے کے لئے ہو یا پینے کے لئے یا ورکسی استعمال میں لایا جائے کیونکہ اس میں تکبر اور بڑھائی ہے۔ اسی طرح ان برتنوں کو زینت کے لئے رکھنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ جس کا استعمال حرام ہو اسکا لینا اور بنانا حرام ہے۔ سونے کے برتنوں کا استعمال کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ شدید وعید اس سلسلے میں وارد ہے۔ البتہ علماء نے عوتوں کے لئے سونے چاندی سے تزین کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی کا استعمال۔ (۲) ریشم کی تمام اقسام حرام ہیں اور ہر وہ کپڑا جس کا اکثر حصہ ریشم ہو مردوں کے لئے استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں تکبر اور ایسی نرمی ہے جو مردوں کی بہادری کے خلاف ہے۔ نیز اس میں کفار سے مشابہت ہے۔ البتہ جو آدمی کسی بیماری کی وجہ سے استعمال کرے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (۳) کفار کے ساتھ کھانے' پینے اور لباس میں مشابہت سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۴) باقی اور قائم رہنے والے بدلے کو چھوڑ کر فنا ہونے والے بدلے پر رک جانا کس قدر محرومی ہے۔

۳۶۶ :بَابُ تَحْرِيْمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْبًا مُّزَعْفَرًا

باب: مرد کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کی حرمت

۱۸۰۰ :عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۰۰: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ آدمی زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (بخاری اور مسلم)

تخریج :رواہ البخاری فی کتاب اللباس' باب التز عفر للرجال و مسلم فی کتاب اللباس' باب انھی عن التزعفر للرجال۔

اللغات: یتزعفر: زعفران سے کپڑے کو رنگ دے۔ یا جسم پر زعفران ہے زعفران جڑی بوٹی ہے۔

۱۸۰۱ :وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَاَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ : "اُمُّكَ اَمَرَتْكَ بِهٰذَا؟" قُلْتُ : اَغْسِلُهُمَا؟ قَالَ : "بَلْ

۱۸۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصفر (زرد رنگ) سے رنگے ہوئے دو کپڑے مجھے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا تیری والدہ نے ان کے پہننے کا حکم دیا؟ میں نے کہا' کیا میں ان کو دھوڈالوں؟ فرمایا

اَحْرِقْهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ ، فَقَالَ : "إِنَّ هٰذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بلکہ جلا دو۔ ایک روایت میں ہے یہ کفار کے کپڑے ہیں۔ پس ان کو مت پہنو۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب اللباس، باب النھی عن لبس الرجل الثوب المعصفر۔

اللغات: **معصفرین**:عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے یاعصفر معروف جڑی بوٹی ہے۔

فوائد: (۱) زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے یا عصفر سے رنگے ہوئے کپڑے مردوں کے لئے پہننے ممنوع ہیں۔ بعض علماء نے اسی نہی کو تحریم پر محمول کیا اور بعض نے کراہت پر اور نہی کی علت یہ ہے کہ یہ کپڑے عورتوں کے لئے زینت ہیں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت مردوں کو جائز نہیں اور کفار کو ان کے پہننے کی عادت ہے اور کفار سے مشابہت بھی جائز نہیں اور نہ ان کی تقلید۔ (۲) مسلمان کو اپنے امتیازی شرعی لباس میں رہنا چاہئے کفار کی نقل وتقلید سے بچنا چاہئے۔

۳۶۷ :بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ

بَاب: دن سے رات تک خاموش رہنے کی ممانعت

۱۸۰۲ : عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : حَفِظْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : "لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۸۰۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں اور دن سے رات تک خاموش ہونے کی حیثیت نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ : كَانَ مِنْ نُسُكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصُّمَاتُ فَنُهُوْا فِي الْإِسْلَامِ عَنْ ذٰلِكَ وَاُمِرُوْا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيْثِ بِالْخَيْرِ۔

امام خطابی نے اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ دور جاہلیت (قبل از اسلام) میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی جبکہ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور ذکر یا اچھی بات کا حکم دیا گیا۔

تخریج:رواہ ابو داؤد فی الوصایا، باب ماجاء متی ینقطع الیتم۔

اللغات: **لایتم**:یتیم لغت میں اکیلا ہونا' یتیم اصطلاح میں وہ بچہ جس کا والد فوت ہوجائے اور وہ نابالغ ہو۔ **احتلام**:مردوعورت کا منی خارج ہونا یا بلوغ بالسن کا بھی یہی مطلب ہے۔ **صمات**:خاموشی اور کلام سے رکنا۔ **نسک الجاھلیة**:یہ زمانہ جاہلیت کی وہ عبادت ہے کس کو وہ تقرب الٰہی کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔

۱۸۰۳ : وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ : دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى امْرَاَةٍ مِّنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ ، فَرَاٰهَا لَا تَتَكَلَّمُ فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوْا :حَجَّتْ مُصْمِتَةً - فَقَالَ لَهَا : تَكَلَّمِيْ فَاِنَّ هٰذَا لَا

۱۸۰۳: قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو زینب کہا جاتا تھا۔ اس کو دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کیا ہے کہ یہ بات نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا کہ اس نے خاموش رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا: تُو بات کر یہ خاموشی اسلام میں

يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

جائز نہیں بلکہ جاہلیت کا وطیرہ ہے پس اس نے بات چیت شروع کر دی۔ (بخاری)

تخريج: رواه البخاري في كتاب بدء و الخلق' باب ايام الجاهلية۔

فوائد: (۱) بلوغت سے یتیمی اور اس کے احکامات ختم ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں خاموشی کوئی عبادت نہیں بلکہ حرام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اچھی کلام کی جائے مثلاً مہمان سے انس کی باتیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حصول علم وغیرہ۔ فحش کلام ہو یا غیبت حرام ہے۔ اس سے باز رہنا ضروری ہے۔ (۲) جس خاموشی کی نذر مانی تو اس کو پوری کرنی ضروری نہیں کیونکہ یہ حکم شرع کے مخالف ہے۔

۳۶۸ : بَابُ تَحْرِيْمِ انْتِسَابِ الْإِنْسَانِ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَتَوَلِّيْهِ غَيْرَ مَوَالِيْهِ

باب: اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت اور اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی کی نسبت کرنے کی حرمت

۱۸۰۴ : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی نے دوسرے کے باپ کی طرف نسبت کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں پس جنت اس پر حرام ہے''۔

تخريج: رواه البخاري في كتاب الفرائض ' باب من ادعى الى غير ابيه و مسلم في تاب الايمان ' باب حال ايمان من رغب عن ابيه۔

اللغات: ادعی: جھوٹی نسبت کی۔

۱۸۰۵ : وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

۱۸۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو وہ کفر ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: رواه البخاري في كتاب الفرائض' باب من ادعى الى غير ابيه و مسلم في كتاب الايمان' باب حال ايمان من رغب عن ابيه۔

فوائد: (۱) غیر باپ کی طرف نسبت کفر ہے۔ اگر کرنے والے نے یہ نسبت سمجھ کر کیا کہ یہ حرام ہے اور پھر اس نے اپنے باپ سے فقر کیوجہ سے یا غیر کی طرف نسبت کر کے جاہ حاصل کرنے کے لئے کی۔ (۲) اگر اس کو حلال و جائز تو نہیں سمجھتا تھا مگر پھر بھی غیر کی طرف نسبت کی تو یہ گناہ کبیرہ اور دخول نار کا سبب اور جنت کے ابتدائی داخلہ سے مانع ہے۔ (۳) اسلام انساب کا محافظ ہے اور والدین کا بیٹوں پر جو حق ہے اس کا احترام سکھاتا ہے۔

۱۸۰۶ : وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكِ ابْنِ طَارِقٍ قَالَ : رَأَيْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ

۱۸۰۶: حضرت یزید بن شریک بن طارق کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا۔

فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : لَا وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَاِذَا فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَآءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ، وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

"ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ" : اَيْ عَهْدُهُمْ وَاَمَانَتُهُمْ- "وَاَخْفَرَهُ" نَقَضَ عَهْدَهُ - "وَالصَّرْفُ" : التَّوْبَةُ ، وَقِيْلَ الْحِيْلَةُ - "وَالْعَدْلُ" الْفِدَآءُ۔

اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں ۔ سوائے کتاب اللہ کے اور وہ جو کہ اس صحیفے اور دستاویز میں ہیں پھر اس صحیفے کو پھیلا دیا تو اس میں اونٹوں کی عمریں اور زخموں کے احکام تھے اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیر سے ثور تک کا علاقہ مدینہ کا حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی نئی چیز ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرض عبادت اور نفلی عبادت بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔ مسلمان کا عہد ایک ہے۔ جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا۔ اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرضی یا نفلی عبادت قبول نہیں فرمائیں گے۔ جس نے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی' یا اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی۔ اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ اس کی فرض و نفل کو قبول نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ سے مراد عہد اور امانت ہے۔
اَخْفَرَ: اس نے وعدہ توڑا۔
صَرْفُ: توبہ۔
عِنْدَ الْبعض: حیلہ۔ عدل: فدیہ

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الفرائض' باب اثم من تبراء من موالیه وی فی الحزیةو الاعتصام مسلم فی کتاب العتق' باب تحریم تولی العتیق غیر موالیه و فی کتاب الحج' باب فضل المدینه۔

اللغات: **اسنان الابل**: اونٹوں کی عمروں کا بیان جو قتل کی دیت دیئے جاتے ہیں۔ **عیر**: مدینہ کے قریب ایک پہاڑ۔ **ثور**: جبل احد کے پچھلی طرف ایک چھوٹا پہاڑ۔ **احدث فیھا حدثا**: دین کے خلاف کسی بدعت کا ارتکاب کیا یا مسلمانوں کی ایذاء کا باعث بنا۔ **لعنة الله**: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا۔ **و اشیاء من الجراحات**: شرعی احکام جو حرم مکہ میں شکار کے مسائل میں مشتمل ہیں جن میں کفارہ مقرر ہے۔ **انتمی الی غیر موالیه**: اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فلاں کا آزاد کردہ ہے حالانکہ اس کو دوسروں نے آزاد کیا تھا۔

فوائد: (۱) اس روایت میں حضرت علیؓ کی زبان سے اس بات کو جھٹلایا گیا کہ میری طرف یہ نسبت غلط ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کچھ ایسی خاص باتیں بتلائیں جن کو اور کوئی نہ جانتا تھا یا میرے بارے میں وعدہ خلافت کیا۔ (۲) حرم مدینہ جبل عیر سے ثور تک ہے۔ اس میں شکار مارا نہیں جا سکتا اور نہ ہی درخت کاٹا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی مشرک و کافر داخل ہو سکتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو اس

پر فدیہ نہیں۔ البتہ کلی شکار پر فدیہ دینا پڑے گا۔ (۳) مدینہ میں معصیت بڑا گناہ ہے۔ علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ صغیرہ گناہ مدینہ میں کبیرہ بن جاتا ہے۔ (۴) کبیرہ گناہ کرنے والوں پر کسی شخص کی تعیین کے بغیر لعنت کرنا جائز ہے۔ (۵) جوان گناہوں پر بغیر توبہ مرجائے گا اور وہ ان کو حلال سمجھنے والا تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض ونفل کو قبول نہ فرمائیں گے۔ (۶) نسب میں اپنے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت شدید حرام ہے۔ اسی طرح آزاد کردہ غلام کو دوسروں کی طرف نسبت۔

۱۸۰۷ : وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: "لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰی لِغَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ - وَمَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَهٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ - وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَیْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ- وَهٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ۔

۱۸۰۷: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس آدمی نے جانتے ہوئے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی اس نے کفر کیا۔ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا' جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا دشمن اللہ کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو یہ دشنام اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری ومسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تخریج:رواه البخاری فی کتاب المناقب' باب حدثنا ابو معمر عن ابی ذرؓ انه سمع الحدیث ومسلم فی کتاب الایمان' باب بیان حال من رغب عن ربیه۔

اللغات: یتبعوا مقعدہ: آگ میں ٹھکانہ نہ بنالے۔ حار علیه: اس کی طرف لوٹ آئے گا اور وہ اپنی بات کا دوسرے سے زیادہ حقدار ہے۔ دعا رجلا بالکفر: اس کو یا کافر کہا۔

فوائد: گزشتہ فوائد سمیت' (۱) مسلمانوں پر کفر کی تہمت لگانا حرام یا ان کو اللہ کے دشمن کہنا حرام ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو وہ اس بات کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے اس میں ایسی باتوں سے بچنے کے لئے انتہائی زجر وبیخ ہے۔

۳۶۹ :بَابُ التَّحْذِیْرِ مِنَ ارْتِكَابِ مَا نَهَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ ﷺ

باب: جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہو اس کے ارتکاب سے بچنا

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ [النور:٦٣] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ [آل عمران:٢٨] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ﴾ [البروج:١٢] وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ﴾ [هود:١٠٢]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''چاہئے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے''۔ (النور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں''۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بے شک تیرے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے''۔ (البروج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اسی طرح تیرے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں۔ بے شک تیرے ربّ کی پکڑ سخت ہے' دردناک ہے''۔ (ھود)

حل الایات: فتنه: امتحان۔ یحذرکم: تمہیں ڈراتے ہیں۔ نفسه: اسکی طرف سے ہونے والے عذاب سے۔ بطش ربك: اپنے دشمنوں کو سختی سے پکڑنا۔

۱۸۰۸ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَغَارُ وَغَیْرَةُ اللّٰهِ اَنْ یَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب النکاح 'باب الغیرة و مسلم فی کتاب التوبة' باب غیرة مع اختلاف فی اللفظ۔

اللغات: یغار :وہ فواحش سے روکتا ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا اور فواحش میں مبتلا ہونے سے بچنا چاہئے کیونکہ جس نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حرمتوں کی توہین پر غضبناک ہوتے ہیں۔

۳۷۰ :بَابُ مَا یَقُوْلُهُ وَیَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَکَبَ مَنْهِیًّا عَنْهُ

باب: جو کسی ممنوع فعل یا قول کا ارتکاب کرے اس کو کیا کرے اور کہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ﴿وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ [فصلت:۳٦]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر شیطان کی چوک' اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کرو''۔ (فصلت)

وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾ [الاعراف:۲۰۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب ان میں سے کسی شخص کو شخص شیطان کا وسوسہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ہی وہ دیکھنے لگتے ہیں'' (الاعراف)

وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ، اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ﴾ [آل عمران:۱۳۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی ان سے ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخشنے گا کون اور انہوں نے اصرار نہ کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں بخشش ہے اور ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا بدلہ خوب ہے''۔ (آل عمران)

وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [النور:۳۱]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور تم سب اللہ کی بارگاہ سے اٹھے تو توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ''۔ (النور)

حل الایات: ینزغنك: اس کی طرف سے فساد کا وسوسہ پہنچے۔ نزغ: وسوسہ۔ فاستعذ: اس کے شر سے پناہ طلب

کر۔ مسهم: ان کو پہنچتا ہے طائف: شیطانی وسوسہ۔ فاحشه: کبیرہ گناہ جیسے زنا۔ استغفروا: اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔ لم یصروا: قائم نہ رہے اور اپنے گناہوں پر استمرار نہ کیا۔

۱۸۰۹ :وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ :"مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِیْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْیَقُلْ :لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالٰی اُقَامِرْكَ ، فَلْیَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے قسم اٹھائی اور یوں کہا۔ لات وعزیٰ کی قسم تو اس کو چاہئے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور جس نے قسم اٹھائی اپنے ساتھی کی خاطر اس کو چاہئے کہ یوں کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ جوا کھیلیں تو اسے چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی کتاب التفسیر فی التفسیر سورة النجم و رواه فی کتاب الادب والاستیذان والایمان و مسلم فی الایمان' باب من حلف باللات و العزی۔

اللغات: اللات: یہ طائف میں ثقیف کا بت تھا۔ العزی: وادی نخلہ میں قریش اور بنی کنانہ کا بت۔ اقامرك: میں تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہوں۔ القمار: جوا۔

فوائد:(۱) بتوں کی قسم اٹھانا حرام ہے اور اس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان پر لازم ہے کہ وہ تجدید ایمان کرے۔ (۲) جوئے کی طرف دعوت دینا حرام ہے اس کفارہ تجدید توبہ ہے اور جلدی صدقہ پیش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ان ﴿الحسنات یذهبن السیئات...... ﴾ بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی اور دور کرتی ہیں۔

۱۸۱۰ :عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِیْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰی ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ ، فَلَمَّا رُحْنَا اِلَیْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِیْنَا ، فَقَالَ :"مَا شَاْنُكُمْ؟" قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِیْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰی ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ : غَیْرُ الدَّجَّالِ اَخْوَفُنِیْ عَلَیْكُمْ :اِنْ یَّخْرُجْ وَاَنَا فِیْكُمْ فَاَنَا حَجِیْجُهٗ دُوْنَكُمْ ، وَاِنْ یَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِیْجُ نَفْسِهٖ ، وَاللّٰهُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ :اِنَّهٗ شَابٌّ قَطَطٌ عَیْنُهٗ طَافِیَةٌ كَاَنِّیْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰی بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ اَدْرَكَهٗ مِنْكُمْ فَلْیَقْرَاْ عَلَیْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ

۱۸۱۰: حضرت نواس بن سمعانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا تو کبھی اس کو حقیر اور کبھی اس کو بہت بڑا بتایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ وہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں ہے کہ جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے ہم میں اس کا اثر دیکھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپؐ نے صبح دجال کا ذکر کیا تو کبھی آپؐ نے اس کو بڑا حقیر اور کبھی اس کو اونچا دکھایا یہاں تک کہ ہم نے محسوس کیا کہ وہ توان کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں دجال کے غیر کا زیادہ خوف ہے اگر میری موجودگی میں دجال کا ظہور ہو گیا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں اس کا خروج ہوا تو پھر ہر شخص اپنے نفس کا دفاع کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر جانشین ہوگا۔ (یادرکھو) وہ دجال نوجوان اور گھنگھریالے بالوں والا ہے۔ اس کی ایک آنکھ اُبھرنے والی ہے۔ گویا اس کو عبدالعزیٰ بن قطعن سے

فَعَاثَ يَمِينًا وَّعَاثَ شِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهٗ فِي الْاَرْضِ؟ قَالَ : "اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا : يَوْمٌ كَسَنَةٍ ، وَّيَوْمٌ كَشَهْرٍ ، وَّيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ ، وَسَآئِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ" قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ؟ قَالَ : "لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِي الْاَرْضِ؟ قَالَ : كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَاْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُوْا وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَّاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَّاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ، ثُمَّ يَاْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا: اَخْرِجِيْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ، ثُمَّ يَدْعُوْا رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَآءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ ، اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ ، وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِيْ اِلٰى حَيْثُ يَنْتَهِيْ طَرْفُهٗ ، فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَاْتِيْ

تشبیہ دیتا ہوں ۔ جو آدمی اس کو پالے تو اس کو چاہئے کہ وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ عراق اور شام کے درمیانی راستے پر ظاہر ہوگا ۔ وہ دائیں اور بائیں جانب فساد پھیلائے گا ۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا' ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا ۴۰ دن جن میں ایک دن سال کے برابر اور دوسرا دن مہینے کے برابر اور تیسرا دن جمعہ کے برابر اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کے مشابہ ہوں گے ۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہے کیا اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھ لینا ہمیں کفایت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں تمہیں اس دن کی مقدار کا اندازہ لگانا ہوگا'' ۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے چلے گا؟ آپ نے فرمایا: بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو چنانچہ اس کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوگا پس ان کو دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا ۔ پس وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اُگائے گی اور ان کے چرنے والے جانور شام کو ان کی طرف واپس لوٹیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے اور ان کے تھن پہلے سے زائد بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے پہلو وسیع ہوں گے ۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دیں گے ۔ وہ جس وقت ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے ۔ ان کے ہاتھوں میں مال ذرا بھر نہیں رہے گا ۔ اس کا گزر ویرانے پر ہوگا تو وہ اس ویرانے کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے اس طرح اس کا پیچھا کریں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے ۔ پھر وہ ایک کامل آدمی کو دعوت دے گا اور تلوار سے ضرب لگا کر اس کو دو ٹکڑے کر دے گا جیسے تیر انداز کا نشانہ پھر اس کو بلائے گا تو وہ اس کی طرف اس حالت میں متوجہ ہوگا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا ۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے ۔ چنانچہ وہ دمشق کے مشرقی سفید کنارے کے پاس زرد رنگ کی چادریں پہنے اتریں گے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر ہوں گے ۔

عِيْسٰى قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِيْسٰى اَنِّيْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّيْ لَايَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِيْ اِلَى الطُّوْرِ ، وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ، فَيَمُرُّ اَوَآئِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَآءٌ ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاْسُ الثَّوْرِ لِاَحَدِهِمْ خَيْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى الْاَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَاَهٗ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ، فَيُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْاَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْاَرْضِ اَنْبِتِيْ ثَمَرَكِ ، وَرُدِّيْ بَرَكَتَكِ ، فَيَوْمَئِذٍ تَاْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ

جب سر جھکائیں گے' تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو چاندی کے موتیوں کی طرف قطرے گریں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر کو پہنچے گی' تو وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی۔ پس وہ دجّال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ باب لد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجّال سے محفوظ رکھا پس آپ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بات بتلائیں گے۔ وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان سے لڑائی کی طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجیں گے اس حال میں کہ وہ بلندی سے پھسلنے والے ہوں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرۂ طبریہ پر گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر عیسیٰ اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ایک بیل کا سر ان کے نزدیک تمہارے آج کے سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اللہ کے پیغمبرؑ ان کے ساتھی اللہ کی طرف رغبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائیں گے جس سے وہ تمام اس طرح موت کا شکار ہو جائیں گے جیسے ایک نفس مرتا ہے۔ پھر عیسیٰ اور انکے ساتھی زمین پر اتریں گے اور وہ زمین پر ایک بالشت جگہ نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی اور ان کے اصحاب اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن بختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جس سے کوئی گھر اور کوئی حصہ خالی نہیں رہے گا۔ وہ بارش زمین کو دھو کر چکنی چٹان کی طرح کر دے گی پھر زمین کو کہا جائیگا تو اپنے پھل اُگا اور برکت لوٹا۔ چنانچہ ایک جماعت انار کو کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے کام لے سکے گی اور دودھ میں برکت کر دی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک دودھ دینے والی

الْبَقَرِ لَتَكْفِى الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ ' وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِى الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّكُلِّ مُسْلِمٍ ' وَّيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُوْنَ فِيْهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کیلئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلے کو کافی ہو جائیگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نچلے حصے کو متاثر کریگی جس سے ہر مسلمان کی روح قبض کر لی جائیگی اور شریر ترین لوگ رہ جائینگے' وہ آپس میں اس طرح جماع کرینگے جیسے گدھے سر عام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

قَوْلُهٗ "خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ" : اَىْ طَرِيْقًا بَيْنَهُمَا وَقَوْلُهٗ "عَاثَ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ ' وَالْعَيْثُ : اَشَدُّ الْفَسَادِ - "وَالذُّرٰى" : الْاَسْنِمَةُ "وَالْيَعَاسِيْبُ" :ذُكُوْرُ النَّحْلِ "وَجِزْلَتَيْنِ" : اَىْ قِطْعَتَيْنِ "وَالْغَرَضُ": الْهَدَفُ الَّذِىْ يُرْمٰى اِلَيْهِ بِالنُّشَّابِ اَىْ يَرْمِيْهِ رَمْيَةً كَرَمْيَةِ النُّشَّابِ اِلَى الْهَدَفِ - "وَالْمَهْرُوْدَةُ" بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِىَ : الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ - قَوْلُهٗ "لَا يَدَانِ" :اَىْ لَا طَاقَةَ : "وَالنَّغَفُ" دُوْدٌ "وَفَرْسٰى" جَمْعُ فَرِيْسٍ ' وَهُوَ الْقَتِيْلُ "وَالزَّلَقَةُ" : بِفَتْحِ الزَّاىِ وَاللَّامِ وَالْقَافِ - وَرُوِىَ الزُّلْفَةُ بِضَمِّ الزَّاىِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ وَهِىَ : الْمِرْاٰةُ "وَالْعِصَابَةُ" الْجَمَاعَةُ "وَالرِّسْلُ" بِكَسْرِ الرَّاءِ :اللَّبَنُ "وَاللِّقْحَةُ" اللَّبُوْنُ - "وَالْفِئَامُ" بِكَسْرِ الْفَاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ الْجَمَاعَةُ - وَالْفَخِذُ" مِنَ النَّاسِ :دُوْنَ الْقَبِيْلَةِ۔

خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ :شام وعراق کا درمیانی راستہ:

عَاثَ : سخت فساد۔

الذُّرٰى: کوہان۔

يَعَاسِيْبُ :شہد کی مکھی۔

جِزْلَتَيْنِ :دوٹکڑے۔

الْغَرَضُ : وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو تیر کے نشانے کی طرح پھینکے گا۔

الْمَهْرُوْدَةُ: دال مہملہ اور معجمہ دونوں کے ساتھ رنگے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں۔

لَايَدَانِ: طاقت نہیں۔

نَغَفُ: کیڑا۔

فَرْسٰى:مقتول۔

الزَّلَقَةُ: آئینہ جماعت۔

الْعِصَابَةُ: جماعت۔

اللَّبَنُ :دودھ۔

اللِّقْحَةُ :دودھ والی۔

فِئَامُ :جماعت۔

الْفَخِذُ: قبیلہ سے چھوٹی جماعت یعنی خاندان' کنبہ یا گھرانہ۔

تخریج:رواہ مسلم فی الفتن' باب ذکر الدجال وصفتہ و مامعہ۔

اللغات: :الدجال:لغت میں کذاب کو کہتے ہیں۔ خفض ورفع:اس کی چھوٹائی اور بڑھائی کو بیان کیا اس کے فتنے کے خطرناک ہونے کی وجہ سے بعض نے کہا آپ ﷺ نے اپنی آواز کو بلند کیا اور اسکے متعلق بات کرتے ہوئے آہستہ سے فرمایا حتی ظنناہ فی طائفة

النخل: یہاں تک کہ ہم نے اس کو اتنا قریب سمجھا گویا وہ مدینہ کی کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ راحنا الیه: اس کیطرف لوٹے۔ اخوفنی: مجھے زیادہ ڈرانے اور خوف زدہ کرنے والی چیز تمہارے متعلق دجال نہیں بلکہ دوسری چیزیں ہیں۔ حجیجه: اس سے لڑنے اور اس کی حجت کو ختم کرنے والا۔ فامرئو: ہر شخص۔ قطط: گھنگھریالے بال۔ طافیه: ظاہر ہونے والی ابھرنے والی۔ عبدالعزی بن قطعن: یہ خزاعہ قبیلہ کی ایک شاخ بنو مطلق کا ایک ادمی تھا جس کی کفر پر موت آئی۔ خلة: راستہ یا جگہ شام وعراق کے درمایں۔ استد برته الریح: اس کے بعد ہوا آئی جس نے اس کو خشک کر دیا یہ زمین میں جلد اس کے خراب ہونے سے کنایہ ہے۔ فتروح: پس شام کو لوٹیں گے۔ سارحتھم: اونٹ' گائیں' بکریاں وغیرہ۔ اسبغه ضروعا: کثرت دودھ کی جوہ سے بھرے ہوئے اور لمبے۔ امده خواصر: زیادہ سیر ہونے کی وجہ سے کوکھیں کھنچی ہوئی۔ الحربة: ویرانہ۔ یدعور جلا: بعض نے کہا وہ خضر علیہ السلام کو۔ طاطا راسه قطر: جب وہ اپنا سر جھکائیں گے اس سے قطرے ٹپکیں گے۔ تحدر منه جمان کاللؤ لؤ: اس سے پانی گرے گا جو صفائی میں چاندی کے موتیوں جیسا ہوگا۔ الجمان: چاندی۔ فلا یحل لکافریجد ریح نفسه الامات: جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا کیونکہ کسی کفر کے لئے اس کے علاوہ ممکن نہیں کہ وہ زندہ رہ جائے۔ ونفسه: سبب کفر مسبب مراد ہے۔ باب لد: یہ بیت المقدس کے قریب بستی ہے۔ فحرز: جمع کرو اور طور کو ان کیلئے حفاظت کی جگہ بنا دیں گے۔ یاجوج و ماجوج: دو بڑی جماعتیں ہیں۔ من کل حدب: ہر طرف سے۔ ینسلون: جلدی کرنے والے ہوں گے۔ طبوبة: یہ معروف ندی ہے۔ فلسطین میں بحر میت کے قریب ہے۔ یرغب: عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب عاجزی اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ زھمھم: بدبو۔ الخت: اونٹ۔ لایکن صنه چھپائے گا۔ مدر: سخت مٹی۔ تحفھا: اس کے چھلکے کی گہرائی اس کو کھوپڑی سے تشبیہ دی۔ یتھارجون: گدھوں کی طرح سر عام جماع کریں گے۔

۱۸۱۱ : وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ : انْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ اِلٰی حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ حَدِّثْنِیْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الدَّجَّالِ قَالَ : اِنَّ الدَّجَّالَ یَخْرُجُ ، وَاِنَّ مَعَهٗ مَآءً وَّنَارًا ۔ فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ مَآءً فَنَارٌ تُحْرِقُ – وَاَمَّا الَّذِیْ یَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَآءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ طَیِّبٌ" – فَقَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ : وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُهٗ – مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۱۱: حضرت ربعی بن حراس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابومسعود انصاری کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں گئے۔ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا' تم مجھ سے وہ بات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجّال کے متعلق سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک دجّال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا پھر جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ خیال کرتے ہوں گے وہ عمدہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' میں نے بھی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الانبیاء' باب ماذکر من بنی اسرائیل و فی الفتن' باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن' باب ذکر الدجال وصفته۔

۱۸۱۲ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

۱۸۱۲: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "دجّال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک

"يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِيْ اُمَّتِيْ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ ' لَا اَدْرِيْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ عَامًا' فَيَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ' ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رِيْحًا بَارِدَةً مِّنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِيْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِيْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا ' وَّلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا ' فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ :اَلَا تَسْتَجِيْبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا؟ فَيَاْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ ' وَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ' ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا ' وَاَوَّلُ مَنْ يَّسْمَعُهٗ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ حَوْلَهٗ' ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ اَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللّٰهُ – مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ اَوِ الظِّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ' ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ' ثُمَّ يَقُوْلُ :يٰاَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ ' وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ : اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ : مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ' فَذٰلِكَ يَوْمٌ يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا' وَذٰلِكَ يَوْمٌ يُّكْشَفُ عَنْ سَاقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اللِّيْتُ" صَفْحَةُ الْعُنُقِ وَمَعْنَاهُ

ٹھہرے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو کے درمیان کوئی دشمنی کا نام ونشان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس سے کوئی ایک شخص جس کے دل میں ذرہ کی مقدار بھر ایمان ہوگا وہ بھی باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کے درمیان میں بھی گھسا ہوگا تو بھی وہ ہوا اس پر داخل ہو کر اُس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جن میں شہوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور پیچھا کرنے میں درندوں جیسی خون خواری ہو گی۔ وہ کسی نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی خیال کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے مثالی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا۔ تم میری بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ لوگ کہیں گے تو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ پس وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ اس کے باوجود ان کے ہاں رزق کی فراوانی ہوگی اور زندگی عیش و آرام سے گزرے گی۔ پھر صور میں پھونک ماردی جائے گی جو بھی اس کی آواز سنے گا۔ اپنی گردن کبھی اس کی طرف جھکائے گا اور کبھی اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص جو اس آواز کو سنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کو لیپ رہا ہوگا۔ وہ اس سے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور دوسرے لوگ بھی۔ پھر اللہ بارش بھیجے گا یا اُتارے گا جو پھوار جیسی ہو گی جس سے انسانی اجسام اُگیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو اسی وقت لوگ کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ (فرشتوں کو کہا جائے گا) ان کو کھڑا کرو اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔ پھر کہا جائے گا ان میں سے جہنمیوں کا گروہ نکال لو۔ پس فرشتوں کی طرف سے عرض کیا جائے گا کتنوں میں کتنے؟ تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹)۔ پس یہی دن ہوگا۔ (جو غم کی وجہ سے) بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی (مسلم)

يَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهِ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الْأُخْرٰى۔ اللِّيتُ: گردن کی طرف۔ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور دوسرا اٹھائے گا۔

تخريج:رواه مسلم فى الفتن' باب فى الدجال وهو اهون على الله عزوجل۔

اللغات: **يمكث الناس سبع سنين**:عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔ **كبد جبل**: پہاڑ کا درمیان۔ **فى خفة الطير و احلام السباع**:فساد وشر کی طرف تیزی کرنے والے ہوں گے جس طرح پرندہ اڑتا ہے اور ایک دوسرے کے پیچھے پڑنے میں پرانے درندوں کی طرح ہوں گے۔ **الاحلام**: جمع حلم' حوصلہ' اطمینان۔ **اصغى ليتا**: اپنی گردن کی جانب ادھر مائل کرے۔ **يلوط**: درست کرے گا۔ **الطل**: ہلکی بارش۔ **يكشف عن ساق**: یہ جسم کنایہ ہے۔ معاملات کے حقائق اور خوف وڈر کی سختیاں ظاہر کردی جائیں گی۔

۱۸۱۳ :وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ ' وَلَيْسَ نَقْبٌ مِّنْ اَنْقَابِهِمَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَآفِّيْنَ تَحْرُسُهُمَا' فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شہر ایسا نہیں کہ جس کو دجال روندے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔ ان کے ہر پہاڑی راستے پر فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے پس وہ مدینہ میں ریتلی زمین پر اترے گا تو مدینہ تین زلزلوں سے لرز جائے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے''۔ (مسلم)

تخريج:رواه مسلم فى الفتن' باب الدجال وهو اهون على الله عزوجل۔

اللغات: **نقب**: سوراخ اور گزرگاہ۔ **اسبخة**: ایسی ریت والی زمین جو اپنی نمکینی کی وجہ سے کچھ بھی نہ اگائے۔

۱۸۱۴ :وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : "يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اِصْبِهَانِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اصفہان کے ستر ہزار یہودی جن پر سبز رنگ کے جبے ہوں گے وہ دجال کی اتباع کریں گے''۔ (مسلم)

تخريج:رواه مسلم فى الفتن' باب فى بقية عن احاديث الدجال۔

اللغات: **اصبهان**: یہ ایران موجودہ کا ایک شہر ہے۔ **الطيالسة**: جمع طيلسان: وہ نئی روئی کے کپڑوں کو کہتے ہیں۔

۱۸۱۵ :وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ :"لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۱۵: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ''لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوں گے''۔ (مسلم)

تخريج:رواه مسلم فى الفتن باب فى بقية من احاديث الدجال۔

اللغات: **لينفرن**: وہ نفرت وکراہت بھاگ جائیں گے۔

۱۸۱۶ :وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۸۱۶: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں

عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرَ مِنَ الدَّجَّالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجّال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ خطرناک نہیں''۔(مسلم)

تخریج:رواه مسلم فی الفتن'باب فی بقية من احاديث الدجال۔

١٨١٧ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَتَلَقَّاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ – فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اِلٰى اَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُوْلُ :اَعْمِدُ اِلٰى هٰذَا الَّذِیْ خَرَجَ– فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُوْلُ : مَا بِرَبِّنَا خَفَآءٌ! فَيَقُوْلُوْنَ : اقْتُلُوْهُ فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : اَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَحَدًا دُوْنَهٗ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ اِلَى الدَّجَّالِ ، فَاِذَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ : يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا الدَّجَّالَ الَّذِیْ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَيَاْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَبَّحُ فَيَقُوْلُ : خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ ، فَيُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَبَطْنُهٗ ضَرْبًا: فَيَقُوْلُ :اَوَ مَا تُؤْمِنُ بِیْ فَيَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ! فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ ، ثُمَّ يَمْشِی الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِیْ قَائِمًا ، ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِیْ؟ فَيَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُ فِيْكَ اِلَّا بَصِيْرَةً ، ثُمَّ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ بَعْدِیْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ ، فَيَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا فَيَاْخُذُهٗ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ

١٨١٧: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''دجّال نکلے گا تو اس کی طرف ایک مؤمن جائے گا۔پس اس کی دجّال کے پہرے داروں سے ملاقات ہوگی وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جا رہا ہے؟ وہ کہے گا میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جس نے خروج کیا ہے یعنی دجّال۔ وہ کہیں گے کیا تو ہمارے ربّ پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مؤمن کہے گا ہمارے ربّ کی ذات میں تو خفاء نہیں (بلکہ وہ قدرتوں سے ظاہر ہے) وہ آپس میں کہیں گے کہ اس کو قتل کر دو۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہارے ربّ نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کر رکھا؟ چنانچہ وہ اسے دجّال کے پاس لے آئیں گے۔ جب مؤمن اسے دیکھے گا تو کہے گا یہی وہ دجّال ہے۔جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ دجّال ان کے متعلق حکم دے گا۔اس کو پیٹ کے بل لٹا دو۔ پھر کہے گا اس کو پکڑو اور اس کے سر پر زخم لگاؤ۔ پھر اس کی پیٹھ اور پیٹ پر ضربات سے چپٹا کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے دجّال کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا تو مسیح کذاب ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حکم دیا جائے گا اور اس کو آرے کے ساتھ دو ٹکڑوں میں چیر دیا جائے گا۔ پھر دجّال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔ پھر اسے حکم دے گا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجّال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ پس وہ جواب دے گا میری تیرے متعلق بصیرت میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر وہ مؤمن کہے گا۔اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔ پس دجّال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دے گا لہٰذا دجّال اس کے قتل کا کوئی راستہ نہیں پائے گا۔ تو دجّال اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر آگ میں پھینک دے گا۔

اَنَّهٗ قَذَفَهٗ اِلَى النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِیَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ بِمَعْنَاهُ "اَلْمَسَالِحُ" اَلْخُفَرَآءُ وَالطَّلَائِعُ۔

لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے مگر حقیقت میں وہ جنت میں ڈالا گیا۔ پس رسول اللہؐ نے فرمایا یہ شخص رب العالمین کے ہاں شہادت میں اس زمانے کے لوگوں میں سب سے بڑا ہوگا۔ (مسلم) بخاری نے بھی اسی کے ہم معنی بعض حصے کو روایت کیا ہے۔
اَلْمَسَالِحُ: پہریدار اور جاسوس۔

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب صفة الدجال و تحریم المدینة علیه و البخاری فی الفتن باب لا یدخل الدجال المدینه و فضائل المدینه۔

اللغات: رجل: بعض نے کہا وہ خضر ہوں گے (مگر کسی صحیح روایت سے اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا)۔ **تعمد**: وہ قصد کرے گا۔ **یشبح شبحوہ**: سر اور چہرے کے زخم کو کہتے ہیں۔ **یوشر بالمنشار**: آرے سے چیر دیا جائے گا۔ **مفرقه**: درمیان سر مانگ کی جگہ۔ **ترقوقه**: ہنسلی کی ہڈی سینے اور کندھے کے درمیان والی ہڈی۔ **نحاسا**: حقیقۃً تانبا بنا دیا جانے کا بھی احتمال ہے یا ذبح پر قدرت نہ ہونے سے کنایہ ہے۔

۱۸۱۸: وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَاَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهٗ، وَاِنَّهٗ قَالَ لِیْ: "مَا يَضُرُّكَ" قُلْتُ: اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ: اِنَّ مَعَهٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَهْرَ مَآءٍ، قَالَ: "هُوَ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۱۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجال کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا اور کسی نے نہیں پوچھا اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا، وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کو بچا لینا ان کے ہاں اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الفتن، باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن، باب فی الدجال و هو اهون علی الله عزوجل۔

اللغات: **هو اهون علی الله من ذلك**: کہا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ دجال اس سے بھی زیادہ حقیر زیادہ ذلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مال کو جو اس کے پاس ہے اس کی سچائی کی علامت بنا دے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ کی علامت کو اس کے نقص اور قبیح کال میں ظاہر کر دیا۔

۱۸۱۹: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ، اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِاَعْوَرَ، مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۱۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار بے شک وہ کانا ہے اور بلاشبہ تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر لکھا ہوا ہے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الفتن، باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن، باب ذکر الدجال و صفة مامعه۔

۱۸۲۰: وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

۱۸۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

اللّٰہِ ﷺ: "اَلَا اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِہٖ نَبِیٌّ قَوْمَہٗ: اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّہٗ یَجِیْءُ مَعَہٗ بِمِثَالِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّھَا الْجَنَّۃُ ھِیَ النَّارُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ﷺ نے فرمایا: "کیا تم کو وہ بات دجال کے بارے میں نہ بتاؤں' جو کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں بتائی؟ بلاشبہ وہ کانا ہے اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ جیسی چیز ہوگی پس جس کو وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الانبیاء' باب قول تعالیٰ: ﴿ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ﴾ و مسلم فی الفتن' باب ذکر الدجال و صفۃ معامعہ۔

۱۸۲۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ذَکَرَ الدَّجَّالَ بَیْنَ ظَھْرَانِیِ النَّاسِ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّ عَیْنَہٗ عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۸۲۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا لوگوں کے درمیان تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ خبردار مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے' اس کی آنکھ گویا ابھرنے والا انگور ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الفتن' باب ذکر الدجال و فی الانبیاء و التعبیر و مسلم و الایمان' باب ذکر المسیح بن مریم و المسیح الدجال و فی الفتن' باب ذکر الدجال۔

اللغات: بین ظھر انی الناس: لوگوں کے سامنے' ان کی موجودگی میں۔

فوائد: دجال کے ظاہر ہونے کا ثبوت اور اس کی علامت کا تذکرہ اور اس کے فساد پھیلانے کا زمانہ اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور قتل دجال' ان احادیث کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جن میں سے اس کے ظہور کی قطعیت ثابت ہوتی ہے۔ ان احادیث کے ہوتے ہوئے اس میں شک کا کوئی دخل نہیں۔ ڈاکٹر محمد سعید رمضان بوطی نے دجال کے متعلق تفصیلی بحث اپنی کتاب "کبری الیقینیات" میں ذکر کی ہے ہم ذیل کے اقتباسات اس سے نقل کر رہے ہیں۔

(۱) دجال اصلاً ایک یہودی آدمی ہے جس کو دجال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا جھوٹ اور دجل انتہائی زیادہ ہے اور حق و باطل کے ساتھ ملانے میں اسکو فرق عادت کے طور پر قدرت حاصل ہے۔ (۲) وہ مشرق کی جانب سے ظاہر ہوگا۔ لوگوں کے درمیان صلاح و استقامت کا دعویدار ہوگا پھر الوہیت کا دعویٰ کر دے گا۔ (۳) اس کی دعوت پر بہت سے لوگ قبولیت اختیار کریں گے جن کی اکثریت یہود سے ہو گی۔ اس کے متعلق احادیث تمام سنت کی کتابوں میں وارد ہیں ان میں ڈرایا گیا اور اطلاعات مہیا کی گئیں اور اس کے ایسے حالات ذکر کئے کہ اس کے ظہور میں کسی کو شک کی مجال نہیں۔ (۴) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر تم کہو کہ کس طرح کھلی نشانیاں اس کے ہاتھ پر ظاہر کریں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا' حالانکہ یہ ان بڑی علامات میں سے ہے جو نبوت کی ہوتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ہاتھ پر اس قسم کی باتوں کا ظہور لوگوں کی آزمائش کے لئے ہوگا۔ اس لئے کو لوگوں کے پاس اسکے باطل ہونے واضح دلیلیں موجود ہیں مثلاً کانا ہونا' اس کی پیشانی پر کافی لکھا ہوا ہونا پس اس کا دعویٰ کفر کی علامات کے ساتھ مٹنے والا ہوگا اور ذاتی نقص ظاہر کر رہا ہے کہ اگر وہ معبود ہوتا تو اپنے چہرے سے اس نقص کو دور کر لیتا جب وہ لوگوں کو اس بات کیطرف بلائے گا کہ وہ ان کا رب ہے تو معمولی عقل والا بھی یہ جاننے سے رہ نہیں سکتا کہ وہ دوسرے کی خلقت کو کیا درست کرے گا جبکہ وہ اپنا نقص دور نہیں کر سکتا۔ (۵) اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ دجال ایک خطرناک' لوگوں کے لئے عظیم خطرہ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا اور ڈرایا کہ اگر اس کو بعض خرق و عادت ظاہر

کرنے کی قدرت نہ دی جاتی اور زمین کے غلات اور ارزاق کی چابیاں نہ دی جاتی تو وہ فتنہ نہ ہوتا۔(۶) جب یہ تمام باتیں معلوم ہو چکیں تو اچھی طرح سمجھ لو کہ دجال کا معاملہ یہ امور غیبیہ میں سے ہے اور رہے گا۔ عقلی بحث اس عقدہ کو کھولنے کے لئے جو نصوص صحیحہ کے ذریعہ بتلایا گیا ہے بالکل بے کار ہے کام نہیں دے سکتی اس لئے کہ ان میں سے کسی چیز کو سمجھنے کیلئے صرف عقل کا اکیلا راستہ یقینی اطلاعات ہیں۔ اگر یہ اخبار دحیہ نہ وارد ہوتیں تو ہم اسکے وجود کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے چہ جائیکہ اسکے ظہور کے ایمان و اعتقاد رکھیں۔(۷) جب اس کے ظہور کا وقت قریب آئے گا (یہ علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) اور وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا۔ اس وقت اس کا معاملہ غیب سے ظہور میں اکر حسی بن جائے گا کہ جس کو ہاتھ سے چھوا جا سکے گا۔(۸) آخر میں ہم عرض کرتے ہیں کہ جن امور غیبیہ کے متعلق صحیح اخبار وارد ہوں ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ عقلی ثبوت کی طرف جھکنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عقلی احکام کی بنیاد حس اور مشاہدہ ہے۔ مشاہدہ ضرورۃً عام غیب کے پیچھے جو کچھ ہے اسکی نفی نہیں کرتا۔ عالم غیب میں وہ کچھ ہے جس کی عقل حد بندی نہیں کر سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کی تعریف فرمائی جو غیب پر ایمان لانے والے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الذین یومنون بالغیب……﴾ وہ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

۱۸۲۲ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْیَهُوْدَ حَتّٰی یَخْتَبِیَٔ الْیَهُوْدِیُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَیَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ : یَا مُسْلِمُ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ خَلْفِیْ تَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدَ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرِ الْیَهُوْدِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے۔ یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر اور درخت مسلمان کو کہے گا یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ آ اور اس کو قتل کر دے۔ سوائے غرقہ نالی درخت کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد' باب قتال الیھود و مسلم فی الفتن' باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی ان یکون من البلاء مکان المیت۔

اللغات: الغرقد: بیت المقدس کے علاقہ میں مشہور کانٹے دار درخت ہے۔

فوائد: (۱) یہود سے مسلمانوں کی لڑائی اور ان پر غلبہ کا تذکرہ ہے۔ یہ بھی ان اخبار غیبیہ میں سے ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کا وقوع یقینی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے زمانے کو جاننے والے ہیں۔(۲) درختوں کو بولنا' پتھروں کو کلام کرنا اور ان کے پیچھے چھپنے والے یہود کی اطلاع دینا۔ یہ قدرت باری تعالیٰ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں کہ انہیں بولنے واطلاع دینے کی طاقت پیدا کر دے۔

۱۸۲۳ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَیَتَمَرَّغُ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُ : یَالَیْتَنِیْ مَکَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَیْسَ بِهِ الدِّیْنُ ' مَا بِهٖ اِلَّا الْبَلَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کا گذر قبر کے پاس سے ہوگا تو وہ آدمی اس قبر پر لوٹ پوٹ ہو کر کہے گا۔ کاش کہ میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور یہ بات دین کی حفاظت کی غرض سے نہیں ہو گی بلکہ اس کا سبب دنیا کی مصیبت ہوگی''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی التفن' باب لا تقوم الساعۃ حتی یغبط اھل القبور و مسلم فی الفتن' باب لا تقول الساعۃ حتی یمر الرجل بقبر الرجل۔

اللغات: یتمرغ: مٹی میں لت پت ہوگا۔لیس به الدين: وہ موت کی تمنا کسی دینی سبب کی وجہ سے نہ کرے گا۔ بلکہ مصائب و مشقتوں کی وجہ سے کرے گا۔

فوائد:(۱) شرور و گناہ کا اضافہ اور مصائب و آفات کا پھیلنا اس قدر زیادہ ہوگا کہ آدمی تمنا کرے گا کہ وہ مرچکا ہوتا اور یہ آپ ﷺ کی اطلاعات میں سے ہے جو آخری زمانہ میں واقع ہوں گی (بلکہ فتنہ کی شدت کے زمانہ میں اب بھی اس کا کچھ کچھ ظہور ہوتا ہے)

١٨٢٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يُقْتَتَلُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ - فَيَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ : لَعَلِّيْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا اَنْجُوْا " وَفِيْ رِوَايَةٍ : يُوْشِكُ اَنْ يَّحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہو اس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا شاید کہ میں نجات پاؤں'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''قریب ہے کہ فرات سے سونے کا ایک بڑا خزانہ ظاہر ہو جو آدمی اس وقت موجود ہو اس میں سے ذرہ بھر بھی نہ لے''۔(بخاری و مسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی الفتن' باب خروج النار و مسلم فی الفتن' باب لا تقوم الساعۃ حتی یحسر الفرات عن جبل من ذھب۔

اللغات: یحسر: کھل جائے گا۔ یہ اس کے پانی کے ختم ہونے کی وجہ سے ہوگا۔

فوائد:(۱) یہ مستقبل کی اطلاعات میں سے ہے اور امر غیبی ہے جس کی حقیقت نہیں کھلی۔ جب یہ معاملہ واقع ہوگا تو اس کی حقیقت کھلے گی۔ مسلمان کو تسلیم اور انتظار وقوع کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔(۲) اس مال سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ کوئی چیز اس میں سے سوائے لڑائی کے حاصل نہ ہوگی اس لئے سلامتی دور رہنے میں ہے۔

١٨٢٥ : وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ، وَاٰخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا ، حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۵: حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں: ''لوگ مدینہ کو ہر قسم کی سہولت ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور وہاں عوافی کا مسکن بن جائے گا۔عوافی سے مراد درندے اور پرندے ہیں۔آخری وہ آدمی جن پر قیامت قائم ہوگی وہ مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو مدینہ کی طرف رخ کئے اپنی بکریوں کو ہانک کر لا رہے ہوں گے کہ اسے وحشیوں کا مسکن پا کر واپس لوٹیں گے۔وہ چلتے ہوئے ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے''۔(بخاری و مسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی فضائل المدینہ' باب رغب عن المدینہ و مسلم فی الحج' باب فی المدینہ حین یترکھا

اھلھا۔

اللغات: لا یغشاھا: اس کا قصد نہ کرے گا۔ ینعقان: چیخ رہے ہوں گے۔ وحوشا: جنگلی جانوروں والا ہو جائے گا کیونکہ لوگوں سے خالی ہو جائے گا۔ یا بکریاں وحشی جانوروں کیطرح ہو جائیں گی کیونکہ لوگ غائب ہو جائیں گے۔ ثنیة الوداع: الوداع کرنے کے لئے لوگ اس گھاٹی تک آتے تھے۔

فوائد: (۱) مستقبل کے متعلق خبر ہے۔ یہ غیبی معاملہ ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ علوم نبوت اور اخبار غیبیہ سے ہے۔ لوگ قیامت کے قریب مدینہ کو چھوڑ جائیں گے اور شہوات کی خاطر دوسرے شہروں کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ حالانکہ وہ ان دنوں بہترین اور پاکیزہ شہروں میں سے ہوگا۔ (۲) قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یہ پہلے زمانے میں ہوا اور ختم ہو چکا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ مدینہ کے احسن وطیب ہونے کے باوجود خلافت عاق وشام منتقل کی گئی اور اس وقت کے باوجود مدینہ دین و دنیا کے اعتبار سے دنیا سے سب سے بہتر شہر تھا۔ دین میں اس لئے کہ علماء وہاں کثرت سے تھا اور دنیا میں اس لئے وہاں عمارات اور کھیتیاں اور خوشحالی کو دور دورہ تھا۔ (دنیا کا مقصد سکون ہے تو مدینہ میں پہنچ کر جو سکون کی فضا ملتی ہے وہ مکہ کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں)۔

۱۸۲۶ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: "یَكُوْنُ خَلِیْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِكُمْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَحْثُوا الْمَالَ وَلَا یَعُدُّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۲۶: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک خلیفہ تمہاری طرف آخری زمانے میں ہوگا جو مال اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کے دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن' باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی۔

اللغات: یحثو: کثرت سے مال دیتا ہے۔ ولا یعدہ: اس کو شمار نہیں کرتا نہ کثرت کی وجہ سے گنتا ہے۔

فوائد: (۱) آخری زمانہ میں مال کثرت سے ہو جائے گا۔ کہ خلفاء مال بغیر گنتی اور شمار کے دیں گے۔ اس کا حقیقی مفہوم تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کیونکہ آپ تو وحی سے خبر دینے والے ہیں۔

۱۸۲۷ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: "لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَطُوْفُ الرَّجُلُ فِیْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَاْخُذُهَا مِنْهُ ' وَیُرَی الرَّجُلُ الْوَاحِدُ یَتْبَعُهٗ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً یَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۲۷: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر چکر لگاتا پھرے گا مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا اور ایک آدمی دیکھا جائے گا کہ چالیس چالیس عورتیں اس کی پناہ میں اس کے پیچھے ہوں گی اور اس کا سبب آدمیوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الزکاة' باب الترغب فی الصدقة قبل ان یوجد من لا یقبلھا۔

اللغات: یلذن بہ: اس کی پناہ حفاظت میں ہوں گی۔

فوائد: یہ حدیث نبوت کی علامات میں سے ہے۔ اس لئے لوگوں میں مال کی کثرت ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا اور آدمیوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کا ہونا بھی ضروری ہے یا تو مردوں کو ہلاک کرنے والی لڑائیوں کی وجہ سے یا عورتوں کی پیدائش کثرت سے ہوگی۔ (اس کا ظہور موجود دنیا کے حالات کو دیکھ کر سامنے آ رہا ہے)۔ بین الاقوامی اندازوں کے مطابق تمام دنیا

میں عورتوں کی اس وقت تعداد ۵۲٬۵۳ فیصد سے بھی زائد ہے۔

۱۸۲۸ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : "اشْتَرٰی رَجُلٌ مِّنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الَّذِیْ اشْتَرَی الْعَقَارَ فِیْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ ، فَقَالَ لَهُ الَّذِیْ اشْتَرَی الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَشْتَرِيْتُ الذَّهَبَ ، وَقَالَ الَّذِیْ لَهُ الْاَرْضُ : اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيْهَا ، فَتَحَاكَمَا اِلٰی رَجُلٍ ، فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاكَمَا اِلَيْهِ: اَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ اَحَدُهُمَا لِیْ غُلَامٌ ، وَقَالَ الْاٰخَرُ :لِیْ جَارِيَةٌ قَالَ :اَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَاَنْفِقَا عَلٰی اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ فَتَصَرَّفَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی۔ زمین کے خریدار نے اس زمین میں سے ایک گھڑا پایا جس میں سونا (بھرا ہوا) تھا۔ پس اُس نے اِس شخص کو کہا جس سے زمین خریدی تھی تو اپنا سونا لے لے۔ بے شک میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے تجھے زمین سب کچھ سمیت بیچی۔ دونوں نے ایک آدمی کو فیصل بنایا۔ اس شخص نے جس کو فیصل بنایا گیا ان سے کہا کہ تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کردو اور ان دونوں پر اس سونے کو خرچ کردو۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح کردیا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی الانبیاء، قبیل باب المناقب و مسلم فی الاقضية، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین۔

اللغات: عقارا: ہر قائم رہنے والی ملکیت کو کہتے ہیں مثلاً گھر، باغ وغیرہ۔

فوائد: (۱) نیکی وتقویٰ کی فضیلت ذکر کی گئی اور مشتبہ مال کو چھوڑنے کا افضل ہونا بتلایا گیا۔ اس روایت میں ماقبل اور اسلام جو شرائع تھیں انکے احکامات ذکر کیے گئے۔ یہ احکامات ہمارے لئے نہیں ہماری شریعت میں گھڑا جو بائع کا مدفون ہو وہ مطلقا بیع میں داخل نہیں کیونکہ وہ جنس بیع میں سے نہیں اور اگر ہو زمانہ جاہلیت کا مدفون نہ ہو تو اس کا حکم لقطہ کا ہے۔ جس کا پانے والا ایک سال تک اس کی شہرت و اعلان کرے گا۔ پھر اس کو ملک میں رکھا جائے گا اگر اس کے بعد مالک معلوم ہو گیا۔ تو اسکے سپرد کردے اور اگر معلوم نہ ہوسکا تو اس کا حکم ضائع ہونے والے مال کا ہے بیت المال کے سپرد کردے گا۔

۱۸۲۹ : وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "كَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ : لِصَاحِبَتِهَا : اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰی :اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ ، فَتَحَاكَمَا اِلٰی دَاوٗدَ ﷺ ، فَقَضٰی بِهٖ لِلْكُبْرٰی ، فَخَرَجَتَا عَلٰی سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ ﷺ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهٗ

۱۸۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کے بیٹے کو لے گیا۔ ایک نے ان میں سے دوسری کو کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دوسری نے کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دونوں نے فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس بچے کا فیصلہ بڑی کے حق میں کردیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور اس کی انہیں اطلاع دی تو اس پر انہوں نے کہا۔ میرے پاس چاقو لے آؤ۔ میں

بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى : لَا تَفْعَلْ ، رَحِمَكَ اللّٰهُ ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس کو دونوں کے درمیان دو ٹکڑے کر دیتا ہوں ۔ چھوٹی کہنے لگی' اللہ آپ کا بھلا کرے ایسا مت کریں وہ اسی کا بیٹا ہے۔ پس سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے لئے اس کا فیصلہ کر دیا'' ۔ (بخاری ومسلم)

تخريج:رواه البخاری فی الفرائض' باب اذادعت المراة ابناء و مسلم فی الاقضية' باب اختلاف المجتهدين۔

فوائد:(۱) علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہو کہ فطانت وفہم خداداد عطیات ہیں اسکا چھوٹے بڑے ہونے سے تعلق نہیں ۔(۲) انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد سے کوئی حکم دینا جائز ہے۔اگر چہ نص کا وجود وحی کے ذریعہ ان کے ہاں پایا جانا ممکن ہے۔اس اجتہاد سے انکا اجر اور بڑھے گا نیز انکا اجتہاد خطاء سے معصوم ہے کیونکہ وہ باطل پر رہ ہی نہیں سکتے ۔(اگر اجتہاد میں کوئی چیز کم رہ جائے گی تو فوراً وحی سے بتلا دی جائے گی)۔(۳) حق کی تلاش قرائن اور مختلف ذرائع سے جائز ہے۔اس میں اجتہاد کا اجتہاد سے ٹوٹنا لازم نہیں آتا کیونکہ جائز ہے اور ہوسکتا ہے کہ بڑی نے چھوٹی کے لئے اقرار کرلیا ہو۔

۱۸۳۰ : وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :"يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ ، وَيَبْقٰى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيْرِ ، اَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۰: حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جَو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے ۔جن کی اللہ پاک کو کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی'' ۔ (بخاری)

تخريج:رواه البخاری فی الغازی فی غزوهة الحديبيه۔

اللغات :حثالة: ہر چیز بچا کھچا ردی حصہ۔لايباليسهم الله باله: نہ ان کا وزن بلند کریں گے اور ان کا مرتبہ قائم کریں گے ۔

فوائد:(۱) نیکوں کی موت قیامت کے نشانات میں سے ہے۔(۲) اہل خیر کی اقتداء کرنے چاہئے اوران کی مخالفت سے بچنا چاہئے تاکہ انسان کہیں ان لوگوں میں سے نہ بن جائے جن کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہ ہوگی ۔(۳) آخری زمانہ میں اہل خیر چھٹ جائیں گے یہاں تک کہ جاہل لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی ۔

۱۸۳۱ :وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :جَآءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ :"مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ" اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ : وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۱: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: تم اپنے میں اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا:''سب مسلمانوں میں افضل'' یا اسی طرح کا کوئی لفظ آپؐ نے فرمایا۔ جبرائیل کہنے لگے اسی طرح وہ فرشتے بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے' وہ فرشتوں میں افضل شمار ہوتے ہیں'' ۔ (بخاری)

تخريج:رواه البخاری فی فضائل اصحاب النبی ﷺ 'باب شهود الملائكة بدرا۔

فوائد:(۱) ان صحابہ کرام کا مرتبہ جو بدر میں حاضر ہوئے ۔(۲) ان ملائکہ علیہم السلام کی فضیلت جو بدر میں حاضر ہوئے۔قرآن مجید میں فرشتوں کی بدر میں حاضری ذکر کی گئی ہے۔ان کی لڑائی کے متعلق اختلاف ہے۔راجح بات یہی ہے کہ بدر میں انہوں نے لڑائی کی اور اسکے علاوہ غزوہ میں لڑائی نہیں کی۔

١٨٣٢ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جب اللہ کسی قوم پر (عام) عذاب اتارتے ہیں تو یہ ان سب کو پہنچتا ہے جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ پھران کی بعثت ان کے اعمال کے مطابق ہوگی''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الفتن' باب اذا انزل الله بقوم عذابا و مسلم فی كتاب الجنة' باب إثبات الحساب۔

فوائد: (۱) عذاب جب اتر پڑتا ہے تک فاسق اور نیک ہردو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن ان کی بعثت ان کی نیات اور اعمال کے مطابق ہوگی۔ (۲) گناہ کرنے والوں اور اس پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے خبردار کیا گیا (تا کہ ان کے ساتھ عذاب کا لقمہ نہ بن جائے۔)

١٨٣٣ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ جِذْعٌ يَقُوْمُ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يَعْنِيْ فِي الْخُطْبَةِ- فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ فَسَكَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ : فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ - وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ ' فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ : "بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کھجور کا تنا تھا۔ جس کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔ جب منبر بنا دیا گیا تو ہم نے اس ستون سے دس ماہ کی گابھن اونٹنی جیسی آواز سنی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا۔ پس وہ پرسکون ہوگیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تو کھجور کے اس تنے نے چیخ ماری' جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے بچی جیسی چیخ ماری' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ ملایا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو خاموش کرایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اس لئے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ ابخاری فی كتاب المناقب' باب علامات النبوة و فی غيره۔

اللغات: جذع: کھجور کا تنا۔ وضع المنبر: مسجد نبوی میں جب منبر رکھا گیا بعض نے کہا یہ ۷ھ میں ہوا۔ بعض نے ۸ھ کہا۔ العشاء: جمع عشراء دس ماہ کی گابھن اونٹنی۔ تئن: آواز نکالنا۔

فوائد: (۱) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا حدیث دلالت کر رہی ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ جمادات میں حیوان ہی نہیں اعلیٰ حیوان کی طرح شعور پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث معجزہ نبوی ﷺ ہے۔ (۲) علامہ بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا حنین جذع کا واقعہ اس ظاہر امور میں سے جس کو خلف نے سلف سے مسلسل نقل کیا ہے۔

١٨٣٤ : وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُوْمِ

۱۸۳۴: حضرت ابی ثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

بْنِ نَاشِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ فَرَآئِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا ، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا ، وَحَرَّمَ اَشْیَآءَ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَآءَ رَحْمَةً لَّکُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا" حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِی وَغَیْرُهٗ۔

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں پس ان کو ہرگز ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے پس اس کی حرمت کومت توڑ و اور کچھ چیزوں سے رحمت کے طور پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ بھول کر ان کو نہیں چھوڑا پس ان میں کریدمت کرو۔ (دارقطنی وغیرہ)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الدار قطنی ص ۵۰۲

اللغات: فلا تضیعوھا: اس کو ضائع مت کرو۔ خواہ چھوڑ کر یا ان میں خلل ڈال کر۔ وحد حدودا: اور حد بندیاں کر دیں مثلاً صبح کے فرض دو رکعت و روزہ صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان یا ممنوعہ امور کو متعین کر دیا اور ان کی سزائیں طے کر دیں۔ فلا تعتدوھا: تم ان پر اضافہ کر کے ان سے تجاوز نہ کرو۔ علامہ زمخشری کشاف میں فرماتے ہیں کہ حدود اللہ کے اوامر ونواہی اور احکام ہیں۔ فلاتنتھکوھا: ان میں مبتلا نہ ہو وسکت عن اشیاء: ان میں کچھ امور کو چھوڑ دیا ان میں وجود و حرمت کا حکم نہیں پس وہ شرعاً اپنی اباحت اصلیہ پر قائم ہیں۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے لئے جس طرح مشروع کیا اس کو اسی طرح لازم پکڑنا چاہئے۔ (۲) سوال میں زیادہ کرید کر کرنے کو مکروہ قرار دیا گیا۔ خصوصاً اس چیز کے متعلق تھا۔ (اب بھی زیادہ فقہی باریکیاں دریافت کرنا اپنے اوپر حکم کو مشکل کر دیتا ہے)

۱۸۳۵ : وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَاْکُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۳۵: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی۔ ہم آپؐ کے ساتھ کھانے میں مکڑی استعمال کرتے رہے۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الذبائح' باب اکل الجراد و مسلم فی الصید' باب اباحة الجراد۔

اللغات: الجراد: اسم جنس جمع ہے اس کا واحد جرادة ہے۔ یہ نر و مادہ پر بولا جاتا ہے۔ ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جراد کو جراد اس لئے کہا جاتا ہے کہ زمین کو سبزہ کھا کر خالی کر دیتی ہے۔

فوائد (۱): مکڑی کا کھانا حلال جس طرح بھی مرجائے۔

۱۸۳۶ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : "لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَّرَّتَیْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۳۶: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب' باب لا یلدغ المؤمن من حجر مرتین و مسلم فی الزھد' باب لا یلدغ المؤمن من حجر مرتین۔

اللغات: لایلدغ: ڈسا نہیں جاتا۔ مراد تکلیف نہیں دیا جاتا۔ حجر: سوراخ مراد جگہ ہے۔ حدیث کا معنی نے کہا یہ ہے کہ مؤمن

کیلئے مناسب نہیں کہ ایک جگہ سے دومرتبہ اس کو تکلیف پہنچے۔ اسکی فطانت واحتیاط ہے۔

فوائد: (۱) معاملات میں احتیاط حاضر دماغی ضروری ہے تاکہ دشمن کی طرف سے اسکو دھوکہ نہ ہو یا اس کے نفس اور دنیا کی طرف سے دھوکا نہ ہو۔

۱۸۳۷ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَآءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيْلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ ، وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَّا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى وَاِنْ لَّمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۳۷: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہی جن سے اللہ قیامت کے دن (رحمت سے) کلام نہ فرمائیں گے' نہ (شفقت سے) ان کی طرف دیکھیں گے' نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) وہ آدمی کہ ویرانہ میں اس کے پاس بچا ہوا پانی تھا مگر اس نے مسافر کو اس سے روک دیا۔ (۲) جس نے کسی آدمی کے ہاتھ عصر کے بعد سامان فروخت کیا اور اللہ کی قسم اٹھائی کہ اس نے اسی قیمت پر لیا ہے۔ پس خریدار نے اس کو سچا جانا حالانکہ وہ اس کے برعکس تھا۔ (۳) جس نے کسی امیر کی بیعت دینوی مفاد کی خاطر کی۔ پھر اس امیر نے اگر دنیا دی تو وفا کی' وگرنہ بے وفائی کی۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الشهادات و المساقات و الاحکام' باب من بایع رجلا لا یبایعه الا للدنیا و مسلم فی الایمان' باب غلظ تحریم اسبال الازار و بیان الثلاثة الذین لا یکلمهم الله یوم القیامة۔

اللغات: ثلاثة : تین قسم کے لوگ ہیں۔ **لایکلمهم**: نرمی اور شفقت والا کلام نہ فرمائیں گے۔ **لاینظر الیهم**: رحمت کی نظر سے ان کو نہ دیکھیں گے۔ **لایزکیهم**: ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا۔ **فضل ماء**: ضرورت سے زائد پانی۔ **ابن سبیل**: مسافر۔ **بعدالعصر**: اسکو خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ فرشتوں دن رات کے اس میں جمع ہونے کی وجہ سے زیادہ شرف والی ہے۔ **بایع اماما**: نصرت کا معاہدہ کیا اور اس کی اطاعت میں داخل ہونے کا عہد کیا۔

فوائد: یہ اعمال حرام ہیں اور کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ اس میں لوگوں پر تنگی اور اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین ہے۔ حرام مال کا کھانا اور امام المسلمین کے ساتھ غداری ودھوکا ہے۔

۱۸۳۸ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ" قَالُوْا : يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا؟ قَالَ اَبَيْتُ ، قَالُوْا : اَرْبَعُوْنَ سَنَةً؟ قَالَ : اَبَيْتُ – قَالُوْا : اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا؟ قَالَ : اَبَيْتُ وَيَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ ، فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ ، ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ

۱۸۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا' اے ابو ہریرہ کیا چالیس دن؟' کہا' مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے دوبارہ کہا' کیا چالیس سال۔ کہا مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا' کیا چالیس مہینے؟ جواب دیا' مجھے معلوم نہیں اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہوجائے گی سوائے دم کی ہڈی کے۔ اسی سے انسان کی تخلیق ہوگی۔ پھر اللہ آسمان سے بارش اُتاریں گے۔ پس انسان

الْبَقْلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس طرح زمین سے اُگیں گے جس طرح سبزی''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی التفسیر' فی تفسیر سورة الزمر و مسلم فی الفتن' باب النفختین۔

اللغات: النفختين: نفخه صعق یعنی بے ہوشی والانفخه اوراٹھنے کانفخه ۔ ابيت: میں انکار کر رہا ہوں کہ میں اس کی تعیین کے متعلق کوئی قطعی بات کہوں حالانکہ یہ بات تصریح کے ساتھ وارد ہے کہ وہ چالیس سال ہوں گے۔ عجب الذنب: پشت کی نچلی جانب نرم ہڈی یہ ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ ہے۔ یہی باقی رہ جاتا ہے تا کہ انسان کی ترکیب کولوٹا یا جائے۔ البقل: ہر سبز نبات۔

فوائد: (۱) دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ لوگ فوت کے بعد فنا ہو جاتے ہیں صرف ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ باقی رہتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔ یہ عام لوگوں کے لئے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اور جن کا استثناء کیا گیا ان کا جسم اسی طرح ترو تازہ رہتا ہے۔ (۲) اس میں اعادہ کی کیفیت ذکر کی گئی جو کہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ اس کی حقیقت کس طرح وقوع پذیر ہوگی۔

۱۸۳۹ : وَعَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَهُ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ : مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ – فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ ' وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ لَّمْ يَسْمَعْ ' حَتّٰى اِذَا قَضٰى حَدِيْثَهُ قَالَ : "اَيْنَ السَّآئِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟" قَالَ : هَا اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ – قَالَ : "اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ : كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ : "اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا' قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے اپنا بیان جاری رکھا۔ پس بعض لوگوں نے کہا آپؐ نے سن تو لیا جو اعرابی نے کہا مگر اس کی بات کو ناپسند فرمایا اور بعض نے کہا بلکہ آپؐ نے سنا ہی نہیں۔ جب آپؐ اپنی گفتگو مکمل فرما چکے تو فرمایا۔ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجود ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے پوچھا: اس کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''جب معاملہ نااہل کے سپرد کیا جائے تو تو قیامت کا انتظار کر''۔ (بخاری)

تخریج: رواه ابخاری فی کتاب العلم' باب من سئل علما و هو مشتغل فی حدیثه فاتم اجاب المسائل۔

اللغات: الساعة: قیامت وسد: غیر مستحق کے حوالہ کیا جائے گا۔

فوائد: (۱) امانت کے ضائع ہونے کی شکل یہ بھی ہے کہ معاملات واعمال کی ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد ہوں جو ان کے لائق نہ ہوں کیونکہ اس میں حقوق کے عہدہ جات' اور فتاویٰ میں بنیاد بنایا جائے۔ (۳) حدیث میں قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بتلائی گئی کہ چھوٹوں کے پاس علم ڈھونڈا جائے۔

۱۸۴۰ : وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يُصَلُّوْنَ لَكُمْ : فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَاِنْ اَخْطَئُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاهُ

۱۸۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حاکم تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بھی اجر۔ اگر وہ غلطی

الْبُخَارِيُّ۔

کریں تو تمہارے لئے اجر اور اُن کے لئے بوجھ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان' باب اذالم یتم الامام و اتم من خلفہ۔

اللغات: یصلون لکمم: ائمہ جو تمہیں نماز پڑھائیں۔ فلکم: تمہارے لئے اجر۔ ولھم: ان کے لئے بھی اجر۔ وعلیھم: اگر غلطی کرے تو تمہارے اجر ان کے بوجھ و گناہ۔

فوائد: (۱) قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جاہل امام مسلمانوں کی نماز میں امامت کروائیں گے اور ان کی زندگی کے معاملات میں راہنمائی کریں گے۔ پس جو عبادت وہ درست ادا کریں اور کرائیں تو اس کا ان کو اجر ملے گا اور ان کا ساتھ ہوگا ان کو بھی اجر ملے گا اور اگر وہ غلطی کریں تو پھر ان پر صرف گناہ ہوگا جس گناہ کا وہ ارتکاب کریں گے۔

۱۸۴۱ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ : خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْاِسْلَامِ۔

۱۸۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ﴾ والی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر تفسیر سورہ آل عمران۔

اللغات: اخرجت للناس: ان کے لئے ظاہر کی گئی۔ تأتون فی السلاسل: قیدی بنا کر ان کو لایا جائے گا۔

۱۸۴۲ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "عَجِبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ۔

مَعْنَاهُ : يُؤْسَرُوْنَ وَيُقَيَّدُوْنَ ثُمَّ يُسْلِمُوْنَ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ۔

۱۸۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا' اس کا معنی اس کو قید کیا جانا ہے۔ پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجھاد' باب الاساری فی السلاسل۔

فوائد: (۱) اصحاب رسول ﷺ کے افضل امت ہونے کی وجوہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ قیدیوں کو قید کر کے لائیں اور ان کو اسلام لانے پہ آمادہ کریں پس وہ جنت میں داخل ہونے تک پہنچ جائیں (یعنی اسلام قبول کر کے جنت کے مستحق ہو جائیں) یہ انعامات الٰہیہ اور اس کا فضل جو ان پر ہوا اس کی انتہاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فمن زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز......﴾۔

۱۸۴۳ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک علاقوں میں سب سے بہتر مقامات مسجدیں ہیں اور علاقوں کے سب سے ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح و فضل المساجد۔

فوائد: (۱) مساجد کا احترام اور ان کا مقام و مرتبہ کہ وہ ایسے گھر ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ان میں نماز ادا کی

جاتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ (۲) بازاروں کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والے مقامات ہیں اور دھوکے، ملاوٹ، جھوٹی قسمیں کھانے کے مقامات ہیں اور شاذ ونادر ہی بازار ان باتوں سے خالی رہتے ہیں کراہت مکان کی وجہ سے نہیں بلکہ ان افعال کی وجہ سے ہے جو ان مقامات پر پائے جاتے ہیں ان کے واقع ہونے سے بچانا مقصود ہے۔

١٨٤٤ : وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مَنْ قَوْلِهِ قَالَ: لَا تَكُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهَا ، فَاِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا، وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَكُنْ اَوَّلَ مَنْ يَّدْخُلُ السُّوْقَ ، وَلَا اٰخِرَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهَا ، فِيْهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ"۔

۱۸۴۴: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو "تو سب سے پہلا بازار میں داخل ہونے والا نہ بن اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن کیونکہ بازار شیطان کے اڈے ہیں اور انہی میں شیطان اپنے جھنڈے گاڑتا ہے۔ (مسلم)
علامہ برقانی نے اپنی صحیح میں سلمان سے اس طرح روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن۔ بازار میں شیطان انڈے دیتا ہے اور بچے دیتا ہے"۔

تخریج: رواه مسلم فی فضائل الصحابة، باب من فضائل ام سلمه، ام المؤمنين رضی الله عنها۔

اللغات: باض الشيطان و فرخ: یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ بازار گناہ، فسق، دھوکا بازی کے مقامات ہیں اور شیطان ان باتوں کا حکم دیتا ہے اور ان کے متعلق وسوسہ اندازی کرتا ہے۔

فوائد: (۱) زیادہ بازاروں میں آنا جانا مکروہ ہے کیونکہ کثرت سے بازار جانے والا گناہ میں حاضر ہونے کے قریب قریب تر ہونے سے الگ نہیں رہ سکتا ہے۔

١٨٤٥ : وَعَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ - قَالَ : وَلَكَ قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ لَهٗ: اسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ : نَعَمْ- وَلَكَ ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ : "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۵: حضرت عاصم احول نے عبداللہ بن سرجسؓ سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیری بھی۔ عاصم کہتے ہیں میں نے عبداللہ سے کہا کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کیا ہے؟ (کیا آپؐ نے کہا) اور تیرے لئے بھی اور پھر یہ آیت پڑھی اور استغفار کر تو اپنی لغزش پر اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے"۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی كتاب الفضائل، باب اثبات خاتم النبوة و صفته و محله من جسده ﷺ۔

فوائد: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مغفرت کی دعا جائز ہے۔ یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار اور ان پر اپنی عنایات کو بتلانا ہے ورنہ وہ تو معصوم ہیں ان کے ذمہ کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق کو ذکر کیا گیا کہ نیکی کا بدلہ اس کی مثل سے عنایت فرماتے ہیں۔

١٨٤٦ : وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ

۱۸۴۶: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی: اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلی نبوت کے کلام میں سے جو لوگوں نے پایا وہ یہ ہے' جب تو حیا نہیں کرتا تو جو چاہے کر''۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی النبیاء و الادب' باب اذا لم تستح فاصنع ماشئت۔

اللغات: ان مما ادرك ادرك الناس من كلام النبوة اولى: نبوت اولی کی جن باتوں کو لوگ نے محفوظ پایا یعنی انبیاء علیہم السلام کے مبادی علوم میں سے جن کو لوگوں نے پایا اور جان لیا۔

فوائد: (۱) جس آدمی میں حیاء والی عادت نہ رہے تو اس نے حلال وحرام کے ہر فعل کو گویا حلال قرار دے دیا کیونکہ کوئی ایسی روک باقی نہیں رہی جو اس کو روک سکے۔ یہ امر بمعنی خبر ہے۔ بعض نے کہا امر بمعنی تہدید وڈراوا ہے۔ بعض نے اس طرح معنی کیا جب تم کسی کام کا ارادہ کرو اگر وہ ان کاموں میں سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ سے حیاء نہیں کی جاتی اور نہ لوگوں سے شرم محسوس کی جاتی ہے تو اس کو کرو ورنہ نہیں۔ اس صورت میں امر اباحت کے لئے ہے۔

۱۸۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِی الدِّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

۱۸۴۷: حضرت عبداللہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا فیصلہ قیامت کے دن خونوں کے متعلق ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اول الدیات و الرقاق' باب القصاص یوم القیامۃ و مسلم فی القیامۃ' باب المجازاۃ' بالا ماء فی الاخرۃ و انہا اول ما یقضی فیہ۔

فوائد: (۱) نفس انسانی کے محترم ومعزز ہونے کی عظمت بتلائی گئی اور اس کی دشمنی کس قدر خطرناک ہے اس کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے اعمال میں سے جس کا سب سے پہلے حساب لیں گے وہ خون بہانا اور ناحق قتل کرنا ہوگا۔ (۲) یہ اس ارشاد کے خلاف نہیں جس میں یہ فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا کیونکہ پہلے سے مراد حقوق العباد ہیں اور دوسرے ارشاد کا مطلب حقوق اللہ اور اسکی عبادات ہیں۔

۱۸۴۸: وَعَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ خُلِقَتِ الْمَلَآئِکَۃُ مِنْ نُّوْرٍ، وَخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَّخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ملائکہ نور سے بنائے گئے اور جنات آگ کے شعلے سے اور آدم اس سے جو تمہیں بیان کیا گیا'' (یعنی مٹی سے)۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الزھد' باب فی احادیث متفرقہ۔

اللغات: الملائکۃ: نورانی لطیف جسم ہیں جو مختلف شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ الجان: جنس جن میں جس کا یہ نام ہے اور ابلیس جنات میں سے تھا۔ جیسا قرآن مجید میں وارد ہے۔ مارج: شعلہ یعنی ایسی آگ جس میں دھواں نہ ہو۔ مما وصف لکم: جو تمہیں بیان کیا گیا یعنی مٹی۔

فوائد: (۱) عالم ملائکہ عالم انس' جن کو پیدائش کو بیان فرمایا۔ (۲) مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر فرمائے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں بناتے ہیں۔ ساری عظمتیں اور بڑائیاں اس ہی کے لائق ہیں۔ وہ ہر چیز پر کامل

قدرت رکھتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں جن باتوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱۸۴۹ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْاٰنَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ جُمْلَةِ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ۔

۱۸۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔ مسلم نے بھی حدیث کے سلسلے میں یہ بیان فرمایا۔

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب جامع صلاۃ اللیل و من نام عنہ او مرض۔

فوائد: (۱) آپ ﷺ کے کمال اخلاق کو بیان فرمایا کہ آپ ﷺ کا چال چلن قرآن مجید کا زندہ نمونہ تھا۔ آپ ﷺ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور اسکے آداب واوامر کو بجالاتے اور اس کے حدود میں سے کسی کی خلاف ورزی نہ فرماتے۔

۱۸۵۰ : وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ" فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ قَالَ : "لَيْسَ كَذٰلِكَ ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهُ، وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۰: حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم تو سارے ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ جب مؤمن کو اللہ کی رحمت اور اس کی رضامندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب من احب القاء ہ اللہ احب اللہ لقاء۔

فوائد: (۱) عادات پر قائم رہنا اور ان کی عادت ڈالنا اور ان میں اخلاص اختیار کرنا چاہئے۔ (۲) مؤمن نزع کے وقت اس چیز کی خوشخبری پاتا ہے جو آئندہ آخرت کی نعمتیں اور مہربانیاں اس کو میسر ہونے والی ہیں۔

۱۸۵۱ : وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهُ اَزُوْرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِاَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ ﷺ اَسْرَعَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ" فَقَالَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ : "اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ ، وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ

۱۸۵۱: حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اعتکاف میں تھے تو میں رات کو آپؐ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ میں آپؐ سے بات چیت کے بعد جب واپسی کے لئے کھڑی ہوئی تو آپؐ بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں دو انصاری آدمیوں کا گزر ہوا۔ پس جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو جلدی قدم اٹھائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: ''ٹھہر جاؤ' یہ صفیہ بنت حیی ہے''۔ دونوں نے کہا' سبحان اللہ' یا رسول اللہ (کیا ہم آپؐ کے متعلق بدگمانی کر سکتے ہیں) پس آپؐ نے فرمایا: ''شیطان انسان کی

يَّقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا شَرًّا اَوْ قَالَ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی خیال نہ ڈال دے"۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الاعتکاف' باب هل یخرج المعتکف لحوائجه الی باب المسجد و مسلم فی کتاب السلام' باب بیان انه یستحب لمن روی خالیا بامرأة و کانت زوجته او محرما ان یقول هذه فلانة لیدفع ظن السوء به۔

اللغات: **لانقلب**: تاکہ میں مکان پر واپس لوٹ آؤں۔ **یقلبنی**: تاکہ مجھے رخصت کریں۔ **علی رسلکما**: تم دونوں رک جاؤں۔ **مجری الدم**: کثرت اغواء اور وساوس سے کنایہ ہے۔ **یقذف**: وہ ڈالے گا۔

فوائد: (۱) علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا اس حدیث کے کچھ فوائد ہیں: (۱) بدظنی کے مقام پر اپنے آپ کو پیش نہیں کرنا چاہئے اور شیطان کی مکاریوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) علامہ ابن دقیق العید نے فرمایا علماء اور ان کی اقتداء کرنے کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جو بدظنی کا باعث ہو۔ اگرچہ ان کیلئے نکلنے کا راستہ ہو کیونکہ ان کا یہ فعل بدظنی کا باعث بنے گا اور لوگ ان کے علم سے فائدہ اٹھانا بند کر دیں گے۔ (۳) حافظ فرماتے ہیں کہ روایات سے حاصل یہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف بدگمانی کی نسبت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کو ان کی ایمانی قوت کا یقین تھا بلکہ ان کے بارے میں یہ خطرہ محسوس کیا کہ شیطان ان کے دل میں وسوسہ اندازی کرے اس لئے کہ وہ غیر معصوم ہیں اور بسا اوقات یہ وسوسہ ہلاک کن بھی ہوسکتا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مبتلا ہونے سے پہلے خبردار کر دیا اور بعد والے لوگوں کو ایسی صورت حالات کے وقت صحیح عمل کی تعلیم دے دی۔ امام شافعیؒ نے اسی طرح فرمایا۔

۱۸۵۲ : وَعَنْ اَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ اَنَا وَاَبُوْسُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَةٍ لَّهٗ بَيْضَآءَ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ ' وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ' وَاَبُوْسُفْيَانَ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"اَیْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ' قَالَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ ' فَوَ اللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ ' عَلٰى

۱۸۵۲: حضرت ابی الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دِن حاضر ہوا۔ میں اور ابوسفیان بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے (کفار کے حملے کے باعث منتشر ہو گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف بڑھنے کے لئے اپنے خچر کو ایڑھ لگانے لگے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اسے روکے ہوئے تھا کہ وہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ عباس (رضی اللہ عنہ) بلند آواز والے آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بلند آواز میں کہا: کہاں ہیں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے؟ پس اللہ کی قسم میری آواز سن کر ان کا مڑنا اسی طرح

اَوْلَادِهَا– فَقَالُوْا :يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ فَاقْتَتَلُوْهُمْ وَالْكُفَّارَ ' وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ ' يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ : "هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ" ثُمَّ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ : "اِنْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ فَاِذَا الْقِتَالُ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فِيْمَا اَرٰى ' فَوَ اللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ' فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا : وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْوَطِيْسُ" : اَلتَّنُّوْرُ – وَمَعْنَاهُ اشْتَدَّتِ الْحَرْبُ – وَقَوْلُهٗ : "حَدَّهُمْ" هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ :اَیْ بَاْسَهُمْ۔

تھا جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف مڑتی ہے۔ پس یہ کہتے ہوئے: لیجئے ہم حاضر' لیجئے ہم حاضر۔ پھر انہوں نے اور کفار نے آپس میں لڑائی کی۔ اس دن انصار یہ کہہ رہے تھے۔ اے انصار کے گروہ' اے انصار کے گروہ' پھر بنو حارث بن خزرج پر یہ دعوت محدود ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار اپنی گردن کو بلند کر کے ان کی لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وقت لڑائی کے زور پکڑنے کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لی اور ان کفار کے چہرے پر پھینک دیں۔ اور فرمایا' ربّ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم ہے وہ کفار شکست کھا گئے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی تو اپنی اسی ہیئت پر ہے جو میں نے پہلی دیکھی۔ پس اللہ کی قسم کنکریاں پھینکے جانے کی دیر تھی کہ میں نے ان کی قوت کی دھار کو کند ہوتے دیکھا اور ان کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ گیا''۔ (مسلم)

الْوَطِيْسُ :تنور۔ مقصد یہ ہے کہ لڑائی میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔

حَدَّهُمْ : دھار سے مراد ان کی جنگی صلاحیت ہے۔

تخریج:رواه مسلم في المغازي' باب غزوه حنين۔

اللغات: حنين:عرفات کے قریب جگہ ہے۔ جہاں مسلمانوں اور ہوازن کے درمیان شوال ۸ ھ میں غزوہ حنین پیش آیا۔ یرکض بغلته:اس کو ایڑ مار رہے تھے تاکہ جلد چلنے پر اس کو آمادہ کریں۔ اصحاب اسمرة: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے ۶ ھ میں حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کی جبکہ مشرکین مکہ نے ان کو روک دیا جس کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ عطفتم: متوجہ ہونا اور لوٹنا۔ صيتا: بلند آواز جو دور سے سنے۔ عطفة البقر: جلدی لوٹنے والے نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہونے میں گائے کے اپنے بچھڑے کی طرف لوٹنے سے تشبیہ دی۔ يالبيك: یا رسول حاضر' حاضر۔ يامعشر: مردوں کی جماعت۔ كليلا: کمزور' کند۔

فوائد:(۱) جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی اور بہادری اور دشمنوں پر آپ ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکست کا ذریعہ بنا کر پیغمبر کا معجزہ ظاہر فرمایا۔ (۲) صحابہ کرامؓ نے جونہی حضرت عباسؓ کی آواز کو سنا تو فوراً اس کی تعمیل کے لئے آگے بڑھے۔ (۳) بھاگنے والوں میں اکثریت کے بھاگنے کی وجہ دشمنوں کی طرف غیر متوقع اچانک تیراندازی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ادب سکھایا گیا کہ کثرت تعداد پر گھمنڈ نہ کرنا چاہئے جبکہ ان میں سے بعض کے دل میں بارہ ہزار کی تعداد پر گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ (۴) سپہ سالار کو شجاعت و بہادری میں نمونہ ہونا چاہئے تاکہ لشکر لڑائی میں اس کی بات کو قبول کریں اور میدان کارزار میں جم کر رہیں۔

۱۸۵۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

۱۸۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہیں وہ

اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا ، وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ - فَقَالَ تَعَالٰى : "يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَّقَالَ تَعَالٰى مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ : يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ ، وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ ، فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ نے مؤمنوں کو اسی بات کا حکم دیا جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ......﴾ ''اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے' اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا چوڑا سفر کرتا ہے' پراگندہ اور غبار آلود حالت میں اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف یا ربّ' یا ربّ کہہ کر دراز کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام' پینا بھی حرام' اسے حرام کی غذا بھی ملی۔ اس کی دعا پھر کس طرح قبول ہو۔ (مسلم)

تخريج:رواه مسلم فى الزكاة' باب قبول الصدقة من الكسب الطيب۔

اللغات: ان الله طيب:نقائص سے پاک۔**لا يقبل الاطيبا**:حلال کی کمائی سے اپنا تقرب کرتا ہے۔**يطيل السفر**:عبادت میں لمبے سفر اختیار کرنا مثلاً حج وجہاد۔اشعو:پراگندہ بال۔اغبر:غبار آلود چہرہ۔فانی:یہاں۔ابی بمعنی کیف ہے یعنی کیسے۔

فوائد:(۱) اللہ تعالیٰ کی صفات کمال والی ہیں حرام کمائی سے کئے جانے وال صدقات کو قبول نہیں کرتے۔(۲) انبیاء علیہم السلام اور مومن احکام دین میں برابر ہیں۔سوائے ان باتوں کے جوان کی خصوصیات میں سے ہیں۔(۳) جائز اور حلال کمائی سے صدقات دینا مباح ہے۔(۴) مال حرام کا کھانا دعا کے غیر مقبول ہونے کا سبب ہے۔پاکیزہ رزق قبولیت دعا کا سبب ہے۔اسی لئے کہا گیا ہے کہ دعا کے دو بازو ہیں اکل الحلال اور صدق المقال۔حلال روزی اور سچی بات۔

١٨٥٤ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"ثَلَاثَةٌ ، لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : شَيْخٌ زَانٍ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"اَلْعَائِلُ" :اَلْفَقِيْرُ۔

۱۸۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ کلام نہ فرمائیں گے' نہ ان کو پاک کریں گے' نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے: (۱) زانی' (۲) جھوٹا بادشاہ' (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)

اَلْعَائِلُ :فقیر۔

تخريج:رواه مسلم فى الايمان باب' غلط تحريم اسبال الازار و بيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة۔

اللغات: ثلاثة :تین قسم کے لوگ۔**لا يزكيهم**:ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا۔**لا ينظر اليهم**:رحمت کی نگاہ ان پر نہ فرمائے گا۔

فوائد:(۱) تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔(۲) قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں ان تین اقسام کو خاص طور پر وعید سنانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے گناہ کو بلا کسی ضرورت کے اختیار کیا حالانکہ گناہ کا داعیہ بھی ان کے ہاں انتہائی ضعیف و کمزور تھا۔گناہ پر ان کا یہ اقدام عناد ضد اور حقوق باری تعالیٰ کے ساتھ توہین کے مترادف بن گیا یا انہوں نے قصداً اس معصیت کا ارتکاب کیا۔

١٨٥٥ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : "سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیحان' جیحان اور فرات اور نیل یہ چاروں جنت کے دریا ہیں''۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب الجنة' باب ما فی الدنیا من النار الجنة۔

اللغات: سیحان و جیحان: بعض نے کہا یہ سیحون و جیحون ہیں یہ خراسان کا علاقہ کے دریا ہیں۔ بعض نے کہا سیحون ہند میں اور جیحون خراسان میں ہے۔ الفرات: شام وجزیرہ کے درمیان دریا کا نام ہے۔ النیل: دریائے نیل۔

فوائد: (۱) ان دریاؤں کے فضیلت ذکر کی گئی۔ شاید ان کی فضیلت کا اظہار اس طرح واقع ہوا کہ ان کا پانی شاندار ہے اور ان کے ارد گرد اسلام خوب پھیلا تو گویا یہ جنت کے پانی سے مشابہہ ہوئے۔ (۲) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مراد اس سے حقیقی معنی ہے کہ ان کا مادہ جنت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی حقیقت کا علم ہے۔

١٨٥٦ : وَعَنْهُ قَالَ : اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ : "خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ، وَخَلَقَ اٰدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اللہ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اس میں اتوار کے دن اور درخت سوموار کے دن اور ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور اس میں چوپایوں کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق کے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر سے رات تک کے وقت میں پیدا فرمایا''۔ (مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی کتاب صفة القیامة و الجنة او النار' باب ابتداء الخلق و خلق آدم علیه السلام۔

فوائد: بعض مخلوقات کی تخلیقی ترتیب ذکر کی گئی۔ البتہ قطعیت کو زمانے کی حقیقت پر چھوڑنا اولیٰ و اعلیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

١٨٥٧ : وَعَنْ اَبِيْ سُلَيْمَانَ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِيْ يَدِيْ اِلَّا صَحِيْفَةٌ يَمَانِيَةٌ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۵۷: ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں (جنگ) موتہ کے دن نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف چھوٹی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔ (بخاری)

تخریج:رواہ البخاری فی المغازی' باب غزوۃ موتة

اللغات: موتة: شام کے قریب ایک جگہ ہے جہاں غزوہ موتہ پیش آیا۔ صحیفة: یمانی تلوار

فوائد: (۱) سید خالد بن ولیدؓ کی فضیلت اور میدان کارزار میں ان کی ثابت قدمی اور بے مثال شجاعت و بہادری۔

١٨٥٨ : وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ

۱۸۵۸: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ، وَاِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جب حاکم نے حکم کے لئے اجتہاد کیا اور وہ اجتہاد درست ہو گیا' تو اس کو دو اجر ملیں گے اور جب حاکم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کی تو اس کو ایک اجر ملے گا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی الاعتصام' باب اجر لحاکم اذا اجتهد فاصاب اواخطاء و مسلم فی الاقضية' باب بیان اجرالحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطاء۔

اللغات: حکم: فیصلہ کرنا۔ فاجتھد: حکم کو سمجھنے کے لئے پوری محنت صرف کی۔

فوائد: (۱) مجتہد اگر اہل اجتہاد درست نکلا تو دو ثواب ملیں گے ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا اس کے صحیح بات پا لینے کا اجر اور اگر اس سے خطا ہو گئی تو اس کو اجتہاد کا اجر ملے گا اور اس کی غلطی یا درستگی اللہ تعالیٰ کے ہاں قائم و ثابت رہنے والی ہے اگر چہ اس کی نگاہ میں اس کا فیصلہ درست ہے۔

۱۸۵۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھڑک ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی بدء الخلق' باب صفة النار و مسلم فی السلام' باب لکل داء دواء و استحباب التدوای۔

اللغات: فیح جهنم: جہنم کی شدید گرمی۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ بخار زدہ کے چہرہ اور اعضاء پر ٹھنڈا پانی ڈالا جائے اور یہ طب نبوی میں سے ہے بخار کی بعض اقسام میں مریض کی حرارت کو پانی نرم کرتا ہے۔ (ایلوپیتھی میں یہ بات مسلم ہو چکی)

۱۸۶۰ : وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ: الْقَرِيْبُ وَارِثًا كَانَ اَوْ غَيْرَ وَارِثٍ۔

۱۸۶۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزہ تھا تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے''۔ (بخاری و مسلم) 'پسندیدہ بات یہ ہے کہ جس کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ مراد ولی سے قریبی رشتہ دار ہے' خواہ وہ وارث ہو' یا نہ ہو۔

تخریج: رواه البخاری فی الصوم' باب من مات و علیه صوم و مسلم فی الصوم' باب قضاء الصوم علی المیت۔

فوائد: (۱) ولی کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے قریبی کی موت کے بعد جبکہ اسکے ذمہ روزے ہوں تو اسکے بدلے میں روزے رکھے۔ (۲) اگر چاہے تو ہر روز کے بدلے اس کے ترکہ میں سے ایک مد غلہ دے اور روزہ نہیں رکھ سکتا مگر یہ کہ مرنے والے کی اجازت سے۔

۱۸۶۱ : وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الطُّفَيْلِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ اَنَّ عَبْدَ

۱۸۶۱: عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ عبداللہ بن زبیر نے اس عطیئے کے بارے میں جو

اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِيْ بَيْعٍ اَوْ عَطَاءٍ اَعْطَتْهُ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا :وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَآئِشَةُ اَوْ لَاَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا – قَالَتْ : اَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا : نَعَمْ – قَالَتْ : هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَّا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَدًا ، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ : لَا وَاللّٰهِ لَا اُشَفِّعُ فِيْهِ اَبَدًا ، وَلَا اَتَحَنَّثُ اِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْاَسْوَدِ ابْنَ عَبْدِ يَغُوْثَ وَقَالَ لَهُمَا : اَنْشُدُكُمَا اللّٰهَ لَمَّا اَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا اَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَاَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى اسْتَاْذَنَا عَلٰى عَآئِشَةَ فَقَالَا : اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَآئِشَةُ ادْخُلُوْا قَالُوْا: كُلُّنَا؟ قَالَتْ :نَعَمِ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ ، وَلَا تَعْلَمُ اَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ ، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا اِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ ، وَيَقُوْلَانِ :اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ– فَلَمَّا اَكْثَرُوْا عَلٰى عَآئِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِيْ ، وَتَقُوْلُ : اِنِّيْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَاَعْتَقَتْ فِيْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ اَرْبَعِيْنَ

حضرت عائشہ کو دیا گیا تھا (اور حضرت عائشہ نے اس کو تقسیم کر دیا تھا) تو عبداللہ بن زبیر نے کہ اللہ کی قسم عائشہ (میری خالہ) ضرور ان کاموں سے باز آ جائے ورنہ میں ان پر پابندی عائد کردوں گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کیا عبداللہ نے واقعی یہ بات کہی ہے؟ کہا جی ہاں۔عائشہ نے فرمایا' اللہ کی قسم میں نے نذر مان لی ہے کہ میں عبداللہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ جب قطع تعلق کی مدت طویل ہو گئی تو ابن زبیر نے اس کے لئے سفارش کروائی۔حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس معاملے میں نہ سفارش مانوں گی اور نہ ہی اپنی نذر توڑ نے کا گناہ کروں گی۔ جب یہ بات عبداللہ بن زبیر پر سخت تکلیف دہ ہوئی تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود سے بات چیت کی ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہ کی خدمت میں لے چلو اس لئے کہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع رحمی کی نذر مانیں۔ مسور اور عبدالرحمٰن' ابن زبیر کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس طرح اجازت طلب کی۔آپؓ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت عائشہ کہا آ جاؤ۔انہوں نے کہا کیا ہم سب۔حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں۔حضرت عائشہ کو یہ علم نہ ہوا کہ عبداللہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔تو جب وہ سب داخل ہو گئے تو عبداللہ اپنی خالہ سے لپٹ گئے اور انہیں قسمیں دینے اور رونے لگے اور پردے کے باہر مسور اور عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسمیں دینے لگے کہ وہ ان سے ضرور بات کر لیں۔ حضرت عائشہ نے یہ بات قبول کر لی۔ وہ دونوں کہنے لگے نبی ﷺ نے قطع تعلقی سے منع فرمایا ہے۔جیسا کہ آپؓ جانتی ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے نصیحت اور وعظ کی بہت سی باتیں کی تو حضرت عائشہ بھی ان کو روتے ہوئے نصیحت کرنے لگیں اور فرمانے لگیں میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ سے اصرار کرتے رہے' یہاں

رَقَبَةً وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا ' رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تک کہ انہوں نے ابن زبیر سے بات کر لی۔ اور نذر کے کفارے میں چالیس گردنیں آزاد کیں۔ بعد میں جب کبھی وہ اس نذر کو یاد کرتیں تو اتنا روتیں کہ ان کے آنسوان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب' باب الھجرۃ و قول رسول اللہ ﷺ لا یحل لرجل ان یھجر اخاہ فوق ثلاث۔

اللغات: **لاحجرن علیھا**: اس کے مال میں تصرف ضرور منع کروں گا۔ **لا اشفع**: میں کسی کی سفارش نہیں کرتا۔ **لاتحنث**: میں اپنی نذر گناہ گار نہیں ہوتا۔ **یناشدھا**: ان سے عبداللہ کے متعلق رضامندی طلب کر رہے تھے۔ **خمارھا**: سرو سینہ پوش۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک تعلق تین دن سے زیادہ جائز ہے۔ البتہ کسی دینوی غرض سے جائز نہیں۔ (۲) حضرت عائشہؓ سے اجازت مانگی کہ وہ ان کے مال کو روک لے۔ اس لئے کہ عائشہؓ اپنے اموال کے بیچنے اور صدقہ کرنے میں بہت نرمی اختیار کرنے والی تھیں۔ (۲) معصیت کی نذر جائز نہیں۔ نذر کا کفارہ قسم کا ہی کفارہ ہے جبکہ نذر پوری نہ کرے وہ گردن آزاد کرنا دس مساکین کو کھانا یا ان کو کپڑے دینا۔ اگر تینوں کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

۱۸۶۲ : وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: "اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ ' وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا ' وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْهَا" قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : "وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا ' وَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَ اٰخِرَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الْمِنْبَرِ – وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ : "اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَّاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيَ الْاٰنَ ' وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ ' وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا

۱۸۶۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین اُحد کی طرف تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے لئے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس کو اپنے اس مقام پر دیکھ رہا ہوں۔ خبردار! مجھے تمہارے بارے میں شرک کا خطرہ نہیں لیکن خدشہ اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کرنے لگو''۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں دنیا کا خطرہ ہے کہ اس میں رغبت کرنے لگو' آپس میں اس کی وجہ سے لڑنے لگو اور اس طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے ہلاک ہوئے۔ یہ آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر آپ کا کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا' اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ

بَعْدِیْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا" وَالْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ :اَلدُّعَاءُ لَهُمْ ' لَا الصَّلٰوةُ الْمَعْرُوْفَةُ۔

کی قسم تمہارے بارے میں یہ مجھے خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو۔ مقتولین اُحد پر صلوۃ کا معنی دعا ہے۔ نہ کہ معروف نماز جنازہ۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الجنائز' باب الصلاۃ علی الشھید و مسلم فی الفضائل' باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاتہ۔

اللغات: :فرط:تم سے سبقت کرنے والا استقبالی۔

فوائد:(۱)رسول اللہ ﷺ کے لئے کشف کا ثبوت جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اس کھڑے ہونے کی جگہ سے اس کو جنت میں دیکھ لیا۔ (۲) حوض کا ثبوت۔(۳)اسلام کے ہمیشہ باقی رہنے اور مسلمانوں کی اکثریت کے اس پر قائم رہنے کا بیان۔(۴) قبور کی زیارت کر کے قبر والوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔(۵) آپ ﷺ کا دنیا سے زہد و بے رغبتی جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین کی چابیوں پر اختیار دیا اور اس کے دروازے آپ ﷺ پر کھول دیئے مگر آپ ﷺ نے فانیہ پر باقیہ کو ترجیح دی۔

۱۸۶۳ : وَعَنْ اَبِیْ زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَ حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ' ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ ' فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۶۳: حضرت ابوزید عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا' نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا تھا' اسکی ہمیں اطلاع دی۔ ہم میں سب سے بڑے علم والے وہی ہیں جو ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہیں۔(مسلم)

تخریج:رواہ مسلم فی الفتن' باب اخبار النبی ﷺ فی ما یکون الی قیام الساعۃ۔

فوائد:(۱) آپ ﷺ نے اپنی امت کی تعلیم کے سلسلہ میں حرص کی ہر ایسے دینی معاملے میں جس کی امت کو ضرورت پیش آئی اور گزشتہ لوگوں کے ذریعہ ان کو نصیحت کی اور اس شر کے متعلق ان کو خبردار کیا جو آئندہ زمانہ میں ان پر اترنے والا تھا۔(۲) لوگوں میں زیادہ علم والے وہ لوگ ہیں جو علم کو زیادہ یاد رکھنے والے کتاب اللہ اور سنت نبی ﷺ کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہوں۔

۱۸٦٤ :وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۶۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''جو آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس کو اطاعت کرنی چاہئے اور جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے''۔(بخاری)

تخریج:رواہ البخاری فی الایمان' باب النذر فی الطاعۃ۔

فوائد:نذر کو پورا کرنا واجب ہے جبکہ وہ نذر طاعت اللہ کی ہو اور جب معصیت کی نذر ہو تو ہو منعقد ہی نہ ہو گی۔

۱۸٦٥ :وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ

۱۸۶۵: حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ وَقَالَ : "كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا اورفرمایا یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ پر پھونکے مارتی تھیں۔(بخاری ومسلم)

تخریج:رواہ البخاری فی بدء الخلق' باب خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال ومسلم فی السلام ' باب استحباب قتل الوزغ

اللغات: الالوزاغ:جمع وزغ یہ ایک موذی جاندار ہے۔

١٨٦٦ : وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِىْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً ، وَمَنْ قَتَلَهَا فِى الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُوْنَ الْاُوْلٰى ، وَاِنْ قَتَلَهَا فِى الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهٗ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً" وَفِىْ رِوَايَةٍ :"مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِىْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَفِى الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ ، وَفِى الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَالَ اَهْلُ اللُّغَةِ : اَلْوَزَغُ الْعِظَامُ مِنْ سَامِّ اَبْرَصَ۔

١٨٦٦: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کو اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو دوسری ضرب میں مارے اس کو اتنی اتنی نیکیاں پہلی سے کم اور اگر اس کو تین ضربوں میں مارا تو اس کو اتنی اتنی نیکیاں ۔ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اس کو اس سے کم اور جس نے تیسری ضرب میں میں مارا اس کو اس سے کم ۔(مسلم)

اہل لغت فرماتے ہیں کہ اَلْوَزَغُ:سام ابرص کی قسم کا بڑا جانور(کرلا) ہے۔

تخریج:رواہ مسلم فی السلام' باب استحباب قتل الوزغ۔

فوائد:(١)وزغ کا قتل کرنا مستحب ہے اور پہلی ضرب ہی اتنی قوت سے مارنی چاہئے کہ وہ مرجائے اور تمام حشرات الارض کا قتل کرنا بھی اسی طرح مستحب ہے مثلاً بچھو سانپ وغیرہ۔(٢)ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو دھونکنا یہ حقیقت واقعی ہے اگرچہ اس کے اس حقیر عمل کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہوا۔ممکن ہے کہ بنی آدم کو ایذاء اور تکلیف پہنچانے سے کنایہ ہو۔

١٨٦٧ :وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِىْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِىْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ! فَقَالَ :اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

١٨٦٧: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا۔آج میں ضرور صدقہ کروں گا پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کر رہے تھے آج رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ میں آج پھر صدقہ کروں گا۔وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اس کو ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا۔صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ پر صدقہ کیا گیا۔اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِيٍّ ! فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ ، فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ: اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ ، وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهٖ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ۔

بدکار عورت پر صدقہ ہو گیا۔ میں آج رات پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اس کو ایک مالدار کے ہاتھ میں دے دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔ صدقہ چور کو پہنچ گیا' زانیہ کے ہاتھ میں آیا اور مالدار کو مل گیا۔ اس کو خواب دکھایا گیا جس میں کہا گیا کہ تیرا صدقہ چور پر قبول ہو گیا۔ اس لئے کہ شاید وہ چوری سے باز آئے اور زانیہ پر قبول ہو گیا شاید کہ وہ زنا سے پاکبازی اختیار کرے اور غنی پر بھی قبول ہو گیا شاید کہ وہ عبرت حاصل کرے اور اپنے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ بخاری نے ان لفظوں سے بیان کیا اور مسلم نے اسی معنی کو روایت کی۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الزکاۃ' باب اذا تصدق علی غنی و هو لا یعلم و مسلم فی الزکاۃ' باب ثبوت اجر المتصدق و ان وقعت الصدقة فی یدغیر اهلها۔

اللغات: قال رجل: ایک آدمی نے کہا جوان لوگوں میں سے تھا جو زمانہ اسلام سے پہلے تھا۔ فقیل له: خواب میں اسکو بتلایا گیا

فوائد: (۱) صدقہ کرنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق اجر ملتا ہے اگرچہ صدقہ اس آدمی کے ہاتھ میں آئے جو اسکا مستحق نہ ہو جب تک کہ ان کا حال معلوم ہو نہ ہو یا اچھا مقصد سامنے ہو۔ (۲) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں جو اچھے لوگ ہوں ان پر صدقہ کرنا دوسروں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

۱۸۶۸ : وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَعْوَةٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَّقَالَ : "اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ؟ ذَاكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُنْظِرُهُمُ النَّاظِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ، وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ ، فَيَقُوْلُ النَّاسُ : اَلَا تَرَوْنَ مَا اَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَا بَلَغَكُمْ ، اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ: يَاٰادَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ ،

۱۸۶۸: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کے لئے دستی کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ گوشت آپؐ کو پسند تھا۔ پس آپؐ دانتوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے اور فرمانے لگے میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کس طرح ہو گا؟ اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے تاکہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور دعوت دینے والے کی بات سن سکیں اور سورج لوگوں کے قریب ہو گا۔ لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک ہو گی جس کی وہ طاقت اور برداشت نہ رکھیں گے۔ لوگ کہیں گے کیا تم اس تکلیف کو دیکھ رہے ہو جس میں تم مبتلا ہو کہ وہ کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیا تم نہیں غور کرتے کسی ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے لئے تمہارے رب کے ہاں سفارش کرے۔ پس وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ تمہارے والد

خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ ، وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ ، اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغَنَا؟ فَقَالَ : اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَاِنَّهٗ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ: نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ : اذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ – فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ : اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى الْاَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ ، اِلٰى تَرٰى اِلٰى مَا بَلَغَنَا؟ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ؟ فَيَقُوْلُ : اِنَّ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ، وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلٰى قَوْمِيْ ، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ، اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ : اذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ : يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ لَهُمْ : اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ.

وَاِنِّيْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ : اذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى ، فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُوْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ

آدمؑ ہیں۔ وہ سب ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم تُو سب انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح پھونکی اور فرشتوں کو اس نے حکم دیا۔ پس انہوں نے تمہیں سجدہ کیا اور تمہیں جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپؑ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش نہیں کریں گے۔ کیا آپؑ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ پس وہ فرمائیں گے' بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا سخت غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے ناراض ہوا اور نہ ہی بعد میں وہ اس طرح ناراض ہوگا۔ اس نے مجھے درخت سے روکا' پس مجھ سے نافرمانی ہو گئی۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم نوحؑ کے پاس جاؤ۔ پس وہ سب لوگ نوحؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوح! آپؑ زمین پر پہلے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے' جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا آپؑ ہمارے لئے اپنے ربّ کے ہاں سفارش نہیں کرتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن بے شک میرا ربّ اتنا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس نے مجھے دعوت دینے کے لئے کہا۔ میں نے وہ دعوت اپنی قوم کو دی۔ میری جان' میری جان' میری جان۔ تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ اور وہ ابراہیمؑ کے پاس جا کر کہیں گے۔ اے ابراہیمؑ تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اہل زمین میں اس کا خلیل ہے۔ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کر دو۔ کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے' جس میں ہم مبتلا ہیں۔ وہ انہیں فرمائیں گے۔ بے شک میرا ربّ آج کے دن اتنا غضبناک ہے کہ نہ وہ پہلے اتنا غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میں نے تین باتیں ایسے کہی تھیں جو واقعہ کے خلاف تھیں۔ مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ پس وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور کلام کے ساتھ

مِثْلَهُ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَّمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ، اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ : اذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى – فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ : يَا عِيْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ ، اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى : اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا ، نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ ، اذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَفِيْ رِوَايَةٍ "فَيَاْتُوْنِيْ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَّمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ، فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ، اُمَّتِيْ يَا رَبِّ ، اُمَّتِيْ يَا رَبِّ – فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَّا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ – ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ

آپ کو خاص کیا۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب کے پاس سفارش کریں۔ کیا آپ اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ وہ فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا ناراض ہے نہ اس سے پہلے اتنا ناراض ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ بے شک میں نے تو ایک جان کو مار دیا تھا جس کے قتل کا مجھ کو حکم نہ تھا۔ مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ کے پاس جاؤ۔ پھر وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے عیسیٰ! تو اللہ کا رسول اور کلمہ ہے جس کو اس نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے آئی ہوئی روح ہے تو نے پنگوڑے میں کلام کیا۔ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کرو۔ کیا تم اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں آج ہم مبتلا ہیں؟ پس عیسیٰ فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا ناراض ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ وہ کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مجھے تو اپنی پڑی ہے' مجھے تو اپنی پڑی ہے اور اپنی۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم محمدؐ کے پاس جاؤ۔ پس وہ محمدؐ کے پاس آئیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ میرے پاس آئیں گے۔ پھر کہیں گے اے محمدؐ آپؐ اللہ کے رسول ہیں' انبیاء کے خاتم ہیں' اللہ نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ آپؐ ہمارے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کریں۔ کیا آپؐ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں؟ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کی بارگاہ میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ پھر اللہ مجھ پر اپنی ایسی تعریفیں اور عمدہ ثنائیں کھولے گا جو آج تک مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ پھر کہا جائے گا اے محمدؐ! سر اٹھاؤ اور سوال کرو۔ سوال پورا کیا جائے گا۔ سفارش کرو' سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا اے میرے رب میری امت' میری امت' اے میرے رب۔ پس کہا جائے گا اے محمدؐ اپنی امت میں سے بلاحساب والوں کو دائیں جانب والے دروازے سے جنت میں داخل کرلو اور میرے امتی' لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔

وَبُصْرٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

اللہ کی قسم! دوکواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان۔ یا فرمایا مکہ اور بصریٰ کے درمیان۔ (بخاری ومسلم)

تخریج:رواه البخاری فی التفسیر سورة الاسراء و فی کتاب النبیاء باب قوله تعالٰی انا ارسلنا نوحا و مسلم فی الایمان، باب ادنیٰ اهل الجنة منزلة فیها۔

اللغات: **دعوة**: کھانا۔ **یعجبه**: پسند آتا' قاضی عیاض فرماتے ہیں آپ دستی کو پسند فرماتے یہ پک جاتی اور نرم ہو جاتی ہے۔ اس کی لذت خوب ہے اور ذائقہ شاندار ہے اور گندگی کے مقام سے دور ہے۔ دانتوں سے اس کے گوشت کو توڑا۔ **سید الناس**: آدم اور دیگر انبیاء علیہم السلام سمیت تمام لوگوں کے سردار ہوں گے۔ **صعید**: زمین۔ **تدنو**: قریب ہونا۔ **الغم**: غم و رنج۔ **الکرب**: تنگی۔ **فجد والك**: یہ سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ سجدہ شکر تھا۔ سجدہ میں عبادت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لئے خاص ہے۔ **کذبت ثلاثه کذبات**: تین خلاف ظاہر باتیں کہیں (۱) **انی سقیم**: میں بیمار ہوں۔ (۲) **قلوله بل فعله**: بلکہ اس کو بڑے نے کیا اور سارہ کو کہتا کہ یہ میری بہن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ نہیں۔ **انی سقیم** کا معنی عنقریب میں بیمار ہونے والا ہوں۔ **فعله کبیرهم**: ان کے بڑے نے کیا اگر بت بولتے۔ **واختی**: یعنی اسلام کے اعتبار سے بہن لیکن چونکہ صورۃ یہ کذب تھے۔ اس لئے ان کو کذب کہا اور ان کو گناہ شمار کیا اور اپنے نفس کے متعلق اسی سے ڈر گئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جتنا زیادہ اللہ کو پہچاننے والا اور مرتبہ میں زیادہ قریب ہے۔ اتنا ہی اس کو خطرہ اور خوف بڑا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف جو خطائیں منسوب کی گئیں۔ **اول الرسل**: طوفان کے بعد پہلے۔ **لقه کانت لی دعوة**: میں نے ایک دعا کی تھی۔ **دب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا**: اے اللہ ایک کافر بسنے والا زمین پر نہ چھوڑ۔ **قتلت نفسا**: قوم فرعون سے ایک قبطی کافر کو قتل کیا۔ **انت کلمته**: تو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے پیدا ہوا۔ **روح منه**: اس کے حکم سے آئی ہوئی روح۔ **المهد**: بچپن۔ **العرش**: بادشاہ کی چارپائی وتخت وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کو جانتے ہیں۔ **محامده**: اچھے اوصاف سے اس کی تعریف۔ **من لاحساب علیهم**: جن کا کوئی حساب نہ ہوگا اور ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔ **من الابواب**: جنت کے آٹھوں دروازے۔ **المصراعین**: کواڑ۔ **هجر**: بحرین کا ایک شہر۔ **بصری**: حوران کے علاقہ دمشق سے جنوب میں ایک شہر ہے۔

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کا ثبوت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کے مرتبہ کی بلندی اور قیامت کے دن شفاعت کا ثبوت اور محشر کے موقف کی شدت وسختی بندوں پر ذکر کی گئی۔ (۲) حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام کے توسل اور استشفاع کا قیامت کے دن ان سے جواز۔ (۳) معاصی کا ثبوت رسولوں کے سلسلہ میں اپنے ظاہری معنی میں نہیں بلکہ وہ "**حسنات الابرار سیئات المقربین**" کی قسم میں سے ہے۔ ورنہ انبیاء علیہم الصلوات والسلام تو گناہوں سے معصوم ہیں اور جو ان کی طرف منسوب ہے وہ انہوں نے تاویل واجتہاد سے کیا۔ انبیاء علیہم الصلوات والسلام سے لغزش تو سرزد ہو سکتی ہے اگرچہ اس پر بھی استمرار ودوام نہیں اور نہ اصرار ہے جو کچھ انہوں نے کیا اس کو معصیت ان کے قدر ومنزلت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبے ومقام کی وجہ سے کہا گیا۔

۱۸۶۹ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : جَآءَ اِبْرَاهِیْمُ ﷺ بِاُمِّ اِسْمَاعِیْلَ وَبِابْنِهَا اِسْمَاعِیْلَ وَهِیَ تُرْضِعُهٗ حَتّٰی وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَیْتِ ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِیْ اَعْلَی

۱۸۶۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے چل دیئے' جبکہ وہ دودھ پیتے بچے تھے' اور ان کو بیت اللہ کے نزدیک ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم اور مسجد حرام کے بالائی حصہ کی

الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَّلَيْسَ
بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا
جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَّسِقَاءً فِيْهِ مَاءٌ ، ثُمَّ قَفّٰى
اِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ :
يَا اِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي
الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ اَنِيْسٌ وَّلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهٗ
ذٰلِكَ مِرَارًا وَّجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا - قَالَتْ
لَهٗ : آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ :نَعَمْ - قَالَتْ اِذًا
لَّا يُضَيِّعُنَا ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ اِبْرَاهِيْمُ ﷺ
حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهٗ
اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰٓؤُلَآءِ
الدَّعَوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ : رَبِّ اِنِّيْ
اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ"
حَتّٰى بَلَغَ "يَشْكُرُوْنَ" وَجَعَلَتْ اُمُّ
اِسْمَاعِيْلَ تُرْضِعُ اِسْمَاعِيْلَ وَتَشْرَبُ مِنْ
ذٰلِكَ الْمَآءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَآءِ
عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ
يَتَلَوّٰى - اَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ
اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ
فِي الْاَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ، ثُمَّ
اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا؟
فَلَمْ تَرَ اَحَدًا ، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا
بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ
سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى
جَاوَزَتِ الْوَادِيَ ، ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ
عَلَيْهَا فَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ اَحَدًا
، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ - قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

جگہ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ ان جگہوں میں کوئی متنفس موجود
نہ تھا اور نہ ہی وہاں پانی کا نام ونشان تھا۔ ان دونوں کو وہاں اتار کر
ان کے پاس ایک کھجور کی تھیلی اور ایک مشک جس میں کچھ پانی
تھا' براہیم علیہ السلام پیچھے مڑ کر چل دیئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی
والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا اے ابراہیمؑ کہاں جا رہے ہو کیا ہمیں
اس وادی میں چھوڑے جا رہے ہو جس میں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور
نہ کوئی چیز؟ انہوں نے یہ بات کئی مرتبہ دہرائی لیکن ابراہیم علیہ السلام
ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر ہاجرہ نے ان کو کہا کیا اللہ نے آپ
کو حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ تب ہاجرہ نے کہا
پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ آئیں۔
ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ ثنیہ کے پاس پہنچے۔ جہاں
وہ ان کو نہ دیکھتے تھے تو آپ نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا اور
ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیں کی۔ ''اے میرے ربّ میں نے اپنی اولاد کو
ایسی وادی میں ٹھہرایا جس میں کھیتی نہیں...... '' اسماعیلؑ کی والدہ اپنے
بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود پانی پیتی رہیں یہاں تک کہ
مشک کا پانی ختم ہو گیا۔ وہ خود بھی پیاس محسوس کر رہی تھیں اور یہ بھی
دیکھ رہی تھیں کہ بیٹا بھی پیاس کی وجہ سے بلبلا رہا یا زمین میں لوٹ رہا
ہے۔ وہ اس منظر کو ناپسند کرتے ہوئے چل دیں۔ انہوں نے اس جگہ
سے سب سے زیادہ قریب صفا کے پہاڑ کو پایا پس وہ اس پر کھڑی ہو
گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر
آئے لیکن بے سود۔ وہ صفا سے اتری اور وادی تک پہنچیں۔ پھر اپنی
قمیص کا کنارہ اٹھا کر ایک مصیبت زدہ شخص کی مانند دوڑ کر وادی کو عبور
کیا پھر مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو گئیں اور دیکھا کہ کوئی انسان
نظر آئے لیکن کسی کو نہ پایا۔ یہ انہوں نے سات مرتبہ دہرایا۔ انہوں
نے یہ سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی
اکرم ﷺ نے فرمایا: '' اس لئے لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی
کرتے ہیں جب وہ مروہ پر چڑھ گئیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو
اپنے آپ کو کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے کان لگایا تو دوبارہ وہ

"فَلِذٰلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا" فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ : صَهْ - تُرِيْدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ اَيْضًا فَقَالَتْ : قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثٌ فَاَغِثْ ، فَاِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ - اَوْ قَالَ بِجَنَاحِهٖ - حَتّٰى ظَهَرَ الْمَآءُ ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهٗ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا ، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ الْمَآءَ فِيْ سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ : بِقَدْرِ مَا تَغْرِفُ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "رَحِمَ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَآءِ - لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَّعِيْنًا" قَالَ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتًا لِّلّٰهِ يَبْنِيْهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ اَهْلَهٗ ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْاَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ ، فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِّنْ جُرْهُمَ اَوْ اَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَآءَ ، فَنَزَلُوْا فِيْ اَسْفَلِ مَكَّةَ ، فَرَاَوْا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَآءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ وَمَا فِيْهِ مَآءٌ ، فَاَرْسَلُوْا جَرِيًّا اَوْ جَرِيَّيْنِ فَاِذَا هُمْ بِالْمَآءِ فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ فَاَقْبَلُوْا وَاُمُّ اِسْمَاعِيْلَ عِنْدَ الْمَآءِ فَقَالُوْا : اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَّنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ : نَعَمْ ، وَلٰكِنْ لَّا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا: نَعَمْ " قَالَ

آواز سنی ۔اس پر انہوں نے کہا کہ تو نے آواز تو سنا دی اگر تیرے پاس کوئی معاونت کا سلسلہ ہے (تو سامنے آ) پس اسی لمحہ فرشتہ زم زم کی جگہ کے پاس تھا۔ پس اس نے اپنی ایڑی یا پر سے کریدا۔ یہاں تک کہ پانی ظاہر ہو گیا ہاجرہ اس کے گرد حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگیں اور پانی کو چلو میں لے کر مشک میں ڈالنے لگیں وہ پانی جتنا چلو سے لیتی اتنا ہی پانی نیچے سے جوش مارتا اور ایک روایت میں ہے کہ جتنا وہ چلو میں لیتی اتنا وہ جوش مارتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ اسماعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے۔ اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا پانی کے چلو نہ بھرتیں تو زمزم ایک بہتا ہو چشمہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ہاجرہ نے پیا اور اپنے بیٹے کو پلایا۔ فرشتے نے اس کو کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو۔ یہاں اللہ کا ایک گھر ہے جس کی تعمیر یہ لڑکا اور اس کا والد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کو ضائع نہیں کرتے۔ بیت اللہ کی جگہ زمین سے ٹیلے کی طرف بلند تھی۔ سیلاب آ کر اس کے دائیں اور بائیں جانب سے گزر جاتا یہاں تک کہ بنو جرہم کا ایک گروہ وہاں سے گزرا یا ان کا ایک گھرانہ کدا کے راستے ادھر سے ہو کر گزرا۔ وہ مکہ کی نچلی جانب اترے تو انہوں نے ایک پرندہ منڈلاتا ہوا دیکھا۔ انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر چکر لگا رہا ہے۔ ہمیں تو زمانہ گزر گیا اس وادی میں کوئی پانی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک یا دو قاصدوں کو بھیجا۔ پس انہوں نے پانی پا کر لوٹ کر قافلے کو پانی کی اطلاع دی۔ وہ ادھر متوجہ ہوئے جبکہ اسماعیلؑ کی والدہ پانی کے پاس تھیں اور کہنے لگے کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے قریب اتریں۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا یہ بات حضرت اسماعیل کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی وہ مانوسیت پسند تھیں۔ وہ پانی کے پاس اتر پڑے اور انہوں نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا پس وہ بھی ان کے پاس آ کر مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں کئی گھر ہو گئے اور لڑکا جوان ہو گیا اور ان سے عربی سیکھ

ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْفٰى ذٰلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ ، وَهِيَ تُحِبُّ الْأُنْسَ ، فَنَزَلُوْا فَأَرْسَلُوْا إِلٰى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ ، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِهَا أَهْلَ أَبْيَاتٍ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ ، فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ امْرَأَةً مِّنْهُمْ وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ ، فَجَآءَ إِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيْلَ ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا - وَفِيْ رِوَايَةٍ : يَصِيْدُ لَنَا - ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ ، فَقَالَتْ : نَحْنُ بِشَرٍّ ، نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ ، وَشَكَتْ إِلَيْهِ - قَالَ : فَإِذَا جَآءَ زَوْجُكِ اقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِيْ لَهُ يُغَيِّرُ عَتَبَةَ بَابِهِ - فَلَمَّا جَآءَ إِسْمَاعِيْلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا فَقَالَ : هَلْ جَآءَكُمْ مِّنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ جَآءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِيْ : كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِيْ جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ : فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ : نَعَمْ أَمَرَنِيْ أَنْ أُقْرِئَكَ ، الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ - فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرٰى ، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيْمُ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَ عَنْهُ - قَالَتْ : خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا - قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ ، وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ - فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَيْرٍ وَّسَعَةٍ وَأَثْنَتْ عَلَى اللّٰهِ ، فَقَالَ : مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتِ اللَّحْمُ - قَالَ : فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ : الْمَآءُ - قَالَ : اللّٰهُمَّ بَارِكْ

لی ۔ آپ ان میں سب سے زیادہ نفیس اور جوانی میں عجیب دل پسند تھے جب بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور حضرت اسماعیلؑ کی والدہ فوت ہو گئیں۔ پس ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کی شادی کے بعد تشریف لائے تا کہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کو دیکھیں ۔ اسماعیل کو نہ پا کر ان کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لئے شکار کرنے گئے ہیں ۔ پھر اس سے ان کے گزر اوقات اور عام حالت پوچھی ۔ اس نے کہا ہم بری حالت، تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کے پاس شکایت کی ۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا خاوند آ جائے تو ان کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل لے ۔ جب اسماعیل آئے تو انہوں نے کوئی چیز گویا محسوس کی ۔ پھر انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا ؟ کہنے لگی جی ہاں ۔ اس اس شکل کے ایک بزرگ آئے تھے اور انہوں نے تمہارے بارے میں پوچھا۔ پس میں نے ان کو اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا گزر اوقات کیسا ہے؟ پس میں نے ان کو بتلایا کہ ہم مشقت اور تکلیف میں ہیں ۔ تو اسماعیلؑ نے کہا کیا انہوں نے کسی چیز کی تمہیں نصیحت کی ؟ اس نے کہا جی ہاں مجھے یہ حکم دیا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور دروازے کی چوکھٹ بدلنے کے لئے تمہیں کہوں ۔ اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے جدائی اختیار کروں ۔ پس اس کو طلاق دے دی اور انہیں میں سے ایک دوسری عورت سے نکاح کیا ۔ پس ابراہیمؑ جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اسماعیل کو نہ پایا ۔ ان کی بیوی کے پاس تشریف لا کر ان کے بارے میں پوچھا ۔ اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش کرنے گئے ہیں ۔ آپ نے فرمایا تم کس حال میں ہو اور تمہاری زندگی اور گزران کیسا ہے؟ تو اس نے کہا ہم خیریت اور وسعت میں ہیں اور اللہ کی تعریف کی تو ابراہیمؑ نے سوال کیا' کیا چیز کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت ! تمہارا مشروب کیا ہے؟ کہا پانی ۔

لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ "وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ" قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُوْا عَلَيْهِمَا اَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ اِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ ، وَفِيْ رِوَايَةٍ فَجَآءَ. فَقَالَ: اَيْنَ اِسْمَاعِيْلُ؟ فَقَالَتِ امْرَاَتُهُ :ذَهَبَ يَصِيْدُ ، فَقَالَتِ امْرَاَتُهُ : اَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرِبَ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ :طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ – قَالَ :اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ – قَالَ : فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ "بَرَكَةُ دَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ" قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيْهِ يُثَبِّتْ عَتَبَةَ بَابِهِ – فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِيْلُ قَالَ : هَلْ اَتَاكُمْ مِّنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ :نَعَمْ اَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَاَثْنَتْ عَلَيْهِ ، فَسَاَلَنِيْ عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهُ ، فَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهُ اَنَا بِخَيْرٍ – قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَيْءٍ ؟ قَالَتْ :نَعَمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَاْمُرُكَ اَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ – قَالَ :ذَاكِ اَبِيْ ، وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ اَنْ اُمْسِكَكِ ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْمَاعِيْلُ يَبْرِيْ نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِّنْ زَمْزَمَ ، فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ يَا اِسْمَاعِيْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ ، قَالَ : فَاصْنَعْ مَا اَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ :وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ : وَاُعِيْنُكَ – قَالَ :فَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ بَيْتًا هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى اَكَمَةٍ مُّرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ،

ابراہیمؑ نے دعا کی اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''اس دن ان کے پاس ایک دانہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں مکہ کے علاوہ ان دونوں پر کوئی گزر نہیں کرسکتا اور نہ اس کو موافق آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ آئے تو انہوں نے فرمایا اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں ان کی بیوی نے کہا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں رکھتے کہ کھائیں پئیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے تو اس نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور مشروب پانی ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت نازل فرما۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ابوالقاسمؐ نے فرمایا: ''یہ ابراہیمؑ کی دعا کی برکت ہے''۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: ''جب تمہارا خاوند آجائے تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اور ان کو کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھے۔ حضرت اسماعیلؑ واپس آئے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہمارے پاس ایک خوبصورت شکل والے شیخ آئے تھے اور ان کی تعریف بیان کی چنانچہ انہوں نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو اس کی اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمارا گزران کیسا ہے۔ میں نے ان کو بتلایا کہ ہم خیریت سے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا انہوں تمہیں کسی چیز کی نصیحت فرمائی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ وہ تمہیں سلام کہتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ اسماعیلؑ نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور تو چوکھٹ ہے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں باقی رکھوں۔ پھر ابراہیمؑ ان سے جتنا اللہ نے چاہا رکے رہے پھر اس کے بعد تشریف لائے۔ اس حال میں کہ اسماعیل زم زم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر بنا رہے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو اُٹھ کر ان کی خدمت میں پہنچے اور اسی طرح کیا جس طرح والد کا بیٹا احترام کرتا ہے اور انہوں نے اسی طرح شفقت کی جس طرح والد بیٹے کے ساتھ شفقت کرتا ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا: اے اسماعیل اللہ نے مجھے ایک

فَجَعَلَ اِسْمَاعِيْلُ يَاْتِىْ بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِىْ حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَآءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهٗ لَهٗ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِىْ وَاِسْمَاعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ : رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ : اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَرَجَ بِاِسْمَاعِيْلَ وَاُمِّ اِسْمَاعِيْلَ مَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَآءٌ، فَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَآءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَآئِهٖ :يَا اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ : اِلَى اللّٰهِ ، قَالَتْ : رَضِيْتُ بِاللّٰهِ فَرَجَعَتْ وَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِىَ الْمَآءُ قَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّىْ اُحِسُّ اَحَدًا - قَالَ- فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِىَ سَعَتْ وَاَتَتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِىُّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ :لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّىْ اُحِسُّ اَحَدًا ، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ ، فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ ، فَاِذَا هِىَ بِصَوْتٍ ، فَقَالَتْ :

بات کا حکم دیا ہے۔ اسماعیلؑ نے جواب دیا۔ آپ وہ کر ڈالئے جو آپ کے ربّ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: اس میں کیا تم میری اعانت کرو گے۔ جواب دیا میں آپ کی اعانت کروں گا۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: پس اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے اردگرد کی زمین سے بلند تھا۔ پس اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا۔ اسماعیلؑ پتھر لاتے اور ابراہیمؑ تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں بلند ہوگئیں تو اسماعیلؑ یہ پتھر لائے اور اس کو رکھا اور اس پر کھڑے ہوئے کر عمارت بنانے لگے۔ اسماعیلؑ ان کو پتھر پکڑا دیتے تھے اور وہ دونوں یہ دعا کرتے تھے: ''اے ہمارے ربّ ہم سے یہ قبول کر بے شک تو ہر بات سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ ابراہیمؑ اسماعیلؑ اور ام اسماعیل کو لے کر چلے اس حال میں کہ ان کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ ام اسماعیل اس مشکیزہ میں سے پانی پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ میں پہنچے تو ان کو درخت کے نیچے اتار کر ابراہیمؑ اپنے وطن فلسطین واپس لوٹنے لگے تو ام اسماعیل نے ان کا پیچھا کیا جب مقام کداء میں پہنچے تو ام اسماعیل نے ان کو آواز دی۔ اے ابراہیم! کس کے پاس آپ ہمیں چھوڑ کر جاتے ہیں؟ تو ابراہیمؑ نے کہا اللہ کے۔ تو ام اسماعیل نے کہا میں اللہ تعالیٰ پر راضی ہوں۔ پس وہ لوٹ آئیں اور اس مشکیزہ سے خود پیتی رہیں اور بیٹے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہوگیا۔ میں جا کر دیکھتی ہوں اگر کوئی انسان نظر آ جائے! حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ وہ جا کر صفا پر چڑھ گئیں اور خوب اچھی طرح دیکھا کہ کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر کسی انسان کو نہ پایا۔ جب وادی میں پہنچیں تو دوڑ کر مروہ پر آئیں اور کئی چکر انہوں نے اس طرح لگائے۔ پھر کہنے لگیں۔ میں بچے کو جا کر دیکھتی ہوں کہ اس کا کیا حال ہے۔ گئیں اور بچے کو دیکھا تو وہ اپنی اس حالت میں تھا گویا وہ موت کی تیاری میں ہے۔ پھر ان کے دل کو قرار نہ آیا اور کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھوں شاید کسی کو دیکھ پاؤں۔

اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ ، فَاِذَا جِبْرِيْلُ ﷺ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا ، وَغَمَزَ بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ فَانْبَثَقَ الْمَآءُ فَدُهِشَتْ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ- وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهٰذِهِ الرِّوَايَاتِ وَكُلِّهَا۔"اَلدَّوْحَةُ" الشَّجَرَةُ الْكَبِيْرَةُ - قَوْلُهُ "قَفّٰى" اَىْ :وَلّٰى - "وَالْجَرِيُّ" الرَّسُوْلُ - "وَاَلْفٰى" مَعْنَاهُ : وَجَدَ قَوْلُهُ "يَنْشَغُ" : اَىْ يَشْهَقُ۔

پھر وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور خوب غور سے دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات چکر پورے کر لئے۔ پھر کہنے لگیں کہ میں جا کر دیکھوں کہ بچے کا کیا حال ہے؟ اچانک اس نے ایک آواز سنی تو اس سے کہا اگر تمہارے پاس کچھ بھلائی ہے تو تعاون کرو! پس جبرائیلؑ نے اپنی ایڑی کی نوک زمین پر ماری جس سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل گھبرا گئیں اور پانی ہتھیلیوں سے مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ (بخاری) بخاری نے ان روایات کو ذکر کیا ہے۔

الدَّوْحَةُ : بڑا درخت۔ قَفّٰى : منہ پھیرا۔ الْجَرِيُّ : قاصد۔ اَلْفٰى : پایا۔ يَنْشَغُ :موت کے لمحات میں سانس لینا۔

تخریج:رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء' باب یزفون النسلان فی المشی۔

اللغات: ام اسماعیل: اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کا نام ہاجرہ تھا۔ وہ قبطی تھیں جن کو مصر کے بادشاہ سارہ کی خدمت کے لئے معبد کیا۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔ **جرابا**: چمڑے کا ایک برتن۔ **سقاء**: دودھ اور پانی کا برتن۔ **الثنية**: پہاڑ میں راستہ یہ پہاڑی راستہ حجون کے پاس تھا۔ **المحرم**: وہ مقام جس کے آس پاس شکار حرام ہو۔ درخت کا کاٹنا اور اسکے پاس لڑائی کرنا بھی حرام ہے۔ **تهرى**: مائل ہونا اور جلدی کرنا۔ **يتلبط**: لت پت ہونا اور اپنے آپ کو زمین پر مارنا اس کا معنی لوٹ پوٹ ہونا۔ **الصفا**: جبل ابوقیس کے ایک طرف میں واقع ہونے والی چٹان۔ **استقلبت الوادى**: مکہ کا سامنا کرنا۔ **طرف درعها**: قمیص کی ایک جانب۔ **لامجهود**: وہ تھکا ہوا جس کو تھکاوٹ پہنچ جائے۔ **المروه**: صفا کے بالمقابل چٹان جن کے درمیان وادی ہے وہ وادی کے درمیان دوڑتی اور صفا و مروہ کے قریب چلتیں کیونکہ جب وہ اترتیں تو ان کا بیٹا ان سے چھپ جاتا تو جلدی سے بلندی پر چڑھتیں تاکہ بیٹے پر نگاہ پڑے۔ **صه**: تو خاموش ہو۔ **واسمعت**: میں نے آواز سن لی۔ آواز والے کو مخاطب ہو کر فرمایا معاونت کرو اگر تمہارے پاس پانی ہے۔ **تحوضه**: اس کو حوض بنانے لگیں۔ **يغور**: تیزی سے ابلنے لگا۔ **عينا معينا**: زمین پر ظاہر جاری ہونے والا چشمہ۔ **كان البيت**: بیت اللہ والا مقام کیونکہ اس وقت تک کوئی نشان تک نہ تھا۔ **الرابيه**: زمین سے بلند ٹیلہ۔ **جرهم**: عربی قبیلہ ہے۔ جرہم قعطان کا بیٹا۔ **عائفا**: پانی کے گرد چکر لگانے والے تھے۔ **انفسهم**: ان میں سب سے زیادہ فوقیت والے ان کی رغبت ان میں بڑھ گئی۔ **ادرك**: بالغ ہوئے۔ **يطالع تركته**: جو کچھ چھوڑ کر گئے اس کی چھان بین فرمانے لگے۔ **يغير عتبة' بابة**: یہ طلاق سے کنایہ ہے۔ عورت کو کنایہ۔ **عتبد الباب**: یعنی دروازے کی چوکھٹ کہا کیونکہ وہ دروازے کی حفاظت کرتی ہے۔ گھر کے اندر کی چیزوں کی نگرانی کرتی ہے۔ **آنس**: محسوس کیا۔ **فهما لا يخلو عليها احد بغير مكه الالم يوافقاه**: ان دو چیزوں کو مکہ کے علاوہ اگر کوئی استعمال کرے تو اس کو موافق نہیں آتیں بلکہ صحت کو مضر بیٹھتی ہیں۔ **يبرى ببلا**: وہ تیر بنا رہے تھے۔ **نبل** : تیر میں پھل اور پر لگانے کے بغیر جو تیر ہو۔ **اكمة**: ٹیلا۔ **القواعد**: بنیادیں۔ **بهذا الحجر**: وہ پتھر جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی۔ **شنة**: چمڑے کا برتن۔ **غمز**: نیزہ مارہ۔ **تحقن**: وہ اپنے دونوں ہاتھ ملائے بھر رہی تھیں۔

فوائد: (۱) آنحضرت ﷺ کی نبوت ثابت ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ نے بذریعہ وحی اس بات کی خبر دی جس کا علم نہ تھا۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اپنی اولاد و ازواج کی قربانی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کس قدر جلدی کرنے والے ہیں۔ (۳) دعا کے وقت

مستحب یہ ہے کہ آدمی قبلہ رو ہو مکہ شریف اور بیت اللہ کی فضیلت کو ذکر کر دیا۔ (۴) ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر کرنے کا ثبوت۔ (۵) زندگی کے مختلف حالات میں اکتاہٹ کا اظہار ناپسند ہے بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو نافذ کرنے کے لئے باپ بیٹے کو جلدی کرنی چاہئے اگر وہ معصیت کا کام نہ کرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں جب انہوں نے اس عورت کے متعلق اندازہ لگایا کہ وہ تقدیر الٰہی سے اکتاہٹ کا اظہار کر رہی ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں یہ بات بیٹے میں سرایت نہ کر جائے۔ (۷) صفا و مروہ کے درمیان سعی کے مشروع ہونے کی حکمت بتائی گئی۔ (۸) طاعات و عبادات میں نیک و صالح لوگوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور دنیا اور اس کی زینت پر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو ترجیح دینی چاہئے۔

۱۸۷۰: وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۷۰: حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کھمبی بھی من کی قسم میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الطب، باب المن شفا للعین و مسلم فی الاشربة، باب فضل الکماۃ و مداواۃ العین بھا۔

اللغات: المن: وہ کھانا جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اتارا۔

فوائد: (۱) دوا علاج کرنا جائز ہے۔ (۲) کھمبی کا پانی جب عملی طریقے پر استعمال کیا جائے تو ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنکھ کی بعض امراض کے لئے شفاء ہے اور یہ باب طب نبوی میں سے ہے۔

كِتَابُ الْاِسْتِغْفَارِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ [محمد:١٩] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:١٠٦] وَقَالَ تَعَالٰى ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر:٣] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ ...... اِلٰى قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ ...... وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ [آل عمران:١٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ [النساء:١١٠] وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [الانفال:٣٣]

وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

[آل عمران:١٣٥]

وَالْاٰيَاتُ فِى الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کی''۔ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ سے استغفار کریں کہ بے شک اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''پس تسبیح بیان کیجئے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجئے بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ان لوگوں کیلئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا انکے ربّ کے ہاں باغات ہیں'' ...... ''اور وہ سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں'' (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا''۔ (نساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ آپ ان میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں''۔ (انفال)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو جائے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں''۔ (آل عمران) آیات اس سلسلے میں بہت اور معروف ہیں۔

حل الایات: اسغفر اللہ: اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگو۔ الاسحار: جمع سحر رات کا آخری حصہ طلوع فجر تک۔ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے۔ اس آیت میں گناہگار کو توبہ پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنے گناہ کو بڑا نہ سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وعفو کے مقابلے میں اس کا گناہ چھوٹا سا ہے۔ فاحشة: انتہائی برائی بعض نے کہا کبیرہ گناہ۔ ولم یصروا: اپنے گناہوں پر قائم نہ رہے۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ

استغفار مقبول ہونے کی شرط ترک گناہ ہے۔

۱۸۷۱ : وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ ، وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۱: حضرت اغر مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے دل پر بھی بعض اوقات پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں''۔ (مسلم)

تخریج:رواه مسلم في الكتاب الذكر ،باب استحباب الاستغفار والا ستكثار منه۔

اللغات: انه: شان وحالت یہ ہے۔ لیغان: بادل۔ غینت السماء کہا جاتا ہے جبکہ بادل چھا جائے۔ علامہ ابن اثیر نہایہ میں فرماتے ہیں اس سے مراد وہ بھول ہے جس سے کوئی بشر خالی نہیں کیونکہ آپ ﷺ کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول رہتا۔ اگر کسی وقت میں کوئی بشری عارضہ پیش آ تا جو آپ ﷺ کو مشغول کر دیتا مثلاً امت وملت کے امور اور ان کی مصلحتیں وغیرہ تو ان کو ذنب و تقصیر شمار کرتے پس اپنے آپ ﷺ کو استغفار کے لئے فارغ فرماتے۔ بعض نے کہا غین کی حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کمال کے درجات میں روز بروز ترقی فرمانے والے تھے۔ جب اعلیٰ درجے پر چڑھ جاتے اور اس سے نیچے والے درجے کی طرف نظر جاتی تو دل میں اس سے تنگی محسوس ہوتی اس کو غین فرمایا۔

فوائد: (۱) امت کی تعلیم کے لئے نبی اکرم ﷺ کا کثرت سے استغفار ورنہ آپ ﷺ تو معصوم تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے متقدم ومتاخر لغزشوں کی معاف فرما دیا تھا۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کی بشریت کو اور موکدہ کر دیا کہ کبھی کبھی آپ ﷺ کو دوامی ذکر سے معمولی تھکن پیش آ جاتی۔

۱۸۷۲ : وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ رجوع کرتا ہوں''۔ (بخاری)

تخریج:رواه البخاری فی الدعوات ' باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم و اللیة۔

فوائد: (۱) کثرت سے استغفار کرنا رسول اللہ ﷺ کا نمونہ ہے استغفار کی کوئی قیمت نہیں اگر آدمی گناہ سے باز نہ آئے۔

۱۸۷۳ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَيَغْفِرُلَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا''۔ (مسلم)

تخریج:رواه مسلم فی کتاب التوبه' باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة

اللغات: نفسي بيده: میری روح اس کے قدرت کے قبضہ میں ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے یہ قسم کثرت سے

اٹھاتے تھے۔اس قسم سے اپنی عبودیت تاکید کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے۔

فوائد: (۱) توبہ پر آمادہ کیا گیا اور گناہ کو خیر باد کہنے کی تاکید کی۔ (۲) ہر مسلمان کی شان یہ ہے کہ استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ طلب کرے اور اس میں جس قدر ہو سکے جلدی کرے کیونکہ بندے اور رب کے درمیان یہی تعلق ہے۔

١٨٧٤ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ : "رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

۱۸۷۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو مرتبہ استغفار شمار کرتے۔ ان الفاظ میں : ''اے میرے ربّ مجھے بخش دے مجھ پر رجوع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والا مہربان ہے''۔ (ابوداؤد' ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابو داؤد في الصلاة ' باب الاستغفار و الترمذي في ابواب الدعوات' باب ماجاء يقول اذا رأى مبتلى۔

فوائد: (۱) آپ ﷺ کا انتہائی خضوع ذکر کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ دعا کا ادب یہ ہے کہ دعا والا دعا کو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو مناسب ہو اس پر ختم کرے۔ (۲) جب اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت مانگے تو اس طرح کہے انك انت التواب الرحيم کہ آپ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں جب دینوی یا اخروی بدلہ مانگے تو کہے انك انت الجواد الكريم کہ آپ بڑے سخی ہیں۔

١٨٧٥ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجاً ، وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا ، وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ۔

۱۸۷۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے استغفار کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ فرما دیتے ہیں اور ہر غم سے کشادگی عنایت فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا''۔ (ابوداؤد)

تخریج: رواه ابو داؤد في الصلاة 'باب الاستغفار۔

اللغات: لزم الاستغفار: کوکثرت و دوام سے استغفار کرے۔ من كل ضيق عوجا: ہر سختی میں نجات کا راستہ ہے اور اس طرح کہ وہ اس پر نرمی اور حفاظت فرمائے گا۔ ومن كل هم فرجا: ہر غم میں وہ چیز جو اس سبب کو زائل کر دے اور نجات و سرور کا سبب کھول دے۔ من حيث لايحتسب: یعنی کامیابی اسکو اس مقام پر پہنچائے کہ وہ جہاں سے نہ توقع ہو اور انتظار اچانک ملنے والی خوشی زیادہ ہوتی ہے۔

فوائد: (۱) استغفار اور اس پر ہمیشگی کا نتیجہ استغفار کرنے والے کے حق میں نکلتا اور دنیا و آخرت میں اسکا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

١٨٧٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ قَالَ : اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ، غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ

۱۸۷۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ کلمات کہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ ...... ''میں اس اللہ سے معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں''۔ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے

وَقَالَ :حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

ہیں اگر چہ وہ جہاد سے بھاگا ہو۔ (ابوداؤد' ترمذی) حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

تخریج: رواه ابو داوٗد فی الصلوة' باب الاستغفار و الترمذی فی الصلاة' باب فی الستغفار رقم والحاکم فی المستدرك و معنی علی شرط البخاری و مسلم ای توفرت فی رجال سند الشروط یشترطها البخاری و مسلم۔

اللغات: **الحی**: یہ حیات سے صفت مشبہ ہے۔ یہ ذاتی وازلی صفت ہے یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کا موصوف اس صفات سے متصف ہو۔ **القیوم**: جو ہمیشہ اپنی مخلوق کی تدبیر اور حفاظت کو قائم ودائم رکھنے والا ہو۔ **فر من الزحف**: میدان جنگ سے بھاگا۔

فوائد: (۱) استغفار کی فضیلت ذکر کی خصوصاً جبکہ معصیت ہو جائے (۲) علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ **غفرت ذنوبه و ان کان قدفر من الزحف** کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق کے سلسلے میں اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے اگر چہ اس سے کبائر کا ارتکاب ہوا ہے۔ (۳) گناہ ومعصیت سے سچے دل کے ساتھ علیحدگی استغفار کے ساتھ ضروری ہے۔

۱۸۷۷ : وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ يَّقُوْلُ الْعَبْدُ : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُ بِكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ ، فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ'' مَنْ قَالَهَا فِي النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

''اَبُوْءُ'' بِبَاءٍ مَضْمُوْمَةٍ ثُمَّ وَاوٍ وَّهَمْزَةٍ مَمْدُوْدَةٍ وَمَعْنَاهُ اُقِرُّ وَاَعْتَرِفُ۔

۱۸۷۷: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ اس طرح کہے :اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ...... ''اے اللہ! تو میرا ربّ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدے پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں۔ میں آپ کی اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے عمل میں ہے اور میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں پس تُو مجھے بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو بخشنے والا نہیں''۔ جس نے یہ کلمات دن میں یقین کے ساتھ پڑھے اور وہ شام سے پہلے اسی دن فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت یہ یقین کر کے ان کو پڑھا پھر صبح سے پہلے اس کی موت آ گئی تو وہ بھی جنتی ہے۔ (مسلم)

اَبُوْءُ : میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں

تخریج: رواه البخاری فی الدعوات' باب افضل الاستغفار۔

اللغات: **سید الاستغفار**: ابن عسلان نے علامہ طیبی رحمۃ اللہ سے نقل کیا کہ یہ دعا توبہ کے تمام مقاصد کو جامع ہے اس لئے اس کو سید الاستغفار کہا گیا اور یہی وہ مرکزی چیز ہے جسکا حاجات میں قصد کیا جاتا ہے اور معاملات میں اس کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔ **من شر ما صنعت**: یعنی اسکے شر سے جو میں نے گناہ کیا جو عذاب اور معصیت اس پر مرتب ہونے والی ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ **موقنا**: خالص دل سے۔

فوائد: (۱) استغفار کی قبولیت کے لئے نیت کی درستگی اور توجہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا شرط ہے۔ (۲) ابن ابی حمرہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں عمدہ معانی اور شاندار الفاظ اس لائق ہیں کہ اس کو سید الاستغفار کہا جاتے۔ اس میں الوہیت کا اللہ وحدہ کے ساتھ اقرار اور

اس کی خالقیت کا اعتراف ہے اور اس وعدے کا اقرار ہے جو بندے سے لیا گیا اور اسکی امید ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور اس جنایت کے شر سے جس کا نفس کے خلاف بندہ ارتکاب کرتا ہے۔ ان سے پناہ طلب کی گئی اور نعمتوں کی نسبت ان کے موجد کیطرف کی گئی ہے اور گناہ کی نسبت اپنی ذات کی طرف ہے۔ مغفرت کی طرف رغبت کا اظہار اور آخر میں اس بات کا اعتراف ہے کہ اس پر قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۸۷۸ : وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهٖ اَسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَقَالَ : "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" قِيلَ لِلْاَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ اَحَدُ رُوَاتِهٖ - كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ : يَقُوْلُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ' رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۷۸ : حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ ...... ''اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے' اے جلال و اکرام والے تو بڑی برکتوں والا ہے''۔ اس حدیث کے ایک راوی امام اوزاعی سے پوچھا گیا استغفار کس طرح تھا۔ انہوں نے کہا یوں فرماتے : اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد' باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ

اللغات: اخف من صلاتہ: سلام پھیر اور اس سے رخ موڑا۔ انت السلام: ہر نقص سے امن وسلامتی کا صدر کرنے والا تو ہی ہے۔ یا ذالجلال: اے عظمت والے اور نقائص سے پاک۔ والا کرام: اے کرم وعفو والے یہ جمال کی صفت میں سے ہے۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ اس صیغہ کے ساتھ نماز کے بعد استغفار کیا جائے۔

۱۸۷۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ مَوْتِهٖ : "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۷۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات بہت پڑھتے تھے : "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" (بخاری ومسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر' باب تفسیر سورۃ اذا جاء و فی ابواب اخری و مسلم فی الصلاۃ' با بما یقال فی الرکوع السجود۔

فوائد: (۱) آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ بھلائی جمع کرنی چاہیے تا کہ ارشاد الٰہی کی تعمیل ہو جائے۔ فسبح بحمد ربك و استغفره انه كان توابا (۲) اقتداء رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر یہ بہت مناسب ہے۔ (۳) استغفار کے بعد توبہ کا ذکر درحقیقت اس کے مضمون کی تاکید کے لئے اور یہ بات ظاہر کرنے کے لئے کہ استغفار کا اثر حاصل کرنے کے لئے توبہ کا خالص طور پر اعتبار ہے۔

۱۸۸۰ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا

۱۸۸۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اے آدم کے بیٹے جب تو مجھے پکارتا اور مجھ سے اُمید لگاتا ہے تو میں تیرے سارے گناہ بخش دوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے خواہ تیرے گناہ

اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَآءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ

آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرتا ہے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے اگر زمین بھر گناہوں کے ساتھ تو میرے پاس آئے پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے مجھے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا"۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

"عَنَانَ السَّمَآءِ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ قِيْلَ هُوَ السَّحَابُ ، وَقِيْلَ هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا ، اَیْ ظَهَرَ- "وَقُرَابُ الْاَرْضِ" بِضَمِّ الْقَافِ ، وَرُوِیَ بِكَسْرِهَا وَضَمَّ اَشْهَد وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مِلْئُهَا۔

عَنَانَ السَّمَاءِ : ع نین کے فتح کے ساتھ بیان کیا گیا کہ اس سے مراد بادل ہیں اور بعض نے کہا ہے اس کا معنی ہے جو چیز تیرے سامنے ظاہر ہو جائے۔

قُرَابُ الْاَرْضِ : جو زمین کے بھرنے کی مقدار ہو۔

تخریج: رواه الترمذی فی ابواب الادعوات' باب عفرا الذنوب مهما عظمت۔

اللغات: مادعوتنی: ما مصدر ظرفیہ ہے۔ تمہارے دعا کرنے کے زمانہ میں۔ ورجوتنی: و انعالیہ ہے معنی یہ کہ اس حال میں کہ تو میری امید کر کے مجھے پکارتا ہے اور عاطفہ بھی ہو سکتا ہے یعنی تیرا مجھے پکارنا اور امید کرنا۔ الرجاء: خیر کی امید اور اس کے قریب واقع ہونے کی امید۔ ولا ابالی: میں نہ تیرے گناہوں کو زیادہ کروں گا اور نہ ان کی کثرت سمجھوں گا۔ خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ کوئی چیز بھی بڑھائی میں مجھ سے آگے نہیں نکل سکتی اور الاابالی کا معنی اور میرا دل اس میں مشغول نہ ہوگا یعنی مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمته الله...﴾ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مویاس نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیں گے۔ بے شک وہی بخشنہار رحم کرنے والے ہیں۔ (۲) شرک کے علاوہ گناہوں کی معافی کے لئے بھی اللہ پر ایمان شرط ہے کیونکہ یہ وہ اصل ہے جس پر اطاعت کی قبولیت اور گناہ کی مغفرت کا دارومدار ہے۔ (۳) کامل استغفار وہ ہے جس کا ثمرہ مغفرت ہو اور وہ استغفار ایسا ہے جس کے ساتھ گناہ کا اصرار نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اس صورت میں خالص توبہ احوار علی۔

۱۸۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ ، وَاَكْثِرْنَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ فَاِنِّيْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ" قَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ : مَالَنَا اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ : "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَغْلَبَ لِذِيْ لُبٍّ مِنْكُنَّ" قَالَتْ : مَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ؟ قَالَ : "شَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ بِشَهَادَةِ

۱۸۸۱ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے عورتو! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو۔ میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی ہے"۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: 'تم لعنت بہت زیادہ کرتی ہو۔ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو تمہاری طرح ناقص عقل و دین ہو کر عقل والوں پر غالب آ جاتی ہو'۔ ایک عورت نے کہا عقل و دین کے نقصان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: "دو

رَجُلٍ ' وَتَمْكُثُ الْاَيَّامَ لَا تُصَلِّيْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عورتوں کی گواہی کو ایک مراد کے برابر قرار دیا گیا اور کئی دن بغیر نماز کے رہتی ہو"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان ' باب نقصان الایمان بنقص الطاعات و رواہ البخاری فی کتاب الحیض ' باب ترك الحائض الصوم مع تفایر فی بعض الالفاظ۔

اللغات: :راتیکن اکثر اهل النار: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات عورتوں کو زیادہ جہنم میں دکھلایا۔حدیث ابن عباس میں وارد ہے کہ مجھے جہنم کا نظارا کرایا گیا تو میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی۔**تکفرون العشیر**: خاوند کے حقوق کا انکار کرتی ہو۔**لذی لب**: عقلمند: **شهادة امراتین بشهادة رجل**: دوعورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے کیونکہ عورت معاملات مالیہ سے دور رہتی ہے اور دیگر گھر کے کاموں میں مصروف ہوتی اور مہربانی کا اثر اس پر شدید ہوتا ہے اور اس میں شبہ ہیں کہ تجربہ اور جلد تاثر نقصان عقل کی علامت ہے۔جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔**تمکث الایام لا تصلی**: بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔**الیس اذا حاضرت لم تصل ولم تصم**: کیا ایسا نہیں کہ حیض میں وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔**قلن بلی قال فذلك نقصان دینها**: انہوں نے کہا کیوں نہیں! تو اس کے دین کا نقصان ہے اور یہ ظاہر ہے عورت روزہ قضا کرتی ہے نماز نہیں۔

فوائد: (۱) عورتوں کو صدقہ پر آمادہ کیا اور کثرت سے استغفار پر متوجہ فرمایا کیونکہ صدقہ و استغفار عذاب کو دور کرتے اور گناہوں کو مٹاتے ہیں۔(۲) نبی اکرم ﷺ کو وعظ کہنا ظاہر کرتا ہے کہ اسلام کو عورت کے سلسلہ میں کس قدر اہتمام ہے۔(۳) نعمتوں کا انکار اور بد کلامی مثلاً لعنت وسب وشتم یہ سب حرام ہیں۔(۴) عقل بھی زیادتی اور نقصان کو قبول کرتی ہے اور دین اور ایمان بھی گھٹتا بڑھتا ہے۔

۳۸۷ :بَابُ بَيَانِ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ

بَاب: ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے لئے جنت میں تیار فرمائی ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ [الحجر:٤٥] وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ' الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ' اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَّفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ' لَكُمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک تقویٰ والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے (حکم ہوگا) تم داخل ہو جاؤ۔سلامتی کے ساتھ اس حال میں کہ تم امن سے رہو گے اور ہم ان کے دلوں میں سے ایک دوسرے کے متعلق کینہ کھینچ لیں گے۔وہ بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ان کو ان جنتوں میں نہ تھکاوٹ پہنچے گی اور نہ ان کو جنت سے نکالا جائے گا"۔ (الحجر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے۔تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہیں خوشی کا سامان میسر ہوگا۔ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں ان کو وہ ملے گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جس سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں اور (ان کو کہا جائے گا) تم ان میں ہمیشہ

فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ [الزخرف:٦٨] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ، يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ، يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ، لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [الدخان:١٥١] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ، تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ﴾ [المطففين:٢٢]

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ.

رہو۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا۔ ان اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس جنت میں کثرت سے میوے ہوں گے۔ جن کو تم کھاؤ گے''۔ (الزخرف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک متقی لوگ امن والے مقام' باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے' وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے اس میں ہر قسم کے پھل امن وسکون سے منگوائیں گے۔ اس جنت میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے مگر وہ پہلی موت جو آ چکی اور ان کو (اللہ) جہنم کے عذاب سے بچائیں گے۔ یہ (سب) تیرے ربّ کا فضل ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بے شک نیک لوگ نعمتوں میں تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ انکے چہروں پر تم آرام وراحت کی تروتازگی محسوس کرو گے اور ان کو مُہر شدہ خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مُہر ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں کے بارے رغبت کرنی چاہئے اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ ایک شاندار چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔ (المطففین)

آیات اس باب میں معروف ومشہور ہیں۔

حل الایات: عیون: نہریں (چشمے)۔ غل: کینہ ودشمنی۔ متقابلین: ایک دوسرے کے آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے یہ انس کی دلیل ہے۔ نصب: تھکاوٹ و عاجزی۔ الزخرف۔ یاعباد: یہ محبت سے آواز دینے کا طرز ہے۔ یا عبادی تھا یا کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا۔ تحبرون: تم مسرور ہو گے جس کا اثر ظاہر ہوگا۔ بصحاف: جمع صحفة کھانے کے برتن۔ اکواب: جمع کوب اس برتن کو کہا جاتا ہے جس کا دستہ نہ ہو۔ تلذ الاعین: اس کے مشاہدے سے خوش ہوں۔ فی مقام امین: اس امن کے مقام پر ہوں گے جہاں کا رہنے والا ہر تکلیف سے محفوظ ہوتا ہے۔ سندس: باریک ریشم۔ استبرق: موٹا ریشم۔ حور عین: حور کا معنی صاف ستھری سفید عورتیں جو جنت میں پیدا کی گئیں۔ عین کا معنی بڑی آنکھوں والیاں۔ یدعون فیھا: وہ طلب کریں گے اور حکم کریں گے۔ الا الموتة الاولی: استثناء منقطع ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ لیکن انہوں نے موت کا ذائقہ دنیا میں چکھا ہے رہی جنت تو اس میں موت نہیں بلکہ ابدی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچائیں گے اور ان کی حفاظت ونگہبانی فرمائیں گے۔ الارائك: تخت و چارپائیاں۔ نضرة النعیم: نعمتوں کی رونق' تروتازگی۔ رحیق: عمدہ قسم کی شراب۔ مختوم: اس کے برتن مہر شدہ ہوں گے یہاں تک کہ ان کو ابرار کھولیں گے۔ ختامه مسك: اس کے برتن کا تلچھٹ کستوری ہوگا' مٹی کا نہ ہوگا بعض نے کہا الختام بمعنی خاتمہ اور انتہاء ہے۔ آخر میں برتن میں کستوری بچ جائے گی۔ میتنافس: سبقت کریں۔ مزاجه: جس کو ملایا جاتا ہے۔ تسنیم: جنت عالیہ کا ایک چشمہ ہے۔

١٨٨٢ : وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۱۸۸۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :"يَاْكُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْهَا ، وَيَشْرَبُوْنَ ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ ، وَلَا يَبُوْلُوْنَ ، وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ - يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ ، وَالتَّكْبِيْرَ ، كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل جنت جنت میں کھائیں گے، پئیں گے اور نہ ان کو قضائے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی، نہ ناک سے رینٹ نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کی حاجت محسوس کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں ہضم ہوگا جو مشک کے پسینے کی طرح ہوگا۔ ان کی تسبیح وتکبیر ان کے دل میں ڈالی جائے گی جیسے کہ سانس ڈالا جاتا ہے''۔ (مسلم)

تخریج:رواه فی کتاب الجنة، باب فی صفات الجنة و اهلها۔

اللغات: لایتغوطون :وہ کھا کر پاخانہ نہ کریں گے۔ لایمتخطون :انکے ناک سے رینٹھ نہ چلے گی۔ جشاء :ڈکار۔ کرشح المسك :ان کے جسم سے عمدہ خوشبو ٹپکے گی جس طرح مشک کی خوشبو ہوتی ہے۔ کما یلھمون النفس :ذکر بلا تکلف سانس کی طرح جاری ہوگی۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ انسانی سانس لیتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ان کا سانس لینا تو لازم ہے۔ پس ان کے سانس کو تسنیم بنادیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے دل معرفت ربانی سے منور ہوں گے اور ان کی محبت سے پر ہوں گے اور جو کسی چیز سے محبت ہو وہ اسکا ذکر بہت کرتا ہے۔

فوائد:(۱) اس روایت میں اہل جنت کے حالات اور ان کے لئے قائم رہنے والی نعمتیں بتائیں اور کامل ابدی زندگی عنایت فرمائی۔ (۲) اہل جنت کا کھانا انتہائی لطیف و معتدل ہوگا۔ اس میں فضلہ ہوگا ہی نہیں بلکہ اس سے عمدہ خوشبو پیدا ہوگی۔ (۳) اہل جنت ذکر اللہ سے لذت حاصل کریں گے اور وہ ذکر ان کی زبانوں پر اس طرح جاری ہوگا جس طرح سانس چلتا ہے۔

۱۸۸۳ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ - وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۸۳: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا ......﴾ کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کیا کیا چھپا رکھا ہے جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگا''۔

تخریج:رواه البخاری فی کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فیصفة الجنة و فی کتاب التفسیر تفسیر السحده و مسلم فی اوائل کتاب الجنة و صفتها۔

اللغات: اعددت :میں نے تیار کی۔ ولا خطر :نہ گزرا۔ قروا ان شئتم :اس حدیث قدسی کا مصداق آیت رقم سورہ سجدہ میں موجود ہے۔ نفس :کا لفظ نکرہ ہے جو سیاق نفی ہونے کی وجہ سے عموم کا فائدہ دے گا ہر ایک جس کو نفس کہا جا سکے مراد ہوگا۔ من قرة اعین :جو آنکھوں کو خوش کردے۔

فوائد: جنت کی نعمتوں کا کمال ذکر کیا گیا کہ اہل جنت ایسی خوشیاں پائیں گے جو اضطراب و گدلے پن سے خالی ہوں گی۔

۱۸۸۴ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

۱۸۸۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

"اَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَآءِ اِضَاءَةً : لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ – اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ ، وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ – عُوْدُ الطِّيْبِ – اَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ ، عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ : اٰنِيَتُهُمْ فِيْهَا الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمْ فِيْهَا الْمِسْكُ ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سَاقِهِمَا مِنْ وَرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ – لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ ، وَلَا تَبَاغُضَ : قُلُوْبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا"

قَوْلُهٗ "عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ" رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَآءِ وَاِسْكَانِ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ۔

اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا: ''پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے جو چودھویں کی رات ہوتا ہے' پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہو۔ نہ پیشاپ کریں گے' نہ پاخانہ کریں' نہ تھوکیں گے اور نہ ناک بہے گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ کستوری جیسا ہوگا۔ ان کی انگیٹھیاں عود جیسی خوشبودار لکڑی سے ہوں گی۔ انکی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور سب ایک ہی قد پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت کے ساٹھ (٦٠) ہاتھ بلند ہوگے''۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا اور ہر ایک کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا مغز حسن کے سبب گوشت سے نظر آئے گا' ان میں اختلاف نہ ہوگا' نہ باہمی بغض ہوگا اور ان کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔

عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ : بعض محدثین نے اس لفظ کو خا کے فتح اور لام کے سکون کے ساتھ اور بعض نے ان دونوں کے پیش کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب بدء الخلق' باب ماجاء فی صفة الجنة و فی النبیاء ' باب خلق آدم و ذریته و مسلم کتاب الجنة' باب اول زمرة تدخل الجنة۔

اللغات: زمرة: جماعت۔ ليلة البدر: چودہویں رات کا چاند چاند سے مشابہت روشنی اور چمک میں دی گئی۔ کوکب دری۔: انتہائی روشن ستارہ۔ لا يتفلون: تھوک نہ پھینکیں گے۔ مجامرهم: جمع مجمرة انگیٹھی اس کو مجمرہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کوئلے رکھنے کی جگہ ہے۔ الدلوة: سعود کی وہ لکڑی جو انگیٹھی میں رکھی جائے اور وہ دھونی دے۔ رشحهم: وہ پسینہ جو ان کے جسم سے ٹپکے گا۔ مغ سوقهما: ہڈی کا گودا مراد اس سے انتہائی صفائی ہے۔ سوقهما: جمع ساق پنڈلی پیر سے گھٹنے تک کا حصہ۔

فوائد: (۱) اہل جنت سے تمام صفات کی نفی کر دی گئی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا کہ اہل جنت کے انعام کھانا' پینا' پہننا' خوشبو لگانا یہ بھوک کی تکلیف یا پیاس یا جسم کے کھلنے' یا بدبو کی وجہ سے نہ ہوں گے بلکہ یہ قسما قسم کی پے در پے نعمتیں ہیں (۳) علامہ نووی نے فرمایا اہل سنت کے نزدیک اہل جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہوں گی۔ البتہ انکے درمیان لذت کا فرق ہوگا اور کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ ان نعمتوں کا انقطاع نہیں۔ (۴) اہل جنت کے مابین باہمی حسد اور اختلاف نہ ہوگا کیونکہ انکے دل اخلاق قبیح حرکات سے پاک ہوں گے۔

۱۸۸۵ : وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : "سَاَلَ مُوْسٰى ﷺ رَبَّهٗ ، مَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ : هُوَ رَجُلٌ يَجِيْءُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهٗ : اُدْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ: اَىْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ ، وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهٗ : اَتَرْضٰى اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِّنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُوْلُ : رَضِيْتُ رَبِّ - فَيَقُوْلُ : لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَيَقُوْلُ فِي الْخَامِسَةِ : رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ : هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ - فَيَقُوْلُ : رَضِيْتُ رَبِّ ، قَالَ: رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِىْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۸۵ : حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''موسیٰؑ نے ربّ سے سوال کیا کہ جنت میں کمتر درجہ کا جنتی کیسا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو اس وقت آئے گا کہ جنت والے جنت میں داخل کئے جا چکیں گے۔ پس اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کس طرح داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے مکانات میں جا چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکے؟ پھر اس کو کہا جائے گا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے ایک بادشاہ جتنا ملک دے دیا جائے؟ اس پر وہ کہے گا میں راضی ہوں۔ اللہ فرمائیں گے۔ تجھے اتنا اور اس کے چار مثل اور دے دیا وہ پانچویں میں مرتبہ کہے گا۔ اے میرے ربّ میں راضی ہوں۔ پھر اللہ فرمائیں گے یہ اور اس سے دس گنا اور دیا (مزید) تمہیں وہ بھی دیا جس کی تمہارے دل میں خواہش ہے اور تیری آنکھیں جس سے لذت اندوز ہوں۔ وہ کہے گا میرے ربّ میں راضی ہوں۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے ربّ جنت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ والا کیسا ہوگا۔ فرمایا: ''وہ لوگ ہیں جن کی عزت کو اپنے بابرکت ہاتھ سے ثابت کیا اور اس پر مُہر لگا دی۔ پس کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا' کسی کان نے نہیں سنا حتیٰ کہ اس کا خیال بھی کسی دل میں نہیں آیا''۔ (مسلم)

تخريج: رواه مسلم فی کتاب الایمان' باب انی الجنة منزله فیها۔

اللغات: **ما ادنى**: جو اس نے اتارا۔ **اخذوا اخذاتهم**: جنت کی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کیں۔ **رب**: حرف نداء کو حذف کر دیا رب کے ذکر کی طرف مسارعت کی وجہ سے۔ **قال**: موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **غرست كرامتهم بيدى**: میں نے محض اپنی قدرت کے ساتھ کسی فرشتے یا اور کسی واسطے کے بغیر ان کی عزت کو زیادہ کرنے کے لئے۔ **ختمت عليها**: تکریم میں مزید اضافہ کے لئے تاکہ اور کوئی دیکھ نہ سکے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے کرم اور وسعت رحمت کو بیان کر دیا۔ (۲) اہل جنت کے مرتبہ کو بیان کیا کہ ان میں سب سے کم درجے والے جنتی کو دنیا کے بڑے بادشاہ سے کئی گنا زیادہ دیا جائے گا۔

۱۸۸٦ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا ، وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ : رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا

۱۸۸٦ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں اس آخری آدمی کو جو آگ سے سب سے آخر میں نکلے گا اچھی طرح جانتا ہوں یا جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو جانتا ہوں۔ وہ آدمی آگ سے گھٹنوں کے بل

- فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ :اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى ' فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ' فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى ' فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ لَهُ :اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ' فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشْرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا- فَيَقُوْلُ :اَتَسْخَرُبِیْ ' اَوْ تَضْحَكُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ'' قَالَ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يَقُوْلُ :''ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نکلے گا۔ پس اللہ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا۔ پھر اس کو خیال پیدا ہوگا کہ جنت تو بھر چکی وہ واپس لوٹ کر جائے گا اور کہے گا اے میرے رب! جنت کو میں نے بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ اسے فرمائیں گے جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اور خیال کرے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا۔ اے ربّ! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ فرمائیں گے: تم جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ' تجھے دنیا اور اس کے دس گنا برابر دے دیا یا بے شک تجھے دس گنا دنیا کے برابر دیا۔ پس وہ کہے گا کیا آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں یا میرے ساتھ ہنسی کرتے ہیں حالانکہ آپ مالک الملک ہیں؟۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو اس مقام پر اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پس آپؐ فرماتے تھے یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

تخريج:رواه البخاری فی كتاب الرقاق' باب صفة الجنة و النار و فی التوحید و مسلم فی الایمان' باب آخر اهل النار خروجا۔

اللغات: حبوا: گھسٹ کر۔ نواجذہ: آپ کی آخری داڑھیں' مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ خوب ہنسے اور یہ بات معلوم و معروف ہے آپ ﷺ عموماً تبسم فرماتے جس سے تبسم والے دانت ہی ظاہر ہوتے اور جب ہنسنے کا مقام و موقعہ تو آپ ﷺ ہنسے۔

فوائد: (۱) جنت والوں میں سب سے کم درجہ کے جنتی دنیا کی تمام نعمتوں سے دس گناہ نعمتیں پائے گا۔

۱۸۸۷ : وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ: ''اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِی الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُوْلُهَا فِی السَّمَآءِ سِتُّوْنَ مِيْلًا ' لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا اَهْلُوْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ''الْمِيْلُ'' سِتَّةُ اٰلَافِ ذِرَاعٍ۔

۱۸۸۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک مؤمن کے لئے کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی طوالت ساٹھ میل ہوگی اور اس میں مؤمن کے گھر والے ہوں گے جن پر وہ چکر لگائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں گے''۔ (بخاری ومسلم)

الْمِيْلُ: چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

تخريج:رواه البخاری فی بدء الخلق' باب صفة الجنة و فی تفسیر سوره الرحمان و فی التوحید و مسلم فی كتاب الجنة' باب صفة خيام الجنة۔

اللغات: الجیمة: بدوں کے گھروں میں ایک مربع گھر۔ مجوفة: خالی کھوکھلا۔ لایری بعضهم بعضا: اس خیمہ میں بہت وسعت کی وجہ سے اور اس کے رہنے والوں کے بہت دور ہونے کی جوہ سے۔

۱۸۸۸ : وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَّا يَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَرَوَيَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ اَيْضًا مِّنْ رِوَايَةِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا۔

۱۸۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہوگا اگر عمدہ، پتلی کمر والے تیز گھوڑے کا سوار سو سال بھی چلے تو اس کے سایہ کو سو سال تک طے نہ کر سکے''۔ (بخاری و مسلم)

ان دونوں نے اس روایت کو بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سوار سو سال اس کے سائے میں چلتا رہے گا پھر بھی اس کو ختم نہ کر سکے گا۔

تخریج: رواه البخاري في الرقاق باب صفة الجنة و النار و مسلم في كتاب الجنة باب صفة الجنة و النار۔

اللغات: **الجواد**: پتلی کمر والا گھوڑا۔ ضامر: اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کو چارا ڈال کر موٹا تازہ کیا جائے تم بقدر خوراک چارا کم کر کے کمرے میں باندھ کر اور جھول ڈال دیئے جائیں تاکہ حرارت سے اس کو پسینہ آ جائے اور اس کو گوشت ہلکا پھلکا ہو کر دوڑ کے قابل ہو جائے۔ **مایطعها**: اس کے بہت زیادہ بڑے اور وسیع ہونے کی وجہ سے اس کو طے نہ کر سکے گا۔ **في ظلها**: اس کی شاخوں کے نیچے ورنہ جنت میں نہ سورج ہے اور نہ حرارت و گرمی۔ امام راغب فرماتے ہیں ظل کا لفظ فئی کی بنسبت عام ہے رات کے سایہ کو ظل اللیل کہتے ہیں اس طرح ہر وہ جگہ جہاں دھوپ نہ پہنچے۔ مگر اسکو فئی اس وقت کہیں گے جب دھوپ زائل ہو۔ اس طرح عزت نعمت رفاہیت اور حراست کو بھی ظل کہتے ہیں۔ عمدہ گزران کو ظل ظلیل سے تعبیر کرتے ہیں۔

فوائد: (۱) جنت کے درختوں کی عظمت ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم فضل اور قدرت کو ظاہر فرمایا جو اپنے بندوں پر وہ فرمانے والے ہیں کہ جنت میں وہ سعادت والی زندگی گزاریں اور جنت بطور ثواب کے عنایت فرمائیں جس کی نعمتوں اور طویل و عریض سایوں والے درختوں سے وہ فائدہ اٹھائیں۔ تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے اور فضل و احسان بھی۔

۱۸۸۹ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَ وْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَآءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ: قَالَ : بَلٰى وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ"۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۱۸۸۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجہ والے بالا نشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرق و مغرب کے اُفق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہیں۔ یہ فرق ان کے درمیان فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام کو ہی حاصل ہو سکیں گے۔ دوسرے لوگ تو ان تک نہ پہنچ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' ان لوگوں کو بھی ملیں گے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاري في بدء الخلق باب صفة الجنة و مسلم في كتاب الجنة باب صفة الجنة۔

اللغات: **ليتراء ون**: دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ **الغابر**: آسمان میں چڑھنے والا۔

فوائد: (۱) اہل جنت اپنے درجات کے لحاظ سے مختلف مقامات میں ہوں گے یہاں تک کہ بلند درجات والے نیچے والوں کو ستاروں

کی مانند نظر آئیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم درجات عند الله الاية اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے درجات ہیں۔ (۲) صالح مؤمن انبیاء علیہم الصلوات والسلام کے درجات تک اپنے ایمان اور رسولوں کی سچی تصدیق کی بنا پر پہنچیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی انہی میں سے کردیں۔ آمین۔

١٨٩٠ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَقَابُ قَوْسٍ فِی الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ اس تمام جہاں سے بہتر ہے جس پر سورج کی شعاعیں طلوع ہوتی یا غروب ہوتی ہیں''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی بدء الخلق' باب ما جاء فی صفة الجنة و فی تفسیر سوره الواقعه و مسلم فی الجنة 'باب الجنة شجرة۔

اللغات: لقاب قوس: کمان کے قبضہ اور گوشہ کے درمیان کا فاصلہ ہر کمان کی دو قابیں ہوتی ہیں۔

فوائد: (۱) جنت کی فضیلت ذکر فرمائی گئی ہے جنت چھوٹی جگہ اتنی دنیا جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے اس سے بہتر ہے اور وجہ یہ ہے کہ جنت ہمیشہ رہنے والی اور دنیا فنا ہونے والی ہے۔

١٨٩١ : وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : " اِنَّ فِی الْجَنَّةِ سُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ ، فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا ، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جنت میں ایک بازار ہو گا جس میں لوگ ہر جمعہ کو جایا کریں گے۔ پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی جس سے ان کے حسن و خوبصورتی میں اضافہ ہو جائے۔ پھر وہ لوٹ کر اپنے اپنے گھروں کو آئیں گے تو اس حالت میں کہ ان کا حسن و جمال بڑھ چکا ہو گا۔ ان کے گھر والے کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم ہمارے میں حسن و خوبی میں بڑھ گئے ہو''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الجنة' باب فی سوق الجنة۔

اللغات: سوقا: سوق کا لفظ مونث و مذکر دونوں طرح کی فصیح لغت ہے۔ اس مقام کو کہتے ہیں کہاں لوگ اپنے منافع اور مصالح کے تبادلے لئے جمع ہوں۔ سوق الجنة: اہل جنت کا ایک جگہ اجتماع جہاں سے وہ اپنی پسند کی چیزیں بلا کسی بدل کے لے لیں گے۔ ریح الشمال: شمال کی جانب سے آنے والی قبلہ والی جانب سے چلنے والی ہوا۔ جنت کی ہوا کو شمال سے تعبیر اس لئے کیا گیا کیونکہ اہل عرب کے ہاں بارش والی ہوا اسی جانب سے آتی تھی۔ کذا قال القاضی عیاض رحمته الله تحثو: بکھیرنا۔

فوائد: (۱) اہل جنت کے حسن اور ان کی نعمتوں اور محبت و اخوت میں اضافے اور تبادلے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

١٨٩٢ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ :"اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ

۱۸۹۲: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' بے شک جنتی ایک دوسرے کے

لَيَتَرَآءَ وُنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَآءَ وُنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

مکانات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان پر ستارے کو دیکھتے ہو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الرقاق' باب صفة الجنة و النار و مسلم فی الجنة' باب ترائی اھل الجنة۔

اللغات: لیتراء ون: ضرور مشاہدہ کریں گے۔

فوائد: حدیث ۱۸۸۹ کے فوائد ملاحظہ کریں۔

١٨٩٣ : وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتّٰى انْتَهٰى ثُمَّ قَالَ فِي اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ : "فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ ، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ، ثُمَّ قَرَاَ "تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

۱۸۹۳: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھا جس میں آپ نے جنت کی تعریف فرمائی۔ یہاں تک کہ آپ گفتگو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس حدیث کے آخر میں ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس میں وہ کچھ ہوگا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ آیات پڑھی: "جنت میں وہ لوگ جائیں گے جن کے پہلو ...... کوئی جان نہیں جانتی جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ کی گئی ہے" تک پڑھی"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ قال فی التعلیق علی جامع الاصول لم نجدہ فی البخاری من حدیث سھل بن سعد و ذکر الشیخ عبدالغنی النابلسی فی ذخائر المواریث و نسبه لمسلم فقط وھو عند مسلم فی اول کتاب الجنة و صفة نعیمھا و اھلھا۔

اللغات: حتی انتھی: آپ اپنی بات سے فارغ ہوئے۔ ثم قراء: پھر یہ آیت پڑھی سورہ سجدہ رقم ۱۲ تتجا فی جنوبھم: اور دور رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ان کے پہلو۔ عن المضاجع: بستر۔ قرب اعین: خوشی اور مسرت کے اسباب۔

فوائد: (۱) نیک کاموں پر ابھارنے کے لئے آپ ﷺ کا ثواب کی خوشخبری دینا مذکورہ ہے۔ (۲) جنت کی فضیلت بتائی گئی کہ دنیا کی تمام چیزیں بھی جنت کی نعمت کا مقابلہ تو درکنار ساتھ بھی نہیں مل سکتیں۔

١٨٩٤ : وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ وَّاَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادِيْ مُنَادٍ : اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيُوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا ، وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۴: حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک نداء دینے والا ندا دے گا۔ بے شک تم نے ہمیشہ جینا ہی جینا ہے' تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے اور کبھی تم پر تنگی نہ آئے گی"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجنة' باب دوام نعیم اھل الجنة۔

اللغات: فلا تسقموا: تم بیمار نہ ہو گے۔ ان تشبوا: جوان رہو گے۔ فلا تھر موا: بوڑھے نہ ہو گے۔ الھرم: بڑھاپے کی انتہائی

حانت کو کہتے ہیں وہ موت کیطرف طبعی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ تنعموا: نعمتیں اور سعادتیں پاؤ گے۔ لاتباسوا: یہ بوس سے ہے وہ جسمانی تکلیف اور بدبختی کو کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) جنت کی نعمتوں کا دنیا سے تفاوت فرق ہے۔ جنت کی نعمتیں نہ تبدیلی والی نہ چھنے والی یا ختم ہونے والی۔ نہ وہاں بیماری نہ بڑھاپا مگر دنیا کی نعمتیں نہ دائمی دکھوں اور پریشانیوں سے پُر۔

۱۸۹۵ : وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَیَتَمَنّٰی فَیَقُوْلُ لَهٗ : هَلْ تَمَنَّیْتَ؟ فَیَقُوْلُ : نَعَمْ فَیَقُوْلُ لَهٗ : فَاِنَّ لَکَ مَا تَمَنَّیْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۵ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ادنیٰ جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا تمنا کرو۔ پس وہ تمنا کرے گا۔ پھر تمنا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے تو نے تمنا کر لی؟ وہ کہے گا جی ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پس بے شک تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جو تُو نے تمنا کی اور اتنا ہی اور بھی''۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب معرفة طریق الرویة۔

اللغات: مقعد احکم: جنت میں مکان۔ ان یقول له: اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے۔ تمن: تو تمنا کر۔ مصباح میں ہے تمنیت کذا میں نے اس طرح تمنا کی۔ بعض نے کہا یہ المنی سے لیا گیا جس کا معنی اندازہ ہے اس طرح کہ مرتبے والا اس کے حصول کی قدرت رکھتے ہیں۔ المنیه اور الامنیه: اس سے اسم ہیں۔ هل تمنیت: کا معنی یہ ہے کیا تم نے پورا لے لیا جس کی تو تمنا رکھتا تھا۔

فوائد: (۱) اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کے کرم عمیم کا حال اور پھر جو وہ تمنا کریں گے۔ اس سے کئی گنا زیادہ ان کو دیا جائے گا۔ (۲) جنت کی نعمتیں کسی ایک چیز میں منحصر نہیں بلکہ مؤمن وہاں جو تمنا کرے گا وہی پالے گا اور جس چیز کی اس کے دل میں خواہش پیدا ہوگی بطور فضل و سخاوت کے اور بطور کرم و مہربانی کے اللہ تعالیٰ سے میسر ہو جائے گا۔

۱۸۹۶ : وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ : فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ ، وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ - فَیَقُوْلُ : هَلْ رَضِیْتُمْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : وَمَالَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبَّنَا وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ - فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ؟ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

۱۸۹۶ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ جنت والوں کو فرمائیں گے اے جنتیو! پس وہ عرض کریں گے: لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ ، وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ'' اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں تمام بھلائی آپ کے دست قدرت میں ہیں''۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں اے ہمارے رب! آپ نے ہمیں وہ کچھ دے دیا جو تیری مخلوق میں سے کسی کو نہیں ملا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ دے دوں؟ پس وہ کہیں گے کون سی چیز اس سے افضل ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہارے لئے اپنی رضامندی لازم کر دی۔ پس میں تم پر کبھی اس کے بعد ناراض نہ ہوں گا''۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الرقاق' باب صفة الجنة و النار و فی کتاب التوحید' باب کلام الرب مع اهل الجنة و مسلم فی کتاب الجنة' باب احلال و الرضوان علی اهل الجنة۔

اللغات: **لبیك ربنا و سعدیك:** اے اللہ ہم حاضر ہم حاضر۔ سعادتوں کے بعد سعادتیں یہ دونوں لفظ کثرت وتعدد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ **احل:** میں نے حالال کردی میں اتاروں گا۔ **فلا اسخط:** میں ناراض نہ ہوں گا۔

فوائد: اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو خطاب فرما کر اپنا خصوصی فضل ذکر فرمایا اور عمدہ وعدے فرما کر اس میں اضافہ کر دیا۔

۱۸۹۷ : وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ وَعِيَانًا كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ ' لَا تُضَامُوْنَ فِىْ رُؤْيَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۷ : حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''ہم رسول اللہؐ کے پاس تھے کہ آپؐ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''بے شک تم اپنے ربّ کو کھلی آنکھوں سے اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو۔ کہ اس کے دیکھنے میں تمہیں دقت وتکلیف (بھیڑ وغیرہ) کی نہیں''۔ (بخاری ومسلم)

تخریج: رواه البخاری فی مواقیت الصلاة' باب فضل صلاة العصر' باب فضل صلاة الصبح و العصر۔

اللغات: **عیانا:** سامنے۔ **مفاعله:** صیغہ تجلی وظہور میں مبالغہ کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا۔ **لاتتضامون:** تمہیں کو بھیڑ کی تنگی محسوس نہیں ہوتی جب تم اس کو دیکھتے ہو۔

فوائد: (۱) نماز فجر کی فضیلت گزشتہ فائدہ کی طرح ذکر کی گئی۔ (۲) مؤمن جنت میں دیدار خداوندی کی نعمت پالیں گے مگر وہ رویت بغیر کسی کیفیت اور کسی چیز پر انحصار کرنے کے بغیر ور بلاتشبیہ وتمثیل ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وجوه یومئذ ناضرة ربها ناظرة﴾ کہ کچھ چہرے تروتازہ اپنے رب کے دیدار میں مصروف ہوں گے۔ (۳) امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں نہیں ہوسکتا کیونکہ دنیا فانی اور اللہ تعالیٰ باقی ہیں اور باقی کو فانی کے ساتھ دیکھا نہیں جاسکتا۔ پس جب آخرت میں ہوگا تو باقی رہنے والی آنکھیں دی جائیں گی جو باقی کو باقی سے دیکھیں گی۔

۱۸۹۸ : وَعَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ : اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا؟ اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا ' اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۸ : حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے''۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم کسی اور چیز کو چاہتے ہو جس کا میں اضافہ کروں؟ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے نہیں بچالیا؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات کو ہٹا دیں گے پس لوگوں کو اب تک کوئی چیز نہیں دی گئی جو اتنی محبوب ہو جتنا اپنے ربّ کو دیکھنا''۔ (مسلم)

تخریج: رواه مسلم فی کتاب الایمان 'باب اثبات رویة المومن ربهم فی الاخرة۔

اللغات: **تریدون:** یہاں ہمزہ استفہام کا محذوف ہے اتریدون: کیا تم چاہتے ہو۔ **فیکشف الحجاب:** وہ حجاب جو مخلوق کے لئے بنایا گیا تا کہ وہ دنیا میں اس کو نہ دیکھیں۔ مگر آخرت میں وہ اٹھا دیا۔

فوائد: (۱) اہل جنت سے حجاب دور کر دیا جائے گا۔ جس سے وہ اپنے رب جل شانہ کی زیارت کر سکیں گے۔ اہل ایمان کے لئے یہ

روایت جنت میں ثابت ہے۔لیکن کفار کو اس نعمت سے محروم کر دیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلاانهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون لا یہ علامہ ابن عسلان رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام نووی رحمہ اللہ نے کتاب کو اس روایت پر ختم فرمایا کیونکہ اس میں ایمان والوں کیلئے عزت کا اثبات ہے جو ایمان والوں کو دیدار ہی کی صورت میں میسر آئے گی اور کافر اس سے محروم کر دیئے جائیں گے ارشاد الٰہی ہے: كلا انهم عن ربهم لمحجبون...... (۲) علامہ ابن عسلان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نووی نے اپنی کتاب کو اس حدیث پر ختم فرما کر اس میں اشارہ کر دیا کہ ایمان والوں کو خاتمہ اس اکرام سے ہوگا جوان کو باری تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہو پس مناسب معلوم ہوا کہ میں بھی اپنی اس عمل خیر کا خاتمہ اسی خاتمہ باحسن النعم والی روایت سے کروں تا کہ حسن خاتمہ کی دلیل بن جائے۔الحمدلله رب العالمين اولا و اخرا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ دَعْوٰاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ، وَاٰخِرُ دَعْوٰاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ - وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے۔ ان کا ربّ ان کی رہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف فرمائیں گے جو نعمتوں والی ہیں۔ان کی پکار اس میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ہوگی اور ان کا تحفہ اس میں سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ربّ العالمین کے لئے ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اس کی طرف راہنمائی فرمائی اور ہم اس قابل نہ تھے کہ راہ پاسکیں اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے۔اے اللہ محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور رسول نبی اُمّی ہیں اور آل محمد اور ان کی ازواجِ مطہرات اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور برکتیں نازل فرما محمدؐ پر جو نبی اُمّی ہیں اور ان کی آل اور ازواجِ مطہرات اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے برکت اتاری ابراہیمؑ اور آل ابراہیم پر جہانوں میں۔بے شک آپ تعریفوں والے بزرگیوں والے ہیں۔

قَالَ مُؤَلِّفُهٗ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ "فَرَغْتُ مِنْهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ رَابِعَ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعِيْنَ وَسِتِّ مِائَةٍ بِدِمَشْقَ

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں سوموار ۴ رمضان المبارک ۶۷۰ ہجری کو دمشق میں اس کی تصنیف سے فارغ ہوا۔

تَمَّتِ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَمِيْلِ توفيقه وصلّى الله على سيّدنا محمّد النبى الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ.

میں اس کتاب کے ترجمہ کی ان سطور سے لیلۃ الجمعہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۲۱ ہجری کو فارغ ہوا اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے اور ناشر خالد مقبول اور ان کے والدین دنیا و آخرت کی عظیم کامیابیاں عنایت فرمائے اور ان کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

۲۷۳ : باب تراجم الرواۃ من الرجال و النساء

الاسماء

ملاحظات : یہاں ان تراجم کا تذکرہ کیا گیا ہے' امام نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے جن کا تذکرہ سند میں کیا ہے۔ البتہ متن حدیث کے دوران آنے والے رواۃ کے حالات شرح حدیث میں ذکر کر دیئے یا بعض کی طرف اشارہ کر دیا اگران کے حالات بھی مل جائیں تو فبہا ونعمت۔

(الف)

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمۃ اللہ : زہرہ قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے تقریب میں فرمایا کہ بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی روایت وسماع ہر دو ثابت ہیں۔ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی۔ امام بخاری' مسلم' ابوداؤد' نسائی اور ابنِ ماجہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ : بن قیس بن عبید' یہ خزرج قبیلہ کی شاخ بنونجار سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام سے قبل ہی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو کاتبین وحی میں شامل فرمایا۔ یہ بدر واحد تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ۱٦۴ روایات ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمنذر تھی۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما : بن حارثہ' یہ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان سے اوران کے والد سے بہت پیار تھا۔ اسی لئے ان کو محبوبِ رسول کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام ایمن برکت حبشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ آپ کی لونڈی تھیں اور انہوں نے آپ کی پرورش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو اس لشکر کا امیر بنایا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس لشکر کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب آپؐ کی بیماری میں شدت آ گئی تو آپؐ نے لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی وفات کے بعد اس لشکر کو روانہ کیا گیا۔ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں دفن کئے گئے۔ احادیث کے ذخیرہ میں ان کی ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) روایات ہیں۔

اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ : یہ بصرہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے صرف سات روایات مروی ہیں۔ ان کے بیٹے ابوالملیح نے فقط ان سے روایت نقل کی ہے۔

اسلم مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) رضی اللہ عنہ : ان کی کنیت ابو رافع تھی یہ اُحد وخندق اوران کے بعد والے تمام

معرکوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی لونڈی سلمٰی رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔ ان سے عبید اللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل انہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی مرویات کی تعداد ۶۸ ہے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما: عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر یہ خاندان قریش کی فضیلت والی صحابیات میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن لگتی ہیں اور یہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہ انتہائی فصیح و بلیغ، حاضر دماغ، صاحب عقل وفہم تھیں۔ یہ شعر کہتی تھیں۔ ان کے خاوند زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ پھر انہوں نے بقیہ ایام حیات اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزارے یہاں تک کہ وہ مقتول ہوئے۔ ان کے مقتول ہونے کے بعد ان کی نظر جاتی رہی۔ ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ میں ہوئی۔ ان کا نام ذات النطاقین معروف ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے پٹکے کو پھاڑ کر اس کھانے والے تھیلے کا منہ باندھا جو سفر ہجرت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو جنت میں دو نطاق ملنے کی خوشخبری دی۔ ذخیرۂ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد چھپن (۵۶) احادیث ہیں۔

اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا: بن سکن بن رافع بن امرئ القیس، یہ بنو اشھل سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ عورتوں کی خطیبہ تھیں۔ یہ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں اور بنفس نفیس انہوں نے نو کفار کو اپنے خیمے کی چوب سے ہلاک کیا۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک سو اکیاسی (۱۸۱) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ: بن قیس نخعی ابو عمرو کوفی، یہ تابعی ہیں۔ ان کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے فرمایا عمدہ پختہ راوی ہیں ان کے ثقہ اور صاحب عظمت ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اسی حج کئے۔ یہ ہر دو رات میں ایک قرآن مجید ختم کرتے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

اُسید بن ابی اُسید رحمۃ اللہ: یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد یزید جن کی کنیت ابو اسید ہے روایت نقل کی نیز عبد اللہ بن ابی قتادہ سے بھی اور ان سے ابن جریج اور سلیمان بن بلال نے روایت لی ہے۔ ان کی وفات منصور عباسی کی خلافت کے اوائل میں ہوئی۔

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ: بن سماک بن عتیک، ان کا تعلق اوس قبیلہ سے ہے۔ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ ان معروف صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ جاہلیت و اسلام میں شرفاء میں شمار ہوتے تھے۔ یہ عقلاء عرب میں سے ایک تھے، صاحب الرائے تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر ستر صحابہ میں یہ بھی شامل تھے۔ بارہ نقباء میں سے تھے۔ اُحد کے میدان میں ان کو سات زخم آئے۔ میدان میں آخر تک ثابت قدم رہے۔ مدینہ منور میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ان کی

مرویات کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔

اُسید بن عمر رضی اللہ عنہ: ان کو ابن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن اثیر اُسد الغابہ میں رقم طراز ہیں کہ یہ ابن عمرو کندی سلولی ہیں اور بعض نے کہا درکی ہیں اور بعض نے شیبانی بتایا۔ یہ صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے۔ نبی اکرم ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔

اُم کلثوم عقبہ رضی اللہ عنہا: بن ابی معیط' یہ مکہ میں اسلام لائیں اس وقت تک عورتوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا۔ انہوں نے ۷ھ میں صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِذَا جَآءَ کُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ﴾ رسول اللہ ﷺ سے دس روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

اُمیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں قبیلہ بنو خزاعہ سے ان کا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بسم اللہ کے متعلق انہوں نے نقل کی ہے۔ وہ روایت بخاری و مسلم دنوں میں موجود ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: یہ انصار مدینہ کے مشہور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ خدمت کی ذمہ داری دس سال کی عمر تک سنبھالی اور دس سال تک خدمت میں رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابو حمزہ تجویز فرمائی۔ ان کی والدہ محترم مشہور صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ نے حضرت انس کے لئے دعا فرمائی ''**اللهم اكثر ماله و ولده و بارك له و ادخله الجنة**'' اے اللہ اس کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور اس کو برکت عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ کثیر المال صحابہ میں سے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی اولاد در اولاد در اولاد کی تعداد ایک سو بیس سے زائد تھی۔ انہوں نے سو سال سے زائد عمر پائی۔ بصرہ میں ۹۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے۔

اَوس بن اوس رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں' جنہوں نے دمشق میں سکونت اختیار کی۔ وہیں ان کی مسجد اور گھر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں جن کو ترمذی' ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایاس بن ثعلبہ ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ: یہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو حارثہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سلسلہ نسب ثعلبہ بن حارث بن خزرج ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے تین احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

ایاس بن عبداللہ رحمتہ اللہ: بن زیاب یہ دوس قبیلہ سے ہیں۔ یہ مکہ میں وارد ہو کر مقیم ہو گئے۔ ان سے عبداللہ یا عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فقط روایت لی ہے۔ ابن حبان رحمۃ اللہ نے کو ان ثقات تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے کہا کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے۔

(الباء)

براء بن عازب (ابوعمارہ) رضی اللہ عنہ: بن حارث خزرجی' یہ ان قائدین صحابہ میں سے ہیں جن کے ہاتھ پر عظیم فتوحات ہوئیں۔ چھوٹی عمر میں اسلام لائے اور پندرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں رے (فارس) کا حاکم مقرر فرمایا۔ انہوں نے ابہر پر حملہ کر کے اس کو فتح کرلیا اور پھر قزوین پر قابض ہو گئے۔ پھر وہاں سے زنجان کی طرف کوچ کیا اور زور وقوت سے اس کو فتح کرلیا۔ ۱۷ھ میں مصعب بن زبیر کے زمانہ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایات ۳۰۵ ہیں۔

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن حارث اسلمی۔ یہ بدر سے قبل اسلام لائے مگر بدر میں شرکت نہ کی۔ بعض نے کہا یہ بدر کے بعد اسلام لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ ۶۲ھ میں مرو کے مقام پر وفات پائی۔ یہ خراسان میں فوت ہونے والے صحابہ میں آخری صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے ۱۷۷ روایات بیان کی ہیں۔

بشیر بن قیس تغلبی رحمۃ اللہ: یہ اہل قنسرین میں سے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ کثیر الصدق ہیں۔ ابوداؤد نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے فیض صحبت حاصل کرنے والوں میں سے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے قیس نے روایت کی ہے۔

بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابولبابہ اوسی ہے اور یہ اسی سے مشہور ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پندرہ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ: یہ حبشی تیمی ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ یہ مؤذن رسول ﷺ ہیں۔ یہ قدیم اسلام والہجرات ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بے شمار تکالیف اٹھانی پڑیں اور انہوں نے ان تکالیف پر صبر کیا۔ یہ بدر واحد غرضیکہ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کے لئے شام تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ ان کی وفات ۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۴۴ ہے۔

بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزینہ کے وفد میں ۵ھ میں حاضر ہوئے۔ فتح مکہ میں شریک تھے۔ یہ مزنیہ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی' ۶۰ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے آٹھ (۸) احادیث روایت کی ہیں۔

(التاء)

تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ: بن خارجہ' ان کی کنیت ابو رقیہ ہے۔ ان کی نسبت دار بن ہانی کی طرف کی جاتی ہے۔ جو قبیلہ لخم سے تھے۔ یہ ۹ھ میں اسلام لائے۔ یہ مدینہ میں رہائش پزیر تھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام میں منتقل ہو گئے اور بیت المقدس میں رہائش اختیار کی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغ جلایا۔ فلسطین میں ۴۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی ۱۸ روایات ہیں۔

تمیم بن اُسید رضی اللہ عنہ: بن عبدالعزیٰ' یہ بنوخزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو حرم کی حدود کی تجدید کا حکم فرمایا تو انہوں نے حدود کے ان پتھروں میں سے' جو اکھڑ چکے تھے' کو نئے سرے سے گاڑ کر درست کر دیا۔ یہ مکہ میں مقیم رہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اٹھارہ (۱۸) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

(الثاء)

ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد بصری ہے۔ یہ زیادہ تر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مفضل اور بہت سارے تابعین سے روایت نقل کرتے ہیں۔ امام احمد اور نسائی اور عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۵۰ احادیث نقل کیں ہیں۔

ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو زید ہے۔ یہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے ہیں۔ یہ ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں تھے۔ قریباً ۷۰ھ فتنہ ابن زبیر کے زمانہ میں ان کی وفات ہوتی۔

ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ اور اصلی وطن مکہ اور یمن کے درمیان مقام سرات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر یہ وفات تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لگے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ حمص چلے گئے اور وہاں مکان بنایا اور ۵۴ھ میں وہیں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) احادیث نقل کی ہیں۔

(الجیم)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن جنادہ السوائی' یہ بنوزہرہ کے حلیف ہیں۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ کوفہ میں مقیم ہو گئے ۷۴ھ میں جب بشر کی عراق پر گورنری تھی تو ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۴۶ روایات لکھی ہوئی ملتی ہیں۔

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ: خزرجی سلمی ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے ہجرت سے پہلے اسلام لائے اور اپنے

والد کے ساتھ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے جبکہ ان کی عمر چھوٹی تھی۔ صحیح مسلم میں خود ان کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انیس غزوات میں حصہ لیا۔ میں بدر واحد میں موجود نہیں تھا کیونکہ میرے والد نے مجھے روک دیا۔ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو پھر میں کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نہیں رہا۔ یہ کثیر الروایات صحابہ میں سے ہیں۔ ۱۵۴۰ احادیث ان سے مروی ہیں ۷۴ھ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ: جہیمی' ان کی نسبت ہجیم بن عمرو بن تمیم بصری کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابوجری ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی روایات انہوں نے نقل کی ہیں' البتہ بخاری ومسلم میں ان کی کوئی روایت موجود نہیں۔

جبلہ بن سحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ: تیمی کوفی' یہ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے روایات لی ہیں۔ شعبہ اور ثوری رحمۃ اللہ نے ان کی روایات لی ہیں۔ قطان بن معین ابوحاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔

جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ: بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی' ان کی کنیت ابوعدی ہے یہ قریش کے علماء اور سرداروں میں سے تھے۔ یہ قریش اور عرب کے ماہر نسابوں میں سے تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں ہوئی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) احادیث نقل کی ہیں۔

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ: بن جابر' یہ قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی کنیت ابوعمرو تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے یہ چالیس روز پہلے ایمان لائے۔ یہ انتہائی خوبصورت تھے۔ یہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں اپنی قوم کے سردار تھے۔ عراق کی لڑائیوں میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ۵۱ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن سفیان بن علقی' یہ عقلہ بجیلہ قبیلہ کی ایک شاخ ہے ان کو رسول اللہ ؐ کی کچھ صحبت حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ کوفہ میں پہلے رہائش اختیار کی پھر بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ یہ بصرہ میں معصب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۴۳ احادیث نقل کی ہیں۔

جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ: بن سفیان بن عبید' یہ قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتے ہیں جو کنانہ بن خزیمہ کی اولاد تھے۔ ان کی کنیت ابوذر ہے۔ یہ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ خود ان کی روایت ہے کہ میں پانچواں مسلمان تھا۔ سچائی میں ان کی مثال بیان کی جاتی ہے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام والا سلام کیا۔ ان کی وفات ۳۲ھ میں مقام ربذہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۲۸۱ روایات ان سے نقل ہو کر آئی ہیں۔

جرثوم بن ناشر الخشنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوثعلبہ ہے۔ یہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جرثوم ہے بعض نے کہا جرثومہ ہے اور بعض نے کہا جرثم یا جرہم ہے۔ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ بعض نے کہا امیر معاویہ کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس

احادیث نقل کی ہیں۔

جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: ابن ابی ضرار مصطلقیہ' یہ ام المؤمنین ہیں اور ان سے کچھ روایات امام بخاری نے نقل کی ہیں جن میں دو حدیثیں بخاری کی منفرد ہیں اور مسلم نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبداللہ بن سباق اور ایک جماعت نے روایات لی ہیں۔ ان کی وفات ۵٦ ھ میں ہوئی۔

(الحاء)

حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ: انصار خزرجی سلمی' ان کی کنیت ابوقتادہ ہے۔ یہ فارس رسول اللہ ﷺ ان کی کنیت نام سے زیادہ معروف ہیں یہ احد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ ۵۴ ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے کہا کہ انہوں نے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ ان کی نسبت قبیلہ اشعری طرف ہے جو یمن کا معروف قبیلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اشعریین کے ساتھ حاضر ہوئے۔ عام طور پر شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں طاعون کے ذریعہ شہید ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ سے ستائیس احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن عوف رضی اللہ عنہ لیثی: یہ اپنی کنیت ابوواقد کے ساتھ مشہور ہیں۔ ان کے اپنے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے کہا عوف بن حارث ہے اور بعض نے کہا حارث بن مالک بتایا۔ غزوہ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھ مس بنوضمرہ' بنولیث اور بنوسعد بکر بن عبد مناۃ کا جھنڈا تھا۔ ٦٨ ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ۱۲۴ احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ: یہ عبیداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ان سے ابواسحاق بیعی نے روایت نقل کی اور ان سے عمران بن ابی انس نے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بیان کی ہے۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما: حسیل بن جابر العبسی الیمان حضرت حسیل کا لقب ہے۔ یہ بہادر' فاتح والیوں میں سے تھے۔ منافقین کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہ نام بتائے تھے جو اور کسی کو نہ بتائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا۔ وہیں ان کی ٣٦ ھ میں وفات ہوئی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۲۵ ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ: بن یسار بصری' یہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ اہل بصرہ کے امام تھے۔ اپنے زمانے کے اساطین علم میں سے تھے۔ ان کو بیک وقت قدرت نے علم' فقاہت' فصاحت' بہادری' زہد جیسی عمدہ صفات کو جمع کر دیا تھا۔ مدینہ منورہ میں ان کی ولادت ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں پروان چڑھے۔ پھر بصرہ میں سکونت

اختیار کی اور وہیں ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: الہاشمی القرشی' ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ پیدائش ان کی مدینہ منورہ میں ہوئی اور بیت نبوت میں پرورش پائی۔ یہ بڑے ذی عقل' حوصلہ مند' بھلائی کے خواہاں' انتہائی فصیح و بلیغ اور فی البدیہہ عمدہ گفتگو کرنے والے تھے۔ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے بیعت کی۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو باہمی خون ریزی سے بچانے کے لئے حضرت معاویہ سے صلح کر لی اور خلافت سے چند شرائط کے ساتھ دست برداری اختیار فرمائی۔ ۴۱ھ میں تمام مسلمانوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہوا۔ اسی لئے اس سال کا نام عام الجماعۃ رکھا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ۵۰ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے ۱۱۳ احادیث روایت کی ہیں۔

حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ: یہ انصاری مدنی صحابی ہیں۔ ان سے ایک روایت منقول ہے۔ سعید انصار نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن کلبی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ یہ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ ان ہی سے طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کا واقعہ منقول ہے۔

حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا: یہ قبیلہ بنو عدی سے ہیں۔ ان کی کنیت اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام زینب بنت فطعون ہے۔ یہ مہاجرہ عورتوں میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل یہ خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ۲ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا۔ ان کی وفات ۴۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ساٹھ (۶۰) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ' یہ قریشی الاصل ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ بعثت سے قبل اور بعد آپؐ کے مخلص رفقاء میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۳۸ھ میں وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چالیس (۴۰) احادیث ان کی روایت سے آئی ہیں۔ ان کی کنیت ابو خالد تھی۔

حمید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ: بن عوف الزہری المدنی' یہ جلیل القدر ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ اُم کلثوم بنت عقبہ اور اپنے ماموں عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور بھتیجے سعد اور زہری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ۱۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ: ان کو الکاتب اور ابو ربعی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے دادا صیف التمیمی ہیں۔ ان کو حنظلہ کاتب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں شامل تھے۔ یہ اکثم بن صیفی کے بھتیجے ہیں۔ جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۴۵ھ میں

وفات پائی۔

حیان بن حصن رحمۃ اللہ: ان کا لقب ابوالتیاح ہے۔ یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے ہیں۔ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔انہوں نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ان کے دونوں بیٹے منصور، جریر اور شعبی رحمہم اللہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

(الخاء)

خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ: یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ تابعی ہیں' انہوں نے عقبہ بن غزوان سے روایت کی ہے اوران سے حمید بن ہلال نے روایت لی ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

خالد بن زید رضی اللہ عنہ: بن کلیب بن شعلبہ انصاری' یہ بنی نجار سے ہیں۔ ابوایوب ان کی کنیت ہے۔اسی سے زیادہ معروف ہیں۔ یہ بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔تمام غزوات میں بنفس نفیس حصہ لیا۔ یہ صابر' متقی' غزوات و جہاد کو پسند کرنے والے تھے۔ بنی امیہ کے زمانہ تک زندہ رہے اور یزید بن معاویہ کے ساتھ غزوہ قسطنطنیہ میں حصہ لیا۔ یہ ۵۲ھ کا زمانہ تھا اور وہیں وفات پا کر دفن ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو پچپن (۱۵۵) احادیث روایت کی ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: بن مغیرہ مخزومی قرشی' ان کا لقب سیف اللہ ہے۔ یہ عظیم الشان فاتح صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان کو گھوڑ سوار دستے کا ذمہ دار بنایا۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو قتالِ مرتدین کے لئے منتخب فرمایا۔ پھر ان کو عراق بھیجا پھر شام معرکہ یرموک کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ یہ ہمیشہ کامیاب' فصیح و بلیغ خطیب تھے۔انہوں نے حمص میں وفات پائی اور بعض نے کہا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔احادیث کے ذخائر میں ان سے اٹھارہ (۱۸) روایات مروی ہیں۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ: بن جندلہ بن سعد تمیمی ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مکہ میں سب سے قبل اظہارِ اسلام کیا تو مشرکین نے ان کو ضعیف سمجھ کر تکالیف دیں تاکہ یہ دین سے واپس لوٹ جائے۔ انہوں نے اس وقت تک ان مصائب پر صبر کیا تا آنکہ ہجرت کا حکم ہوگیا۔ چنانچہ انہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی۔انہوں نے ۳۲ روایات نقل کی ہیں۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ: بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک یہ صحابی ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں رقہ کے مقام پر وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ۱۰ روایات نقل کی ہیں۔ان کی مرویات کو سنن اربعہ کے مصنفین سے نقل کیا ہے۔

خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کی کنیت ام محمد ہے۔ یہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ غزوہ احد میں شہید ہوگئے تو انہوں نے نعمان بن عجلان انصاری زرقی رضی اللہ عنہ سے عقد کیا۔ رسول اللہ ﷺ

سے انہوں نے ۱۸ احادیث روایت کی ہیں۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا: بن امیہ سلمیہ' یہ حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ ہیں۔ ان کو ام شریک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنا آپ رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) روایات نقل کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں انہوں نے ان سے ایک ہی روایت نقل کی ہے۔

خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوشریح ہے۔ نام میں اختلاف ہے بعض نے خویلد بن عمرو بعض نے عمرو بن خویلد بعض نے کعب بن عمرو بعض نے ہانی بن عمرو کہا ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ کے دن انہوں نے بنی کعب خزاعہ کا ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ یہ عقل مند ترین لوگوں میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۶۸ ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

(الراء)

رافع بن معلی رضی اللہ عنہ: انصاری زرقی' ان کا لقب ابوسعید ہے۔ نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے سعد بن عمارہ اور بعض نے عمارہ بن سعید بعض نے عامر بن مسعود کہا ہے۔ یہ اہل حجاز صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبداللہ بن مرہ اور مکحول نے روایت لی ہے۔

ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ: ان کی کنیت ابومریم کوفی ہے۔ یہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ذہبی نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عاجزی کرنے والے تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ۱۰۰ ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

ربیعہ بن کعب اور سلمی رضی اللہ عنہ: یہ اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوفراس ہے۔ یہی وہ صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رفاقتِ جنت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''کثرت سجود سے میری معاونت کرو''۔ یہ اصحابِ صفہ میں سے تھے۔ سفر و حضر میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کی وفات مدینہ میں ۶۳ ھ میں ہوئی۔

ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوشعیب دمشقی القصیر الایادی ہے۔ یہ بڑے علماء میں سے تھے۔ انہوں نے واثلہ اور عبداللہ دیلمی اور جبیر بن نضیر سے روایت لی ہے اور عبداللہ بن عمر اور نعمان بن بشیر سے مرسل روایات نقل کی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں ۱۲۳ ھ میں حادثۂ قتل سے اس دارِ فانی کو چھوڑا۔

رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ: یہ تیم بن عبد مناہ بن ادو یہ تیم الرباب کہلاتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو دمثہ ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں انہوں نے افریقہ میں وفات پائی۔ ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے ان کی روایت کو نقل کیا ہے۔

رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ: یہ انصار قبیلہ کے خاندان بنو زریق کی طرف منسوب ہیں۔ یہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ بیعت عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر

احد' خندق' بیعت رضوان بلکہ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ چوبیس (۲۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا: قرشیہ اموی' یہ سابقات فی الاسلام میں سے ہیں۔ اپنے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ پہنچ کر وہ نصرانی ہو کر مر گیا۔ یہ اسلام پر ثابت قدم رہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام حبشہ میں ہی بھیجا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح اور مہر ادا کیا۔ مہر چار سو درہم تھے۔ پھر ان کو تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف ۷ھ میں روانہ کر دیا۔ ان کی وفات ۴۲ھ میں ہوئی۔ ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

(الزاء)

زبیر بن عدی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ رے (فارس) کے قاضی تھے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت انس' معرور بن سوید' ابووائل رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ ان سے اسماعیل بن خالد' ابو اسحاق سبیعی اور ثوری رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ان کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا۔ اسی طرح ابن معین اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے۔ بخاری کہتے ہیں کہ ان کی وفات رے میں ۱۲۱ھ میں ہوئی۔

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: بن خویلد اسدی قرشی' ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ یہ بڑے بہادر اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ یہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے اپنی تلوار سونتی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ بدر' احد وغیرہ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ جنگ یرموک میں گھڑسواروں کے دستہ کے نگران تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے میدان میں ثابت قدمی کے لئے بیڑیاں پہن لیں تھیں۔ ان کو ابن جرموز نے جنگ جمل کے دن ۳۶ھ میں شہید کر دیا۔ احادیث کی کتابوں میں اڑتیس (۳۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

زر بن حبیش رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت سنی۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

زیادہ بن علاقہ رحمۃ اللہ: ثعلبی ابو مالک کوفی' یہ تابعی ہیں۔ اپنے چچا قطبہ بن مالک اور جریر بجلی' اسامہ بن شریک سے انہوں نے روایت لی ہے اور ان سے اعمش' معمر' شعبہ وغیرہم رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین' نسائی' نے ان کو ثقہ قرار دیا اور ابو حاتم نے صدوق کہا۔ ان کی وفات ۱۳۵ھ میں ہوئی۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: جزرجی انصاری' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سترہ غزوات میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ستر (۷۰) روایات ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: بن ضحاک انصاری بخزرجی' ابو خارجہ ان کی کنیت ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ میں پروان چڑھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی جبکہ ان کی عمر ۱۱ سال تھی۔ یہ دین کے عالم اور فقیہہ تھے۔ انہوں نے گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ یہ انصار مدینہ میں سے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود حفاظِ قرآن میں سے ایک تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو جمع کرنے کی خدمت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں انجام دی۔ ۴۵ھ میں وفات پائی کتب احادیث میں بانوے (۹۲) روایات ان سے مروی ہیں۔ خط کشیدہ عبارت فہم سے بعید ہے یہ ناسخ کی غلطی ہے۔ حالات کی تصحیح بین القوسین لکھ دی گئی ہے۔

زید بن سہل رضی اللہ عنہ: بن اسود بن حرام بن عمرو بخاری المدنی' یہ بدر اور دیگر تمام معرکوں میں شریک رہے۔ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ نے حنین کے دن بیس کفار کو قتل کیا۔ اُحد کے دن بھی بڑی آزمائش سے گزرے۔ ان کا وہ ہاتھ شل ہو گیا جس کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے بطور ڈھال کے استعمال کیا۔ یہ اپنی کنیت ابوطلحہ کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندگی گزاری۔ سوائے عیدین اور ایام تشریق کے کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غزوات میں مصروفیت کی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے۔ کتب احادیث میں ان سے بانوے (۹۲) احادیث مروی ہیں۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ جہینہ قبیلے کا جھنڈا فتح مکہ کے دن ان کے پاس تھا۔ مدینہ منورہ میں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے اکیاسی (۸۱) احادیث ان کی روایت سے وارد ہیں۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: بن رئاب اسدیہ' یہ اسد خزیمہ سے تعلق رکھتی ہیں یہ زید بن حارثہ کی زوجہ محترمہ تھیں ان کا نام برہ تھا۔ زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے شادی کی اور ان کا نام زینب رکھا۔ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ نبی اکرم ﷺ سے گیارہ (۱۱) احادیث روایت کی ہیں۔ یہ ام المؤمنین ہیں۔

زینب بنت ابی سلمہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا: یہ صحابیہ ہیں۔ صحیح بخاری میں دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ صحیح مسلم میں ایک روایت ہے۔ ان کے بیٹے ابوعبیدہ بن عبداللہ اور علی بن الحسین نے ان سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

زینب بنت عبداللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا: یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ ان سے آٹھ (۸) احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک روایت پر بخاری و مسلم متفق ہیں اور ایک روایت پر دونوں منفرد ہیں ان سے ابوعبیدہ جو ان کے بیٹے ہیں' نے اور بسر بن سعید نے روایت لی ہے۔

(السین)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ: بن سعید بن ثمامہ کندی' امام زہری فرماتے ہیں کہ یہ ازد میں سے تھے۔ ان کا شمار کنانہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ نمر کندی کے بھانجے ہیں۔ ان کی کئی احادیث ہیں۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ: یہ القرشی العدوی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمر ہے مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعین میں ان کا شمار ہے۔ یہ بڑے فقیہہ' امام' زاہد' عابد ہیں ان کی اقتدائیت وجلالت اور زہد و عالی مرتبت پر سب کا اتفاق ہے۔ عبداللہ بن المبارک نے جن فقہاء کو شمار کیا یہ ان میں سے ایک ہیں۔ ۱۰۶ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوثریہ ہے۔ خندق اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انیس (۱۹) احادیث انہوں نے روایات کی ہیں۔ احادیث متعہ میں مسلم منفرد ہیں۔ ان کے ربیع نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں انہوں نے وفات پائی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: مالک بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الزہری ابواسحاق ان کی کنیت ہے۔ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جو امیر بنائے گئے۔ یہ عراق اور مدائن کسریٰ کے فاتح ہیں۔ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جن کو فاروق اعظم نے اپنے بعد خلافت کے لئے چنا۔ یہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں۔ غزوات میں اکثر نبی اکرم ﷺ کی حفاظت پر ان کی ڈیوٹی ہوتی۔ یہ معرکہ بدر اور اسلامی غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان کو فارس الاسلام کہا جاتا ہے۔ یہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی "اللهم سدد رميه و اجب دعوته" (اے اللہ ان کے نشانے کو درست فرما اور ان کی دعا کو قبول فرما۔ نبی اکرم ﷺ سے ۲۷۰ روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ انہوں نے مقام عقیق میں اپنے محل میں وفات پائی۔ پھر آپ کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ اس وقت ۵۵ھ کا زمانہ تھا۔

سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوسعید الخدری معروف ہے۔ خدرہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ ان کو نوعمری کی وجہ سے اُحد کے دن واپس کر دیا گیا۔ غزوہ اُحد میں ان کے والد شہید ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے بارہ غزوات رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کئے۔ یہ عالم اور فقیہ صحابہ میں سے تھے۔ ان کی وفات ۶۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۱۱۷۰ احادیث مروی ہیں۔

سعید بن حارث رحمۃ اللہ: بن ابوسعید بن المعلی الانصاری' یہ مدینہ کے قاضی اور جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے ابوہریرہ' ابوسعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت لی اور ان سے عمرو بن الحارث اور فلیح بن سلیمان نے روایت لی ہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق مشہور کا لفظ لکھا ہے۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن نفیل القرشی العدوی' ابوالاعور کنیت ہے۔ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنت

کی اکٹھی خوشخبری دی گئی۔ یہ عمر بن الخطاب کے چچازاد بھائی ہیں۔حضرت عمر کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی ہوئی۔فاطمہ بنت خطاب نے اپنے والد زید کے ساتھ اسلام قبول کیا اور فاطمہ کا اسلام عمر کے اسلام لانے کا سبب بن گیا۔ سعید رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ بدر کے بعد تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ جنگ یرموک اور محاصرہ دمشق میں بھی شامل تھے۔۵۰ھ میں وفات پائی ۴۸ (اڑتالیس) احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ: بن ابی یحییٰ تنوخی ان کی کنیت ابومحمد الدمشقی ہے۔ یہ بڑے فقیہ ہیں۔ابن معین اور ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔حاکم نے کہا اہل شام میں ان کا وہی مقام ہے جو امام مالک کا اہل مدینہ میں ہے۔ان کی وفات بقول ابن سعد ۱۶۷ھ میں ہوئی۔

سعید مقبری رحمۃ اللہ: بن ابی سعید کیسان' ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ یہ ثقہ ہے اور مدینہ منورہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرسل روایت کی ہے۔ان سے حدیث کے ۶ ائمہ نے روایت لی ہے۔

سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: بن ابی ربیعہ بن حارث بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی طائفی' یہ صحابی ہیں اور ان سے روایات بھی آئی ہیں۔حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے طائف کے عامل تھے۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ: بن اوس ظبی بصری' یہ صحابی ہیں اور ان سے کئی احادیث ہیں۔ بخاری نے ان کی ایک روایت منفرد ذکر کی ہے۔ان سے محمد ابن سیرین اور ام ہزیل نے روایت لی ہے۔پیغمبر ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔اصل میں یہ اصفہان کے مجوسی ہیں۔ بڑی لمبی عمر پائی۔ پہلے پہل غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔انہیں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔اس کے بعد کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے۔یہ زاہد عالم فاضل صحابہ میں سے تھے۔عراق میں رہائش اختیار کی اور اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بناتے اور اسی پر گزارا کرتے۔مدائن میں انہوں نے ۳۶ھ میں وفات پائی جبکہ یہ مدائن کے گورنر تھے۔احادیث کی کتابوں میں ساٹھ (۶۰) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ: یہ سلمہ بن عمرو بن اکوع بن سنان اسلمی' ان کی نسبت دادا کی طرف ہے۔ان کی کنیت ابومسلم ہے۔ بیعت رضوان کے موقع پر حدیبیہ میں موجود تھے۔ یہ بہادر تیرانداز احسان کرنے والے اور فضیلت والے تھے۔سات غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔دوڑ میں گھوڑے سے آگے نکل جاتے۔مدینہ میں ۷۴ھ میں وفات پائی۔حدیث کی کتابوں میں ستتر (۷۷) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلیم بن اسود رحمۃ اللہ: بن حنظلہ محاربی کوفی' ان کی کنیت ابوسعثاء انہوں نے حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن مسعود'

حذیفہ‘ ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے اشعث ابراہیم نخعی نے روایت لی ہے۔ ابن معین اور عجلی اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ: بن جون بن ابی جون عبدالعزی بن منقذ سلولی جزاعی‘ ان کی کنیت ابومطرف ہے۔ یہ قائدین سردار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین و جمل میں شامل تھے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ پھر یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے خط و کتابت کی مگر ان سے پیچھے رہے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے خروج کیا اور التوابین نامی جماعت کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ ان توابین کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ان کو توابین اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت حسین کو بلا کر خود ان کی مدد نہ کی مگر ان کے قتل کے بعد جب احساس ہوا تو بدلے کے لئے اٹھے اور سابقہ غلطی سے توبہ کر لی۔ چنانچہ سلیمان اور عبیداللہ بن زیاد کے درمیان کئی معرکے پیش آئے جن میں سلیمان عین الوردہ کے معرکے میں کام آئے یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ: فزاری‘ ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ چھوٹی عمر میں ان کے والد فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ ان کو مدینہ لے آئیں اور ایک انصاری نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی کفالت میں رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہوئے۔ کہا گیا کہ ان کو اُحد میں شرکت کی اجازت دی گئی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ اور ابن سیرین اور فضلاء بصرہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے سو (۱۰۰) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ: عبداللہ بن ساعدہ‘ ان کی کنیت ابویحیٰ ہے۔ بعض ابومحمد بتلاتی ہے۔ یہ مدنی ہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۸ سال تھی رسول اللہ ﷺ سے کئی باتیں انہوں نے یاد کیں احادیث کی کتابوں میں پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ: بن وہب انصاری‘ ان کی کنیت ابوسعد ہے۔ یہ سابقین صحابہ میں سے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور اُحد میں ثابت قدم رہنے والی جماعت میں سے تھے۔ تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرادی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعہ جمل کے بعد بصرہ کا حاکم بنایا۔ پھر یہ صفین میں ان کے ساتھ تھے۔ ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی‘ ان کی کنیت ابوالعباس ہے۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ان کا نام حزن تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام سہل رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ سال

تھی۔ یہ طویل العمر صحابی ہیں۔ انہوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کا زمانہ پایا۔ ۸۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔

سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ: یہ ابن الحنظلیہ کے نام سے معروف ہیں۔ بعض نے کہا کہ نام سہل بن ربیع بن عمرو انصاری المعروف بابن الحنظلیہ ہیں۔ یہ بیعت رضوان میں شامل صحابہ میں سے ہیں۔ بہت زیادہ ذکر اور نفلی نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے لوگوں سے الگ رہتے۔ انہوں نے دمشق میں رہائش اختیار کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی۔ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میری اولاد کا ہونا تمام دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔

سوید بن قیس رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوصفوان ہے۔ انہوں نے تین روایتیں رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔ سماک نے ان سے ایک روایت صحیحین میں روایت کی ہے۔

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعلی مزنی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔ ایک حدیث میں مسلم منفرد ہے۔ ان سے ان کے بیٹے معاویہ اور ہلال بن یساف و دوسروں نے روایت لی ہے۔

(الشین)

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ: بن ثابت خزرجی انصاری ان کی کنیت ابویعلیٰ ہے۔ یہ فاروق اعظم کے امراء اور والیوں میں سے تھے۔ حمص کے امیر رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقعہ پر علیحدگی اختیار کر لی اور عبادت کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بڑے فصیح، حوصلہ مند اور عقل مند تھے۔ بیت المقدس میں ۵۸ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

شرید بن سوید رضی اللہ عنہ: ثقفی یہ بیعت الرضوان میں شامل افراد میں سے تھے۔ ان کی کئی احادیث جن میں سے دو کو مسلم نے منفرداً بیان کیا اور ان سے ان کے بیٹے عمرو اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے روایت لی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

شریح بن حصائی رحمۃ اللہ: بن مذحجی ان کی کنیت ابوالمقدام یمنی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بڑے دوستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور اسی طرح حضرت عمر اور بلال رضی اللہ عنہم سے بھی۔ ان سے ان کے بیٹے المقدام اور شعبی اور حکم بن عقبہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین نے ان کو ثقہ کہا اور ابوحاتم بجستانی نے کہا یہ ۷۸ھ میں قتل ہوئے۔

شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ یہ آل خضرمی کے مولا ہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور بیان کی اور حضرت ابوبکر، عمر و عثمان، ومعاذ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ابن معین

کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ان کے متعلق پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں ۔ان کی وفات ۶۴ھ میں ہوئی ۔
شقیق بن عبداللہ رحمۃ اللہ: جلیل القدر تابعی ہیں ۔آل حضرمی کے مولا ہیں ۔حضرت انس سے روایت نقل کی ہیں اور ان سے یحییٰ قطان اور وکیع نے روایت لی ہے اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا۔علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ان کے باعظمت ہونے پر اتفاق ہے۔
شکل بن حمید رضی اللہ عنہ: عبسی کوفی' یہ صحابی ہیں ۔رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک روایت بیان کی ہے۔
شہر بن جوشب رحمۃ اللہ: یہ اسما بنت یزید بن سکن کے مولیٰ ہیں ۔ان کی کنیت ابوسعید شامی ہے۔انہوں نے تمیم داری اور سلمان سے مرسل روایات بیان کی ہیں اور اپنے موالی اسماء ابن عباس' ام سلمہ و جابر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے۔ابن معین اور احمد نے ان کی توثیق کی ہے۔ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی ۔

(الصاد)

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ: لیثی حجازی' یہ صحابی ہیں ان کی وفات خلافت صدیقی میں ہوئی ۔رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ روایت نقل کی ہیں ۔
صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ: مرادی کوفی' یہ صحابی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی ۔ان کی عظمت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت لی ہے۔ کتب احادیث میں ان سے ۲۱ روایات منقول ہیں ۔
صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا: اسرائیلیہ' ام المؤمنین ان کی کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔ان سے علی بن حسین رحمۃ اللہ اور اسحاق بن عبدالحارث سے روایت لی ہیں ۔۳۵ھ میں خلافت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔
صفیہ بنت ابی عبید رحمہما اللہ: یہ ابوعبید وہی ابن مسعود ثقفی ہیں ۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ ہیں ۔ یہ ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں' ان سے بخاری نے باب الادب میں' مسلم' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے۔
صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ: بن مالک' یہ بنی نمر بن قاسط سے ہیں ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ان کو رومی اس لئے کہا جاتا ہے۔اس لئے کہ رومیوں نے ان کو بچپن میں گرفتار کرلیا۔پس ان میں پرورش پائی زبان میں لکنت تھی ۔ان سے بنی کلب کے ایک آدمی نے خرید لیا اور ان کو مکہ لے آیا۔اس سے عبداللہ بن جدعان تیمی نے خرید کر آزاد کردیا۔ یہ مکہ میں مقیم ہوگئے' تجارت کرتے تھے جب اسلام ظاہر ہوا تو اسلام لے آئے ۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ اور عمار ایک ہی دن مسلمان ہوئے ۔ان کا اسلام لانا تیس سے کچھ زائد آدمیوں کے بعد تھا۔ یہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے ۔جن کو تکالیف پہنچائیں گئیں ۔(کیونکہ ان کی کوئی قبائلی حمایت نہ تھی) انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی ۔ نبی

اکرم ﷺ کے ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ ان کی وفات ۳۸ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۳۰۷ روایات ان سے مروی ہیں۔

صخر بن حرب رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف' یہ ابوسفیان کی کنیت سے معروف ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جو دولت امویہ کے بانی ہیں۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد اس کی خاطر خوب مشقتیں برداشت کیں۔ غزوہ حنین اور طائف میں موجود تھے۔ ایک آنکھ طائف کے دن تیر لگنے سے جاتی رہی اور یرموک کی لڑائی میں دوسری آنکھ بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلی گئی۔ ان کی وفات ۳۱ھ میں مدینہ منورہ یا شام میں ہوئی۔

صخر بن وداعہ الغامدی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت از دقبیلہ کی شاخ غامد کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ حجازی ہیں طائف میں رہائش اختیار کی ان سے عمارہ بن حدید نے روایت نقل کی اور سنن اربعہ کے مصنفین نے ان کی روایات کی تخریج کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو (۲) احادیث مروی ہیں۔

صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ: بن وہب الباہلی' ان کی کنیت ابوامامہ ہے۔ یہ صفین کی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں تھے۔ شام میں سکونت اختیار کی حمص کی سرزمین میں ۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اڑھائی سو (۲۵۰) روایات نقل کی ہیں۔

(الطاء)

طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ: بن مسعود اشجعی کوفی' یہ سعد بن طارق اور ابو مالک کے والد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ: بن عبد شمس بن سلمہ البجلی' ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ غازیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو بچپن میں پایا۔ خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ غزوات میں شرکت کی۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے دیگر صحابہ اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم سے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی۔

طارق بن علی رضی اللہ عنہ: بن منذر بن قیس سحیمی' یہ صحابی ہیں اور قیس بن طلق کے والد ہیں۔ ان کی کنیت ابوعلی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے' جو یمامہ سے آنے والوں میں شامل تھے اور اسلام لے آئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو چودہ (۱۱۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ: بن قیس' ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے جس کی سند میں ناقدین نے اضطراب بتایا۔ وہ حدیث پیٹ کے بل سونے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: بن عثمان بن عمرو بن کعب تیمی' ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ مکی و مدنی صحابی ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو طلحۃ الخیر کا لقب دیا۔ یہ اُحد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یوم جمل میں شہادت پائی ۳۶ ھ تھا۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی اڑتیس (۳۸) احادیث مروی ہیں۔

طلحہ بن براء بن عمیرہ رضی اللہ عنہ: بن ویرہ بلوی انصاری' یہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔ ان کی مرض وفات میں حضور ﷺ ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور ان کے دفن کے بعد ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللھم الق طلحة وانت تضحك اليه و هو يضحك اليك "اے اللہ طلحہ تجھ سے ملے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش اور آپ اس سے خوش ہوں"۔

طفیل بن ابی بن کعب رحمۃ اللہ: یہ مدنی تابعی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالبطن تھی کیونکہ ان کا پیٹ بڑا تھا۔ انہوں نے اپنے والد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد اور عجلی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔

(الظاء)

ظالم بن عمرو: یہ ابوالاسود الدیلی کی کنیت سے زیادہ معروف ہیں بعض نے ان کا نام عمرو بن سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بصرہ کے قاضی رہے۔ بڑے جلیل القدر فاضل ثقہ تابعی ہیں۔ ان کی وفات ۶۹ ھ میں ہوئی۔ تمام نے ان سے روایت لی ہے۔ (یہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں) انہوں نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے دیکھے ہیں۔

(العین)

عائذ بن عمرو مذنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوہبیرہ ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے رسول ﷺ حدیبیہ کے دن بیعت کی۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں گھر بنایا۔ عبیداللہ بن زیاد کی حکومت کے زمانہ میں وفات پائی۔ یہ بلند آواز والے صحابہ میں سے تھے۔

عائذ بن عبیداللہ بن عمر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو ادریس خولانی ہے۔ جلیل القدر فقیہ تابعی ہیں۔ یہ اہل دمشق کے واعظ اور قصہ گو تھے۔ یہ عبدالملک کی خلافت کا زمانہ تھا۔ عبدالملک نے دمشق میں ان کو قضاء کا ذمہ دار بنایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ اہل شام کے علماء میں سے تھے۔ ان کی وفات ۸۰ ھ میں ہوئی۔

عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین یہ عورتوں میں سب سے زیادہ علم والی اور فقیہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ان سے شادی کی جبکہ ان کی عمر ۶ سال تھی اور شوال ۲ ھ میں حضور ﷺ کے گھر آ بسیں جبکہ ان کی عمر

۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندہ رہیں اور ۵۷ھ میں وفات پائی۔

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ: بن عامر غطفی نخعی کوفی' یہ عبید الرحمان بن عابس کے والد ہیں۔ یہ اکابر تابعین میں سے ہیں انہوں نے جاہلیت و اسلام کا زمانہ پایا۔

عاصم احول رحمۃ اللہ: یہ ابن سلیمان ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمان ہے۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ درمیانہ درجہ کے تابعی ہیں۔ ۱۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔ ان سے تمام نے حدیث لی ہے۔

عامر بن عبد اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابو عبیدہ سے زیادہ معروف ہیں۔ الفہری قریشی ہیں۔ قائدین امراء میں سے ہیں۔ شام کے علاقہ کو انہوں نے فتح کیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سابقین فی الاسلام میں ہیں۔ تمام لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ نے ان کو امین ھذا الامۃ کا لقب عنایت فرمایا۔ طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور غور بیان میں ۱۸ھ میں تدفین ہوئی۔ کتب احادیث میں ان سے چودہ (۱۴) احادیث مروی ہیں۔

عامر بن اسامہ ہذلی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو الملیح ہے۔ بعض نے کہا کہ نام عمر بن اسامہ ہذلی ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اسامہ بن ہذلی سے روایات لی ہیں۔

عامر بن ابو موسیٰ رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو بردہ ہے۔ یہ کوفہ کے قاضی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض حارث اور بعض نے عامر بتلایا۔ انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت علیؓ' زبیر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ' یوسف' سعید اور بلال وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔ اکثر نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ۱۰۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: بن قیس انصاری خزرجی ان کی کنیت ابو الولید ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت عقبہ کی۔ یہ نقباء میں سے ایک تھے۔ یہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ یہ بڑے طاقتور' بہادر' بہت زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بے باک تھے۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں بیت المقدس میں ہوئی۔

عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ: بن ہاشم بن عبد مناف' ان کی کنیت ابو الفضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ جاہلیت و اسلام میں اکابر میں شامل تھے۔ خلفاء عباسین کے جد امجد ہیں۔ جاہلیت میں بیت اللہ میں سقایہ کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ان کو برقرار رکھا۔ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی اور مشرکین کی اطلاعات رسول اللہ ﷺ کو لکھتے رہے۔ پھر فتح مکہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ حنین اور غزوہ فتح مکہ میں ہم رکابی کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں ہوئی۔ ۳۵

احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنے لقب ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ اشعر یمن کا ایک معروف قبیلہ ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لائے اور پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جعفر اور ان کے اصحاب کے ساتھ اشعریین کے ایک وفد میں خیبر کے بعد مدینہ منور آئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کا اکرام و احترام فرماتے۔ آپ نے فرمایا: ((او تیت مزمارا من مزامیر)) داؤد'' اے ابوموسیٰ تمہیں داؤد کی سروں میں سے ایک سردی گئی ہے''۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۳۶۰ روایات نقل کی ہیں۔ ۴۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب الہاشمی ان کی کنیت ابوالعباس ان کا لقب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ ہجرت سے تین قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ مسلمان اور رسول اللہ ﷺ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اللھم فقھہ فی الدین و علمہ التاویل کہ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عنایت فرما اور بات کو ٹھکانے لگانے کا علم عنایت فرما''۔ عمر بن خطاب ان کو اپنی مجلس میں قریب بٹھاتے اور ان کے کثیر علم اور بڑی عقل سے فائدہ اور مشورہ میں مدد لیتے۔ ان کی وفات ۷۱ھ طائف میں پیش آئی وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی یہ بعثت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا جبکہ ابھی بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے اور اپنے والد اور والدہ کے ساتھ ہجرت کی جبکہ ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ احد و بدر میں حضور ﷺ نے شفقت کے طور پر چھوٹی عمر کی وجہ سے واپس کر دیا اور پندرہ سال کی عمر سے قبل جہاد میں قبول نہ فرمایا۔ یہ غزوہ خندق میں پہلے پہل حاضر ہوئے۔ پھر کسی غزوہ میں پیچھے نہ رہے یہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی روایات بہت کثرت سے ہیں۔ ابوہریرہ' ابن عمر' انس' ابن عباس' جابر' عباس' عائشہ رضی اللہ عنہم ان سے ۱۶۳۰ روایات مروی ہیں۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن کعب: بن مالک انصاری اسلمی۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ ان کو احمد عسکری نے ان لوگوں میں لکھا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ملے ہیں۔ یہ کعب کے مسجد کی طرف لے جانے والے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے بیٹے عبدالرحمٰن اور عبیداللہ بھی تھے کیونکہ کعب رضی اللہ عنہ کی نظر ختم ہوگئی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: ہزلی' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ سات میں سے چھٹے اسلام لانے والے تھے۔ یہ بڑے علماء صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے پہلے حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تمام غزوات میں آپ کی معیت میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بہت قربت رکھتے تھے۔ خلافت فاروقی میں کوفہ کے قاضی القضاۃ اور بیت المال کے افسر تھے اور خلافت عثمانی کے ابتدائی زمانہ میں بھی۔ پھر مدینہ واپس لوٹے اور وہیں ۳۲ھ

میں وفات پائی۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما: ابواوفی کا نام علقمہ بن خالد اسلمی اور کنیت ابو ابراہیم ہے۔عبداللہ اور اس کے والد دونوں صحابی ہیں۔عبداللہ نے بیعت رضوان میں حضور ﷺ کی بیعت کی۔خیبر اور اس کے بعد والی ساری لڑائیوں میں حاضر رہے۔رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوفہ میں آئے اور وہیں ۸۶ھ میں وفات پائی۔احادیث کی کتابوں میں پچانوے (۹۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما: ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب التیمی القریشی ہے۔یہ خلفاء راشدین میں پہلے شخص ہیں اور پہلی ہستی ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان قبول کیا۔یہ اپنی کنیت ابو بکر صدیق کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔مکہ میں پیدا ہوئے اور سادات قریش کی حیثیت سے ہی پرورش پائی۔قبائل عرب کے انساب حالات اور سیاست سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔نبوت کے زمانہ میں بڑی عظیم وجلیل خدمات سرانجام دیں۔تمام لڑائیوں میں حاضر رہے اور بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں اور اپنے تمام مال اشارۂ نبوت پر صرف کر دیئے اور اپنی مدت خلافت جو کہ دو سال تین مہینے رہی۔مرتدین سے سخت لڑائیاں لڑیں اور شام کے علاقے کو فتح کیا اور عراق کا بہت بڑا حصہ فتح کر لیا۔مدینہ منورہ میں ۱۳ھ میں وفات پائی۔احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیالیس (۱۴۲) روایات آپ سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوصفوان ہے۔بعض کہتے ہیں ابو بسر ہے۔یہ بنی مازن بن منصور سے ہیں یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔۸۸ھ حمص میں وفات پائی۔شام میں سب سے آخری صحابی وفات کے لحاظ سے یہی ہیں۔احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) روایات ان سے آئی ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سہمی قریشی: یہ اپنے باپ سے قبل اسلام لائے۔یہ بہت زیادہ عبادت اور علم والے صحابہ میں سے تھے۔یہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپؐ کے ارشادات لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی۔یہ تمام غزوات وحروب میں شامل ہوتے اور دو تلواروں سے لڑتے تھے۔یرموک کے دن اپنے والد کا جھنڈا بلند کیا۔صفین کی لڑائی میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔تھوڑی مدت کے لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا۔ان کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی۔احادیث کی کتابوں میں سات صد (۷۰۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: یہ مزینہ قبیلہ سے تھے۔یہ بیعت رضوان والے صحابہ میں سے ہیں۔انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی پھر یہ ان دس میں سے ایک تھے۔جن کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں دین کے احکام سکھانے بھیجا۔یہ بصرہ میں منتقل ہو گئے اور وہیں ۵۷ھ میں وفات پائی۔رسول ﷺ سے انہوں نے ۴۳ روایات بیان کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما: بن عوام قرشی اسدی ان کی کنیت ابوخبیب ہے۔ اپنے زمانہ میں قریش کے شہسوار تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں یہ پیدا ہوئے۔ افریقہ کی فتح میں شامل تھے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ کی خلافت میں ہوئی۔ ۶۴ھ میں ان سے بیعت خلافت لی گئی نو سال تک خلافت رہی۔ پھر ان کے اور حجاج بن یوسف کے درمیان کئی معرکے پیش آئے۔ جن میں بالآخر ۷۳ھ میں عبداللہ مکہ میں شہید ہو گئے۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۳۳ روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ: بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ الاسدی یہ اشراف قریش میں سے تھے۔ یہ پیغمبر علیہ السلام سے اجازت لے کر حاضر ہوئے۔ عبداللہ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دوران شہید ہو گئے۔ انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن قرشی عدوی ہے۔ یہ عمر بن خطاب کے مولیٰ ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر اور انس اور ایک کثیر جماعت صحابہ سے حدیث سنی خود ان کے بیٹے عبدالرحمان اور یحیٰ انصاری اور سہیل اور ربیعہ رای اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہم نے سنا۔ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ: بن عوف بن کعب عامری شعمی جرشی بصری ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۶ احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں بخاری سے منفرد ہیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: بن عاصم انصاری مدنی یہ صحابی ہیں۔ احد میں اور اس کے بعد والے تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے انہوں نے مسیلمہ کذاب کو یمامہ کے دن قتل کیا۔ بعض نے کہا یہ اور وحشی اس کے قتل میں شریک ہیں۔ حرہ کے دن شہید ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: بن حارث اسرائیلی ان کی کنیت ابویوسف ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تشریف کے بعد اسلام لائے تو ان کا نام حصین تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ بیت المقدس کی فتح میں یہ فاروق اعظم کے ہم رکاب تھے اور جابیہ میں بھی شریک تھے۔ جب علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہوا تو انہوں نے علیحدگی اختیار کی۔ ۴۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پچیس (۲۵) احادیث روایات کی ہیں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب القرشی الہاشمی: ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہیں۔ یہ اپنے والد کے ساتھ حدیبیہ سے مدینہ میں آئے۔ یہ اور محمد بن ابی بکر اور یحییٰ بن علی ماں کی طرف سے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ: مزنی ان کی نسبت مزینہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ ان کی احادیث کو صحاح ستہ والوں نے تخریج کیا۔ سترہ (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں اور ان سے عثمان بن حکیم اور عاصم الاحول اور قتادہ نے روایت لی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ: مازنی انصاری' جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور محمد نے بیان کیا۔ یہ ثقہ ہیں۔ ان سے بخاری' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن مخزومی ہے۔ یہ اہل مکہ کے قاری ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ انہوں نے ابی بن کعب سے پڑھا ان سے مجاہد' عطاء نے روایت لی ان کی وفات قتال عبداللہ بن الزبیر کے دوران ہوئی۔ سات (۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہما: جہنی' یہ انصار کے حلیف ہیں۔ یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ان کو اہل مدینہ میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں معاذ اور عبداللہ نے روایت بیان کی ہے۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ: ابن الصمہ انصاری ان کی کنیت ابوالجہیم ہے۔ یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں بیان کیں جو کہ دونوں بخاری و مسلم میں ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوحمید ہے۔ اس سے یہ معروف ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے منذر بن سعد بتلایا۔ اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے۔ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ: بن عوف بن الحارث' ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ القرشی الزہری ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ ان چھ افراد میں سے ہیں جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو دائر فرمایا تھا۔ بدر' احد اور تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ احد کے دن ۲۱ زخم آئے۔ یہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے پاس بہت سال مال تھا۔ یہ بہت سخی تھے۔ انہوں نے ایک ہی دن میں ۳۰ غلام آزاد کئے اور ایک دن وہ قافلہ جو ستر اونٹوں پر مشتمل تھا گندم' آٹا' غلہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ ایک ہزار گھوڑے' پچاس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راستہ میں صرف کئے جائیں۔ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ انہوں نے ۱۶۵ احادیث روایت کی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابوہریرہ کے ساتھ معروف ہیں۔ یہ محبوب صحابی ہیں۔ خیبر والے سال اسلام قبول کیا اور اس میں شرکت کی۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت کو لازم کرلیا۔ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے یہ صحابہ کرام میں بڑے حافظہ والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو علم اور حدیث کی طرف بہت راغب پایا اور اس کی اپنی زبان مبارک سے گواہی دی۔ ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۵۳۷۴ روایات مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن حبیب بن عبدشمس القرشی' کنیت ابوسعید ہے۔ قائدین امراء صحابہ میں سے ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ غزوہ موتہ میں حاضر تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ سجستان اور کابل وغیرہ کے علاقے فتح کئے اور سجستان کے گورنر رہے۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی۔ ۵۰ ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۴ روایات منقول ہیں۔

عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ انصاری' ان کی کنیت ابوعبس ہے۔ جلیل القدر صحابی ہیں بدر میں موجود تھے۔ پانچ روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری مسلم سے منفرد ہیں۔ ان سے عبایہ بن رفاع نے روایت لی ہے۔ ۳۴ ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عبدالرحمٰن بن شماسہ رحمۃ اللہ: مہری' ان کی کنیت ابوعمرو المصری ہے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے زید بن ثابت اور ابوذر سے روایت لی ہے۔ ان کو علامہ عجلی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔ ابن بکیر کہتے ہیں کہ سو سال کی عمر کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن زیاد: بن ابیہ' یہ فاتح والی ہیں اور عرب کے بہادروں میں سے ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے ساتھ ہی تھے جب کہ وہ عراق میں فوت ہوئے۔ انہوں نے شام جانے کا ارادہ کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۵۳ ھ میں خراسان کا گورنر بنا دیا۔ یہ خراسان میں دو سال تک رہے۔ پھر ۶۰ ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنا دیا۔ ان کو موصل کے علاقہ خازر میں ۶۷ ھ میں ابن اشتر نے قتل کیا۔

عبیداللہ بن محصن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ: انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک روایت نقل کی ہے اور ان کے بیٹے سلمہ نے ان سے روایت لی ہے۔

عتبان بن مالک بن عمر بن عجلان انصاری کزرجی سالمی رضی اللہ عنہ: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بدر میں شرکت کی۔ ابن اسیر کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ باقی تمام نے ان کو بدری شمار کیا۔ بخاری و مسلم نے ان کی روایت لی۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ یہ اپنی قوم کی دیتوں کے معاملے کے وفات تک ذمہ دار تھے۔

عتبہ بن غزوان بن جابر وہیب حارثی مازنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ بصرہ کے بانیوں میں سے ہیں۔ یہ سابقین بالاسلام میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر بدر میں شرکت کی۔ پھر قادسیہ میں شرکت کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا والی بنا دیا۔ ۱۷ ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار (۴) احادیث انہوں نے نقل کی ہیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: اموی قرشی، خلفاء راشدین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ ان بڑی شخصیتوں میں سے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کو ظہور کے بعد عزت ملی۔ یہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جلد اسلام لائے۔ جاہلیت میں شریف اور مالدار تھے۔ ان کا عظیم الشان عمل اپنے خاص مال سے جیش عسرہ کی تیاری ہے۔ ان کے زمانہ خلافت میں بہت سارے علاقے فتح ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ان کا باغیوں نے محاصرہ کیا اور قرآن پڑھنے کی حالت میں ۳۵ھ میں ان کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک سو چھیالیس (۱۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔

عثمان بن ابی العاص ثقفی الطائفی رضی اللہ عنہ: یہ مشہور صحابی ہیں۔ وفد ثقیف کے ساتھ اسلام لائے۔ پیغمبر ﷺ نے ان کو طائف کا عامل بنایا۔ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث نقل کی ہیں۔

عدی بن ابی حاتم طائی رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں ۹ھ شعبان میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا رہا۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہوگئی۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ارتداد کے زمانہ میں اپنی قوم کے صدقات لے کر حاضر ہوئے۔ یہ اپنی قوم میں شریف سخی اور قابل احترام تھے اور دوسرے بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ یہ انہی سے ہی روایت ہے :مادخل علی وقت صلوٰۃ الا نا مشتاق علیھا۔ کہ مجھ پر جب بھی نماز کا وقت آتا ہے تو میں پہلے سے اس کا مشتاق ہوتا ہوں ان کا انتقال ۶۷ھ میں ہوا۔ احادیث کی کتابوں میں چھیاسٹھ (۶۶) روایتیں ان سے مروی ہیں۔

عدی بن عمیرہ بن فروہ کندی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوزرارہ ہے۔ یہ کوفہ میں مقیم ہوگئے پھر وہاں سے حران میں منتقل ہوگئے۔ پھر ۴۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۰ روایتیں ان سے آئی ہیں۔

العرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابونجیم ہے۔ ان سے عبداللہ بن عمرو اور جبیر بن نفیل اور خالدؒ بن معدان نے ان سے روایت لی ہیں۔ شام میں انہوں نے رہائش اختیار کی ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔

عروہ بن زبیر رحمتہ اللہ علیہ: بن عوام اسدی، ان کی کنیت ابوعبداللہ مدنی ہے۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے ہیں اور تابعین علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے والد، والدہ سے روایت لی ہے اور اپنی خالہ عائشہ ام المؤمنین اور علی اور محمد بن مسلمہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ابن سعد نے کہا یہ ثقہ عالم ہیں۔ بہت زیادہ احادیث جاننے والے، فقیہ اور قابل اعتماد ہیں۔ ہررات قرآن کا چوتھا حصہ پڑھتے۔ ۹۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

عروہ بارقی رضی اللہ عنہ: بن ابی جہد اسدی، یہ صحابی کوفہ میں مقیم ہوگئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاضی

رہے۔ یہ کوفہ کے اولین قاضی تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تیاری کے طور پر گھوڑے پالنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) روایات نقل کی ہیں۔

عروہ بن عامر رحمتہ اللہ: یہ مکی ہیں۔ان کے صحابی ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ان کی (طیرہ) شگون کے متعلق روایات ہیں۔ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقہ تابعین میں کیا ہے۔تمام اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

عطاء بن ابی رباح رحمتہ اللہ: یہ ابومحمد قرشی ہیں۔ یہ قریش کے مولیٰ ہیں' مکی ہیں۔ بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔خود ان سے امام اوزاعی' ابن جریج' ابوحنیفہ اور لیث بن سعد نے روایت لی ہے۔اصحابہ ستہ نے ان سے حدیث نکالی ہے۔ان کی عمر اسّی (۸۰) برس ہوئی۔ وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ: یہ شام میں اقامت اختیار کرنے والے صحابہ میں سے ہیں۔ان سے ان کے بیٹے محمد اور ربیعہ بن یزید نے روایت کی ہے۔رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تین روایات لی ہیں۔

عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خزرجی بدری: یہ عقبہ ثانیہ میں ستر افراد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ یہ عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔ بدر میں رہائش اختیار کی اور بدر میں شرکت کی۔ اُحد اور اس کے بعد والے معرکوں میں شرکت کی۔ پھر کوفہ میں اقامت اختیار کر کے وہیں مکان بنایا۔ ۴۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابومسعود مشہور ہے۔ان سے احادیث کی کتابوں میں ایک سو دو (۱۰۲) احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ: بن عامر قرشی نوفلی' ان کی کنیت ابوسروعہ ہے۔فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے۔

عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ: بن عباس القضاعی یہ عظیم الشان صحابی ہیں۔شریف امراء میں سے تھے۔ بڑے قاری فرائض کے ماہر اور شاعر تھے۔غزوہ بحر کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی۔ براہِ راست فتح شام میں شریک ہوئے۔ فتح دمشق کی خوش خبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی لے کر گئے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی بن کر مصر منتقل ہو گئے۔ ۵۸ھ میں وہیں وفات پائی۔پچپن (۵۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عامر بن یاسر رضی اللہ عنہ: بن عامر کنانی مذحجی عنسی قحطانی' ان کی کنیت ابوالیقظان ہے۔ یہ صاحب رائے بہادر حکام میں سے تھے۔ یہ سابقین فی اسلام میں ہیں۔انہوں نے اسلام کو اپنے والد یاسر اور والدہ سمیعہ کے ساتھ ظاہر کیا۔ پھر بدر' احد' خندق' بیعت رضوان میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا۔ جمل اور صفین میں یہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ صفین میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے باسٹھ (۶۲) روایتیں نقل کی ہیں۔

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ ثقفی: یہ بن خشم بن ثقیف سے ہیں۔ ان کے بیٹے ابوبکر وابواسحاق السبیعی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث روایت کی ہیں۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: جزاعی کعبی' ان کی کنیت ابونجیر ہے۔ خیبر والے سال اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ میں تعلیم دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مستجاب الدعوات لوگوں میں سے تھے۔ فتنہ میں یکسور ہے۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو اسّی (۱۸۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زاح بن عدی بن کعب بن غالب قرشی عدوی' ان کی کنیت ابوحفص ہے۔ یہ خلیفہ ثانی ہیں' امیر المؤمنین ان کا لقب ہوا۔ ان کا اسلام لانا کفار پر بڑی کامیابی تھی۔ مسلمانوں کو بڑی تنگیوں سے کشادگی دی۔ یہ بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ انہوں نے سر عام ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۱۳ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کے مطابق ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کے زمانہ میں عظیم الشان فتوحات ہوئیں۔ ۲۳ھ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ ابولؤلوء مجوسی نے ان کو نیزہ مارا جب کہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن عبدالاسعد قرشی مخزومی' ان کی کنیت ابوحفص ہے۔ ان کی والدہ ام سلمہ ام المؤمنین ہیں۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے زیر پرورش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین و فارس کا حاکم بنایا۔ ۸۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں بارہ (۱۲) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ: بن جعفر بن کلاب الجشمی الکلابی۔ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ بقول ابوعمر یہ جشمی کلابی ہیں۔ میں ان کو نہیں پہچانتا۔ ان کی نسبت کلاب جشم کی طرف نہیں اور نہ ہی کلاب کے بعد ثابت ہے۔ احوص بن جعفر بن کلاب نسب مشہور ہے۔ شاید کہ یہ جشم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ ان سے ان کے بیٹے سلیمان سے روایت لی ہے۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی دو روایات ملتی ہیں۔ یہ صحابی ہیں۔

عمرو بن شعیب رحمتہ اللہ علیہ بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص وائل سہمی: ان کی کنیت ابوابراہیم مدنی ہے۔ یہ طائف میں مقیم ہوئے۔ یہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ طاؤس اور ربیع بنت معوذ سے روایت بھی لیتے

ہیں۔ان سے عمرو بن دینار اور قتادہ اور زہری اور ایوب وغیرہ نے روایت لی ہے۔نسائی نے ان کو ثقہ کہا ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عبسی سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابونجیح ہے۔ یہ صالح صحابی ہیں۔ چوتھے نمبر پر اسلام لائے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ خندق کے بعد آئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر شام میں منتقل ہو گئے۔حمص میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔انہوں نے اڑتیس (۳۸) روایات آپؐ سے نقل کی ہیں۔

عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ: یہ بنی عامر بن توی کے معاہد ہیں۔ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ان سے ایک روایت مروی ہے ان سے مسور بن مخرمہ نے روایت نقل کی ہے۔

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ: بن ابی ضرار خزاعی مصطلقی' یہ ام المؤمنین جویریۃ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ یہ بہت کم بات کرنے والے تھے۔۵۰ھ تک باقی رہے۔ بخاری نے ان کی حدیث نکالی اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ: نمری' ان کی نسبت نمر بن قاسط کی طرف ہے۔العبدی بعض نے کہا گویا عبدالقیس کی طرف نسبت ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث انہوں نے روایت کی جن کو بخاری نے نکالا۔ان کی صفات اس سے خود ظاہر ہوتی ہیں کہ زبان نبوت نے ان کی تعریف فرمائی۔ان میں کامل ایمان' پختہ یقین' غناء نفس خیر کی خواہش کثرت سے پائی جاتی تھی جبکہ ان کے بارے میں کہا گیا **واکل اقواما الی ما جعل اللہ فی قلوبھم من الغنی الخیر فیھم عمرو بن تغلب**۔

عمرو بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کبشہ ہے۔ یہ شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس روایات نقل کی ہیں۔جن کی علامہ مزی نے ''الاطراف'' میں ذکر کیا ہے۔البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

عمرو بن حدیث رضی اللہ عنہ: عمرو بن عثمان بن عبید اللہ بن عمر بن مخزوم کوفی' ان کی کنیت ابوسعید ہے۔صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۸ روایات نقل کی ہیں۔ دو احادیث میں مسلم منفرد ہیں۔ بخاری نے کہا ان کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابن ام مکتوم سے معروف ہیں۔بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا۔نووی کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام عمرو ہے۔ یہ مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مختلف غزوات کے موقع پر تیرہ مرتبہ مدینہ

میں اپنا نائب بنایا۔قادسیہ میں شریک ہوکر شہادت پائی۔یہی وہ نابینا ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عَبَسَ وَ تَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی﴾ ان سے تین روایات مروی ہیں۔

عمرو بن عطاء رحمتہ اللہ: بن ابی جوار' یہ تابعی ہیں۔صدوق ہیں۔مسلم وابوداؤد نے ان کی روایت لی ہے۔

عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ: جلیل القدر صحابی ہیں۔ان کی کنیت ابواخطب ہے۔تیرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ان سے چار احادیث مروی ہیں۔ان کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی۔ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔یہ آپ کی دعا کی برکت تھی۔''اللھم جملہ'' مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہیں۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ: بن وائل سہمی قرشی' یہ عبداللہ کے والد ہیں۔صحابی اور مصر کے فاتح ہیں۔صلح حدیبیہ کے دوران مسلمان ہوئے۔آپ ﷺ نے غزوہ ذات السلاسل میں ان کو امیر بنایا۔پھر عمان کا ان کو والی بنایا۔پھر یہ ان امراء میں سے تھے جنہوں نے شام میں حصہ لیا۔حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے فتنہ میں یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۳۸ ھ میں مصر کا والی بنایا۔وہیں ۴۲ ھ میں انہوں نے وفات پائی۔کتب احادیث میں ۳۹ روایات ان سے مروی ہیں۔

عمرو بن مرہ بن عبس جہنی رضی اللہ عنہ: ان کو اسدی بھی کہا جاتا ہے۔بعض ازدی کہتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔اکثر معرکوں میں آپؐ کے ساتھ شریک ہوئے۔آپ سے ایک روایت مروی ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب ہاشمی قرشی' کنیت ابوالحسن ہے۔خلیفہ رابع ہیں۔عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماد ہیں۔بڑے بہادر' عظیم الشان خطیب' قضاء کے ماہر۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لائے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ ھ میں خلیفہ ہوئے۔کوفہ میں اقامت اختیار کی اور اس کو دارالخلافت بنایا۔۴۰ ھ تک دارالخلافہ رہا۔عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے ان پر تلوار کا وار کیا جبکہ یہ صبح کی نماز کے لئے نکلے۔وہ وار آپؓ کی پیشانی پر کاری ضرب سے لگا جس سے آپ جانبر نہ ہوسکے۔

علی بن ربیعہ رحمتہ اللہ: بن نضلہ ابوالبی' ان کی کنیت ابومغیرہ کوفی ہے۔یہ ثقہ ہیں۔بڑے تابعین میں سے ہیں۔انہوں نے علی وسلمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ان سے حاکم اور ابواسحاق نے روایت کی ہے۔بخاری ومسلم میں ان کی روایت سے ایک حدیث ہے۔

عوف بن مالک طفیل رحمتہ اللہ: بن سنجر زروی' یہ وسط درجے کے تابعین میں سے ہیں۔یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے رضیع ہیں۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ: غطفانی' ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ صحابی ہیں' فتح مکہ میں شرکت کی۔ یہ اپنی قوم کا جھنڈا اٹھاتے تھے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سڑسٹھ (۶۷) احادیث روایت کی ہیں۔

عویمر بن عامر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابودرداء ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ تھوڑے سے بعد میں اسلام لائے جبکہ گھر والے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ یہ فقیہہ عامل اور عقل مند تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا عویمر میری امت کا حکیم ہے۔ احد کے بعد والے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ خلافت عثانی میں دمشق کے قاضی رہے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ایک سونواسی (۱۷۹) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ تمیمی مجاشعی: یہ بصرہ میں مقیم ہونے والے صحابی ہیں۔ یہ بصرہ والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ۳۰ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

(الفاء)

فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا: قرشی ہاشمیہ' یہ صحابیہ ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی روایت کو جماعت نے کیا ہے۔ بخاری و مسلم میں دو روایتیں ہیں۔ ان کے بیٹے جعد اور پوتے جعدہ اور عودہ نے روایت لی اور ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ: بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ فہری قرشی' یہ ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ یہ اول مہاجرات صحابیات میں سے ہیں۔ یہ وافر عقل اور کمال والی ہیں۔ ان سے چونتیس (۳۴) احادیث مروی ہیں۔ ان سے کبار تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔

فضالہ بن عبید انصاری: الاوسی' ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ یہ اُحد اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ دمشق کے والی بنے۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ۵۳ھ میں وفات پائی۔

(القاف)

قاسم بن محمد رحمتہ اللہ: بن ابوبکر صدیق قرشی تیمی' حافظ ابن حجر نے فرمایا وہ ثقہ ہیں۔ مدینہ کے فقہاء میں سے ایک ہیں۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ : بن عبداللہ بن شداد عامری' یہ صحابی ہیں ۔ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے ۔ ان سے چھ (۶) احادیث مروی ہیں ۔ بصری میں رہائش اختیار کی اور مسلم' ابو داؤد اور نسائی نے ان سے روایت لی ہے ۔

قتادہ بن ملحسان رضی اللہ عنہ : قیسی' بصرہ میں مقیم ہوئے ان کے بیٹے عبدالملک نے ان سے روایت لی ہے ۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں کی ہیں ۔

قتادہ بن عامہ دوسی رحمتہ اللہ : کنیت ابوالخطاب ہے ۔ بصرہ کے رہنے والے ہیں ۔ نابینا تھے ۔ اسلام کے عظیم ائمہ میں سے تھے ۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن میبّب اور ابن سیرین وغیرہ سے روایت لی ہے ۔ ابن میبّب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قتادہ میں سے زیادہ حافظہ والا کوئی عراقی نہیں آیا ۔ ۱۱۷ھ میں وفات پائی ۔

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ تعلبی' یہ صحابی ہیں ۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی ۔ رسول اللہ ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں ۔ ان سے ان کے بھتیجے زیادہ بن علاقہ نے فقط روایت لی ہے ۔

قیس بن بشیر تغلبی رحمتہ اللہ : یہ شامی ہیں ۔ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں کہ یہ مقبول ہیں ۔ یہ صغار تابعین کے ہم عصر تھے ۔ ان سے ابوداؤد نے ان سے روایت لی ہے ۔ ابوحاتم نے کہا کہ یہ اس کی روایت لینے میں حرج محسوس نہیں کرتا ۔

قیس بن حازم رحمتہ اللہ : بجلی' احمسی ہیں ۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ کوفی ہے ۔ کبار تابعین میں سے ہیں ۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ؐ کی وفات ہو چکی تھی ۔ انہوں نے حضرت ابوبکر' عمر' عثمان وعلی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ۔ ابن معین اور یعقوب بن شیبہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ۔ ان کی وفات ۹۸ ھ میں ہوئی ۔

قیسلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا : عنبریہ' یہ صحابیہ ہیں ۔ مہاجرات سے ہیں ۔ ان کی بھی روایت ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ یہ حبیب بن ازہر کی بیوی تھیں ۔ اس کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں ۔ خاوند فوت ہو گیا تو ان کی بیٹیوں کو عمر بن ایوب بن ازہر نے چھین لیا ۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں ۔

(الکاف)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ : بن کعب انصاری سلمی' بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے ۔ دیگر معرکوں میں بھی شامل ہوئے ۔ مگر بدر و تبوک میں حاضر نہ تھے ۔ احد میں گیارہ زخم کھائے ۔ یہ پیغمبر ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے ۔ زبان و ہاتھ سے جہاد کرنے والے مجاہد تین ہیں ۔ حسان بن ثابت' کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ سے ایک

سواسّی (۱۸۰) روایات نقل کی ہیں۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔

کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ: شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے جابر بن عبداللہ نے روایت کی بعض نے کہا ان سے ام درداء رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔ ان سے ترمذی اور نسائی نے روایت لی ہے۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عدی بن عبید بن حارث قضاعی بسلوی' یہ قواقل کے حلیف ہیں۔ ابو محمد مدنی ان کی کنیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سینتالیس (۴۷) احادیث نقل کی ہیں۔ ان کے بیٹے محمد' اسحاق' عبدالملک نے ان سے روایت لی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہما: یہ ام ثابت ہیں۔ حسان بن ثابت کی بہن ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے شعراء میں سے یہ بھی ایک ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک روایت لی ہے۔ ان سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے روایت لی ہے۔

کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ: یا ابن عبداللہ بن حنبل یمانی' یہ صفوان بن امیہ کے بھائی ہیں۔ ان کے بھتیجے نے ان سے روایت لی ہے اور عمرو بن عبداللہ بن صفوان سے۔

کناز بن حصین رضی اللہ عنہ: ابو مرثد ان کی کنیت ہے۔ یہ ابن یربوع غنوی ہیں۔ بنوعبدالمطلب کے حلیف ہیں۔ یہ بدری ہیں اپنی کنیت سے معروف ہیں۔ ۱۲ھ میں وفات ہوئی۔ دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ ان سے مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی نے روایت لی ہے۔

(اللام)

لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ: بن صبرہ بن عبداللہ بن منتفق ابورزین' عقیلی ان کی کنیت ہے۔ بنومنتفق کے وفد کے ساتھ آئے اور اسلام لائے۔ ان سے ان کے بیٹے عاصم اور بھتیجے وکیع بن عدس' عمرو بن اوس وغیرہ سے روایت لی۔ ان کو لقیط بن صبرہ کہا جاتا ہے۔ یہ نسبت دادا کی طرف ہے۔

(المیم)

مالک بن ربیعہ ساعدی: ان کی کنیت ابواسید ہے۔ ان کا نام عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرجی ساعدی ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں اٹھائیس (۲۸) روایات ان سے منقول ہیں۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ: ان کو ابن حارث کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوسلیمان لیثی ہے۔ یہ اہل بصرہ میں سے

تھے۔ یہ اپنی قوم کے نوجوانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے ان کو نماز کی تعلیم دی۔ ۹۴ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ پندرہ (۱۵) احادیث آپؐ سے روایت کی ہیں۔

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ: بن خالد بن مسلم کوفی کندی' یہ صحابی ہیں۔ مصر میں اقامت اختیار کی۔ حمص کے حاکم بنے۔ مروان بن حکم کے زمانہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

مالک بن عامر رحمتہ اللہ: ان کی کنیت ابوعطیہ ہے یا ابن ابی عامر وداعی ہمدانی' یہ تابعی ہیں۔ یہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابواسحاق' اعمش نے روایت نقل کی ہے۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ ۷۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم اور ابوداؤد و ترمذی نے ان سے روایت لی ہے۔

مجیبۃ باہلیہ رحمتہ اللہ: اس نے اپنے والد سے روایت کی یا اپنے چچا سے۔ اس کا نام مذکور نہیں۔ مجیبہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ نام مذکر ہے یا مونث کا۔

محمد بن سیرین رحمتہ اللہ: انصاریؓ ان کے مولیٰ ہیں' ان کی کنیت ابوبکر بصری ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے مولیٰ انس بن مالک' زید بن ثابت' عمران بن حصین' ابو ہریرہ' عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ یہ کبار تابعین سے ہیں۔ ان کے متعلق ابن سعد نے کہا یہ ثقہ' مامون و محفوظ بلند و عالی' امام فقیہہ بہت علم والے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار فرماتے وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن زید رحمتہ اللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم: یہ تابعی' ثقہ' حافظ اور اوساط تابعین میں سے ہیں۔

محمد بن عباد رحمتہ اللہ: بن جعفر مخزومی مکی' یہ ثقہ ہیں اوساط تابعین ان سے صحاح ستہ کے مصنفین نے روایات لی ہیں۔

مجرمہ عبدی رحمتہ اللہ: عبدالقیس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ بن ربیعہ بن نزار حالات والی کتب میں ان کا تزکرہ نہیں ان کے بارے میں وضاحت نہیں کہ صحابی ہیں یا تابعی ہیں۔

مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ یہ بہت کم روایات بیان کرنے والے ہیں۔ بخاری میں ان کی ایک روایت ہے۔ ان سے صرف قیس بن حازم نے روایت لی ہے۔

مرثد بن عبداللہ یزنی رحمتہ اللہ: ان کی کنیت ابوالخیر مصری ثقہ فقیہ ہیں۔ کبار تابعین سے ہیں وفات ۹۰ھ میں ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

مسروق بن اجدع رحمتہ اللہ: بن مالک ہمدانی ودائی' ابوعائشہ کوفی ان کی کنیت ہے۔ثقہ تابعی ہیں۔ یہ مخضرمی فقیہ عابد ہیں۔اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن حنبل بن الاحب قرشی فہری' ان کی والدہ وعد بنت جابر بن حنبل بن الاحب ہیں جو کہ کرز بن جابر کی بہن ہیں۔ بقول واقدی وفات نبوی کے وقت یہ بچے تھے۔ان کے علاوہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اس کو محفوظ کیا۔پہلے کوفہ اور پھر مصر میں اقامت اختیار کی۔سات روایات ان سے مروی ہیں۔ایک روایت میں بخاری کی بجائے مسلم منفرد ہے۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: زہری' ان کی کنیت ابوزرارہ لمدنی ہے۔تابعی ہیں۔انہوں نے اپنے والد' حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت لی۔ان سے ان کے بھتیجے اسماعیل بن محمد اور طلحہ بن مصرف اور ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور بہت روایات والے ہیں۔وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ: جہنی' یہ صحابی ہیں مصر میں رہائش اختیار کی۔ان سے ان کے بیٹے سہل نے روایت کی ہے۔ اس کا بہت بڑا نسخہ ہے۔اس سے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایات لی ہیں۔اسی طرح ابوداؤد' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ اور دیگر ائمہ نے اپنی کتابوں میں روایات لی ہیں۔انہوں نے ۳۰ روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی' کنیت ابوعبدالرحمٰن' امام مقدم ہیں حرام وحلال کے ماہر ہیں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اعلم امتی بالحلال و الحرام معاذ بن جبل**'' یہ خوبصورت نوجوان تھے۔حوصلہ' سخاوت' حیاء میں انصار کے افضل ترین نوجوانوں سے تھے۔۱۸ سال کی عمر میں اسلام لائے۔عقبہ' بدر اور تمام معرکوں میں شرکت کی۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کا والی مقرر فرمایا۔۱۸ھ میں عین جوانی میں طاعون عمواس میں شہادت پائی۔ان کی عمر ۳۴ سال تھی۔رسول اللہ ﷺ سے ایک سوستاون (۱۵۷) روایات مروی ہیں۔

معاذہ بن عدویہ رحمہا اللہ: بنت عبداللہ' یہ صلہ بن اشیم کی بیوی ہیں۔ یہ اہل بصرہ سے تھیں ان کی کنیت ام الصہباء تھی۔اوساط تابعین سے تھیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے پاس آمد ورفت تھی اور ان سے روایات بھی نقل کی ہیں۔ اصحاب ستہ نے ان کی روایات لی ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما: صخر بن حرب بن امیہ قرشی اموی' شام میں دولت امویہ کے بانی ہیں۔مکہ میں پیدا ہوئے۔۸ھ مکہ کی فتح کے دن اسلام لائے۔کتابت اور حساب کا علم سیکھا تو آپؐ نے اپنا کاتب وحی بنا دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ اردن پھر دمشق کو جمع کر دیا۔پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کا علاقہ بھی سپرد کر دیا۔۴۱ھ میں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری اختیار کی۔ پھر خلافت ۱۹ سال تک ان کے پاس رہی۔ دمشق میں ۶۰ ھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیس (۱۲۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت بنو سلیم کی طرف ہے۔ جو عرب کا معروف قبیلہ ہے۔ مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے تیرہ (۱۳) روایات مروی کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں۔ نووی کہتے ہیں ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روایات لی ہیں۔

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ: بن معاویہ بن قشیر بن کعب القشیری بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ صحابی ہیں، جن سے کئی روایات مروی ہیں۔ بہز بن حکیم کے یہ دادا ہیں۔ ان سے ابن حکیم نے روایت لی۔ ابوداؤد نے کہا بہز بن حکیم بن معاویہ کی احادیث صحیح ہیں۔

معرور بن سوید رحمتہ اللہ: اسدی ابوامیہ کوفی، ان کی کنیت ہے۔ ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر، ابن مسعود اور صحابہ کی جماعت رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ان سے واصل احدب، اعمش نے روایت لی اور ابو حاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ انہوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی۔

معن بن یزید بن اخنس سلمی رضی اللہ عنہم: ان کی کنیت ابو یزید ہے۔ یہ خود اور ان کے والد اور دادا تمام صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا مقام تھا، فتح دمشق میں موجود تھے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی پھر مصر میں داخل ہوئے۔ پھر شام میں سکونت اختیار کی۔ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حاضر ہوئے اور واقعہ راہط میں ضحاک بن قیس کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوئے۔ اس وقت ۵۴ ھ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بن عبداللہ مزنی: ابویعلی کنیت ہے۔ حدیبیہ سے قبل اسلام لائے۔ یہ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کندہ سے حاضر ہوئے جو شام میں ہے۔ ان کی وفات ۸۷ ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چونتیس (۳۴) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: بن ابی عامر ثقفی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ خندق کے زمانہ میں اسلام لائے۔ یمامہ، یرموک اور قادسیہ کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بڑے عقل مند، ذہین و فطین، ادیب سمجھدار گہری سوچ والے تھے۔ ۵۰ ھ میں وفات پائی۔ ان سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) احادیث مروی ہیں۔

مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کریمہ ہے۔ یہ کندہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شام کے مقام کندہ سے آئے تھے (کندہ درحقیقت قبیلے کا نام ہے) ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار سو سینتالیس (۴۴۷) احادیث روایت کی ہیں۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن ثعلبہ بہرانی کندی' ان کی کنیت ابو معبد ہے۔ یہ صحابی ہیں۔ یہ مقداد بن عمرو ہیں۔ نووی نے کہا یہ مقداد بن اسود ہیں کیونکہ وہ اسود بن عبد یغوث زہری کی گود میں زیر پرورش تھے۔ اس نے ان کو متبنیٰ بنا لیا۔ وہ سابقین فی الاسلام میں سے تھے انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور تمام لڑائیوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔ بیالیس (۴۲) احادیث رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

میمون بن ابی حارث رحمۃ اللہ: ربعی' ان کی کنیت ابو نصر کوفی ہے۔ حافظ ابنِ حجر سے تقریب میں ان کو صدوق کہا اور کہا یہ بہت ارسال کرنے والے تھے۔ طبقہ ثالثہ کے تابعی ہیں۔ ۸۳ھ میں واقعہ جماجم میں وفات پائی۔

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: بن حزن بن بجیر بن ہرام بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال عامریہ ہلالیہ' یہ ام المؤمنین ہیں۔ ان سے ابنِ عباس' یزید بن الاصم اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ زہری نے کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہبہ پیش کیا۔ ۵۱ھ میں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) احادیث ان سے مروی ہیں۔

(النون)

نافع غدوی رحمۃ اللہ علیہ: ابو عبداللہ مدنی' عظیم الشان تابعین سے ہیں۔ اپنے مولیٰ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما' ابی لبابہ' ابو ہریرہ' عائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ بھی بہت سے اصحاب سے روایت کی ہے۔ بخاری نے کہا ان کی سند سب سے زیادہ صحیح ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمر ان سے ان کے بیٹے ابوبکر اور عمر اور ایوب اور ابن جریج و مالک وغیرہم نے روایت لی ہے۔ وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ: بن مطعم' یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ شریف اور فتویٰ دینے والے ہیں۔ اصحاب کتب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔

نزال بن سبرہ رحمۃ اللہ عامری: ہلالی' یہ جلیل القدر تابعین سے ہیں۔ بعض نے کہا یہ صحابی ہیں انہوں نے حضرت ابوبکر' عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے اور ان سے شعبی اور ضحاک نے روایت لی ہے۔ عجلی نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں۔

نسیبہ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام نسیبہ تصغیر کے ساتھ ہے۔ بعض نے فعلیہ کا وزن مانا ہے۔ یہ مدینہ کی رہنے والی ہیں پھر بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (میتات) میت عورتوں کو غسل دیتی تھیں۔ ام عمارہ اور ان کا نسب ایک ہے۔ ام عطیہ لقب معروف ہے۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو برزہ ہے۔ یہ اپنی کنیت میں منفرد ہیں۔ صحابہ میں اور کسی کی یہ کنیت نہیں تھی۔ شروع میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شرکت کی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی ان کے بیٹے وہیں تھے۔ پھر غزوہ خراساں میں شمولیت اختیار کی۔ بعض نے کہا یہ بصرہ واپس لوٹ آئے۔ ۶۰ھ میں وہیں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) روایات رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی ہیں۔ ان کے والد اور والدہ بھی صحابہ ہیں۔ شام کے مقام نعمان میں رہائش اختیار کی۔ کوفہ کی امارت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر ہوئے۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کو حمص میں منتقل کر دیا۔ ۶۴ھ میں وہیں شہید ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو چودہ (۱۱۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ: بن عائذ مزنی' ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ بعض نے کہا ابو حکیم ہے۔ یہ معروف صحابی ہیں۔ ۲۱ھ میں نہاوند کے مقام پر شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔

نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ: یہ اہل طائف میں سے ہیں اور صحابیٔ رسول ہیں۔ ان کو ابو بکرہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے طائف کے قلعہ سے ایک جوان اونٹ نبی اکرم ﷺ کی طرف لٹکایا۔ یہ یوم جمل وصفین میں الگ تھلگ رہے۔ ۵۲ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بتیس (۱۳۲) روایات ان سے منقول ہیں۔

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ: بن خالد بن عمرو عامری کسلابی' یہ صحابی ہیں۔ شامی صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ نواس رضی اللہ عنہ نے سترہ (۱۷) روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

(الھاء)

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد قرشی اسدی' یہ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں معروف تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسی بات پہنچتی جو حکیم کو ناپسند ہوتی تو وہ فرماتے جب تک میں اور حکیم باقی ہیں یہ کام نہ ہوگا۔ ۱۵ھ کے بعد وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں منفرد ہے۔

ہند بن امیہ رضی اللہ عنہا: قرشیہ مخزومیہ' ان کی کنیت ام سلمہ ہے۔ یہ امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ ۴ھ میں ان سے شادی ہوئی۔ یہ عورتوں میں اخلاق و عقل کے اعتبار سے کامل تھیں۔ ۶۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کئی

کتابوں میں تین سو اٹھتر (۳۷۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

ہمام بن حارث رحمۃ اللہ: بن قیس بن عمرو نخعی کوفی' یہ عابد اور ثقہ عالم ہیں۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت لی ہے۔

(الواؤ)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو ہنیدہ ہے یہ حضرمی ہیں۔ حضرموت کے سرداروں میں سے ہیں۔ ان کے والد وہاں کے بادشاہوں میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو مرحبا کہی اور اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھادی اور اپنے ساتھ بٹھایا اور دعا فرمائی: اللهم بارك في وائل ولده "اے اللہ وائل اور اس کی اولاد میں برکت عنایت فرما" حضرموت کے سرداروں پر آپ نے ان کو نگران مقرر فرمایا اور ان کو قطعہ زمین عنایت فرمایا۔ یہ فتوحات میں حاضر ہوتے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۰ھ میں وہاں وفات پائی۔ اکہتر (۷۱) احادیث ان سے مروی ہیں۔

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ: بن مالک بن عبید اسدی' یہ صحابی ہیں۔ ۹ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بہت زیادہ رونے والے تھے ان کے آنسو رکتے نہ تھے۔ رقہ میں رہائش اختیار کی اور وہاں وفات پائی۔ گیارہ (۱۱) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو اسقع ہے۔ یہ کنانی لیثی ہیں۔ یہ اس وقت اسلام لائے جب آپ تبوک کے لئے پابہ رکاب تھے۔ یہ آپ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شامل ہوئے۔ پھر فتح دمشق وحمص میں شامل تھے۔ یہ مدینہ کے اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ ۸۶ھ میں دمشق کے مقام پر وفات ہوئی۔ ان سے ایک سو چھپن (۱۵۶) احادیث مروی ہیں۔

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ: یہ حبشی ہیں' کنیت ابو وسمہ ہے۔ بنی نوفل کے مولیٰ ہیں۔ یہ مکہ کے سیاہ فام لوگوں میں سے تھے۔ یہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ اہل طائف کے وفد کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قتل مسیلمہ کذاب میں بھی شریک تھے۔ یرموک میں موجود رہے۔ پھر حمص میں سکونت اختیار کی۔ ۲۵ھ میں وہاں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۴۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وہب بن عبداللہ سوائی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو جحیفہ ہے۔ یہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ان کو بیت المال کا نگران بنایا یہ علی رضی اللہ عنہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۷۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۴۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وارد کاتب مغیرہ رحمۃ اللہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ اور کاتب ہیں انہوں نے اپنے آقا حضرت مغیرہ سے روایت کی ہے۔انہوں نے قاسم بن مغیرہ اور رجاء بن حیوۃ سے روایت لی ہے۔ان کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔

(الیاء)

یزید بن شریک بن طارق رحمۃ اللہ: تیمی کوفی ہیں۔ یہ ثقہ تابعی ہیں۔کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔یہ عبدالملک کی خلافت میں فوت ہوئے۔تمام نے ان سے روایات لی ہیں۔

یزید بن حیان رحمۃ اللہ: تیمی کوفی' حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ ثقہ ہیں۔ چوتھے طبقہ کے تابعین سے ہیں۔تابعین میں ان کا درجہ درمیانہ ہے۔ان سے مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے روایت لی ہے۔

یعیش بن طخفہ رحمۃ اللہ علیہ: غفاری' ان کی نسبت بنو غفار کی طرف ہے۔ یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔تابعی ہیں۔ اپنے والد طخفہ سے انہوں نے پیٹ کے بل سونے کی ممانعت والی روایت نقل کی ہے۔

کنیت کے لحاظ سے جو تراجم ذکر کئے گئے وہ مندرجہ بالا ناموں کے تحت درج ہو چکے ہیں۔

فیمن عرف بابن فلان

ابنِ شماسہ: ان کا نام عبدالرحمٰن بن شماسہ ہے۔ترجمہ حرف ع میں دیکھیں۔

ابن الحنظلیہ: ان کا نام سہل بن عمرو ہے۔ان کے حالات س میں دیکھیں۔

ابنِ عمر: ان کا نام عبداللہ ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔

ابنِ مسعود: نام عبداللہ ہے' حالات حرف عین میں ملاحظہ ہوں۔

تراجم المخرجین

احمد بن حسین بن علی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابوبکر بیہقی ہے۔ یہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یہ حرد وجرد میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور کے شہر بیہق کی ایک بستی ہے۔سن ولادت ۴۵۸ھ ہے۔ پھر جشمانہ جو ان کا شہر تھا وہاں منتقل ہوئے۔ ان کی تصانیف میں السنن الکبری اور دلائل النبوۃ اور الجامع المصنف فی شعب الایمان۔

احمد بن محمد بن احمد بن طالب ابوبکر المعروف بالبرقانی: یہ وائلی عالم ہیں۔ یہ مسلک حنبلی کے عالم تھے۔ یہ مرو کے رہنے والے ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور طلب علم میں پرورش پائی۔علم کے لئے بڑے سفر کئے۔ ۲۸ ماہ تک معتصم نے ان کو اپنے ساتھ رکھا کیونکہ یہ خلق قرآن کے قائل نہ تھے۔انہوں نے حدیث میں مسند تصنیف کی جو تیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن احمد بن غالب ابوبکر المعروف بالبرقانی: یہ خوارزمی عالم حدیث ہیں۔ بغداد کو وطن بنایا اور وہاں

۴۲۵ھ میں وفات پائی۔ان کی بھی ایک مسند ہے۔اس میں وہ احادیث بھی ہیں جو بخاری ومسلم میں ہیں۔نیز انہوں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور ایوب اور دیگر ائمہ احادیث کی روایات جمع کی ہیں۔وفات تک تصنیف میں مشغول رہے۔

احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزاز ابوبکر: اہل بصرہ میں سے حافظ الحدیث ہیں۔رملہ میں ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔ان کی دو مسندیں ہیں۔ایک کا نام البرالزاکراور دوسرے کا نام البحر الصغیر ہے۔

حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی ابوسلیمان الخطابی: یہ بڑے فقیہہ محدث ہیں۔یہ اہل بست سے ہیں جو کابل کے علاقہ میں ہے۔یہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ان کی کتاب معالم السنن ہے جو سنن ابی داؤد کی شرح ہے۔وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر ازدی سجستانی ابوداؤد: اپنے زمانہ کے امام المحدثین ہیں۔یہ سجستان کے رہنے والے ہیں۔وفات ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ان کی کتاب ابوداؤد صحاح ستہ میں سے ہے۔اس میں ۴۸۰۰ احادیث ذکر کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر حمیدی اسدی' ابوبکر المعروف حمیدی: حدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔یہ اہل مکہ میں سے ہیں۔وہاں سے امام شافعی کے ساتھ مصر کی طرف سفر کیا اور وفات تک ان کے ساتھ رہے۔پھر مکہ میں واپس آئے اور فتویٰ دینے لگے۔یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔بخاری نے ان سے پچھتر (۷۵) روایات لی ہیں۔مسلم نے ان کا تذکرہ اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔۲۱۹ھ مکہ میں وفات ہوئی۔ان کی مسند الحمیدی کے نام سے معروف ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام تمیمی دارمی: یہ سمرقندی ہیں اور ابومحمد کنیت ہے۔یہ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔یہ عاقل' فاضل مفسر اور فقیہہ ہیں۔انہوں نے سمرقند میں علم حدیث و آثار کو نمایاں کیا۔ان کی تصانیف میں السنن الدارمی ہے۔

علی بن عمر بن احمد بن مہدی' ابوالحسن دارقطنی شافعی: یہ اپنے وقت کے امام حدیث ہیں۔انہوں نے سب سے پہلے قراءت پر تصنیف کی اور اس کے ابواب بنائے۔بغداد کے محلہ دارقطن میں ان کی پیدائش ہوئی۔وفات ۸۳۵ھ میں پائی تصانیف میں سنن دارقطنی ہے۔

مالک بن انس بن مالک اصحی حمید امام مالک: ابوعبداللہ کنیت' امام دارالہجرت ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔مالکیہ کی نسبت ان کی طرف ہے۔ولادت ووفات مدینہ میں ہوئی۔دین میں مضبوط اور امراء سے دور رہنے والے تھے۔منصور نے ان سے سوال کیا کہ وہ ایک کتاب لکھ دیں جو لوگوں کو عمل پر آمادہ کرے۔انہوں نے الموطا تصنیف فرمائی۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم مغیرہ بخاری: ابوعبداللہ کنیت ہے۔یہ اسلام کے عالم ہیں۔حافظ حدیث ہیں۔بخارا میں پیدا ہوئے۔طلب حدیث میں طول طویل اسفار کیے۔خراساں' عراق' مصر' شام گئے۔ایک ہزار مشائخ سے چھ لاکھ

احادیث سنی اوران سے صحیح بخاری کا انتخاب کیا اور جس روایت کو پختہ پایا۔ ان کی کتاب حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔ بخاری نے خرتنگ جو سمرقند کی بستی ہے' ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عیسیٰ بن سورہ اسلمی بوعی ترمذی: ابوعیسیٰ کنیت' حدیث میں جامع کتاب کے مصنف ہیں۔ علماء وحفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ ترمذ کے رہنے والے ہیں جو نہر جیجوں پر واقع ہے۔ بخاری کے شاگرد ہیں۔ حفظ میں ضرب المثل تھے۔ ترمذ میں ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن یزید ربعی قزوینی ابوعبداللہ ابن ماجہ: علم حدیث کے ایک امام ہیں۔ اہل قزوین میں سے ہیں۔ انہوں نے بصرہ' بغداد' شام' مصر اور حجاز اور رے کا سفر کیا تا کہ حدیث حاصل کریں۔ اپنی کتاب سنن ابن ماجہ تصنیف کی۔ یہ صحاح ستہ میں سے ہے۔

مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ابوحسین امام مسلم: ابوحسنین کنیت ہے یہ حافظ الحدیث ہیں۔ ائمہ محدثین سے ہیں۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور حجاز' مصر' شام' عراق کے سفر کئے۔ نیشاپور کے مضافات میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور کتاب صحیح مسلم ہے۔ اس میں بارہ ہزار احادیث کو جمع کیا۔ حدیث میں جن کتابوں پر دارومدار ہے یہ ان میں سے ایک ہے۔ امام نووی اور دیگر بہت سے علماء نے اس کی شروح لکھی ہیں۔

یحییٰ بن بکیر بن عبدالرحمٰن تمیمی حنظلی ابوزکریا حاکم نیشاپوری: حدیث کے امام ہیں۔ پرہیز گار ثقہ ہیں۔ اپنے زمانہ کے عظیم علماء میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار' پختہ یقین والے تھے۔ وفات ۲۲۶ھ میں ہوئی۔

الحمد للہ اولاً و آخراً

تمت التراجم لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعیهم رحمهم اللہ علیهم

اللّٰهم احشرنا فی زمرتهم یوم القیامة لیلة الجمعه ۲۷ من شهر ذی الحجة ۱۴۲۱ھ آمین